التجريد الصريح
لأحاديث الجامع الصحيح

مختصر صحیح بخاری (اردو)

جلد اوّل

مؤلف/ امام ابوالعباس زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد
شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ

نظر ثانی
شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح

امام ابوالعباس زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی

شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

دارالسلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

الریاض ہیوسٹن لاہور

فہرت کتب صحیح البخاری (باعتبار حروف تہجی)

فہرست مضامین

کتاب العلم

وضو کا بیان

غسل (نہانے) کا بیان

حیض کا بیان

تیمم کا بیان

نماز کا بیان

نمازوں کے اوقات کا بیان

اذان کے بیان میں

جمعہ کے بیان میں

نماز خوف کا بیان

عیدین کا بیان

وتر کے بیان میں

بارش طلب کرنے کا بیان

گرہن کے بیان میں

سجدہ تلاوت اور اس کا طریقہ

نماز قصر کے بیان میں

تہجد کے بیان میں

مکہ اور مدینہ کی مساجد میں نماز پڑھنا

نماز میں کوئی کام کرنے کا بیان

سجدہ سہو کے بیان میں

جنازہ کے بیان میں

زکوۃ کے بیان میں

صدقہ فطر کے بیان میں

حج کے بیان میں

عمرہ کے بیان میں

حج و عمرہ سے روکے جانا

شکار اور اس کی مثل دیگر افعال کی جزا

فضائل مدینہ کے بیان میں

روزے کے بیان میں

نماز تراویح کے بیان میں

اعتکاف کے بیان میں

خرید وفروخت کے بیان میں

سلم کے بیان میں

شفعہ کے بیان میں

اجارہ کا بیان

حوالوں کا بیان

وکالت کا بیان میں

کاشتکاری اور بٹائی کا بیان

مساقات کا بیان

قرض لینا اور قرضہ ادا کرنا' تصرف سے روکنا اور دیوالیہ قرار دینا

جھگڑوں کے بیان میں

گری پڑی چیز کو اٹھانے کے بیان میں

حقوق کے بیان میں

شراکت کے بیان میں

بحالت اقامت گروی رکھنا

غلام آزاد کرنے کے بیان میں

ھبہ کی فضیلت اور اس کی ترغیب

گواہی کے بیان میں

شروط کے بیان میں

وصیتوں کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

دارالسلام ... الریاض' لاہور ... کے مقاصد میں بہ انداز جدید سلفی تعبیر کے مطابق دین اسلام کی توضیح و تشریح اور بہتر سے بہتر انداز میں اس کی نشرو اشاعت ہے۔

اس کے لئے ظاہر ہے' قرآن کریم کے بعد صحیح احادیث کے مجموعے ہی دوسرا ماخذ اور مصدر ومنبع ہیں۔ اس لئے مجموعہ ہائے احادیث کو بھی اہتمام صحت اور عام فہم تشریح و فوائد کے ساتھ منظر عام پر لانا نہایت ضروری ہے۔

الحمد للہ! دارالسلام اپنے متعین اہداف و مقاصد کی روشنی میں' اللہ تعالیٰ کی توفیق سے' سرگرم عمل ہے اور اب تک انگریزی اور اردو میں کئی گراں قدر کتب احادیث کے ترجمے مع فوائد و تشریحات شائع کر چکا ہے۔ جیسے:

① صحیح بخاری (انگریزی' ۹ جلدوں میں)
② بلوغ المرام (انگریزی' اور اردو)
③ اللولو والمرجان (انگریزی)
④ ریاض الصالحین (انگریزی' اردو)
⑤ چالیس احادیث (انگریزی)
⑥ ایک سو دس احادیث قدسیہ (انگریزی)
⑦ مختصر صحیح بخاری (انگریزی)

زیر نظر کتاب' یہی آخری کتاب ہے' جسے ادارہ اب اردو کے قالب میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جب کہ انگریزی میں وہ اسے پہلے ہی شائع کر چکا ہے۔

صحیح بخاری فقہی مسائل کے اثبات اور ترتیب کے اعتبار سے قدرے مشکل ہے' جس کے

سمجھنے میں عوام کو کچھ دقت اور بعض دفعہ تکرار میں بھی گرانی سی محسوس ہوتی ہے۔ اس کتاب کے فاضل مؤلف نے دقت اور گرانی کو محسوس کرتے ہوئے صحیح بخاری کا ایسے انداز میں اختصار کیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں جن سے صرف اہل علم ہی استفادہ کر سکتے تھے، ختم ہو گئی ہیں، اس سے بخاری کی روایات کے فہم میں کوئی دقت رہتی ہے نہ تکرار ہی۔

ہم فاضل مترجم مولانا حافظ عبد الستار حماد صاحب (فاضل مدینہ یونیورسٹی) اور شیخ الحدیث مولانا عبد العزیز علوی صاحب دونوں کے ممنون ہیں، مولانا حماد صاحب حفظہ اللہ نے ترجمہ وفوائد کا کام نہایت محنت اور جانفشانی سے سرانجام دیا اور مولانا علوی صاحب حفظہ اللہ کی نظر ثانی نے اس کے درجۂ استناد میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ (فجزاهما الله احسن الجزاء)

امید ہے کہ "بلوغ المرام" اور "ریاض الصالحین" وغیرہ کی طرح یہ کتاب بھی اردو قارئین کے لئے ایک بہترین رہنما اور مشعل نور ثابت ہو گی۔

اسی طرح ہم ادارے کے رفیق کار اخلاص الحق ساجد، جنہوں نے بڑی محنت، محبت اور خلوص سے کمپوزنگ، ٹائپ سیٹنگ مکمل کی اور دیگر رفقائے ادارہ خصوصاً حافظ عبد العظیم اسد، مدیر دارالسلام (لاہور برانچ) کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دین ودنیا میں ترقی نصیب فرمائے اور اس عظیم الشان خدمت حدیث کو ہم سب کے لئے سید ولد آدم علیہ السلام کی شفاعت کبریٰ کا ذریعہ بنائے۔ (آمين يا رب العالمين وصلى الله على نبيه محمد واله وصحبه اجمعين ومن تبعهم باحسانٍ الى يوم الدين)

عبد المالک مجاہد

مدیر: دارالسلام الریاض۔ لاہور

نومبر ۱۹۹۹ء

تقدیم

مختصر صحیح بخاری نویں صدی کے ایک محدث جلیل امام زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ہے' جس کا انہوں نے نام ﴿التجريد الصريح لاحاديث الجامع الصحيح﴾ رکھا ہے' جس میں انہوں نے صحیح بخاری کی صرف مرفوع متصل احادیث کا انتخاب واختصار کیا ہے۔ امام بخاری ایک ایک حدیث فقہی مسائل کے استنباط کی خاطر' بعض دفعہ' دس دس' بیس بیس' (اور اس سے کم و بیش) جگہ لے آئے ہیں لیکن امام زبیدی نے محنت اور کوشش کر کے' اس تکرار کو ختم کیا ہے اور حدیث کو صرف ایک دفعہ ایسے باب کے تحت درج کیا ہے جس کے ساتھ اس کی مطابقت بالکل واضح اور نمایاں ہے۔ جس کی خاطر انہوں نے امام بخاری کی بعض کتب اور بے شمار ابواب بھی حذف کر دیئے ہیں۔

مثال کے طور پر امام بخاری نے کتاب الحیل' کتاب الاکراہ' کتاب اخبار الاحاد کے نام سے کتاب کے آخر میں عنوان قائم کئے ہیں' لیکن امام زبیدی نے ان تینوں اہم کتب کو حذف کر دیا ہے۔ آخری کتاب التوحید میں اٹھارہ ابواب میں سے امام زبیدی نے صرف سات باب بیان کئے ہیں۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں اٹھائیس ابواب میں سے صرف سات باب بیان کئے ہیں۔ اس طرح امام زبیدی کی کتاب صحیح بخاری کی صرف مرفوع متصل روایات کا اختصار و انتخاب ہے اور صحیح احادیث کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو اس مقصد کے لئے تیار کیا گیا ہے کہ انسان ان کو بلا تکلف یاد کر سکے اور ان کی صحت کے بارے میں اس کے دل میں کسی قسم کا خدشہ یا کھٹکا نہ رہے۔

ہمارے فاضل دوست اور محترم بھائی حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ ... جو صاحبان علم اور اہل قلم حضرات میں ایک بلند مقام پر فائز ہیں اور بنیادی طور پر ایک مدرس ہیں اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فارغ ہونے کی بنا پر عربی زبان اور عربی ادب میں مہارت رکھتے ہیں ... انہوں نے اس کا انتہائی محنت و کاوش اور عرق ریزی سے سلیس' رواں اور شگفتہ ترجمہ کیا ہے اور انتہائی اہم اور

ضروری مقامات پر انتہائی جامع اور مختصر فوائد تحریر کئے ہیں۔ وہ ایک مدرس ہونے کی حیثیت سے ترجمہ کی نزاکت کو سمجھتے ہیں اور صاحب تحریر ہونے کی بنا پر اس کو بہترین انداز اور اسلوب میں ڈھالتے ہیں اور ایک خطیب اور واعظ کی حیثیت سے عام لوگوں کی ضروریات اور جذبات سے آگاہ ہونے کی بنا پر مشکل الفاظ استعمال نہیں کرتے۔

میں نے ترجمہ اور فوائد پر نظرثانی کی ہے ایک عام مصنف جو مدرس نہ ہو اور عربی زبان کی تراکیب اور اسلوب سے آشنا نہ ہو' اس کے ترجمہ پر نظرثانی کرنا اور اس کو درست کرنا بسااوقات ترجمہ کرنے سے بھی مشکل کام ہوتا ہے' لیکن ماہر مترجم کے ترجمہ پر نظرثانی مشکل کام نہیں ہوتا بلکہ یہ تو ہموار بنی ہوئی زمین پر بیل بوٹے اُگانا ہوتا ہے۔ اس لئے ترجمہ کی نوک پلک سنوارنا کوئی مشکل کام نہ تھا' لیکن اس کے باوجود ان کے کام میں کہیں نقص کا رہ جانا کوئی بڑی یا قابل گرفت بات نہیں ہے' اس لئے بعض مقامات پر ناگزیر صورت میں ترجمہ کو صحیح اور درست کرنے کی خاطر کچھ لفظی تبدیلی کی گئی ہے' اور بعض مقامات پر فوائد میں ضرورت کے تحت اضافہ کیا گیا ہے اور وہاں نشاندہی بھی کر دی گئی ہے' لیکن ترجمہ کی تصحیح میں نشاندہی کرنا ممکن ہوتا ہے اور نہ مناسب' اس لئے اس کی نشاندہی نہیں کی گئی بلکہ ایک قابل اعتماد ساتھی ہونے کے ناطے ان کے علم میں لائے بغیر یہ علمی جسارت کی گئی ہے۔

اس علمی اور تحقیقی کام پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور وہ ادارہ جو اس کام کو اصلاح امت اور جذبۂ تبلیغ کے تحت منظر عام پر لایا ہے وہ بھی قابل ستائش ہے۔ ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ اردو دان طبقہ کے لئے فہم دین اور اتباع سنت کے لئے یہ ترجمہ اور فوائد ان شاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوں گے۔

عبدالعزیز علوی

شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ' فیصل آباد

۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۹۹ء

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر اپنے احکام کی پابندی اور اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کے احکام واوامر کی اتباع کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس کے متعلق چند قرآنی آیات درج ذیل ہیں:

① ﴿مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء٤/ ٨٠)

”جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

② ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (النساء٤/ ٥٩)

”اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کا کہا مانو۔“

③ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر٥٩/ ٧)

”اور رسول تمہیں جو حکم دے اسے لے لو اور جس چیز سے وہ منع کرے اس سے رک جاؤ۔“

④ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الأحزاب٣٣/ ٢١)

”بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔“

⑤ ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾

(آل عمران٣/ ٣١)

”آپ کہہ دیں اگر تم اللہ کو محبوب رکھنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اس وقت اللہ تمہیں محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کے احکام کی اطاعت واجب ہے نیز رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔

اگر ہم مزید غور وفکر سے کام لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کی صحیح تصویر قرآن اور حدیث دونوں سے مل کر ہی تیار ہوتی ہے۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان دونوں کو ایک دوسرے

سے الگ کر دیں، ایک کو مانیں اور دوسری کا انکار کر دیں، وہ صراط مستقیم سے دور ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں میں جتنے گمراہ فرقے پیدا ہوئے ہیں ان کی گمراہی یہی تھی کہ انہوں نے قرآن کو حدیث سے یا حدیث کو قرآن سے علیحدہ کرنا چاہا، خوارج کی گمراہی اس کے علاوہ کچھ نہ تھی کہ انہوں نے قرآن کو مانا لیکن حدیث سے روگردانی کی۔ نیز معتزلہ کا بھی یہی قصور تھا کہ انہوں نے قرآنی آیات کے متعلق دوراز کار تاویلات کا سہارا لے کر احادیث سے روگردانی کی، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے لئے گمراہی لکھ دی گئی۔ مدتوں تک ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہے، فتنہ انکار حدیث کے دراصل یہی لوگ بانی ہیں، لیکن پرانے منکرین حدیث اور جدید منکرین حدیث میں نمایاں فرق یہ ہے کہ قدیم منکرین حدیث احادیث نبویہ کے منکر ضرور تھے مگر ان کا مذاق نہیں اڑاتے تھے۔ ان کا یہ فتنہ، ایک علمی فتنہ تھا لیکن ہمارے دور کا فتنہ انکار حدیث علم وفہم پر مبنی نہیں بلکہ جہل وعناد پر مبنی ہے، اس کا مقصد مذہب کی گرفت ڈھیلی کرنا اور اسے ایسی صورت میں پیش کرنا ہے جو ہر سانچے میں ڈھلنے کے قابل ہو جائے۔ اس لئے اب انکار حدیث کے لئے کسی بڑی دلیل کی ضرورت نہیں رہی بلکہ صرف چند احادیث میں معمولی شبہات پیدا کر کے بقیہ تمام احادیث بلاوجہ رد کر دی گئیں۔ یہ لوگ نہ صرف احادیث کا انکار کرتے ہیں بلکہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں عجمی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

قرآن نے تو شریعت موسویہ کے صرف چند شدید احکام کو اِصرو آغلال سے تعبیر فرمایا تھا لیکن ہمارے دور کے منکرین حدیث نے رسول اللہ ﷺ کی تمام احادیث کو اِصرو آغلال کہہ ڈالا۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ اطاعت صرف کتاب اللہ کی واجب ہے، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت منصب رسالت کے لحاظ سے کوئی ضروری نہیں ہے، اس کا فریضہ صرف تبلیغ قرآن سے ادا ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہوتا ہے۔

اس عقیدہ کی بنیاد درحقیقت مقام نبوت اور حقوق نبوت سے تمام تر جہالت اور ناواقفیت ہے۔ اس گروہ کے چند عقائد درج ذیل ہیں:

1. اطاعت صرف اللہ کی ہو سکتی ہے کسی انسان کی نہیں حتی کہ رسول بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کروا سکتا۔ (معارف القرآن:۴/۶۸۶)
2. اللہ اور رسول سے مراد وہ مرکز ملت ہے جو دنیا میں خدائی قانون نافذ کرے۔ (مقام حدیث:۱/۶۴)
3. یہ عقیدہ کہ بلا سمجھے قرآن کے الفاظ دہرانے سے ثواب ہوتا ہے یکسر غیر قرآنی عقیدہ ہے۔

(قرآنی فیصلے:۱۰۳)

4 تمام احادیث تخمینی اور ظنی ہیں اس لئے یہ دین نہیں قرار پا سکتیں۔ (مقام حدیث:۱/۶۳)

5 نماز خدا کی پرستش کی رسم ہے جو ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے اور پارسیوں کے ہاں اس کا نام تک بھی نہیں ہے۔ (قرآنی فیصلے:۲۷)

6 حج ایک یاترا کی قسم ہے یہ بھی رسم ہے' اسلامی معاشرہ کا جزو نہیں۔ (قرآنی فیصلے:۶۳)

7 یہ جو ہم بڑی عید کے موقع پر ہر شہر اور ہر قریہ' ہر گلی' ہر کوچہ میں بکرے' گائیں' ذبح کرتے ہیں' یہ ایک رسم ہے جو ہم میں متواتر چلی آ رہی ہے۔ (قرآنی فیصلے:۵۷)

8 اگر مسلمان مزید ذلت وخواری سے بچنا چاہتا ہے تو اسے مذہب چھوڑنا ہو گا۔ (طلوع اسلام / فروری ۱۹۵۲ء)

9 دین اس ضابطہ' زندگی کا نام ہے جسے قرآن نے متعین کیا ہے اور مذہب ان عقائد ورسوم کا نام ہے جو ہم میں مروج ہیں۔ (اسلامی نظام:۲۶)

10 مسلمانوں کو قرآن سے دور رکھنے کے لئے جو سازش کی گئی اس کی پہلی کڑی یہ عقیدہ پیدا کرنا تھا کہ رسول اللہ کو اس وحی کے علاوہ جو قرآن میں محفوظ ہے ایک اور وحی بھی دی گئی تھی جو قرآن کے ساتھ بالکل ہم پایہ ہے۔ یہ وحی روایات میں ملتی ہے اس لئے روایات عین دین ہیں۔ یہ عقیدہ پیدا کیا اور اس کے ساتھ ہی روایات سازی کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور دیکھتے دیکھتے روایات کا انبار جمع ہو گیا۔ (مقام حدیث:۱/۴۲۱)

یہ دس عقائد ان حضرات کی کتابوں کے حوالہ سے بیان کئے گئے ہیں جو اپنے اندر دین اسلام سے بغاوت کا پہلو رکھتے ہیں۔ واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فتنہ انکار حدیث کی طرف بایں الفاظ اشارہ فرمایا تھا:

> ”خبردار! مجھے قرآن مجید اور اس طرح کی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔ خبردار! قریب ہے کہ ایک آسودہ حال آدمی اپنی مسند پر بیٹھ کر یہ کہے کہ تمہیں یہ قرآن کافی ہے' اس میں جو حلال ہے اسے حلال سمجھو اور اس میں جو حرام ہے اسے حرام قرار دو۔ خبردار! میں تمہارے لئے پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کرتا ہوں' اسی طرح کچلی والے درندے کو بھی حرام کرتا ہوں۔ (جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے)“ (سنن ابو داوٗد۔ کتاب السنة۔ باب لزوم السنة)

ترمذی کی ایک روایت میں مزید وضاحت ہے کہ:

"بے شک جو چیزیں اللہ کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں وہ گویا اللہ نے حرام کی ہیں۔" (ترمذی ۔ کتاب العلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس فتنہ کو بھانپ لیا تھا اور اس کی روک تھام کے لئے تدبیر بھی بتلائی تھی' فرماتے ہیں:

"تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جو قرآنی شبہات کی آڑ میں تمہارے ساتھ جھگڑا کریں گے' ان کا احادیث سے مؤاخذہ کرو کیونکہ احادیث کا علم رکھنے والے ہی کتاب اللہ کی بہترین تعبیر کر سکتے ہیں۔" (دارمی:۱/۴۷)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرین حدیث بڑی پر تکلف زندگی گزارتے ہوں گے اور خوب پیٹ بھر کر آراستہ تختوں اور نرم ونازک تکیوں پر ٹیک لگا کر احادیث کا انکار کریں گے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ غلام احمد پرویز اور اس کی ذریت فراغت وخوشحالی اور عیش ونشاط کی زندگی گزارتی ہے' ایسے لوگ ہی حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں منکرین حدیث کی تاریخی سرگزشت کچھ یوں ہے:

① خوارج نے فضائل اہل بیت سے متعلقہ احادیث کا انکار کیا۔
② اس کے برعکس روافض نے فضائل صحابہ پر مشتمل احادیث سے پہلو تہی کی۔
③ معتزلہ اور جہمیہ نے احادیث صفات باری تعالیٰ کو مسترد کر دیا۔
④ متأخرین فقہاء حنفیہ میں سے چند حضرات نے ایسی احادیث کو نہ مانا جو بقول ان کے غیر فقیہ راویوں سے مروی تھیں۔
⑤ متکلمین کی ایک جماعت نے حجیت خبر واحد سے روگردانی کی۔
⑥ برصغیر میں سرسید اور مولوی چراغ دین نے ایسی احادیث کو رد کر دیا جو بزعم خویش عقل کے خلاف تھیں۔
⑦ عبد اللہ چکڑالوی اور حشمت علی لاہوری نے تمام احادیث نبویہ کو مسترد کر دیا۔
⑧ احمد علی امرتسری اور غلام احمد پرویز کے نزدیک احادیث ایک کھیل اور بازیچۂ اطفال کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مؤخر الذکر کے نزدیک رسول اللہ کی اطاعت آپ کی زندگی تک "محض" مرکز ملت" ہونے کی وجہ سے تھی جس کی پابندی آج غیر ضروری ہے۔
⑨ امین احسن اصلاحی اور ان کے خوان علم کے ریزہ چینوں نے "فکر فراہی" اور "نظم قرآن"

کے عنوان سے متعدد احادیث کا انکار واستخفاف کیا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی مکرم ﷺ کی اطاعت فرض اور اس کی نافرمانی کو کفر سے تعبیر کیا ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟ کیا وہ ایک ڈاکیا کی طرح ہے جو ایک بند لفافے کو مکتوب الیہ تک پہنچا دے اور بس' یا اس کے علاوہ کچھ اور بھی اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ (النحل ١٦/ ٤٤)

"اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اسے خوب واضح کریں۔"

آیت بالا میں لفظ ﴿ لِلنَّاسِ ﴾ قابل غور ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اگرچہ خود بیان سہی لیکن ہر شخص اس بیان کے سمجھنے سے قاصر ہے' عام لوگوں کے اس قصور فہم کی وجہ سے اس بیان کو مزید واضح کرنے کے لئے رسول بھیجا جاتا ہے چنانچہ جو کلام جتنا بھی بلند پایہ ہوتا ہے اسی قدر شرح کا زیادہ محتاج ہوتا ہے' دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کی مراد بیان کرنا صرف اس کے رسول کا منصب ہے بلکہ اس کی بعثت کی یہ ایک بڑی غرض وغایت ہے۔

حضرت مطرف بن شخیر سے ایک شخص نے کہا کہ آپ ہمارے سامنے قرآن کے سوا کچھ اور مت بیان کیجئے! تو انہوں نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! قرآن کی بجائے ہم بھی کوئی اور کتاب نہیں چاہتے لیکن ہم اس سے کیسے قطع نظر کر سکتے ہیں جو قرآن کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔"

(موافقات: ۲۶/۴)

امام اوزاعی نے حدیث کی اسی صفت بیان کے پیش نظر یہ فرمایا تھا:

"کتاب اللہ سنت کی طرف زیادہ محتاج ہے' بہ نسبت سنت کے کتاب اللہ کی طرف (جامع بیان العلم)' حافظ ابو عمرو اس کی مراد یہ بیان کرتے ہیں کہ امام اوزاعی کا مطلب یہ ہے کہ سنت قرآن کی مراد بیان کرتی ہے۔ یہ وضاحت خود امام اوزاعی نے حسان بن عطیہ سے بھی نقل فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر وحی آیا کرتی تھی اور حضرت جبرئیل آپ کے پاس وہ سنت لے کر آیا کرتے تھے جو اس وحی کی تفسیر کر دیتی تھی۔

امام شاطبی اس کی مزید شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کی عبارت میں کبھی دو باتوں کا اور کبھی اس سے بھی زیادہ کا احتمال ہوتا ہے' اور یہ متعین نہیں ہوتا کہ اللہ

تعالیٰ کی یہاں مراد کیا ہے؟ حدیث ان میں سے ایک احتمال کو متعین کر دیتی ہے اور وہی قرآن کی مراد سمجھی جاتی ہے پھر دوسرے احتمالات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔"

(موافقات:۱۰/۴)

اب اس کی مزید وضاحت ایک مثال سے کی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے چوری کی سزا ہاتھ کاٹ دینا مقرر فرمائی ہے مگر یہ بیان نہیں فرمایا کہ کتنا مال چرانے پر یہ سزا دی جائے؟ اس طرح یہ بھی تفصیل نہیں بتائی کہ کتنا ہاتھ کاٹا جائے؟ ان احتمالات کو سنت نے صاف کر کے بتلا دیا' جس مال کی چوری سے ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے وہ کم از کم دس درہم یا ۱/۴ دینار کی مقدار ہونا چاہیئے' پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مال محفوظ ہو تاکہ چوری کا لفظ اس پر صادق آسکے' اس کے بعد جب ہاتھ کاٹا جائے؟ تو پہونچے سے کاٹا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث نے اللہ تعالیٰ کی مراد کو واضح کر دیا ہے اور قرآن وحدیث میں متن و شرح کا ربط ہے ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا مخالف نہیں بلکہ ایک دوسرے کی مبیّن اور شارح ہے۔ کتاب اللہ بمنزلہ متن ہے اور حدیث اس کے لئے بمنزلہ شرح' آیت مذکورہ بالا میں رسول ﷺ کی جس خدمت کو بیان کیا گیا اسی کا دوسرا نام حدیث ہے۔

تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم صرف الفاظ قرآن یا قرآنی معانی کا نام نہیں بلکہ الفاظ و معانی کے مجموعے کو قرآن کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ قرآن کے معانی الفاظ قرآن سے جداگانہ حقیقت رکھتے ہیں' وہ اس طرح کہ قرآن کے معانی سمجھانے کے لئے ایسے نئے الفاظ استعمال کرنا انتہائی ضروری ہیں جو الفاظ قرآن کے علاوہ ہوں۔ حدیث نبوی دراصل قرآنی الفاظ کے معانی ہی کا نام ہے اور یہی قرآن کریم کا بیان ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١٩﴾ ﴾ (القیامۃ ۷۵/ ۱۹)

"پھر ہمارے ذمہ اس کا بیان کرنا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن اور اس کا بیان دونوں من جانب اللہ ہیں' دونوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ بایں الفاظ لی ہے:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ ﴾ (الحجر ۱۵/ ۹)

"ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

اب اگر کوئی کہتا ہے کہ قرآن تو محفوظ ہے مگر حدیث محفوظ نہیں تو گویا وہ یہ کہتا ہے کہ قرآن کے الفاظ تو محفوظ ہیں' مگر اس کے معانی محفوظ نہیں ہیں حالانکہ معانی کے بغیر الفاظ کی

حفاظت بے کار ہے حدیث کیا ہے؟

مجملات قرآن کی تفصیل' مبہمات قرآن کی وضاحت' مشکلات قرآن کی تفسیر اور کنایات قرآن کی تصریح ہے۔ آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے الفاظ قرآن کے ساتھ ان کے معانی و بیان کا ذمہ بھی خود لیا ہے اور اس حفاظت کے تین مراحل ہیں۔

① اللہ تعالیٰ نے الفاظ قرآن اور ان کی مرادات کو اپنی حفاظت کے ساتھ سینۂ نبوت میں اتار کر جمع اور محفوظ کیا۔

② رسول ﷺ نے اس حفاظت الٰہیہ کی مدد سے قرآن کریم کے الفاظ تلاوت کے ذریعے اور اس کے بیان کو اپنے افعال و اقوال اور تقریرات کے ذریعے اپنے صحابہ کرام کو منتقل فرمایا دیا۔

③ اس کے بعد یہ قرآن اور اس کا بیان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم تک' پھر سینہ بہ سینہ ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے۔

اور ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

اب ہم حفاظت حدیث پر مختصراً اپنی گزارشات پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ تمام قسم کے منکرین حدیث یہی شبہ پیدا کر کے حدیث کا انکار یا استخفاف کرتے ہیں کہ حدیث کی کماحقہ حفاظت نہیں کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے سنت کی حفاظت کے لئے جو اقدامات فرمائے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تعامل امت: قرآن کے احکام کی تعمیل جس طرح رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے' آپ کے صحابہ کرام بھی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ کی اتباع کرتے' رسول اللہ ﷺ کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلے فرماتے اور ارکانِ اسلام کو بجالاتے یہ اقدام قرآن و حدیث کی حفاظت کے درمیان مشترک تھا۔ اللہ کے کلام کے احکام کی تعمیل کا دوسرا نام سنت یا تعامل امت ہے۔

حفظ و سماع: حفاظت حدیث کا دوسرا طریقہ احادیث مبارکہ کا سننا' اسے یاد رکھنا اور دوسروں تک پہنچانا تھا اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی دعا بطور خاص کتب حدیث میں مروی ہے' فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات کو سنا' اسے یاد رکھا پھر اسے بعینہ آگے پہنچایا' کیونکہ جن لوگوں کو بات پہنچائی جاتی ہے ان میں سے بہت سے براہ راست سننے والوں سے بھی زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس دعائے نبوی کا مصداق بننے کے لئے حفاظت حدیث کے متعلق ایک

مثالی کردار ادا کیا جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

کتابت حدیث: حفاظت حدیث کی تیسری صورت اس کی کتابت و تحریر ہے اور یہ صورت بھی آپ کے حکم سے اختیار کی گئی تھی جیسا کہ آپ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا کہ ابو شاہ کو میرا خط لکھ دو اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو بطور خاص کتابت حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ گویا رسول اللہ ﷺ نے احادیث مبارکہ لکھنے کا خود حکم دیا جو آپ کے زمانہ نبوت سے شروع ہو کر آج تک جاری ہے' کتابت حدیث کو ہم تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

① دور رسالت اور دور صحابہ میں احادیث کا بہت سا تحریری سرمایہ وجود میں آ گیا تھا۔

② حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور خلافت میں زبانی اور تحریری احادیث کی جمع وتدوین کا حکم محمد بن مسلم ابن شہاب زہری کو دیا' جو اپنے وقت کے بہت بڑے حافظ حدیث تھے۔

③ یہ دور چوتھی صدی کے خاتمہ تک پھیلا ہوا ہے اس دور میں مسند نویسی کا آغاز ہوا ان مسانید میں محدثین کرام رحمہم اللہ صحیح و ضعیف روایات کو بلا امتیاز جمع کرتے تھے۔ بالآخر سلطان المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے سب سے پہلے ایسی کتاب لکھی جو صحت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی حامل تھی' پھر ان کے تلمیذ رشید امام مسلم بن حجاج نے بھی صحیح مسلم ترتیب دی پھر سنن اربعہ کی تدوین ہوئی۔ (رحمہم اللہ)

فن حدیث پر جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں صحیح بخاری ہے اس کے متعلق چند احوال مندرجہ ذیل ہیں:

کتاب کا نام: صحیح بخاری کا پورا نام یہ ہے «الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ و سُننه و ایامه" اس نام میں چھ چیزیں قابل وضاحت ہیں۔

1 **الجامع:** اس کتاب کو کہتے ہیں جو مندرجہ ذیل آٹھ قسم کی احادیث پر مشتمل ہو۔ احکام' مناقب' سِیَر' آداب' تفسیر' فتن' رقاق اور عقائد۔

2 **الصحیح:** اس کا مطلب یہ ہے کہ بنیادی طور پر اس میں صرف صحیح احادیث کو بیان کیا جائے گا اس سے مراد یہ ہے کہ حدیث کی سند ابتداء سے انتہاء تک متصل اور اس کے راوی عادل وضابط ہوں گے نیز وہ شاذ اور معلول نہیں ہوگی۔

3 **المسند:** اس سے مراد مرفوع اور متصل احادیث ہیں یعنی امام بخاری کا اصل مقصود احادیث

مرفوعہ متصلہ کا بیان کرنا ہے لیکن تائید و متابعت میں احادیث معلقہ اور آثار موقوفہ بھی پیش کیے جاتے ہیں۔

4 **من امور رسول اللہ ﷺ:** ان الفاظ سے مسند کی وضاحت مقصود ہے یعنی اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات کا بیان ہو گا۔

5 **سننہ:** اس سے مراد آپ کی طرف سے جاری ہونے والے فقہی احکام مراد ہیں یعنی ضابطہ زندگی اور اس کی تفصیل جو آپ سے منقول ہے وہ بیان کی جائے گی۔

6 **ایامہ:** اس سے مراد شب و روز رسول اللہ ﷺ کو پیش آنے والے حوادث و واقعات کا بیان یعنی ابواب جہاد اور مغازی کی تفصیل مقصود ہے۔

سبب تالیف: اس عظیم کتاب کی تالیف کا سبب آپ کے استاذ محترم محدث اسحاق بن راھویہ ہیں انہوں نے ایک مرتبہ اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ایسی کتاب لکھی جائے جس میں صحیح احادیث جمع ہوں امام بخاری اس مجلس میں موجود تھے' انہوں نے اس کا بیڑا اُٹھایا اور اسے پایۂ تکمیل پہنچایا' نیز اس سلسلہ میں امام بخاری نے ایک خواب دیکھا کہ میں مور چھل سے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے مکھیاں اُڑا رہا ہوں اس خواب کی تعبیریوں دی گئی کہ امام بخاری رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک سے کذب و افتراء کی مکھیاں دور فرمائیں گے۔ چنانچہ صحیح بخاری کی تالیف دراصل آپ کے خواب کی تعبیر ہے۔

مقصد تالیف: امام بخاری نے حسب ذیل چار اغراض کے پیش نظر اس کتاب کو تالیف فرمایا ہے:

1 بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس میں صرف احادیث صحیحہ مرفوعہ کو بیان کیا جائے جن میں کوئی سقم یا ضعف نہ ہو۔

2 صحیح حدیث سے مسائل و احکام کا استنباط کرنا چنانچہ اس کتاب میں بے شمار احکام فقہیہ اور فوائد بدیعہ بیان ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

3 استنباط مسائل کی تعلیم دینا بھی آپ کا مقصود ہے چنانچہ نصوص سے فقہی احکام ثابت کرنے کے کئی ایک طریقے ہیں یعنی دلالت نص' عبارت نص اور اشارت نص وغیرہ ان تمام طرق استخراج کی اس کتاب میں عملی تعلیم دی گئی ہے۔

4 حدیث و فقہ کو جمع کرنا یعنی یہ کتاب صرف فن حدیث پر ہی مشتمل نہیں بلکہ اس میں کتاب و سنت پر مبنی فقہ کا بھی بیان ہے۔

خصوصیات بخاری: اس کتاب کی کئی ایک خصوصیات ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ہیں۔ یہاں چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

① تراجم ابواب ② ثلاثیات ③ عدم تکرار ④ زمان نزول الحکم ⑤ اشارہ اختتام کتاب ⑥ مناسبۃ بدایۃ الکتاب و نہایتہ۔

تنگی دامن کے پیش نظر ہم صرف تراجم ابواب کے متعلق اختصار کے ساتھ کچھ گزارشات پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی تفصیل ترجمہ صحیح بخاری کے مقدمہ میں بیان کریں گے۔ جس پر اللہ کی توفیق سے کام جاری ہے۔

تراجم ابواب کے متعلق امام بخاری کا طرز عمل نہایت دقیق اور عمیق ہے چنانچہ مشہور مقولہ ہے ((فقہ البخاری فی تراجمہ)) یعنی امام بخاری نے اپنی فقاہت کو اپنے قائم کردہ تراجم ابواب میں بیان کیا ہے' امام بخاری کے تراجم کی مختلف صورتیں اور مختلف اغراض ہوتی ہیں صرف چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1. **بیان مراد حدیث:** ترجمۃ الباب میں کوئی قید ذکر کر دی جاتی ہے جبکہ اس کے تحت آنے والی حدیث مطلق ہوتی ہے اس سے مراد اس حدیث کی وضاحت ہوتی ہے جیسا کہ "باب الصفرۃ والکدرۃ فی غیر ایام الحیض" کے تحت آنے والی حدیث مطلق ہے غیر ایام الحیض کے الفاظ نے اس کا معنی متعین کر دیا ہے۔
2. کبھی ترجمۃ الباب میں ایسا مسئلہ ذکر کیا جاتا ہے جس میں مختلف احادیث آتی ہیں اس سے مقصود وجہ تطبیق و ترجیح بیان کرنا ہوتا ہے۔
3. ترجمۃ الباب کے تحت کبھی ایسی حدیث بیان کی جاتی ہے جو خود ترجمۃ الباب پر دلالت نہیں کرتی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہوتی ہے بعض روایات میں کوئی ایسا صریح لفظ ضرور ہوتا ہے جو ترجمۃ الباب پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ السمر فی العلم کے تحت جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث بیان کی ہے اس میں رات کی گفتگو کا ذکر نہیں لیکن کتاب التفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ ایسی حدیث میں رات کی گفتگو کا تذکرہ بالصراحت موجود ہے۔
4. کبھی امام صاحب ترجمۃ الباب میں ایسی حدیث لاتے ہیں جو ان کی شرط پر نہیں ہوتی پھر اس حدیث کی صحت کے متعلق بطور شہادت عنوان کے تحت ایسی احادیث پیش کرتے ہیں جو امام صاحب کی شرائط کے مطابق ہوتی ہیں اس سے مقصود ترجمۃ الباب میں پیش کردہ حدیث کی

تاکید مقصود ہوتی ہے۔

5 کبھی ترجمۃ الباب سے عبارت کا ظاہر مدلول مقصود نہیں ہوتا بلکہ دلالت التزامی سے ثابت ہونے والا امر مقصود ہوتا ہے جو احادیث باب میں کافی غور و فکر کرنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے' مثلاً باب کیف کان بدء الوحی میں آغاز وحی کا تذکرہ ہی مقصود نہیں بلکہ وحی کے جملہ مبادی یعنی مطلق وحی' اس کی اقسام' اس کی عظمت و صداقت' مقام وحی' زمان وحی اور موحی الیہ یعنی رسول اللہ ﷺ کے حالات و اخلاق نیز صاحب وحی حضرت جبرئیل کے حالات وغیرہ کا بیان کرنا مقصود ہے۔

6 بعض اوقات باب بلاعنوان ہوتا ہے امام بخاری کی اس سے عام طور پر تین اغراض ہوتی ہیں:

① اس قسم کے باب کا تعلق پہلے باب سے ہوتا ہے' گویا اس کی حیثیت ایک "فصل" کی ہوتی ہے جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ میں باب الصلوٰۃ بین السواری کے بعد ایک باب بلاعنوان ہے۔

② قارئین اہل علم اور طلبہ کو اس بات پر آمادہ کرنا مقصود ہوتا ہے کہ وہ ازخود غور و فکر کرکے اس مقام پر کوئی عنوان قائم کریں جو موقع و محل کے مطابق ہو جیسا کہ کتاب التیمم کے آخر میں ایک باب بلاعنوان ہے جس کے تحت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر ہے کہ ایک جنبی آدمی نماز میں شامل نہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تعلیم دی۔ اس مقام پر حسب حال یہ عنوان مناسب ہے کہ ((إذا لم يجد الجنب ماء يتيمم)) جب جنبی کو پانی نہ ملے تو تیمم کر لے۔

③ تکثیر فوائد: باب بلاعنوان کے تحت حدیث سے متعدد و بے شمار مسائل و احکام کا استنباط ہوتا ہے اس لئے امام بخاری اس حدیث پر کوئی عنوان بندی نہیں کرتے تاکہ اس سے مسائل کثیرہ کے استنباط کی گنجائش برقرار رہے۔

بعض تراجم ابواب کے تحت کوئی قرآنی آیت' حدیث یا اثر صحابی اور نہ کوئی قول تابعی ہی ہے غالباً ایسا اس وقت ہوا کہ امام بخاری نے عنوان قائم کر دیا لیکن بروقت کوئی دلیل نہ مل سکی تاکہ بعد میں غور و فکر کرکے کوئی حدیث و آیت بطور دلیل ذکر کریں گے لیکن موت نے مہلت نہ دی اس کے برعکس ایسے مواقع بھی ہیں کہ حدیث موجود ہے لیکن اس پر کوئی عنوان نہیں قائم کیا یہ اس لئے کہ حدیث کے صحیح ہونے کا یقین ہو گیا جسے کتاب میں لکھ لیا گیا لیکن استنباط مسئلہ کی

نوبت نہ آئی الغرض امام صاحب نے صحیح بخاری کے تراجم میں بڑے بڑے اعلیٰ مقاصد پیش نظر رکھے ہیں جن کی گہرائی تک پہنچنے کے لئے نظر غائر اور فہم ثاقب کی ضرورت ہوتی ہے سطحی فکر کا حامل ان کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

شرائط بخاری : امام بخاری نے اخذ روایات کے سلسلہ میں اپنی کسی کتاب میں شرائط وغیرہ کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ ان کے بعد علماء حضرات نے ان کی کتب کا مطالعہ کیا اور تتبع و تلاش کے بعد ان شرائط کا ذکر کیا جو انہوں نے اخذ روایات میں ملحوظ رکھی ہیں چنانچہ امام بخاری نے جن شرائط کا اعتبار کیا ہے وہ امام مسلم کی شرائط سے زیادہ سخت ہیں کیونکہ ہر روایت میں دو چیزوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے:

① راوی کی ذاتی حیثیت یعنی اس کا عادل و ضابط اور ثقہ ہونا۔

② اس راوی کا اپنے شیخ سے کس قسم کا تعلق ہے' ملاقات و سماع کس پائے کا ہے۔

امام بخاری نے ان دونوں چیزوں کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے یعنی وہ راوی جس سے روایت لیتے ہیں وہ عادل ثقہ اور حافظ ہو اور اپنے شیخ کے ساتھ اس کی ملاقات بالفعل ثابت ہو' سفر و حضر میں اپنے شیخ کے ساتھ رہا ہو کم از کم حضر میں تو اس کی ملاقات بکثرت ہو کیونکہ جو آدمی سفر و حضر میں کسی کا ساتھی ہو گا اس سے غلطی کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ امام مسلم پہلی شرط میں تو امام بخاری کے ساتھ ہیں البتہ دوسری شرط بالفعل ملاقات کو وہ ضروری خیال نہیں کرتے' بلکہ اخذ روایت کے لئے وہ امکان لقاء ہی کافی سمجھتے ہیں' امام ابو داؤد اور امام نسائی دونوں امام بخاری کی طرف شرط ثانی میں شریک ہیں' شرط اول کا ان کے ہاں اتنا اہتمام نہیں ہے' ترمذی میں دونوں شرائط مفقود ہیں' الغرض راوی پانچ طرح کے ہوتے ہیں:

1 كثير الضبط و كثير الملازمة لشيوخهم

② كثير الضبط وقليل الملازمة لشيوخهم

③ قليل الضبط و كثير الملازمة لشيوخهم

④ قليل الضبط وقليل الملازمة لشيوخهم

⑤ قليل الضبط و قليل الملازمة مع اسباب الجرح وغيره

یہی وہ شرائط و وجوہات ہیں جن کی بناء پر یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ صحیح بخاری کو باقی کتب حدیث پر ترجیح ہے خواہ یہ ترجیح باعتبار صحت کے ہو یا جودت فقاہت کی وجہ سے ہو' اسی بناء پر امام بخاری کو "امیر المومنین فی الحدیث" اور "سید المحدثین" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اگرچہ بعض محدثین کا

یہ فیصلہ ہے کہ صحت کے اعتبار سے صحیح بخاری کو ترجیح ہے اور حسن ترتیب کے لحاظ سے امام مسلم کو فوقیت حاصل ہے لیکن یہ فیصلہ محل نظر ہے' کیونکہ محدثین نے علی الاطلاق امام بخاری کی "الجامع الصحیح" کو ہر لحاظ سے اتھارٹی تسلیم کیا ہے۔

امام بخاری کی اس تالیف کو امت نے شرف قبولیت سے نوازا' اس کی متعدد شروح لکھی گئیں اور اس کے تراجم کی باریکیوں اور لطافتوں پر مستقل تصانیف منصہ شہود پر آئیں بعض محدثین کرام نے مکررات کو حذف کر کے اس کا اختصار کیا چنانچہ علامہ زبیدی نے بھی اسے مختصر کیا جس کا نام ﴿ التجريد الصريح لاحاديث الجامع الصحيح ﴾ ہے جو مختصر صحیح بخاری کے نام مشہور و متداول ہے جس کا ترجمہ اور مختصر حواشی ھدیہ قارئین ہیں۔

مولف تجرید کا مختصر تعارف : آپ کا پورا نام "ابو العباس زين الدين احمد بن عبداللطيف الشَّرجي الزبيدي" ہے جو امام زبیدی کے نام زیادہ مشہور ہیں' آپ یمن کے شہر زبید کے قریب "شرجہ" کے مقام پر جمعۃ المبارک کی رات مورخہ ۱۲ رمضان ۸۱۲ھ بمطابق ۱۴۱۰ء کو پیدا ہوئے' اس وقت کے بڑے بڑے علماء سے کسب فیض کیا فن حدیث پر انہیں خصوصی دسترس تھی اپنے وقت کے عظیم محدث اور ماہر ادب تھے یمنی ریاستوں میں عرصہ دراز تک درس حدیث دیا بالآخر ۸۹۳ بمطابق ۱۴۸۸م کو اپنی عمر کی اکیاسی ۸۱ بہاریں دیکھنے کے بعد شہر زبید میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

شہر زبید کی زرخیز سرزمین نے متعدد علماء کو جنم دیا اور بعد ازاں یہ شہر مامون کے دور میں بیرونی آفتوں کی نذر ہو گیا۔

آپ کی تالیفات : امام زبیدی نے متعدد کتب تالیف کیں جن میں چند ایک حسب ذیل ہیں:

1. طبقات الخواص (اهل الصدق والاخلاص)
2. الفوائد فی الصلات والعوائد
3. نزهة الالباب فی الادب
4. الجواب الشافی فی الرد علی المبتدع الجافی
5. التجريد الصريح لاحاديث الجامع الصحيح

نوٹ : رجال کی بعض کتابوں میں غلطی سے یہ کتاب حسین بن مبارک زبیدی کی طرف منسوب ہو گئی ہے چنانچہ علامہ خیر الدین زرکلی نے اپنی کتاب "الاعلام" میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

(۹۱/۱)

اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمہ اللہ کی "الجامع الصحیح" کی طرح اس مختصر کو بھی شرف قبولیت سے نوازا اس کی متعدد شروع لکھی گئی سب سے بہتر شرح علامہ نواب صدیق حسن خان کی "شرح عون الباری لحل ادلة البخاری" ہے جو مکتبہ دارالرشید حلب سوریا میں شائع ہوئی پانچ جلدوں میں دستیاب ہے پاک وہند میں بھی اس کے اردو ترجمے شائع ہوئے ہیں ﴿ فجزاه خیرالجزاء ﴾

کچھ اردو ترجمہ کے متعلق : دارالسلام کے ڈائریکٹر جناب محبی و مکرمی شیخ عبدالمالک مجاہد ... جو خدمت حدیث کے صاف ستھرے جذبہ کے ساتھ اس کی نشر و اشاعت کے متعلق بھی خوبصورت ذوق رکھتے ہیں .... میں نے عزیزم حافظ عبدالعظیم اسد سلمہ اللہ کی خواہش پر جب ((الوصول کانک تراہ)) کا اردو ترجمہ بنام "آئینہ جمال نبوت" کیا تو مختصر صحیح بخاری کے ترجمہ کے لئے بھی کاتب ازل نے اس ہیچمدان کا نام سامنے کر دیا' کسی رسمی معذرت کے بغیر مجھے اس حقیقت کا برملا اعتراف ہے کہ اس خدمت کے لئے جس قدر ساز و سامان' علم و فراست کی ضرورت ہے اس کا عشر عشیر بھی میرے پاس نہیں' اپنے متعلق میں خود جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں' "من آنم' من دانم"

چونکہ خدمت حدیث کے لئے جینا اور یہی کام کرتے کرتے موت کا آنا میری ایک دلی تمنا ہے اس لئے بے سروسامانی کے عالم میں اس کٹھن منزل کے سفر کا ارادہ کر لیا' کتاب کے اردو ترجمہ کے ساتھ اس کے مختصر حواشی کی ذمہ داری بھی سونپی گئی مجھے جو ہدف دیا گیا تھا اسے پورا کرنے کے لئے تین قسم کے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا۔

پہلا مرحلہ : میں نے تعلیقات و حواشی کے لئے تین کتابوں کا انتخاب کیا:

① فتح الباری' ② شرح نووی' ③ المعلم بفوائد المسلم

ابھی تھوڑا ہی سفر کیا تھا کہ مجھے یہ احساس دامن گیر ہوا کہ اس کے لئے بہت وقت درکار ہے جب کہ میرے محسن اس کتاب کو بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ دیکھنا چاہتے تھے اس لئے یہ مرحلہ پایہ تکمیل نہ پہنچ سکا۔

دوسرا مرحلہ : پھر تعلیق و حواشی کے متعلق یہ پروگرام تشکیل دیا کہ خود امام بخاری نے احادیث سے جو احکام و مسائل مستنبط کئے ہیں وہی فوائد کے عنوان سے حاشیہ میں دے دیئے جائیں اور ساتھ کتاب اور حدیث نمبر کا حوالہ دے دیا جائے لیکن یہ کام بھی خاصا مشکل اور طویل تھا اسے بالکل نظرانداز تو نہیں کیا گیا البتہ جزوی طور پر کتاب میں اس انداز سے استفادہ کیا گیا اس

لئے قارئین اگر (التہجد:۱۱۴۰) دیکھیں تو اس سے مراد صحیح بخاری کی کتاب التہجد کا حدیث نمبر ۱۱۴۰ ہے۔

تیسرا مرحلہ : مجھے ان مراحل کے بعد ایسی کتاب کی تلاش تھی جو جامعیت کے ساتھ ساتھ مسائل و احکام پر بھی مشتمل ہو چنانچہ مجھے نواب صدیق حسن کی شرح عون الباری سے یہ مقصد پورا ہوتا نظر آیا تو میں نے فوائد کے لئے اس کتاب کو محور بنایا۔ یہ کتاب بھی فتح الباری کا نچوڑ تھی اس لئے بعض مسائل میں فتح الباری کی طرف مراجعت کرنا پڑی تاہم اب کتاب میں جتنے بھی حواشی ہیں وہ عون الباری اور فتح الباری سے ماخوذ ہیں اور کچھ میری خام عقل اور ناقص فہم کا نتیجہ ہیں۔

چونکہ یہ کتاب عامۃ الناس کی راہنمائی کے لئے شائع کی جا رہی ہے اس لئے تعلیقات و حواشی میں اس ذہنی سطح کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے اگر کسی مقام پر یہ معیار قائم نہیں رہ سکا تو اسے میری کج فہمی کا نتیجہ متصور کیا جائے البتہ منکرین حدیث کے متعلق مجھے جہاں موقع ملا ہے ان کی بھرپور تردید کی ہے ان کے متعلق میرے اندر کوئی نرم گوشہ نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی مداہنت کو روا رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فتنہ کی سرکوبی اور بیخ کنی کے لئے ہمت عطا فرمائے اور خدمت حدیث کی توفیق دے۔ (آمین)

آخری گزارش : قارئین اگر دوران مطالعہ کسی لفظی یا فکری غلطی پر مطلع ہوں تو ضرور آگاہ فرمائیں اور ہمیں اپنی مخلصانہ دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں میری خواہش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں شرف قبولیت سے نوازے اور مفصل صحیح بخاری کے ترجمہ و فوائد کی میرے ہاتھوں جلد تکمیل فرمائے۔ جس پر اس وقت' تدریسی ذمے داریوں کے بعد' میری ساری توجہ مبذول ہے۔ ﴿ واللّٰہ ھو الموفق والمعین ﴾

وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ وَمُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ

طالب دعا

ابو محمد عبدالستار الحماد

مرکز تعلیم القرآن میاں چنوں

(بروز جمعرات ۱۲' جماد الثانی ۱۴۲۰ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۹ء)

التجرید الصریح لأحادیث الجامع الصحیح

مختصر صحیح بخاری (اردو)

امام ابو العباس زین الدین احمد بن عبد اللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

جلد اوّل

ترجمہ و فوائد

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی

شیخ الحدیث حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

الریاض ہیوسٹن لاہور

مقدمة الكتاب

(الحَمْدُ لِلَّهِ) الْبَارِئِ الْمُصَوِّرِ الخَلَّاقِ، الْوَهَّابِ الْفَتَّاحِ الرَّزَّاقِ، الْمُبْتَدِئِ بِالنِّعَمِ قَبْلَ الاسْتِحْقَاقِ. وَصَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَى رَسُولِهِ الَّذِي بَعَثَهُ لِيُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ، وَفَضَّلَهُ عَلَى كَافَّةِ المَخْلُوقِينَ عَلَى الإِطْلَاقِ، حَتَّى فَاقَ جَمِيعَ الْبَرَايَا فِي الآفَاقِ، وَعَلَى آلِهِ الْكِرَامِ المَوْصُوفِينَ بِكَثْرَةِ الإِنْفَاقِ، وَعَلَى أَصْحَابِهِ أَهْلِ الطَّاعَةِ وَالْوِفَاقِ، صَلَاةً دَائِمَةً مُسْتَمِرَّةً بِالْعَشِيِّ وَالإِشْرَاقِ.

ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام مخلوقات کو بہترین انداز اور مناسب شکل و صورت کے ساتھ پیدا فرماتا ہے‘ وہ ایسا داتا‘ مہربان اور روزی رساں ہے کہ کسی سابقہ حق کے بغیر بھی مخلوق کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کئے ہوئے ہے اور جب تک صبح و شام کا سلسلہ جاری ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی اس کے رسول برحق پر ہو جو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر برتری اور فضیلت عطا فرمائی‘ اسی طرح اس کی آل و اولاد پر بھی اللہ کی رحمت ہو جو اللہ کی راہ میں بڑی فیاضی سے خرچ کرتے ہیں اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی جو اطاعت گزار اور وفا شعار ہیں۔

(أَمَّا بَعْدُ) فَاعْلَمْ أَنَّ كِتَابَ الجَامِعِ الصَّحِيحِ لِلإِمَامِ الْكَبِيرِ الأَوْحَدِ، مُقَدَّمِ أَصْحَابِ الحَدِيثِ،

حمد و صلوۃ کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری رحمہ اللہ کی عظیم الشان ’’الجامع الصحیح‘‘ اسلامی

أَبِي عَبدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللهُ، مِنْ أَعظَمِ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ فِي الإِسْلَامِ، وَأَكْثَرِهَا فَوَائِدَ، إِلَّا أَنَّ الأَحادِيثَ الْمُتَكَرِّرَةَ فِيهِ مُتَفَرِّقَةٌ فِي الأَبْوَابِ، وَإِذَا أَرَادَ الإِنْسَانُ أَنْ يَنْظُرَ الحَدِيثَ فِي أَيِّ بَابٍ لَا يَكَادُ يَهْتَدِي إِلَيْهِ إِلَّا بَعْدَ جَهْدٍ وطُولِ فَتْشٍ، وَمَقْصُودُ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللهُ بِذلِكَ كَثْرَةُ طُرُقِ الحَدِيثِ وَشُهْرَتِهِ، وَمَقْصُودُنَا هُنَا أَخْذُ أَصْلِ الحَدِيثِ، لِكَوْنِهِ قَدْ عُلِمَ أَنَّ جَمِيعَ ما فِيهِ صَحِيحٌ.

کتب میں سب سے زیادہ معتبر اور بے شمار فوائد کی حامل ہے لیکن اس میں احادیث تکرار کے ساتھ مختلف ابواب میں متفرق طور پر بیان ہوئی ہیں اگر کوئی شخص اپنی مطلوبہ حدیث تلاش کرنا چاہے تو انتہائی تلاش و جستجو اور سخت محنت کے بعد ہی اسے معلوم کر سکتا ہے' بلاشبہ اس قسم کے تکرار سے امام بخاری کا مقصد یہ تھا کہ مختلف اسانید کے ساتھ احادیث بیان کی جائیں تاکہ انہیں درجہ شہرت حاصل ہو جائے لیکن اس مجموعہ احادیث سے ہمارا مقصد نفس حدیث سے واقفیت حاصل کرنا ہے۔ باقی رہی ان کی صحت و ثقاہت تو اس کے متعلق سب جانتے ہیں کہ اس مجموعہ کی تمام احادیث صحیح اور قابل اعتبار ہیں۔ امام نووی شرح مسلم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

قَالَ الإِمامُ النَّوَوِيُّ فِي مُقَدِّمَةِ كِتَابِهِ شَرْحِ مُسْلِمٍ: «وَأَمَّا الْبُخَارِيُّ، فَإِنَّهُ يَذْكُرُ الْوُجُوهَ الْمُخْتَلِفَةَ فِي أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ مُتَبَاعِدَةٍ، وَكَثِيرٌ مِنْهَا يَذْكُرُهُ فِي غَيْرِ بَابِهِ الَّذِي يَسْبِقُ إِلَيْهِ الْفَهْمُ أَنَّهُ أَوْلَى بِهِ، فَيَصْعُبُ عَلَى الطَّالِبِ جَمْعُ طُرُقِهِ وَحُصُولُ الثِّقَةِ بِجَمِيعِ ما ذَكَرَهُ مِنْ طُرُقِ الحَدِيثِ». قَالَ: «وَقَدْ رَأَيْتُ

"حضرت امام بخاری رحمہ اللہ ایک حدیث کو مختلف اسانید کے ساتھ متفرق ابواب میں ذکر کرتے ہیں۔ بعض اوقات اس حدیث کا متعلقہ باب سے بہت دور کا تعلق ہوتا ہے چنانچہ اکثر اوقات اس کے متعلق یہ خیال تک نہیں گزرتا کہ اس کا وہاں ذکر کرنا مناسب ہو گا اس لئے ایک طالب علم کے لئے اس مطلوبہ حدیث کو تلاش کرنا اور اس کی تمام اسانید کو معلوم کرنا سخت مشکل ہو جاتا ہے۔"

آپ نے مزید فرمایا:

جَمَاعَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ الْمُتَأَخِّرِينَ غَلِطُوا فِي مِثْلِ هٰذَا، فَنَفَوْا رِوَايَةَ الْبُخَارِيِّ أَحَادِيثَ هِيَ مَوْجُودَةٌ فِي صَحِيحِهِ فِي غَيْرِ مَظَانِّهَا السَّابِقَةِ إِلَى الْفَهْمِ». انْتَهَى مَا ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللهُ.

”متاخرین میں سے بعض حفاظ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ انہوں نے بخاری میں ایسی احادیث کی موجودگی سے انکار کر دیا جو متفرق ابواب میں درج تھیں لیکن ان کی طرف بسہولت ذہن کی رسائی نہ ہو سکی۔“ (شرح نووی، ص:۱۵۔۱)

فَلَمَّا كَانَ كَذٰلِكَ أَحْبَبْتُ أَنْ أُجَرِّدَ أَحَادِيثَهُ مِنْ غَيْرِ تَكْرَارٍ، وَجَعَلْتُهَا مَحْذُوفَةَ الْأَسَانِيدِ لِيَقْرُبَ انْتِوَالُ الْحَدِيثِ مِنْ غَيْرِ تَعَبٍ، وَإِذَا أَتَى الْحَدِيثُ الْمُتَكَرِّرُ أُثْبِتُهُ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وَإِنْ كَانَ فِي الْمَوْضِعِ الثَّانِي زِيَادَةٌ فِيهَا فَائِدَةٌ ذَكَرْتُهَا وَإِلَّا فَلَا، وَقَدْ يَأْتِي حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ وَيَأْتِي بَعْدُ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى أَبْسَطَ وَفِيهِ زِيَادَةٌ عَلَى الْأَوَّلِ، فَأَكْتُبُ الثَّانِيَ، وَأَتْرُكُ الْأَوَّلَ لِزِيَادَةِ الْفَائِدَةِ.

ایسے حالات میں میرے اندر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنی کتاب میں مندرجہ ذیل باتوں کا اہتمام کروں:

① الجامع الصحیح کی تمام احادیث کو ان کی سندوں اور تکرار کے بغیر جمع کر دیا جائے تاکہ مطلوبہ حدیث کسی قسم کی دشواری کے بغیر تلاش کی جا سکے۔

② ہر مکرر حدیث کو ایک ہی جگہ بیان کروں گا لیکن اگر کسی دوسری جگہ اس روایت میں کوئی اضافہ ہوا تو پوری حدیث ذکر کرنے کی بجائے اضافہ کا حوالہ دوں گا۔

③ اگر پہلے کوئی حدیث مختصر طور ذکر ہوئی ہو اور بعد میں کہیں اس کی تفصیل ہو تو اضافی فائدہ کے پیش نظر دوسری تفصیلی روایت کو نقل کروں گا۔

وَلَا أَذْكُرُ مِنَ الْأَحَادِيثِ، إِلَّا مَا كَانَ مُسْنَدًا مُتَّصِلًا، وَأَمَّا مَا كَانَ مَقْطُوعًا أَوْ مُعَلَّقًا فَلَا أَتَعَرَّضُ لَهُ، وَكَذٰلِكَ مَا كَانَ مِنْ أَخْبَارِ الصَّحَابَةِ

④ مقطوع اور معلق روایات کو نظرانداز کرتے ہوئے صرف مرفوع اور متصل احادیث کو بیان کروں گا۔

⑤ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے

فَمَنْ بَعْدَهُمْ - مِمَّا لَيْسَ لَهُ تَعَلُّقٌ بِالحَدِيثِ، وَلا فِيهِ ذِكْرُ النَّبِيِّ ﷺ - فَلاَ أَذْكُرُهُ: كَحِكَايَةِ مَشْيِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما إِلَى سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، وَما كانَ فِيهِ مِنَ المُقَاوَلَةِ بَيْنَهُمْ. وَكَقِصَّةِ مَقْتَلِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَوَصِيَّتِهِ لِوَلَدِهِ فِي أَنْ يَسْتَأْذِنَ عائشَةَ لِيُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، وَكَلامِهِ فِي أَمْرِ الشُّورَى، وَبَيْعَةِ عُثْمانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. وَوَصِيَّةِ الزُّبَيْرِ لِوَلَدِهِ فِي قَضَاءِ دَيْنِهِ، وَما أَشْبَهَ ذٰلِكَ.

دوسرے لوگوں کے واقعات۔ جن کا حدیث سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ان میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک ہے' جیسے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف جانا اور وہاں جا کر باہمی بات چیت کرنا نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت' اپنے بیٹے کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے گھر میں دفن ہونے کے لئے اجازت لینے کی وصیت' آئندہ مجلس شوریٰ کے متعلق ان کے ارشادات' اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹوں کو قرض اتارنے کی وصیت اور ان جیسے دیگر واقعات کو بھی ذکر نہیں کروں گا۔

ثُمَّ إِنِّي أَذْكُرُ ٱسْمَ الصَّحَابِيِّ الَّذِي رَوَى الحَدِيثَ فِي كُلِّ حَدِيثٍ لِيُعْلَمَ مَنْ رَوَاهُ، وَأَلْتَزِمُ كَثِيرًا أَلْفَاظَهُ فِي الغَالِبِ، مِثْلُ أَنْ يَقُولَ: عَنْ عائِشَةَ، وَتَارَةً يَقُولُ: عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ، وَحِينًا يَقُولُ: عَنْ عَبْدِ ٱللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَذٰلِكَ ٱبْنُ عُمَر. وَحِينًا يَقُولُ: عَنْ أَنَسٍ، وَحِينًا يَقُولُ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ، فَأَتْبَعُهُ فِي جَمِيعِ ذٰلِكَ. وَتَارَةً يَقُولُ: عَنْ

⑥ ہر حدیث کے شروع میں صرف اسی صحابی کا نام ذکر کروں گا جس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے تاکہ پہلی نظر میں ہی اس کے راوی کا علم ہو جائے۔

⑦ راوی کا نام لینے میں انہی الفاظ کا التزام کروں گا جیسا کہ امام بخاری نے کیا ہے مثلاً امام بخاری کبھی تو عن عائشہ رضی اللہ عنہا اور عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اور کبھی عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہہ دیتے ہیں کبھی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما اور بسا اوقات عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نیز بعض اوقات عن انس رضی اللہ عنہ اور بعض مقامات پر عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں۔

الغرض میں اس معاملہ میں ان کی پوری متابقت

فُلَانٍ - يَعْنِي الصَّحَابِيَّ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَتَارَةً يَقُولُ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَحِينًا يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، فَأَتْبَعُهُ فِي جَمِيعِ ذٰلِكَ، فَمَنْ وَجَدَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مَا يُخَالِفُ أَلْفَاظَهُ فَلَعَلَّهُ مِنِ ٱخْتِلَافِ النُّسَخِ.

کروں گا اسی طرح کبھی صحابی کے حوالہ سے بیان کرتے ہوئے عن النبی ﷺ اور کبھی قال رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں پھر بعض اوقات آن النبی ﷺ قال کذا کے الفاظ ذکر کرتے ہیں۔

بہرحال میں نے الفاظ کے ذکر کرنے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا پورا پورا اتباع کیا ہے اگر کسی جگہ الفاظ کا کوئی اختلاف نظر آئے تو اسے متعدد نسخوں کے اختلاف پر محمول کیا جائے۔

تحدیث نعمت:

وَلِي بِحَمْدِ ٱللهِ فِي الْكِتَابِ الْمَذْكُورِ أَسَانِيدُ كَثِيرَةٌ مُتَّصِلَةٌ بِالْمُصَنِّفِ عَنْ مَشَايِخَ عِدَّةٍ.

اللہ کے فضل و کرم سے مجھے مختلف مشائخ عظام سے کئی ایک متصل اسانید حاصل ہیں جو امام بخاری تک پہنچی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

پہلی سند:

فَمِنْ ذٰلِكَ: رِوَايَتِي لَهُ عَنْ شَيْخِي الْعَلَّامَةِ نَفِيسِ ٱلدِّينِ أَبِي الرَّبِيعِ سُلَيْمَانَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْعَلَوِيِّ، رَحِمَهُ ٱللهُ تَعَالَى، قِرَاءَةً مِنِّي عَلَيْهِ لِبَعْضِهِ، وَسَمَاعًا لِأَكْثَرِهِ، وَإِجَازَةً فِي الْبَاقِي، بِمَدِينَةِ تَعِزَّ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ وَثَمَانِمِائَةٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا بِهِ وَالِدِي وَشَيْخُنَا الْإِمَامُ الْكَبِيرُ شَرَفُ الْمُحَدِّثِينَ مُوسَى بْنُ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ ٱلدِّمَشْقِيُّ الْمَشْهُورُ بِالْغَزُولِيِّ، قِرَاءَةً مِنِّي عَلَيْهِ لِجَمِيعِهِ.

یمن کے دارالحکومت تعز میں علامہ نفیس الدین ابو الربیع سلیمان بن ابراہیم علوی سے ۸۲۳ھ میں میں نے صحیح بخاری کے کچھ اجزاء پڑھے اور اکثر کا سماع کر کے اس کی اجازت (سند) حاصل کی انہوں نے اپنے والد محترم سے اجازت حدیث لی پھر اپنے استاذ شرف المحدثین موسیٰ بن موسیٰ بن علی دمشقی سے جو غزولی کے نام سے مشہور ہیں مکمل طور پر صحیح بخاری کا درس لیا۔

قَالَا: أَخْبَرَنَا بِهِ الشَّيْخُ الْمُسْنِدُ الْمُعَمَّرُ أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْحَجَّارُ، إِجَازَةً لِلْأَوَّلِ

علامہ کے والد کو شیخ ابوالعباس احمد بن ابی طالب حجار سے قولاً اور ان کے استاد کو سماعاً اجازت حاصل ہے۔

وَسَمَاعًا لِلثَّانِي.

وَمِنْهَا: رِوَايَتِي لَهُ عَنِ الشَّيْخِ الصَّالِحِ الإِمَامِ وَلِيِّ ٱللهِ تَعَالَى أَبِي الْفَتْحِ مُحَمَّدِ ٱبْنِ الإِمَامِ زَيْنِ ٱلدِّينِ أَبِي بَكْرِ بْنِ الحُسَيْنِ المَدَنِيِّ الْعُثْمَانِيِّ، سَمَاعًا عَلَيْهِ لأَكْثَرِهِ وَإِجَازَةً لِجَمِيعِهِ.

وَالشَّيْخِ الإِمَامِ خَاتِمَةِ الْحُفَّاظِ شَمْسِ ٱلدِّينِ أَبِي الْخَيْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ الجَزَرِيِّ ٱلدِّمَشْقِيِّ.

وَالْقَاضِي الْعَلاَّمَةِ الحَافِظ تَقِيِّ ٱلدِّينِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْفَاسِيِّ الشَّرِيفِ الحَسَنِيِّ المَكِّيِّ قَاضِي المَالِكِيَّةِ بِمَكَّةَ المُشَرَّفَةِ، إِجَازَةً مُعَيَّنَةً مِنْهُمْ لِجَمِيعِهِ رَحِمَهُمُ ٱللهُ تَعَالَى.

قَالُوا ثَلاَثَتُهُمْ: أَنْبَأَنَا بِهِ الشَّيْخُ الإِمَامُ الحَافِظُ شَيْخُ المُحَدِّثِينَ أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صِدِّيقٍ ٱلدِّمَشْقِيُّ، المَعْرُوفُ بِٱبْنِ الرَّسَّامِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ أَبُو الْعَبَّاسِ الحَجَّارُ.

دوسری سند:

مجھے امام ابوالفتح محمد بن امام زین الدین ابوبکر بن حسین مدنی عثمانی سے بخاری کے بیشتر حصہ کی سماعا اور ویسے تمام کتاب کی اجازت روایت حاصل ہے۔

اسی طرح شیخ امام شمس الدین ابواظہر محمد بن محمد جزری دمشقی سے اور قاضی علامہ حافظ تقی الدین محمد بن احمد فاسی جو مکہ مکرمہ میں عہدۂ قضاء پر فائز تھے ان سے بھی مجھے بطور اجازت سند حاصل ہے۔

ان تینوں شیوخ کو شیخ المحدثین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن صدیق دمشقی المعروف بہ ابن رسام سے اور انہیں حضرت ابوالعباس الحجار سے اجازت حاصل ہے۔

وَأَخْبَرَنِي بِهِ عَالِيًا الشَّيْخُ الإِمَامُ زَيْنُ الدِّينِ أَبُو بَكْرِ بْنُ الحُسَيْنِ المَدَنِيُّ المَرَاغِيُّ وَلَدُ شَيْخِنَا أَبِي الْفَتْحِ وَقَاضِي الْقُضَاةِ مَجْدِ ٱلدِّينِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الشِّيرَازِيِّ إِجَازَةً عَامَّةً

قَالاَ: أَخْبَرَنَا بِهِ أَبُو الْعَبَّاسِ

تیسری سند:

میں نے اپنے شیخ ابوالفتح کے بیٹے شیخ امام زین الدین ابوبکر بن حسین مدنی مراغی سے بھی عالی سند حاصل کی ہے نیز قاضی القضاۃ مجدالدین محمد بن یعقوب شیرازی سے بھی اجازت عامہ لی۔

ان دونوں شیوخ کو حضرت ابوالعباس مجار سے

الحَجَّارُ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الشَّيْخُ الصَّالِحُ الحُسَيْنُ بْنُ المُبَارَكِ الزَّبِيدِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الشَّيْخُ الصَّالِحُ أَبُو الْوَقْتِ عَبْدُ الأَوَّلِ بْنُ عِيسى بْنِ شُعَيْبٍ الْهَرَوِيُّ الصُّوفِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا الشَّيْخُ الْفَقِيهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ المُظَفَّرِ ٱلدَّاوُدِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الإِمامُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّويَةَ السَّرَخْسِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الشَّيْخُ الصَّالِحُ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا بِهِ الإِمامُ الْكَبِيرُ أَبُو عَبْدِ ٱللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْماعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ ٱللهُ تَعالى.

اجازت حاصل ہے شیخ ابوالعباس الحجار کو شیخ حسین بن مبارک زبیدی سے، انہیں شیخ ابوالوقت عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب بن الھروی صوفی سے، انہیں شیخ عبدالرحمٰن بن محمد مظفر داؤدی سے، انہیں امام ابو محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی سے اور انہیں شاگرد امام بخاری شیخ محمد بن یوسف فربری سے اور انہیں شیخ کبیر امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری سے سند اجازت حاصل ہے۔

وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هؤُلاَءِ المَذْكُورِينَ إِلى الْبُخَارِيِّ أَسَانِيدُ كَثِيرَةٌ بِطُرُقٍ مُتَنَوِّعَةٍ.

ان کے علاوہ بھی متعدد اسانید ہیں جو امام بخاری تک پہنچی ہیں۔

وَلِي بِحَمْدِ ٱللهِ أَسَانِيدُ غَيْرُ هذِهِ عَنْ مَشَايِخَ كَثِيرِينَ يَطُولُ تَعْدَادُهُمْ، ٱقْتَصَرْتُ مِنْهَا على هذِهِ الطُّرُقِ لِشُهْرَتِهَا وَعُلُوِّهَا.

میں نے صرف مشہور اور عالی اسناد کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے وگرنہ ان کے علاوہ بھی مجھے متعدد شیوخ سے اجازت حاصل ہے جن کا ذکر طوالت کا باعث ہے۔

وَسَمَّيْتُ هذَا الْكِتَابَ المُبَارَكَ: بِـ (**التَّجْرِيدِ الصَّرِيحِ لأَحَادِيثِ الجَامِعِ الصَّحِيحِ**).

میں نے اس کتاب کا نام ﴿التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح﴾ تجویز کیا ہے۔

وَالمَسْؤُولُ مِنَ ٱللهِ تَعالَى أَنْ يَنْفَعَ بذلِكَ، وَيَجْعَلَهُ خالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ،

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے لئے نفع بخش بنائے اور اس کے ذریعے اعمال و مقاصد کی اصلاح فرمائے۔ (آمین)

وصلّى الله على نبينا محمد وآله وصحبه أجمعين

کتاب بدء الوحی

رسول اللہ ﷺ پر آغاز وحی کا بیان

١ - [باب: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ ٱلْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ]

باب ۱ : وحی کیسے شروع ہوئی؟

١ : عَنْ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّمَا ٱلأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ ٱمْرِىءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى ٱمْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ). [رواه البخاري: ١]

۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے "(ثواب کے) تمام کام نیتوں پر موقوف ہیں اور ہر آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملے گا پھر جس شخص نے دنیا کمانے یا کسی عورت سے شادی رچانے کے لئے وطن چھوڑا تو اس کی ہجرت اسی کام کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہوگی۔"

فوائد : امام بخاری نے اس حدیث کو آغاز کتاب میں اس لئے بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے نیز وحی کے ذریعہ احکام شرعیہ بیان کئے جاتے ہیں اور شرعی احکام کی بنیاد خلوص نیت ہے۔ (عون الباری:۱/۲۸) واضح رہے کہ ہر کار خیر کے بار آور ہونے کے لئے **اچھی** نیت کا ہونا ضروری ہے بصورت دیگر نہ صرف ثواب سے محرومی ہوگی بلکہ اللہ کے ہاں سخت سزا کا بھی اندیشہ ہے اور جو اعمال خالصتاً دل سے متعلق ہیں مثلاً خوف ورجاء وغیرہ ان میں نیت کی چنداں ضرورت نہیں۔ نیز نبی ﷺ کی طرف نزول وحی کا سبب آپ کا اخلاص نیت ہی ہے۔

٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت

أَنَّ الحَارِثَ بْنَ هِشامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَقالَ: يا رَسُولَ ٱللهِ! كَيْفَ يَأْتِيكَ ٱلْوَحْيُ؟ فَقالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَحْيانًا يَأْتِيني مِثْلَ صَلْصَلَةِ ٱلْجَرَسِ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ ٱلمَلَكُ رَجُلًا، فَيُكَلِّمُني فَأَعِي مَا يَقُولُ).

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ ٱلْوَحْيُ فِي ٱلْيَوْمِ ٱلشَّدِيدِ ٱلْبَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. [رواه البخاري: ٢]

حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کبھی تو وحی آنے کی کیفیت گھنٹی کی ٹن ٹن کی طرح ہوتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت گراں گزرتی ہے پھر جب فرشتے کا پیغام مجھے یاد ہوجاتا ہے تو یہ موقوف ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آکر مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں اسے محفوظ (یاد) کر لیتا ہوں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے سخت سردی کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وحی آتی تو اس کے موقوف ہونے پر آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا۔

فوائد: آپ کے پاس وحی کس حالت میں آتی ہے؟ اس سوال میں تین چیزیں آجاتی ہیں ① نفس وحی کی کیفیت' ② حامل وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی کیفیت ③ خود رسول اللہ ﷺ کی کیفیت۔ جواب میں ان تینوں چیزوں کی وضاحت ہے۔ حدیث میں وحی کی دو صورتوں کو بیان کیا گیا ہے جو عام طور پر آپ کو پیش آتی تھیں اس کے علاوہ کبھی خواب کی شکل میں' کبھی حضرت جبرئیل کے اپنے اصلی روپ میں آنے سے اور کبھی اللہ تعالیٰ کا پس پردہ بذات خود کلام کرنے سے بھی وحی کا ثبوت ملتا ہے۔ (عون الباری/۱:۳۸)

٣ : عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ ٱلْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مِنَ ٱلْوَحْيِ ٱلرُّؤْيَا ٱلصالِحَةُ فِي ٱلنَّوْمِ، فَكانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ ٱلصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ ٱلخَلَاءُ، فَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ، فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ - وَهُوَ ٱلتَّعَبُّدُ - ٱللَّيَالِي ذَوَاتِ ٱلْعَدَدِ قَبْلَ

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں کی شکل میں ہوئی' آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہ سپیدۂ صبح کی طرح نمودار ہوتا پھر آپ کو تنہائی محبوب ہوگئی چنانچہ آپ غار حراء میں خلوت اختیار فرماتے اور کئی کئی رات گھر تشریف لائے بغیر مصروف عبادت رہتے۔ آپ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جاکر وہاں چند روز گزارتے پھر

أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ، وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا، حَتَّى جَاءَهُ ٱلْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ ٱلْمَلَكُ فَقَالَ: ٱقْرَأْ، قَالَ: (مَا أَنَا بِقَارِئٍ). قَالَ: (فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي ٱلْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي) فَقَالَ: ٱقْرَأْ، قُلْتُ: (مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي ٱلثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي ٱلْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي) فَقَالَ: ٱقْرَأْ، فَقُلْتُ: (مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي ٱلثَّالِثَةَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي) فَقَالَ: ﴿ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلَّذِى خَلَقَ ۝ خَلَقَ ٱلْإِنسَـٰنَ مِنْ عَلَقٍ ۝ ٱقْرَأْ وَرَبُّكَ ٱلْأَكْرَمُ﴾. فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا فَقَالَ: (زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي). فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ ٱلرَّوْعُ، فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَأَخْبَرَهَا ٱلْخَبَرَ: (لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي). فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا وَٱللهِ مَا يُخْزِيكَ ٱللهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ ٱلرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ ٱلْكَلَّ، وَتَكْسِبُ ٱلْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي ٱلضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ ٱلْحَقِّ.

فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ ٱلْعُزَّى، ٱبْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ، وَكَانَ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور تقریباً اتنے ہی دنوں کے لئے پھر توشہ لے جاتے۔ ایک روز جبکہ آپ غار حراء میں تھے یکایک آپ کے پاس حق آگیا اور ایک فرشتے نے آکر آپ سے کہا: پڑھو! آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں' اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر خوب بھینچا یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو! میں نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں' اس نے دوبارہ مجھے پکڑ کر دبوچا یہاں تک کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی پھر چھوڑ کر کہا' پڑھو! میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں' اس نے تیسری بار مجھے پکڑ کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا' پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا' جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا' اور تمہارا رب تو نہایت کریم ہے۔

رسول اللہ ﷺ ان آیات کو لے کر واپس آئے اور آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ چنانچہ آپ (اپنی بیوی) حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دو۔'' انہوں نے آپ کو چادر اوڑھا دی یہاں تک کہ خوف زدگی کی کیفیت دور ہوگئی۔ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا: ''مجھے اپنی جان کا ڈر ہے'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: قطعاً نہیں' اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' فقیروں د

اَمْرَءًا تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الإِنْجِيلِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ، اَسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ. فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَأَى، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللهُ عَلَى مُوسَى، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟). قَالَ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ، وَفَتَرَ الْوَحْيُ. [رواه البخاري: ٣]

محتاجوں کو کما کر دیتے ہیں مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے سلسلہ میں پیش آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہیں'

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس آئیں۔ ورقہ دور جہالت میں عیسائی ہوگئے تھے اور عبرانی بھی لکھنا جانتے تھے چنانچہ عبرانی زبان میں حسب توفیق الٰہی انجیل لکھتے تھے اس وقت بہت بوڑھے اور نابینا ہوچکے تھے' ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھائی جان! آپ اپنے بھتیجے کی بات سنیں۔ ورقہ نے پوچھا: بھتیجے کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان فرما دیا اس پر ورقہ نے آپ سے کہا: یہ تو وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا' کاش میں آپ کے زمانہ نبوت میں توانا ہوتا' کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا' اچھا تو کیا وہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جب بھی کوئی آدمی اس طرح کا پیغام لایا جیسا آپ لائے ہیں تو اس سے ضرور دشمنی کی گئی اور اگر مجھے آپ کا زمانہ نصیب ہوا تو میں تمہاری بھرپور مدد کروں گا' اس کے بعد ورقہ جلد ہی فوت ہوگئے اور وحی رک گئی۔

فوائد: فترۃ وحی (بندش وحی) کے زمانہ میں صرف نزول قرآن مؤخر ہوا تھا حضرت جبرئیل کی آمد ورفت منقطع نہیں ہوئی تھی اور جب کبھی آپ پہاڑ پر اپنے آپ کو گرا دینے کے ارادہ سے چڑھتے تو آپ کو تسلی دینے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ کو نبی برحق ہونے کا مژدہ جانفزا

سناتے۔ (عون الباری: ۱/۵۲)

٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ٱلأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما : وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ ٱلْوَحْيِ، فَقَالَ في حَدِيثِهِ : (بَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ ٱلسَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا ٱلْمَلَكُ ٱلَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ ٱلسَّمَاءِ وَٱلأَرْضِ، فَرُعِبْتُ مِنْهُ، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ﴾. فَحَمِيَ ٱلْوَحْيُ وَتَتَابَعَ).
[رواه البخاري: ٤]

۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی بندش وحی کا واقعہ سنا، آپ نے بیان فرمایا: ایک روز میں راستے سے گزر رہا تھا کہ اچانک مجھے آسمان سے ایک آواز سنائی دی، میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حراء میں آیا تھا آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، میں اسے دیکھ کر سخت دہشت زدہ ہوگیا، گھر لوٹ کر میں نے اہل خانہ سے کہا مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ (انہوں نے مجھے چادر اوڑھا دی)۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی: "اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے، اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو۔ (سورۃ المدثر) پھر نزول وحی میں تیزی آگئی اور لگاتار نازل ہونے لگی۔

فوائد: فحمی الوحی کا لغوی معنی "وحی گرم ہوگئی" جب کوئی چیز گرم ہو جائے تو کچھ دیر کے بعد ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ تتابع کا مطلب ہے کہ وحی مسلسل شروع ہوگئی گرم ہونے کے بعد گویا سرد نہیں ہوئی۔ (عون الباری/ص: ۱/۵۴)

٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما في قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِۦٓ﴾. قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ ٱلتَّنْزِيلِ شِدَّةً، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ - فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا - فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِۦ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس فرمان الٰہی "اے پیغمبر! آپ وحی کو جلدی سے یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن اترتے وقت (اسے یاد کرنے کے لئے) اپنے ہونٹوں کو ہلایا کرتے تھے اور اس سے آپ کو کافی تکلیف ہوتی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ہونٹ ہلا کر دکھاتا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ اپنے ہونٹ ہلاتے

بِهِ ○ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْءَانَهُ﴾. قَالَ: جَمْعُهُ لَكَ فِي صَدْرِكَ وَتَقْرَأُهُ: ﴿فَإِذَا قَرَأْنَهُ فَاتَّبِعْ قُرْءَانَهُ﴾. قَالَ: فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾. ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ، فَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ ٱسْتَمَعَ، فَإِذَا ٱنْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ كَمَا قَرَأَهُ. [رواه البخاري: ٥]

تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے نبی! اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو' اس کو جمع کرنا اور پڑھا دینا ہماری ذمہ داری ہے" یعنی آپ کے سینے میں محفوظ کر دینا اور پڑھا دینا ہم پر ہے" پھر اس ارشاد الٰہی: "پھر جب ہم پڑھ چکیں تو ہمارے پڑھنے کی پیروی کرو" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: "خاموشی سے کان لگا کر سنتا رہ" پھر فرمان الٰہی: "اس کا بیان کرنا بھی ہمارا کام ہے" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

ان آیات کے نزول کے بعد جب جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر قرآن سناتے تو آپ کان لگا کر سنتے رہتے' جب وہ چلے جاتے تو رسول ﷺ اسے (وعدہ الٰہی کے مطابق) اس طرح پڑھتے جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھا تھا۔

فوائد: اس حدیث میں قرآن حکیم کے متعلق تین مراحل کو ذکر کیا گیا ہے۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ آپ کے سینہ مبارک میں محفوظ طریقہ سے اتارنا اور دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ قلب مبارک میں جمع شدہ قرآن کو زبان کے ذریعے پڑھنے کی توفیق دینا پھر آخری مرحلہ قرآن کے مجملات کی تشریح اور مشکلات کی توضیح ہے جو احادیث (صحیحہ) کی شکل میں موجود ہے۔ ان تمام مراحل کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے۔ (عون الباری:۱:۵۸)

٦ : وعنه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَجْوَدَ ٱلنَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ عليه السلام، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ ٱلْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَجْوَدُ بِٱلْخَيْرِ مِنَ ٱلرِّيحِ ٱلْمُرْسَلَةِ.

۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے' خصوصاً رمضان میں جب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوتی تو بہت سخاوت کرتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان المبارک میں ہر رات آپ سے ملاقات کرتے اور قرآن مجید کا دور فرماتے۔ الغرض رسول اللہ ﷺ صدقہ کرنے میں

[رواه البخاري: ٦]

کھلی ہوا (آندھی) سے بھی زیادہ تیز رفتار ہوتے۔

فوائد: اس حدیث کی باب سے بایں طور مناسبت ہے کہ جتنا حصہ قرآن کا نازل ہو چکا تھا اتنے حصے کا حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر رمضان میں آپ سے دور کرتے' آخری سال آپ نے دو مرتبہ دور فرمایا تاکہ مجموعی طور پر پورے قرآن کی یاد دہانی ہو جائے۔ (عون الباری/۱:۶۰)

٧ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ، كَانُوا تُجَّارًا بِالشَّامِ، فِي ٱلْمُدَّةِ ٱلَّتِي كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ، فَدَعَاهُمْ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ ٱلرُّومِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَدَعَا بِالتَّرْجُمَانِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهٰذَا ٱلرَّجُلِ ٱلَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ، فَقَالَ: أَدْنُوهُ مِنِّي، وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ. فَوَٱللهِ لَوْلَا ٱلْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثُرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ. ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي عنهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ. قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا ٱلْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَأَشْرَافُ ٱلنَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَقُلْتُ:

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ (شاہ روم) ہرقل نے اس کو قریش کی ایک جماعت سمیت بلوایا۔ یہ جماعت صلح حدیبیہ کے تحت رسول اللہ ﷺ اور کفار قریش کے درمیان طے شدہ عرصہ' امن میں ملک شام بغرض تجارت گئی ہوئی تھی۔ یہ لوگ ایلیاء (بیت المقدس) میں اس کے پاس حاضر ہوگئے۔ ہرقل نے انہیں اپنے دربار میں بلایا اس وقت اس کے اردگرد روم کے رؤسا بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اس نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلا کر کہا کہ یہ شخص جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے تم میں سے کون اس کا قریبی رشتہ دار ہے؟ ابو سفیان نے کہا میں اس کا سب سے زیادہ قریب النسب ہوں' تب ہرقل نے کہا' اسے میرے قریب کردو اور اس کے ساتھیوں کو بھی قریب کرکے اس کے پس پشت بٹھاؤ۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: ان سے کہو کہ میں اس شخص سے اس آدمی (نبی ﷺ) کے متعلق سوالات کروں گا اگر یہ غلط بیانی کرے تو تم لوگوں نے اسے جھٹلا دینا ہے۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر جھوٹ بولنے کی بدنامی کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ ﷺ کے متعلق یقیناً جھوٹ بولتا۔

ابو سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد پہلا

ضُعَفَاؤُهُمْ. قَالَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ قُلْتُ: بَلْ يَزِيدُونَ.

قَالَ: فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَهَلْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لاَ، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لاَ نَدْرِي مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيهَا. قَالَ: وَلَمْ يُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ. قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: اَلْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ. قَالَ: فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُولُ: اعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهُ وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوا مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ. فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ، وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا. وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ، لَقُلْتُ رَجُلٌ يَتَأَسَّى بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، قُلْتُ: لَوْ

سوال جو ہرقل نے مجھ سے آپ کے بارے میں کیا وہ یہ تھا کہ تم لوگوں میں اس کا نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ اونچے نسب والا ہے۔ پھر کہنے لگا' اچھا! تو کیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کبھی کہی تھی؟ میں نے کہا نہیں' کہنے لگا! اچھا اس کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا: نہیں' کہنے لگا: اچھا یہ بتاؤ کہ بڑے لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا غریبوں نے؟ میں نے کہا بلکہ کمزوروں نے' کہنے لگا: اس کے پیروکار (دن بدن) بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ میں نے کہا بلکہ ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کہنے لگا: کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس دین سے برگشتہ ہوکر مرتد بھی ہوجاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں' کہنے لگا: اس نے جو بات کہی ہے کیا اس (دعوی نبوت) سے پہلے تم لوگ اس کو جھوٹ سے متہم کرتے تھے؟ میں نے کہا: نہیں' کہنے لگا: کیا وہ بدعہدی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں' البتہ ہم لوگ اس وقت اسکے ساتھ صلح کی ایک مدت گزار رہے ہیں معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرے گا؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس فقرے کے سوا مجھے اور کہیں (اپنی طرف سے) بات داخل کرنے کا موقع نہیں ملا' کہنے لگا: کیا تم لوگوں نے اس سے جنگ لڑی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں' اس نے کہا پھر تمہاری اور اس کی جنگ کیسی رہی؟ میں نے کہا جنگ ہم دونوں کے درمیان برابر کی چوٹ ہے کبھی وہ ہمیں زک پہنچالیتا ہے اور کبھی ہم اسے نقصان سے دو چار کردیتے

كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ، قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيهِ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ ٱلْكَذِبَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى ٱللهِ. وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ ٱلنَّاسِ ٱتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ، فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ ٱتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ ٱلرُّسُلِ. وَسَأَلْتُكَ أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ، فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الإِيمَانِ حَتَّى يَتِمَّ. وَسَأَلْتُكَ أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، وَكَذٰلِكَ ٱلإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ ٱلْقُلُوبَ. وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ، فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، وَكَذٰلِكَ ٱلرُّسُلُ لاَ تَغْدِرُ. وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ، فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا ٱللهَ وَحْدَه وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ ٱلأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلاَةِ وَٱلصِّدْقِ وَٱلْعَفَافِ، فَإِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ، لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ. ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ

ہیں۔ کہنے لگا: وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو' جن کی تمہارے باپ دادا عبادت کرتے تھے ان کو چھوڑ دو اور وہ ہمیں نماز' سچائی' پرہیزگاری' پاکدامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا تم اس شخص (ابوسفیان) سے کہو کہ میں نے تم سے اس شخص (نبی ﷺ) کا نسب پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ اونچے نسب کا ہے اور دستور یہی ہے کہ پیغمبر (ہمیشہ) اپنی قوم کے اونچے نسب میں سے بھیجے جاتے ہیں اور میں نے دریافت کیا کہ آیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کہی تھی؟ تم نے بتلایا کہ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی اور نے کہی ہوتی تو میں کہتا کہ یہ شخص ایک ایسی بات کی نقالی کر رہا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے اور میں نے دریافت کیا کہ اس کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے بتلایا کہ نہیں' میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے باپ کی بادشاہت کا طالب ہے اور میں نے یہ دریافت کیا کہ جو بات اس نے کہی ہے اس (دعوی نبوت) سے پہلے تم نے کبھی اس پر جھوٹ بولنے کا الزام عائد کیا تھا۔ تو تم نے بتلایا کہ نہیں اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ شخص لوگوں پر تو جھوٹ باندھنے سے پرہیز کرے

ٱلَّذِي بُعِثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ، فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيهِ: (بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ ٱللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ ٱلرُّومِ: سَلَامٌ عَلَى مَنِ ٱتَّبَعَ ٱلْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ ٱلإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ ٱللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ ٱلأَرِيسِيِّينَ، وَ ﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾).

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ ٱلْكِتَابِ، كَثُرَ عِنْدَهُ ٱلصَّخَبُ وَٱرْتَفَعَتِ ٱلأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ٱبْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي ٱلأَصْفَرِ. فَما زِلْتُ مُوقِنًا أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ ٱللهُ عَلَيَّ ٱلإِسْلَامَ.

وَكَانَ ٱبْنُ ٱلنَّاطُورِ، صَاحِبُ إِيلِيَاءَ وَهِرَقْلَ، أُسْقِفَ عَلَى نَصَارَى ٱلشَّأْمِ، يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِينَ قَدِمَ إِيلِيَاءَ، أَصْبَحَ خَبِيثَ ٱلنَّفْسِ، فَقَالَ له بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ: قَدِ ٱسْتَنْكَرْنَا

اور اللہ پر جھوٹ بولے۔ میں نے یہ بھی دریافت کیا کہ بڑے لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں یا کمزور؟ تو تم نے بتلایا کہ ناتواں لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اس قسم کے لوگ ہی پیغمبروں کے پیروکار ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تم نے بتلایا کہ ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور درحقیقت ایمان کا یہی حال ہوتا ہے تا آنکہ وہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص متنفر ہو کر مرتد بھی ہوتا ہے؟ تو تم نے بتلایا کہ نہیں اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے کہ اس کی چاشنی جب دل میں سما جاتی ہے تو پھر نکلتی نہیں اور میں نے دریافت کیا کہ کیا وہ عہد شکنی بھی کرتا ہے؟ تو تم نے بتلایا کہ نہیں اور رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ دھوکہ نہیں کرتے۔ میں نے یہ بھی پوچھا کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ تو تم نے بتلایا کہ وہ اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیتا ہے، تمہیں بت پرستی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نماز، سچائی اور پرہیزگاری وپاکدامنی اختیار کرنے کے متعلق کہتا ہے، تو جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یہ شخص بہت جلد اس جگہ کا مالک ہوجائے گا جہاں میرے یہ دونوں قدم ہیں۔ میں جانتا تھا کہ یہ نبی آنے والا ہے لیکن میرا یہ خیال نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اس کے پاس پہنچ سکوں گا تو اس

هَيْئَتَكَ، قَالَ ٱبْنُ ٱلنَّاطُورِ: وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي ٱلنُّجُومِ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ سَأَلُوهُ: إِنِّي رَأَيْتُ ٱللَّيْلَةَ حِينَ نَظَرْتُ فِي ٱلنُّجُومِ أَنَّ مَلِكَ ٱلْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ، فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ ٱلأُمَّةِ؟ قَالُوا: لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا ٱلْيَهُودُ، فَلاَ يُهِمَّنَّكَ شَأْنُهُمْ، وَٱكْتُبْ إِلَى مَدَايِنِ مُلْكِكَ، فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ ٱلْيَهُودِ. فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ، أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَلَمَّا ٱسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ: ٱذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لاَ؟ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ، فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ، وَسَأَلَهُ عَنِ ٱلْعَرَبِ، فَقَالَ: هُمْ يَخْتَتِنُونَ، فَقَالَ هِرَقْلُ: هٰذَا مُلْكُ هٰذِهِ ٱلأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ. ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُومِيَةَ، وَكَانَ نَظِيرَهُ فِي ٱلْعِلْمِ، وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ، فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتَّى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ ٱلرُّومِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ، ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ، ثُمَّ ٱطَّلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ ٱلرُّومِ، هَلْ لَكُمْ فِي ٱلْفَلاَحِ وَٱلرُّشْدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ،

سے ملاقات کی ضرور زحمت اٹھاتا اگر میں اس کے پاس (مدینہ میں) ہوتا تو ضرور اس کے پاؤں دھوتا' اس کے بعد ہرقل نے رسول اکرم ﷺ کا وہ خط منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے حاکم بصری کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ خط ہرقل کو پہنچا دیا تھا' ہرقل نے اسے پڑھا اس میں یہ لکھا تھا۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام۔

اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے' اس کے بعد میں تجھے کلمۂ اسلام (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی دعوت دیتا ہوں۔ مسلمان ہوجا تو محفوظ رہے گا' اللہ تعالیٰ تجھے دوہرا اجر دے گا پھر اگر تو یہ بات نہ مانے تو تیری رعایا کا گناہ بھی تجھی پر ہوگا۔

"اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا کارساز نہ سمجھے پس اگر یہ لوگ اعراض کریں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو فرمانبردار ہیں"

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہرقل جو کہنا چاہتا تھا کہہ چکا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا تو وہاں آوازیں بلند ہوئیں اور بہت شور مچا اور ہم باہر نکال دیئے

فَتَبَايِعُوا هٰذَا ٱلنَّبِيَّ؟ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ ٱلْوَحْشِ إِلَى ٱلْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ، وَأَيِسَ مِنَ ٱلْإِيمَانِ، قَالَ: رُدُّوهُمْ عَلَيَّ، وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ، فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ، فَكَانَ ذٰلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ. [رواه البخاري: ٧]

گئے۔ میں نے باہر آکر اپنے ساتھیوں سے کہا: ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ بڑا زور پکڑ گیا اس سے تو رومیوں کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے' اس روز کے بعد مجھے برابر یقین رہا کہ رسول اللہ ﷺ کا دین غالب آکر رہے گا' یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے میرے اندر اسلام جاگزیں کردیا۔

ابن ناطور جو ایلیاء کے گورنر ہرقل کا مصاحب اور شام کے عیسائیوں کا پادری تھا بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب ایلیاء (بیت المقدس) آیا تو ایک روز صبح کے وقت رنجیدہ خاطر بیدار ہوا اور اس کے کچھ مصاحب کہنے لگے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی طبیعت کچھ بجھی بجھی ہے۔ ابن ناطور نے کہا کہ ہرقل ماہر نجومی اور ستارہ شناس تھا جب لوگوں نے اس سے پوچھا تو کہنے لگا کہ میں نے آج رات تاروں پر ایک نگاہ ڈالی تو دیکھتا ہوں کہ ختنہ کرنے والوں کے بادشاہ کا ظہور ہوچکا ہے (بتاؤ) ان دنوں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ مصاحب کہنے لگے یہودیوں کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا' ان سے فکرمند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آپ اپنے اہل علاقہ کو پروانہ بھیج دیں کہ وہاں کے تمام یہودیوں کو مار ڈالیں۔ اس گفتگو کے دوران ہی ہرقل کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا جسے شاہ غسان نے بھیجا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کا حال بیان کرتا تھا' جب ہرقل نے اس سے تمام معلومات حاصل کرلیں تو کہنے لگا کہ اسے لے جاؤ اور دیکھو کہ اس کا ختنہ ہوا ہے یا نہیں؟ لوگوں نے اسے دیکھا اور ہرقل کو

بتایا کہ اس کا ختنہ ہوا ہے۔ ہرقل نے اس سے دریافت کیا کہ عرب ختنہ کرتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں وہ ختنہ کرتے ہیں تب ہرقل نے کہا یہی شخص (پیغمبر) اس امت کا بادشاہ ہے جس کا ظہور ہو چکا ہے پھر ہرقل نے اپنے علم میں ہم پلہ ایک دوست کو رومیہ میں خط لکھا اور خود حمص روانہ ہو گیا' ابھی حمص نہیں پہنچا تھا کہ اسے اپنے دوست کا جواب موصول ہو گیا' اس کی رائے بھی رسول اللہ ﷺ کے ظاہر ہونے میں ہرقل کے موافق تھی کہ آپ نبی برحق ہیں' آخر حمص پہنچ کر اس نے روم کے سرداروں کو اپنے محل آنے کی دعوت دی۔ (جب وہ آ گئے) تو اس نے حکم دے کر دروازہ بند کروا دیا پھر بالاخانہ سے انہیں دیکھا اور کہنے لگا روم کے لوگو! اگر تم اپنی کامیابی بھلائی اور بادشاہت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس پیغمبر کی بیعت کر لو' یہ (اعلان حق) سنتے ہی وہ لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے دیکھا تو وہ بند تھے اب جب ہرقل نے ان کی نفرت کو دیکھا اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہوا تو کہنے لگا ان سرداروں کو میرے پاس لاؤ۔ (جب وہ آئے) تو کہنے لگا کہ میں نے ابھی جو بات تمہیں کہی تھی وہ صرف آزمانے کے لئے تھی کہ دیکھوں تم اپنے دین پر کس قدر مضبوط ہو؟ اب میں وہ دیکھ چکا پھر تمام حاضرین نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔ یہ ہرقل (کے ایمان لانے) کے متعلق آخری آخری معلومات ہیں۔

فوائد : ہرقل سے متعلق یہ حدیث گویا برزخی حدیث ہے کیونکہ اس کا تعلق وحی کے ساتھ بھی بایں طور ہے کہ ہرقل جو عیسائی مذہب کا حامل تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا جو وحی کا نتیجہ ہے اور اس حدیث کا مابعد کتاب الایمان سے بھی تعلق ہے کیونکہ ایمان کی امتیازی علامت عمل ومتابعت ہے جو ہرقل میں نہ تھی تصدیق جلی اور اقرار موجود ہے لیکن اس کےمطابق عمل نہ کرنے سے کافر ہی رہا۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے اس کتاب کو حدیث نیت سے شروع کیا تھا گویا آپ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر ہرقل کی نیت درست تھی تو اسے کچھ فائدہ پہنچنے کی امید ہے بصورت دیگر اس کے مقدر میں ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ (عون الباری/۸۷:۱)

نوٹ: اس حدیث میں تیسری چیز (موحی الیہ) یعنی جس پر وحی اتری تھی کی صفات وکیفیات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ (علوی)

کتاب الایمان

ایمانیات

ایمان کے لئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ [1] دل سے تصدیق [2] زبان سے اقرار [3] دیگر اعضاء سے التزام عمل ومتابعت۔ یہود کو آپ کی معرفت وتصدیق تھی نیز ہرقل اور ابو طالب نے تو اقرار بھی کیا تھا لیکن اس کے باوجود مومن نہیں ہیں دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کی عمل ومتابعت کے بغیر کوئی حیثیت نہیں لہٰذا تصدیق میں کوتاہی کا مرتکب منافق اور اقرار میں کوتاہی کفر کا باعث جبکہ عملی کوتاہی کا مرتکب فاسق ہے اگر انکار کی وجہ سے بد عملی کا شکار ہے تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ایسے حالات میں تصدیق واقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔

١ - باب: قَوْلُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ

باب ۱: فرمان نبوی: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں۔“

٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (بُنِيَ ٱلإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ، وَإِقَامِ ٱلصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ ٱلزَّكَاةِ، وَٱلْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ). [رواه البخاري: ٨]

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔“

فوائد: امام بخاری کے نزدیک اسلام اور ایمان ایک ہی چیز ہے اور یہ باب باندھ کر ثابت کیا ہے کہ

شریعت نے چند چیزوں سے ایمان کو مرکب بنایا ہے اور اس میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے۔ امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ میں مختلف شہروں میں ہزار سے زیادہ اہل علم سے ملا ہوں سب یہی کہتے تھے کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور یہ کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔

٢ - باب: أُمُور ٱلإِيمَانِ

باب ٢: امور ایمان

٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱلإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، وَٱلحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمانِ) [رواه البخاري: ٩].

٩۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "ایمان کی ساٹھ سے کچھ زائد شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔"

فوائد: حدیث کے آخر میں حیاء کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کیونکہ انسانی اخلاق میں حیاء کا بہت بلند مقام ہے یہ وہ خصلت ہے جو انسان کو بہت سے جرائم سے روکتی ہے۔ حیاء صرف لوگوں سے ہی نہیں بلکہ سب سے زیادہ حیاء اللہ سے ہونا چاہئے۔ اس بناء پر سب سے بڑا بے حیاء وہ بدبخت انسان ہے جو گناہ کرتے وقت اللہ سے نہیں شرماتا یہی وجہ ہے کہ ایمان اور حیاء کے درمیان بہت گہرا رشتہ ہے (عون الباری / ١:٩٤)

٣ - باب: الْمُسْلِمُ مَن سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

باب ٣: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

١٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ ٱلْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسانِهِ وَيَدِهِ، وَٱلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى ٱللهُ عَنْهُ). [رواه البخاري: ١٠]

١٠۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔"

فوائد: اس حدیث میں صرف زبان اور ہاتھ سے ایذاء رسانی کا ذکر ہے کیونکہ بیشتر انسانی اذیتوں کا تعلق انہی دو سے ہوتا ہے ورنہ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو اس سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے چنانچہ بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ مومن وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کے خون محفوظ رہیں۔ واضح رہے کہ اس سے مراد وہ ایذاء رسانی ہے جو بلاوجہ ہو کیونکہ بشرط قدرت مجرموں کو سزا دینا اور شرپسند عناصر کی فساد انگیزیوں کو بزور بازو روکنا تو مسلمان کا فرض منصبی ہے۔ (عون الباری: ١/٩٦)

٤ - باب: أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟

باب ۴: کونسا مسلمان افضل ہے؟

۱۱ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ). [رواه البخاري: ۱۱]

۱۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کونسا مسلمان افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "جس کی زبان درازی اور دست اندازی سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

فوائد: ((اَيُّ الْاِسْلَامِ)) میں حذف ہے دراصل ((اَيُّ ذوی الْاِسْلَامِ)) ہے اس کی تائید صحیح مسلم کی ایک روایت سے ہوتی ہے جس کے الفاظ ((اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ)) بیان ہوئے ہیں۔ ترجمہ کے وقت ہم نے اسی روایت کو سامنے رکھا ہے تاکہ سوال اور جواب میں مطابقت قائم رہے۔

٥ - باب: إِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الْإِسْلَامِ

باب ۵: کھانا کھلانا خصلت اسلام ہے۔

۱۲ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: (تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ). [رواه البخاري: ۱۲]

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام کی کونسی سی خصلت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم (محتاجوں) کو کھانا کھلاؤ اور آشنا اور غیر آشنا ہر ایک (مسلمان) کو سلام کرو۔"

فوائد: اس حدیث کے مطابق کھانا کھلانا اور سلام کرنے کو ایک بہترین عمل بتایا گیا ہے جبکہ دوسری احادیث میں ذکر اللہ اور جہاد اور اطاعت والدین کو افضل قرار دیا گیا ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ یہ فرق سائل کی حالت وضرورت اور موقع محل کے لحاظ سے ہے۔

٦ - باب: مِنَ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

باب ۶: ایمان کی علامت ہے کہ اپنے بھائی کیلئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

۱۳ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ). [رواه البخاري: ۱۳]

۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔"

فوائد: اخلاقیات کے باب میں اس خصلت کو بنیادی قرار دیا گیا ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ وہ مسلمان بھائیوں بلکہ تمام انسانوں کا خیر خواہ رہے۔ ایسے انسان کی دنیا و آخرت بڑے آرام وسکون سے گذرتی ہے۔

٧ - باب: حُبُّ ٱلرَّسُولِ ﷺ مِنَ ٱلإِيمَانِ

باب ۷: رسول اللہ ﷺ سے محبت جزو ایمان ہے۔

١٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (فَوَٱلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ). [رواه البخاري: ١٤]

۱۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو۔“

فوائد: رسول اللہ ﷺ سے طبعی محبت کے علاوہ ایمانی محبت کی بھی ضرورت ہے ورنہ طبعی محبت تو جناب ابو طالب کو بھی تھی لیکن اسے مومن نہیں کہا گیا۔ باپ اور اولاد کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کیونکہ انسان ان سے بے حد محبت کرتا ہے پھر باپ کو مقدم کیا کیونکہ باپ سب کا ہوتا ہے جبکہ تمام کے لئے اولاد کا ہونا ضروری نہیں۔ (عون الباری:۱/۱۰۱)

١٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ الحديث بعَيْنِهِ وَزَادَ فِي آخِرِهِ: (وَٱلنَّاسِ أَجْمَعِينَ). [رواه البخاري: ١٥]

۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے لیکن اس کے آخر میں باپ اور اولاد کے ساتھ تمام لوگوں (سے زیادہ محبت) کا اضافہ کیا ہے۔

فوائد: ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب تک انسان رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ سمجھے اس وقت تک ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔

٨ - باب: حَلاَوَةِ ٱلإِيمَانِ

باب ۸: ایمان کی شیرینی

١٦ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاَوَةَ ٱلإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ ٱلْمَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلاَّ لِلهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي ٱلْكُفْرِ كَمَا

حدیث ۱۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کی مٹھاس اسی کو نصیب ہو گی جس میں تین باتیں ہوں گی ایک یہ کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت اس کو سب سے زیادہ ہو' دوسری یہ کہ صرف اللہ ہی کے لئے کسی سے دوستی رکھے تیسری یہ کہ دوبارہ کافر بننا

يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ١٦]

اسے ایسا ہی ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا ہوتا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مار پیٹ اور ذلت و رسوائی کو کفر پر ترجیح دینا باعث فضیلت ہے (الاکراہ:۶۹۴۱) اگرچہ ایمان ایسی چیز نہیں جسے زبان سے چکھا جا سکے تاہم اس میں غیر مرئی مٹھاس اور لذت ہوتی ہے۔ یہ اس شخص کو محسوس ہوتی ہے جو حدیث میں مذکور مقام پر پہنچ جائے۔ بعض اوقات تو یہ چاشنی اس حد تک محسوس ہوتی ہے کہ بندہ مومن ایمان پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔ (عون الباری:۱/۱۰۴) ایسا انسان نیکی اور اطاعت کے کام کرنے میں لذت اور فرحت محسوس کرتا ہے۔

٩ - باب: عَلاَمَةُ ٱلإِيمَانِ حُبُّ ٱلأَنْصَارِ

باب ۹: انصار سے محبت علامت ایمان ہے۔

١٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ ٱلأَنْصَارِ، وَآيَةُ ٱلنِّفَاقِ بُغْضُ ٱلأَنْصَارِ). [رواه البخاري: ١٧]

۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔"

فوائد: انصار، مدینہ منورہ کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی اور ایسے وقت میں آپ کا ساتھ دیا جبکہ اور کوئی قوم آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ پہلے یہ لوگ بنو قیلہ کے نام سے مشہور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام انصار رکھا۔ (عون الباری:۱/۱۰۶) انصار سے، آپ کے مددگار اور معاون کی حیثیت سے محبت کرنا مراد ہے، شخصی طور پر کسی سے اختلاف و جھگڑا ہونا اس کے منافی نہیں۔

١٨ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ ٱلصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ، وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: (بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِٱللهِ شَيْئًا، وَلاَ تَسْرِقُوا، وَلاَ تَزْنُوا، وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ، وَلاَ تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُم وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ

۱۸۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی تو آپ نے فرمایا: "تم سب مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، اپنے ہاتھ اور پاؤں کے سامنے (دیدہ دانستہ) کسی پر افتراء پردازی نہیں کرو گے اور اچھے کاموں میں نافرمانی نہ کرو گے پھر

فَأَجْرُهُ عَلَى ٱللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي ٱلدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ الله فَهُوَ إِلَى ٱللهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ). فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ١٨]

جو کوئی تم میں سے یہ عہد پورا کرے گا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جو کوئی ان گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھے اور اسے دنیا میں اس کی سزا مل جائے تو اس کا گناہ اتر جائے گا اور جو کوئی ان جرائم میں سے کسی کا ارتکاب کرے پھر اللہ نے دنیا میں اس کی پردہ پوشی فرمائی تو وہ اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے تو (قیامت کے دن) اسے معاف کرے یا سزا دے۔" ہم نے ان سب شرطوں پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حدود گناہوں کا کفارہ ہیں یعنی حد شرعی قائم ہونے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (الحدود:۶۷۸۴، ۶۸۰۱) معلوم ہوا کہ دین اسلام میں بیعت لینا ایک مسنون عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے دین اسلام پر کاربند رہنے، ہجرت کرنے، میدان جہاد میں ثابت قدم رہنے، فواحش و منکرات کو چھوڑنے، سنت پر عمل کرنے اور بدعات و رسوم سے دور رہنے کی بیعت لیتے تھے۔ البتہ بیعت تصوف کا کوئی وجود نہیں یہ بہت بعد کی پیداوار ہے۔ (عون الباری:۱/۱۱۲)

١٠ - باب: مِنَ ٱلدِّينِ ٱلْفِرَارُ مِنَ ٱلْفِتَنِ

باب ۱۰: فتنوں سے فرار دینداری ہے۔

١٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ ٱلْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ ٱلْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ ٱلْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ ٱلْفِتَنِ). [رواه البخاري: ١٩]

حدیث ۱۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات کی طرف نکل جائے گا اور فتنوں سے راہ فرار اختیار کر کے اپنے دین کو بچا لے گا۔"

فوائد: فتنہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے انسان گمراہ ہو کر اللہ کے ذکر اور اس کی اطاعت سے غافل ہو جائے۔ ہمارے اس دور میں ایسے فتنوں کا ہجوم ہے جو گمراہی اور دین سے بے زاری کا سبب بنتے ہیں۔ ایسے حالات میں گوشہ تنہائی اختیار کرنا جائز ہے ہاں اگر انسان میں ایسے دجالی فتنوں کا مقابلہ کرنے کی علمی، عملی اور اخلاقی ہمت ہے تو معاشرہ میں رہتے ہوئے ان کی روک تھام میں کوشاں رہنا افضل

ہے۔

۱۱ - باب: قَوْلِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللهِ

باب ۱۱: فرمان نبوی: ”اللہ کے متعلق میں تم سب سے زیادہ جاننے والا ہوں“

۲۰ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا أَمَرَهُمْ، أَمَرَهُمْ مِنَ ٱلأَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُونَ، قَالُوا: إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ ٱللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَيَغْضَبُ حَتَّى يُعْرَفَ ٱلْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: (إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِٱللهِ أَنَا). [رواه البخاري: ۲۰]

حدیث ۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیتے تو انہی کاموں کا حکم دیتے جن کو وہ بآسانی کر سکتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا حال آپ جیسا نہیں ہے اللہ نے تو آپ کی اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے در گزر فرمایا ہے یہ سن کر آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کے چہرہ مبارک پر غصے کا اثر ظاہر ہوا پھر آپ نے فرمایا: ”میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار اور اللہ کو جاننے والا ہوں۔“

فوائد: رسول اللہ ﷺ اس لئے ناراض ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ”آسان کاموں“ کو رفع درجات اور غفران ذنوب کے لئے ناکافی خیال کیا۔ ان کے گمان کے مطابق بلند مراتب کے حصول کیلئے ایسے کٹھن اعمال ہونے چاہئیں جن کی ادائیگی میں تکلیف ومشقت اٹھانا پڑے۔ اس پر آپ نے تنبیہ فرمائی کہ شریعت میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں بلکہ جو اور جیسا ارشاد ہو اس پر اکتفاء کیا جائے۔

(عون الباری:۱/۱۱۵)

۱۲ - باب: تَفَاضُلِ أَهْلِ ٱلإِيمَانِ فِي ٱلأَعْمَالِ

باب ۱۲: اہل ایمان کا اعمال کے لحاظ سے ایک دوسرے سے افضل ہونا

۲۱ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَدْخُلُ أَهْلُ ٱلْجَنَّةِ ٱلْجَنَّةَ وَأَهْلُ ٱلنَّارِ ٱلنَّارَ، ثُمَّ يَقُولُ ٱللهُ تَعَالَى: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ. فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا

حدیث ۲۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لاؤ تو ایسے لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا جو جل کر سیاہ ہو چکے ہوں

قَدِ ٱسْوَدُّوا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ ٱلْحَيَا، أَوِ ٱلْحَيَاةِ - شَكَّ مالِكٌ - فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الحِبَّةُ فِي جَانِبِ ٱلسَّيْلِ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً). [رواه البخاري: ٢٢]

گے پھر انہیں پانی یا زندگی کی نہر میں ڈالا جائے گا۔ (مالک کو شک ہے کہ استاد نے کون سا لفظ بولا) وہ ازسرنو یوں اگیں گے جیسے دانہ لب جو (ندی کے کنارے) اگتا ہے۔ کیا تو دیکھتا نہیں وہ کیسے زرد زرد لپٹا ہوا نمودار ہوتا ہے۔

فوائد: امام بخاری نے وہیب کی روایت بیان کر کے اس شک کو دور کر دیا جو امام مالک کو ہوا یعنی "زندگی کی نہر" صحیح ہے۔

٢٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ ٱلنَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ ٱلثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ ٱلْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ). قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (ٱلدِّينَ). [رواه البخاري: ٢٣]

حدیث ٢٢۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں ایک مرتبہ سو رہا تھا کہ بحالت خواب لوگوں کو دیکھا وہ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں بعض کے کرتے چھاتیوں تک ہیں اور کچھ لوگوں کے اس سے بھی کم اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو میرے سامنے اس حالت میں لایا گیا کہ وہ کرتا پہنے ہوئے اور اسے زمین پر گھسیٹ رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس کی کیا تعبیر کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "دین"۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواب میں اپنی قمیص گھسیٹتے ہوئے دیکھنا اعلیٰ درجہ کی دینداری کی علامت ہے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ایمان میں تفاضل اور کمی بیشی ممکن ہے۔ (عون الباری:١/١١٩)

١٣ - باب: ٱلْحَيَاءُ مِنَ ٱلإِيمَانِ

باب ١٣: حیاء جزو ایمان ہے

٢٣ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ ٱلأَنْصَارِ، وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي ٱلْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (دَعْهُ فَإِنَّ ٱلْحَيَاءَ مِنَ ٱلإِيمَانِ) [رواه البخاري: ٢٤]

حدیث ٢٣۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا کہ تو اتنی شرم کیوں کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "اسے اپنے حال پر چھوڑ دے کیونکہ شرم تو ایمان کا حصہ ہے۔"

١٤ - باب: ﴿فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا الزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾

باب ۱۴: فرمان الٰہی: "پھر اگر وہ توبہ کریں، نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو" کی تفسیر

٢٤ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رسُولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، ويُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ). [رواه البخاري: ٢٥]

حدیث ۲۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ جاری رکھوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور بلاشبہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ پورے آداب سے نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں، جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے جان و مال کو مجھ سے بچا لیا۔ سوائے حق اسلام کے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔"

فوائد: کفار سے جنگ لڑنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے صرف اللہ کی عبادت کریں اگرچہ اسلام میں جزیہ اور مناسب شرائط کے ساتھ مصالحت پر بھی جنگ ختم ہو جاتی ہے تاہم جنگ بندی کی یہ صورت اسلامی جنگ کی اصل غایت نہیں چونکہ ان کے ذریعے اصل مقصد کے لئے ایک پرامن راستہ کھل جاتا ہے لہٰذا ان پر بھی جنگ روک دی جاتی ہے۔ (عون الباری: ۱/۱۲۳)

١٥ - باب: مَنْ قَالَ: إِنَّ الإِيمَانَ هُوَ الْعَمَلُ

باب ۱۵: اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے: "ایمان عمل ہی کا نام ہے"

٢٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ). قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟. قَالَ: (الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ). قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: (حَجٌّ مَبْرُورٌ). [رواه البخاري: ٢٦]

۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا" سوال کیا گیا: "پھر کونسا؟" آپ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا" پوچھا گیا: "پھر کونسا؟" آپ نے فرمایا: "وہ حج جو قبول ہو"

فوائد: حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جو ریاء کاری اور گناہوں کی آلائش سے پاک ہو۔ اس کی

علامت یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی پہلے سے بہتر روش پر قائم کرے۔

١٦ - باب: إِذَا لَمْ يَكُنِ الْإِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيقَةِ

٢٦ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ، فَتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ: (أَوْ مُسْلِمًا). فَسَكَتُّ قَلِيلًا، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ، فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي فَقُلْتُ: مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟. فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ: (أَوْ مُسْلِمًا). فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي، وَعَادَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: (يَا سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ، وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ). [رواه البخاري: ٢٧]

باب ١٦: کبھی اسلام سے اس کے حقیقی (شرعی) معنی مراد نہیں ہوتے

حدیث ٢٦۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور سعد رضی اللہ عنہ خود بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک شخص کو چھوڑ دیا یعنی اسے کچھ نہ دیا حالانکہ وہ تمام لوگوں میں سے مجھے زیادہ پسند تھا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا' اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "یا مسلمان" میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر اس کے متعلق میں جو جانتا تھا اس نے مجھے بولنے پر مجبور کیا میں نے دوبارہ عرض کیا کہ آپ نے فلاں شخص کو کیوں نظر انداز کر دیا؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے مومن خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا "یا مسلمان" پھر میں تھوڑی دیر چپ رہا پھر اس کے متعلق جو میں جانتا تھا اس نے مجبور کیا تو میں نے تیسری مرتبہ وہی عرض کیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی وہی فرمایا۔ اس کے بعد آپ گویا ہوئے اے سعد! میں ایک شخص کو کچھ دیتا ہوں حالانکہ دوسرے شخص کو اس سے بہتر خیال کرتا ہوں یہ اس اندیشہ کے پیش نظر کہ مبادا اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ دوزخ میں دھکیل دے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جس کے اندرونی حالات کا علم نہ ہو اسے مومن نہیں کہنا چاہئے کیونکہ باطن پر اللہ کے علاوہ اور کون مطلع ہو سکتا ہے؟ البتہ اس کے ظاہری حالات کے پیش نظر اسے مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ (عون الباری:۱/۱۲۷)

١٧ - باب: كُفْرَانِ ٱلْعَشِيرِ وَكُفْرٍ دُونَ كُفْرٍ

باب ١٧: خاوند کی ناشکری بھی کفر ہے لیکن کفر' کفر میں فرق ہوتا ہے

٢٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أُرِيتُ ٱلنَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا ٱلنِّسَاءُ، يَكْفُرْنَ): قِيلَ: أَيَكْفُرْنَ بِٱللهِ؟ قَالَ: (يَكْفُرْنَ ٱلْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ ٱلإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ ٱلدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ). [رواه البخاري: ٢٩]

حدیث ٢٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے دوزخ میں اکثر عورتوں کو دیکھا (کیونکہ) وہ کفر کرتی ہیں۔ لوگوں نے کہا: کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ وہ اپنے خاوند کا کفر کرتی ہیں یعنی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں' وہ یوں کہ اگر تو ساری عمر عورت سے اچھا سلوک کرے پھر وہ (معمولی سی ناگوار) بات تجھ میں دیکھے تو کہنے لگتی ہے کہ مجھے تجھ سے کبھی آرام نہیں ملا۔"

فوائد: امام بخاری نے ایمان اور اس کے ثمرات بیان کرنے کے بعد اس کی ضد یعنی کفر اور اس کی اقسام کو بیان کرنا شروع کیا۔ کفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس کے ارتکاب سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے دوسرا وہ کفر ہے جس کا مرتکب گنہگار تو ضرور ہوتا ہے لیکن خارج از اسلام نہیں ہوتا۔ اس عنوان سے دوسری قسم کا کفر مراد ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ معاصی کے ارتکاب سے ایمان میں کمی آجاتی ہے۔ (عون الباری:١/١٢٩)

١٨ - باب: ٱلْمَعَاصِي مِنْ أَمْرِ ٱلْجَاهِلِيَّةِ وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِٱرْتِكَابِهَا إِلَّا بِٱلشِّرْكِ

باب ١٨: گناہ جاہلیت کے کام ہیں اور ان کا مرتکب کافر نہیں ہوتا البتہ شرک کا مرتکب (یا کفر کا معتقد) ضرور کافر ہوتا ہے۔

٢٨ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ، فَقَالَ لِي ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَبَا ذَرٍّ، أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ ٱمْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ، إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ ٱللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ

حدیث ٢٨۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو بایں طور گالی دی کہ اسے ماں کی عار دلائی۔ رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا: "کیا تو نے اسے اس کی ماں سے عار دلائی ہے؟ ابھی تک تم میں جاہلیت کا اثر باقی ہے تمہارے غلام تمہارے

تَحتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ).

[رواه البخاري: ٣٠]

بھائی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے تصرف میں رکھا ہے پس جس شخص کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو اس کو چاہیئے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو ان پر گراں گزرے اور اگر ایسے کام کی انہیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔"

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو صرف اتنا کہا تھا کہ اے سیاہ فام عورت کے بیٹے! ہمارے معاشرہ میں اس قسم کی بات گالی شمار نہیں ہوتی بلکہ صرف مذاق کی ایک قسم ہے لیکن شریعت نے اسے دور جاہلیت کی یادگار سے تعبیر کیا ہے۔

١٩ - باب: ﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا﴾

باب ١٩: اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ

٢٩ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا ٱلْتَقَى ٱلْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي ٱلنَّارِ). فَقُلْتُ يَا رَسُولَ ٱللهِ هَذَا ٱلْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ ٱلْمَقْتُولِ؟. قَالَ: (إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ).

[رواه البخاري: ٣١]

حدیث ٢٩۔ حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے "جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر آپس میں لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ قاتل (تو ضرور جہنمی ہے) لیکن مقتول کیوں جہنمی ہو گا؟ آپ نے فرمایا: "اس کی خواہش بھی دوسرے ساتھی کو قتل کرنے کی تھی۔"

فوائد: معلوم ہوا کہ دلی ارادہ جب مصمم ہو جائے تو اس پر بھی مواخذہ ہو گا جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت کے دلی خیالات کو معاف کر دیا ہے جب تک ان کے مطابق عمل نہ کریں۔ ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں کیونکہ ایسے خیالات پر مواخذہ نہیں ہو گا جو پختہ نہ ہوں یعنی آئیں اور گذر جائیں البتہ مصمم اور پختہ عزم پر مواخذہ ضرور ہو گا اگرچہ اس کے مطابق عمل نہ کیا جائے۔ (عون الباری:١/١٣٢)

٢٠ - باب: ظُلْمٌ دُونَ ظُلْمٍ

باب ٢٠: ایک ظلم دوسرے ظلم سے کمتر ہوتا ہے

٣٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا۟ إِيمَـٰنَهُم بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ: أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ؟. فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾. [رواه البخاري: ٣٢]

حدیث ٣٠۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب یہ آیت اتری "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا" تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ)! ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "یقیناً شرک ظلم عظیم ہے"

فوائد: اس حدیث سے دور حاضر کے معتزلہ (منکرین حدیث) کی تردید ہوتی ہے جو قرآن فہمی کے لئے صرف عربی لغت کو کافی سمجھتے ہیں اگر ان کا یہ دعویٰ درست ہوتا تو صحابہ کرام قرآن مجید کے سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن کا شکار نہ ہوتے لہٰذا قرآن کو سمجھنے کے لئے صاحب قرآن ﷺ کے ارشادات اور معمولات کو پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے یہی وہ بیان ہے جس کی حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ نے بیڑا اٹھایا ہے (القیامۃ :١٩)

٢١ - باب: عَلَامَاتُ ٱلْمُنَافِقِ

باب ٢١: منافق کی نشانیاں

٣١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (آيَةُ ٱلْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا ٱؤْتُمِنَ خَانَ). [رواه البخاري: ٣٣]

حدیث ٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔"

٣٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ ٱلنِّفَاقِ

حدیث ٣٢۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چار باتیں جس میں ہوں گی وہ تو خالص منافق ہو گا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بھی ہو گی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی یہاں تک کہ وہ اسے

حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا ٱؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ). [رواه البخاري: ٣٤]

ترک کردے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب عہد کرے تو دغابازی کرے اور جھگڑے تو بے ہودہ بکواس کرے۔"

فوائد: نفاق کی دو قسمیں ہیں ایک نفاق تو ایمان وعقیدے کا ہوتا ہے جو کفر کی بدترین قسم ہے جس کی نشاندہی صرف وحی سے ممکن ہے دوسرا عملی نفاق ہے جسے سیرت وکردار کا نفاق بھی کہتے ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں علامات نفاق میں سے کوئی ایک علامت ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ مجھ میں منافقانہ خصلت ہے اور جس میں یہ تمام علامتیں جمع ہوں وہ سیرت وکردار میں خالص منافق ہے۔

٢٢ - باب: قِيَامُ لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ مِنَ ٱلإِيمَانِ

باب ۲۲: شب قدر کا قیام جزو ایمان ہے

٣٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ ٱلْقَدْرِ، إِيمَانًا وَٱحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٣٥]

۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کا تقاضا سمجھ کر ثواب کی نیت سے شب قدر کا قیام کرے گا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

٢٣ - باب: ٱلْجِهَادُ مِنَ ٱلإِيمَانِ

باب ۲۳: جہاد ایمان کا حصہ ہے

٣٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱنْتَدَبَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لاَ يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي، أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، أَوْ أُدْخِلَهُ ٱلْجَنَّةَ، وَلَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ). [رواه البخاري: ٣٦]

حدیث ۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے ذمہ داری لیتا ہے جو اس کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلے اسے گھر سے صرف اس بات نے نکالا کہ وہ مجھ (اللہ) پر ایمان رکھتا ہے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتا ہے تو میں اسے اس ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ واپس کروں گا جو اس نے جہاد میں پایا ہے یا اسے (شہید بنا کر) جنت میں داخل کروں گا۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو کبھی بھی چھوٹے سے چھوٹے لشکر کے پیچھے نہ بیٹھ

رہتا اور میری یہ آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

٢٤ - باب: تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ

باب ۲۴: رمضان میں تراویح پڑھنا (بھی) ایمان سے ہے۔

٣٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَٱحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٣٧]

۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص رمضان میں ایماندار ہو کر حصول ثواب کے لئے رات کے وقت قیام کرے گا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

فوائد : گناہوں کی معافی میں حقوق العباد شامل نہیں ہیں کیونکہ اس بات پر امت کا اتفاق ہے کہ ایسے حقوق حقداروں کی رضا مندی سے ہی ساقط ہو سکتے ہیں۔ قیامت کے دن حقداروں کی برائیاں لے کر اور اپنی نیکیاں دے کر ان کی تلافی ممکن ہے۔ (عون الباری:۱/۱۳۸) الا یہ کہ اللہ ان کو اپنی طرف سے ثواب دے کر راضی کر دے۔

٢٥ - باب: صَوْمُ رَمَضَانَ ٱحْتِسَابًا مِنَ ٱلإِيمَانِ

باب ۲۵: ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھنا ایمان کا حصہ ہے

٣٦ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَٱحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٣٨]

حدیث ۳۶ : حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے ایمان کے پیش نظر حصول ثواب کے لئے ماہ رمضان کے روزے رکھے گا اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

٢٦ - باب: ٱلدِّينُ يُسْرٌ

باب ۲۶: دین آسان ہے۔

٣٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱلدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ ٱلدِّينَ أَحَدٌ إِلاَّ غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وأَبْشِرُوا،

حدیث ۳۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک دین اسلام بہت آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی کرے گا تو دین اس پر غالب آ جائے گا اس لئے

وَٱسْتَعِينُوا بِٱلْغُدْوَةِ وَٱلرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ ٱلدُّلْجَةِ). [رواه البخاري: ٣٩]

میانہ روی اختیار کرو اور (اعتدال کے ساتھ) قریب رہو اور خوش ہو جاؤ (کہ تمہیں ایسا آسان دین ملا ہے)۔ صبح' دوپہر کے بعد اور کچھ رات میں عبادت کرنے سے مدد حاصل کرو۔"

فوائد : مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کو راحت وسکون کے اوقات میں نہایت نشاط سے فریضہ عبادت ادا کرنا چاہیے تاکہ اس کا عمل مستقل بنیادوں پر قائم رہے کیونکہ تھوڑا سا عمل استقلال وثبات سے کرنا اس عمل کثیر سے کہیں بڑھ کر ہے جس میں انقطاع آجائے۔ (عون الباری:۱/۱۴۴)

٢٧ - باب: ٱلصَّلَاةُ مِنَ ٱلْإِيمَانِ

باب ۲۷: نماز بھی ایمان کا جزو ہے

٣٨ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ: كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ ٱلْمَدِينَةَ نَزَلَ عَلَى أَجْدَادِهِ - أَوْ قَالَ: أَخْوَالِهِ - مِنَ ٱلْأَنْصَارِ، وَأَنَّهُ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ ٱلْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ ٱلْبَيْتِ، وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةَ ٱلْعَصْرِ، وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلَّى مَعَهُ، فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُونَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ بِٱللهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ، فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ ٱلْبَيْتِ وَكَانَتِ ٱلْيَهُودُ قَدْ أَعْجَبَهُمْ إِذْ كَانَ يُصَلِّي قِبَلَ بَيْتِ ٱلْمَقْدِسِ، وَأَهْلُ ٱلْكِتَابِ، فَلَمَّا وَلَّى وَجْهَهُ قِبَلَ ٱلْبَيْتِ، أَنْكَرُوا ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ٤٠]

حدیث ۳۸۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنے ددھیال یا ننھیال جو انصار سے تھے ان کے ہاں اترے اور (مدینہ میں) سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے البتہ چاہتے تھے کہ آپ کا قبلہ کعبہ کی طرف ہو جائے (چنانچہ ہو گیا) اور پہلی نماز جو آپ نے (کعبہ کی طرف) پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے ان میں سے ایک شخص نکلا اور کسی مسجد والوں کے پاس سے اس کا گزر ہوا وہ (بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے) رکوع کی حالت میں تھے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے (یہ سنتے ہی) وہ لوگ جس حالت میں تھے اسی حالت میں کعبہ کی طرف پھر گئے اور جب آپ بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے تو یہودی اور دوسرے اہل کتاب نصاریٰ

بہت خوش ہوتے تھے لیکن جب آپ نے اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا تو یہ انہیں بہت ناگوار گزرا۔

فوائد: (اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ تحویل قبلہ سے پہلے جو لوگ فوت ہو چکے تھے ان کے متعلق ہمیں معلوم نہ تھا کہ انہیں نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا ایمان یعنی تمہاری نمازیں ضائع کر دے" آیت کریمہ میں نماز کی تعبیر ایمان سے کی گئی ہے معلوم ہوا کہ نماز جو ایک عمل ہے یہ ایمان کا حصہ ہے اور اس میں کمی وبیشی ممکن ہے۔

٢٨ - باب: حُسْنِ إِسْلاَمِ ٱلْمَرْءِ

باب ٢٨: آدمی کے اسلام کی خوبی

٣٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا أَسْلَمَ ٱلْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلامُهُ، يُكَفِّرُ ٱللهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا، وَكَانَ بَعْدَ ذَٰلِكَ ٱلْقِصَاصُ: ٱلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، وَٱلسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ ٱللهُ عَنْهَا). [رواه البخاري: ٤١]

حدیث ٣٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اسلام پر اچھی طرح عمل پیرا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جن کا اس نے (قبل از اسلام) ارتکاب کیا تھا اور اس کے بعد (پھر) معاوضہ (شروع) ہوتا ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ اس کے دس گنے سے سات سو گنے تک اور برائی کا بدلہ تو برائی کے موافق ہی دیا جاتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے۔

فوائد: دارقطنی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیکی کو شمار کرے گا جو اس نے اسلام سے پہلے کی تھی۔ معلوم ہوا کہ کافر اگر مسلمان ہو جائے تو زمانہ کفر کی نیکیوں کا بھی اسے ثواب ملے گا۔ (عون الباری:١/١٥٠)

٢٩ - باب: أَحَبُّ ٱلدِّينِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهُ

باب ٢٩: اللہ تعالیٰ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے

٤٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا ٱمْرَأَةٌ، قَالَ: (مَنْ هَٰذِهِ). قَالَتْ: فُلاَنَةُ، تَذْكُرُ مِنْ صَلاَتِهَا، قَالَ: (مَهْ، عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ، فَوَٱللهِ لاَ

حدیث ٤٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ان کے پاس تشریف لائے وہاں ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ فلاں عورت ہے اور اس کی (کثرت) نماز کا حال بیان

يَمَلُّ ٱللّٰهُ حَتَّى تَمَلُّوا). وَكَانَ أَحَبُّ ٱلدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ. [رواه البخاري: ٤٣]

کرنے لگیں آپ نے فرمایا رک جا! تم اپنے ذمہ صرف وہی کام رکھو جو (ہمیشہ) کر سکتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں اکتاتا تم ہی عبادت کرنے سے تھک جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اطاعت کا وہ کام ہے جس کے کرنے والا اس پر ہمیشگی کرے۔

فوائد : میانہ روی کے ساتھ نیک عمل پر دوام رہنا چاہئے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت کرتے وقت بہت سختی اٹھانا ایک مکروہ عمل ہے۔ (التہجد:۱۱۵)

٣٠ - باب: زِيَادَةُ ٱلْإِيمَانِ وَنُقْصَانُهُ

ایمان کی کمی وبیشی

٤١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَخْرُجُ مِنَ ٱلنَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا ٱللّٰهُ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ ٱلنَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ ٱللّٰهُ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ ٱلنَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ ٱللّٰهُ، وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ). [رواه البخاري: ٤٤]

۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جس نے «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه» کہا اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی یعنی ایمان ہو وہ دوزخ سے (ضرور) نکلے گا اور جس نے «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه» کہا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھلائی (ایمان) ہو وہ دوزخ سے ضرور نکلے گا اور جس نے «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه» کہا اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر نیکی (ایمان) ہو وہ بھی دوزخ سے (ضرور) نکلے گا۔"

فوائد : سورج کی شعاعوں میں سوئی کی نوک کے برابر بے شمار ذرات اڑتے نظر آتے ہیں۔ چار ذرے ایک رائی کے دانے کے برابر ہوتے ہیں۔ اور سو ذرات ایک جو کے دانے کے برابر ہوتے ہیں حدیث کا یہ اسلوب ایمان کی کمی وبیشی پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض بد عمل موحدین جہنم میں داخل ہوں گے نیز اس بات کا بھی پتہ چلا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔ (عون الباری:۱/۱۵۵)

٤٢ : عَنْ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ - رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ -: أَنَّ رَجُلًا مِنَ ٱلْيَهُودِ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ،

حدیث ۴۲: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا اے امیر المومنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک ایسی

آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَؤُونَهَا، لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ ٱلْيَهُودِ نَزَلَتْ، لَاتَّخَذْنَا ذَٰلِكَ ٱلْيَوْمَ عِيدًا. قَالَ: أَيُّ آيَةٍ هِيَ؟ قَالَ: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَامَ دِينًا﴾. قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذَٰلِكَ ٱلْيَوْمَ، وَٱلْمَكَانَ ٱلَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ. [رواه البخاري: ٤٥]

آیت ہے جسے تم پڑھتے رہتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن ٹھہرا لیتے۔ حضرت عمر نے کہا وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی بولا یہ آیت ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنا احسان بھی تم پر تمام کر دیا اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا“ حضرت عمر نے کہا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو جانتے ہیں جس میں یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ آیت جمعہ کے دن اتری جب آپ ﷺ عرفات میں کھڑے تھے۔

فوائد: آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اس کے نزول سے پہلے دین (ایمان) پورا نہیں تھا بلکہ ناقص تھا لہٰذا اس میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے 'ھو المقصود' امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مختلف شہروں میں ہزار سے زیادہ اہل علم سے ملا ہوں تمام کا یہی موقف تھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور یہ کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ (فتح الباری:۱/۱۰۷)

٣١ - باب: ٱلزَّكَاةُ مِنَ ٱلْإِسْلَامِ

باب ۳۱: زکوٰۃ دینا اسلام سے ہے

٤٣: عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرَ ٱلرَّأْسِ، نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ ٱلْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي ٱلْيَوْمِ وَٱللَّيْلَةِ). فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: (لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ). قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَصِيَامُ رَمَضَانَ). قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: (لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ). قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ

۴۳۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہل نجد سے ایک شخص پراگندہ مو (بال) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سن رہے تھے مگر یہ نہ سمجھتے تھے کہ کیا کہتا ہے تاآنکہ وہ نزدیک آ پہنچا تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دن رات میں پانچ نمازیں ہیں“ اس نے کہا: ان کے علاوہ (بھی) مجھ پر کوئی نماز فرض ہے؟ آپ نے فرمایا ”نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے پڑھے“ (پھر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور رمضان کے روزے رکھنا“ اس نے عرض کیا: اور تو کوئی روزہ مجھ پر فرض نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو

ٱلزَّكَاةَ، قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: (لاَ، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ). قَالَ: فَأَدْبَرَ ٱلرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَٱللهِ لاَ أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلاَ أَنْقُصُ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ). [رواه البخاري: ٤٦]

اپنی خوشی سے رکھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوۃ کا بھی ذکر کیا اس نے کہا: مجھ پر اس کے علاوہ (کوئی اور صدقہ بھی) فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: "نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے دے۔" طلحہ رضی اللہ نے کہا کہ پھر وہ شخص یہ کہتا ہوا پیٹھ پھیر کر واپس چلا گیا کہ اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ یا کم نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔"

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر فرض نہیں ہے بلکہ نماز تہجد کا حصہ ہونے کی وجہ سے نفل ہے کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے صرف پانچ نمازوں کو فرض فرمایا اور باقی کو نفل قرار دیا ہے۔ (فتح الباری:۱/۱۰۷)

٣٢ - باب: ٱتِّبَاعُ ٱلْجَنَائِزِ مِنَ ٱلإِيمَانِ

باب ۳۲: جنازہ کے ہمراہ جانا ایمان کا حصہ ہے

٤٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنِ ٱتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ، إِيمَانًا وَٱحْتِسَابًا، وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ ٱلأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ، كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ). [رواه البخاري: ٤٧]

۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی ایماندار ہو کر حصول ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز و دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس آتا ہے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جو شخص جنازہ پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آئے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹتا ہے۔"

فوائد : آخرت کے لحاظ سے ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہو گا البتہ دنیا میں ایک قیراط بارہ درہم کے برابر ہوتا ہے۔ اس حدیث سے جنازے کے ساتھ چلنے' نماز پڑھنے اور دفن کے بعد واپس آنے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے (عون الباری:۱/۱۶۳)

٣٣ - باب: خَوْفُ ٱلْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ

باب ۳۳: مومن کو ڈرنا چاہیۓ کہ مبادا اس

يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ

کے اعمال بے خبری میں ضائع ہو جائیں۔

٤٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (سِبَابُ ٱلْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ). [رواه البخاري: ٤٨]

۴۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔"

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپس میں گالی گلوچ اور لعن طعن ایک مسلمان کے شایان شان نہیں (الادب:۶۰۴۴) نیز ایک دوسرے کی ناحق گردنیں مارنے سے ایمان خطرے میں پڑ سکتا ہے (الفتن:۷۰۷۶) نیز حدیث میں مذکور کفر سے مراد کفر حقیقی نہیں جو انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے بلکہ کفر لغوی مراد ہے۔ (عون الباری:۱/۱۶۴)

٤٦ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ ٱلصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ، فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: (إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ، وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَرُفِعَتْ، وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ، ٱلْتَمِسُوهَا فِي ٱلسَّبْعِ وَٱلتِّسْعِ وَٱلْخَمْسِ). [رواه البخاري: ٤٩]

۴۶۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ شب قدر بتانے کے لئے (اپنے حجرے سے) نکلے' اتنے میں دو مسلمان آپس میں جھگڑ پڑے۔ آپ نے فرمایا: میں تو اس لئے باہر نکلا تھا کہ تمہیں شب قدر بتاؤں مگر فلاں فلاں آدمی جھگڑ پڑے اس لئے وہ (میرے دل سے) اٹھالی گئی اور شاید یہی تمہارے حق میں مفید ہو۔ اب تم شب قدر کو رمضان کی ستائیسویں' انتیسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کرو۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باہمی لڑنا جھگڑنا اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کی نحوست سے شب قدر جیسی عظیم دولت سے ہمیں محروم کر دیا گیا۔ شب قدر کو نہیں بلکہ اس کی تعیین کو اٹھایا گیا اس میں یہ حکمت تھی کہ اس کی تلاش میں لوگ زیادہ عبادت کریں۔ (عون الباری:۱:۱۶۶)

٣٤ - باب: سُؤَالِ جِبْرِيلَ ٱلنَّبِيَّ ﷺ عَنِ ٱلْإِيمَانِ وَٱلْإِسْلَامِ وَٱلْإِحْسَانِ...

باب ۳۴: حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان' اسلام اور احسان کے متعلق دریافت کرنا۔

٤٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا

۴۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک شخص آپ کی خدمت میں

ٱلإِيمَانُ؟ قَالَ: (الإيمانُ أنْ تُؤْمِنَ بِٱللهِ وَمَلائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ). قَالَ: مَا ٱلإِسْلامُ؟ قَالَ: (ٱلإِسْلامُ: أَنْ تَعْبُدَ ٱللهَ وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ، وَتُقِيمَ ٱلصَّلاَةَ، وَتُؤَدِّيَ ٱلزَّكَاةَ ٱلمفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ). قَالَ: مَا ٱلإِحْسَانُ؟ قَالَ: (أَنْ تَعْبُدَ ٱللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ). قَالَ: مَتَى ٱلسَّاعَةُ؟ قَالَ: (مَا ٱلمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ ٱلسَّائِلِ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ ٱلأَمَةُ رَبَّهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ ٱلإِبِلِ ٱلبُهْمِ فِي ٱلْبُنْيَانِ، فِي خَمْسٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ ٱللهُ). ثُمَّ تَلاَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ﴾ ٱلآيَةَ، ثُمَّ أَدْبَرَ، فَقَالَ: (رُدُّوهُ). فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ: (هٰذَا جِبْرِيلُ، جَاءَ يُعَلِّمُ ٱلنَّاسَ دِينَهُمْ). [رواه البخاري: ٥٠]

حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر' اس کے فرشتوں پر اور روز حشر اللہ کے حضور پیش ہونے پر' اللہ کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور قیامت کا یقین کرو۔ اس نے مزید سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تم محض اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ' نماز کو ٹھیک طور پر ادا کرو' فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو پھر اس نے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: قیامت کب برپا ہو گی؟ آپ نے فرمایا: جس سے سوال کیا گیا ہے وہ بھی سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا البتہ میں تمہیں قیامت برپا ہونے کی کچھ نشانیاں بتائے دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنا آقا جنے گی اور جب اونٹوں کے غیر معروف سیاہ فام چرواہے فلک بوس عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جائیں گے (تو قیامت قریب ہو گی)۔ دراصل قیامت ان پانچ باتوں میں سے ہے جن کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ " بے شک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے ...." (لقمان:۳۴) اس کے بعد وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ نے فرمایا: "اسے میرے پاس لاؤ چنانچہ لوگوں نے اسے تلاش کیا لیکن اسکا کوئی سراغ نہ ملا۔ تو آپ نے فرمایا: "یہ جبرائیل

علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔"

فوائد: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ قیامت کے قریب معاملات نااہل لوگوں کے سپرد ہو جائیں گے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب نالائق اور رذیل لوگ عنان اقتدار سنبھالیں تو قیامت کا انتظار کرنا افسوس کہ آج ہم اس قسم کے حالات سے دوچار ہیں۔

٣٥ - باب: فَضْلِ مَنِ ٱسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ

باب ٣٥: اپنے دین کی خاطر گناہوں سے الگ ہو جانے والے کی فضیلت

٤٨ : عَنِ ٱلنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (ٱلْحَلاَلُ بَيِّنٌ وَٱلْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ ٱلنَّاسِ، فَمَنِ ٱتَّقَى ٱلشُّبُهَاتِ ٱسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي ٱلشُّبُهَاتِ: كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ ٱلْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ وَإِنَّ حِمَى ٱللهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلاَ وَإِنَّ فِي ٱلْجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ ٱلْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ ٱلْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلاَ وَهِيَ ٱلْقَلْبُ). [رواه البخاري: ٥٢]

٤٨۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام (بھی) ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے پس جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو کوئی ان مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو شاہی چراگاہ کے آس پاس (اپنے جانوروں کو) چرائے قریب ہے کہ چراگاہ کے اندر اس کا (جانور) گھس جائے۔ آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں حرام کردہ چیزیں ہیں۔ سن لو! بدن میں ایک ٹکڑا (گوشت کا) ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ آگاہ رہو وہ ٹکڑا دل ہے۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا تقویٰ کی علامت ہے (البیوع:٢٠٥١) اور مشتبہات سے مراد وہ پیچیدہ معاملات ہیں کہ ان پر یقینی طور پر کوئی حکم نہ لگایا جا سکتا ہو' اگرچہ اہل علم کسی حد تک ان سے باخبر ہوتے ہیں تاہم شکوک و شبہات سے خالی نہیں ہوتے (عون الباری:١/١٧٤)

٣٦ - باب: أَدَاءُ ٱلْخُمُسِ مِنَ ٱلْإِيمَانِ

باب ۳۶: خمس کا ادا کرنا جزو ایمان ہے

٤٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنهُما قَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ ٱلْقَيْسِ لَمَّا أَتَوا ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنِ ٱلْقَوْمُ؟ أَوْ مَنِ ٱلْوَفْدُ)؟. قَالُوا: رَبِيعَةُ. قَالَ: (مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ، أَوْ بِالْوَفْدِ، غَيْرَ خَزَايَا وَلاَ نَدَامَى). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّا لاَ نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلاَّ فِي الشَّهْرِ ٱلْحَرَامِ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا ٱلْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ، نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، وَنَدْخُلْ بِهِ ٱلْجَنَّةَ. وَسَأَلُوهُ عَنِ ٱلأَشْرِبَةِ: فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ، وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، أَمَرَهُمْ: بِالْإِيمَانِ بِٱللهِ وَحْدَهُ، قَالَ: (أَتَدْرُونَ مَا ٱلإِيمَانُ بِٱللهِ وحْدَهُ؟). قَالُوا: ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: (شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ، وَإِقَامُ ٱلصَّلاةِ، وَإِيتَاءُ ٱلزَّكَاةِ، وَصِيامُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ ٱلمَغْنَمِ ٱلْخُمُسَ). وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: (ٱلْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَٱلنَّقِيرِ وَٱلْمُزَفَّتِ. وَرُبَّمَا قَالَ: (ٱلْمُقَيَّرِ). وَقَالَ: (ٱحْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ). [رواه البخاري: ٥٣]

۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وفد عبد القیس کے لوگ جب رسول ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں یا کون سے نمائندہ ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم خاندان ربیعہ کے لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا تم آرام کی جگہ آئے ہو، ذلیل ہو گے نہ شرمندہ! پھر ان لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم ماہ حرام کے علاوہ دوسرے دنوں میں آپ کے پاس نہیں آ سکتے کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کا قبیلہ رہتا ہے لہٰذا آپ خلاصہ کے طور پر ہمیں کوئی ایسی بات بتا دیں کہ ہم اپنے پیچھے والوں کو اس کی اطلاع کر دیں اور ہم سب اس (پر عمل کرنے) سے جنت میں داخل ہو جائیں اور انہوں نے آپ سے مشروبات کے متعلق بھی پوچھا تو آپ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا۔ آپ نے انہیں ایک اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو اکیلے اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب واقف ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، نماز ٹھیک طریقہ سے ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا اور شراب سازی کے چار برتنوں یعنی بڑے مٹکوں، کدو

سے تیار کردہ پیالوں، لکڑی سے تراشے ہوئے لگن اور تارکول سے رنگے ہوئے روغنی برتنوں سے انہیں منع کیا پھر آپ نے فرمایا کہ ان باتوں کو یاد رکھو اور اپنے پیچھے والوں کو ان سے مطلع کر دو۔

فوائد: حرمت کے مہینوں سے مراد رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں۔ کفار ان کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور ان میں کسی دوسرے پر دست درازی کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہنا اسلامی ادب ہے نیز ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایمان وعلم کو اپنے سینے میں محفوظ کر کے اسے دوسروں تک پہنچائے۔ (العلم:۸۷)

٣٧ - باب: مَا جَاءَ أَنَّ ٱلْأَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ

باب ۳۷: (ثواب کے) تمام کام نیت پر موقوف ہونے کا بیان

٥٠ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: حَدِيثُ إِنَّما الأَعمَالُ بِالنِّيَاتِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي أَوَّلِ الكِتاب، وَزَادَ هُنَا بَعْدَ قَوْلِهِ: (وَإِنَّما لِكُلِّ امْرِيءٍ ما نَوىَ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلى اللهِ وَرَسولِهِ فَهِجرتُهُ إِلَى ٱللهِ وَرَسُولِهِ) وَسَرَدَ باقِيَ الحديثِ [رواه البخاري: ٥٤]

۵۰۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ شروع کتاب میں گزر چکی ہے البتہ اس مقام پر "ہر انسان کو وہی ملے گا جو وہ نیت کرے گا" کے بعد کچھ اضافہ ہے کہ اگر کوئی اپنا وطن اللہ اور اس کے رسول کے لئے چھوڑے گا تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی پھر انہوں نے باقی حدیث کو بیان کیا جو پہلے گزر چکی ہے۔

٥١ : عَنْ أَبي مَسْعودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَنْفَقَ ٱلرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٥٥]

۵۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جب مرد اپنی بیوی پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے حق میں صدقہ ہوتا ہے۔"

فوائد: معلوم ہوا کہ اپنے اہل وعیال پر خوش دلی سے خرچ کرنا بھی باعث ثواب ہے (النفقات:۵۳۵۱) بشرطیکہ ثواب کی نیت ہو اس کے بغیر ذمہ داری تو ادا ہو جائے گی لیکن ثواب نہیں ملے گا۔ (عون الباری:۱/۱۸۴)

٣٨ - باب: قَوْلِ ٱلنَّبِيِّ - ﷺ -: ٱلدِّينُ ٱلنَّصِيحَةُ

باب ٣٨: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ "دین خیر خواہی کا نام ہے"

٥٢ : عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ٱلبَجَلِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ ٱلصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ ٱلزَّكَاةِ، وَٱلنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. [رواه البخاري: ٥٧]

۵۲۔ حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے (کے اقرار) پر بیعت کی۔

فوائد: یہ حدیث اسلام کے تمام شعبوں کو شامل ہے۔ امام صاحب اس باب کو کتاب الایمان کے آخر میں لاکر اشارہ کر رہے ہیں کہ میں نے کتاب کی جمع و تدوین میں لوگوں کی خیر خواہی کی ہے' وہ حدیثیں بیان کی ہیں جو بالکل صحیح ہیں تاکہ عمل کرنے میں سہولت رہے نیز یہ حدیث اتنی جامع ہے کہ محدثین کے نزدیک اسلام کے چوتھائی حصہ پر مشتمل ہے۔ (عون الباری:١/١٨٥)

٥٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي أَتَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قُلْتُ: أُبَايِعُكَ عَلَى ٱلإِسْلَامِ، فَشَرَطَ عَلَيَّ: (وَٱلنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ). فَبَايَعْتُهُ عَلَى هَذَا. [رواه البخاري: ٥٨]

۵۳۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے اسلام پر بیعت کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے مجھ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا عہد لیا پس اسی پر میں نے آپ سے بیعت کر لی۔

فوائد: کافروں کو بھی نصیحت کی جائے۔ انہیں اسلام کی دعوت دی جائے اور جب وہ مشورہ لیں تو ان کی صحیح راہنمائی کی جائے البتہ بیعت کا سلسلہ صرف اہل اسلام کے لئے ہے (عون الباری:١/١٨٦)

کتاب العلم
علم کا بیان

امام بخاری رح کتاب الایمان کے بعد کتاب العلم لائے ہیں کیونکہ ایمان لانے کے بعد دین کا علم سیکھنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

١ - باب: فَضْلِ ٱلْعِلْمِ

٥٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ ٱلْقَوْمَ، جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى ٱلسَّاعَةُ؟.

فَمَضَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ ٱلْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ. حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ: (أَيْنَ - أُرَاهُ - ٱلسَّائِلُ عَنِ ٱلسَّاعَةِ). فَقَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (فَإِذَا ضُيِّعَتِ ٱلْأَمَانَةُ فَٱنْتَظِرِ ٱلسَّاعَةَ). فَقَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: (إِذَا وُسِّدَ ٱلْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَٱنْتَظِرِ ٱلسَّاعَةَ). [رواه البخاري: ٥٩]

باب ١: علم کی فضیلت

۵۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مجلس میں لوگوں سے کچھ بیان کر رہے تھے۔ کہ ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا' قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ (اسے کوئی جواب دیئے بغیر) اپنی باتوں میں مصروف رہے۔ (حاضرین میں سے) کچھ لوگ کہنے لگے آپ نے دیہاتی کی بات کو سن تو لیا ہے لیکن اسے پسند نہیں فرمایا اور بعض کہنے لگے ایسا نہیں بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں۔ جب آپ اپنی گفتگو ختم کر چکے تو فرمایا: وہ قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ دیہاتی نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ (ﷺ)! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے دریافت کیا کہ امانت کس طرح ضائع ہو گی؟ آپ

نے فرمایا: جب (ذمہ داری کے) کام نااہل لوگوں کے سپرد کئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔

فوائد: امر سے مراد دینی معاملات ہیں جیسے خلافت' قضاء اور افتاء وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی ضروریات کے لئے علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ طالبان حق کی تشفی کرائیں۔ (عون الباری:۱/۱۸۸)

٢ - باب: مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ

٥٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: تَخَلَّفَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَنَّا فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا، فَأَدْرَكَنَا - وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا ٱلصَّلاَةُ - وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: (وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ ٱلنَّارِ). مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا. [رواه البخاري: ٦٠]

باب ۲: علمی باتیں بآواز بلند کہنا

۵۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے تھے پھر آپ ہمیں اس حالت میں ملے کہ ہم سے نماز میں دیر ہو گئی تھی اور ہم (جلدی جلدی) وضو کر رہے تھے' ہم اپنے پاؤں (خوب دھونے کی بجائے ان) پر مسح کی طرح تر ہاتھ پھیرنے لگے یہ دیکھ کر آپ نے بآواز بلند دو یا تین مرتبہ فرمایا: دوزخ میں جانے والی ایڑیوں پر افسوس!

فوائد: معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت بآواز بلند نصیحت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وعظ کے وقت ایسا انداز سنت نبوی ہے۔ (عون الباری:۱/۱۸۹)

٣ - باب: طَرْحُ ٱلإِمَامِ ٱلْمَسْأَلَةَ عَلَى أَصْحَابِهِ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ ٱلْعِلْمِ

٥٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ مِنَ ٱلشَّجَرِ شَجَرَةً لاَ يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ ٱلْمُسْلِمِ، فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ؟). فَوَقَعَ ٱلنَّاسُ فِي شَجَرِ ٱلْبَوَادِي، قَالَ عَبْدُ ٱللهِ: وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا ٱلنَّخْلَةُ، فَاسْتَحْيَيْتُ، ثُمَّ قَالُوا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ

باب ۳: معلومات آزمانے کے لئے استاد کا شاگردوں کے سامنے کوئی مسئلہ پیش کرنا۔

۵۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلمان کے مشابہ ہے۔ مجھے بتلایئے وہ کون سا درخت ہے؟ اس پر لوگوں نے صحرائی درختوں کا خیال کیا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن (بزرگوں سے) مجھے شرم آئی آخر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (هِيَ ٱلنَّخْلَةُ).

[رواه البخاري: ٦١]

نے کہا آپ ہی بتا دیجئے وہ کونسا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ کھجور کا درخت ہے۔"

فوائد: معلوم ہوا کہ دین سمجھنے اور علم حاصل کرنے میں حیا نہیں کرنا چاہئے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑوں کا ادب کرتے ہوئے انہیں گفتگو کا پہلے موقع دیا جائے۔ (الادب: ٦١٢٢، ٦١٤٤)

٤ - باب: القِرَاءَةُ والعَرْضُ على المُحدِّث

باب ۴: شاگرد کا استاد کے سامنے پڑھنا اور پیش کرنا

٥٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي ٱلْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاخَهُ فِي ٱلْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَٱلنَّبِيُّ ﷺ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْنَا: هٰذَا ٱلرَّجُلُ ٱلأَبْيَضُ ٱلْمُتَّكِئُ. فَقَالَ لَهُ ٱلرَّجُلُ: ٱبْنَ عَبْدِ ٱلْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ لَهُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (قَدْ أَجَبْتُكَ). فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي ٱلْمَسْأَلَةِ، فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ. قَالَ: (سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ). فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ، آللهُ أَرْسَلَكَ إِلَى ٱلنَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ: (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). قَالَ: أَنْشُدُكَ بِٱللهِ، آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ ٱلصَّلَوَاتِ ٱلْخَمْسَ فِي ٱلْيَوْمِ وَٱللَّيْلَةِ؟ قَالَ: (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). قَالَ أَنْشُدُكَ بِٱللهِ، آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا ٱلشَّهْرَ مِنَ ٱلسَّنَةِ؟ قَالَ: (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). قَالَ: أَنْشُدُكَ بِٱللهِ، آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ

۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک اونٹ سوار آیا اور اپنے اونٹ کو اس نے مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا پھر پوچھنے لگا کہ تم میں سے محمد (ﷺ) کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا: یہ سفید رنگ والے تکیہ لگائے ہوئے حضرت محمد ﷺ ہیں تب وہ آپ سے کہنے لگا اے فرزند عبدالمطلب! اس پر آپ نے فرمایا: کہو! میں تجھے جواب دیتا ہوں پھر اس شخص نے آپ سے کہا کہ میں آپ سے کچھ دریافت کرنے والا ہوں اور اس میں سختی کروں گا آپ دل میں مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا (کوئی بات نہیں) جو چاہے پوچھ! تب اس نے کہا: میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے مالک کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اللہ گواہ ہے۔ پھر اس نے کہا: آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا

هٰذِهِ ٱلصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (ٱللَّهُمَّ نَعَمْ). فَقَالَ ٱلرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ، أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ. [رواه البخاري: ٦٣]

ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اللہ شاہد ہے۔ پھر اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے سال بھر میں رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اللہ گواہ ہے۔ پھر کہنے لگا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے امراء سے صدقہ لے کر ہمارے فقراء پر تقسیم کریں؟ آپ نے فرمایا ہاں: اللہ گواہ ہے۔ اس کے بعد وہ شخص کہنے لگا: میں اس (شریعت) پر ایمان لاتا ہوں جو آپ لائے ہیں۔ میں اپنی قوم کا نمائندہ بن کر حاضر خدمت ہوا ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور قبیلہ سعد بن ابی بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث سے خبر واحد پر عمل کرنے کا ثبوت ملتا ہے نیز اگر دادا کی شہرت زیادہ ہو تو اس کی طرف نسبت کرنے میں کوئی حرج نہیں (عون الباری:۱/۱۶۳)

٥٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا، وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ ٱلْبَحْرَيْنِ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ ٱلْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ، قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ. [رواه البخاري: ٦٤]

۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خط ایک شخص کے ہمراہ بھیجا اور اسے فرمایا کہ یہ خط بحرین کے گورنر کو پہنچا دے پھر حاکم بحرین نے اس کو کسریٰ تک پہنچا دیا۔ کسریٰ نے اسے پڑھ کر چاک کر دیا۔ راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ان پر بددعا کی کہ اللہ کرے ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں۔

فوائد: اس حدیث سے مناولہ اور اہل علم کی باتوں کو تحریر کر کے دیگر ممالک ارسال کرنے کا ثبوت ملتا ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلم حکومت سے اعلان جنگ سے پہلے اسے دین اسلام کی دعوت دی جائے۔ (عون الباری:۱/۱۶۴)

٥٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَتَبَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ كِتَابًا

۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط لکھایا لکھنے کا

- أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ - فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لاَ يَقْرَؤُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، نَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ ٱللهِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ. [رواه البخاري: ٦٥]

ارادہ فرمایا۔ جب آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ بغیر مہر لگا خط نہیں پڑھتے تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (اس کی خوب صورتی میری نظر میں کھب گئی) گویا اب بھی آپ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ چاندی کی انگوٹھی استعمال کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۱۶۶/۱)

٦٠ : عَنْ أَبِي وَاقِدٍ ٱللَّيْثِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي ٱلْمَسْجِدِ وَٱلنَّاسُ مَعَهُ، إِذْ أَقْبَلَ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ ٱثْنَانِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ، قَالَ: فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا: فَرَأَى فُرْجَةً فِي ٱلْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا، وَأَمَّا ٱلآخَرُ: فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا ٱلثَّالِثُ: فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (أَلاَ أُخْبِرُكُمْ عَنِ ٱلنَّفَرِ ٱلثَّلاَثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى ٱللهِ فَآوَاهُ ٱللهُ، وَأَمَّا ٱلآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا ٱللهُ مِنْهُ، وَأَمَّا ٱلآخَرُ [فَأَعْرَضَ] فَأَعْرَضَ ٱللهُ عَنْهُ). [رواه البخاري: ٦٦]

٦٠۔ حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں لوگوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں تین آدمی آئے۔ ان میں سے دو تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے اور ایک واپس چلا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ دونوں کچھ دیر رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرے رہے۔ ان میں سے ایک نے حلقہ میں گنجائش دیکھی تو بیٹھ گیا اور دوسرا سب سے پیچھے بیٹھ گیا تیسرا تو واپس جا ہی چکا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ (وعظ سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: "کیا میں تمہیں ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ نے بھی اسے جگہ دے دی اور دوسرا شرمایا تو اللہ نے اس سے شرم کی اور تیسرے نے روگردانی کی تو اللہ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔"

فوائد: اس حدیث میں اللہ کے لئے صفت حیا کا ثبوت ملتا ہے بعض اہل علم نے اس کی تاویل کی ہے کہ اس سے مراد رحم کرنا اور کسی کو عذاب نہ دینا ہے لیکن محققین اسلاف نے اس انداز کو پسند نہیں کیا بلکہ ان کے نزدیک اللہ کی صفات کو جوں کا توں تسلیم کیا جائے۔

٥ - باب: قَوْلُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ:

باب ۵: ارشاد نبوی: "بسا اوقات وہ شخص

رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ

جسے حدیث پہنچائی جائے (براہ راست مجھ سے) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔"

٦١ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: قَعَدَ عليه السَّلامُ عَلَى بَعِيرِهِ، وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ - أَوْ بِزِمَامِهِ - ثُمَّ قَالَ: (أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟). فَسَكَتْنَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى ٱسْمِهِ، قَالَ: (أَلَيْسَ يَوْمَ ٱلنَّحْرِ؟). قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: (فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟). فَسَكَتْنَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ ٱسْمِهِ، فَقَالَ: (أَلَيْسَ بِذِي ٱلْحِجَّةِ؟). قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: (فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، بَيْنَكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، لِيُبَلِّغِ ٱلشَّاهِدُ ٱلْغَائِبَ، فَإِنَّ ٱلشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٦٧]

٦١۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص اس کی نکیل یا مہار تھامے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم لوگ اس خیال سے خاموش رہے کہ شاید آپ اس کے اصل نام کے علاوہ کوئی اور نام بتائیں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں! پھر آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم پھر اس خیال سے چپ رہے کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ ماہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! تب آپ نے فرمایا: "تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسا کہ تمہارے ہاں اس شہر اور اس مہینہ میں اس دن کی حرمت ہے۔ چاہئے کہ جو شخص یہاں حاضر ہے وہ غائب کو یہ خبر پہنچا دے اس لئے کہ شاید حاضر ایسے شخص کو خبر کر دے جو اس بات کو اس سے زیادہ یاد رکھے۔"

فوائد : مجلس وعظ میں حاضرین کو چاہئے کہ وہ علمی اور دینی باتیں غیر موجود لوگوں تک پہنچائیں۔ (العلم:۱۰۵)

٦ - باب: مَا كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَٱلْعِلْمِ كَيْ لاَ يَنْفِرُوا

باب ٦: رسول اللہ ﷺ کا علم اور وعظ کیلئے خیال رکھنا (رعایت کرنا) تاکہ لوگ گھبرا نہ جائیں۔

٦٢ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي ٱلأَيَّامِ، كَرَاهِيَةَ ٱلسَّآمَةِ عَلَيْنَا. [رواه البخاري: ٦٨]

٦٢۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پریشان ہونے (اکتا جانے) کے اندیشہ سے ہمیں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے وقت اور موقع و محل کا خیال رکھتے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مقررین کو وعظ و نصیحت کے وقت موقع و محل کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں اور نہ ہی ان میں نفرت کے جذبات پیدا ہوں۔

٦٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا). [رواه البخاري: ٦٩]

٦٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(دین میں) آسانی کرو سختی نہ کرو اور لوگوں کو خوشخبری سناؤ انہیں (ڈرا ڈرا کر) متنفر نہ کرو۔"

فوائد: معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں بے جا سختی نہیں کرنا چاہئے۔ (الادب:٦١٢٥)

٧ - باب: مَنْ يُرِدِ الله بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ [فِي ٱلدِّينِ]

باب ٧: اللہ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے فہم دین عطا فرماتا ہے

٦٤ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقُولُ: (مَنْ يُرِدِ ٱللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي ٱلدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَٱللهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ ٱلأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ ٱللهِ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ ٱللهِ). [رواه البخاري: ٧١]

٦٤۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنائت کر دیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا تو اللہ ہی ہے اور (اسلام کی) یہ جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی جو ان کا مخالف ہو گا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک اللہ کا حکم یعنی قیامت آ جائے۔

فوائد: دین میں (سمجھ داری) کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا شوق سے مطالعہ کیا جائے تاکہ وہ

دینی امور میں صحیح چھان بین اور اصل و نقل کے فرق کو سمجھنے کے قابل ہو جائے۔ (عون الباری:۱/۲۰۶)

٨ - باب: اَلْفَهْمُ فِي الْعِلْمِ

باب: علم میں فہم و بصیرت کا بیان۔

٦٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ، فَقَالَ: (إِنَّ مِنَ ٱلشَّجَرِ شَجَرَةً) وذكر الحديث وَزَادَ فِي هَذِهِ الرِّوَايَةِ: فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ ٱلْقَوْمِ، فَسَكَتُّ. [رواه البخاري: ٧٢]

٦٥۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے کہ آپ کے پاس کھجور کا گودا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے .... یہ حدیث ٥٦ پہلے گزر چکی ہے۔ اس روایت میں انہوں نے یہ اضافہ بیان کیا "میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں ہی سب سے چھوٹا ہوں لہذا خاموش رہا۔

٩ - [باب: الاغتِبَاطُ فِي العِلْمِ وَالْحِكْمَةِ]

باب ٩: علم و حکمت میں رشک کرنا

٦٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لاَ حَسَدَ إِلَّا فِي ٱثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ ٱللهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي ٱلْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ ٱللهُ ٱلْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا). [رواه البخاري: ٧٣]

٦٦۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے رشک جائز نہیں مگر دو (آدمیوں کی) خصلتوں پر ایک اس شخص (کی عادت) پر جس کو اللہ نے مال دیا ہو وہ اسے راہ حق میں نیک کاموں پر خرچ کرے اور دوسرے اس شخص (کی عادت) پر جسے اللہ نے (قرآن و حدیث کا) علم دے رکھا ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہو۔

فوائد: رشک یہ ہے کہ کسی میں اچھی صفت دیکھ کر انسان اپنے لئے اس کی تمنا کرے اور اگر مقصود یہ ہو کہ اس سے وہ نعمت چھن جائے اور مجھے حاصل ہو جائے تو اسے حسد کہتے ہیں اور یہ قابل مذمت ہے۔ (عون الباری:۱/۲۰۷)

١٠ - باب: قَوْلُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ ٱلْكِتَابَ

باب ۱۰: (حضرت ابن عباس کیلئے) نبی ﷺ کی دعا: یا اللہ! اسے قرآن کا علم دے

٦٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ضَمَّنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَقَالَ: (ٱللَّهُمَّ عَلِّمْهُ ٱلْكِتَابَ). [رواه البخاري: ٧٥]

۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا دی کہ اے اللہ! اسے اپنی کتاب کا علم عطا فرما۔

١١ - باب: مَتَى يَصِحُّ سمَاعُ ٱلصَّغِيرِ

باب ۱۱: لڑکے کا کس عمر میں سماع حدیث درست ہے؟

٦٨ : وعنه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ ٱلاحْتِلاَمَ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ ٱلصَّفِّ، وَأَرْسَلْتُ ٱلأَتَانَ تَرْتَعُ، فَدَخَلْتُ فِي ٱلصَّفِّ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ. [رواه البخاري: ٧٦]

۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دن گدھی پر سوار ہو کر آیا' اس وقت میں قریب البلوغ تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں کسی دیوار کو سامنے کئے بغیر نماز پڑھا رہے تھے۔ میں ایک صف کے آگے سے گزرا اور گدھی کو چرنے کے لئے چھوڑا اور خود صف میں شامل ہو گیا تو مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

٦٩ : عَنْ مَحْمُودِ بْنِ ٱلرَّبِيعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: عَقَلْتُ مِنَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِي، وَأَنَا ٱبْنُ خَمْسِ سِنِينَ، مِنْ دَلْوٍ. [رواه البخاري: ٧٧]

۶۹۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے (اب تک) رسول اللہ ﷺ کی ایک کلی یاد ہے جو آپ نے ایک ڈول سے پانی لے کر میرے چہرے پر کی تھی اس وقت میں پانچ برس کا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ سمجھ دار بچے بھی مجلس علم میں حاضر ہو سکتے ہیں اور اہل علم ان سے خوش طبعی بھی کر سکتے ہیں۔ (عون الباری: ۱/۲۱۴)

١٢ - باب: فَضْل مَنْ عَلِمَ وَعَلَّم

باب ۱۲: علم پڑھنے اور پڑھانے والے کی فضیلت۔

٧٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ

۷۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَثَلُ مَا بَعَثَنِي ٱللهُ بِهِ مِنَ ٱلْهُدَى وَٱلعِلْمِ، كَمَثَلِ ٱلْغَيْثِ ٱلْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ، قَبِلَتِ ٱلْمَاءَ، فَأَنْبَتَتِ ٱلْكَلأَ وَٱلْعُشْبَ ٱلْكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ، أَمْسَكَتِ ٱلْمَاءَ، فَنَفَعَ ٱللهُ بِهَا ٱلنَّاسَ، فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لاَ تُمسِكُ مَاءً وَلاَ تُنْبِتُ كَلأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ ٱللهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي ٱللهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى ٱللهِ ٱلَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ). [رواه البخاري: ٧٩]

کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت اور علم مجھے دے کر بھیجا ہے اس کی مثال تیز بارش کی سی ہے جو زمین پر برسے پھر صاف اور عمدہ زمین تو پانی کو جذب کر لیتی ہے اور بہت سا گھاس اور سبزہ اگاتی ہے جبکہ سخت زمین پانی کو روکتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے لوگ خود بھی پیتے ہیں اور جانوروں کو بھی سیراب کرتے ہیں اور اس کے ذریعے کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں۔ اور کچھ بارش ایسے حصہ پر برسی جو صاف اور چٹیل میدان تھا وہ نہ تو پانی کو روکتا ہے اور نہ ہی سبزہ اگاتا ہے پس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جو تعلیمات دے کر اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے ان سے اسے فائدہ ہوا۔ یعنی اس نے انہیں خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے سر تک نہ اٹھایا اور اللہ کی ہدایت کو جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں قبول نہ کیا۔

١٣ - باب: رَفع ٱلعِلْمِ وَظُهُور ٱلْجَهْلِ

باب ۱۳: دنیا سے علم اٹھ جانا اور جہالت کا عام ہو جانا

٧١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ ٱلسَّاعَةِ: أَنْ يُرْفَعَ ٱلْعِلْمُ وَيَثْبُتَ ٱلْجَهْلُ، وَيُشْرَبَ ٱلْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ ٱلزِّنَا). [رواه البخاري: ٨٠]

۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی۔ شراب بکثرت نوش کی جائے گی اور زنا کاری علانیہ ہو گی۔"

٧٢ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ:

۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں

لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لاَ يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي، سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مِنْ أَشْرَاطِ ٱلسَّاعَةِ: أَنْ يَقِلَّ ٱلعِلْمُ، وَيَظْهَرَ ٱلجَهْلُ، وَيَظْهَرَ ٱلزِّنَا، وَتَكْثُرَ ٱلنِّسَاءُ، وَيَقِلَّ ٱلرِّجَالُ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ ٱمْرَأَةً ٱلْقَيِّمُ ٱلْوَاحِدُ). [رواه البخاري: ٨١]

نے فرمایا: "میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو میرے بعد تمہیں کوئی نہیں سنائے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم دین کم اور جہالت غالب ہو جائے گی' زنا کاری عام ہو جائے گی۔ عورتیں زیادہ اور مرد کم ہوں گے یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا کفیل ہو گا۔

فوائد: قرب قیامت کے وقت مردوں کے کم اور عورتوں کے بکثرت ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایسے حالات میں لڑائیاں بہت ہوں گی۔ ایک حکومت دوسری پر چڑھائی کرے گی' ان لڑائیوں میں مرد مارے جائیں گے اور عورتیں بکثرت باقی رہ جائیں گی۔

١٤ - باب: فَضْلُ ٱلعِلْمِ

باب ۱۴: علم کی فراوانی

٧٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لأَرَى ٱلرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ ٱلْخَطَّابِ). قَالُوا: فَما أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (ٱلعِلْمَ). [رواه البخاري: ٨٢]

۷۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میں ایک مرتبہ سو رہا تھا میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اسے پی لیا یہاں تک کہ سیرابی میرے ناخنوں سے ظاہر ہونے لگی پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر "علم" ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ خواب میں دودھ پینے کی تعبیر علم کا حصول ہے نیز اگر دودھ کی سیرابی کو ناخنوں میں دیکھے تو اس سے علم کی سیرابی مراد لی جا سکتی ہے۔ (تعبیر الرؤیا:۷۰۰۶' ۷۰۰۷)

١٥ - باب: ٱلْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى ٱلدَّابَّةِ وَغَيْرِهَا

باب ۱۵: سواری وغیرہ پر سوار رہ کر فتویٰ دینا

٧٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ

۷۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے

ﷺ وَقَفَ فِي حَجَّةِ ٱلْوَدَاعِ بِمِنى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟ فَقَالَ: (ٱذْبَحْ وَلاَ حَرَجَ). فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ؟ قَالَ: (ٱرْمِ وَلاَ حَرَجَ). فَمَا سُئِلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلاَ أُخِّرَ إِلاَّ قَالَ: (ٱفْعَلْ وَلاَ حَرَجَ). [رواه البخاري: ٨٣]

وقت منیٰ میں ان لوگوں کے لئے کھڑے تھے جو آپ سے مسائل پوچھ رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا مجھے خیال نہیں رہا میں نے قربانی سے پہلے اپنا سر منڈوا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اب ذبح کر لو کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک شخص آیا اور عرض کیا لا علمی سے میں نے کنکریاں مارنے (رمی) سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: اب رمی کر لو کوئی حرج نہیں۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس دن آپ سے جس بات کی بابت پوچھا گیا جو کسی نے پہلے کر لی یا بعد میں تو آپ نے فرمایا: اب کر لو کچھ حرج نہیں۔

١٦ - باب: مَنْ أَجَابَ ٱلْفُتْيَا بِإِشَارَةِ ٱلرَّأْسِ وَٱلْيَدِ

باب ۱۶: جس نے ہاتھ یا سر کے اشارہ سے سوال کا جواب دیا

٧٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يُقْبَضُ ٱلْعِلْمُ، وَيَظْهَرُ ٱلْجَهْلُ وَٱلْفِتَنُ، وَيَكْثُرُ ٱلْهَرْجُ). قِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَمَا ٱلْهَرْجُ؟ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ فَحَرَّفَهَا، كَأَنَّهُ يُرِيدُ ٱلْقَتْلَ. [رواه البخاري: ٨٥]

۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”آئندہ زمانہ میں علم اٹھا لیا جائے گا‘ جہالت اور فتنے غالب ہوں گے اور ہرج زیادہ ہو گا“ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! ہرج کیا چیز ہے؟ آپ نے اپنے دست مبارک سے اس طرح ترچھا اشارہ کر کے فرمایا گویا آپ کی مراد قتل تھی۔

٧٦ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ ٱلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ إِلَى ٱلسَّمَاءِ، فَإِذَا ٱلنَّاسُ قِيَامٌ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ ٱللهِ، قُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ

۷۶۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے یعنی وہ پریشان کیوں ہیں؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی دیکھو سورج کو گرہن لگا ہوا ہے اتنے میں لوگ (نماز کسوف کے لئے) کھڑے

بِرَأْسِهَا: أَيْ نَعَمْ، فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى رَأْسِي الْمَاءَ، فَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا، حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، فَأُوحِيَ إِلَيَّ: أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ - مِثْلَ أَوْ - قَرِيبَ - لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، يُقَالُ: مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ - لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ: هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى، فَأَجَبْنَاهُ وَاتَّبَعْنَاهُ، هُوَ مُحَمَّدٌ، ثَلَاثًا، فَيُقَالُ: نَمْ صَالِحًا، قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا بِهِ. وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ - لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ). [رواه البخاري: ٨٦]

ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سبحان اللہ! میں نے پوچھا (یہ گرہن) کیا کوئی (عذاب یا قیامت کی) علامت ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں، پھر میں بھی (نماز کے لئے) کھڑی ہو گئی حتی کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی تو میں نے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ (جب نماز ختم ہو چکی تو) رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: ''جو چیزیں اب تک مجھے نہ دکھائی گئی تھیں ان کو میں نے اپنی اس جگہ سے دیکھ لیا ہے حتی کہ جنت اور دوزخ کو بھی اور میری طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہو گی جیسے مسیح دجال یا اس کے قریب قریب فتنہ سے آزمائے جاؤ گے (راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں کہ حضرت اسماء نے کونسا لفظ کہا تھا) اور کہا جائے گا کہ تجھے اس شخص یعنی رسول اللہ ﷺ سے کیا واقفیت ہے؟ ایمان دار یا یقین رکھنے والا (راوی کہتا ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت اسماء نے کونسا لفظ کہا تھا۔) کہے گا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے پاس کھلی نشانیاں اور ھدایت لے کر آئے تھے، ہم نے ان کا کہا مانا اور ان کی پیروی کی یہ محمد ﷺ ہیں تین بار ایسا ہی کہے گا چنانچہ اس سے کہا جائے گا تو مزے سے سو جا بے شک ہم نے جان لیا کہ تو محمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور منافق یا شک کرنے والا (راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں کہ حضرت اسماء نے کونسا لفظ کہا تھا) کہے گا کہ میں کچھ نہیں جانتا ہاں لوگوں کو جو کہتے سنا میں بھی وہی کہنے لگا۔''

فوائد: اس حدیث سے عذاب قبر اور اس میں فرشتوں کا سوال کرنا ثابت ہوتا ہے نیز جو انسان رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر شک کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہلکی غشی پڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (عون الباری:۱/۲۲۸)

١٧ - باب: اَلرِّحْلَةَ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ، وَتَعْلِيمِ أَهْلِهِ

باب ۱۷: درپیش مسئلہ کے لئے سفر کرنا اور اپنے اہل کو تعلیم دینا۔

٧٧ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ بِهَا، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي، وَلَا أَخْبَرْتِنِي فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ؟). فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ.

[رواه البخاري: ٨٨]

۷۷۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو اھاب بن عزیز کی بیٹی سے نکاح کیا۔ پھر ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ اور اس کی بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ نے کہا کہ مجھے تو علم نہیں ہے کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ پہلے تم نے اس کی خبر دی پھر حضرت عقبہ سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آ گئے اور آپ سے مسئلہ پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(تو اس عورت سے) کیسے (صحبت کرے گا) جب کہ ایسی بات کہی گئی ہے آخر عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور اس نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔

فوائد: اس حدیث سے ان شبہات کی تفسیر ہوتی ہے جن سے اجتناب کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (البیوع:۲۰۵۲)

١٨ - باب: اَلتَّنَاوُبُ فِي الْعِلْمِ

باب ۱۸: حصول علم کے لئے باری مقرر کرنا

٧٨ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، يَنْزِلُ

۷۸۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی بنو امیہ بن زید کے گاؤں میں رہا کرتے تھے جو مدینہ کی بلندی کی طرف تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باری باری آتے تھے۔ ایک دن وہ آتا

يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ ٱلْيَوْمِ مِنَ ٱلْوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، فَنَزَلَ صَاحِبِي ٱلْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ، فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا، فَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ. قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: لَا أَدْرِي. ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ قَالَ: (لَا). فَقُلْتُ: ٱللهُ أَكْبَرُ. [رواه البخاري: ٨٩]

اور ایک دن میں۔ جس دن میں آتا تھا اس روز کی وحی وغیرہ کا حال میں اس کو بتا دیتا تھا اور جس دن وہ آتا وہ بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میرا انصاری دوست جب واپس آیا تو اس نے میرے دروازے پر زور سے دستک دی اور کہنے لگا کہ وہ (عمر) یہاں ہیں؟ میں گھبرا کر باہر نکل آیا تو وہ بولا: آج ایک بہت بڑا سانحہ ہوا۔ (رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ وہ بولیں مجھے علم نہیں ہے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کھڑے کھڑے عرض کیا کہ آیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا "نہیں" تو میں نے (مارے خوشی کے) اللہ اکبر کہا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر ہمسایوں کو تکلیف نہ ہو تو چھت پر بالا خانہ بنانے میں کوئی حرج نہیں (المظالم:۲۴۶۸) نیز باپ کو چاہئے کہ وہ اپنی بیٹی کو خاوند کی اطاعت اور فرمانبرداری کے متعلق نصیحت کرتا رہے۔ (النکاح:۵۱۹۱)

١٩ - باب: ٱلْغَضَبُ فِي ٱلْمَوْعِظَةِ وَٱلتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ

باب ۱۹: وعظ یا تعلیم کے وقت کسی ناپسندیدہ بات پر اظہار ناراضی کرنا

٧٩ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ ٱلْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لَا أَكَادُ أُدْرِكُ ٱلصَّلَاةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ، فَمَا رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: (أَيُّهَا ٱلنَّاسُ، إِنَّكُمْ

۷۹۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے نماز باجماعت پڑھنا مشکل ہو گیا ہے کیونکہ فلاں شخص نماز بہت لمبی پڑھاتے ہیں۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول

مُنَفِّرُونَ، فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالضَّعِيفَ وذَا الْحَاجَةِ). [رواه البخاري: ٩٠]

اللہ ﷺ کو نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ کبھی غصہ میں نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا لوگو! تم دین سے نفرت دلانے والے ہو۔ دیکھو جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے چاہئے کہ تخفیف کرے کیونکہ مقتدیوں میں بیمار' ناتواں اور صاحب حاجت بھی ہوتے ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مساجد کے آئمہ کرام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہئے نیز بحالت غصہ فیصلہ یا فتویٰ دینا رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے دوسروں کو اس کی اجازت نہیں۔ (الاحکام:۷۱۵۹) الا یہ کہ انسان غصہ سے متاثر نہ ہو۔

٨٠ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ ﷺ: (اَعْرِف وِكَاءَهَا - أَوْ قَالَ: وِعَاءَهَا - وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ). قَالَ: فَضَالَّةُ الإِبِلِ؟ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: (مَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ، فَذَرْهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا). قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: (لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ). [رواه البخاري: ٩١]

٨٠۔ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گری ہوئی چیز کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "اس کے بندھن یا برتن اور تھیلی کی پہنچان رکھ اور ایک سال تک (لوگوں میں) اس کا اعلان کرتا رہ' پھر اس سے فائدہ اٹھا' اس دوران اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کے حوالے کر دے۔" پھر اس شخص نے پوچھا کہ گمشدہ اونٹ کا کیا حکم ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ اس قدر غصے ہوئے کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے یا آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا (راوی کو شک ہے) اور فرمایا کہ تجھے اونٹ سے کیا غرض ہے؟ اس کی مشک اور اس کا موزہ اس کے ساتھ ہے جب پانی پر پہنچے گا پانی پی لے گا اور درخت سے چرے گا' اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا لے۔ پھر اس شخص نے کہا اچھا گمشدہ بکری؟ آپ نے فرمایا: "وہ تمہاری یا تمہارے بھائی (اصل مالک) یا بھیڑیے کی ہے۔"

فوائد: آج کل کسی آبادی میں آوارہ اونٹ ملے تو اسے پکڑ لینا چاہئے تاکہ مسلمان کا مال محفوظ رہے

اور کسی شرپسند کی بھینٹ نہ چڑھ سکے۔ (عون الباری:۲۳۵/۱)

٨١ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ: (سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ؟). قَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: (أَبُوكَ حُذَافَةُ). فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ فَقَالَ: (أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ). فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ. [رواه البخاري: ٩٢]

٨١۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے چند ایسی باتیں پوچھی گئیں جو آپ کے مزاج کے خلاف تھیں۔ جب اس قسم کے سوالات کی آپ کے سامنے تکرار کی گئی تو آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا اچھا جو چاہو مجھ سے پوچھو۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم جو شیبہ کا غلام ہے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ مبارک پر آثار غضب دیکھے تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

فوائد : معلوم ہوا کہ کثرت سوالات اور لایعنی تکلفات مکروہ عمل ہے۔ (الاعتصام:۲۹۱/۷)

٢٠ - باب: مَنْ أَعَادَ ٱلْحَدِيثَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ عَنْهُ

باب ۲۰: خوب سمجھانے کے لئے ایک بات کو تین مرتبہ دھرانا

٨٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا، حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، سَلَّمَ ثَلَاثًا. [رواه البخاري: ٩٤]

٨٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی اہم بات فرماتے تو اسے تین بار دھراتے تاکہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو انہیں تین دفعہ سلام بھی فرماتے تھے۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ کا خاص اوقات میں تین دفعہ سلام کرنے کا معمول تھا مثلاً کسی کے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرتے وقت ایسا ہوتا تھا یا ایک مرتبہ سلام اجازت کے لئے دوسرا جب ان کے پاس جاتے اور تیسرا جب ان سے رخصت ہوتے۔ عام حالات میں تین مرتبہ سلام کرنا آپ کے معمول سے ثابت نہیں۔ (عون الباری:۲۳۸/۱)

٢١ - باب: تَعْلِيمُ ٱلرَّجُلِ أَمَتَهُ وَأَهْلَهُ

باب ۲۱: اپنی لونڈی اور اہل خانہ کو تعلیم دینا

٨٣ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ثَلاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَابِ، آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، وَٱلْعَبْدُ ٱلْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ ٱللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ يَطَؤُهَا، فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ). [رواه البخاري: ٩٧]

۸۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کو دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک وہ شخص جو اہل کتاب میں سے اپنے نبی پر اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور دوسرا وہ غلام جو اللہ اور اپنے مالکان کا حق ادا کرتا رہے اور (تیسرا) وہ جس کے پاس اس کی لونڈی ہو جس سے تعلقات قائم کرتا ہو پھر اسے اچھی طرح تعلیم و ادب سے آراستہ کرکے آزاد کردے بعد ازاں اس سے نکاح کرلے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

٢٢ - باب: عِظَةُ ٱلإِمَامِ ٱلنِّسَاءَ

باب ۲۲: امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا

٨٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلاَلٌ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ ٱلنِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِٱلصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ ٱلْمَرْأَةُ تُلْقِي ٱلْقُرْطَ وَٱلْخَاتَمَ، وَبِلاَلٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ. [رواه البخاري: ٩٨]

۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عید کے دن مردوں کی صف سے عورتوں کی جانب) نکلے اور آپ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کو خیال ہوا کہ شاید عورتوں تک میری آواز نہیں پہنچی اس لئے آپ نے ان کو نصیحت فرمائی اور صدقہ و خیرات دینے کا حکم دیا تو کوئی عورت اپنی بالی اور انگوٹھی ڈالنے لگی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ (ان زیورات کو) اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات کے لئے شوق دلانا اور سفارش کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ (الزکوٰۃ:۱۴۳۱) نیز عورتوں کو انگوٹھی، چھلا، ہار، گلوبند، اور بالیاں پہننا جائز ہے۔ (اللباس:۵۸۸۰ تا ۵۸۸۳)

٢٣ - باب: ٱلْحِرْصُ عَلَى ٱلْحَدِيثِ

باب ۲۳: حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کے لئے حرص کرنا

٨٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَنْ أَسْعَدُ ٱلنَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَقَدْ ظَنَنْتُ - يَا أَبَا هُرَيْرَةَ - أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا ٱلْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى ٱلْحَدِيثِ، أَسْعَدُ ٱلنَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ، أَوْ نَفْسِهِ). [رواه البخاري: ٩٩]

ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی سفارش سے کون زیادہ حصہ پائے گا تو آپ نے فرمایا: ابوھریرہ! میرا خیال تھا کہ تم سے پہلے کوئی مجھ سے یہ بات نہیں پوچھے گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تجھے حدیث کی انتہائی حرص ہے۔ قیامت کے دن میری شفاعت سے سب سے زیادہ بہرہ ور وہ شخص ہو گا جس نے اپنے دل یا خلوص نیت سے ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہو۔

فوائد: دل سے کلمہ اخلاص کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے کیونکہ جو شخص شرک کرتا ہے اس کا محض زبانی دعوی ہے دل سے اس کا اقرار نہیں کرتا۔ (عون الباری:۱/۲۴۲)

٢٤ - باب: كَيْفَ يُقْبَضُ ٱلْعِلْمُ

باب ۲۴: علم کس طرح اٹھالیا جائے گا؟

٨٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ ٱلْعَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ ٱللهَ لَا يَقْبِضُ ٱلْعِلْمَ ٱنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ ٱلْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ ٱلْعِلْمَ بِقَبْضِ ٱلْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا، ٱتَّخَذَ ٱلنَّاسُ رُؤَسَاءَ جُهَّالًا، فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا). [رواه البخاري: ١٠٠]

۸۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم دین کو ایسے نہیں اٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے نکال لے بلکہ اہل علم کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیں گے اور ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں فضول رائے زنی اور خواہ مخواہ قیاس کرنا قابل مذمت ہے۔ (الاعتصام:۷۳۰۷)

٢٥ - باب: هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْماً فِي ٱلعِلْمِ

٨٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَتِ ٱلنِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ ٱلرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ: (مَا مِنْكُنَّ ٱمْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلاثَةً مِنْ وَلَدِهَا، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابٌ مِنَ ٱلنَّارِ). فَقَالَتِ ٱمْرَأَةٌ: وَٱثْنَيْنِ؟ فَقَالَ: (وَٱثْنَيْنِ). [رواه البخاري: ١٠١]

وَفِي رِوايَة عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: (لَمْ يَبْلُغُوا ٱلحِنْثَ). [رواه البخاري: ١٠٢]

باب ۲۵: کیا عورتوں کی تعلیم کے لئے الگ دن مقرر کیا جاسکتا ہے؟

۸۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مرد آپ سے فائدہ اٹھانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں اس لئے آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی دن مقرر فرما دیں۔ آپ نے ان کی ملاقات کے لئے ایک دن کا وعدہ کر لیا چنانچہ اس دن آپ نے نصیحت فرمائی اور شریعت کے احکام بتائے۔ آپ نے انہیں جو باتیں تلقین فرمائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لئے دوزخ کی آگ سے حجاب بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا اگر کوئی دو بھیجے تو؟ آپ نے فرمایا کہ دو کا بھی یہی حکم ہے اور حضرت ابوھریرہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ وہ تین بچے جو گناہ کی عمر یعنی بلوغ تک نہ پہنچے ہوں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کسی عورت کے تین بچے مرجائیں اور وہ صبر کا مظاہرہ کرے تو وہ قیامت کے دن جہنم سے اوٹ بن جائیں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک بچہ بلکہ کچ بچہ بھی جہنم سے رکاوٹ کا باعث ہے۔

٢٦ - باب: مَنْ سَمِعَ شَيْئاً فَرَاجَعَ حَتَّى يَعْرِفَهُ

٨٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ). قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَوَ لَيْسَ يَقُولُ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿فَسَوْفَ

باب ۲۶: ایک بات سننے کے بعد سمجھنے کے لئے دوبارہ پوچھنا

۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن جس کا محاسبہ ہوا اسے عذاب دیا جائے گا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اس کا

يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾. فَقَالَ: (إِنَّمَا ذَلِكَ ٱلْعَرْضُ، وَلَكِنْ: مَنْ نُوقِشَ ٱلْحِسَابَ يَهْلِكْ). [رواه البخاري: ١٠٣]

حساب آسانی سے لیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا (یہ حساب نہیں ہے) بلکہ اس سے مراد اعمال کی پیشی ہے لیکن جس سے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر دینی مسئلہ میں کسی کو اشکال ہو تو سوال کے ذریعے اس کا حل تلاش کرنا چاہئے۔

٢٧ - باب: لِيُبَلِّغِ ٱلشَّاهِدُ ٱلْغَائِبَ

باب ۲۷: چاہئے کہ حاضر غائب کو علم پہنچا دے۔

٨٩ : عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱلْغَدَ مِنْ يَوْمِ ٱلْفَتْحِ، يَقُولُ قَوْلًا، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ: حَمِدَ ٱللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا ٱللهُ، وَلَمْ تُحَرِّمْهَا ٱلنَّاسُ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِىءٍ يُؤْمِنُ بِٱللهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ فِيهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِيهَا، فَقُولُوا: إِنَّ ٱللهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا ٱلْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِٱلْأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ ٱلشَّاهِدُ ٱلْغَائِبَ). [رواه البخاري: ١٠٤]

۸۹۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے دن ایک ایسی بات محفوظ کی جسے میرے کانوں نے سنا' دل نے اسے یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ مکہ (میں جنگ و جدال کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے' لوگوں نے حرام نہیں کیا لہٰذا اگر کوئی شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اس کے لئے جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے یا وہاں سے کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے قتال (لڑائی کرنے) سے جواز پیدا کرے تو اس سے کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول (ﷺ) کو تو اجازت دی تھی لیکن تمہیں نہیں دی' اور مجھے بھی دن میں کچھ وقت کے لئے اجازت تھی اور آج اس کی حرمت پھر ویسی ہی ہو گئی جیسے کل تھی۔ جو شخص یہاں حاضر ہے اسے چاہے کہ غائب کو یہ خبر پہنچا دے۔

۲۸ - باب: إِثْمُ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب ۲۸: رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کا گناہ

۹۰ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لاَ تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ١٠٧]

۹۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: "(دیکھو) مجھ پر جھوٹ نہ باندھنا کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ یقیناً دوزخ میں جائے گا۔"

فوائد: یہ وعید ہر طرح کے جھوٹ کو شامل ہے جو لوگ ترغیب و ترہیب کے متعلق بے اصل احادیث بیان کرتے ہیں وہ اسی زد میں آتے ہیں۔

۹۱ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ١٠٩]

۹۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مجھ پر وہ بات لگائے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔

۹۲ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (تَسَمَّوْا بِٱسْمِي وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي ٱلْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ ٱلشَّيْطَانَ لاَ يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ١١٠]

۹۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام (محمد اور احمد) پر نام رکھو مگر میری کنیت (ابو القاسم) نہ رکھو اور یقین کرو جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

فوائد: خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی سعادت ایسی صورت میں باعث برکت ہے جبکہ خواب میں دیکھا ہوا حلیہ کتب حدیث میں موجود آپ کے حلیہ مبارک کے مطابق ہو۔ آپ کے حلیہ مبارک کے متعلق مستند کتاب ((الرسول ﷺ کانک تراہ)) بہت مفید ہے جس کا اردو ترجمہ "آئینہ جمال نبوت" کے نام سے مکتبہ دار السلام نے شائع کیا ہے۔

۲۹ - باب: كِتَابَةُ ٱلْعِلْمِ

باب ۲۹: علم کی باتیں لکھنا

۹۳ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ

۹۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے بے

ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ ٱلْقَتْلَ، أَوِ ٱلْفِيلَ، وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَٱلْمُؤْمِنِينَ، أَلاَ وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، أَلاَ وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، أَلاَ وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ، لاَ يُخْتَلَى شَوْكُهَا، وَلاَ يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلاَ تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ ٱلنَّظَرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ، وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ ٱلْقَتِيلِ). فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ ٱلْيَمَنِ فَقَالَ: اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَقَالَ: (اكْتُبُوا لِأَبِي فُلاَنٍ). فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ: إِلَّا الإِذْخِرَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا؟ فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (إِلاَّ ٱلإِذْخِرَ إِلاَّ الإِذْخِرَ). [رواه البخاري: ١١٢]

شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے قتل یا فیل (ہاتھی) کو روک دیا اور رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو ان (کافروں) پر غالب کر دیا خبردار! مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہو گا خبردار! یہ میرے لئے بھی دن میں ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا تھا۔ خبردار! وہ اس وقت بھی حرام ہے۔ وہاں کے کانٹے نہ کاٹے جائیں نہ اس کے درخت قطع کئے جائیں اعلان کرنے والے کے علاوہ وہاں کی گری ہوئی چیز کوئی نہ اٹھائے اور جس کا کوئی عزیز مارا جائے اس کو دو میں سے ایک کا اختیار ہے۔ دیت قبول کر لے یا قصاص لے لے اتنے میں ایک یمنی شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (یہ مسائل) مجھے لکھ دیجئے! آپ نے فرمایا: اچھا! ابو فلاں کو لکھ دو۔ قریش کے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مگر اذخر (خوشبو دار گھاس) کے کاٹنے کی اجازت دیجئے اس لئے کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں مگر اذخر مگر اذخر یعنی وہ کاٹ سکتے ہو۔

٩٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا ٱشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَجَعُهُ قَالَ: (ٱئْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدَهُ). قَالَ عُمَرُ: إِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ غَلَبَهُ ٱلْوَجَعُ، وَعِنْدَنَا كِتَابُ ٱللهِ حَسْبُنَا. فَٱخْتَلَفُوا

۹۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ بہت بیمار ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ لکھنے کا سامان لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہیں ہو گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر بیماری کا غلبہ ہے اور ہمارے

وَكَثُرَ ٱللَّغَطُ، قَالَ: (قُومُوا عَنِّي، وَلاَ يَنْبَغِي عِنْدِي ٱلتَّنَازُعُ). [رواه البخاري: ١١٤]

پاس اللہ کی کتاب موجود ہے وہ ہمیں کافی ہے لوگوں نے اختلاف شروع کر دیا اور شور و غل مچ گیا تب آپ نے فرمایا: میرے پاس سے اٹھ جاؤ میرے ہاں لڑائی جھگڑے کا کیا کام ہے؟

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد آپ کے حکم سے سرعدولی نہ تھا بلکہ آپ نے ایسا از راہ محبت فرمایا ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد چار روز تک زندہ رہے اور دوسرے احکام نافذ فرماتے رہے جبکہ تحریر کے متعلق آپ نے سکوت اختیار فرمایا معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے آپ کو اتفاق تھا (عون الباری:۱/۲۵۷) واضح رہے کہ سامان نوشت لانے کا یہ حکم آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔

٣٠ - باب: ٱلْعِلْمُ وَٱلْعِظَةُ بِاللَّيْلِ

باب ۳۰: رات کو علم و نصیحت کی باتیں کرنا

٩٥ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتِ: ٱسْتَيْقَظَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: (سُبْحَانَ ٱللهِ، مَاذَا أُنْزِلَ ٱللَّيْلَةَ مِنَ ٱلْفِتَنِ، وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ ٱلْخَزَائِنِ، أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ ٱلْحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي ٱلدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي ٱلآخِرَةِ). [رواه البخاري: ١١٥]

۹۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیدار ہوئے تو فرمایا: سبحان اللہ! آج رات کتنے فتنے نازل کئے گئے اور کتنے خزانے کھولے گئے۔ ان حجروں میں سونے والیوں کو جگاؤ کیونکہ دنیا میں بہت سی کپڑے پہننے والیاں ایسی ہیں جو آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

٣١ - باب: ٱلسَّمَرُ فِي ٱلْعِلْمِ

باب ۳۱: رات کو علم کی باتیں کرنا

٩٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى بِنَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ ٱلعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ، فَقَالَ: (أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا، لاَ يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ ٱلأَرْضِ أَحَدٌ). [رواه البخاري: ١١٦]

۹۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری عمر میں ہمیں نماز عشاء پڑھائی جب سلام کے بعد کھڑے ہو گئے تو فرمایا تم اس رات کی اہمیت کو جانتے ہو آج کی رات سے سو برس بعد کوئی شخص جو اب زمین پر موجود ہے زندہ نہیں رہے گا۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب زندہ نہیں ہیں کیونکہ اس حدیث کے مطابق سو سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا کوئی بھی زندہ نہیں رہا' لیکن نواب صدیق حسن رحمہ اللہ کو اس سے اتفاق نہیں۔ (عون الباری:۱/۲۶۱)

٩٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الحارِثِ، زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَصَلَّى ٱلنَّبِيُّ ﷺ ٱلعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ: (نَامَ ٱلْغُلَيِّمُ). أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا، ثُمَّ قَامَ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ، حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلاةِ. [رواه البخاري: ١١٧]

٩٧۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ اور اپنی خالہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی اس رات رسول اللہ ﷺ بھی انہی کے پاس تھے آپ نے عشاء مسجد میں ادا کی پھر اپنے گھر تشریف لائے اور چار رکعت پڑھ کر سو رہے پھر بیدار ہوئے اور فرمایا کیا بچہ سو گیا ہے؟ یا کچھ ایسا ہی فرمایا اور پھر نماز پڑھنے لگے میں بھی آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کر لیا اور پانچ رکعات پڑھیں اس کے بعد دو رکعت (سنت فجر) ادا کیں پھر سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے بھرنے کی آواز سنی پھر (صبح کی) نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے۔

فوائد: یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ سونے سے وضوء آپ کا نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا (عون الباری:١/٢٦٧)

٣٢ - باب: حِفْظُ ٱلْعِلْمِ

باب ٣٢: علم کو یاد رکھنا

٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ ٱلنَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَوْلاَ آيَتَانِ فِي كِتَابِ ٱللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا، ثُمَّ يَتْلُو: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلْهُدَىٰ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ٱلرَّحِيمُ﴾. إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ ٱلْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ ٱلصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ ٱلأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ ٱلْعَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ،

٩٨۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں: ابو ھریرہؓ نے بہت احادیث بیان کی ہیں حالانکہ اگر کتاب اللہ میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک بھی حدیث بیان نہ کرتا پھر انہوں نے ان آیات کو تلاوت کیا۔ ”جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی ہوئی نشانیوں اور ھدایت کی باتوں کو جو ہم نے نازل کیں ..... الرحیم تک بے شک ہمارے مہاجر بھائیوں کو بازار میں خرید و فروخت کا شغل رہتا تھا اور ہمارے انصاری بھائی

وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لِشِبَعِ بَطْنِهِ، وَيَحْضُرُ مَا لاَ يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لاَ يَحْفَظُونَ. [رواه البخاري: ١١٨]

اموال (وزراعت) کے شغل میں لگے رہتے تھے لیکن ابوھریرہؓ تو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود رہتا تھا اور ایسے موقع پر حاضر رہتا جہاں لوگ حاضر نہ رہتے اور وہ باتیں یاد کر لیتا جو دوسرے لوگ نہ یاد کر سکتے تھے۔

٩٩ : وعَنْهُ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْه - قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ؟ قَالَ: (أَبْسُطْ رِدَاءَكَ). فَبَسَطْتُهُ، قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (ضُمَّهُ). فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ. [رواه البخاري: ١١٩]

٩٩۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ چنانچہ میں نے چادر پھیلائی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو سا بنایا اور چادر میں ڈال دیا پھر فرمایا کہ اسے اپنے اوپر لپیٹ لو۔ میں نے اسے لپیٹ لیا اس کے بعد میں کوئی چیز نہ بھولا۔

فوائد: یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نسیان کو ختم کر دیا گیا جو انسان کو لازم ہے۔ (عون الباری:۱/۲۶۷)

١٠٠ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وِعَاءَيْنِ: فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا ٱلآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا ٱلْبُلْعُومُ. [رواه البخاري: ١٢٠]

١٠٠۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے (علم کے) دو ظرف یاد کئے ان میں سے ایک تو میں نے ظاہر کر دیا اور اگر دوسرے کو بھی ظاہر کر دوں تو میرا یہ گلا کاٹ دیا جائے۔

فوائد: دوسرے ظرف کا تعلق غلط کار حکمرانوں کے ناموں سے تھا۔ چنانچہ بعض روایات اس کی صراحت ہے۔

٣٣ - باب: ٱلإِنْصَاتُ لِلعُلَمَاءِ

باب ۳۳ اہل علم کی بات سننے کے لئے خاموش رہنے کا بیان۔

١٠١ : عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ

١٠١۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ان

الْوَدَاعِ: (اسْتَنْصِتِ النَّاسَ). فَقَالَ: (لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ). [رواه البخاري: ١٢١]

سے فرمایا: لوگوں کو خاموش کراؤ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔

فوائد: اس سے مراد کفر حقیقی نہیں بلکہ کافروں کا سا فعل مراد ہے ورنہ مسلمان کو قتل کرنے والا کافر نہیں ہوتا ہاں! اگر اس قتل کو حلال سمجھتا ہے تو ایسا انسان دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

٣٤ - باب: مَا يُسْتَحَبُّ لِلعَالِمِ إِذَا سُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟

باب ۳۴: جب عالم سے پوچھا جائے کہ لوگوں میں کون زیادہ جاننے والا ہے تو اسے کیا کہنا چاہیئے؟

١٠٢ : عَنْ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (قَامَ مُوسَى النَّبِيُّ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُ، فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ العِلْمَ إِلَى اللهِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ، هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ. قَالَ: يَا رَبِّ، وَكَيْفَ بِهِ؟ فَقِيلَ لَهُ: احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ، فَإِذَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ بِفَتَاهُ يُوشَعَ ابْنِ نُونٍ، وَحَمَلَا حُوتًا فِي مِكْتَلٍ، حَتَّى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُؤُوسَهُمَا وَنَامَا، فَانْسَلَّ الْحُوتُ مِنَ الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا، وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا، فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمَهُمَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ: آتِنَا غَدَاءَنَا، لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا

١٠٢۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام ایک دن بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ سب لوگوں میں بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں' ہوں اللہ نے ان پر عتاب فرمایا کیونکہ انہوں نے علم کو اللہ کے حوالے نہ کیا پھر اللہ نے ان پر وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں ایک بندہ جہاں دو دریا ملتے ہیں ایسا ہے جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے پروردگار! میری ان سے کیونکر ملاقات ہوگی؟ حکم ہوا کہ ایک مچھلی کو تھیلے میں رکھو۔ جہاں وہ گم ہو جائے وہی اس کا ٹھکانا ہے پھر موسیٰ علیہ السلام روانہ ہوئے اور ان کا خادم یوشع بن نون بھی ساتھ تھا ان دونوں نے ایک مچھلی کو تھیلے میں رکھ لیا۔ جب ایک پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں اپنے سر اس پر رکھ کر سو گئے اس دوران مچھلی تھیلے سے نکل کر دریا میں چلی گئی جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان خادم کو

نَصَبًا. وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ، فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ؟ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ، قَالَ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا، فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ، إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ، أَوْ قَالَ تَسَجَّى بِثَوْبِهِ، فَسَلَّمَ مُوسَى، فَقَالَ الْخَضِرُ: وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ؟ فَقَالَ: أَنَا مُوسَى، فَقَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا؟ قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا، يَا مُوسَى، إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ لَا أَعْلَمُهُ. قَالَ: سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللهُ صَابِرًا، وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا. فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، لَيْسَ لَهُمَا سَفِينَةٌ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ، فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا، فَعُرِفَ الْخَضِرُ، فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ، فَجَاءَ عُصْفُورٌ، فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ، فَنَقَرَ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ الْخَضِرُ: يَا مُوسَى مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ

تعجب ہوا پھر دونوں بقیہ رات اور ایک دن چلتے رہے صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ناشتہ لاؤ ہم تو اس سفر سے تھک گئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے آگے نہیں نکل گئے جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اس وقت تک انہوں نے کچھ تھکاوٹ محسوس نہ کی۔ اس وقت ان کے خادم نے کہا: کیا آپ نے دیکھا کہ جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو مچھلی (نکل بھاگی تھی اور میں اس کا ذکر کرنا) بھول گیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم تو اس کی تلاش میں تھے آخر وہ دونوں کھوج لگاتے ہوئے اپنے پاؤں کے نشانوں پر واپس لوٹے۔ جب اس پتھر کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک آدمی کپڑا لپیٹے ہوئے یا اپنے کپڑے میں لپٹا ہوا ہے موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں سے آیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ (میں یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں بلکہ) میں موسیٰ ہوں حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کیا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ انہوں نے کہا! ہاں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ کیا میں اس امید پر تمہارے ہمراہ ہو جاؤں کہ جو کچھ هدایت کی تمہیں تعلیم دی گئی ہے وہ مجھے بھی سکھا دو گے۔ خضر علیہ السلام نے کہا: تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک (قسم کا) علم مجھے دیا ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے اور آپ کو ایک قسم کا علم دیا ہے جو میرے پاس نہیں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ان شاء اللہ تم

إلاَّ كَنَقْرَةِ هٰذَا ٱلْعُصْفُورِ فِي ٱلْبَحْرِ، فَعَمَدَ ٱلْخَضِرُ إِلَى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ ٱلسَّفِينَةِ فَنَزَعَهُ، فَقَالَ مُوسَى: قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ، عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا؟ قَالَ: أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ قَالَ: لاَ تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا - فَكَانَتِ ٱلأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا - فَانطَلَقَا. فَإِذَا غُلاَمٌ يَلْعَبُ مَعَ ٱلْغِلْمَانِ، فَأَخَذَ ٱلْخَضِرُ بِرَأْسِهِ مِنْ أَعْلاَهُ فَاقْتَلَعَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ مُوسَى: أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ؟ قَالَ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ - قَالَ ٱبْنُ عُيَيْنَةَ: وَهٰذَا أَوْكَدُ - فَانْطَلَقَا، حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ ٱسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا، فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا، فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ، قَالَ ٱلْخَضِرُ بِيَدِهِ فَأَقَامَهُ، فَقَالَ مُوسَى: لَوْ شِئْتَ لاَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا، قَالَ: هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ). قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (يَرْحَمُ ٱللهُ مُوسَى، لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا). [رواه البخاري: ۱۲۲]

مجھے صابر پاؤ گے اور میں کسی کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا پھر وہ دونوں سمندر کے کنارے چلے ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی اتنے میں ایک کشتی گزری انہوں نے کشتی والوں سے کہا کہ ہمیں سوار کر لو۔ حضرت خضر علیہ السلام پہنچان لئے گئے اس لئے کشتی والوں نے بغیر اجرت بٹھا لیا اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ کر اس نے سمندر میں ایک دو چونچیں ماریں حضرت خضر علیہ السلام گویا ہوئے :اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم سے صرف چڑیا کی چونچ کی بقدر حصہ لیا ہے پھر حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ اکھاڑ ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ان لوگوں نے تو ہمیں بغیر کرایہ کے سوار کیا اور آپ نے یہ کام کیا کہ ان کی کشتی میں چھید کر ڈالا تاکہ اہل کشتی کو غرق کر دو۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کیا میں نے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: میری بھول چوک پر مواخذہ کرکے میرے کام میں مجھ پر تنگی نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا اعتراض بھول کی وجہ سے تھا۔ پھر دونوں (کشتی سے اتر کر) چلے ایک لڑکا ملا جو دوسرے لڑکوں سے کھیل رہا تھا خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر الگ کر دیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ نے ایک معصوم جان کو ناحق قتل کیا خضر علیہ السلام نے کہا: میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکے گا (ابن عیینہ کہتے ہیں کہ پہلے

جواب کی نسبت اس میں زیادہ تاکید تھی) پھر دونوں چلتے چلتے ایک گاؤں کے پاس پہنچے وہاں کے باشندوں سے انہوں نے کھانا مانگا انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے صاف انکار کر دیا اسی دوران دونوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی حضرت خضر علیہ السلام نے اسے اپنے ہاتھ سے سہارا دے کر سیدھا کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر تم چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے حضرت خضر علیہ السلام بولے بس یہاں سے ہمارے تمہارے درمیان جدائی کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ ہم چاہتے تھے کہ کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو ان کے مزید حالات بھی ہم سے بیان کئے جاتے۔

فوائد: حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل نہ تھے لیکن آپ کا یہ کہنا کہ میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا انہیں چاہئے تھا کہ اس بات کو اللہ کے حوالے کر دیتے چنانچہ ان کا مقابلہ ایسے انسان سے کرایا گیا جو ان سے درجہ میں کہیں کم تھا تاکہ پھر کبھی اس قسم کا دعویٰ نہ کریں۔

٣٥ - باب: مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمٌ عَالِمًا جَالِسًا

١٠٣ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَا ٱلْقِتَالُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ؟ فَإِنَّ أَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، فَقَالَ: (مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ ٱللهِ هِيَ ٱلْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ). [رواه البخاري: ١٢٣]

باب ٣٥: جو عالم بیٹھا ہو اس سے کھڑے کھڑے سوال کرنا۔

١٠٣۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی راہ میں لڑنا کسے کہتے ہیں؟ کیونکہ ہم میں سے کوئی غصہ کی وجہ سے لڑتا ہے اور کوئی حمیت کے سبب جنگ کرتا ہے آپ نے فرمایا جو شخص اس لئے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو ایسی لڑائی اللہ کی

راہ میں ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر طالب علم کھڑا ہے اور استاد بیٹھے بیٹھے اس کو جواب دے دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ خود پسندی اور تکبر کی بناء پر ایسا نہ کرے۔ اسی طرح کھڑے کھڑے سوال کرنا بھی درست ہے۔ اور یہاں سوال کھڑے کھڑے کیا گیا تھا۔

٣٦ - باب: قَوْلُ اللهِ - تعالى -: ﴿وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾

١٠٤ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي خِرَبِ ٱلْمَدِينَةِ، وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ، فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ ٱلْيَهُودِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوهُ عَنِ ٱلرُّوحِ؟ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَسْأَلُوهُ، لَا يَجِيءُ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَه، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَنَسْأَلَنَّهُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا ٱلْقَاسِمِ، مَا ٱلرُّوحُ؟ فَسَكَتَ، فَقُلْتُ: إِنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ، فَقُمْتُ، فَلَمَّا ٱنْجَلَى عَنْهُ، فَقَالَ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلرُّوحِ قُلِ ٱلرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾. [رواه البخاري: ١٢٥]

باب ٣٦: ارشاد الٰہی (کی تفسیر): "تمہیں تھوڑا سا ہی علم دیا گیا ہے"

١٠٤: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کے کھنڈرات میں چل رہا تھا اور آپ کھجور کی چھڑی کے سہارے چل رہے تھے راستے میں چند یہودیوں پر گزر ہوا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ ان سے روح کے متعلق سوال کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم ایسا سوال نہ کریں کہ جس کے جواب میں وہ ایسی بات کہیں جو تمہیں ناگوار گزرے۔ بعض نے کہا: ہم تو ضرور پوچھیں گے۔ آخر ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے ابو القاسم ﷺ! روح کیا چیز ہے؟ آپ خاموش رہے' میں نے دل میں کہا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے اور خود کھڑا ہو گیا جب وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی "اے پیغمبر ﷺ! یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو کہ روح میرے مالک کا حکم ہے۔ (اور اس کی حقیقت یہ نہیں جان سکتے کیونکہ) تمہیں بہت کم علم عطا کیا گیا ہے۔

فوائد: امام اعمش کی قرآت میں یہ آیت بصیغہ غائب پڑھی گئی ہے جو شاذ ہے متواتر قرآت بصیغہ خطاب ہے۔

٣٧ - باب: مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوماً دُونَ قَومٍ كَرَاهِيَةَ أَنْ لاَ يَفْهَمُوا

باب ٣٧: اندیشہ نافہمی کی وجہ سے ایک قوم کو چھوڑ کر دوسروں کو تعلیم دینا

١٠٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى ٱلرَّحْلِ، قَالَ: (يَا مُعَاذُ). قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: (يَا مُعَاذُ). قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ وَسَعْدَيْكَ، ثَلاثًا، قَالَ: (مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ، صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ، إِلاَّ حَرَّمَهُ ٱللهُ عَلَى ٱلنَّارِ). قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَفَلاَ أُخْبِرُ بِهِ ٱلنَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُونَ؟ قَالَ: (إِذًا يَتَّكِلُوا). وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا.

[رواه البخاري: ١٢٨]

١٠٥: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سواری پر پیچھے بیٹھے تھے آپ نے فرمایا اے معاذؓ! انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سعادت مندی کے ساتھ حاضر ہوں پھر آپ نے فرمایا اے معاذؓ! انہوں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں تین مرتبہ ایسا ہوا پھر آپ نے فرمایا جو کوئی سچے دل سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ﷺ ہیں تو اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا میں لوگوں میں اس کی تشہیر نہ کروں تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا ایسا کرے گا تو ان کو اسی پر بھروسہ ہو جائے گا پھر حضرت معاذؓ نے (اپنی وفات کے قریب) یہ حدیث بخوف گناہ لوگوں کو بیان کی۔

فوائد: بعض اوقات مصلحت کے مطابق کام کرنا قرین قیاس ہوتا ہے مثلاً نماز جوتے سمیت پڑھنا سنت ہے لیکن اگر کسی جگہ لوگ جاہل ہوں اور ایسا کام کرنے سے اختلاف اور فساد کا اندیشہ ہو تو ایسی سنت پر عمل کرنے کو آئندہ کے لئے موخر کر دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن حکیمانہ انداز سے انہیں اس کی اہمیت جتاتے رہنا ایک داعی کا اہم فریضہ ہے۔

٣٨ - باب: اَلْحَيَاءُ فِي ٱلعِلْمِ

باب ٣٨ علم پوچھنے میں شرم کرنا

١٠٦ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ

١٠٦۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ حق بات بیان

اَللّٰهِ، إِنَّ اَللّٰهَ لاَ يَسْتَحْيِي مِنَ اَلْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى اَلْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا اَحْتَلَمَتْ؟ قَالَ اَلنَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا رَأَتِ اَلْمَاءَ). فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ، يَعْنِي وَجْهَهَا، وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اَللّٰهِ، وَتَحْتَلِمُ اَلْمَرْأَةُ؟ قَالَ: (نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا). [رواه البخاري: ١٣٠]

کرنے سے نہیں شرماتا' کیا عورت کو احتلام ہو تو اسے غسل کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں جبکہ (اپنے کپڑے پر) پانی دیکھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (شرم سے) اپنا منہ چھپالیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں تیرا ہاتھ خاک آلود ہو' پھر بچہ کی صورت ماں سے کیوں ملتی ہے؟

فوائد: اگر کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اسے علماء سے دریافت کرنا چاہئے شرم اور حیاء سے کام نہ لیا جائے (عون الباری:۲۸۵:۱)

٣٩ - باب: مَنِ اَسْتَحْيَا فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ

باب ۳۹ شرم کی بناء پر دوسروں کے ذریعے مسئلہ پوچھنا

١٠٧ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَأَمَرْتُ اَلْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ اَلنَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: (فِيهِ اَلْوُضُوءُ). [رواه البخاري: ١٣٢]

۱۰۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میری مذی بہت نکلا کرتی تھی میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھیں چنانچہ انہوں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مذی کے لئے وضوء کرنا چاہئے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت نہ کر سکے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی آپ کے نکاح میں تھی اس لئے حیا مانع تھا ایسی شرم میں کوئی قباحت نہیں جبکہ کسی دوسرے ذریعے سے مسئلہ دریافت کر لیا جائے' بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں یہ مسئلہ پوچھا گیا (عون الباری:۱/۳۸۵)

٤٠ - باب: ذِكْرُ اَلْعِلْمِ وَاَلْفُتْيَا فِي اَلْمَسْجِدِ

باب ۴۰ مسجد میں علم کی باتیں کرنا اور فتویٰ دینا

١٠٨ : عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي اَلْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اَللّٰهِ، مِنْ

۱۰۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں احرام باندھنے کا کس

أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهِلَّ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُهِلُّ أَهْلُ ٱلْمَدِينَةِ مِنْ ذِي ٱلْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ ٱلشَّامِ مِنَ ٱلْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ).
قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (وَيُهِلُّ أَهْلُ ٱلْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ). وَكَانَ ٱبْنُ عُمَرَ يَقُولُ: ولَمْ أَفْقَهْ هٰذِهِ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٣٣]

مقام سے حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے، شام کے لوگ جحفہ سے اور نجد کے باشندے قرن سے احرام باندھیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھیں لیکن مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد نہیں ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مسجد میں علم دین پڑھنا، پڑھانا، فتویٰ دینا، مقدمات کا فیصلہ کرنا اور دینی مباحثہ کرنا جائز ہے اگرچہ آواز اونچی ہی کیوں نہ ہو جائے کیونکہ یہ سب دینی کام ہیں جو مسجد میں سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔

٤١ - باب: مَنْ أَجَابَ ٱلسَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ

باب ۴۱: سوال سے زیادہ جواب دینے کا بیان

١٠٩ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النبي ﷺ مَا يَلْبَسُ ٱلْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ: (لاَ يَلْبَسُ ٱلْقَمِيصَ، وَلاَ ٱلْعِمَامَةَ، وَلاَ ٱلسَّرَاوِيلَ، وَلاَ ٱلْبُرْنُسَ، وَلاَ ثَوْبًا مَسَّهُ ٱلْوَرْسُ أَوِ ٱلزَّعْفَرَانُ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ ٱلنَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ ٱلْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ ٱلْكَعْبَيْنِ). [رواه البخاري: ١٣٤]

۱۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ جو شخص احرام باندھے وہ کیا پہنے؟ آپ نے فرمایا نہ کرتا، نہ پگڑی، نہ پاجامہ، نہ ٹوپی اور نہ وہ کپڑا جس میں ورس یا زعفران لگی ہو اور اگر جوتی نہ ہو تو موزے پہن لے اور انہیں اوپر سے کاٹ لے تاکہ ٹخنے کھل جائیں۔

كتاب الوضوء

وضو کا بیان

١ - باب: لاَ تُقبَلُ صَلاَةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

١١٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: قال: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تُقْبَلُ صَلاَةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ). قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ: مَا ٱلْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ. [رواه البخاري: ١٣٥]

باب ۱: وضوء کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

۱۱۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا وضو ٹوٹ جائے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وضوء نہ کرے۔'' ایک حضرمی نے پوچھا: ''اے ابوھریرہ! حدث (بے وضو ہونا) کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''فساء یا ضراط یعنی وہ ہوا جو پاخانہ کے مقام سے خارج ہو۔''

فوائد: اس حدیث سے اس حیلہ گری کی بھی تردید ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ آخری تشہد میں ہوا نکلنے کا خطرہ ہو تو سلام پھیرنے کے بجائے اگر قصداً ہوا خارج کر دی جائے تو نماز صحیح ہے یہ بات اس لئے غلط ہے کہ نماز سلام سے ہی مکمل ہوتی ہے اور بزور ہوا خارج کرنا کسی صورت میں بھی سلام کا بدل نہیں ہو سکتا اس قسم کی حیلہ گری اسلام میں ناجائز اور حرام ہے۔ (حیل:۶۹۵۴)

٢ - باب: فَضْلُ ٱلْوُضُوءِ

١١١ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ ٱلْوُضُوءِ، فَمَنِ ٱسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ

باب ۲: وضوء کی فضیلت

۱۱۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جائیں گے جبکہ وضوء کے نشانات کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔ اب

فَلْيَفْعَلْ). [رواه البخاري: ١٣٦]

جو کوئی تم میں سے اپنی چمک بڑھانا چاہے تو اسے بڑھالینا چاہیے۔

٣ - باب: لَا يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ

باب ۳: شک سے وضوء نہ کرے تاوقتیکہ (حدث کا) یقین نہ ہوجائے

١١٢ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ: الرَّجُلَ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: (لَا يَنْفَتِلْ - أَوْ: لَا يَنْصَرِفْ - حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا). [رواه البخاري: ١٣٧]

۱۱۲۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا حال بیان کیا جس کو یہ خیال ہوجاتا تھا کہ نماز میں وہ کوئی چیز (ہوا کا نکلنا) محسوس کر رہا ہے آپ نے فرمایا: وہ نماز سے اس وقت تک نہ پھرے جب تک ہوا نکلنے کی آواز یا بو نہ پائے۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ نمازی کو جب تک اپنے بے وضوء ہونے کا یقین نہ ہو جائے نماز کو ترک نہ کرے اس حدیث سے یہ قاعدہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی یقینی معاملہ صرف شک کی وجہ سے مشکوک نہیں ہوتا اور کسی چیز کو بلاوجہ شک وشبہ کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں (البیوع:۲۰۵۶)

٤ - باب: التَّخْفِيفُ فِي الْوُضُوءِ

باب ۴: ہلکا وضوء کرنا

١١٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَرُبَّمَا قَالَ: اضْطَجَعَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. [رواه البخاري: ١٣٨]

۱۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سوئے یہاں تک کہ خراٹے بھرنے لگے پھر آپ نے (بیدار ہوکر) نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا کبھی راوی نے یوں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کروٹ پر لیٹے یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگی پھر بیدار ہوکر آپ نے نماز پڑھی۔

فوائد: دوسری حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ نے بیدار ہوکر پانی سے بھرے ہوئے ایک پرانے مشکیزے سے ہلکا سا وضوء کیا یعنی اعضاء پر زیادہ پانی نہیں ڈالا یا اپنے اعضاء کو صرف ایک ایک مرتبہ دھویا' (الاذان:۸۵۹)

٥ - [باب: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ]

باب ۵: مکمل وضوء کرنا

١١٤ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ

۱۱۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

اَللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ بِالشِّعْبِ فَبَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ، فَقُلْتُ: اَلصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: (اَلصَّلَاةُ أَمَامَكَ). فَرَكِبَ، فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ، فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّى، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا. [رواه البخاري: ١٣٩]

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے لوٹے جب گھاٹی میں پہنچے تو اتر کر پیشاب کیا پھر وضوء فرمایا لیکن وضوء پورا نہ کیا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز کا وقت قریب ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز آگے چل کر پڑھیں گے' پھر آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ آیا تو اترے اور پورا وضوء کیا پھر نماز کی تکبیر کہی گئی اور آپ نے مغرب کی نماز ادا کی اس کے بعد ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنے مقام پر بٹھایا پھر عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ نے نماز پڑھی اور دونوں کے درمیان نفل وغیرہ نہیں پڑھے۔

فوائد: مکمل وضوء سے مراد اپنے اعضائے وضوء کو خوب مل کر دھونا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا وضوء کرتے وقت کسی دوسرے سے تعاون لینا جائز ہے (الوضوء:۱۸۱) اور دوران حج مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنا چاہیے۔ (الحج:۱۶۷۲)

٦ - باب: غَسْلُ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ

باب ٦: چلو بھر کر دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا

١١٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ تَوَضَّأَ: فَغَسَلَ وَجْهَهُ، أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَمَضْمَضَ بِهَا وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَجَعَلَ بِهَا هٰكَذَا، أَضَافَهَا إِلَى يَدِهِ الْأُخْرَى، فَغَسَلَ بِهَا وَجْهَهُ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرَى، ثُمَّ مَسَحَ

۱۱۵۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انہوں نے وضوء کیا اور اپنا منہ دھویا اس طرح کہ پانی کا ایک چلو لے کر اس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر ایک اور چلو پانی لیا ہاتھ ملا کر اس سے منہ دھویا پھر ایک چلو پانی سے اپنا دایاں ہاتھ دھویا پھر ایک اور چلو پانی لیا اور اس سے اپنا بایاں ہاتھ دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا بعد ازاں ایک چلو پانی اپنے دائیں پاؤں پر ڈالا اور اسے دھو لیا پھر دوسرا چلو پانی لے کر اپنا بایاں پاؤں دھویا اس کے بعد کہنے لگے کہ

بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَرَشَّ عَلَى رِجْلِهِ ٱلْيُمْنَى حَتَّى غَسَلَهَا، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً أُخْرَى، فَغَسَلَ بِهَا يَعْنِي رِجْلَهُ ٱلْيُسْرَى، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ. [رواه البخاري: ١٤٠]

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضوء کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ وضو کے لئے دونوں ہاتھوں سے چلو بھرنا ضروری نہیں نیز ان روایات کے ضعف کی طرف اشارہ ہے جن میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہی ہاتھ سے اپنے چہرے کو دھوتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کی جائے اور آدھے سے ناک صاف کرے۔

٧ - باب: مَا يَقُولُ عِنْدَ ٱلْخَلَاءِ

باب ٧: بیت الخلاء جانے کی دعا

١١٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ ٱلْخَلَاءَ قَالَ: (ٱللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ ٱلْخُبُثِ وَٱلْخَبَائِثِ). [رواه البخاري: ١٤٢]

١١٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء جاتے تو فرماتے "اے اللہ میں ناپاک چیزوں اور ناپاکیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

فوائد: اس دعا کا دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ "اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں" یہ دعا قضاء حاجت کے وقت اپنا کپڑا اٹھانے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔

٨ - باب: وَضْعُ ٱلْمَاءِ عِنْدَ ٱلْخَلَاءِ

باب ٨: بیت الخلاء کے پاس پانی رکھنا

١١٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ ٱلْخَلَاءَ، قَالَ: فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا، فَقَالَ: (مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟). فَأُخْبِرَ، فَقَالَ: (ٱللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي ٱلدِّينِ). [رواه البخاري: ١٤٣]

١١٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء گئے تو میں نے آپ کے لئے وضوء کا پانی رکھ دیا۔ آپ نے (باہر نکل کر) پوچھا کہ یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ آپ کو بتا دیا گیا تو آپ نے فرمایا "اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔"

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ خدمت بجا لا کر عقلمندی کا ثبوت دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے ویسی ہی دعا فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبولیت سے نوازا اور حضرت ابن عباس

حبر الْأُمَّة (اُمت کے عالم) کے لقب سے مشہور ہوئے (المناقب:۳۷۵۶)

۹ - باب: لاَ تُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةُ بِبَوْلٍ وَلاَ غَائِطٍ

باب ۹: قضاء حاجت کے وقت قبلہ رخ نہ بیٹھنا

۱۱۸ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ ٱلْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ ٱلْغَائِطَ فَلاَ يَسْتَقْبِلِ ٱلْقِبْلَةَ وَلاَ يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ، شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا). [رواه البخاري: ١٤٤]

۱۱۸۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قضاء حاجت کے لئے جائے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے نہ پشت' بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کیا کرو۔

فوائد: قضاء حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف منہ نہ کرنے کا خطاب اہل مدینہ سے ہے کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کی طرف تھا برصغیر میں رہنے والوں کے لئے قبلہ مغرب کی طرف ہے لہٰذا ہمارے لئے جنوب اور شمال کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ (الصلوٰۃ:۳۹۴)

۱۰ - باب: مَنْ تَبَرَّزَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ

باب ۱۰: اینٹوں پر بیٹھ کر قضاء حاجت کرنا

۱۱۹ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ: إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلاَ تَسْتَقْبِلِ ٱلْقِبْلَةَ وَلاَ بَيْتَ ٱلْمَقْدِسِ. لَقَدِ ٱرْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ ٱلْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ. [رواه البخاري: ١٤٥]

۱۱۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب تم قضاء حاجت کے لئے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ بیت المقدس کی طرف حالانکہ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کے لئے دو کچی اینٹوں پر بیت المقدس کی طرف منہ کرکے بیٹھے تھے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ آپ قبلہ کی طرف پشت کئے ہوئے بیٹھے تھے ((الخمس:۳۱۰۲)) امام بخاری کا موقف ہے کہ بیت الاخلاء میں قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنے کی اجازت ہے یہ پابندی بیرون آبادی کے لئے ہے (الوضوء:۱۴۴)

۱۱ - باب: خُرُوجُ ٱلنِّسَاءِ إِلَى ٱلْبَرَازِ

باب ۱۱: عورتوں کا قضاء حاجت کیلئے باہر جانا

۱۲۰ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَزْوَاجَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ كُنَّ

۱۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رات کو قضاء حاجت

يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى ٱلْمَنَاصِعِ، وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ، فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: ٱحْجُبْ نِسَاءَكَ، فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَفْعَلُ، فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، زَوْجُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، لَيْلَةً مِنَ ٱللَّيَالِي عِشَاءً، وَكَانَتِ ٱمْرَأَةً طَوِيلَةً، فَنَادَاهَا عُمَرُ: أَلاَ قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ، حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ ٱلْحِجَابُ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ عزَّ وجلَّ ٱلْحِجَابَ. [رواه البخاري: ١٤٦]

کے لئے مناصع کی طرف جاتی تھیں' جو ایک کھلی جگہ تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کرتے تھے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردے کا حکم دیں لیکن رسول اللہ ﷺ ایسا نہ کرتے تھے ایک رات عشاء کے وقت حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (قضاء حاجت کے لئے) باہر نکلیں وہ قد آور خاتون تھیں عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پکارا: آگاہ "رہو سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔" اس سے حضرت عمر کی خواہش یہ تھی کہ پردے کا حکم اترے آخر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمادی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حوائج ضروریہ کے لئے عورت کا باپردہ ہو کر گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ (النکاح:۵۲۳۷)

١٢ - باب: ٱلاسْتِنْجَاءُ بِٱلْمَاءِ

باب ۱۲: پانی سے استنجا کرنا

۱۲۱ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، أَجِيءُ أَنَا وَغُلاَمٌ، مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ. [رواه البخاري: ١٥٠]

۱۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب قضاء حاجت کے لئے نکلتے تو میں اور ایک دوسرا لڑکا اپنے ساتھ پانی کا ایک برتن لے کر جاتے (آپ اس سے استنجاء کرتے)

فوائد: صرف ڈھیلے کا استعمال بھی جائز ہے اس سے عین نجاست دور ہو جاتی ہے البتہ پانی کے استعمال سے نجاست اور اس کے نشانات اور اثرات بھی زائل ہو جاتے ہیں۔

١٣ - باب: حَمْلُ ٱلْعَنَزَةِ مَعَ ٱلْمَاءِ فِي ٱلاسْتِنْجَاءِ

باب ۱۳: استنجا کے لئے پانی کے ساتھ برچھی لے جانا

۱۲۲ : وَفِي روايةٍ: مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةٍ، يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. [رواه البخاري: ١٥٢]

۱۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی ایک دوسری روایت ہے کہ پانی کے برتن کے ساتھ برچھی بھی ہوتی اور آپ پانی سے استنجا فرماتے تھے۔

فوائد: برچھی اس لئے ساتھ لے جاتے تاکہ سخت جگہ کو نرم کر کے پیشاب کی چھینٹوں سے اجتناب کیا جائے اور بوقت ضرورت آڑ کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکے نیز اسے بطور سترہ بھی استعمال کیا

جاتا تھا (الصلوۃ:۵۰۰)

١٤ - باب: اَلنَّهْيِ عَنِ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ

باب ۱۴: دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

١٢٣ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَتَنَفَّسْ فِي الإِنَاءِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلاَءَ فَلاَ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلاَ يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ). [رواه البخاري: ١٥٣]

۱۲۳۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سے کوئی کسی چیز کو نوش کرے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلاء آئے تو دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے اور نہ اس سے استنجاء کرے۔

١٥ - باب: الِاسْتِنْجَاءُ بِالحِجَارَةِ

باب ۱۵: ڈھیلوں سے استنجاء کرنا

١٢٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ، فَكَانَ لاَ يَلْتَفِتُ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَقَالَ: (ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا -أَوْ نَحْوَهُ- وَلاَ تَأْتِنِي بِعَظْمٍ، وَلاَ رَوْثٍ). فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي، فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ، وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ، فَلَمَّا قَضَى أَتْبَعَهُ بِهِنَّ. [رواه البخاري: ١٥٥]

۱۲۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے باہر گئے تو میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ چلتے وقت دائیں بائیں نہ دیکھتے تھے جب میں آپ کے قریب گیا تو فرمایا کہ مجھے پتھر تلاش کر دو میں ان سے استنجاء کروں گا (یا اس کی مثل کوئی اور لفظ فرمایا) لیکن ہڈی اور گوبر نہ لانا چنانچہ میں اپنے کپڑے کے کنارے میں کئی پتھر لے کر آیا اور انہیں آپ کے پاس رکھ دیا اور خود ایک طرف ہٹ گیا پھر جب آپ قضاء حاجت سے فارغ ہوئے تو پتھروں سے استنجا فرمایا۔

فوائد: ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور گوبر ان کے جانوروں کا چارہ ہے اس لئے ان سے استنجا کرنا منع ہے (المناقب:۳۸۶۰)

١٦ - باب: لا يستنجي بِرَوْثٍ

باب ۱۶: گوبر سے استنجاء نہ کرنا

١٢٥ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ

۱۲۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ

اَلْغَائِطَ، فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ، فَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْهُ، فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ، وَقَالَ: (هٰذَا رِكْسٌ). [رواه البخاري: ١٥٦]

قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور مجھے تین پتھر لانے کا حکم دیا مجھے دو پتھر تو مل گئے لیکن تلاش کے باوجود تیسرا نہ مل سکا' میں نے گوبر کا ایک خشک ٹکڑا اٹھا لیا اور وہ آپ کے پاس لایا' آپ نے دونوں پتھر تو لے لئے گوبر کو پھینک دیا اور فرمایا یہ پلید ہے۔

فوائد: گوبر کا ٹکڑا دراصل گدھے کی لید تھی جسے آپ نے نجس قرار دیا پھر آپ نے تیسرا پتھر طلب فرمایا (فتح الباری:١/٢٥٧)

١٧ - باب: اَلْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً

باب ١٧: وضوء میں اعضاء کو ایک ایک بار دھونا

١٢٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً. [رواه البخاري: ١٥٧]

١٢٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضوء میں اعضاء کو ایک ایک بار دھویا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اعضاء کو ایک ایک بار دھونے سے بھی فرض ادا ہو جاتا ہے۔

١٨ - باب: اَلْوُضُوءُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

باب ١٨: وضوء میں اعضاء کو دو دو بار دھونا

١٢٧ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٥٨]

١٢٧۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضوء کے اعضاء کو دو دو بار دھویا۔

فوائد: یہ عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری مازنی ہیں' اور اذان کا خواب دیکھنے والے عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ ہیں جو دوسرے صحابی ہیں۔

١٩ - باب: اَلْوُضُوءُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا

باب ١٩: وضوء میں اعضاء کو تین تین بار دھونا

١٢٨ : عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ: دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ

١٢٨۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ پانی کا برتن منگوایا اور اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈال کر دھویا' پھر دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈال کر پانی لیا' کلی کی' ناک میں پانی ڈالا

وَٱسْتَنْشَقَ واستنْثَر، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثَ مراتٍ، وَيَدَيْهِ إِلَى ٱلْمِرْفَقَيْنِ ثَلاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاثَ مراتٍ إِلَى ٱلْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لاَ يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ١٥٩]

اور اسے صاف کیا پھر اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین دفعہ دھویا بعدازاں سر کا مسح کیا پھر اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئے پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی میرے اس وضوء کی طرح وضوء کرے اور اس کے بعد دو رکعت ادا کرے اور ان کی ادائیگی کے وقت کوئی خیال دل میں نہ لائے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اس بخشش پر مغرور بھی نہیں ہونا چاہئے کہ اب دیگر اعمال کی کیا ضرورت ہے؟ (الرقائق:۶۴۳۳)

۱۲۹ : وَفِي رِوايةٍ: أَنَّ عُثْمانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَلاَ أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا لَوْلاَ آيَةٌ فِي كِتابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ، سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ، وَيُصَلِّي ٱلصَّلاةَ، إِلاَّ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلصَّلاةِ حَتَّى يُصَلِّيهَا). قَالَ عُرْوَةُ: وَٱلآيَةُ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ ٱلْبَيِّنَٰتِ﴾. [رواه البخاري: ١٦٠]

۱۲۹۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناؤں اگر قرآن میں ایک آیت نہ ہوتی تو وہ حدیث تمہیں نہ سناتا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص اچھی طرح وضوء کرے اور نماز پڑھے تو جتنے گناہ اس نماز سے دوسری نماز تک ہوں گے وہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ آیت یہ ہے۔

"بے شک وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ آیات کو چھپاتے ہیں .... آخر تک (بقرہ: ۱۶۱)

٢٠ - باب: ٱلاسْتِنْثَارُ فِي ٱلْوُضُوءِ

باب ۲۰: وضوء میں ناک صاف کرنا

١٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ ٱسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ). [رواه البخاري: ١٦١]

۱۳۰۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی وضوء کرے تو اپنی ناک صاف کرے اور جو پتھر سے استنجا کرے تو طاق پتھروں سے کرے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا وضوء کے لئے صرف سنت ہی نہیں بلکہ فرض ہے کیونکہ آپ کا حکم ہے۔

٢١ - باب: ٱلاسْتِجمَارُ وِتْراً

باب ۲۱: استنجا میں طاق ڈھیلے لینا

١٣١ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ ماءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ، وَمَنِ ٱسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، وَإِذَا ٱسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لاَ يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ).

[رواه البخاري: ١٦٢]

۱۳۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضوء کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے اور اسے صاف کرے اور جو شخص پتھر سے استنجا کرے تو طاق پتھروں سے کرے اور تم میں جب کوئی سو کر اٹھے تو وضوء کے پانی میں اپنے ہاتھ ڈالنے سے پہلے انہیں دھولے کیونکہ تم میں سے کسی کو خبر نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں پھرتا رہا ہے۔

فوائد: ناک جھاڑنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے جو اس ناک پر شب باشی کرتا ہے۔ (بدء الخلق:۳۲۹۵)

٢٢ - [باب: غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ ولا يُمْسَح عَلَى النَّعْلَيْنِ]

باب ۲۲: جوتوں پر مسح کرنے کی بجائے دونوں پاؤں کو دھونا

١٣٢ : عَنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا - وقد قيل له -: رَأَيْتُكَ لاَ تَمَسُّ مِنَ ٱلأَرْكَانِ إِلَّا ٱلْيَمَانِيَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ ٱلنِّعَالَ ٱلسِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ ٱلنَّاسُ إِذَا رَأَوُا ٱلْهِلاَلَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ ٱلتَّرْوِيَةِ. قَالَ أَمَّا ٱلأَرْكَانُ: فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا ٱلْيَمَانِيَيْنِ، وَأَمَّا ٱلنِّعَالُ ٱلسِّبْتِيَّةُ: فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَلْبَسُ ٱلنَّعْلَ ٱلَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا،

۱۳۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ان پر کسی نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ میں دیکھتا ہوں آپ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ بیت اللہ کے کسی کونے کو ہاتھ نہیں لگاتے اور آپ سبتی جوتے پہنتے ہیں اور زرد خضاب استعمال کرتے ہیں نیز مکہ میں دوسرے لوگ تو ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں مگر آپ آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ بیت اللہ کے کونوں کو چھونے کی بات تو یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں یمانی رکنوں کے علاوہ کسی دوسرے

فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا ٱلصُّفْرَةُ: فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، وَأَمَّا ٱلإِهْلَالُ: فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ. [رواه البخاري: ١٦٦]

رکن کو ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا اور سبتی جوتیوں کے متعلق یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ جوتیاں پہنے دیکھا جن پر بال نہ تھے اور آپ ان میں وضوء فرماتے تھے لہٰذا میں ان جوتیوں کو پہننا پسند کرتا ہوں' رہا زرد رنگ کا معاملہ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے میں بھی اس رنگ کو پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک احرام باندھتے نہیں دیکھا جب تک آپ کی سواری آپ کو لے کر نہ اٹھتی یعنی آٹھویں تاریخ کو۔

فوائد: جوتوں پر مسح کرنے کی روایات ضعیف ہیں اس لئے پاؤں دھونے چاہئیں استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ وضوء میں اصل غسل اعضاء ہے نیز اگر مسح کیا ہوتا تو یَتَوَضَّأُ فِيهَا کے بجائے يَتَوَضَّأُ عَلَيْهَا ہونا چاہئے تھا (فتح الباری/ص:۲۶۹/ج:۱)

٢٣ - باب: ٱلتَّيَمُّنُ فِي ٱلْوُضُوءِ وَٱلْغُسْلِ

باب ۲۳: وضوء اور غسل میں دائیں جانب سے شروع کرنا

١٣٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ ٱلتَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ، وَطُهُورِهِ، وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ. [رواه البخاري: ١٦٨]

۱۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جوتا پہننا کنگھی کرنا اور طہارت کرنا الغرض ہر ذی شان کام کی ابتداء دائیں جانب سے کرنا اچھا معلوم ہوتا تھا۔

فوائد: بیت الخلاء میں داخل ہونا' مسجد سے نکلنا' ناک صاف کرنا اور استنجا کرنا اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

٢٤ - باب: ٱلتِمَاسُ ٱلْوَضُوءِ إِذَا حَانَتِ ٱلصَّلَاةُ

باب ۲۴: جب نماز کا وقت آجائے تو پانی تلاش کرنا

١٣٤ : عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ،

۱۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس

وَحَانَتْ صَلَاةُ ٱلْعَصْرِ، فَٱلْتَمَسَ ٱلنَّاسُ ٱلْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِوَضُوءٍ، فَوَضَعَ فِي ذٰلِكَ ٱلْإِنَاءِ يَدَهُ، وَأَمَرَ ٱلنَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا مِنْهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ ٱلْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ. [رواه البخاري: ١٦٩]

حالت میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا لوگوں نے وضوء کے لئے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا آخر رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن میں وضوء کے لئے پانی لایا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضوء کریں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا یہاں تک کہ سب لوگوں نے وضوء کر لیا۔

فوائد: وضوء کرنے والوں کی تعداد تین سو کے لگ بھگ تھی اس میں آپ کا ایک بہت بڑا معجزہ تھا (المناقب:۳۵۷۲)

٢٥ - باب: ٱلْمَاءُ ٱلَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ ٱلْإِنْسَانِ

باب ۲۵: جس پانی سے آدمی کے بال دھوئے جائیں (اس کا پاک ہونا)

١٣٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ، كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ. [رواه البخاري: ١٧١]

۱۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب (حج میں) اپنا سر منڈوایا تو سب سے پہلے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بال لئے تھے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور انہیں دھونے کے لئے استعمال ہونے والا پانی بھی پاک رہتا ہے۔

٢٦ - باب: إِذَا شَرِبَ الكلبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ

باب ۲۶: جب کتا برتن میں (منہ ڈال کر) پی لے (تو اسے سات مرتبہ دھونا)

١٣٦ : عن أبي هريرةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْه. أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا شَرِبَ ٱلْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا). [رواه البخاري: ١٧٢]

۱۳۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کتا تمہارے کسی کے برتن میں سے پی لے تو چاہئے کہ اس برتن کو سات مرتبہ دھوئے۔

فوائد: طب جدید نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ کتے کے لعاب دھن میں ایسے زہریلے

جراثیم ہوتے ہیں جنہیں صرف مٹی ہی ختم کرتی ہے۔ اس لئے آپ نے پانی کے ساتھ مٹی سے صاف کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

۱۳۷ : عَنِ عبد اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتِ ٱلْكِلَابُ تَبُولُ، وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي ٱلْمَسْجِدِ، فِي زَمَانِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ۱۷٤]

۱۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے اور صحابہ کرام وہاں کسی جگہ پر پانی نہیں چھڑکتے تھے۔

فوائد : یہ اسلام کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے بعد ازاں مسجد کے تقدس اور احترام کو برقرار رکھنے کے لئے دروازے لگا دیئے گئے (فتح الباری/ص:۲۷۹/ج:۱)

۲۷ - باب: مَنْ لَمْ يَرَ ٱلْوُضُوءَ إِلَّا مِنَ ٱلْمَخْرَجَيْنِ

باب ۲۷: جو حدث مخرجین (قبل یا دبر) سے نکلے اس کا ناقض وضوء ہونا

۱۳۸ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَا يَزَالُ ٱلْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ، مَا كَانَ فِي ٱلْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ ٱلصَّلَاةَ، مَا لَمْ يُحْدِثْ) [رواه البخاري: ۱۷٦]

۱۳۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ برابر نماز میں ہے جب تک مسجد میں نماز کا منتظر رہے تاوقتیکہ بے وضو نہ ہو جائے۔

فوائد : اس حدیث کے آخر میں ہے کہ کسی عجمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدث کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ہلکی یا باآواز ہوا کا خارج ہونا حدث ہے، اگرچہ اس کے علاوہ دیگر چیزوں سے بھی وضوء ٹوٹ جاتا ہے لیکن نمازی کو مسجد میں بیٹھے عام طور پر اس قسم کے حدث سے واسطہ پڑتا ہے حدیث میں یہ بھی ہے کہ مسجد میں نماز کا انتظار کرنے والے کے لئے فرشتے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں (بدء الخلق:۳۲۲۹)

۱۳۹ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُمْنِ؟ قَالَ عُثْمَانُ: يَتَوَضَّأُ

۱۳۹۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر کوئی شخص جماع کرے لیکن انزال نہ ہو (تو اس پر غسل ہے یا نہیں؟) انہوں نے جواب دیا

كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ. قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عَلِيًّا، وَالزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَأَمَرُونِي بِذَلِكَ. [رواه البخاري: ١٧٩]

کہ وہ نماز کے وضوء کی طرح وضو کرے اور اپنے عضو خاص کو دھو ڈالے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (زید کہتے ہیں) چنانچہ میں نے یہ مسئلہ حضرت علی حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا انہوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا۔

فوائد: عدم انزال کی صورت میں غسل نہ کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ آخری حکم یہ ہے کہ مجرد دخول سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے آئمہ اربعہ اور اکثر علماء کرام کا یہی موقف ہے البتہ امام بخاری کا رجحان یہ ہے کہ ایسی حالت میں احتیاطاً غسل کر لیا جائے۔

١٤٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَجَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ). فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ). [رواه البخاري: ١٨٠]

۱۴۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری آدمی کو بلا بھیجا وہ اس حالت میں حاضر ہوا کہ اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا شاید ہم نے تجھے جلدی میں ڈال دیا ہے اس نے کہا "جی ہاں" تب آپ نے فرمایا کہ جب تو جلدی میں پڑ جائے یا تیری منی رک جائے (انزال نہ ہو) تو وضوء کرلیا کر (غسل ضروری نہیں)

فوائد: ایسی حالت میں غسل ضروری نہ ہونے کا حکم اب منسوخ ہو چکا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وحضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

٢٨ - باب: الرَّجُلُ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ

باب ۲۸: دوسرے کو وضوء کرانا

١٤١ : عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَأَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ، وَأَنَّ مُغِيرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ. [رواه البخاري: ١٨٢]

۱۴۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے (جب واپس آئے تو) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ آپ (کے اعضا) پر پانی ڈالنے لگے اور آپ وضوء کر رہے تھے آپ نے اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے' سر اور موزوں پر مسح فرمایا۔

٢٩ - باب: قِرَاءَةُ ٱلْقُرْآنِ بَعدَ ٱلحَدَثِ

١٤٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ خَالَتُهُ، فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ ٱلوِسَادَةِ، وَٱضْطَجَعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا ٱنْتَصَفَ ٱللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، ٱسْتَيْقَظَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَجَلَسَ يَمْسَحُ ٱلنَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ ٱلْعَشْرَ ٱلآيَاتِ ٱلْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. قَالَ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ ٱلْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، وَأَخَذَ بِأُذُنِي ٱلْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ ٱضْطَجَعَ حَتَّى أَتَاهُ ٱلْمُؤَذِّنُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى ٱلصُّبْحَ.

وَقَد تَقَدَّمَ هذا الحديث وفي كُلٍّ منهما مَا لَيْسَ فِي الآخَرِ. [رواه البخاري: ١٨٣]

باب ٢٩: بغیر وضوء قرآن پڑھنا

١٤٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک رات اپنی خالہ اور رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے انہوں نے کہا کہ میں تو بستر کے عرض میں لیٹا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی اہلیہ اس کے طول میں لیٹے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایا جب آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ کم وبیش تو آپ بیدار ہو گئے اور بیٹھ کر اپنی آنکھیں ہاتھ سے ملنے لگے پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں اس کے بعد ایک لٹکی ہوئی پرانی مشک کی طرف کھڑے ہوئے اس میں سے اچھی طرح وضوء کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر میں بھی اٹھا اور جیسے آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا پھر میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے اس کے بعد آپ نے (تہجد کی) دو رکعتیں پڑھیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں (کل بارہ رکعات) ادا کیں۔ پھر وتر پڑھا بعد ازاں لیٹ گئے یہاں تک کہ موذن آپ کے پاس آیا' اس وقت آپ کھڑے ہوئے اور ہلکی پھلکی دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) پڑھیں پھر باہر تشریف لے گئے اور نماز فجر پڑھائی۔

یہ حدیث (٩٧) میں گزر چکی ہے لیکن ہر ایک طریق کی افادیت دوسرے طریق سے کچھ مختلف ہے۔

فوائد: امام بخاری کا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فعل سے ہے کیونکہ انہوں نے قرآنی آیات بے وضوء تلاوت کی تھیں رسول اللہ کے لئے نیند ناقض وضوء نہیں ممکن ہے کہ آپ کا وضوء کرنا کسی اور وجہ سے ہوا ایسے حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی استدلال ہو سکتا ہے۔

٣٠ - باب: مَسْحُ الرَّأْسِ كُلِّهِ

باب ۳۰: تمام سر کا مسح کرنا

١٤٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ: أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَٱسْتَنْشَقَ ثَلاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى ٱلْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى ٱلْمَكَانِ ٱلَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ. [رواه البخاري: ١٨٥]

۱۴۳۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا کیا تم مجھے دکھا سکتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضوء کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں' پھر انہوں نے پانی منگوایا اور اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا انہیں دو مرتبہ دھویا پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے منہ کو تین مرتبہ دھویا پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو' دو مرتبہ دھوئے بعد ازاں دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی ان کو آگے اور پیچھے لے گئے (مسح کا) آغاز سر کے ابتدائی حصہ سے کیا اور دونوں ہاتھ گدی تک لے گئے پھر دونوں کو وہیں تک واپس لائے جہاں سے شروع کیا تھا اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالا جا سکتا ہے (الوضوء:۱۹۱) نیز سر کا مسح صرف ایک مرتبہ کرنا ہے اور پورے سر کا مسح کیا جائے گا۔ (الوضوء:۱۹۲)

٣١ - باب: ٱسْتِعْمَالُ فَضْلِ وَضُوءِ ٱلنَّاسِ

باب ۳۱: لوگوں کے وضوء سے باقی ماندہ پانی کو استعمال کرنا

١٤٤ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ، فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، فَجَعَلَ ٱلنَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ فَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ، فَصَلَّى ٱلنَّبِيُّ

۱۴۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے وضو کا پانی آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے وضوء فرمایا پھر لوگ آپ کے وضوء کا باقی ماندہ پانی لینے لگے اور بدن پر ملنے لگے۔

ﷺ اَلظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ. [رواه البخاري: ١٨٧]

پھر رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی دو دو رکعت پڑھیں اور (دوران نماز) آپ کے سامنے ایک برچھی گاڑی گئی تھی۔

فوائد: اس باب میں ماء مستعمل کا حکم بیان کیا گیا ہے بعض لوگ اسے دوبارہ استعمال کے قائل نہیں سمجھتے قطع نظر کہ وہ پانی جو وضوء کے بعد برتن میں بچ رہے یا وہ پانی جو وضوء کرنے والے کے اعضاء سے ٹپکے معلوم ہوا کہ اس قسم کے پانی کو دوبارہ استعمال کیا جا سکتا ہے نیز یہ مکہ مکرمہ کا واقعہ ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں بھی امام اور منفرد کو نماز کے لئے اپنے آگے سترہ رکھنا ضروری ہے۔ (الصلوۃ:٥٠١)

١٤٥ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. [رواه البخاري: ١٩٠]

١٤٥۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا بھانجا بیمار ہے تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی پھر آپ نے وضوء فرمایا اور میں نے آپ کے وضوء کا بچا ہوا پانی پی لیا پھر میں آپ کے پس پشت کھڑا ہوا اور مہر نبوت کو دیکھا جو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان چھپر کٹ کی گنڈی کی طرح تھی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بیمار بچے کو کسی بزرگ کے پاس بغرض دعا لے جانا تقوی کے خلاف نہیں (المرضی:٥٦٧٠) نیز بچوں سے پیار اور ان کے لئے خیر وبرکت کی دعا کرنا سنت نبوی ہے (الدعوات:٦٣٥٢) رسول اللہ ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ حضرت سائب چورانوے سال کی عمر میں بھی تندرست و توانا تھے (مناقب:٣٥٤٠)

٣٢ - باب: وُضُوءِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ

باب ٣٢: مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ وضوء کرنا

١٤٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّؤُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ

١٤٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مرد اور عورت سب مل کر (ایک ہی برتن سے) وضو کیا کرتے تھے۔

ٱللهِ ﷺ جَمِيعًا. [رواه البخاري: ١٩٣]

فوائد: ممکن ہے کہ مرد اور عورتوں کا مل کر وضوء کرنا پردہ اترنے سے پیشتر ہو یا اس سے وہ مرد' عورتیں مراد ہوں جو ایک دوسرے کے محرم ہوں یا اس سے مراد میاں بیوی ہوں۔ اس حدیث کا یہ بھی مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ مرد ایک جگہ مل کر وضوء کرتے اور عورتیں ان سے علیحدہ ایک جگہ مل کر وضوء کرتیں (فتح الباری/ص:۳۰۰/ج:۱)

٣٣ - باب: صَبِّ ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَضُوءَهُ عَلَى ٱلْمُغْمَى عَلَيهِ

باب ۳۳: رسول اللہ ﷺ کا اپنے وضوء سے باقی ماندہ پانی بے ہوش پر چھڑکنا

١٤٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَعُودُنِي، وَأَنَا مَرِيضٌ لاَ أَعْقِلُ، فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ، فَعَقَلْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ لِمَنِ ٱلمِيرَاثُ؟ إِنَّمَا يَرِثُنِي كَلاَلَةٌ، فَنَزَلَتْ آيَةُ ٱلْفَرَائِضِ. [رواه البخاري: ١٩٤]

۱۴۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں ایسا سخت بیمار تھا کہ کوئی بات نہ سمجھ سکتا تھا آپ نے وضوء فرمایا اور وضوء سے بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا تو میں ہوش میں آگیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا وارث کون ہو گا؟ میں تو کلالہ ہوں تب آیت وراثت نازل ہوئی

فوائد: کلالہ اس کو کہتے ہیں جس کا نہ باپ دادا ہو اور نہ ہی اس کی اولاد ہو' معلوم ہوا کہ بیمار کی تیمارداری کرنا چاہئے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا (المرضی:۵۶۵۱' ۵۶۶۴)

٣٤ - باب: ٱلْغُسْلُ وَٱلْوُضُوءُ فِي ٱلْمِخْضَبِ

باب ۳۴: ٹب یا لگن سے غسل اور وضوء کرنا

١٤٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَضَرَتِ ٱلصَّلاَةُ، فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ ٱلدَّارِ إِلَى أَهْلِهِ، وَبَقِيَ قَوْمٌ، فَأُتِيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ، فَصَغُرَ ٱلْمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيهِ كَفَّهُ، فَتَوَضَّأَ ٱلْقَوْمُ كُلُّهُمْ، قُلْنَا: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِينَ وَزِيَادَةً. [رواه البخاري: ١٩٥]

۱۴۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ نماز کا وقت ہوگیا تو جس شخص کا گھر قریب تھا وہ تو اپنے گھر (وضوء کرنے کے لئے) چلا گیا صرف چند لوگ رہ گئے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا وہ اتنا چھوٹا تھا کہ آپ اپنی ہتھیلی اس میں نہ پھیلا سکے لیکن (اس کے باوجود) سب لوگوں نے اس سے وضوء کرلیا حضرت انس سے پوچھا گیا کہ تم اس

وقت کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا ۸۰ سے کچھ زیادہ تھے۔

١٤٩ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ. [رواه البخاري: ١٩٦]

۱۴۹۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا آپ نے اس سے ہاتھ منہ دھویا اور کلی فرمائی۔

فوائد: اگرچہ اس حدیث میں وضوء کا ذکر نہیں تاہم ہاتھ منہ دھونا وضوء کے اعمال ہیں ممکن ہے کہ آپ نے مکمل وضوء کیا ہو لیکن راوی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

١٥٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ وَٱشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، ٱسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي، فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ، تَخُطُّ رِجْلاَهُ فِي ٱلأَرْضِ، بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٍ آخَرَ. وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا تُحَدِّثُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: بَعْدَمَا دَخَلَ بَيْتَهُ وٱشْتَدَّ وَجَعُهُ: (هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ، لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ، لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى ٱلنَّاسِ). وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ، زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ، حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا: (أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ). ثُمَّ خَرَجَ إِلَى ٱلنَّاسِ. [رواه البخاري: ١٩٨]

۱۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپ کی تیمارداری کی جائے سب نے آپ کو اجازت دے دی تب رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کا سہارا لے کر نکلے آپ کے دونوں قدم زمین پر گھسٹتے جاتے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے آدمی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ آپ نکلے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے جب رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لے آئے اور آپ کی بیماری اور زیادہ ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے اوپر ایسی سات مشکیں بہاؤ جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں تاکہ میں لوگوں کو کچھ وصیت کروں پھر آپ کو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ٹب میں بٹھا دیا گیا اس کے بعد ہم سب آپ کے اوپر پانی بہانے لگے یہاں تک کہ آپ ہماری طرف اشارہ کرنے لگے "بس، بس" کہ تم اپنا کام پورا کر چکی ہو۔ پھر آپ لوگوں کے پاس تشریف

لے گئے۔

فوائد: بحالت بخار ٹھنڈے پانی سے نہانا خصوصاً جب صفراوی بخار ہو انتہائی مفید ہے جس کا طب جدید نے بھی اعتراف کیا ہے۔

۱۵۱ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ، فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ، فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ، قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى ٱلْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، قَالَ أَنَسٌ: فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ منه، مَا بَيْنَ ٱلسَّبْعِينَ إِلَى ٱلثَّمَانِينَ. [رواه البخاري: ۲۰۰]

۱۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا تو آپ کے پاس ایک کھلے منہ والا چوڑا پیالہ لایا گیا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اس میں اپنی انگلیاں رکھ دیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پانی کو دیکھنے لگا وہ آپ کی مبارک انگلیوں سے بڑے جوش سے پھوٹ رہا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ان لوگوں کا اندازہ کیا جنھوں نے اس سے وضوء کیا تھا تو وہ ستر اسی کے قریب تھے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ سے اس قسم کے معجزات کا متعدد مرتبہ ظہور ہوا وضوء کرنے والوں کی تعداد میں کمی بیشی اسی بناء پر ہے۔

۳۵ - باب: ٱلْوُضُوءُ بِٱلْمُدِّ

باب ۳۵: ایک مد سے وضو کرنا

۱۵۲ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَغْسِلُ، أَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ، بِٱلصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ، وَيَتَوَضَّأُ بِٱلْمُدِّ. [رواه البخاري: ۲۰۱]

۱۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک پانی استعمال کرتے اور ایک مد پانی سے وضوء کر لیتے۔

فوائد: جدید تحقیق کے مطابق صاع کا وزن ۲ کلو ۱۰۰ گرام ہے وضوء اور غسل کے لئے اشخاص وحالات کے پیش نظر پانی کی مقدار میں کمی بیشی ہو سکتی ہے بہرصورت اس سلسلہ میں اسراف کرنا اور بلا ضرورت پانی بہانا جائز نہیں (فتح الباری/ص:۳۰۵/ج:۱) نوٹ: علامہ قرضاوی نے اس کا وزن ۲ کلو ۱۷۶ گرام اور ۲٫۷۵ لیٹر لکھا ہے۔

۳۶ - باب: ٱلْمَسْحُ عَلَى ٱلْخُفَّيْنِ

باب ۳۶: موزوں پر مسح کرنا

۱۵۳ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى ٱلْخُفَّيْنِ. وَأَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ

۱۵۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

عُمَرَ: سَأَلَ عُمَرَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: نَعَمْ، إِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَلاَ تَسْأَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ. [رواه البخاري: ۲۰۲]

یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں آپ نے موزوں پر مسح کیا ہے اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث تجھ سے بیان کریں تو کسی دوسرے سے اس کے متعلق مت پوچھا کرو۔

۱۵٤ : عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ ٱلضَّمْرِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ٱلْخُفَّيْنِ. [رواه البخاري: ۲۰٤]

۱۵۴۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۱۵۵ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ. [رواه البخاري: ۲۰۵]

۱۵۵۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی پگڑی اور دونوں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد: موزوں پر مسح کے لئے شرط یہ ہے کہ انہیں پہلے وضوء کی حالت میں پہنا ہو لیکن پگڑی پر مسح کے لئے کوئی شرط نہیں ہے مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے نیز اس مدت کا آغاز وضوء ٹوٹنے کے بعد ہو گا۔

۳۷ - باب: إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ

باب ۳۷: موزوں کو باوضو پہننے کا بیان

۱۵٦ : عَنِ ٱلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: (دَعْهُمَا، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ). فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. [رواه البخاري: ۲۰٦]

۱۵۶۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا (آپ وضو کر رہے تھے) میں جھکا تاکہ آپ کے دونوں موزوں کو اتاروں تو آپ نے فرمایا۔ انہیں رہنے دو میں نے ان کو باوضو پہنا تھا پھر آپ نے ان پر مسح فرمایا

۳۸ - باب: مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ ٱلشَّاةِ وَالسَّوِيقِ

باب ۳۸: بکری کے گوشت اور ستو کھانے کے بعد وضو نہ کرنا

۱۵۷ : عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ

۱۵۷۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت

اَللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْقَى السِّكِّينَ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [رواه البخاري: ٢٠٨]

ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بکری کے شانہ کا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا یعنی اذان ہو گئی تو آپ نے چھری رکھ دی پھر نماز پڑھائی اور نیا وضو نہ کیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ چھری سے گوشت کاٹ کر کھانا سنت ہے (الاطعمہ: ۵۴۰۸) حدیث میں اگرچہ ستو کا ذکر نہیں چونکہ یہ بھی گوشت کی طرح آگ پر پکائے جاتے ہیں اس لئے دونوں کا حکم ایک ہی ہے کہ ان کے استعمال سے وضوء نہیں ٹوٹتا (فتح الباری' ص:۳۱۱/ج:۱)

٣٩ - باب: مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب ۳۹: ستو کھانے کے بعد صرف کلی کرنا اور وضو نہ کرنا

١٥٨ : عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالأَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلاَّ بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [رواه البخاري: ٢٠٩]

۱۵۸۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فتح خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے تھے جب مقام صہباء پر پہنچے جو خیبر کے قریب تھا تو آپ نے نماز عصر پڑھی پھر زاد سفر طلب فرمایا تو صرف ستو لائے گئے آپ نے انہیں تیار کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ اور ہم سب نے کھائے اس کے بعد آپ نماز مغرب کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے صرف کلی فرمائی اور ہم نے بھی کلی کی پھر آپ نے نماز پڑھائی اور نیا وضو نہیں کیا۔

١٥٩ : عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [رواه البخاري: ٢١٠]

۱۵۹۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاں شانہ (کا گوشت) تناول فرمایا پھر نماز ادا کی اور نیا وضو نہیں فرمایا

فوائد: اس حدیث میں گوشت کھانے کے بعد کلی کرنے کا ذکر نہیں معلوم ہوا کہ کلی کرنا مستحب ہے ضروری نہیں (فتح الباری/ص:۳۱۳/ج:۱)

٤٠ - باب: هَلْ يُمَضْمَضُ مِنَ ٱللَّبَنِ

باب ۴۰: دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

١٦٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا، فَمَضْمَضَ وَقَالَ: (إِنَّ لَهُ دَسَمًا). [رواه البخاري: ٢١١]

۱۶۰۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا تو کلی کی اور کہا کہ دودھ میں چکنائی ہوتی ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ چکنائی والی چیز کھا کر کلی کرنا چاہیئے۔ (علوی)

٤١ - باب: ٱلْوُضُوءُ مِنَ ٱلنَّوْمِ وَمَنْ لَمْ يَرَ مِنَ ٱلنَّعْسَةِ وَٱلنَّعْسَتَيْنِ أَوِ ٱلْخَفْقَةِ وُضُوءًا

باب ۴۱: نیند سے وضو کرنا نیز ایک یا دو بار اونگھنے یا جھونکا لینے سے وضوء ضروری نہیں

١٦١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ، حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ ٱلنَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لاَ يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ). [رواه البخاري: ٢١٢]

۱۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اس دوران اگر اونگھ آ جائے تو وہ سو جائے تاکہ اس کی نیند پوری ہو جائے کیونکہ اونگھتے ہوئے اگر کوئی نماز پڑھے گا تو وہ نہیں جانتا کہ اپنے لئے استغفار کر رہا ہے یا خود کو بد دعا دے رہا ہے۔

فوائد: نیند بذاتہ ناقض وضوء نہیں بلکہ بے وضوء ہونے کا ذریعہ ضرور ہے بشرطیکہ انسان کے عقل وشعور پر غالب آ جائے۔

١٦٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّه قَالَ: (إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي ٱلصَّلاَةِ فَلْيَنَمْ، حَتَّى يَعْلَمَ مَا يَقْرَأُ). [رواه البخاري: ٢١٣]

۱۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز کے دوران اونگھنے لگے تو اسے سو رہنا چاہیئے تاکہ نیند جاتی رہے اور جو پڑھ رہا ہے اس کو سمجھنے کے قابل ہو جائے۔

فوائد: اونگھ یہ ہے کہ انسان اپنے پاس والے کی بات تو سنے لیکن سمجھ نہ سکے ایسی حالت میں نمازی کو چاہیئے کہ وہ سلام پھیر کر سو جائے چونکہ ایسی حالت میں ادا شدہ نماز کو دھرانے کا آپ نے حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ اونگھنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

٤٢ - باب: اَلْوُضُوءُ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ

باب ۴۲: حدث کے بغیر وضو کرنے کا بیان

١٦٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلاَةٍ. قَالَ: وَكَانَ يُجْزِئُ أَحَدَنَا ٱلْوُضُوءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ. [رواه البخاري: ٢١٤]

۱۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں تو ایک ہی وضو کافی ہوتا ہے جب تک حدث نہ ہو۔

فوائد: ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرنا مستحب ہے ضروری نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر پانچوں نمازیں ایک ہی وضوء سے پڑھی تھیں۔ وضوء علی الوضوء کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ کیونکہ یہ نور علی نور ہے۔

٤٣ - باب: مِنَ ٱلْكَبَائِرِ أَنْ لاَ يَسْتَتِرَ مِن بَوْلِهِ

باب ۴۳: اپنے پیشاب سے احتیاط نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے

١٦٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رضي ٱللهُ عنهما قَالَ: مَرَّ ٱلنَّبِي ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ ٱلمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (يُعَذَّبَانِ، وَما يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ). ثُمَّ قَالَ: (بَلَى، كَانَ أَحَدُهُمَا لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ ٱلآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ). ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ رَطْبَةٍ، فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ، فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لِمَ فَعَلْتَ هٰذا؟ قَالَ: (لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا). [رواه البخاري: ٢١٦]

۱۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ یا مکہ کے کسی باغ سے گزرے تو وہاں دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا اس وقت آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے لیکن یہ کسی بڑی بات پر نہیں دیا جا رہا پھر فرمایا ہاں (بڑی ہی ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ منگوائی' اس کے دو ٹکڑے کرکے ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا' آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا! امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہوجائیں گی ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔

فوائد: یہ حدیث نص صریح ہے کہ عذاب زمینی قبر میں ہوتا ہے اور جن لوگوں کو یہ قبر نہیں ملی

ان کے لئے وہی قبر ہے جہاں ان کے ذرات پڑے ہیں قرآن وحدیث میں اس کے علاوہ کسی برزخی قبر کا وجود ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ بعض فتنہ پرور لوگوں کا خیال ہے۔

٤٤ - باب: مَا جَاءَ فِي غَسْلِ ٱلْبَوْلِ

باب ۴۴: پیشاب کو دھونا

١٦٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهِ، أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْسِلُ بِهِ. [رواه البخاري: ٢١٧]

۱۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو میں آپ کے لئے پانی لاتا تھا جس سے آپ استنجا کرتے تھے۔

فوائد: رفع حاجت میں پیشاب بھی آجاتا ہے اس طرح پیشاب کا دھونا ثابت ہوا' حلال جانوروں کا پیشاب اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

٤٥ - باب: تَرْكُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسِ ٱلأَعْرَابِيَّ حَتَّى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهِ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے دیہاتی کو کچھ نہ کہا یہاں تک کہ وہ مسجد میں پیشاب سے فارغ ہو گیا

١٦٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي ٱلْمَسْجِدِ، فَتَنَاوَلَهُ ٱلنَّاسُ، فَقَالَ لَهُمُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ). [رواه البخاري: ٢٢٠]

۱۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دیہاتی کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی سے بھرا ہوا ایک ڈول بہا دو کیونکہ تم لوگ آسانی کے لئے پیدا کئے گئے ہو تمہیں سختی کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی حاجت سے فراغت کے بعد بلایا اور فرمایا کہ مسجدیں اللہ کی یاد اور نماز کے لئے بنائی جاتی ہیں ان میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے اس اسلوب سے وہ متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔

٤٦ - باب: بَوْلُ ٱلصِّبْيَانِ

باب ۴۶: بچوں کا پیشاب

١٦٧ : عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا أَتَتْ بِٱبْنٍ لَهَا صَغِيرٍ، لَمْ يَأْكُلِ ٱلطَّعَامَ، إِلَى رَسُولِ

۱۶۷۔ حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا چھوٹا بچہ لے کر آئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللهِ ﷺ، فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجْرِهِ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. [رواه البخاري: ٢٢٣]

نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا لیکن اسے دھویا نہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا کافی ہے البتہ لڑکی کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔

٤٧ - باب: اَلْبَوْلُ قَائِمًا وَقَاعِدًا

باب ۴۷: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

١٦٨ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ. [رواه البخاري: ٢٢٤]

۱۶۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر تشریف لائے وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا پھر پانی مانگا تو میں آپ کے پاس پانی لایا اور آپ نے وضوء فرمایا:

فوائد: اگر پیشاب کی چھینٹیں بدن پر پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ممانعت کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ (فتح الباری/ص:۳۳۰/ج:۱) نوٹ: رسول اللہ ﷺ عام طور پر بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ (علوی)

٤٨ - باب: اَلْبَوْلُ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَالتَّسَتُّرُ بِالْحَائِطِ

باب ۴۸: دیوار کی اوٹ میں اور اپنے ساتھی کے نزدیک ہی پیشاب کرنا

١٦٩ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ، فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ. [رواه البخاري: ٢٢٥]

۱۶۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری روایت میں ہے انہوں نے کہا (کہ جب آپ پیشاب کرنے لگے) تو میں آپ سے الگ ہو گیا اور جب آپ نے میری طرف اشارہ کیا تو میں حاضر ہو کر آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا تاآنکہ آپ پیشاب کی حاجت سے فارغ ہو گئے۔

فوائد: جب انسان کی اوٹ لی جا سکتی ہے تو دیوار کی اوٹ بالاولیٰ کافی ہو گی۔ (علوی)

٤٩ - باب: غَسْلُ الدَّمِ

باب ۴۹: خون کا دھونا

١٧٠ : عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

۱۷۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت

قَالَتْ: جَاءَتِ ٱمْرَأَةٌ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا تَحِيضُ فِي ٱلثَّوْبِ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: (تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ، وَتَنْضَحُهُ، وَتُصَلِّي فِيهِ). [رواه البخاري: ٢٢٧]

ہے انہوں نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ بتایئے ہم میں سے اگر کسی عورت کو کپڑے میں حیض آ جائے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ اسے کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر رگڑے اور صاف کرکے اس میں نماز پڑھے۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نجاست دور کرنے کے لئے پانی کو ہی استعمال کیا جاتا ہے دوسری مائع چیزیں یعنی سرکہ وغیرہ سے دھونا درست نہیں۔

١٧١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنِّي ٱمْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلاَ أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ ٱلصَّلاَةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ، إِنَّمَا ذَٰلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي ٱلصَّلاَةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ ٱلدَّمَ ثُمَّ صَلِّي).

وَقَالَ: (ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلاَةٍ، حَتَّى يَجِيءَ ذَٰلِكَ ٱلْوَقْتُ). [رواه البخاري: ٢٢٨]

١٧١۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسی عورت ہوں کہ اکثر مستحاضہ رہتی ہوں اور کئی دنوں تک پاک نہیں ہوتی' کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا نماز مت چھوڑو' یہ ایک رگ کا خون ہے جو حیض نہیں پھر جب تیرے حیض کا وقت آجائے تو نماز چھوڑ دو اور جب وقت گزر جائے تو اپنے بدن (اور کپڑوں) سے خون دھو کر اس کے بعد نماز پڑھو البتہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرتی رہو تاآنکہ پھر حیض کا وقت آجائے۔

فوائد: استحاضہ ایک بیماری ہے جس میں عورت کا خون جاری رہتا ہے بند نہیں ہوتا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے ہوا یا پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری ہو وہ بھی ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرکے اسے ادا کرتا رہے۔

٥٠ - باب: غَسْلُ ٱلْمَنِيِّ وَفَرْكُهُ

باب ٥٠: منی کا دھونا اور اسے کھرچ ڈالنا

١٧٢ : وعنها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُ ٱلْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَيَخْرُجُ إِلَى ٱلصَّلاَةِ،

١٧٢۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے (کپڑے سے) جنابت کے اثرات کو دھو ڈالتی تھی پھر آپ نماز کے

وَإِنَّ بُقَعَ ٱلْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ. [رواه البخاري: ۲۲۹]

لئے باہر تشریف لے جاتے اگرچہ آپ کے کپڑے میں پانی کے دھبے باقی ہوتے تھے۔

فوائد: جنابت کے اثرات اگر خشک ہو چکے ہوں تو انہیں کھرچ دینا ہی کافی ہے دھونے کی ضرورت نہیں۔

٥١ - باب: أَبْوَالُ ٱلْإِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَٱلْغَنَمِ وَمَرَابِضُهَا

باب ۵۱: اونٹ بکریوں اور دیگر چوپائیوں کے پیشاب نیز بکریوں کے باڑے کا حکم

۱۷۳ : عَنْ أَنسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ نَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ، فَاجْتَوَوُا ٱلْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِلِقَاحٍ، وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، فَانْطَلَقُوا، فَلَمَّا صَحُّوا، قَتَلُوا رَاعِيَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، وَٱسْتَاقُوا ٱلنَّعَمَ، فَجَاءَ ٱلْخَبَرُ فِي أَوَّلِ ٱلنَّهَارِ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ، فَلَمَّا ٱرْتَفَعَ ٱلنَّهَارُ جِيءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ، وَأُلْقُوا فِي ٱلْحَرَّةِ، يَسْتَسْقُونَ فَلاَ يُسْقَوْنَ. [رواه البخاري: ۲۳۳]

۱۷۳۔ حضرت انس بڑائٹر سے روایت' انہوں نے بیان کیا کہ عکل اور عرینہ کے چند لوگ مدینہ منورہ آئے یہاں کی آب وہوا ان کے موافق نہ آئی رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ (جنگل میں صدقہ کی) اونٹنیوں کے پاس چلے جائیں اور وہاں ان کا پیشاب اور دودھ پئیں چنانچہ وہ چلے گئے اور جب صحت مند ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور جانور ہانک کر لے گئے صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کے تعاقب میں آدمی روانہ کئے۔ سورج بلند ہونے تک سب کو گرفتار کر لیا گیا۔ چنانچہ آپ کے حکم پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے' آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اور گرم سنگلاخ جگہ پر انہیں ڈال دیا گیا وہ پانی مانگتے لیکن انہیں پانی نہ دیا جاتا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حلال جانوروں کا گوبر اور پیشاب پلید نہیں ہے تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا۔ اور انہوں نے جو سلوک چرواہے کے ساتھ کیا تھا وہی سلوک ان کے ساتھ کیا گیا۔

١٧٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي، قَبْلَ أَنْ يُبْنَى ٱلْمَسْجِدُ، فِي مَرَابِضِ ٱلْغَنَمِ. [رواه

۱۷۴۔ حضرت انس بڑائٹر سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی بننے سے پہلے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

البخاري: ٢٣٤]

فوائد: ظاہر ہے کہ بکریاں وہاں پیشاب وغیرہ کرتی ہیں اس کے باوجود آپ نے وہاں نماز پڑھی معلوم ہوا کہ ان کا پیشاب وغیرہ پلید نہیں البتہ اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ ان کے مستی میں آنے سے نقصان کا اندیشہ ہے۔

٥٢ - باب: مَا يَقَعُ مِنَ ٱلنَّجَاسَاتِ فِي ٱلسَّمْنِ وَٱلْمَاءِ

باب ۵۲: گھی اور پانی میں نجاستوں کا پڑ جانا

١٧٥ : عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ، فَقَالَ: (أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ، وَكُلُوا سَمْنَكُمْ). [رواه البخاري: ٢٣٥]

۱۷۵۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک چوہیا کے متعلق پوچھا گیا جو گھی میں گر گئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ اسے نکال دو اور اس کے قریب جس قدر گھی ہو اسے پھینک دو پھر اپنے باقی گھی کو استعمال کر لو۔

فوائد: بعض روایات میں "جامد" کے الفاظ ہیں معلوم ہوا کہ اگر پگھلا ہوا ہو تو استعمال کے قابل نہیں اور نہ ہی اسے فروخت کرنا جائز ہے' شہد وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ چونکہ پانی بہنے والا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بھی پلید ہو گا۔

١٧٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ. عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ ٱلْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، يَكُونُ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا، إِذْ طُعِنَتْ، تَفَجَّرُ دَمًا، ٱللَّوْنُ لَوْنُ ٱلدَّمِ، وَٱلْعَرْفُ عَرْفُ ٱلْمِسْكِ). [رواه البخاري: ٢٣٧]

۱۷۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں مسلمان کو جو زخم لگتا ہے قیامت کے دن وہ اپنی اصل حالت میں ہو گا جیسے زخم لگتے وقت تھا خون بہہ رہا ہو گا اس کا رنگ تو خون جیسا ہو گا مگر خوشبو کستوری کی طرح ہو گی۔

فوائد: مشک ہرن کی ناف سے برآمد ہوتا ہے جو دراصل خون ہے مگر جب اس میں خوشبو پیدا ہو گئی تو اس کا حکم خون کا نہ رہا اسی طرح پانی میں نجاست گرنے سے اگر اس کا کوئی وصف بدل جائے تو وہ بھی طہارت پر نہیں رہے گا بلکہ ناپاک ہو جائے گا۔

٥٣ - باب: ٱلْبَوْلُ فِي ٱلْمَاءِ ٱلدَّائِمِ

باب ۵۳: کھڑے پانی میں پیشاب کرنا

١٧٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ

۱۷۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ

ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي ٱلْمَاءِ ٱلدَّائِمِ ٱلَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ) [رواه البخاري: ٢٣٩]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کیونکہ ممکن ہے اس میں پھر غسل کرنے کی حاجت ہو جائے۔

فوائد: یہ ممانعت ادب وتنزیہ کے طور پر ہے کیونکہ کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کے بعد اگر اسے نہانے کی ضرورت پڑی تو آدمی کو اس سے نفرت ہو گی۔

٥٤ - باب: إِذَا أُلقِيَ عَلَى ظَهْرِ ٱلْمُصَلِّي قَذَرٌ وجيفَةٌ لَمْ تَفسُدْ عَلَيْهِ صَلاَتُهُ

باب ۵۴: جب نمازی کی پشت پر گندگی یا مردار ڈال دیا جائے تو اس کی نماز خراب نہیں ہو گی۔

١٧٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ ٱلْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ، فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ أَشْقَى ٱلْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ، فَنَظَرَ حَتَّى إِذَا سَجَدَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا، لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ، فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: (اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ). ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ ٱلدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ ٱلْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ،

۱۷۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے' ابو جہل اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ آپس میں کہنے لگے تم میں سے کون جاتا ہے کہ فلاں قبیلہ کی اونٹنی کی بچہ دانی لے آئے جسے وہ سجدہ کی حالت میں محمد ﷺ کی پشت پر رکھ دے؟ چنانچہ ایک بدبخت اٹھا اور اسے اٹھا لایا پھر دیکھتا رہا جب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں گئے تو اس نے اسے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر رکھ دیا میں یہ سب کچھ دیکھ تو رہا تھا لیکن کچھ نہ کر سکتا تھا کاش کہ مجھے تحفظ حاصل ہوتا' پھر وہ ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے رسول اللہ ﷺ سجدہ ہی میں پڑے رہے اپنا سر نہیں اٹھایا تا آنکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ کی پشت سے اسے اٹھا کر پھینک دیا تب آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ یوں بددعا کی یا اللہ قریش سے بدلہ لے' رسول اللہ ﷺ کا یوں بددعا

ثُمَّ سَمَّى: (اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ، وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ). وَعَدَّ السَّابِعَ فَنَسِيَهُ الراوي. قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَرْعَى، فِي الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ. [رواه البخاري: ٢٤٠]

کرنا ان پر بڑا گراں گزرا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس شہر میں دعا قبول ہوتی ہے پھر آپ نے نام بہ نام فرمایا یا اللہ! ابو جہل سے انتقام لے' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی ہلاکت کو اپنے اوپر لازم کر' ساتویں شخص کا بھی نام لیا لیکن راوی کو بھول گیا' حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان لوگوں کو دیکھا جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا بدر کے کنویں میں مرے پڑے تھے۔

فوائد: امام بخاری کا یہی مذہب ہے کہ دوران نماز نجاست لگنے سے نماز میں خلل نہیں آتا البتہ نماز کے آغاز میں ہر قسم کی طہارت کا اہتمام ضروری ہے۔

٥٥ - باب: الْبُصَاقُ وَالْمُخَاطُ وَنَحْوُهُ فِي الثَّوْبِ

باب ٥٥: کپڑے میں تھوکنا اور ناک وغیرہ صاف کرنا۔

١٧٩ : عَنْ أَنَسٍ رضي اللّٰه عنه قال: بَزَقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ثَوْبِهِ. [رواه البخاري: ٢٤١]

١٧٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ (بحالت نماز) اپنے کپڑے میں تھوکا۔

فوائد: اگر منہ میں کوئی نجاست نہ ہو تو آدمی کا تھوک پاک ہے اور اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ایسے پانی سے وضوء کیا جا سکتا ہے۔

٥٦ - باب: غَسْلُ الْمَرْأَةِ الدَّمَ عَنْ وَجْهِ أَبِيهَا

باب ٥٦: عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا

١٨٠ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَأَلَهُ النَّاسُ: بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِتُرْسِهِ فِيهِ

١٨٠۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے (غزوہ احد کے وقت) زخم پر کونسی دوا استعمال کی گئی تھی انہوں نے فرمایا کہ اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں رہا حضرت علی رضی اللہ عنہ

مَاءً، وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ، وأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ، فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ. [رواه البخاري: ٢٤٣]

اپنی ڈھال میں پانی لاتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرہ مبارک سے خون دھوتی تھیں پھر ایک چٹائی جلائی گئی اور آپ کے زخم میں اسے بھر دیا گیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ خون کی بندش کے لئے چٹائی کی راکھ بہترین دوا ہے (الطب:۵۷۲۲) نیز دوا کرنا توکل کے خلاف نہیں۔

٥٧ - باب: ٱلسِّوَاكُ

باب ۵۷: مسواک کرنا

١٨١ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ، يَقُولُ أُعْ أُعْ، وَٱلسِّوَاكُ فِي فِيهِ، كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ. [رواه البخاري: ٢٤٤]

۱۸۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو مسواک کرتے دیکھا' مسواک آپ کے منہ میں تھی آپ اع اع کی آواز نکال رہے تھے گویا قے کر رہے ہیں۔

فوائد: وضوء' نماز' تلاوت' قرآن' بیداری' منہ کی خرابی بلکہ ہر وقت مسواک کرنا مسنون عمل ہے' نظر کی تیزی' مسوڑوں کی مضبوطی اور قوت حافظہ کے لئے تو بہت مفید ہے جس کا طب جدید نے بھی اعتراف کیا ہے۔

١٨٢ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، إِذَا قَامَ مِنَ ٱللَّيْلِ، يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. [رواه البخاري: ٢٤٥]

۱۸۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو پہلے اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔

٥٨ - باب: دَفْعُ ٱلسِّوَاكِ إِلَى ٱلأَكْبَرِ

باب ۵۸: بڑے شخص کو پہلے مسواک دینا

١٨٣ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أَرَانِي أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَاءَنِي رَجُلَانِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ ٱلآخَرِ، فَنَاوَلْتُ ٱلسِّوَاكَ ٱلأَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيلَ لِي: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ إِلَى ٱلأَكْبَرِ مِنْهُمَا). [رواه البخاري: ٢٤٦]

۱۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے آپ کو مسواک کرتے دیکھا پھر میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک عمر میں دوسرے سے بڑا تھا میں نے ان میں سے چھوٹے کو مسواک دے دی تو مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دیجئے تب میں نے وہ مسواک بڑے کو دے دی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کھانے' پینے اور گفتگو کرنے میں بڑوں کو پہلے موقع دیا جائے اگر ترتیب سے

بیٹھے ہوں تو دائیں جانب سے آغاز کیا جائے' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے کی مسواک استعمال کی جا سکتی ہے لیکن اسے دھو کر صاف کر لینا مستحب ہے۔

٥٩ - باب: فَضْلُ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوءِ

باب ۵۹: باوضو سونے کی فضیلت

١٨٤ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قُلِ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ. فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ، فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَكَلَّمُ بِهِ). قَالَ: فَرَدَدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا بَلَغْتُ: اللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، قُلْتُ: وَرَسُولِكَ، قَالَ: (لَا، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ). [رواه البخاري: ٢٤٧]

۱۸۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا جب تم اپنی خوابگاہ میں جاؤ تو پہلے نماز کا سا وضو کرو اور اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھو

اے اللہ تیرے ثواب کے شوق میں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا اور تجھے اپنا پشت پناہ بنا لیا تجھ سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں مگر تیرے ہی پاس' اے اللہ! میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے اس نبی پر یقین کیا جسے تو نے بھیجا۔

اب اگر تو اس رات مر جائے تو فطرت اسلام پر مرو گے نیز یہ دعائیہ کلمات سب باتوں سے فارغ ہو کر پڑھو' حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات آپ کے سامنے دہرائے جب میں اس جگہ پہنچا آمنت بکتابک الذی انزلت اس کے بعد میں نے ورسولک کہہ دیا آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یوں کہو ((ونبیک الذی ارسلت))

فوائد: معلوم ہوا کہ ادعیہ مسنونہ اور اذکار ماثورہ میں جو الفاظ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان میں تصرف نہیں کرنا چاہئے حدیث میں مذکورہ فضیلت اس شخص کو ملتی ہے جو بیدار رہتے ہوئے آخر میں وضوء کرتا اور آخری گفتگو کے طور پر یہ دعا پڑھتا ہے نیز دائیں جانب لیٹنے سے زیادہ غفلت نہیں ہوتی اور شب خیزی کے لئے آنکھ کھل جاتی ہے نیز اس سے امام بخاری کا اشارہ ہے کہ یہ حدیث کتاب الوضوء کا خاتمہ ہے۔

كتاب الغسل

غسل (نہانے) کا بیان

١ - باب: اَلْوُضُوءُ قَبْلَ الْغُسْلِ

باب ۱: غسل سے پہلے وضوء کرنا

١٨٥ : عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ورضي عنها: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ، فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ الشَّعْرِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ.

[رواه البخاري: ٢٤٨]

۱۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر نماز کے وضوء کی طرح وضوء کرتے بعد ازاں اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے پھر دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی لے کر اپنے سر پر ڈالتے اس کے بعد اپنے تمام جسم پر پانی بہاتے۔

فوائد: غسل میں بدن پر پانی بہانے سے فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن مسنونہ طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضوء کیا جائے۔

١٨٦ : عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، غَيْرَ رِجْلَيْهِ، وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذَى، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، ثُمَّ

۱۸۶۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (غسل کے وقت) پہلے نماز کے وضوء کی طرح وضوء کیا لیکن پاؤں نہیں دھوئے البتہ اپنی شرمگاہ اور جسم پر لگنے والی آلائش کو دھویا پھر اپنے

نَحَّى رِجْلَيْهِ، فَغَسَلَهُمَا، هٰذِهِ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ. [رواه البخاري: ٢٤٩]

اوپر پانی بہایا اس کے بعد جائے غسل سے الگ ہو کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے آپ کا غسل جنابت یہی تھا۔

فوائد: غسل کے لئے ضروری ہے کہ پہلے پردے کا اہتمام کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے جائیں بعد ازاں دائیں سے پانی ڈال کر شرمگاہ کو دھویا جائے اور اس پر لگی ہوئی آلائش کو دور کیا جائے پھر وضوء کا اہتمام ہو لیکن پاؤں نہ دھوئے جائیں پھر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچا کر انہیں اچھی طرح تر کیا جائے پھر تمام بدن پر پانی بہایا جائے آخر میں جائے غسل سے الگ ہو کر پاؤں دھوئے جائیں (الغسل:۲۷۲، ۲۸۱) نوٹ: غسل خانہ صاف ہو تو پاؤں وہاں بھی دھوئے جا سکتے ہیں۔ (علوی)

٢ - باب: غُسْلُ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ

باب ۲: مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ غسل کرنا

١٨٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ. [رواه البخاري: ٢٥٠]

۱۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ (دونوں مل کر) ایک برتن سے غسل کرتے تھے وہ برتن کیا تھا ایک قدح یعنی بڑا پیالہ جسے فرق کہا جاتا تھا۔

٣ - باب: الْغُسْلُ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهِ

باب ۳: ایک صاع یا اس کے قریب (پانی) سے غسل کرنا

١٨٨ : وعنها رضي الله عنها أَنَّها سُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوٍ مِنْ صَاعٍ، فَاغْتَسَلَتْ، وَأَفَاضَتْ عَلَى رَأْسِهَا، وَبَيْنَهَا وبين السائلِ حِجَابٌ. [رواه البخاري: ٢٥١]

۱۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ ان سے جب رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کی کیفیت پوچھی گئی تو انہوں نے ایک صاع کے برابر (پانی کا) برتن منگوایا' اس سے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا دوران غسل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سائل کے درمیان پردہ حائل تھا۔

فوائد: اگر آدمی اسراف نہ کرے تو ایک صاع پانی سے بخوبی غسل ہو سکتا ہے اس حدیث پر منکرین حدیث بہت اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں لوگوں کے سامنے غسل کرنے کا بیان ہے لہٰذا احادیث کی صداقت مجروح ہے حالانکہ غسل پس پردہ کیا گیا ہے اور جن کے سامنے آپ نے غسل کیا وہ آپ کے محرم تھے کیونکہ ایک رضائی بھانجا اور دوسرا رضائی بھائی تھا (فتح الباری/ص:۳۶۵/ج:۱)

١٨٩ : عن جابرِ بنِ عبدِ اللهِ رضيَ الله عنهما أَنّه سأَلَهُ رَجُلٌ عن

۱۸۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے غسل کے متعلق پوچھا تو

الغسل؟ فَقَالَ: يَكْفِيكَ صَاعٌ. فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يَكْفِينِي، فَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ يَكْفِي مَنْ هُوَ أَوْفَى مِنْكَ شَعَرًا وَخَيْرٌ مِنْكَ، ثُمَّ أَمَّهُمْ فِي ثَوْبٍ. [رواه البخاري: ٢٥٢]

انہوں نے کہا تجھے ایک صاع پانی کافی ہے ایک دوسرا شخص بولا مجھے تو کافی نہیں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مقدار اس شخص کو کافی ہو جاتی تھی جس کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے اور وہ خود بھی تجھ سے بہتر تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑے میں ہماری امامت کرائی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حدیث کے خلاف جھگڑنے والے کو سختی سے سمجھانے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حسن بن محمد بن الحنفیہ کو سمجھایا (فتح الباری/ص:٣٦٦/ج:١)

٤ - باب: مَنْ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلاثاً

باب ۴: سر پر تین بار پانی بہانے کا بیان

١٩٠ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَمَّا أَنَا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلاثًا). وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا. [رواه البخاري: ٢٥٤]

۱۹۰۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین دفعہ پانی بہاتا ہوں، یہ کہہ کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا

٥ - باب: مَنْ بَدَأَ بِالحِلاَبِ أَوِ ٱلطِّيبِ عِنْدَ ٱلْغُسْلِ

باب ۵: نہاتے وقت حلاب (دہی وغیرہ کا استعمال) یا خوشبو سے ابتدا کرنا

١٩١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا ٱغْتَسَلَ مِنَ ٱلْجَنَابَةِ، دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ ٱلْحِلاَبِ، فَأَخَذَ بِكَفِّهِ، فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ ٱلأَيْمَنِ، ثُمَّ ٱلأَيْسَرِ، فَقَالَ بِهِمَا عَلَى وَسَطِ رَأْسِهِ. [رواه البخاري: ٢٥٨]

۱۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرنے کا ارادہ فرماتے تو کوئی چیز مثل حلاب وغیرہ کے منگواتے اور اسے اپنے ہاتھ میں لے کر پہلے سر کے دائیں حصہ سے ابتداء کرتے پھر بائیں جانب (لگاتے تھے) اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں سے تالو پر مالش کرتے۔

٦ - باب: إذا جامَعَ ثُمَّ عادَ

باب ٦: ہمبستر ہونے کے بعد دوبارہ بیوی کے پاس جانا

١٩٢ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ، ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا. [رواه البخاري: ٢٦٧]

۱۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگایا کرتی تھی بعد میں آپ اپنی سب بیویوں کے پاس دورہ فرماتے پھر دوسرے دن احرام باندھتے باوجودیکہ آپ کے جسم مبارک سے خوشبو کی مہک نکل رہی ہوتی تھی۔

فوائد: مسلم میں ہے کہ جب آدمی ہم بستر ہونے کے بعد دوبارہ بیوی کے پاس جائے تو وضوء کر لے لیکن وضوء کرنے کا حکم وجوب کے لئے نہیں ہے۔ (فتح الباری:۱/۳۷۷)

١٩٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: كانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي ٱلسَّاعَةِ ٱلْوَاحِدَةِ، مِنَ ٱللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ. وَفِي رِوايَةٍ: تِسْعُ نِسْوَةٍ. قِيلَ لِأَنَسٍ: أَوَ كَانَ يُطِيقُ ذَلِكَ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلاثِينَ. [رواه البخاري: ٢٦٨]

۱۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کا رات دن کی ایک گھڑی میں دورہ کر لیتے باوجودیکہ آپ کی گیارہ بیویاں تھیں ایک دوسری روایت میں نو عورتوں کا ذکر ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ میں اس قدر طاقت تھی؟ انہوں نے جواب دیا' ہم تو کہا کرتے تھے آپ کو تیس مردوں کی قوت ملی ہے۔

فوائد: گیارہ سے مراد نو بیویاں اور دو آپ کی کنیز ہیں ایک کا نام ماریہ اور دوسری کا ریحانہ تھا۔ رضی اللہ عنہن

٧ - باب: مَنْ تَطَيَّبَ واغتَسَلَ

باب ۷: خوشبو لگا کر نہانا

١٩٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ، فِي مَفْرِقِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. [رواه البخاري: ٢٧١]

۱۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں جب آپ احرام باندھ رہے ہوتے۔

فوائد: باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کا غسل کیا تھا معلوم ہوا کہ پہلے خوشبو لگائی پھر غسل فرمایا۔

٨ - باب: تَخْلِيل الشَّعَرِ أثناء الغسلِ

باب ٨: دوران غسل بالوں میں خلال کرنا

١٩٥ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا ٱغْتَسَلَ مِنَ ٱلجَنابَةِ، غَسَلَ يَدَيْهِ، وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلاَةِ، ثُمَّ ٱغْتَسَلَ، ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدَيْهِ شَعَرَهُ، حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَه، أَفاضَ عَلَيْهِ المَاءَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ. [رواه البخاري: ٢٧٢]

١٩٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے اور نماز کے وضوء جیسا وضوء فرماتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے بالوں کا خلال کرتے جب آپ سمجھ لیتے کہ کھال تر ہو چکی ہے تو اس پر تین بار پانی بہاتے پھر اپنا باقی جسم دھوتے۔

٩ - باب: إِذَا ذَكَرَ فِي ٱلمَسجِدِ أَنَّهُ جُنُبٌ يَخرُجُ كَمَا هُوَ وَلاَ يَتَيَمَّمْ

باب ٩: مسجد میں آنے کے بعد جنابت کا علم ہو تو فوراً نکل جائے اور تیمم نہ کرے

١٩٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ ٱلصَّلاَةُ وَعُدِّلَتِ ٱلصُّفُوفُ قِيامًا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ، ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ، فَقالَ لَنا: (مَكَانَكُمْ). ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ. [رواه البخاري: ٢٧٥]

١٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ نماز کے لئے تکبیر کہی گئی جب صفیں برابر ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مصلے پر کھڑے ہوتے ہی آپ کو یاد آیا کہ جنابت سے ہیں چنانچہ آپ نے ہم سے فرمایا اپنی جگہ پر رہو' پھر آپ لوٹ گئے اور جلدی سے غسل کر کے واپس تشریف لائے اور آپ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ نے (نماز) کے لئے اللہ اکبر کہا اور ہم سب نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر غسل جنابت میں دیر ہو جائے تو چنداں حرج نہیں ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان یا تکبیر کے بعد کسی معقول عذر کی بناء پر مسجد سے نکلنے میں کوئی مضائقہ نہیں (الاذان:٦٣٩)

١٠ - باب: مَن اغْتَسَلَ عُرْيَاناً وَحْدَهُ فِي خَلْوَة

باب ۱۰: گوشہ تنہائی میں ننگے نہانا

١٩٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً، يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَكَانَ مُوسَى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ، فَقَالُوا: وَٱللهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلاَّ أَنَّهُ آدَرُ، فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ ٱلْحَجَرُ بِثَوْبِهِ، فَخَرَجَ مُوسَى فِي إِثْرِهِ، يَقُولُ: ثَوْبِي يَا حَجَرُ، ثوبي يَا حَجَر، حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى، فَقَالُوا: وَٱللهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ، وَأَخَذَ ثَوْبَهُ، فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا). فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَٱللهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ، سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ، ضَرْبًا بِالْحَجَرِ. [رواه البخاري: ٢٧٨]

۱۹۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بنی اسرائیل ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہوکر غسل کیا کرتے تھے جبکہ موسیٰ علیہ السلام تنہا نہاتے بنی اسرائیل نے کہا اللہ کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ اس لئے غسل نہیں کرتے کہ آپ مرض فتق میں مبتلا ہیں' اتفاق سے ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے نہاتے وقت اپنا لباس ایک پتھر پر رکھ دیا' ہوا یوں کہ وہ پتھر ان کا لباس لے بھاگا' حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے تعاقب میں یہ کہتے ہوئے دوڑے' اے پتھر! میرے کپڑے دے دے' اے پتھر! میرے کپڑے دے دے' یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا اور کہنے لگے واللہ موسیٰ علیہ السلام کو کوئی بیماری نہیں' موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لئے اور پتھر کو مارنے لگے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کی مار کے چھ یا سات نشان اس پتھر پر اب بھی موجود ہیں۔

فوائد : بنی اسرائیل کا خیال تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خصیے بڑے ہوئے ہیں اس لئے شرم کے مارے ہمارے ساتھ نہیں نہاتے مبادا عیب ظاہر ہو جائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کے پیش نظر دوسروں کے سامنے ستر کھولنا جائز ہے (فتح الباری/ص:۳۸۶/ج:۱)

١٩٨ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتَثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ

۱۹۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت ایوب علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹکڑیاں برسنے لگیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام انہیں

رَبُّهُ: يَا أَيُّوبُ، أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلَى وَعِزَّتِكَ، وَلٰكِنْ لاَ غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ). [رواه البخاري: ٢٧٩]

اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آواز دی' اے ایوب! جو تم دیکھ رہے ہو کیا میں نے تمہیں ان سے بے نیاز نہیں کیا حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا! مجھے تیری عزت کی قسم! کیوں نہیں مگر میں تیرے کرم سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی صفت کلام بھی ثابت ہوتی ہے (التوحید:۷۴۹۳) نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس صفت میں آواز بھی ہے۔

١١ - باب: اَلتَّسَتُّرِ فِي اَلْغُسْلِ عِنْدَ اَلنَّاسِ

باب ۱۱: لوگوں کے سامنے نہاتے وقت پردہ کرنا

١٩٩ : عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عَامَ ٱلْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ، فَقَالَ: (مَنْ هٰذِهِ؟). فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ. [رواه البخاري: ٢٨٠]

۱۹۹۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ پر پردہ کیے ہوئے تھیں' آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا جناب میں ہوں ام ہانی رضی اللہ عنہا

١٢ - باب: عَرَقِ اَلْجُنُبِ وَأَنَّ الْمُؤمِنَ لا يَنْجُس

باب ۱۲: جنبی کا پسینہ اور مسلمان کا ناپاک نہ ہونا

٢٠٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طُرُقِ ٱلْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، قال: فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ، فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلت ثُمَّ جِئت، فَقَالَ: (أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟). قَالَ: كُنْتُ جُنُبًا، فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ، فَقَالَ: (سُبْحَانَ ٱللهِ، إِنَّ

۲۰۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مدینہ کے کسی راستہ میں ملے اور خود ابوھریرہ رضی اللہ عنہ جنابت سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں آپ سے الگ ہوگیا جب غسل کر کے واپس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا' ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! تم کہاں چلے گئے تھے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے نہانے کی حاجت تھی تو میں نے طہارت کے بغیر آپ کے پاس بیٹھنا برا خیال کیا آپ نے فرمایا

اَلْمُؤْمِنَ لاَ يَنْجُسُ). [رواه البخاري: ٢٨٣] سبحان اللہ! مومن کسی حال میں نجس نہیں ہوتا۔

فوائد: اس حدیث سے پسینے کے پاک ہونے کا بایں طور ثبوت ملتا ہے کہ جب بدن پاک ہے تو جو بدن سے برآمد ہو اسے بھی پاک ہونا چاہئے' واضح رہے کہ جنبی کی نجاست حکمی ہے اور کافر کی اعتقادی جب تک بدن پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو نجس نہیں ہوتا۔

١٣ - باب: مَبِيت الجُنُبِ إذا تَوضَّأ....

باب ۱۳: جنابت کے بعد صرف وضوء کرکے سونا

٢٠١ : عَنْ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: سَأَلَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ: أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: (نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ). [رواه البخاري: ٢٨٧]

۲۰۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی بحالت جنابت سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" جب تم میں کوئی جنابت کی حالت میں ہو تو وضو کرلے اور سو جائے۔

فوائد: دوسری حدیث میں ہے کہ وہ پہلے شرم گاہ سے الائش کو دھوئے پھر نماز کا سا وضوء کرے لیکن اس وضوء سے نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ جنابت کی حالت میں غسل کے بغیر نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں۔

١٤ - باب: إذَا ٱلتَقَى ٱلخِتَانَانِ

باب ۱۴: جب (بیوی خاوند کے) ختان مل جائیں (تو غسل ضروری ہونا)

٢٠٢ : عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا ٱلأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ ٱلْغُسْلُ). [رواه البخاري: ٢٩١]

۲۰۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب مرد (اپنی) عورت کے چاروں حصوں کے درمیان بیٹھ گیا پھر اس کے ساتھ کوشش کی یعنی دخول کیا تو یقیناً غسل واجب ہوگیا۔

فوائد: بعض حضرات نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ صرف دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو شاید انہیں یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔

کتاب الحیض
حیض کا بیان

١ - باب: الأمرُ بالنُّفَساءِ إذا نَفِسْنَ

٢٠٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا لاَ نَرَى إِلَّا ٱلْحَجَّ، فَلَمَّا كُنتُ بِسَرِفَ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، قَالَ: (مَا لَكِ أَنفِسْتِ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ ٱللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي ٱلْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ). قَالَتْ: وَضَحَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ. [رواه البخاري: ٢٩٤]

باب ١: حائضہ کو (دوران حج) کیا کرنا چاہیے

٢٠٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم سب مدینہ منورہ سے صرف حج کے ارادہ سے نکلے اور جب مقام سرف پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ کیا تجھے حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ یہ امر تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر لکھ دیا ہے اس لئے حاجیوں کے سب کام کرتی رہو البتہ کعبہ کا طواف نہ کرنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی دی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حائضہ عورت بیت اللہ کے طواف کے علاوہ دیگر مناسک حج ادا کرنے کی پابند ہے۔ (الحج:١٦٥٠)

٢ - باب: غَسْلُ ٱلْحَائِضِ رَأْسَ زَوجِهَا وَتَرجِيلِه

باب ۲: حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر کو دھونا اور اس میں کنگھی کرنا

٢٠٤ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ. [رواه البخاري: ٢٩٥]

۲۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت انہوں نے فرمایا کہ میں بحالت حیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حائضہ عورت گھر کا کام کاج اور خاوند کی دیگر خدمات سرانجام دے سکتی ہے۔

٢٠٥ : وَفي رواية: وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي ٱلْمَسْجِدِ، يُدْنِي لَهَا رَأْسَهُ، وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا، فتَرَجِّلُهُ وَهِيَ حَائِضٌ. [رواه البخاري: ٢٩٦]

۲۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور اپنا سر مبارک اس کے قریب کر دیتے اور وہ خود بحالت حیض اپنے حجرہ میں رہتے ہوئے انہیں کنگھی کر دیا کرتی تھیں۔

٣ - باب: قِرَاءَة الرَّجُلِ فِي حَجْرِ ٱمرأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

باب ۳: مرد کا اپنی حائضہ بیوی کی گود میں (تکیہ لگا کر) قرآن پڑھنا

٢٠٦ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ ٱلْقُرْآنَ. [رواه البخاري: ٢٩٧]

۲۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگا لیتے تھے جبکہ میں حیض سے ہوتی پھر آپ قرآن مجید تلاوت فرماتے تھے۔

فوائد: حائضہ عورت اور جنبی مرد قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتا البتہ ان کی گود میں تکیہ لگا کر قرآن پڑھنا چیزے دیگر است۔

٤ - باب: مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا

باب ۴: حیض کو نفاس کہنا

٢٠٧ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ، إِذْ حِضْتُ، فَٱنْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي،

۲۰۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک مجھے حیض آ گیا میں آہستہ سے سرک گئی اور اپنے

قَالَ: (أَنَفِسْتِ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي، فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي ٱلْخَمِيلَةِ. [رواه البخاري: ٢٩٨]

حیض کے کپڑے پہن لیے تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں نفاس آگیا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں، پھر آپ نے مجھے بلایا اور میں اسی چادر میں آپ کے ساتھ لیٹ گئی۔

٥ - باب: مُبَاشَرَةِ ٱلْحَائِضِ

باب ۵: حائضہ عورت کے ساتھ لیٹنا

٢٠٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَٱلنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، كِلَانَا جُنُبٌ، وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ، فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ، وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. [رواه البخاري: ٢٩٩-٣٠١]

۲۰۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں جنابت کی حالت میں ایک برتن سے غسل کرتے اسی طرح میں حیض سے ہوتی اور آپ حکم دیتے تو میں ازار پہن لیتی پھر آپ میرے ساتھ لیٹ جاتے نیز آپ بحالت اعتکاف اپنا سر مبارک میری طرف کر دیتے تو میں اس کو دھو دیتی باوجودیکہ خود حیض سے ہوتی۔

٢٠٩ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا، فَأَرَادَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ يُبَاشِرَهَا، أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا. قَالَتْ: وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ، كَمَا كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ. [رواه البخاري: ٣٠٢]

۲۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے دوسری روایت میں یوں ہے فرماتی ہیں ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا اور رسول اللہ ﷺ اس سے اختلاط چاہتے تو اسے حکم دیتے کہ اپنے حیض کے غلبہ کے وقت ازار پہن لے پھر اس کے ساتھ لیٹ جاتے اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اپنی خواہش پر اس قدر قابو رکھتا ہو جس قدر رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش پر قابو یافتہ تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جس کا اپنے جذبات پر کنٹرول نہ ہو وہ ایسے اختلاط سے اجتناب کرے مبادا کسی حرام کا مرتکب ہو جائے۔

٦ - باب: تَرْكِ ٱلْحَائِضِ ٱلصَّوْمَ

باب ۶: حائضہ کا روزہ چھوڑنا

٢١٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ علينا

۲۱۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا

رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي أَضْحَى، أَو فِطْرٍ، إِلَى ٱلْمُصَلَّى، فَمَرَّ عَلَى ٱلنِّسَاءِ، فَقَالَ: (يَا مَعْشَرَ ٱلنِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ ٱلنَّارِ). فَقُلْنَ: وَبِمَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (تُكْثِرْنَ ٱللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ ٱلْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ ٱلرَّجُلِ ٱلحَازِمِ مِنْ إِحْداكُنَّ). قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (أَلَيْسَ شَهَادَةُ ٱلمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ ٱلرَّجُلِ؟). قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: (فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟). قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: (فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا). [رواه البخاري: ٣٠٤]

عید الفطر میں نکلے اور عید گاہ میں عورتوں کی جماعت پر گزرے تو آپ نے فرمایا عورتو! خیرات کرو کیونکہ میں نے تمہاری اکثریت کو دوزخی دیکھا ہے وہ بولیں یا رسول اللہ ﷺ! کیوں؟ آپ نے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو میں نے تم سے زیادہ کسی کو دین اور عقل میں نقص رکھنے کے باوجود پختہ رائے مرد کی عقل کو لے جانے والا نہیں پایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہماری عقل اور دین میں کیا نقصان ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کیا عورت کی گواہی شرعا مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں؟ انہوں نے کہا بے شک ہے آپ نے فرمایا یہی اس کی عقل کا نقصان ہے پھر آپ نے فرمایا کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ جب عورت کو حیض آتا ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے انہوں نے کہا ہاں یہ تو ہے آپ نے فرمایا بس یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

٧ - باب: اعتِكَاف المستَحَاضَةِ

باب ۷: مستحاضہ کا اعتکاف بیٹھنا

٢١١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ ٱعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ، وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى ٱلدَّمَ، فَرُبَّمَا وَضَعَتِ ٱلطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ ٱلدَّمِ. [رواه البخاري: ٣٠٩]

۲۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ کی ایک اہلیہ نے اعتکاف کیا حالانکہ اسے استحاضہ کی بیماری تھی کہ وہ اکثر خون دیکھتی رہتی اور عام طور پر وہ اپنے نیچے خون کی وجہ سے طشت رکھ لیا کرتی تھیں۔

فوائد: جو شخص دائم الحدث ہو یا جس کے زخموں سے خون بہتا رہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

٨ - باب: ٱلطِّيبِ لِلمرأَةِ عِندَ غُسلِهَا مِنَ ٱلمحِيضِ

باب ۸: غسل حیض سے فراغت کے بعد عورت کا خوشبو لگانا

٢١٢ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ

۲۱۲۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ، إِلا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلاَ نَكْتَحِلَ، وَلاَ نَتَطَيَّبَ، وَلاَ نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلاَّ ثَوْبَ عَصْبٍ، وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ ٱلطُّهْرِ، إِذَا ٱغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا، فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ، وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ ٱتِّبَاعِ ٱلْجَنَائِزِ. [رواه البخاري: ٣١٣]

نے فرمایا کہ ہمیں کسی فوت شدہ پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی ممانعت کی جاتی تھی مگر شوہر (کے مرنے) پر چار مہینے دس دن تک (سوگ کا حکم تھا) نیز یہ بھی حکم تھا کہ اس دوران نہ ہم سرمہ لگائیں نہ خوشبو اور نہ ہی کوئی رنگین کپڑا پہنیں مگر جس کپڑے کا دھاگہ بناوٹ سے رنگا ہوا ہو البتہ حیض سے پاک ہوتے وقت یہ اجازت تھی کہ جب حیض کا غسل کرے تو تھوڑا سا کست اظفار (خوشبو کی ایک قسم) استعمال کر لے اس کے علاوہ جنازوں کے ساتھ جانے کی بھی ممانعت کر دی گئی تھی۔

فوائد: ہمارے برصغیر کی بیشتر عورتیں اس امر نبوی کو نظر انداز کر دیتی ہیں حیض سے فراغت کے بعد کراہت و نفرت کو دور کرنے کے لئے خوشبو کو ضرور استعمال کرنا چاہیے۔

٩ - باب: دَلْكُ ٱلْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ ٱلْمَحِيضِ

باب ۹: غسل حیض کے وقت بدن ملنے کا بیان

٢١٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً سَأَلَتِ ٱلنَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ ٱلْمَحِيضِ، فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، قَالَ: (خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ، فَتَطَهَّرِي بِهَا). قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: (تَطَهَّرِي بِهَا). قَالَتْ: كَيْفَ؟ قَالَ: (سُبْحَانَ ٱللهِ، تَطَهَّرِي). فَٱجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ، فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ ٱلدَّمِ. [رواه البخاري: ٣١٤]

۲۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے غسل حیض کے متعلق پوچھا؟ آپ نے اس کے سامنے غسل کی کیفیت بیان کی (اور) فرمایا کہ کستوری لگا ہوا روئی کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے طہارت کر' وہ کہنے لگی کیسے طہارت کروں؟ آپ نے فرمایا' سبحان اللہ! پاکیزگی حاصل کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور اسے سمجھایا کہ اسے مقام خون یعنی شرمگاہ پر لگا لے۔

فوائد: صحیح مسلم میں ہے کہ عورت کو اپنے سر پر پانی ڈال کر خوب ملنا چاہیے تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہائے۔

١٠ - باب: اَمْتِشَاطِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ

باب ۱۰: غسل حیض کے وقت بالوں میں کنگھی کرنا

٢١٤ : وعَنْها رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَهْلَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ، وَلَمْ تَطْهُرْ حَتَّى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذِهِ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (اَنْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي، وَأَمْسِكِي عَنْ عُمْرَتِكِ). فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ، أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ، فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ، مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي نَسَكْتُ. [رواه البخاري: ٣١٦]

۲۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں احرام باندھا تو میں ان لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے حج تمتع کی نیت کی تھی اور اپنے ساتھ قربانی نہیں لائے تھے (اتفاق سے) مجھے حیض آ گیا اور شب عرفہ تک پاک نہ ہوئی تب میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو عرفہ کی رات آ گئی اور میں نے تو عمرے کا احرام باندھا تھا (اب کیا کروں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنا سر کھول کر کنگھی کرو اور اپنے عمرے کے اعمال کو موقوف کر دو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں حج سے فارغ ہو گئی تو آپ نے شب محصب (میرے بھائی) عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو وہ میرے' اس عمرے کے بدلے جس میں میں نے احرام باندھا تھا مجھے مقام تنعیم سے دوسرا عمرہ کرا لائے۔

١١ - باب: نَقْضُ الْمَرْأَةِ شَعَرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيضِ

باب ۱۱: غسل حیض کے وقت عورت کا اپنے بال کھولنا

٢١٥ : وعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ، فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ). فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ، وسَاقَتِ الْحَدِيثَ، وَذَكَرَتْ

۲۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ ہم ذوالحجہ کے چاند کے قریب حج کو نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور خود میں اگر ھدی (جانور) نہ لایا ہوتا تو عمرہ کا احرام باندھتا اس پر کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور کچھ نے حج کا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوری حدیث بیان

حَيْضَتِهَا قالت: أَرْسَلَ مَعِي أَخِي عَبْدَ ٱلرَّحْمٰنِ إِلَى ٱلتَّنْعِيمِ، فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ. وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، هَدْيٌ وَلاَ صَوْمٌ وَلاَ صَدَقَةٌ. [رواه البخاري: ٣١٧]

کی اور اپنے حیض کا بھی تذکرہ کیا اور فرمایا کہ آپ نے میرے ہمراہ میرے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو مقام تنعیم تک بھیجا وہاں سے میں نے عمرے کا احرام باندھا اور ان سب باتوں میں نہ قربانی لازم ہوئی' نہ روزہ رکھنا پڑا اور نہ ہی صدقہ دینا پڑا۔

فوائد: اس حدیث میں غسل حیض کے وقت اپنے بال کھولنے کا بھی ذکر ہے جسے متن میں اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔

١٢ - باب: لا تَقْضِي الحَائِضُ الصَّلاَةَ

باب ۱۲: حائضہ کا نماز کی قضا نہ دینا

٢١٦ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً قَالَتْ: أَتَجْزِي إِحْدَانَا صَلاَتَهَا إِذَا طَهُرَتْ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ كُنَّا نَحِيضُ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَلاَ يَأْمُرُنَا بِهِ، أَوْ قَالَتْ: فَلاَ نَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ٣٢١]

۲۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے دوسری روایت ہے کہ ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ کیا ہمیں ایام طہارت کی نمازیں کافی ہیں حیض کی نمازوں کی قضا ضروری نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو حروریہ (خارجی) معلوم ہوتی ہے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حیض آتا تو آپ ہمیں نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے یا فرمایا کہ ہم قضا نہیں پڑھتی تھیں۔

فوائد: اس مسئلہ پر اجماع ہے البتہ چند خوارج کا موقف ہے کہ حائضہ کو فراغت کے بعد فوت شدہ نمازوں کی قضاء دینا چاہئے غالباً اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سائلہ کو حروریہ کہا ہے کیونکہ یہ ایک ایسے مقام کی نسبت ہے جہاں خارجی اکٹھے ہوئے تھے۔

١٣ - باب: ٱلنَّوْمُ مَعَ الحَائِضِ فِي ثِيَابِهَا

باب ۱۳: حیض کے کپڑے پہننے کے باوجود حائضہ عورت کے ساتھ لیٹنا

٢١٧ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا حديثُ حَيْضِهَا وهي مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ في الخَميلةِ، ثمَّ قالت في هذهِ الرواية: إِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ: كَانَ يُقَبِّلُهَا

۲۱۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حیض کے متعلق حدیث نمبر ۲۰۷ پہلے گزر چکی ہے جس میں ہے کہ وہ بحالت حیض رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوتی تھیں اور اس میں یہ بھی بیان کیا

وَهُوَ صَائِمٌ. [ر: ٢٠٧] [رواه البخاري: ٣٢٢]

گیا ہے رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں ان کے ساتھ بوس و کنار کرتے تھے۔

١٤ - باب: شُهُودُ الحَائِضِ العِيدَيْنِ

باب ۱۴: حائضہ عورت کا عیدین میں شمولیت کرنا

٢١٨ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (تَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ، وَذَوَاتُ الخُدُورِ، أَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ، وَالْحُيَّضُ، وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى). قِيلَ لَهَا: الْحُيَّضُ؟ فَقَالَتْ: أَلَيْسَ يَشْهَدْنَ عَرَفَةَ، وَكَذَا وَكَذَا. [رواه البخاري: ٣٢٤]

۲۱۸۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دوشیزہ عورتیں، پردہ نشین خواتین اور حائضہ عورتیں (سب عید کے لئے) باہر نکلیں اور مسلمانوں کی مجالس خیر اور دعا میں شامل ہوں مگر حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں کسی نے پوچھا کہ حائضہ عورتیں بھی شریک ہوں؟ تو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ کیا حیض والی عورتیں عرفات اور فلاں فلاں مقامات پر حاضر نہیں ہوتیں؟

١٥ - باب: الصُّفْرَةُ وَالْكُدْرَةُ فِي غَيْرِ أَيَّامِ الحَيضِ

باب ۱۵: ایام حیض کے علاوہ خاکستری اور زرد رنگ دیکھنا

٢١٩ : وعَنْها رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا. [رواه البخاري: ٣٢٦]

۲۱۹۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم مٹیالا پن اور زردی کو کچھ نہ سمجھتے تھے یعنی اسے حیض خیال نہ کرتے تھے۔

فوائد: اگر مخصوص ایام اس رنگت کا خون برآمد ہو تو اسے حیض ہی سمجھا جائے گا اگر دیگر ایام میں دیکھا جائے تو اسے حیض نہ خیال کیا جائے۔

١٦ - باب: المَرْأَةُ تَحِيضُ بَعْدَ الإِفَاضَةِ

باب ۱۶: طواف افاضہ کے بعد حیض کا آنا

٢٢٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ. أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ صَفِيَّةَ

۲۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! (آپ کی اہلیہ)

بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ؟). فَقَالُوا: بَلَى، قَالَ: (فَاخْرُجِي). [رواه البخاري: ٣٢٨]

صفیہ کو حیض آ گیا ہے آپ نے فرمایا شاید وہ ہمیں روک رکھے گی؟ کیا اس نے تمہارے ساتھ طواف (افاضہ) نہیں کیا؟ انہوں نے کہا طواف تو کر چکی ہے آپ نے فرمایا تو پھر چلو (کیونکہ طواف وداع حائضہ کے لئے ضروری نہیں)

فوائد: طواف افاضہ ذو الحجہ کی دسویں تاریخ کو کیا جاتا ہے یہ فرض اور حج کا رکن ہے البتہ طواف وداع جو کعبہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے وہ حائضہ کے لئے ضروری نہیں ہے۔

١٧ - باب: اَلصَّلَاةُ عَلَى النُّفَسَاءِ وَسُنَّتُهَا

باب ۱۷: نفاس والی عورت کا جنازہ پڑھنا اور اس کا طریقہ

٢٢١: عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي بَطْنٍ، فَصَلَّى عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ وَسَطَهَا. [رواه البخاري: ٣٣٢]

۲۲۱۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت دوران زچگی فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور جنازہ پڑھتے وقت اس کے درمیان (کمر کے سامنے) کھڑے ہوئے

١٨ - باب

باب ۱۸:

٢٢٢: عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهَا كَانَتْ تَكُونُ حَائِضًا لَا تُصَلِّي، وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَتِهِ، إِذَا سَجَدَ أَصَابَهَا بَعْضُ ثَوْبِهِ. [رواه البخاري: ٣٣٣]

۲۲۲۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ جب وہ حائضہ ہوتیں اور نماز نہ پڑھتیں تو بھی رسول اللہ ﷺ کی سجدہ گاہ کے پاس لیٹی رہتیں رسول اللہ ﷺ اپنی چادر پر نماز پڑھتے جب سجدہ کرتے تو آپ کا کچھ کپڑا ان سے مس ہو جاتا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز حائضہ عورت سے کپڑا چھو جانے یا اس کے بستر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں (الصلوۃ:۵۱۷)

كتاب التيمم
تیمم کا بیان

١ - [باب: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً﴾]

باب ا: تیمم کی آیات: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً﴾ کا شان نزول

٢٢٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها، زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ، أَوْ بِذَاتِ ٱلْجَيْشِ، ٱنْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى ٱلْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ ٱلنَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، فَأَتَى ٱلنَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ ٱلصِّدِّيقِ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَٱلنَّاسِ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ

۲۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے جب ہم بیداء یا ذات الجیش پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش کے لئے قیام فرمایا تو دوسرے لوگ بھی آپ کے ہمراہ ٹھہر گئے مگر وہاں کہیں پانی نہ تھا لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے' آپ نہیں دیکھتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو ٹھہرا لیا اور یہاں پانی بھی نہیں ملتا اور نہ ہی ان کے پاس پانی ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے ران پر سر رکھے محو استراحت تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہنے لگے تم نے رسول اللہ ﷺ اور سب

رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَٱلنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُم مَاءٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ مَا شَاءَ ٱللهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، فَلاَ يَمْنَعُنِي مِنَ ٱلتَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ آيَةَ ٱلتَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ ٱلْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. [رواه البخاري: ٣٣٤]

لوگوں کو یہاں ٹھہرا لیا حالانکہ ان کے پاس پانی نہیں ہے اور نہ ہی اس جگہ دستیاب ہوتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا (برا بھلا) کہا نیز میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکا لگانے لگے لیکن میں نے حرکت اس لئے نہ کی کہ میرے ران پر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک تھا صبح کے وقت جب اس بے آب مقام پر رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات تیمم نازل فرمائی چنانچہ لوگوں نے تیمم کر لیا اس وقت حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بولے اے آل ابوبکر! یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں سوار تھی ہم نے اسے اٹھایا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ باپ اپنی بیٹی کی شادی کے بعد بھی اسے کسی بات پر ڈانٹ ڈپٹ کر سکتا ہے چونکہ اس حدیث میں ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضوء اور تیمم کے بغیر نماز پڑھ لی معلوم ہوا کہ اگر وضوء کے لئے پانی اور تیمم کے لئے مٹی نہ ملے تو یوں ہی نماز پڑھ لی جائے۔ (التیمم:۳۳۶)

٢٢٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أُعْطِيتُ خَمْسًا، لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ ٱلأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ ٱلصَّلاَةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ ٱلْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ ٱلشَّفَاعَةَ، وَكَانَ ٱلنَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى

۲۲۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں دی گئیں ایک یہ کہ مجھے ایک مہینہ کی مسافت پر بذریعہ رعب مدد دی گئی ہے دوسری یہ کہ تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی اب میری امت میں جس شخص پر نماز کا وقت آجائے چاہیئے کہ نماز پڑھ لے (اگرچہ وہاں مسجد اور پانی نہ ہو) تیسری یہ کہ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے حالانکہ پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا

ٱلنَّاسِ عَامَّةً). [رواه البخاري: ٣٣٥]

چوتھی یہ کہ مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی۔ پانچویں یہ کہ پہلے نبی خاص اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث ہوا کرتا تھا مگر میں سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

٢ - باب: ٱلتَّيَمُّمِ فِي ٱلْحَضَرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ ٱلْمَاءَ وَخَافَ فَوتَ ٱلصَّلَاةِ

باب ۲: پانی نہ ملے اور نماز کے قضاء ہونے کا اندیشہ ہو تو حضر میں تیمم کرنا

٢٢٥ : عَنْ أَبِي جُهَيْمِ بْنِ ٱلْحَارِثِ الأَنْصَارِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَقْبَلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ ٱلنَّبِيُّ ﷺ السَّلَامَ، حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى ٱلْجِدَارِ، فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامَ. [رواه البخاري: ٣٣٧]

۲۲۵۔ حضرت ابوجہیم بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ایک دفعہ بئر جمل کی طرف سے آرہے تھے کہ راستہ میں ایک شخص ملا اس نے آپ کو سلام کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ ایک دیوار کے پاس آئے اور اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کیا یعنی تیمم فرمایا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

فوائد: جب سلام کا جواب دینے کے لئے تیمم جائز ہے تو حضر میں نماز کے لئے بطریق اولی جائز ہو گا۔ جبکہ پانی دستیاب نہ ہو اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہو۔

٣ - باب: ٱلْمُتَيَمِّمُ هَلْ يَنْفُخُ فِيهِمَا

باب ۳: تیمم کرنے والے کا ہاتھوں پر پھونک مارنا

٢٢٦ : عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ: أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا). فَضَرَبَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِكَفَّيْهِ الأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ

۲۲۶۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو یاد ہے کہ میں اور آپ دونوں سفر میں تھے اور جنبی ہوگئے تھے۔ آپ نے تو نماز نہیں پڑھی تھی اور میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی تھی پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرے لئے اتنا ہی کافی تھا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان

بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ. [رواه البخاري: ٣٣٨]

میں پھونک ماری پھر اس سے منہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔

فوائد: اس حدیث میں تیمم کا طریقہ بھی بیان ہوا ہے کہ حدث یا جنابت دور کرنے کی نیت سے پاک مٹی سے ہاتھوں اور منہ کا مسح کرنا چاہئے نیز تیمم کے لئے صرف ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مارنا کافی ہے (التیمم:۳۴۷) یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر پانی کے استعمال سے بیماری کا اندیشہ ہو یا پینے کے لئے پانی نہ بچتا ہو تو بھی تیمم کیا جا سکتا ہے (التیمم:۳۴۵'۳۴۶)

٤ - باب: اَلصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيهِ عن الْمَاءِ

باب ۴: پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اور اسے پانی کے بدلے کافی ہے

۲۲۷ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا، حَتَّى كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ، وَقَعْنَا وَقْعَةً، وَلا وَقْعَةَ أَحْلَى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا، فَمَا أَيْقَظَنَا إِلاَّ حَرُّ الشَّمْسِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلاَنٌ ثُمَّ فُلاَنٌ ثُمَّ فُلاَنٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَامَ لَمْ نُوقِظْهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ، لأَنَّا لاَ نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ، وَكَانَ رَجُلًا جَلِيدًا، فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ، فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ، حَتَّى اسْتَيْقَظَ لِصَوْتِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ، قَالَ: (لاَ ضَيْرَ أَوْ لاَ يَضِيرُ، ارْتَحِلُوا). فَارْتَحلوا فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ نَزَلَ

۲۲۷۔ حضرت عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے اور رات بھر چلتے رہے جب آخر شب ہوئی تو ہم کچھ دیر کے لئے سو گئے اور مسافر کے نزدیک اس وقت سے زیادہ کوئی نیند میٹھی نہیں ہوتی ایسے سوئے کہ آفتاب کی گرمی سے ہی بیدار ہوئے سب سے پہلے جس کی آنکھ کھلی وہ فلاں شخص تھا پھر فلاں شخص اور پھر فلاں شخص پھر چوتھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جاگے اور (ہمارا قاعدہ یہ تھا کہ) جب رسول اللہ ﷺ استراحت فرماتے تو کوئی آپ کو بیدار نہ کرتا تھا تا آنکہ آپ خود بیدار ہو جاتے کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کو خواب میں کیا پیش آرہا ہے؟ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیدار ہو کر وہ حالت دیکھی جو لوگوں پر طاری تھی اور وہ دلیر آدمی تھے انہوں نے بآواز بلند تکبیر کہنا شروع کی سو وہ برابر اللہ اکبر بلند آواز سے کہتے رہے یہاں تک کہ ان کی آواز سے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوگئے جب آپ جاگ

فَدَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ، وَنُودِيَ بِالصَّلاَةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا ٱنْفَتَلَ مِنْ صَلاَتِهِ، إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ ٱلْقَوْمِ، قَالَ: (مَا مَنَعَكَ يَا فُلاَنُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ ٱلْقَوْمِ؟). قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلاَ مَاءَ، قَالَ: (عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ، فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ). ثُمَّ سَارَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، فَاشْتَكَى إِلَيْهِ ٱلنَّاسُ مِنَ ٱلْعَطَشِ، فَنَزَلَ فَدَعَا فُلاَنًا وَدَعَا عَلِيًّا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَقَالَ ﷺ: (ٱذْهَبَا فَابْتَغِيَا ٱلْمَاءَ). فَانْطَلَقَا، فَلَقِيَا ٱمْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ، أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا، فَقَالاَ لَهَا: أَيْنَ ٱلْمَاءُ؟ قَالَتْ: عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هٰذِهِ ٱلسَّاعَةَ، وَنَفَرُنَا خُلُوفٌ، قَالاَ لَهَا: ٱنْطَلِقِي إِذًا، قَالَتْ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالاَ: إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، قَالَتِ: ٱلَّذِي يُقَالُ لَهُ ٱلصَّابِئُ؟ قَالاَ: هُوَ ٱلَّذِي تَعْنِينَ، فَانْطَلِقِي، فَجَاءَا بِهَا إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَاهُ ٱلْحَدِيثَ، قَالَ: فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا، وَدَعَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ ٱلْمَزَادَتَيْنِ، أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ، وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا، وَأَطْلَقَ ٱلْعَزَالِيَ، وَنُودِيَ فِي ٱلنَّاسِ: ٱسْقُوا وَٱسْتَقُوا، فَسَقَى مَنْ سَقَى، وَٱسْتَقَى مَنْ شَاءَ، وَكَانَ آخِرَ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى ٱلَّذِي أَصَابَتْهُ

اٹھے تو لوگوں نے آپ سے اس مصیبت کا شکوہ کیا جو ان پر پڑی تھی۔ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں یا اس سے کچھ نقصان نہ ہوگا۔ چلو اب کوچ کرو پھر لوگ روانہ ہوئے تھوڑی سی مسافت کے بعد آپ اترے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضوء کیا نماز کے لئے اذان دی گئی اس کے بعد آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک شخص کو گوشہ تنہائی میں بیٹھے دیکھا جس نے ہم لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا اے فلاں شخص! تیرے لئے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کونسی چیز مانع ہوئی؟ اس نے عرض کیا کہ میں جنبی ہوں اور پانی موجود نہ تھا آپ نے فرمایا تجھے پاک مٹی سے تیمم کرنا چاہئے تھا۔ وہ تجھے کافی ہے پھر رسول اللہ ﷺ چلے تو لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی آپ اترے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے شخص کو بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو اس پر وہ دونوں روانہ ہوئے تو راستہ میں انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اونٹ پر پانی کی دو مشکوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ پانی مجھے گذشتہ کل اسی وقت ملا تھا اور ہمارے مرد پیچھے ہیں ان دونوں نے اس سے کہا کہ ہمارے ہمراہ چل' اس نے کہا کہاں جانا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس وہ بولی وہی جسے بے دین کہا جاتا ہے انہوں نے کہا ہاں وہی ہے جنہیں تو ایسا کہتی ہے۔ چل تو سہی آخر وہ دونوں

اَلْجَنابَةُ إِنَاءً مِنْ مَاءٍ، قَالَ: (اَذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ). وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا، وَاَيْمُ اللهِ، لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا، وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلأَةً مِنْهَا حِينَ ٱبْتَدَأَ فِيهَا، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (ٱجْمَعُوا لَها). فَجَمَعُوا لَها مِن بَيْنِ عَجْوَةٍ وَدَقِيقَةٍ وَسَوِيقَةٍ، حَتَّى جَمَعُوا لَها طَعَامًا، فَجَعَلُوهَا فِي ثَوْبٍ، وَحَمَلُوهَا عَلَى بَعِيرِهَا، وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا، قَالَ لَها: (تَعْلَمِينَ، مَا رَزِئْنَا مِنْ مَائِكِ شَيْئًا، وَلٰكِنَّ ٱللهَ هُوَ ٱلَّذِي أَسْقَانَا). فَأَتَتْ أَهْلَهَا وَقَدِ ٱحْتَبَسَتْ عَنْهُمْ، قَالُوا: مَا حَبَسَكِ يَا فُلاَنَةُ؟ قَالَتِ: ٱلْعَجَبُ، لَقِيَنِي رَجُلاَنِ، فَذَهَبَا بِي إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ: ٱلصَّابِئُ، فَفَعَلَ كَذَا وَكَذا، فَوَٱللهِ، إِنَّهُ لأَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ وَهٰذِهِ - وَقَالَتْ بِإِصْبَعَيْهَا ٱلْوُسْطَى وَٱلسَّبَابَةِ، فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى ٱلسَّمَاءِ تعني: ٱلسَّمَاءَ وَٱلأَرْضَ - أَوْ إِنَّهُ لَرَسُولُ ٱللهِ حَقًّا. فَكَانَ ٱلْمُسْلِمُونَ بَعْدَ ذَلِكَ، يُغِيرُونَ عَلَى مَنْ حَوْلَها مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ، وَلاَ يُصِيبُونَ ٱلصِّرْمَ ٱلَّذِي هِيَ مِنْهُ، فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا: مَا أُرَى أَنَّ هٰؤُلاَءِ ٱلْقَوْمَ يَدْعُونَكُمْ عَمْدًا، فَهَلْ

اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور آپ سے سارا قصہ بیان کیا حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے اسے اونٹ سے اتار لیا اور رسول اللہ ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں پکھالوں یا مشکوں کے منہ اس میں کھول دیئے پھر اوپر کا منہ بند کر کے نیچے کا منہ کھول دیا اور لوگوں کو اطلاع کردی گئی کہ خود بھی پانی پئیں اور جانوروں کو بھی پلائیں تو جس نے چاہا خود پیا اور جس نے چاہا جانوروں کو پلایا بالآخر آپ نے یہ کیا کہ جس شخص کو نہانے کی ضرورت تھی اسے بھی پانی کا ایک برتن بھر کر دیا اور اسے کہا کہ جاؤ اس سے غسل کرو وہ عورت کھڑی یہ منظر دیکھتی رہی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اللہ کی قسم! جب پانی لینا بند کیا گیا تو ہمارے خیال کے مطابق وہ اب اس وقت سے بھی زیادہ بھری ہوئی تھیں جب آپ نے ان سے پانی لینا شروع کیا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کے لئے کچھ جمع کرو لوگوں نے کھجور آٹا اور ستو اکٹھے کرنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ ایک اچھی مقدار اس کے پاس جمع ہو گئی جمع شدہ سامان انہوں نے ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اسے اونٹ پر سوار کر کے وہ کپڑا اس کے آگے رکھ دیا پھر آپ نے اس سے فرمایا تم جانتی ہو کہ ہم نے تمہارے پانی میں کچھ کمی نہیں کی بلکہ ہمیں تو اللہ نے پلایا ہے پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئی چونکہ وہ دیر سے پہنچی تھی اس لئے انہوں نے پوچھا اے فلاں عورت! تجھے کس نے

لَكُمْ فِي ٱلْإِسْلَامِ؟ فَأَطَاعُوهَا فَدَخَلُوا فِي ٱلْإِسْلَامِ. [رواه البخاري: ٣٤٤]

روک لیا تھا؟ اس نے کہا مجھے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اور وہ یہ کہ (راستہ میں) مجھے دو آدمی ملے جو مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جس کو بے دین کہا جاتا ہے اس نے ایسا ایسا کیا' اللہ کی قسم! جتنے لوگ اس (آسمان) کے اور اس (زمین) کے درمیان ہیں اور اس نے اپنی درمیان والی اور شہادت والی انگلی اٹھا کر آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔ ان سب میں سے وہ بڑا جادوگر ہے یا وہ اللہ کا حقیقی رسول ہے پھر مسلمانوں نے یہ کرنا شروع کر دیا کہ اس عورت کے اردگرد جو مشرک آباد تھے ان پر تو وہ حملہ آور ہوئے اور جن لوگوں میں وہ عورت رہتی تھی ان کو چھوڑ دیتے آخر اس نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میرے خیال میں مسلمان تمہیں دانستہ چھوڑ دیتے ہیں کیا تمہیں اسلام سے کچھ رغبت ہے؟ تب انہوں نے اس کی بات قبول کی اور مسلمان ہو گئے۔

كتاب الصلاة

نماز کا بیان

١ - باب: كَيْفَ فُرِضَتِ ٱلصلاةُ في الإِسْرَاءِ

باب ا: شب معراج میں نماز کس طرح فرض کی گئی؟

٢٢٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ، فَفَرَجَ صَدْرِي، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، مُمْتَلِىءٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى ٱلسَّمَاءِ ٱلدُّنْيَا، فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى ٱلسَّمَاءِ ٱلدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ ٱلسَّمَاءِ: ٱفْتَحْ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، مَعِي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَقَالَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا ٱلسَّمَاءَ ٱلدُّنْيَا، فَإِذَا رَجُلٌ

۲۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب میں مکہ میں تھا تو ایک شب میرے گھر کی چھت پھٹی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے انہوں نے پہلے میرے سینے کو چاک کر کے اسے آب زم زم سے دھویا پھر ایمان و حکمت سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لائے اور اسے میرے سینے میں ڈال دیا بعد میں سینہ بند کر دیا پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے چڑھے جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے داروغہ آسمان سے کہا دروازہ کھول' اس نے کہا کون ہے؟ بولے میں جبرئیل علیہ السلام ہوں پھر اس نے پوچھا یہ تمہارے ہمراہ کون ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد ﷺ ہیں' اس نے پھر دریافت کیا کہ انہیں دعوت دی گئی ہے؟ حضرت

قَاعِدٌ، عَلَى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ، وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ ٱلصَّالِحِ وَٱلِابْنِ ٱلصَّالِحِ، قُلْتُ لِجِبْرِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا آدَمُ، وَهٰذِهِ ٱلْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ ٱلْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ ٱلْجَنَّةِ، وَٱلْأَسْوِدَةُ ٱلَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ ٱلنَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، حَتَّى عَرَجَ بِي إِلَى ٱلسَّمَاءِ ٱلثَّانِيَةِ، فَقَالَ لِخَازِنِهَا: ٱفْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ ٱلْأَوَّلُ، فَفَتَحَ. قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ: أَنَّهُ وَجَدَ فِي ٱلسَّمَاوَاتِ: آدَمَ، وَإِدْرِيسَ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَإِبْرَاهِيمَ، صَلَوَاتُ ٱللهِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ: أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي ٱلسَّمَاءِ ٱلدُّنْيَا، وَإِبْرَاهِيمَ فِي ٱلسَّمَاءِ ٱلسَّادِسَةِ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِالنَّبِيِّ ﷺ بِإِدْرِيسَ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ ٱلصَّالِحِ وَٱلْأَخِ ٱلصَّالِحِ. (فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟) قَالَ: هٰذَا إِدْرِيسُ، ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ ٱلصَّالِحِ وَٱلْأَخِ ٱلصَّالِحِ، قُلْتُ: (مَنْ هٰذَا؟) قَالَ: هٰذَا مُوسَى، ثُمَّ

جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! اس نے جب دروازہ کھول دیا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھے وہاں ہم نے ایک ایسے شخص کو بیٹھے دیکھا جس کی دائیں جانب جم غفیر اور بائیں جانب بھی انبوہ کثیر تھا جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتا تو ہنستا اور جب بائیں کی طرف دیکھتا تو رو دیتا اس نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا کہ نیک پیغمبر اچھے بیٹے خوش آمدید! میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں انبوہ کثیر ان کی اولاد کی ارواح ہیں دائیں جانب والی جنتی اور بائیں جانب والی دوزخی ہیں اس لئے دائیں طرف نظر کرکے ہنس دیتے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر رو دیتے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے اور اس کے داروغہ سے کہا دروازہ کھول دو' اس نے بھی وہی گفتگو کی جو پہلے نے کی تھی چنانچہ اس نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں حضرت آدم' ادریس' موسیٰ' عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی لیکن ان کے مقامات کو بیان نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ آسمان اول پر حضرت آدم علیہ السلام اور چھٹے آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے فرمایا

مَرَرْتُ بِعِيسَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قُلْتُ: (مَن هٰذَا؟) قَالَ: هٰذَا عِيسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: (مَنْ هٰذَا؟) قَالَ: هٰذَا إِبْرَاهِيمُ ﷺ.

کہ نیک پیغمبر اور اچھے بھائی خوش آمدید! میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے بھی کہا نیک پیغمبر اور اچھے بھائی خوش آمدید! میں نے پوچھا یہ کون ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا نیک پیغمبر اور اچھے بھائی خوش آمدید! میں نے حضرت جبرئل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے بھی کہا اے صالح نبی اور اچھے بیٹے خوش آمدید! میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما - وَأَبُو حَبَّةَ الأَنْصَارِيُّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - يَقُولاَنِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الأَقْلاَمِ).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے جایا گیا حتیٰ کہ میں ایک ایسے بلند ہموار مقام پر پہنچا جہاں میں (فرشتوں کے) قلموں کی آوازیں سنتا تھا۔

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلاَةً، فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ، حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلاَةً، قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذٰلِكَ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذٰلِكَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُونَ، لاَ يُبَدَّلُ الْقَوْلُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں یہ حکم لے کر واپس آیا جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا (شب وروز میں) پچاس نماز فرض کی ہیں

لَدَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: ارْجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي، حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَغَشِيَهَا، أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ). [رواه البخاري: ٣٤٩]

(اس پر) حضرت موسی علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت ان کی متحمل نہیں ہو سکے گی۔ چنانچہ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کردیں میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کردی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس دوبارہ جاؤ آپ کی امت ان کی بھی متحمل نہیں ہے۔ میں لوٹا تو اللہ نے کچھ اور نمازیں معاف کردیں میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ پھر اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیں کیونکہ آپ کی امت ان (نمازوں) کی بھی متحمل نہیں ہو سکے گی۔ میں پھر لوٹا (اور ایسا کئی بار ہوا) بالآخر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ نمازیں پانچ ہیں اور درحقیقت (ثواب کے لحاظ سے) پچاس ہیں میرے ہاں فیصلہ بدلنے کا دستور نہیں میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس (مزید تخفیف کے لئے) لوٹ جاؤ میں نے کہا اب مجھے اپنے مالک سے شرم آتی ہے پھر مجھے جبرئیل لے کر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی تک پہنچا دیا جسے کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ جن کی حقیقت کا مجھے علم نہیں پھر میں جنت میں داخل کیا گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں موتیوں کی (جگمگاتی) لڑیاں ہیں اور اس کی مٹی کستوری ہے۔

فوائد: سلف امت کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج عالم بیداری میں بدن اور روح ہر دو کے ساتھ ہوا اور اس موقع پر نمازیں فرض ہوئیں نیز نو بار اپنے رب کے حضور آمد و رفت سے پچاس نمازوں میں سے پانچ رہ گئیں چونکہ قرآنی ضابطہ کے مطابق ایک نیکی کا اجر دس گناہ ہے اس لئے

پانچ نمازیں ادا کرنے سے پچاس ہی کا ثواب لکھا جاتا ہے (عون الباری/ص: ۱/۴۸۰)

۲۲۹ : عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ ٱلْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها قَالَتْ: فَرَضَ ٱللهُ ٱلصَّلَاةَ حِينَ فَرَضَهَا، رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فِي ٱلْحَضَرِ وَٱلسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ ٱلسَّفَرِ، وَزِيدَ فِي صَلَاةِ ٱلْحَضَرِ. [رواه البخاري: ۳۵۰]

۲۲۹۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب نماز فرض کی تھی تو حضر و سفر میں (ہر نماز کی) دو دو رکعتیں فرض کی تھیں پھر نماز سفر اپنی اصلی حالت میں قائم رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کیا گیا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ دوران سفر نماز قصر کرنا عزیمت کے باب سے ہے اسے رخصت پر محمول کرنا صحیح نہیں۔ (عون الباری/ص:۴۸۳/ج:۱)

۲ - باب: وُجُوبُ ٱلصَّلَاةِ فِي ٱلثِّيَابِ

باب ۲: نماز کے لئے لباس کی فرضیت

۲۳۰ : عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ. [رواه البخاري: ۳۵٤]

۲۳۰۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی لیکن اس کے دونوں کناروں کو الٹ کر (اپنے کندھوں پر) ڈال لیا تھا۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو اگلے باب میں لائے ہیں نیز مخالفت' التحاف' توشیح اور اشتمال ان تمام کا ایک ہی مفہوم ہے کہ کپڑے کا وہ کنارہ جو دائیں کندھے پر ہے اسے بائیں بغل سے اور جو بائیں کندھے پر ہے اسے دائیں بغل سے نکال کر دونوں کناروں کو سینہ پر باندھ لیا جائے اس کا فائدہ یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ کے وقت کپڑا جسم سے گرنے نہ پائے نیز رکوع کے وقت نمازی کی نظر شرمگاہ پر نہ پڑے۔ (عون الباری/ص:۴۸۵/ج:۱)

۳ - باب: ٱلصَّلَاةُ فِي ٱلثَّوْبِ ٱلْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ

باب ۳: ایک ہی کپڑے کو لپیٹ کر اس میں نماز پڑھنا

۲۳۱ : عَنْ أُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: حديث صلاة النَّبِيِّ ﷺ يومَ الفَتْحِ تقدَّم. [رواه البخاري: ۳۵۳]

۲۳۱۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جس میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان ہے (نمبر ۱۹۹) گزر چکی ہے۔

۲۳۲ : وفي هذه الرواية قالتْ: فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، مُلْتَحِفًا فِي

۲۳۲۔ حضرت ام ہانی کی اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک

ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، زَعَمَ ٱبْنُ أُمِّي، أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ، فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ). قَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ: وَذَاكَ ضُحًى. [رواه البخاري: ٣٥٧]

ہی کپڑا اپنے گرد لپیٹ کر آٹھ رکعت نماز پڑھی جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے مادر زاد (علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ) ایک آدمی ھبیرہ کے فلاں بیٹے کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ میں نے اسے پناہ دی ہوئی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام ہانی رضی اللہ عنہا! جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔

٢٣٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، عَنِ ٱلصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ). [رواه البخاري: ٣٥٨]

۲۳۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ساتھی نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہوتے ہیں؟

٤ - باب: إِذَا صَلَّى فِي ٱلثَّوْبِ ٱلْوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلَى عَاتِقَيْهِ

باب ۴: جب کوئی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے تو اپنے کندھوں پر کچھ (کپڑا) ڈال لے

٢٣٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي ٱلثَّوْبِ ٱلْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ). [رواه البخاري: ٣٥٩]

۲۳۴۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے کندھے پر کوئی چیز نہ ہو یعنی شانے ننگے ہوں۔

فوائد: یہ اس صورت میں ہے جب کپڑا اس قدر وسیع ہو کہ ستر پوشی کے بعد اس سے کندھے بھی ڈھانپ لئے جائیں اس کے برعکس اگر کپڑا اتنا تنگ ہو کہ کندھوں کو چھپانے کے بعد ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں ستر پوشی کے بعد کندھوں کو کھلا رکھتے ہوئے نماز پڑھ لینا بالاتفاق جائز ہے۔

(عون الباری/ص:۴۸۹/ج:۱)

٢٣٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ،

۲۳۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری روایت ہے انہوں نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جو

فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ). [رواه البخاري: ٣٦٠]

شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے چاہئے کہ اس کے دونوں کناروں کو الٹ لے۔

٥ - باب: إِذَا كَانَ ٱلثَّوْبُ ضَيِّقًا

باب ۵: جب کپڑا تنگ ہو (تو اس میں کیسے نماز پڑھے؟)

٢٣٦ : عَنْ جَابِرٍ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ، فَاشْتَمَلْتُ بِهِ، وَصَلَّيْتُ إِلَى جَانِبِهِ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ قَالَ: (مَا ٱلسُّرَى يَا جَابِرُ؟). فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِي، فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ: (مَا هٰذَا ٱلاشْتِمَالُ ٱلَّذِي رَأَيْتُ). قُلْتُ: كَانَ ثَوْبٌ، قَالَ: (فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ، وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ). [رواه البخاري: ٣٦١]

۲۳۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھا رات کو کسی ضروری کام کے لئے (آپ کے پاس) آیا تو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں (اس وقت) میرے اوپر ایک ہی کپڑا تھا میں نے اسے اپنے بدن پر لپیٹا اور آپ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا' اے جابر! رات کے وقت کیسے آئے؟ میں نے اپنی ضرورت بتائی جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا یہ کپڑا لپیٹنا کیسا تھا جو میں نے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میرے پاس ایک ہی کپڑا تھا آپ نے فرمایا اگر کشادہ ہو تو اسے لپیٹ لے اور اگر تنگ ہو تو صرف تہبند بنا لے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ کپڑا انتہائی تنگ تھا اور حضرت جابر اسے پہن کر اس لئے آگے کو جھکے ہوئے تھے کہ مبادا ستر کھل جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں بایں حالت دیکھا تو فرمایا کہ کناروں کو الٹ کر پہننا اس وقت ہے جب کپڑا کشادہ ہو تنگ ہونے کی صورت میں اسے تہبند کے طور پر پہننا ہی کافی ہے۔ (عون الباری/ص:۳۹۱/ج:۱)

٢٣٧ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، عَاقِدِي أُزْرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، كَهَيْئَةِ ٱلصِّبْيَانِ، وَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ: (لاَ تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ

۲۳۷۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی چادریں بچوں کی طرح گردنوں پر باندھے نماز پڑھتے تھے اور عورتوں کو ہدایت کی جاتی کہ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں تو

اَلرِّجَالُ جُلُوسًا). [رواه البخاري: ٣٦٢]

اپنے سر سجدہ سے نہ اٹھائیں۔

فوائد: یہ اہتمام اس لئے کیا جاتا ہے تھا تاکہ عورتوں کی نظر مردوں کے ستر پر نہ پڑے۔ (عون الباری:۱/۴۹۲)

٦ - باب: اَلصَّلَاةُ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ

باب ٦: شامی جبہ میں نماز پڑھنا

۲۳۸ : عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: (يَا مُغِيرَةُ، خُذِ الْإِدَاوَةَ). فَأَخَذْتُهَا، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي، فَقَضَى حَاجَتَهُ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ، فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ، فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ صَلَّى. [رواه البخاري: ٣٦٣]

۲۳۸۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی سفر میں تھا۔ آپ نے فرمایا اے مغیرۃ رضی اللہ عنہ! پانی کا برتن اٹھا لو میں نے اٹھا لیا تو پھر آپ چلے گئے حتیٰ کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے آپ نے اپنی حاجت کو پورا کیا اس وقت آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے' آپ نے اس کی آستین سے ہاتھ نکالنا چاہا چونکہ وہ تنگ تھا اس لئے آپ نے اپنا ہاتھ اس کے نیچے سے نکالا پھر میں نے آپ کے اعضاء شریفہ پر پانی ڈالا آپ نے نماز کے لئے وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

فوائد: شام میں ان دنوں کفار کی حکومت تھی مقصد یہ ہے کہ کافروں کے تیار کردہ کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ اس بات کا یقین ہو کہ یہ نجاست آلود نہیں ہیں۔ (عون الباری: ص:۴۹۳/ج:۱)

٧ - باب: كَرَاهِيَةُ التَّعَرِّي فِي الصَّلَاةِ

باب ۷: نماز میں برہنہ ہونے کی ممانعت

۲۳۹ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ، وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ: يَا ابْنَ أَخِي، لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ، فَجَعَلْتَهُ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ، قَالَ: فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ

۲۳۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قریش کے ہمراہ کعبہ کی تعمیر کے لئے پتھر اٹھاتے تھے آپ نے صرف تہبند باندھا ہوا تھا آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے بھتیجے! تم اپنا تہبند اتار کر اسے اپنے شانوں پر پتھر سے بچاؤ کے لئے رکھ لو (تاکہ تمہیں آسانی رہے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ

عَلَى مَنْكِبَيْهِ، فَسَقَطَ مَغْشِيًا عَلَيْهِ، فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذَلِكَ عُرْيَانًا ﷺ. [رواه البخاري: ٣٦٤]

کہتے ہیں کہ آپ نے اپنا تہبند اتار کر اپنے کندھوں پر رکھ لیا تو آپ اسی وقت بے ہوش ہو کر گر پڑے اس کے بعد آپ کبھی برہنہ نہیں دیکھے گئے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ پھر ایک فرشتہ اترا اس نے دوبارہ آپ کے تہبند باندھ دیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ بعثت سے پہلے بھی برے کاموں اور بے شرمی کی باتوں سے محفوظ تھے۔ (عون الباری/ص:۴۹۴/ج:۱) نوٹ: جب عام حالات میں برہنگی درست نہیں ہے' تو نماز ننگے کیسے پڑھی جا سکتی ہے؟ (علوی)

٨ - [باب: مَا يُسْتَر مِنَ العَوْرَةِ]

باب ٨: جسم میں قابل ستر حصے

٢٤٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ ٱشْتِمَالِ ٱلصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ ٱلرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. [رواه البخاري: ٣٦٧]

۲۴۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سخت بکل سے منع فرمایا نیز آپ نے گوٹھ مار کر ایک کپڑے میں بیٹھنے سے بھی روکا جبکہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو۔

فوائد: سخت بکل یہ ہے کہ کپڑا اس طرح لپیٹ لیا جائے کہ ہاتھ وغیرہ بند ہو جائیں اور گوٹھ مار کر بیٹھنا یہ ہے کہ دونوں سرین زمین پر رکھ کر اپنی پنڈلیاں کھڑی کر کے بیٹھنا یہ اس لئے منع ہے کہ اس میں ستر کھلنے کا اندیشہ ہے۔

٢٤١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ: عَنِ ٱللِّمَاسِ وَٱلنِّبَاذِ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ ٱلصَّمَّاءَ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ ٱلرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ. [رواه البخاري: ٣٦٨]

۲۴۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ایک چھونے سے اور دوسری جو محض پھینکنے سے پختہ ہو جائے نیز اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا۔

٢٤٢ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ ٱلْحَجَّةِ، فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ ٱلنَّحْرِ، نُؤَذِّنُ بِمِنًى: أَلاَ لاَ يَحُجُّ بَعْدَ ٱلْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلاَ

۲۴۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج میں قربانی کے دن منادی کرنے والوں کے ساتھ روانہ کیا تاکہ ہم منی میں یہ اعلان کریں کہ اس سال

يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلِيًّا، فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بـ «بَرَاءَةٌ». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ ٱلنَّحْرِ: لاَ يَحُجُّ بَعْدَ ٱلْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلاَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. [رواه البخاري: ٣٦٩]

کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف نہ کرے پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ وہ سورۃ براءت کا اعلان کردیں (جس میں مشرکین سے اعلان لاتعلقی ہے) حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن ہمارے ساتھ منیٰ کے لوگوں میں یہ اعلان کیا کہ آج کے بعد نہ تو کوئی مشرک حج کرے اور نہ ہی کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

فوائد: جب دوران طواف ستر عورت ضروری ہے تو نماز میں بطریق اولیٰ واجب ہو گا۔

٩ - باب: مَا يُذْكَرُ فِي ٱلْفَخِذِ

باب ۹: ران کے بارے میں کیا آیا ہے؟

٢٤٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ، فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلاَةَ ٱلْغَدَاةِ بِغَلَسٍ، فَرَكِبَ نَبِيُّ ٱللهِ ﷺ، وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ، وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ، فَأَجْرَى نَبِيُّ ٱللهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ، وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ حَسَرَ ٱلإِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ، حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ ٱللهِ ﷺ، فَلَمَّا دَخَلَ ٱلْقَرْيَةَ قَالَ: (ٱللهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ، فَسَاءَ صَبَاحُ ٱلْمُنْذَرِينَ). قَالَهَا ثَلاَثًا، قَالَ: وَخَرَجَ ٱلْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ، فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ وَٱلْخَمِيسُ، - يَعْنِي ٱلْجَيْشَ

۲۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا رخ کیا تو ہم نے نماز فجر خیبر کے نزدیک اول وقت ادا کی پھر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سوار ہوئے میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی گلیوں میں اپنی سواری کو ایڑی لگائی (دوڑتے وقت) میرا گھٹنا رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک سے چھو جاتا تھا پھر آپ نے اپنی ران سے چادر ہٹا دی یہاں تک کہ مجھے ران مبارک کی سفیدی نظر آنے لگی اور جب آپ بستی کے اندر داخل ہو گئے تو آپ نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے۔

اللہ اکبر خیبر ویران ہوا سو جب ہم کسی قوم کے آنگن میں پڑاؤ کرتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بڑی ہولناک ہوتی ہے جو قبل ازیں متنبہ کئے گئے ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بستی کے لوگ اپنے

- قَالَ: فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً، فَجُمِعَ ٱلسَّبْيُ، فَجَاءَ دِحْيَةُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ ٱلسَّبْيِ، قَالَ: (ٱذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً). فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَٱلنَّضِيرِ، لاَ تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: (ٱدْعُوهُ بِهَا). فَجَاءَ بِهَا، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ قَالَ: (خُذْ جَارِيَةً مِنَ ٱلسَّبْيِ غَيْرَهَا). قَالَ: فَأَعْتَقَهَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ وَتَزَوَّجَهَا. وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِتْقَهَا، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ، جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ ٱللَّيْلِ، فَأَصْبَحَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا، فَقَالَ: (مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِيءْ بِهِ). وَبَسَطَ نِطَعًا، فَجَعَلَ ٱلرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ، وَجَعَلَ ٱلرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ، قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ ٱلسَّوِيقَ، قَالَ: فَحَاسُوا حَيْسًا، فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٧١]

کام کاج کے لئے نکلے تو کہنے لگے یہ محمد ﷺ اور ان کا لشکر آپہنچا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کو بزور شمشیر فتح کیا پھر قیدی جمع کئے گئے تو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ان قیدیوں میں سے ایک لونڈی عطا فرمائیں آپ نے فرمایا جاؤ کوئی لونڈی لے لو انہوں نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو لے لیا پھر ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر' عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے قبیلہ قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو دے دی ہے حالانکہ آپ کے علاوہ کوئی اس کے مناسب نہیں ہے آپ نے فرمایا اچھا دحیہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ چنانچہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے جب صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو دحیہ سے فرمایا تم اس کے علاوہ قیدیوں میں سے کوئی اور لونڈی لے لو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور اس کی آزادی کو حق مہر قرار دے کر اس سے نکاح کر لیا جب روانہ ہوئے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے لئے آراستہ کر کے رات کو آپ کے پاس بھیجا اور صبح کو رسول اللہ ﷺ نے بحیثیت دلہا فرمایا جس کے پاس جو کچھ ہے وہ یہاں لے آئے اور آپ نے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھا دیا تو کوئی کھجوریں لایا اور کوئی گھی لایا راوی حدیث کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت انس نے ستو کا بھی ذکر کیا پھر انہوں نے ملیدہ تیار کیا

اور یہی رسول اللہ کی دعوت ولیمہ تھی۔

فوائد: امام بخاری کا موقف ہے کہ ران قابل ستر حصہ نہیں جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ اسے چھپایا جائے۔

١٠ - باب: فِي كَمْ تُصَلِّي ٱلْمَرْأَةُ مِنَ ٱلثِّيَابِ

باب ١٠: عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟

٢٤٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي ٱلْفَجْرَ، فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِنَ ٱلْمُؤْمِنَاتِ، مُتَلَفِّعَاتٍ فِي مُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ، مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ. [رواه البخاري: ٣٧٢]

۲۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تو آپ کے ہمراہ کچھ مسلمان خواتین اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی حاضر ہوتی تھیں بعد میں اپنے گھروں کو ایسے لوٹ جاتیں کہ اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی نہ پہچان سکتا تھا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر عورت ایک ہی کپڑے میں تمام جسم چھپالے تو نماز درست ہے۔

١١ - باب: إِذَا صَلَّى فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ

باب ١١: جب کوئی منقش کپڑے میں نماز پڑھے

٢٤٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ قَالَ: (ٱذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هٰذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ، وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ، فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي). [رواه البخاري: ٣٧٣]

۲۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ منقش چادر میں نماز پڑھی آپ کی نظر اس کے نقوش پر پڑھی تو آپ نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا میری اس چادر کو ابوجہم رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لے جاؤ اور اس سے اس کی انبجانی سادہ چادر لے آؤ کیونکہ اس (منقش چادر) نے مجھے ابھی اپنی نماز سے غافل کردیا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جو اشیاء بھی خشوع میں خلل انداز ہوں نمازی کو ان سے اجتناب کرنا چاہئے منقش جائے نماز کا بھی یہی حکم ہے۔

١٢ - باب: إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ؟

باب ۱۲: اگر صلیب یا تصویر بنے کپڑے میں نماز پڑھے تو کیا فاسد ہو جائے گی؟

٢٤٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ، سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا، فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي). [رواه البخاري: ٣٧٤]

۲۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا جسے انہوں نے گھر کے ایک گوشہ میں ڈال رکھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسے دیکھ کر) فرمایا ہمارے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو کیونکہ اس کی تصویریں مسلسل میری نماز میں سامنے آتی رہتی ہیں۔

فوائد: اگرچہ حدیث میں صلیب کا ذکر نہیں مگر یہ تصویر کے حکم میں داخل ہے جب ایسے کپڑے کا لٹکانا منع ہے تو پہننا بطریق اولیٰ منع ہو گا شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کوئی چیز نہ چھوڑتے جس پر صلیب بنی ہوتی تھی اسے توڑ ڈالتے تھے۔

١٣ - باب: مَنْ صَلَّى فِي فَرُّوجِ حَرِيرٍ ثُمَّ نَزَعَهُ

باب ۱۳: ریشمی کوٹ میں نماز پڑھنا اور پھر اسے اتار دینا

٢٤٧ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُهْدِيَ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَرُّوجُ حَرِيرٍ، فَلَبِسَهُ فَصَلَّى فِيهِ، ثُمَّ ٱنْصَرَفَ، فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا، كَالْكَارِهِ لَهُ، وَقَالَ: (لَا يَنْبَغِي هٰذَا لِلْمُتَّقِينَ). [رواه البخاري: ٣٧٥]

۲۴۷۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی کوٹ بطور ھدیہ لایا گیا آپ نے اسے زیب تن فرما کر نماز پڑھی مگر جب نماز سے فارغ ہوئے تو اسے سختی سے اتار پھینکا گویا آپ کو وہ سخت ناگوار گزرا نیز آپ نے فرمایا کہ تقویٰ شعار لوگوں کے لئے یہ غیر مناسب ہے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ مجھے حضرت جبرئیل نے یہ ریشمی کوٹ پہننے سے روک دیا تھا ممکن ہے کہ آپ نے اسے ریشمی لباس کی حرمت سے پہلے پہنا ہو۔

١٤ - باب: ٱلصَّلَاةُ فِي ٱلثَّوْبِ ٱلْأَحْمَرِ

باب ۱۴: سرخ کپڑے میں نماز پڑھنا

٢٤٨ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فِي

۲۴۸۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چمڑے کے

قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَرَأَيْتُ ٱلنَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَٰلِكَ ٱلْوَضُوءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا، وَخَرَجَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا، صَلَّى إِلَى ٱلْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ، وَرَأَيْتُ ٱلنَّاسَ وَٱلدَّوَابَّ، يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيِ ٱلْعَنَزَةِ.

[رواه البخاري: ٣٧٦]

ایک سرخ خیمے میں دیکھا اور میں نے (یہ بھی بچشم خود) ملاحظہ کیا کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی لاتے تو لوگ اسے دست بدست لینے لگتے جس کو اس میں سے کچھ مل جاتا وہ اسے اپنے چہرے پر مل لیتا اور جسے کچھ نہ ملتا وہ اپنے پاس والے کے ہاتھ سے تری لے لیتا پھر میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک چھوٹا نیزہ اٹھا کر گاڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سرخ جوڑا زیب تن کئے دامن اٹھائے برآمد ہوئے اور چھوٹے نیزے کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی میں نے دیکھا کہ لوگ اور جانور نیزہ کے آگے سے گزر رہے تھے۔

فوائد: امام ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ کا یہ جوڑا سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سیاہ دھاریاں تھیں اس سے مردوں کو سرخ لباس پہننے کا جواز ملتا ہے بشرطیکہ عورتوں اور کفار سے مشابہت اور شہرت کی ہوس نہ ہو (عون الباری:۱/۵۰۸)

١٥ - باب: ٱلصَّلَاةِ فِي ٱلسُّطُوحِ وَٱلْمِنْبَرِ وَٱلْخَشَبِ

باب ۱۵: چھت منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنا

٢٤٩ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: وقد سئل: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ٱلْمِنْبَرُ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِنِّي، هُوَ مِنْ أَثْلِ ٱلْغَابَةِ، عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلَى فُلَانَةَ، لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ عُمِلَ وَوُضِعَ، فَاسْتَقْبَلَ ٱلْقِبْلَةَ، وَكَبَّرَ وَقَامَ ٱلنَّاسُ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ ٱلنَّاسُ خَلْفَهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ

۲۴۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ منبر کس چیز کا تھا؟ وہ بولے کہ اب لوگوں میں اس کے متعلق جاننے والا مجھ سے زیادہ کوئی نہیں ہے وہ مقام غابہ کے جھاؤ سے بنا تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فلاں عورت کے فلاں غلام نے تیار کیا تھا جب وہ تیار ہو چکا اور (مسجد میں) رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ رو ہو کر تکبیر کہی اور لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ نے قراءت فرمائی اور

اَلْقَهْقَرَى، فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ، فَهَذَا شَأْنُهُ. [رواه البخاري: ٣٧٧]

رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پیچھے ہٹ کر زمین پر سجدہ کیا (دونوں سجدے ادا کرنے کے بعد) پھر منبر پر لوٹ آئے' قراءت کی اور رکوع فرمایا پھر آپ نے (رکوع) سے سر اٹھایا اور پیچھے ہٹے حتی کہ زمین پر سجدہ کیا منبر نبوی کا یہی قصہ ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ امام مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے جیسا کہ امام بخاری نے خود اس حدیث کے آخر میں صراحت کی ہے نواب صدیق حسن خان نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے۔ (عون الباری:۱/۵۱۱)

١٦ - باب: اَلصَّلَاةُ عَلَى حَصِيرٍ

باب ۱۶: چٹائی پر نماز پڑھنے کا بیان

٢٥٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - دَعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: (قُومُوا فَلأُصَلِّي لَكُمْ). قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا، قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ، وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ. [رواه البخاري: ٣٨٠]

۲۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کے لئے دعوت دی جو انہوں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا آپ نے اس سے کچھ تناول فرمایا پھر فرمانے لگے کہ کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک چٹائی کو اٹھایا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہوگئی تھی میں نے اسے پانی سے دھویا پھر رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوگئے میں نے اور ایک یتیم لڑکے نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی فراغت کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران جماعت عورت اکیلی کھڑی ہو سکتی ہے جبکہ مردوں کے لئے ایسا کرنا کسی صورت میں جائز نہیں۔ (عون الباری:۱/۵۱۴)

١٧ - باب: اَلصَّلَاةُ عَلَى الْفِرَاشِ

باب ۱۷: بستر پر نماز پڑھنا

٢٥١ : عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ:

۲۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا' میں

كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَٱلْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ. [رواه البخاري: ۳۸۲]

رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوئی ہوئی تھی اور میرے دونوں پاؤں آپ کے منہ کی طرف ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے دبا دیتے اور میں اپنا پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو پھر انہیں پھیلا دیتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

فوائد: امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو مٹی کے سوا دیگر چیزوں پر سجدہ جائز نہیں سمجھتے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا (عون الباری:۱/۵۱۵)

۲۵۲ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي، وَهِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْقِبْلَةِ، عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ، ٱعْتِرَاضَ ٱلْجَنَازَةِ. [رواه البخاري: ۳۸۳]

۲۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے بستر پر نماز پڑھتے اور وہ خود آپ کے اور قبلہ کے درمیان جنازے کی طرح لیٹی ہوتی تھیں۔

فوائد: اس حدیث سے وضاحت ہو گئی کہ آپ نے بستر پر نماز پڑھی تھی کیونکہ پہلی حدیث میں اس کی صراحت نہ تھی اگرچہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے آگے لیٹنے میں اشارہ موجود ہے کہ آپ سونے کے بستر پر نماز پڑھ رہے تھے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سوئے ہوئے آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

۱۸ - باب: ٱلسُّجُودُ عَلَى ٱلثَّوْبِ فِي شِدَّةِ ٱلْحَرِّ

باب ۱۸: سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنا

۲۵۳ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ ٱلثَّوْبِ، مِنْ شِدَّةِ ٱلْحَرِّ، فِي مَكَانِ ٱلسُّجُودِ. [رواه البخاري: ۳۸۵]

۲۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو ہم میں سے کوئی سخت گرمی کی وجہ سے سجدہ کی جگہ اپنے کپڑے کا کنارہ بچھا دیتا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۱۹ - باب: ٱلصَّلَاةُ فِي ٱلنِّعَالِ

باب ۱۹: جوتوں سمیت نماز پڑھنا

۲۵٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: أَكَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي

۲۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ جوتوں سمیت

نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [رواه البخاري: ٣٨٦]

نماز پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں!

فوائد: معلوم ہوا کہ جوتوں سمیت نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ نجاست آلود نہ ہوں واضح رہے کہ اس قسم کے جوتے زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتے ہیں خواہ نجاست کسی قسم کی ہو۔

٢٠ - باب: اَلصَّلَاةُ فِي الْخِفَافِ

باب ۲۰: موزے پہن کر نماز پڑھنا

٢٥٥ : عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أنه بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، فَسُئِلَ فَقَالَ: رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا. فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ، لِأَنَّ جَرِيرًا كَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ أَسْلَمَ. [رواه البخاري: ٣٨٧]

۲۵۵۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ پیشاب کیا پھر وضو کیا تو اپنے موزوں پر مسح کیا اس کے بعد کھڑے ہو کر (موزوں سمیت) نماز ادا کی ان سے اس کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ لوگوں کو یہ حدیث بہت پسند تھی کیونکہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آخر میں اسلام لائے تھے۔

فوائد: حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے عمل سے وضاحت ہو گئی کہ سورۂ مائدہ میں وضوء کے وقت پاؤں دھونے کا جو ذکر ہے اس سے موزوں پر مسح کرنے کا عمل منسوخ نہیں ہوا بلکہ یہ حکم آخر وقت تک باقی رہا۔ (عون الباری: ص:۵۱۹/۱)

٢١ - باب: يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي ٱلسُّجُودِ

باب ۲۱: دوران سجدہ دونوں بازو کشادہ اور پہلو سے دور رکھنا

٢٥٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ، حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. [رواه البخاري: ٣٩٠]

۲۵۶۔ حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں پہلوؤں کے درمیان کشادگی رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نمایاں ہو جاتی۔

فوائد: عورتوں کے لئے بھی اسی انداز سے سجدہ کرنے کا حکم ہے جن روایات میں عورتوں کے لئے اپنا وجود سمٹنے کا ذکر ہے وہ صحیح نہیں ہیں۔

٢٢ - باب: فَضْلُ ٱسْتِقْبَالِ ٱلْقِبْلَةِ

باب ۲۲: (نماز میں) قبلہ رو کھڑے ہونے کی فضیلت

٢٥٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا، وَٱسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا، فَذٰلِكَ ٱلْمُسْلِمُ، ٱلَّذِي لَهُ ذِمَّةُ ٱللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلاَ تُخْفِرُوا ٱللهَ فِي ذِمَّتِهِ). [رواه البخاري: ٣٩١]

۲۵۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ ایسا مسلمان ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ حاصل ہے۔

فوائد: دوران نماز قبلے کی طرف منہ کرنا ضروری ہے البتہ عذر یا خوف کی حالت میں اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اسی طرح نفلی نماز میں بھی اس کے متعلق کچھ تخفیف ہے جبکہ سواری پر ادا کی جارہی ہو (عون الباری:۱/۵۲۲)

٢٣ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾

باب ۲۳: فرمان الٰہی: "مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ"

٢٥٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ لِلْعُمْرَةِ، وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةِ، أَيَأْتِي ٱمْرَأَتَهُ؟ فَقَالَ: قَدِمَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، وَصَلَّى خَلْفَ ٱلْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةِ، وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. [رواه البخاري: ٣٩٥]

۲۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی تو کیا وہ اپنی بیوی کے پاس آسکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ (مدینہ سے) تشریف لائے تو سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی یقیناً رسول اللہ (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

٢٥٩ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: لَمَّا دَخَلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ

۲۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کعبہ میں

ٱلْبَيْتَ، دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قِبَلِ ٱلْكَعْبَةِ، وَقَالَ: (هٰذِهِ ٱلْقِبْلَةُ). [رواه البخاري: ٣٩٨]

داخل ہوئے تو آپ نے اس کے سب گوشوں میں دعا فرمائی باہر نکلنے تک کوئی نماز نہیں پڑھی جب آپ کعبہ سے باہر تشریف لائے تو اس کے سامنے دو رکعت پڑھ کر فرمایا یہی قبلہ ہے۔

فوائد: صحیح اور معتبرات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر نماز ادا کی تھی جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ (عون الباری:۱/۵۲۴)

٢٤ - باب: ٱلتَّوَجُّه نَحْوَ ٱلْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ

باب ۲۴: آدمی جہاں کہیں ہو (نماز کے لئے) قبلہ کی طرف رخ کرے۔

٢٦٠ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ ٱلمقْدِسِ، سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا. تقدَّم وبينهما مخالَفَةٌ في اللَّفْظِ. [رواه البخاري: ٣٩٩]

۲۶۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی (پھر بیت اللہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا) یہ حدیث (رقم ۳۸) پہلے گزر چکی ہے لیکن دونوں کے الفاظ میں فرق ہے اس لئے پھر درج کی گئی ہے۔

٢٦١ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ، فَإِذَا أَرَادَ فَرِيضَةً، نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ ٱلْقِبْلَةَ. [رواه البخاري: ٤٠٠]

۲۶۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل پڑھتے رہتے وہ جدھر منہ کرتی آپ کو لے جاتی لیکن جب فرض نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اتر کر قبلہ کی طرف منہ کرتے اور نماز پڑھتے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اونٹنی پر نفل نماز شروع کرتے وقت آپ قبلہ کی طرف منہ کرکے تکبیر تحریمہ کہا کرتے تھے۔

٢٦٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى ٱلنَّبِيُّ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ إِبراهيمُ الراوي عَنْ عَلْقَمَةَ الراوي عَنِ ٱبْنِ

۲۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ ابراہیم یہ حدیث حضرت علقمہ سے اور وہ ابن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں

مَسْعُودٍ: لَا أَدْرِي: زَادَ أَوْ نَقَصَ - فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: (وَمَا ذَاكَ). قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَثَنَى رِجْلَيْهِ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ. فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ: (إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ، وَلٰكِنْ، إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي، وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُسَلِّمْ، ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ). [رواه البخاري: ٤٠١]

کہ آپ نے نماز میں کچھ اضافہ کردیا تھا یا کمی جب آپ نے سلام پھیرا تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کوئی نیا حکم آگیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بتاؤ اصل بات کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے اتنی اتنی رکعات پڑھی ہیں یہ سن کر آپ نے اپنے دونوں پاؤں سمیٹے اور قبلہ رو ہو کر دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا اور ہمیں مخاطب ہوکر فرمایا اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تمہیں ضرور مطلع کرتا لیکن میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں- اس لئے جب میں کبھی بھول کا شکار ہو جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو اور تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں شک کرے تو اسے اپنے ظن غالب پر عمل کرنا چاہئے اور اس پر اپنی نماز پوری کرکے سلام پھیردے اس کے بعد دو سجدے کرے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ظہر کی چار رکعات کی بجائے پانچ رکعات پڑھ لی تھیں، ظن غالب پر عمل کرنے کا مطلب ہے کہ تین یا چار کے شک میں تین پر بنیاد قائم کرکے نماز مکمل کرے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے بھول چوک ممکن ہے۔

(نوٹ): دوسری حدیث کا تعلق اس طرح ہے کہ آپ نے نماز سے فراغت کے بعد منہ قبلہ سے پھیر لیا تھا اور بتانے پر نئے سرے سے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز کی تکمیل کی۔ (علوی)

٢٥ - باب: مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ وَمَنْ لم ير الإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ

باب ۲۵: قبلہ کے متعلق کیا آیا ہے؟ اور جس شخص نے غیر قبلہ کی طرف سہواً نماز پڑھ لی اس کے لئے نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔

٢٦٣ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ:

۲۶۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اپنے پروردگار سے تین

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَوِ ٱتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، فَنَزَلَتْ: ﴿وَٱتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾. وَآيَةُ ٱلْحِجَابِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ، فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ ٱلْبَرُّ وَٱلْفَاجِرُ، فَنَزَلَتْ آيَةُ ٱلْحِجَابِ، وَٱجْتَمَعَ نِسَاءُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي ٱلْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: ﴿عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا﴾ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ ٱلآيَةُ. [رواه البخاري: ٤٠٢]

باتوں میں موافقت کا شرف حاصل ہوا ہے ایک مرتبہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کاش کہ مقام ابراہیم ہمارا مصلیٰ ہوتا تو یہ آیت نازل ہوئی: "مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنالو" اور آیت حجاب بھی اسی طرح نازل ہوئی کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ اپنی عورتوں کو پردے کا حکم دے دیں کیونکہ ان سے ہر نیک وبد گفتگو کرتا ہے تو آیت حجاب نازل ہوئی اور (ایک دفعہ ایسا ہوا کہ) رسول اللہ ﷺ کی بیویوں نے باہمی رشک ورقابت کی وجہ سے آپ کے خلاف اتفاق کرلیا تو میں نے ان سے کہا کہ بعید نہیں اگر رسول اللہ ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اس پر پروردگار تم سے بہتر بیویاں تمہارے بدلے میں اسے عطا فرما دے۔ پھر یہی آیت (جو سورۃ تحریم میں ہے) نازل ہوئی۔

فوائد: عنوان کے دوسرے حصہ کو حذف کر دینا مناسب ہے کیونکہ موجودہ حدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

٢٦ - باب: حَكُّ ٱلْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ ٱلْمَسْجِدِ

باب ۲۶: تھوک کو بذریعہ ہاتھ مسجد سے صاف کرنا

٢٦٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي ٱلْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ: (إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلاَتِهِ، فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ، وَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْقِبْلَةِ، فَلاَ يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ).

۲۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ قبلہ کی جانب کچھ تھوک دیکھا تو سخت ناگوار گزرا حتی کہ اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر دیکھا گیا آپ خود کھڑے ہوئے اور اپنے دست مبارک سے صاف کرکے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے لہذا تم میں

ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ، فَبَصَقَ فِيهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: (أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا). [رواه البخاري: ٤٠٥]

سے کوئی بھی (بحالت نماز) اپنے قبلے کی طرف نہ تھوکے بلکہ بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے (تھوک سکتا ہے) پھر آپ نے اپنی چادر کے ایک کنارے میں تھوکا اور اسے الٹ پلٹ کیا پھر آپ نے فرمایا کہ یا اس طرح کر لے۔

فوائد: مسند امام احمد کی روایت میں سامنے نہ تھوکنے کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بائیں طرف اور پاؤں تلے تھوکنا بھی منع ہوتا تمام آئمہ سنت کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالٰی عرش معلی پر مستوی ہے اور ہر جگہ اس کی معیت سے مراد اس کی قدرت اور وسیع علم ہے (عون الباری/ص:۵۳۲/ج:۱)

٢٧ - باب: لاَ يَبْصُقْ عَنْ يَمِينِهِ فِي الصَّلاَةِ

باب ۲۷: نمازی اپنی دائیں جانب نہ تھوکے

٢٦٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: حديثُ النُّخَامَةِ، وفيه زيادةٌ: (ولا عَلَى عَنْ يمينِهِ). [رواه البخاري: ٤١٠]

۲۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے بھی مذکورہ بالا حدیث نخامہ مروی ہے مگر اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ (دوران نماز) اپنی دائیں جانب نہ تھوکے۔

فوائد: ایک روایت میں دائیں جانب نہ تھوکنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہوتا ہے۔ (عون الباری/ص:۵۳۴/ج:۱)

٢٨ - باب: كَفَّارَةُ ٱلْبُزَاقِ فِي ٱلمسجِدِ

باب ۲۸: مسجد میں تھوکنے کا (کیا) کفارہ (ہے)

٢٦٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (ٱلْبُزَاقُ فِي ٱلْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا). [رواه البخاري: ٤١٥]

۲۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔

فوائد: اگر مسجد کے صحن میں مٹی وغیرہ ہو تو اسے دفن کر دیا جائے بصورت دیگر اسے کپڑے یا پتھر سے صاف کر کے باہر پھینک دیا جائے۔ (عون الباری/ص:۵۳۵/۱)

٢٩ - باب: عِظَةُ ٱلإِمَامِ ٱلنَّاسَ فِي إِتْمَامِ ٱلصَّلاَةِ وَذِكْرُ ٱلقِبلَةِ

باب ۲۹: امام کا لوگوں کو نصیحت کرنا کہ نماز کو (اچھی طرح) پورا کریں اور قبلے کا تذکرہ

٢٦٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا؟، فَوَٱللهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلاَ رُكُوعُكُمْ، إِنِّي لأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي). [رواه البخاري: ٤١٨]

۲۶۷۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میرا منہ اس طرف سمجھتے ہو، اللہ کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ اور نہ تمہارا رکوع اور میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

فوائد: یہ آپ کا معجزہ تھا کہ آپ کو پیچھے سے بھی اسی طرح نظر آتا تھا جیسے کوئی سامنے سے دیکھتا ہے۔

٣٠ - باب: هَلْ يُقَالُ مَسجِدُ بَنِي فُلاَنٍ؟

باب ۳۰: مسجد بنی فلاں کہا جا سکتا ہے

٢٦٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ ٱلْخَيْلِ ٱلَّتِي أُضْمِرَتْ مِنَ ٱلْحَفْيَاءِ، وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ ٱلْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ ٱلْخَيْلِ ٱلَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ ٱلثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَإِنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ. [رواه البخاري: ٤٢٠]

۲۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے تیار شدہ گھوڑوں کے (مقابلہ کیلئے) فاصلہ مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک اور غیر تیار شدہ گھوڑوں کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک مقرر کی اور عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے گھوڑ دوڑ میں حصہ لیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مسجد فلاں کہنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ایسا کہنے سے کس کی ذاتی ملکیت مراد نہیں بلکہ مسجد کی شناخت مقصود ہوتی ہے۔

٣١ - باب: ٱلقِسمَةُ وَتَعلِيقُ ٱلقِنوِ فِي ٱلمَسجِدِ

باب ۳۱: مسجد میں مال تقسیم کرنا اور خوشہ کھجور لٹکانا

٢٦٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِمَالٍ مِنَ

۲۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ کے پاس بحرین سے کچھ مال لایا

ٱلْبَحْرَيْنِ، فَقَالَ ﷺ: (ٱنْثُرُوهُ فِي ٱلْمَسْجِدِ). وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَخَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى ٱلصَّلَاةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ، فَلَمَّا قَضَى ٱلصَّلَاةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ، فَمَا كَانَ يَرَى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ، إِذْ جَاءَهُ ٱلْعَبَّاسُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَعْطِنِي، فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (خُذْ). فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ، قَالَ: (لَا). قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ، قَالَ: (لَا). فَنَثَرَ مِنْهُ، ثُمَّ ٱحْتَمَلَهُ، فَأَلْقَاهُ عَلَى كَاهِلِهِ، ثُمَّ ٱنْطَلَقَ، فَمَا زَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا، عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ، فَمَا قَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

[رواه البخاري: ٤٢١]

گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں ڈھیر کردو یہ مال کافی مقدار میں تھا لیکن رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آکر اس کے پاس بیٹھ گئے پھر جس کو دیکھا اسے دیتے چلے گئے اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی دیجئے کیونکہ میں نے (بدر کی لڑائی میں) اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا اٹھالو انہوں نے اپنے کپڑے میں دونوں ہاتھ سے اتنا مال بھر لیا کہ اٹھا نہ سکے کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی کو کہہ دیجئے کہ یہ مال اٹھانے میں میری مدد کرے آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ ہی اسے اٹھا کر میرے اوپر رکھ دیں آپ نے فرمایا نہیں (اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کم کیا اور پھر اٹھانے لگے لیکن اب بھی نہ اٹھا سکے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی کو کہہ دیں کہ مجھے اٹھوادے آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود اٹھا کر میرے اوپر رکھ دیں آپ نے فرمایا نہیں تب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ مزید کمی کی بعد میں اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور چل دیئے رسول اللہ ﷺ ان کی حرص و لالچ پر تعجب کر کے ان کو برابر دیکھتے رہے حتیٰ کہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے الغرض رسول اللہ ﷺ وہاں سے اس وقت اٹھے کہ ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔

فوائد: مسجد میں خوشہ لٹکانے کا اس حدیث میں ذکر نہیں جبکہ دوسری روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔

٣٢ - باب: اَلْمَسَاجِدُ فِي ٱلْبُيُوتِ

٢٧٠ : عَنْ مَحْمُودِ بْنِ ٱلرَّبِيعِ ٱلأَنْصارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ عِتْبَانَ ٱبْنَ مالِكٍ، وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، مِمَّن شَهِدَ بَدْرًا مِنَ ٱلأَنْصَارِ: أَتَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي، وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي، فَإِذَا كَانَتِ ٱلأَمْطَارُ، سَالَ ٱلْوَادِي ٱلَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّي لهم، وَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنَّكَ تَأْتِينِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي، فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ ٱللهُ). قَالَ عِتْبَانُ: فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ ٱرْتَفَعَ ٱلنَّهارُ، فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ ٱلْبَيْتَ، ثُمَّ قَالَ: (أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ). قَالَ: فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ ٱلْبَيْتِ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَكَبَّرَ، فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ: وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ، قَالَ: فَثَابَ فِي ٱلْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ

باب ٣٢: گھروں میں مساجد بنانا

٢٧٠۔ حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ان انصاری اصحاب میں سے ہیں جو شریک بدر تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری بینائی خراب ہوگئی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں لیکن بارش کی وجہ سے جب وہ نالہ بہنے لگتا ہے جو میرے اور ان کے درمیان ہے تو میں نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں نہیں آ سکتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ہاں تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو جائے نماز قرار دے لوں راوی کہتا ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ان شاء اللہ جلد ہی ایسا کروں گا حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے گھر تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میرے اجازت دینے پر آپ گھر میں داخل ہوئے اور بیٹھنے سے پہلے فرمایا تم اپنے گھر میں کس جگہ نماز پڑھنا چاہتے ہو تاکہ میں وہاں نماز پڑھوں حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک گوشہ کی نشاندہی کی تو آپ نے وہاں کھڑے ہوکر تکبیر تحریمہ کہی ہم بھی صف بستہ ہوکر آپ کے پیچھے کھڑے ہوگئے تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی

أَهْلِ ٱلدَّارِ ذَوُو عَدَدٍ، فَاجْتَمَعُوا، فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَيْنَ مالِكُ بْنُ ٱلدُّخَيْشِنِ أَوِ ٱبْنُ ٱلدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لاَ يُحِبُّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تَقُلْ ذٰلِكَ، أَلاَ تَرَاهُ قَدْ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ ٱللهِ). قَالَ: ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ إِلَى ٱلْمُنَافِقِينَ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (فَإِنَّ ٱللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى ٱلنَّارِ مَنْ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ ٱللهِ). [رواه البخاري: ٤٢٥]

اور اس کے بعد سلام پھر دیا' پھر ہم نے آپ کے لئے کچھ حلیم تیار کر کے آپ کو روک لیا اس کے بعد اہل محلہ میں کئی آدمی گھر میں آکر جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ مالک بن دخیشن یا دخشن کہاں ہے؟ کسی نے کہا وہ تو منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کہو کیا تجھے معلوم نہیں کہ وہ خالص اللہ کی خوشنودی کے لئے لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ وہ شخص بولا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں بظاہر تو ہم اس کا رخ اور اس کی خیر خواہی منافقین کے حق میں دیکھتے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر آگ کو حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کہہ دے بشرطیکہ اس سے اللہ کی رضامندی ہی مقصود ہو۔

٣٣ - باب: هل تُنْبَشُ قُبُورُ مُشرِكِي ٱلجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ

باب ۳۳: زمانہ جاہلیت میں بنی ہوئی مشرکوں کی قبروں کو اکھاڑ کر ان کی جگہ مساجد کو بنایا جا سکتا ہے

٢٧١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها: أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهما ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ، فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَذَكَرَتَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (إِنَّ أُولٰئِكَ، إِذَا كَانَ فِيهِمُ ٱلرَّجُلُ ٱلصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ ٱلصُّوَرَ، فَأُولٰئِكَ شِرَارُ ٱلْخَلْقِ عِنْدَ ٱللهِ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ).

۲۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں ایک گرجا دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کی عادت تھی کہ ان میں اگر کوئی نیک مرد مرتا تو اس کی قبر پر مسجد اور تصویریں بنا دیتے قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

[رواه البخاري: ٤٢٧]

فوائد: آج کل تو لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں اور برملا ان کا طواف کیا جاتا ہے جو کھلا شرک ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنانا یہود ونصاری کی عادت ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے نیز آپ نے تصویر کشی کو حرام فرما کر بت پرستی کی جڑ کاٹ دی ہے۔

٢٧٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ ٱلْمَدِينَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى ٱلْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي ٱلنَّجَّارِ، فَجَاؤُوا مُتَقَلِّدِينَ ٱلسُّيُوفَ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ، وَمَلأُ بَنِي ٱلنَّجَّارِ حَوْلَهُ، حَتَّى أَلْقَى رَحْلَهُ بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ ٱلصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ ٱلْغَنَمِ، وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ ٱلْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي ٱلنَّجَّارِ، فَقَالَ: (يَا بَنِي ٱلنَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا). قَالُوا: لَا وَٱللهِ، لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى ٱللهِ، فَقَالَ أَنَسٌ: فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ، قُبُورُ ٱلْمُشْرِكِينَ، وَفِيهِ خِرَبٌ، وَفِيهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ بِقُبُورِ ٱلْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ، ثُمَّ بِٱلْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، فَصَفُّوا ٱلنَّخْلَ قِبْلَةَ ٱلْمَسْجِدِ، وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ ٱلْحِجَارَةَ، وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ ٱلصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ، وَٱلنَّبِيُّ ﷺ

٢٧٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو عمرو بن عوف نامی قبیلہ میں پڑاؤ کیا جو مدینہ کے بلند مقام پر واقع تھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں میں چودہ شب قیام فرمایا پھر آپ نے بنو نجار کو بلایا تو وہ تلواریں لٹکائے ہوئے آپہنچے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف اور بنی نجار کے لوگ آپ کے گرد ہیں یہاں تک کہ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے اپنا پالان ڈال دیا آپ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جس جگہ نماز کا وقت ہو جائے وہیں پڑھ لیں حتی کہ آپ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے پھر آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنی نجار کے لوگوں کو بلا کر فرمایا اے بنی نجار! تم اپنا یہ باغ ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو انہوں نے عرض کیا ایسا نہیں ہو سکتا اللہ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت اللہ سے ہی لیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تمہیں بتاؤں کہ اس باغ میں کیا تھا وہاں مشرکوں کی قبریں' پرانے کھنڈرات اور کچھ کھجوروں کے درخت تھے آپ کے حکم کے مطابق مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں' کھنڈرات ہموار کر دیئے گئے اور کھجوروں

مَعَهُمْ، وَهُوَ يَقُولُ:
اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ ٱلْآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَٱلْمُهَاجِرَهْ
[رواه البخاري: ٤٢٨]

کے درخت کاٹ کر ان کی لکڑیوں کو مسجد کے سامنے نصب کردیا گیا (اس وقت قبلہ بیت المقدس تھا) اور اس کی بندش پتھروں سے کی گئی چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رجز پڑھتے ہوئے پتھر لانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ہمراہ تھے یہ فرماتے تھے:
اے اللہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے، پس تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے

٣٤ - باب: اَلصَّلَاةُ فِي مَوَاضِعِ الإِبِلِ

باب ۳۴: اونٹوں کی جگہ پر نماز پڑھنا

٢٧٣ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ. وَقَالَ: رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ٤٣٠]

۲۷۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ خود اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑھتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

فوائد: حق یہ ہے کہ اونٹوں کی جگہ پر نماز پڑھنا حرام ہے اور اس ممانعت پر بکثرت احادیث وارد ہیں۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جب اونٹ سامنے بیٹھا ہو اور اس سے کسی قسم کا خطرہ نہ ہو اور جہاں ممانعت آئی ہے وہاں یہ مقصود ہے کہ اونٹ کھڑے ہوں اور ان کی طرف سے لات مارنے کا خطرہ ہو، اس لئے کوئی تعارض نہیں ہے۔

٣٥ - باب: مَنْ صَلَّى وَقُدَّامَهُ تَنُّورٌ أَو نَارٌ أَو شَيءٌ مِمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهِ وجه الله تعالى

باب ۳۵: اگر کوئی نماز پڑھے اور اس کے سامنے تنور یا آگ یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی عبادت کی جاتی ہے لیکن نمازی کی نیت اللہ کی رضاجوئی ہو (تو اس کی نماز درست ہے)

٢٧٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (عُرِضَتْ عَلَيَّ ٱلنَّارُ وَأَنَا أُصَلِّي). [رواه البخاري: ٤٣١]

۲۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ کو میرے روبرو پیش کیا گیا جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں گیس ہیٹر لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ وہ بجانب قبلہ

ہی کیوں نہ ہوں۔

٣٦ - باب: كَرَاهِيَةُ ٱلصَّلاَةِ فِي ٱلْمَقَابِرِ

باب ٣٦: قبرستان میں نماز پڑھنے کی حرمت

٢٧٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلاَتِكُمْ، وَلاَ تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا). [رواه البخاري: ٤٣٢]

٢٧٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ نماز (نفل) اپنے گھروں میں ادا کرو اور انہیں قبرستان مت بناؤ۔

٣٧ - باب:

باب ٣٧:

٢٧٦ : عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُم قَالاَ: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا ٱغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ: (لَعْنَةُ ٱللهِ عَلَى ٱلْيَهُودِ وَٱلنَّصَارَى، ٱتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ). يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا. [رواه البخاري: ٤٣٥، ٤٣٦]

٢٧٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری وقت آیا تو ایک چادر اپنے اوپر ڈالنے لگے پھر جوں ہی گھبراہٹ ہوتی تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے اسی حالت میں آپ نے فرمایا یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا گویا آپ ان کے افعال سے (امت کو) خبردار کرتے تھے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ یہود ونصاری نے اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کی سجدہ گاہ بنا لیا۔ اس انداز گفتگو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو متنبہ کیا ہے کہ مبادا میری قبر کے ساتھ ایسا سلوک کریں لیکن نام نہاد مسلمانوں پر افسوس ہے کہ وہ اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ حکومت سعودیہ کو جزائے خیر دے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر لوگوں کو غیر شرعی کاموں سے باز رکھتی ہے۔

٣٨ - باب: نَوْمُ المَرْأَةِ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ٣٨: مسجد میں عورت کا سونا

٢٧٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها: أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ، لِحَيٍّ

٢٧٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلہ کے پاس ایک سیاہ فام باندی تھی

مِنَ ٱلْعَرَبِ، فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ، قَالَتْ: فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ، عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ، قَالَتْ: فَوَضَعَتْهُ، أَوْ وَقَعَ مِنْهَا، فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى، فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ، قَالَتْ: فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، قَالَتْ: فَاتَّهَمُونِي بِهِ، قَالَتْ: فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونَ، حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا، قَالَتْ: وَٱللهِ إِنِّي لَقَائِمَةٌ مَعَهُمْ، إِذْ مَرَّتِ ٱلْحُدَيَّاةُ فَأَلْقَتْهُ، قَالَتْ: فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: هٰذَا ٱلَّذِي ٱتَّهَمْتُمُونِي بِهِ، زَعَمْتُمْ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ، وَهُوَ ذَا هُوَ، قَالَتْ: فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَأَسْلَمَتْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَ لَهَا خِبَاءٌ فِي ٱلْمَسْجِدِ أَوْ حِفْشٌ، قَالَتْ: فَكَانَتْ تَأْتِينِي فَتَحَدَّثُ عِنْدِي، قَالَتْ: فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِي مَجْلِسًا، إِلَّا قَالَتْ:

وَيَوْمَ ٱلْوِشَاحِ مِنْ أَعَاجِيبِ رَبِّنَا
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ ٱلْكُفْرِ أَنْجَانِي

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: مَا شَأْنُكِ، لَا تَقْعُدِينَ مَعِي مَقْعَدًا إِلَّا قُلْتِ هٰذَا؟ قَالَتْ: فَحَدَّثَتْنِي بِهٰذَا ٱلْحَدِيثِ. [رواه البخاري: ٤٣٩]

جسے انہوں نے آزاد کر دیا مگر وہ ان کے ساتھ ہی رہا کرتی تھی اس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ اس قبیلہ کی کوئی لڑکی باہر نکلی اس پر سرخ تسموں کا ایک کمربند تھا جسے اس نے اتار کر رکھ دیا یا وہ از خود گر گیا ایک چیل ادھر سے گزری تو اس نے اسے گوشت خیال کیا اور جھپٹ کر لے گئی وہ کہتی ہے کہ اہل قبیلہ نے کمربند کو تلاش کیا مگر کہیں سے نہ ملا انہوں نے مجھ پر چوری کا الزام لگا دیا اور میری تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ انہوں نے میری شرمگاہ کو بھی نہ چھوڑا وہ کہتی ہے کہ اللہ کی قسم! میں ان کے پاس کھڑی ہی تھی کہ اتنے میں وہی چیل آئی اس نے وہ کمربند پھینک دیا تو وہ ان کے درمیان آگرا میں نے کہا تم اس کی چوری کا الزام مجھ پر لگاتے تھے حالانکہ میں اس سے بری تھی اب اپنا کمربند سنبھال لو' حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر وہ لونڈی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلی آئی اور مسلمان ہوگئی اس کا خیمہ یا جھونپڑا مسجد میں تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ میرے پاس آکر باتیں کیا کرتی تھی اور جب بھی میرے پاس بیٹھتی تو یہ شعر ضرور پڑھتی

"کمربند کا دن اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرتوں سے ہے اس نے مجھے کفر کے ملک سے نجات دی"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس سے کہا کیا بات ہے؟ جب تم میرے پاس بیٹھتی ہو تو یہ شعر ضرور کہتی ہو تب اس نے مجھ سے اپنی داستان بیان کی

فوائد: اس میں دار الکفر سے ہجرت کرنے کی فضیلت کا بیان ہے نیز مظلوم انسان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو (عون الباری: ۱/۵۵۸)

٣٩ - باب: نَوْمُ ٱلرِّجَالِ فِي ٱلْمَسجِدِ

باب ۳۹: مسجد میں مردوں کا سونا

٢٧٨ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي ٱلْبَيْتِ، فَقَالَ: (أَيْنَ ٱبْنُ عَمِّكِ). قَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: (ٱنْظُرْ أَيْنَ هُوَ). فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هُوَ فِي ٱلْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، وَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: (قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ). [رواه البخاري: ٤٤١]

۲۷۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پاکر ان سے پوچھا تمہارے چچا زاد کہاں گئے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا تھا وہ مجھ پر ناراض ہوکر کہیں باہر چلے گئے ہیں یہاں نہیں سوئے تب رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ دیکھ کر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں یہ سن کر آپ مسجد میں تشریف لے گئے جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے ان کے ایک پہلو سے چادر گرنے کی وجہ سے وہاں مٹی لگ گئی تھی رسول اللہ ﷺ ان کے جسم سے مٹی صاف کرتے ہوئے فرمانے لگے' ابو تراب اٹھو! ابو تراب اٹھو

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد نہیں تھے بلکہ عرب کے محاورہ کے مطابق باپ کے عزیز کو چچا زاد کہا گیا ہے۔

٤٠ - باب: إِذَا دَخَلَ ٱلْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ

باب ۴۰: جب کوئی مسجد میں آئے تو چاہیئے کہ دو رکعت نماز پڑھے

٢٧٩ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ٱلسُّلَمِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ ٱلْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ). [رواه البخاري: ٤٤٤]

۲۷۹۔ حضرت ابو قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز ضرور پڑھے۔

فوائد: اگر دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھ جائے تو اس سے تحیۃ المسجد ساقط نہیں ہو جائے گا بلکہ اٹھ کر انہیں ادا کرنا ہو گا (عون الباری: ۱/۵۶۱)

٤١ - باب: بُنْيَانُ ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۱: مسجد تعمیر کرنا

٢٨٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهما، قَالَ: إِنَّ ٱلْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ، وَسَقْفُهُ بِٱلْجَرِيدِ، وَعُمُدُهُ خَشَبُ ٱلنَّخْلِ، فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ، وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، بِاللَّبِنِ وَٱلْجَرِيدِ، وَأَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا، ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمانُ، فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً، وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ ٱلْمَنْقُوشَةِ وَٱلْقَصَّةِ، وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ، وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ. [رواه البخاري: ٤٤٦]

۲۸۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی چھت پر کھجور کی ڈالیاں تھیں اور ستون بھی کھجور کی لکڑی کے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں توسیع ضرور کی لیکن عمارت اسی طرح کی رکھی جیسے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھی یعنی کچی اینٹیں' ڈالیاں اور ستون اسی کھجور کی لکڑی کے بنائے گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کر کے بہت توسیع فرمائی یعنی اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے بنوائیں ستون بھی منقش پتھروں کے بنائے اور اس کی چھت ساگوان سے تیار کی

٤٢ - باب: ٱلتَّعَاوُنُ فِي بِنَاءِ ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۲: مسجد بنانے میں تعاون کرنا

٢٨١ : عن أَبي سعيدٍ الخدريِّ رضي الله عنه أَنَّهُ كانَ يحدِّثُ يومًا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ ٱلْمَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، فَيَنْفُضُ ٱلتُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: (وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ ٱلْفِئَةُ ٱلْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى ٱلْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى ٱلنَّارِ). قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِٱللهِ مِنَ ٱلْفِتَنِ.

۲۸۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن حدیث بیان کرتے ہوئے مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر کرنے لگے کہ ہم ایک ایک اینٹ اٹھاتے جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے عمار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔ یہ ان کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ اسے دوزخ کی دعوت دیں گے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا

[رواه البخاري: ٤٤٧]

کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اکثر کہا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

٤٣ - باب: مَنْ بَنَى مَسْجِداً

باب ۴۳: جو شخص مسجد بنائے (اس کی فضیلت کا بیان)

٢٨٢ : عَنْ عُثْمانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عِنْدَ قَوْلِ ٱلنَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّكُمْ أَكْثَرْتُمْ، وَإِنِّي سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ ٱللهِ، بَنَى ٱللهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي ٱلْجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٤٥٠]

۲۸۲۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے (منقش پتھر اور چونے سے) مسجد بنوائی تو لوگ اس کے متعلق باتیں کرنے لگے تب انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مسجد بنائے اور اس سے محض اللہ کی رضا مقصود ہو تو اللہ اس کے لئے اس جیسا گھر جنت میں بنا دیتا ہے۔

فوائد: علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ جو شخص مسجد بنوا کر اس پر اپنا نام کندہ کرا دیتا ہے وہ مخلص نہیں بلکہ نمود و نمائش کا خوگر ہے۔

٤٤ - باب: الأخذُ بِنُصُولِ ٱلنَّبلِ إذَا مَرَّ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۴: مسجد سے گزرے تو تیر کا پھل (نوک) پکڑ لے

٢٨٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ فِي ٱلْمَسْجِدِ وَمَعَهُ سِهَامٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا). [رواه البخاري: ٤٥١]

۲۸۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص مسجد نبوی سے تیر لئے گزر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ ان کے پھل تھامے رکھو۔

٤٥ - باب: ٱلْمُرُورُ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۵: مسجد سے گزرنا

٢٨٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى ٱلأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ مَرَّ فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا، أَوْ أَسْوَاقِنَا، بِنَبْلٍ، فَلْيَأْخُذْ عَلَى

۲۸۴۔ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہماری مسجدوں یا بازاروں سے تیر لئے ہوئے گزرے تو چاہئے کہ وہ ان کے پھل (نوکیں) تھامے رکھے

نِصَالِهَا، لاَ يَعْقِرْ بِكَفِّهِ مُسْلِمًا). تاکہ اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی نہ کردے۔

[رواه البخاري: ٤٥٢]

٤٦ - باب: ٱلشِّعْرُ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۶: مسجد میں شعر پڑھنا

٢٨٥ : عَنْ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ ٱلأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ ٱسْتَشْهد أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنْشُدُكَ ٱللهَ، هَلْ سَمِعْتَ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (يَا حَسَّانُ، أَجِبْ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، ٱللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ ٱلْقُدُسِ؟). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ.

[رواه البخاري: ٤٥٣]

۲۸۵۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے گواہی طلب کر رہے تھے کہ تمہیں اللہ کی قسم! بتاؤ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ اے اللہ تو حسان رضی اللہ عنہ کی روح القدس سے تائید فرما حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بولے کہ "ہاں" یعنی سنا ہے۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں شعر پڑھنا منع ہے تو اس سے مراد عشقیہ اور لغو قسم کے اشعار ہیں۔ (عون الباری:۱/۵۷۱)

٤٧ - باب: أَصْحَابُ ٱلْحِرَابِ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۴۷: برچھے والوں کا مسجد میں داخل ہونا

٢٨٦ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمًا عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَٱلْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي ٱلْمَسْجِدِ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ، أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ. في رواية: يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ. [رواه البخاري: ٤٥٤]

۲۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دراوزے پر کھڑے دیکھا اور حبشہ کے کچھ لوگ مسجد میں (جہادی مشقیں کرتے ہوئے) کھیل رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھے چھپا رہے تھے اور میں ان کا کھیل دیکھ رہی تھی ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اپنے ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو ہتھیار مسجد میں لے جانا جائز ہیں۔

٤٨ - باب: اَلتَّقَاضِي وَالمُلَازَمَةُ فِي الْمَسْجِدِ

باب ۴۸: مسجد میں قرض دار سے قرض کا تقاضا کرنا اور اس کے پیچھے پڑنا

٢٨٧ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مالِكٍ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ -: أَنَّهُ تَقَاضَى ٱبْنَ أَبي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي ٱلْمَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا، حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، فَنَادَى: (يَا كَعْبُ). قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا). وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ: أَيِ ٱلشَّطْرَ قَالَ: لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (قُمْ فَاقْضِهِ). [رواه البخاري: ٤٥٧]

۲۸۷۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد میں عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اس پر دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سن لیا آپ اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور حجرے کا پردہ اٹھا کر آواز دی اے کعب رضی اللہ عنہ! انہوں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا تم اپنے قرض میں کچھ کمی کردو' اور اشارہ فرمایا نصف کردو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا حکم سر آنکھوں پر' تب آپ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اٹھو اس کا قرض ادا کردو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کے پیش نظر مسجد میں بآواز بلند گفتگو کرنا جائز ہے البتہ بلاوجہ مسجد میں آواز بلند کرنے کی ممانعت ہے (عون الباری:۵۷۴/ج:۱)

٤٩ - باب: كَنْسِ ٱلْمَسْجِدِ وَالتِقَاطِ ٱلْخِرَقِ وَالقَذَى وَالعِيدَانِ

باب ۴۹: مسجد سے چیتھڑے کوڑا کرکٹ اور لکڑیاں اٹھانا اور اس کی صفائی کرنا

٢٨٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ، أَوِ ٱمْرَأَةً سَوْدَاءَ، كَانَ يَقُمُّ ٱلْمَسْجِدَ، فَمَاتَ، فَسَأَلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَنْهُ، فَقَالُوا: مَاتَ، قَالَ: (أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ، دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ، أَوْ قَالَ قَبْرِهَا). فَأَتَى قَبْرَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا. [رواه البخاري: ٤٥٨]

۲۸۸۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی وہ فوت ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے اس کی بابت پوچھا' انہوں نے کہا: ”وہ تو فوت ہوگئی۔“ آپ نے فرمایا: ”بھلا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی' اچھا اب مجھے اس کی قبر بتاؤ۔“ پھر اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد: بیہقی کی روایت میں ہے کہ یہ ام محجن نامی عورت تھی جو مسجد سے چیتھڑے اور تنکے وغیرہ چنا کرتی تھی نیز معلوم ہوا کہ قبر پر نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے۔

٥٠ - باب: تَحْرِيمُ تِجَارَةِ ٱلْخَمْرِ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۵۰: مسجد میں شراب کی تجارت کو حرام کہنا

٢٨٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ ٱلآيَاتُ مِنْ سُورَةِ ٱلْبَقَرَةِ فِي ٱلرِّبَا، خَرَجَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى ٱلنَّاسِ، ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ ٱلْخَمْرِ. [رواه البخاري: ٤٥٩]

۲۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب سود کے متعلق سورہ بقرہ کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو وہ آیات پڑھ کر سنائیں پھر فرمایا کہ شراب کی تجارت بھی حرام ہے۔

فوائد: اس باب کا مقصد یہ ہے کہ ممانعت کی غرض سے برے کاموں اور فحش باتوں کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے۔

٥١ - باب: ٱلأَسِيرُ أَوِ ٱلْغَرِيمُ يُرْبَطُ فِي ٱلْمَسْجِدِ

باب ۵۱: قیدی یا قرضدار کو مسجد میں باندھنا

٢٩٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ: قَالَ: (إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ ٱلْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ ٱلْبَارِحَةَ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - لِيَقْطَعَ عَلَيَّ ٱلصَّلاَةَ، فَأَمْكَنَنِي ٱللهُ مِنْهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي ٱلْمَسْجِدِ، حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ: ﴿رَبِّ ٱغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيٓ﴾). [رواه البخاري: ٤٦١]

۲۹۰۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ رات اچانک ایک سرکش جن مجھ سے ٹکرا گیا یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ ارشاد فرمایا تاکہ میری نماز میں خلل ڈالے مگر اللہ نے مجھے اس پر قابو دے دیا میں نے چاہا کہ اسے مسجد میں کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کے وقت تم بھی اس کو دیکھ لو پھر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی۔

"اے میرے رب! مجھے معاف کر اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر جو میرے بعد کسی اور کے لئے سزاوار نہ ہو"

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اس شریر جن کو بعد میں قید کرنے کا ارادہ فرمایا امام بخاری نے قرض دار کو اسی پر قیاس کیا ہے۔ (عون الباری:۱/۵۷۷)

٥٢ - باب: اَلْخَيْمَةُ فِي اَلْمَسْجِدِ لِلْمَرْضَى وَغَيْرِهِمْ

باب ۵۲: مسجد میں بیماروں اور دوسروں کے لئے خیمہ لگانا

٢٩١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قَالَتْ: أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ ٱلْخَنْدَقِ فِي ٱلأَكْحَلِ، فَضَرَبَ ٱلنَّبِيُّ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي ٱلْمَسْجِدِ، لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ، فَلَمْ يَرُعْهُمْ، وَفِي ٱلْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، إِلَّا ٱلدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ، فَقَالُوا: يَا أَهْلَ ٱلْخَيْمَةِ، مَا هٰذَا ٱلَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ؟ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا، فَمَاتَ فِيهَا. [رواه البخاري: ٤٦٣]

۲۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جنگ خندق کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ہفت اندام کی رگ میں (تیر کا) زخم لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تاکہ نزدیک سے ان کی عیادت کر لیا کریں اور مسجد میں بنو غفار کا خیمہ بھی تھا' اچانک ان کی طرف سے خون بہہ کر آنے لگا تو لوگ اس سے خوفزدہ ہوئے کہنے لگے۔ اے خیمہ والو! یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آرہا ہے دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا آخر وہ اسی زخم سے فوت ہوگئے۔

٥٣ - باب: إِدْخَالُ ٱلْبَعِيرِ فِي ٱلْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ

باب ۵۳: ضرورت کے وقت اونٹ کو مسجد میں لانا

٢٩٢ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي، قَالَ: (طُوفِي مِنْ وَرَاءِ ٱلنَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ). فَطُفْتُ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ ٱلْبَيْتِ، يَقْرَأُ بِٱلطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ. [رواه البخاري: ٤٦٤]

۲۹۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیماری کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو لوگوں کے پیچھے پیچھے سواری پر بیٹھ کر طواف کرلے چنانچہ میں نے سوار ہوکر طواف کیا اور رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پہلو میں کھڑے نماز میں سورۃ والطور تلاوت فرما رہے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مسجد میں حلال جانور لایا جا سکتا ہے بشرطیکہ مسجد کی آلودگی کا اندیشہ نہ ہو (عون الباری:۱/۵۷۹)

٥٤ - باب:

باب ۵۴:

٢٩٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، خَرَجَا مِنْ عِنْدِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَمَعَهُمَا مِثْلُ ٱلْمِصْبَاحَيْنِ، يُضِيئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ، حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ. [رواه البخاري: ٤٦٥]

۲۹۳۔ حضرت انس بناتشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو صحابہ آپ کے پاس سے اندھیری رات میں نکلے ان دونوں کے ساتھ دو چراغ جیسے روشن تھے جو ان کے سامنے روشنی دے رہے تھے جب وہ دونوں علیحدہ ہوگئے تو ہر ایک کے ساتھ ان میں سے ایک ایک ہو گیا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

فوائد: اس حدیث سے اندھیری رات میں مسجد کی طرف آنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے (عون الباری:۱/۵۸۰)

٥٥ - باب: ٱلْخَوْخَةُ وَٱلْمَمَرُّ فِي ٱلْمسجِدِ

باب ۵۵: مسجد میں کھڑکی اور گزر گاہ رکھنا

٢٩٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (إِنَّ ٱللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ ٱلدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ ٱللهِ). فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: مَا يُبْكِي هٰذَا ٱلشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ ٱللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ ٱلدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ ٱللهِ، فَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ هُوَ ٱلْعَبْدُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا، قَالَ: (يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ، إِنَّ أَمَنَّ ٱلنَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ

۲۹۴۔ حضرت ابو سعید خدری بناتشہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہے یا جو اللہ کے پاس ہے اسے اختیار کرے تو اس نے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق بناتشہ رونے لگے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بوڑھا کس لئے روتا ہے؟ بات تو صرف یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندے کو دنیا یا آخرت دونوں میں سے جسے چاہے پسند کرنے کا اختیار دیا ہے پس اس نے آخرت کو پسند کیا ہے (تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ مگر بعد میں یہ راز کھلا کہ) بندے سے مراد خود رسول اللہ ﷺ تھے

ٱلإِسْلاَمِ وَمَوَدَّتُهُ، لاَ يَبْقَيَنَّ فِي ٱلْمَسْجِدِ بَابٌ إِلاَّ سُدَّ، إِلاَّ بَابَ أَبِي بَكْرٍ). [رواه البخاري: ٤٦٦]

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم مت روؤ میں لوگوں میں سے کسی کے مال اور صحبت کا اتنا زیر بار نہیں جتنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہوں اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اسلامی اخوت ومحبت ضرور ہے دیکھو مسجد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کردیئے جائیں۔

فوائد: اس حدیث میں آپ کی خلافت کی طرف اشارہ تھا کہ خلافت کے زمانہ میں نماز پڑھانے کے لئے آنے جانے سے سہولت رہے گی۔

٢٩٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما - قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ ٱلَّذِي مَاتَ فِيهِ، عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ، فَقَعَدَ عَلَى ٱلْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ ٱللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ ٱلنَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ ٱلنَّاسِ خَلِيلًا لاَتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنْ خُلَّةُ ٱلإِسْلاَمِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هٰذَا ٱلْمَسْجِدِ، غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ). [رواه البخاري: ٤٦٧]

٢٩٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مرض وفات میں ایک پٹی سے اپنے سر کو باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر فروکش ہوئے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اپنی جان اور مال کو مجھ پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ اور کوئی خرچ کرنے والا نہیں اور میں لوگوں میں سے اگر کسی کو دلی دوست بناتا تو یقیناً ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اسلامی دوستی سب سے بڑھ کر ہے دیکھو! میری طرف سے ہر وہ کھڑکی جو اس مسجد میں کھلتی ہے بند کردو صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کو رہنے دو۔

٥٦ - باب: ٱلأَبْوَابُ وَٱلْغَلَقُ لِلْكَعْبَةِ وَٱلْمَسَاجِدِ

باب ٥٦: کعبہ اور دیگر مساجد کیلئے دروازے چٹخنی اور تالا لگانا

٢٩٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ

٢٩٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُما: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَدِمَ مَكَّةَ، فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ، فَفَتَحَ ٱلْبَابَ، فَدَخَلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، وَبِلاَلٌ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَعُثْمانُ بْنُ طَلْحَةَ، ثُمَّ أُغْلِقَ ٱلْبَابُ، فَلَبِثَ فِيهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَجُوا. قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلاَلًا، فَقَالَ: صَلَّى فِيهِ، فَقُلْتُ: فِي أَيٍّ؟ قَالَ: بَيْنَ ٱلأُسْطُوَانَتَيْنِ. قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى. [رواه البخاري: ٤٦٨]

کہ رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے (چابی بردار) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے بیت اللہ کا دروازہ کھول دیا پھر رسول اللہ ﷺ‘ حضرت بلال‘ اسامہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم اندر گئے بعد ازیں دروازہ بند کرلیا گیا۔ آپ وہاں تھوڑی دیر رہے پھر سب باہر نکلے خود ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں جلد اٹھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے جاکر پوچھا تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی میں نے پوچھا کس مقام پر تو انہوں نے کہا دونوں ستونوں کے درمیان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ بات پوچھنے سے رہ گئی کہ آپ نے کتنی رکعات پڑھی تھیں؟

٥٧ - باب: ٱلحِلَقُ وَٱلجُلُوسُ فِي ٱلمَسجِدِ

باب ۵۷: مسجد میں حلقے بنانا اور بیٹھنا

٢٩٧ : وعَنْه رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ٱلنَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عَلَى ٱلْمِنْبَرِ: مَا تَرَى فِي صَلاَةِ ٱللَّيْلِ؟ قَالَ: (مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ ٱلصُّبْحَ صَلَّى وَاحِدَةً، فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلَّى). وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ٱجْعَلُوا آخِرَ صَلاَتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا، فَإِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِهِ. [رواه البخاري: ٤٧٢]

۲۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا: رات کی نماز کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا دو دو رکعت ادا کی جائیں۔ اگر کسی کو صبح ہوجانے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت اور پڑھے وہ سابقہ ساری نماز کو وتر کردے گی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رات کی نماز کے آخر میں وتر پڑھا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے وتر کی ایک رکعت پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

٥٨ - باب: ٱلاستِلقَاءُ فِي ٱلمَسجِدِ

باب ۵۸: مسجد میں چت لیٹنا

٢٩٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَيْدٍ ٱلأَنْصَارِيّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي ٱلْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى ٱلأُخْرَى. [رواه البخاري: ٤٧٥]

۲۹۸۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کو مسجد میں چت لیٹے اور پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد: اگر اس طرح لیٹنے سے ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو پھر اس کی ممانعت ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے۔ (عون الباری:۱/۵۸۶) نوٹ: اگر پاؤں کو پاؤں پر رکھا جائے تو ستر کھلنے کا اندیشہ نہیں۔ ہاں اگر پاؤں کو گھٹنے پر رکھنے سے ستر کھلنے کا اندیشہ ہے۔ (علوی)

٥٩ - باب: ٱلصَّلاةُ فِي مَسْجِدِ ٱلسُّوقِ

باب ۵۹: بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا

٢٩٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (صَلاةُ ٱلْجَمِيعِ تَزِيدُ عَلَى صَلاَتِهِ فِي بَيْتِهِ، وَصَلاَتِهِ فِي سُوقِهِ، خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ، وَأَتَى ٱلْمَسْجِدَ، لاَ يُرِيدُ إِلَّا ٱلصَّلاَةَ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلاَّ رَفَعَهُ ٱللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيئَةً، حَتَّى يَدْخُلَ ٱلْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ ٱلْمَسْجِدَ، كَانَ فِي صَلاَةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ، وَتُصَلِّي - يَعْنِي - عَلَيْهِ ٱلْمَلاَئِكَةُ، مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ ٱلَّذِي يُصَلِّي فِيهِ: ٱللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لَهُ، ٱللَّهُمَّ ٱرْحَمْهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ). [رواه البخاري: ٤٧٧]

۲۹۹۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نماز باجماعت گھر اور بازار کی نماز سے پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اس لئے کہ جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں نماز ہی کے ارادہ سے آئے تو مسجد میں پہنچنے تک جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس پر اللہ ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور جب وہ مسجد میں پہنچ جاتا ہے تو جب تک نماز کے لئے وہاں رہے تو اسے نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے اور جب تک وہ اپنے اس مقام میں رہے جہاں نماز پڑھتا ہے فرشتے اس کے لئے یوں دعا کرتے ہیں' اللہ اسے معاف کردے اللہ اس پر رحم فرما یہ اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔

٦٠ - باب: تَشْبِيكُ ٱلْأَصَابِعِ فِي ٱلْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

باب ٦٠: مسجد وغیرہ میں (ہاتھوں کی) انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کرنا

٣٠٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱلْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا). وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ. [رواه البخاري: ٤٨١]

٣٠٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کے ایک حصہ سے دوسرے حصے کو تقویت ملتی ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل فرمایا

فوائد: بعض احادیث میں ایسا کرنے کی ممانعت ہے امام بخاری کے نزدیک ان کی صحت محل نظر ہے یا وہ دوران نماز ایسا کرنے پر محمول ہیں۔ آپ نے ضرورت کے تحت تمثیل کے لئے ایسا کیا۔

٣٠١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِحْدَى صَلاَتَي ٱلْعَشِيِّ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي ٱلْمَسْجِدِ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ، وَوَضَعَ يَدَهُ ٱلْيُمْنَى عَلَى ٱلْيُسْرَى، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، وَوَضَعَ خَدَّهُ ٱلْأَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ ٱلْيُسْرَى، وَخَرَجَتِ ٱلسَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ ٱلْمَسْجِدِ، فَقَالُوا: قَصُرَتِ ٱلصَّلاَةُ؟ وَفِي ٱلْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ، وَفِي ٱلْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ، يُقَالُ لَهُ ذُو ٱلْيَدَيْنِ، قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتِ ٱلصَّلاَةُ؟ قَالَ: (لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ). فَقَالَ: (أَكَمَا

٣٠١۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں زوال کے بعد کی نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی اور آپ نے دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا اس کے بعد مسجد میں گاڑی ہوئی ایک لکڑی کی طرف گئے اس پر آپ نے ٹیک لگا لیا گویا آپ ناراض تھے اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا اور اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل فرمایا اور اپنا دایاں رخسار بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ لیا جلدباز تو مسجد کے دروازوں سے نکل گئے اور مسجد میں حاضر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کیا نماز کم کر دی گئی؟ اس وقت لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے مگر ان دونوں نے آپ سے گفتگو کرنے سے ہیبت محسوس کی ایک شخص جس کے ہاتھ کچھ لمبے تھے اور اسے ذوالیدین بھی کہا جاتا تھا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھول گئے ہیں

يَقُولُ ذُو ٱلْيَدَيْنِ؟). فَقَالُوا: نَعَمْ، فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، ثُمَّ سَلَّمَ. [رواه البخاري: ٤٨٢]

یا نماز کم کردی گئی ہے آپ نے فرمایا نہ میں بھولا ہو اور نہ ہی نماز کم کی گئی ہے پھر آپ نے فرمایا کیا ذوالیدین صحیح کہتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا "جی ہاں" یہ سن کر آپ آگے بڑھے اور جتنی نماز رہ گئی تھی اسے ادا کیا پھر سلام پھیرا اس کے بعد آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ (سہو) کیا جو عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا تھا پھر آپ نے سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ کیا جو اپنے عام سجدوں کی طرح یا اس سے کچھ طویل تھا پھر سر اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور سلام پھیر دیا۔

٦١ - باب: ٱلْمَسَاجِدُ ٱلَّتِي عَلَى طُرُقِ ٱلْمَدِينَةِ وَٱلْمَوَاضِعِ ٱلَّتِي صَلَّى فِيهَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ

باب ٦١: مدینہ کے راستہ میں واقع مساجد اور وہ مقامات جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی

٣٠٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي أَمَاكِنَ مِنَ ٱلطَّرِيقِ ويقولُ: إِنَّهُ رَأَى ٱلنَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فِي تِلْكَ ٱلأَمْكِنَةِ. [رواه البخاري: ٤٨٣]

٣٠٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہ مکہ اور مدینہ کے راستہ میں متعدد مقامات پر نماز پڑھا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان جگہوں پر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

٣٠٣ : وعَنْه رضي الله عنه: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، كَانَ يَنْزِلُ بِذِي ٱلْحُلَيْفَةِ حِينَ يَعْتَمِرُ، وَفِي حَجَّتِهِ حِينَ حَجَّ، تَحْتَ سَمُرَةٍ، فِي مَوْضِعِ ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بِذِي ٱلْحُلَيْفَةِ، وَكَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوٍ، كَانَ فِي تِلْكَ ٱلطَّرِيقِ، أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، هَبَطَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ، فَإِذَا ظَهَرَ

٣٠٣۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرہ کے لئے جاتے اسی طرح حجۃ الوداع میں جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو ذوالحلیفہ میں اس کیکر کے نیچے پڑاؤ کرتے جہاں اب مسجد ذوالحلیفہ ہے اور جب آپ جہاد' حج یا عمرہ سے (مدینہ) واپس آتے اور اس راستہ میں سے گزرتے تو وادی عقیق کے نشیب میں اترتے جب وہاں سے اوپر چڑھتے تو اپنی اونٹنی کو

مِنْ بَطْنِ وَادٍ، أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ ٱلَّتِي عَلَى شَفِيرِ ٱلْوَادِي ٱلشَّرْقِيَّةِ، فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتَّى يُصْبِحَ، لَيْسَ عِنْدَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بِحِجَارَةٍ، وَلاَ عَلَى ٱلأَكَمَةِ ٱلَّتِي عَلَيْهَا ٱلْمَسْجِدُ، كَانَ ثَمَّ خَلِيجٌ يُصَلِّي عَبْدُ ٱللهِ عِنْدَهُ، فِي بَطْنِهِ كُثُبٌ، كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ثَمَّ يُصَلِّي، فَدَحَا فِيهِ ٱلسَّيْلُ بِالْبَطْحَاءِ، حَتَّى دَفَنَ ذَلِكَ ٱلْمَكَانَ، ٱلَّذِي كَانَ عَبْدُ ٱللهِ يُصَلِّي فِيهِ. [رواه البخاري: ٤٨٤]

بطحاء میں بٹھاتے جو وادی کے مشرقی کنارے پر ہے اور آخر شب میں وہیں آرام فرماتے یہاں تک صبح ہو جاتی یہ مقام اس مسجد کے پاس نہیں جو پتھروں پر بنی ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جس پر مسجد ہے بلکہ اس جگہ ایک گہرا نالہ تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اس کے اندر کچھ (ریت کے) ٹیلے تھے رسول اللہ ﷺ وہیں نماز پڑھتے تھے (راوی کہتا ہے) لیکن اب نالے کی رو (پانی کے بہاؤ) نے وہاں کنکریاں بچھا دی ہیں اور اس مقام کو چھپا دیا ہے جہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان مقامات پر بطور تبرک واتباع نماز پڑھتے تھے ویسے تو رسول اللہ ﷺ کا ہر قول' ہر فعل اور ہر نقش قدم ہمارے لئے باعث خیر وبرکت ہے مگر تبرکات انبیاء کے نام سے جو افراط وتفریط کی جاتی ہے وہ بھی حد درجہ قابل مذمت ہے جیسا کہ بعض لوگ آپ کے پیشاب اور فضلات کو بھی پاک کہتے ہیں نیز ان احادیث میں جن مساجد کا ذکر ہے ان میں سے اکثر لاپتہ ہو چکی ہیں اس کے وہ درخت اور نشانات بھی ختم ہو چکے ہیں صرف مسجد ذو الحلیفہ کی شناخت ہو سکتی ہے باقی رہے نام اللہ کا۔

٣٠٤ : وحدَّث عبدُ الله: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى حَيْثُ ٱلْمَسْجِدُ ٱلصَّغِيرُ، ٱلَّذِي دُونَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بِشَرَفِ ٱلرَّوْحَاءِ، وَكَانَ عَبْدُ ٱللهِ يَعْلَمُ ٱلْمَكَانَ ٱلَّذِي كَانَ صَلَّى فِيهِ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، يَقُولُ: ثَمَّ عَنْ يَمِينِكَ، حِينَ تَقُومُ فِي ٱلْمَسْجِدِ تُصَلِّي، وَذَلِكَ ٱلْمَسْجِدُ عَلَى حَافَةِ ٱلطَّرِيقِ ٱلْيُمْنَى، وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ، بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلأَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ،

٣٠٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں بھی نماز پڑھی جہاں اب چھوٹی سی مسجد ہے اس مسجد کے قریب جو روحاء کی بلندی پر واقع ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس مقام کی نشاندہی کرتے تھے جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی تھی اور کہتے تھے کہ جب تو مسجد میں نماز پڑھے تو وہ جگہ تیرے دائیں ہاتھ کی طرف پڑتی ہے اور یہ چھوٹی مسجد مکہ کو جاتے ہوئے راستہ کے دائیں کنارے پر واقع ہے اس کے اور بڑی مسجد کے درمیان کم وبیش پتھر

أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ. [رواه البخاري: ٤٨٥]

پھینکنے کی مسافت ہے۔

٣٠٥ : وَكَانَ عبدُ اللهِ يُصَلِّي إِلَى ٱلْعِرْقِ ٱلَّذِي عِنْدَ مُنْصَرَفِ ٱلرَّوْحَاءِ، وَذَلِكَ ٱلْعِرْقُ ٱنْتِهَاءُ طَرَفِهِ عَلَى حَافَةِ ٱلطَّرِيقِ، دُونَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْمُنْصَرَفِ، وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ، وَقَدِ ٱبْتُنِيَ ثَمَّ مَسْجِدٌ، فَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ ٱللهِ يُصَلِّي فِي ذَلِكَ ٱلْمَسْجِدِ، كَانَ يَتْرُكُهُ عَنْ يَسَارِهِ وَوَرَاءَهُ، وَيُصَلِّي أَمَامَهُ إِلَى ٱلْعِرْقِ نَفْسِهِ. وَكَانَ عَبْدُ ٱللهِ يَرُوحُ مِنَ ٱلرَّوْحَاءِ، فَلاَ يُصَلِّي ٱلظُّهْرَ حَتَّى يَأْتِيَ ذَلِكَ ٱلْمَكَانَ، فَيُصَلِّي فِيهِ ٱلظُّهْرَ، وَإِذَا أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ، فَإِنْ مَرَّ بِهِ قَبْلَ ٱلصُّبْحِ بِسَاعَةٍ، أَوْ مِنْ آخِرِ ٱلسَّحَرِ، عَرَّسَ حَتَّى يُصَلِّيَ بِهَا ٱلصُّبْحَ. [رواه البخاري: ٤٨٦]

٣٠٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس چھوٹی سی پہاڑی کے پاس بھی نماز پڑھا کرتے تھے جو روحاء کے خاتمہ پر ہے اس پہاڑی کا سلسلہ راستے کے آخری کنارے پر جا کر ختم ہوجاتا ہے مکہ کو جاتے ہوئے اس مسجد کے قریب جو اس کے اور روحاء کے آخری حصے کے درمیان ہے وہاں ایک اور مسجد بن گئی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس مسجد میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے بلکہ اسے اپنی بائیں طرف اور پیچھے چھوڑ دیتے اور اس کے آگے خود پہاڑی کے پاس نماز پڑھتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زوال آفتاب کے بعد روحاء سے چلتے پھر ظہر کی نماز اس مقام پر پہنچ کر ادا کرتے اور جب مکہ سے (مدینہ) آتے تو صبح ہونے سے کچھ وقت پہلے یا سحری کے آخری وقت وہاں پڑاؤ کرتے اور فجر کی نماز ادا کرتے۔

٣٠٦ : وحدَّث عبدُ اللهِ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ، دُونَ ٱلرُّوَيْثَةِ، عَنْ يَمِينِ ٱلطَّرِيقِ وَوُجَاهِ ٱلطَّرِيقِ، فِي مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ، حَتَّى يُفْضِيَ مِنْ أَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيدِ ٱلرُّوَيْثَةِ بِمِيلَيْنِ، وَقَدِ ٱنْكَسَرَ أَعْلاَهَا فَانْثَنَى فِي جَوْفِهَا، وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلَى سَاقٍ، وَفِي سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيرَةٌ. [رواه البخاري: ٤٨٧]

٣٠٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام رویثہ کے قریب راستہ کی دائیں جانب کشادہ' نرم اور ہموار جگہ میں ایک گھنے درخت کے نیچے اترتے یہاں تک کہ اس ٹیلے سے بھی آگے گزر جاتے جو رویثہ کے راستے سے دو میل کے قریب ہے اس درخت کا بالائی حصہ ٹوٹ گیا ہے اب درمیان سے خمیدہ ہوکر اپنے تنے پر کھڑا ہے اس کی جڑ میں بہت سے ریت کے ٹیلے ہیں۔

٣٠٧ : وَحدَّث عبدُ الله: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، صَلَّى فِي طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ ٱلْعَرْجِ، وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى هَضْبَةٍ، عِنْدَ ذَلِكَ ٱلْمَسْجِدِ قَبْرَانِ أَوْ ثَلاَثَةٌ، عَلَى ٱلْقُبُورِ رَضْمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِينِ ٱلطَّرِيقِ، عِنْدَ سَلِمَاتِ ٱلطَّرِيقِ، بَيْنَ أُولَئِكَ ٱلسَّلِمَاتِ، كَانَ عَبْدُ ٱللهِ يَرُوحُ مِنَ ٱلْعَرْجِ، بَعْدَ أَنْ تَمِيلَ ٱلشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ، فَيُصَلِّي ٱلظُّهْرَ فِي ذَلِكَ ٱلْمَسْجِدِ. [رواه البخاري: ٤٨٨]

٣٠٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس ٹیلے کے کنارے پر بھی نماز پڑھی جہاں سے پانی اترتا ہے یہ مقام ہضبہ کو جاتے ہوئے عرج کے پیچھے واقعہ ہے' اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں ان پر اوپر تلے پتھر رکھے ہوئے ہیں یہ راستہ سے دائیں جانب ان بڑے پتھروں کے پاس ہے جو راستہ پر واقع ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دوپہر کو زوال کے بعد عرج سے ان بڑے پتھروں کے درمیان چلتے پھر ظہر کی نماز اس مسجد میں ادا کرتے۔

٣٠٨ : قال عبدُ اللهِ: ونزل رسولُ الله ﷺ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ ٱلطَّرِيقِ، فِي مَسِيلٍ دُونَ هَرْشَى، ذَلِكَ ٱلمسِيلُ لاَصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشَى، بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلطَّرِيقِ قَرِيبٌ مِنْ غَلْوَةٍ. وَكَانَ عَبْدُ ٱللهِ يُصَلِّي إِلَى سَرْحَةٍ، هِيَ أَقْرَبُ ٱلسَّرَحَاتِ إِلَى ٱلطَّرِيقِ، وَهِيَ أَطْوَلُهُنَّ. [رواه البخاري: ٤٨٩]

٣٠٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان بڑے درختوں کے پاس اترے جو راستہ کے بائیں جانب ہرشی پہاڑی کے پاس وادی میں ہیں یہ وادی ہرشی کے کنارے سے مل گئی ہے۔ وادی اور راستہ کے درمیان ایک تیر پھینکنے کا فاصلہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بڑے درخت کے پاس نماز پڑھتے جو وہاں تمام درختوں سے بڑا اور راستہ کے زیادہ قریب تھا۔

٣٠٩ : وَيقولُ: إِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَنْزِلُ فِي ٱلمَسِيلِ ٱلَّذِي فِي أَدْنَى مَرِّ ٱلظَّهْرَانِ، قِبَلَ ٱلْمَدِينَةِ، حِينَ يَهْبِطُ مِنَ ٱلصَّفْرَاوَاتِ، يَنْزِلُ فِي بَطْنِ ذَلِكَ ٱلْمَسِيلِ عَنْ يَسَارِ ٱلطَّرِيقِ، وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ،

٣٠٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس وادی میں پڑاؤ کرتے جو مرالظہران کے نشیب میں مقام صفوات سے اترتے وقت مدینہ کی جانب ہے آپ اس وادی کے نشیب میں پڑاؤ کرتے جو مکہ جاتے ہوئے راستہ کی بائیں جانب واقع ہے۔ آپ جہاں اترتے اس میں اور

لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَبَيْنَ ٱلطَّرِيقِ إِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ. [رواه البخاري: ٤٩٠]

عام راستہ کے درمیان ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا۔

٣١٠ : قَالَ: وكانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ، كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى، وَيَبِيتُ حَتَّى يُصْبِحَ، ثُمَّ يُصَلِّي ٱلصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ، وَمُصَلَّى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ، لَيْسَ فِي ٱلْمَسْجِدِ ٱلَّذِي بُنِيَ ثَمَّ، وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ. [رواه البخاري: ٤٩١]

۳۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مقام ذی طوی میں اترا کرتے اور رات یہیں گزارا کرتے تھے صبح ہوتی تو نماز فجر یہیں پڑھ کر مکہ مکرمہ کو روانہ ہوتے' یہاں آپ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے ٹیلے پر تھی یہ وہ جگہ نہیں جہاں آج مسجد بنی ہوئی ہے بلکہ اس کے نشیب میں وہ بڑے ٹیلے پر واقع تھی۔

٣١١ : وَأَنَّ عَبْدَ ٱللهِ يُحدِّثُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ ٱسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ ٱلْجَبَلِ، ٱلَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْجَبَلِ ٱلطَّوِيلِ نَحْوَ ٱلْكَعْبَةِ، فَجَعَلَ ٱلْمَسْجِدَ ٱلَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ ٱلْمَسْجِدِ بِطَرَفِ ٱلأَكَمَةِ، وَمُصَلَّى ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى ٱلأَكَمَةِ ٱلسَّوْدَاءِ، تَدَعُ مِنَ ٱلأَكَمَةِ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا، ثُمَّ تُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ ٱلْفُرْضَتَيْنِ مِنَ ٱلْجَبَلِ ٱلَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ ٱلْكَعْبَةِ. [رواه البخاري: ٤٩٢]

۳۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی بیان کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پہاڑ کے دونوں دروں کا رخ کیا جو اس کے اور جبل طویل کے درمیان کعبہ کی سمت میں ہے۔ آپ اس مسجد کو جو ٹیلے کے کنارے پر اب وہاں تعمیر ہوئی ہے اپنی بائیں جانب کر لیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہی مائل ٹیلے پر تھی (اگر تو ٹیلے سے کم وبیش دس ہاتھ چھوڑ کر وہاں نماز پڑھے تو تیرا رخ سیدھا پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی طرف ہوگا یعنی وہ پہاڑی جو تیرے اور بیت اللہ کے درمیان واقع ہے

٦٢ - باب: سُتْرَةُ ٱلإِمَامِ سُتْرَةٌ لِمَنْ خَلْفَهُ

باب ۶۲: امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے بھی ہے

٣١٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ إِذَا

۳۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن (نماز کے

خَرَجَ يَوْمَ ٱلْعِيدِ، أَمَرَنَا بِحَرْبَةٍ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَٱلنَّاسُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي ٱلسَّفَرِ، فَمِنْ ثَمَّ ٱتخذَهَا ٱلأُمَرَاءُ. [رواه البخاري: ٤٩٤]

لئے) نکلتے تو برچھا کے متعلق ہمیں حکم دیتے تب وہ آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا آپ اس کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے دوران سفر بھی آپ ایسا ہی کرتے چنانچہ (مسلمانوں) کے خلفاء نے اس وجہ سے برچھا ساتھ رکھنے کی عادت اپنالی ہے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اظہار افسوس کرتے ہیں کہ ان روساء نے برچھا بردار تو رکھ لئے ہیں لیکن نماز کو نظرانداز کر دیا جو اسلام کی عظیم نشانی ہے۔

٣١٣ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، ٱلظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَٱلْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ ٱلْمَرْأَةُ وَٱلْحِمَارُ. [رواه البخاري: ٤٩٥]

۳۱۳۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی بطحاء میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے نیزہ گاڑ دیا گیا آپ نے (سفر کی وجہ سے) ظہر کی دو رکعتیں ادا کیں اسی طرح عصر کی بھی دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔

فوائد: آپ کے سامنے گذرنے کا مطلب یہ ہے کہ نصب کردہ سترہ کے آگے عورتیں وغیرہ گذرتی تھیں جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی وضاحت ہے۔ (الصلوۃ:۴۹۹)

٦٣ - باب: قَدْرُ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَينَ ٱلْمُصَلِّي وَٱلسُّتْرَةِ

باب ۶۳: نمازی اور سترہ میں فاصلہ کی مقدار

٣١٤ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَبَيْنَ ٱلْجِدَارِ مَمَرُّ ٱلشَّاةِ. [رواه البخاري: ٤٩٦]

۳۱۴۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز اور سامنے کی دیوار کے درمیان اس قدر فاصلہ تھا کہ ایک بکری گزر سکتی تھی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نمازی کو سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہئے ایک روایت میں نمازی اور سترہ کا درمیانی فاصلہ تین ہاتھ بتایا گیا ہے۔

٦٤ - باب: ٱلصَّلَاةُ إِلَى ٱلْعَنَزَةِ

باب ۶۴: نیزہ کی طرف نماز پڑھنا

٣١٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا

۳۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لئے

خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ، وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ، أَوْ عَصًا، أَوْ عَنَزَةٌ، وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ ٱلإِدَاوَةَ. [رواه البخاري: ٥٠٠]

نکلتے تو میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے ساتھ جاتے ہمارے پاس نوک دار لکڑی یا ڈنڈا یا نیزہ ہوتا اور پانی کی چھاگل بھی ہمراہ لے جاتے جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوتے تو ہم چھاگل آپ کو دے دیتے۔

٦٥ - باب: ٱلصَّلَاةُ إِلَى ٱلأُسْطُوَانَةِ

باب ٦٥: ستون کی آڑ میں نماز پڑھنا

٣١٦ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ ٱلأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ ٱلأُسْطُوَانَةِ ٱلَّتِي عِنْدَ ٱلْمُصْحَفِ، فَقِيل له: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَاكَ تَتَحَرَّى ٱلصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ ٱلأُسْطُوَانَةِ؟ قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى ٱلصَّلَاةَ عِنْدَهَا. [رواه البخاري: ٥٠٢]

٣١٦۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ہمیشہ اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے جہاں قرآن شریف رکھا رہتا تھا ان سے پوچھا گیا کہ اے ابو مسلم! تم اس ستون کے قریب ہی نماز پڑھنے کی کوشش کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے وہ کوشش سے اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کی بات ہے جبکہ قرآن مجید صندوق میں محفوظ کر کے ایک ستون کے پاس رکھا جاتا تھا اور اس ستون کو اسطوانۃ المصحف کہتے تھے اس کو اسطوانۃ المہاجرین بھی کہتے تھے کیونکہ مہاجرین وہاں جمع ہوتے تھے (عون الباری:١/٦٠١)

٦٦ - باب: ٱلصَّلَاةُ بَيْنَ ٱلسَّوَارِي فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ

باب ٦٦: اکیلے نمازی کا دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا

٣١٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: حديثُ دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ الكَعْبَةَ قال: فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ: مَا صَنَعَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ، وَعَمُودًا عَنْ يَمِينِهِ، وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ، وَكَانَ ٱلْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ

٣١٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کے کعبہ میں داخل ہونے کی روایت ہے کہ جس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیت اللہ سے باہر آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر کیا کیا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے ایک ستون کو تو اپنی دائیں جانب اور ایک کو بائیں جانب اور تین ستونوں کو اپنے عقب میں کر لیا (پھر

أَعْمِدَةٍ. وَفِي رِوَايَةٍ: عَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ. [رواه البخاري: ٥٠٥]

آپ نے نماز پڑھی) اس وقت کعبہ کی عمارت چھ ستون پر تھی ایک روایت ہے کہ آپ نے دو ستونوں کو اپنی دائیں جانب کیا تھا۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا منع ہے یہ اس وقت جو جماعت ہو رہی ہو کیونکہ ایسا کرنے سے صف بندی میں خلل آتا ہے۔ (عون الباری:۶۰۲/۱)

٦٧ - باب: الصَّلَاةُ إِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْبَعِيرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ

باب ٦٧: سواری اونٹ' درخت اور پالان کی طرف نماز پڑھنا

٣١٨ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا، قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ ٱلرِّكَابُ؟ قَالَ: كَانَ يَأْخُذُ هٰذَا ٱلرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهُ، فَيُصَلِّي إِلَى آخِرَتِهِ، أَوْ قَالَ مُؤَخَّرِهِ، وَكَانَ ٱبْنُ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ٥٠٧]

۳۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری کو چوڑائی میں بٹھا دیتے پھر اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ نافع سے پوچھا گیا کہ جب سواریاں چرنے کے لئے چلی جاتیں تو اس وقت کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ آپ اس پالان کو سامنے کر لیتے اور اس کے آخری یا پچھلے حصہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی عمل تھا۔

٦٨ - باب: الصَّلَاةُ إِلَى ٱلسَّرِيرِ

باب ٦٨: چارپائی کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھنا

٣١٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَعَدَلْتُمُونَا بِٱلْكَلْبِ وَٱلْحِمَارِ؟ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى ٱلسَّرِيرِ، فَيَجِيءُ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ ٱلسَّرِيرَ فَيُصَلِّي، فَأَكْرَهُ أَنْ أُسَنِّحَهُ، فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ ٱلسَّرِيرِ حَتَّى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي. [رواه البخاري: ٥٠٨]

۳۱۹۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے تو ہمیں گدھوں کے برابر کردیا حالانکہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ چارپائی پر لیٹی ہوتی رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور چارپائی کو (اپنے اور قبلہ کے) درمیان کر لیتے پھر نماز پڑھ لیتے تھے۔ مجھے آپ کے سامنے ہونا برا معلوم ہوتا اس لئے پائنتی کی طرف سے کھسک کر لحاف سے باہر ہو جاتی۔

فوائد: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں کی اس بات پر ناراض ہوتیں کہ عورت نمازی کے آگے سے گذر

جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ کتے اور گدھے کے گذرنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (عون الباری: ص:۶۰۴/۱)

٦٩ - باب: يَرُدُّ ٱلْمُصَلِّي مَن مَرَّ بَينَ يَدَيْهِ

باب ۶۹: نمازی اپنے سامنے سے گزرنے والے کو روکے گا

٣٢٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدريِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ ٱلنَّاسِ، فَأَرَادَ شابٌّ مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ فِي صَدْرِهِ، فَنظَرَ ٱلشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَعَادَ لِيَجْتَازَ، فَدَفَعَهُ أَبُو سَعِيدٍ أَشَدَّ مِنَ ٱلأُولَى، فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ، فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ: مَا لَكَ وَلاِبْنِ أَخِيكَ يَا أَبَا سَعِيدٍ؟ قَالَ: سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ ٱلنَّاسِ، فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلْيَدْفَعْهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ). [رواه البخاري: ٥٠٩]

۳۲۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کے دن کسی چیز کو لوگوں سے سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ابومعیط کے بیٹوں میں سے ایک نوجوان نے ان کے آگے سے گزرنے کی کوشش کی' حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے سے دھکیل کر اسے روکنا چاہا نوجوان نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن آگے سے گزرنے کے علاوہ اسے کوئی راستہ نہ ملا وہ پھر اس طرف سے نکلنے کے لئے لوٹا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پہلے سے زیادہ زور دار دھکا دیا' اس نے اس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا بعدازیں وہ حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے جو معاملہ پیش آیا تھا اس کی شکایت کی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے مروان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے مروان رضی اللہ عنہ نے کہا جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ! تمہارا اور تمہارے بھتیجے کا کیا معاملہ ہے؟ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے کوئی اگر کسی چیز کو لوگوں سے سترہ بنا کر نماز پڑھے پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اسے روکے اگر وہ نہ رکے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

فوائد: لڑنے سے مراد ہتھیار سے قتل کرنا نہیں بلکہ گذرنے والے کو سختی سے روکنا ہے۔ (عون الباری:۱/۶۰۶)

٧٠ - باب: إِثْمُ ٱلْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ ٱلْمُصَلِّي

باب ۷۰: نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید

٣٢١ : عَنْ أَبِي جُهَيْمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَوْ يَعْلَمُ ٱلمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ ٱلْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ). قَالَ الراوي: لاَ أَدْرِي، أَقَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ شَهْرًا، أَوْ سَنَةً. [رواه البخاري: ٥١٠]

۳۲۱۔ حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے گزرنے والا یہ جانتا ہو کہ اس پر کس قدر گناہ ہے تو آگے سے گزرنے کی بجائے وہاں چالیس... تک کھڑے رہنے کو پسند کرتا راوی حدیث کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن کہے یا مہینے یا سال۔

فوائد: ایک روایت میں چالیس سال کی صراحت ہے بلکہ صحیح ابن حبان میں سو سال آیا ہے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گذرنا حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔ (عون الباری:۱/۶۰۷)

٧١ - باب: ٱلصَّلاَةُ خَلْفَ ٱلنَّائِمِ

باب ۷۱: سوئے کے پیچھے نماز پڑھنا

٣٢٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ، مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ. [رواه البخاري: ٥١٢]

۳۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے رہتے اور میں (آپ کے سامنے) بستر پر عرض کے بل سوئے رہتی اور جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے جگا لیتے میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

٧٢ - باب: إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي ٱلصَّلاَةِ

باب ۷۲: دوران نماز چھوٹی بچی کو گردن پر اٹھالینا

٣٢٣ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ٱلأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي، وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ، بِنْتِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَهِيَ لأَبِي ٱلْعَاصِ بْنِ ٱلرَّبِيعِ بْنِ عَبْدِ

۳۲۳۔ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے جو آپ کی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو العاص بن ربیع بن عبد شمس کی بیٹی تھی جب سجدہ کرتے تو اسے اتار دیتے

شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وإِذَا قَامَ حَمَلَهَا. [رواه البخاري: ٥١٦]

اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز بچے کو اٹھانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی نیز اس قدر عمل قلیل نماز کے منافی نہیں ہے۔ (عون الباری:۱/۷۰۹)

٧٣ - باب: اَلْمَرْأَةُ تَطرَحُ عَنِ اَلْمُصَلِّي شَيْئًا مِنَ اَلأَذَى

باب ۷۳: عورت کا نمازی کے بدن سے گندگی اتار پھینکنا

٣٢٤ : حديث ابن مَسْعُودٍ في دعاءِ النَّبيِّ ﷺ على قُرَيشٍ يومَ وضعوا عليه السَّلَى، تقدَّم، وقال هنا في آخرهِ: سُحِبُوا إِلَى اَلْقَلِيبِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ اَلْقَلِيبِ لَعْنَةً). [رواه البخاري: ٥٢٠]

۳۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ حدیث (۱۷۸) گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے لئے بد دعا کا ذکر ہے جس دن انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بحالت نماز (اونٹنی کی) اوجھری (بچہ دانی) ڈال دی تھی تو (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے آپ سے ہٹایا تھا) اس روایت کے آخر میں یہ بھی ذکر ہے پھر ان کو گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈالا گیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کنویں والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عورت نمازی کے بدن سے نجاست وغیرہ دور کر سکتی ہے اور ایسا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

كتاب المواقيت الصلاة
نمازوں کے اوقات کا بیان

امام بخاری نے کتاب اور باب کا ایک ہی عنوان رکھا ہے ان ہر دو میں فرق یہ ہے کہ کتاب میں فضیلت اور کرامت کے مطلق اوقات مذکور ہوں گے جبکہ باب میں ان اوقات کا ذکر ہو گا جن میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

١ - [باب: مَوَاقِيتُ الصَّلاةِ وَفضلها]

باب ا: نماز کے اوقات اور ان کی فضیلت

٣٢٥ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ ٱلأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ٱلْمُغِيرَة بْن شُعْبَةَ وقد أَخَّرَ ٱلصَّلاَةَ يَوْمًا، وَهُوَ بِالْعِرَاقِ، فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا مُغِيرَةُ، أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ: أَنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: (بِهٰذَا أُمِرْتُ). [رواه البخاري: ٥٢١]

٣٢٥۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے ایک دن جب وہ عراق میں تھے نماز میں کچھ تاخیر ہوگئی تو حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے مغیرہ رضی اللہ عنہ! تم نے یہ کیا کیا؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے تو انہوں نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی ساتھ پڑھی۔ پھر دوسری نماز کا وقت ہوا تو جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی پھر تیسری نماز کے وقت جبرئیل کی معیت میں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی پھر (چوتھی نماز کا وقت ہوا) تو پھر بھی دونوں نے اکٹھے نماز ادا کی پھر (پانچویں نماز کے وقت) جبریل نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ

نے ساتھ ہی نماز ادا کی اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا تھا۔

٢ - باب: اَلصَّلَاةُ كَفَّارَةٌ

باب ۲: نماز گناہوں کے لئے کفارہ ہے

٣٢٦ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ؟ قُلْتُ: أَنَا، كَمَا قَالَهُ، قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ - أَوْ عَلَيْهَا - لَجَرِيءٌ، قُلْتُ: فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالأَمْرُ وَالنَّهْيُ، قَالَ: لَيْسَ هٰذَا أُرِيدُ، وَلٰكِنِ الْفِتْنَةُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ الْبَحْرُ، قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا، قَالَ: أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: يُكْسَرُ، قَالَ: إِذًا لَا يُغْلَقَ أَبَدًا، قِيلَ لِحُذَيْفَةَ: أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُونَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ، إِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيثٍ لَيْسَ بِالأَغَالِيطِ. فَسُئِلَ: مَنِ الْبَابُ؟ فَقَالَ: عُمَرُ. [رواه البخاري: ٥٢٥]

۳۲۶۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے پوچھا کہ تم میں سے کس کو فتنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد ہے؟ میں نے کہا مجھے بعینہ اسی طرح یاد ہے جس طرح آپ نے فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک تم ہی اس قسم کی بات کرنے کے متعلق جرأت کر سکتے ہو، میں نے کہا کہ انسان کا وہ فتنہ جو اس کے گھر بار، مال و اولاد اور اس کے ہمسایوں میں ہوتا ہے اسے تو نماز روزہ صدقہ خیرات اور امر معروف اور نہی منکر مٹا دیتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھنا چاہتا بلکہ وہ فتنہ جو سمندر کی طرح موجزن ہوگا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! اس فتنے سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے؟ کیونکہ اس کے اور آپ کے درمیان ایک بند دروازہ (حائل) ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بتاؤ، وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ توڑا جائے گا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گویا ہوئے تو پھر کبھی بند نہ ہوگا۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازے کو جانتے تھے؟ انہوں نے کہا "ہاں جیسے آنے والے دن سے پہلے رات آتی ہے۔" میں نے ان سے ایسی حدیث بیان کی ہے جو معمہ (چیستان)

نہیں ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کی بابت پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ یہ دروازہ خود حضرت عمر تھے۔ رضی اللہ عنہ

فوائد: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا اور آپ کی شہادت سے فتنوں کا بند دروازہ ایسا کھلے گا جو قیامت تک بند نہیں ہو گا بلاشبہ ایسا ہی ہوا آپ کے رخصت ہوتے ہی طرح طرح کے فتنے رونما ہونے لگے۔

٣٢٧ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ ٱمْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى ٱلنَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ﴾. فَقَالَ ٱلرَّجُلُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَلِي هٰذَا؟ قَالَ: (لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ). [رواه البخاري: ٥٢٦]

٣٢٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے اپنا قصور بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! دن کے دونوں کناروں اور رات گئے نماز قائم کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں" وہ شخص کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ میرے ہی لئے ہے؟ آپ نے فرمایا بلکہ میری تمام امت کے لئے ہے۔

فوائد: آیت میں مذکور برائیوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔ (عون الباری: ص:٦١٦/١)

٣٢٨ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: (لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي). [رواه البخاري: ٤٦٨٧]

٣٢٨۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حکم میری امت کے ہر اس فرد کے لئے جس نے اس پر عمل کیا۔

فوائد: یہ اضافہ کتاب التفسیر حدیث نمبر ٤٦٨٧ میں ہے۔

٣ - باب: فَضْلُ ٱلصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا
باب ٣: نماز بروقت پڑھنے کی فضیلت

٣٢٩ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ ٱلْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى ٱللهِ؟ قَالَ: (ٱلصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا). قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: (بِرُّ

٣٢٩۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کی بروقت ادائیگی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس

ٱلْوَالِدَيْنِ). قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: (ٱلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ). قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَلَوِ ٱسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي. [رواه البخاري: ٥٢٧]

کے بعد (کونسا)؟ آپ نے فرمایا والدین کی اطاعت، ابن مسعود نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے اسی قدر بیان فرمایا اگر میں اور پوچھتا تو مزید بیان فرماتے۔

فوائد: بعض احادیث میں دوسرے اعمال کو افضل قرار دیا گیا ہے اس کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ ہر شخص کیحالت اور اس کی استعداد ولیاقت دیکھ کر اس کے لئے جو کام بہتر ہوتا بیان فرماتے تھے۔ (عون الباری: ص: ۱/۶۱۸)

٤ - باب: ٱلصَّلَوَاتُ ٱلْخَمْسُ كَفَّارَةٌ

باب ۴: پانچوں نمازیں (گناہوں کا) کفارہ ہیں

٣٣٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ، يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ: ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟). قَالُوا: لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا، قَالَ: (فَذٰلِكَ مَثَلُ ٱلصَّلَوَاتِ ٱلْخَمْسِ. يَمْحُو ٱللهُ بِهَا ٱلْخَطَايَا). [رواه البخاري: ٥٢٨]

۳۳۰۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا تم کہہ سکتے ہو کہ پھر بھی کچھ میل کچیل باقی رہے گی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ایسا کرنا ذرا بھی میل کچیل نہیں چھوڑے گا آپ نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

فوائد: صحیح مسلم کی روایت کے مطابق گناہوں سے مراد چھوٹے گناہ ہیں نماز کی بروقت ادائیگی سے اس قسم کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

٥ - باب: ٱلْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ

باب ۵: نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے

٣٣١: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (ٱعْتَدِلُوا فِي ٱلسُّجُودِ، وَلَا يَبْسُطْ [أَحَدُكُمْ] ذِرَاعَيْهِ كَٱلْكَلْبِ، وَإِذَا بَزَقَ فَلَا

۳۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سجدہ اچھی طرح اطمینان سے کرو اور تم میں سے کوئی بھی اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ بچھائے اور جب

يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلاَ عَنْ يَمِينِهِ، فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ). [رواه البخاري: ٥٣٢]

تھوکنا چاہے تو اپنے آگے اور اپنی دائیں جانب نہ تھوکے کیونکہ وہ اپنے پروردگار سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔

٦ - باب: ٱلإِبْرَادُ بِالظُّهرِ من شِدَّةِ ٱلحَرِّ

باب ٦: سخت گرمی کی بنا پر نماز ظہر ٹھنڈے وقت ادا کرنا

٣٣٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا ٱشْتَدَّ ٱلْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلاَةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ ٱلْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، وَٱشْتَكَتِ ٱلنَّارُ إِلَى رَبِّهَا، فَقَالَتْ: رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ، نَفَسٍ فِي ٱلشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي ٱلصَّيْفِ، أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ ٱلْحَرِّ، وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ ٱلزَّمْهَرِيرِ). [رواه البخاري: ٥٣٦، ٥٣٧]

٣٣٢۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب گرمی زیادہ ہو تو نماز (ظہر) ٹھنڈے وقت پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے' آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی کہ اے میرے رب! میرے ایک حصے نے دوسرے کو کھالیا تو اللہ نے اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی ایک سردی میں دوسرا گرمی میں اس وجہ سے موسم گرما میں تمہیں سخت گرمی اور موسم سرما میں سخت سردی محسوس ہوتی ہے۔

فوائد: ٹھنڈا کرنے سے مقصود نماز کا بعد از زوال ادا کرنا ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ سایہ کے ایک مثل ہونے کا انتظار کیا جائے کیونکہ اس وقت تو نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے نیز جہنم کے شکوے کو حقیقت پر محمول کرنا چاہئے اس کی تاویل کرنا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے قوت گویائی سے مشرف کر دیتا ہے۔

٣٣٣ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ ٱلْغِفَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَرَادَ ٱلْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أَبْرِدْ). ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ، فَقَالَ لَهُ: (أَبْرِدْ). حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ ٱلتُّلُولِ. [رواه البخاري: ٥٣٩]

٣٣٣۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے موذن نے ظہر کی اذان دینا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وقت کو ذرا ٹھنڈا ہوجانے دو پھر اس نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے پھر فرمایا وقت کو ذرا ٹھنڈا ہوجانے دو۔ یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "دوران سفر ظہر کو ٹھنڈے وقت میں

ادا کرنا" اس سے مراد آخر وقت ادا کرنا نہیں ہے۔

٧ - باب: وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ

٣٣٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى الظُّهْرَ، فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ السَّاعَةَ، فَذَكَرَ أَنَّ فِيهَا أُمُورًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: (مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ، فَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ، مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا). فَأَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ، وَأَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ: (سَلُونِي). فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: (أَبُوكَ حُذَافَةُ). ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ: (سَلُونِي). فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، فَسَكَتَ. ثُمَّ قَالَ: (عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا، فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ، فَلَمْ أَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ). قد تقدَّم بعضُ هذا الحديثِ في كتابِ العِلْمِ من روايةِ أبي موسى لكن في هذه الروايةِ زيادةٌ ومغايرة ألفاظٍ [رواه البخاري: ٥٤٠]

باب ٧: ظہر کا وقت زوال آفتاب پر ہے

۳۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے پر باہر تشریف لائے' ظہر کی نماز پڑھ کر منبر پر کھڑے ہوئے تو قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' اس میں بڑے بڑے حوادث ہوں گے پھر آپ نے فرمایا جو شخص کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے۔ جب تک میں اس مقام میں ہوں مجھ سے جو بات پوچھو گے بتاؤں گا لوگ کثرت سے گریہ کرنے لگے لیکن آپ بار بار یہی فرماتے مجھ سے پوچھو تو عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے انہوں نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ حذافہ ہے پھر آپ نے فرمایا مجھ سے پوچھو آخرکار حضرت عمر رضی اللہ عنہ (ادب سے) دو زانوں بیٹھ کر عرض کرنے لگے کہ ہم اللہ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے پیغمبر ہونے پر راضی ہیں اس پر آپ خاموش ہوگئے۔ پھر فرمایا ابھی دیوار کے اس گوشے میں میرے سامنے جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا تو میں نے جنت کی طرح عمدہ اور دوزخ کی طرح بری کوئی چیز نہیں دیکھی اس حدیث کا کچھ حصہ (رقم ۸۱) کتاب العلم میں بروایت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان ہو چکا ہے لیکن الفاظ کی زیادتی اور کچھ تبدیلی کی وجہ سے یہاں دوبارہ ذکر کی گئی ہے۔

فوائد : حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو لوگ کسی اور کا بیٹا کہتے تھے لہٰذا انہوں نے حقیقت حال معلوم کرنا چاہی رسول اللہ ﷺ کے جواب سے وہ بہت خوش ہوئے۔

٣٣٥ : عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي ٱلصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيسَهُ، وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ ٱلسِّتِّينَ إِلَى ٱلمِائَةِ وَيُصَلِّي ٱلظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ ٱلشَّمْسُ، وَٱلعَصْرَ وَأَحَدُنَا يَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى ٱلْمَدِينَةِ فَيَرْجِعُ وَٱلشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيَ الرَّاوِي مَا قَالَ فِي ٱلمَغْرِبِ، وَلاَ يُبَالِي بِتَأْخِيرِ ٱلْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ ٱللَّيْلِ، ثُمَّ قَالَ: إِلَى شَطْرِ ٱللَّيْلِ. [رواه البخاري: ٥٤١]

٣٣٥۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر ایسے وقت پڑھتے کہ آدمی اپنے قریب والے کو پہچان لیتا اور آپ نماز میں ساٹھ سے سو تک آیات تلاوت کرتے اور ظہر اس وقت پڑھتے جب آفتاب ڈھل جاتا اور عصر ایسے وقت پڑھتے کہ اس کے بعد ہم سے کوئی مدینہ کے آخری کنارے پر واقع اپنی اقامت گاہ میں واپس جاتا لیکن سورج کی دھوپ ابھی تیز ہوتی حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے مغرب کے متعلق جو فرمایا وہ راوی بھول گیا ہے اور تہائی رات تک عشاء کی تاخیر میں آپ کو کوئی پرواہ نہ ہوتی پھر ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے (دوبارہ) کہا نصف شب گزرنے پر پڑھتے تھے۔

٨ - باب: تَأْخِيرُ ٱلظُّهْرِ إِلَى ٱلعَصْرِ

باب ٨: نماز ظہر کو وقت عصر تک موخر کرنا

٣٣٦ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا: ٱلظُّهْرَ وَٱلْعَصْرَ، وَٱلْمَغْرِبَ وَٱلْعِشَاءَ. [رواه البخاري: ٥٤٣]

٣٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مدینہ منورہ میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعتیں اور مغرب عشاء کی سات رکعتیں (ایک ساتھ) پڑھیں۔

فوائد: دیگر صحیح روایات میں سفر' خوف' اور بارش وغیرہ کے نہ ہونے کی صراحت موجود ہے ممکن ہے کہ کسی مصروفیت کی وجہ سے نمازوں کو جمع کیا ہو میرا ذاتی رجحان اس طرف ہے کہ وعظ وارشاد میں مصروفیت کی وجہ سے آپ نے ایسا کیا جیسا کہ مسلم کی روایت میں اس کا اشارہ ملتا ہے امام بخاری اور نواب صدیق حسن خان کا رجحان جمع صوری کی طرف ہے۔

٩ - باب: وَقْتُ ٱلْعَصْرِ

باب ٩: عصر کا وقت

٣٣٧ : حديثُ أَبِي بَرْزَةَ رضي الله عنه في ذِكرِ الصَّلواتِ تقدَّمَ

٣٣٧۔ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی وہی حدیث (٣٣٥) جو نمازوں کے بارے میں پہلے گزر چکی ہے اس

قريبًا وقال في هذهِ الرِّواية لما ذَكرَ العِشاءَ: وَكَانَ يَكْرَهُ ٱلنَّوْمَ قَبْلَهَا وَٱلْحَدِيثَ بَعْدَهَا. [رواه البخاري: ٥٤٧]

روایت میں عشاء کے ذکر کے بعد یہ اضافہ ہے کہ آپ عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند خیال کرتے تھے۔

فوائد: نماز عشاء کے بعد دنیوی باتوں کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے البتہ دینی باتیں کی جا سکتی ہیں۔

٣٣٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي ٱلْعَصْرَ، ثُمَّ يَخْرُجُ ٱلإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ ٱلْعَصْرَ. [رواه البخاري: ٥٤٨]

٣٣٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) عصر کی نماز پڑھ لیتے پھر کوئی شخص قبیلہ عمرو بن عوف تک جاتا تو انہیں نماز عصر میں مصروف پاتا۔

فوائد: ان روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نماز عصر اول وقت ایک مثل سایہ ہونے پر ادا کی جاتی تھی۔ (عون الباری:١/٦٣١)

٣٣٩ : وعَنه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي ٱلْعَصْرَ وَٱلشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، فَيَذْهَبُ ٱلذَّاهِبُ إِلَى ٱلْعَوَالِي، فَيَأْتِيهِمْ وَٱلشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، وَبَعْضُ ٱلْعَوَالِي مِنَ ٱلْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ، أَوْ نَحْوِهِ. [رواه البخاري: ٥٥٠]

٣٣٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر اس وقت پڑھتے تھے جب آفتاب بلند اور تیز ہوتا اور اگر کوئی عوالی تک جاتا تو ان کے پاس ایسے وقت پہنچ جاتا کہ سورج ابھی بلند ہوتا تھا اور عوالی کے بعض مقامات مدینہ سے کم وبیش چار میل پر واقع تھے۔

١٠ - باب: مَنْ فَاتَتْهُ ٱلْعَصْرُ

باب ١٠: (اس شخص کا گناہ) جس سے نماز عصر جاتی رہے

٣٤٠ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (ٱلَّذِي تَفُوتُهُ صَلاَةُ ٱلْعَصْرِ، كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ). [رواه البخاري:

٣٤٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص سے نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کا سب گھربار مال و اسباب لٹ گیا۔

[٥٥٢

فوائد: یہ وعید غیر دانستہ طور پر نماز عصر فوت ہونے کے متعلق ہے جبکہ آئندہ باب دانستہ نماز عصر ترک کر دینے کی وعید پر مشتمل ہے۔

١١ - باب: مَنْ تَرَكَ ٱلْعَصْرَ

باب ۱۱: جس نے نماز عصر (دانستہ) چھوڑ دی

٣٤١ : عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ: بَكِّرُوا بِصَلاَةِ ٱلْعَصْرِ، فَإِنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ تَرَكَ صَلاَةَ ٱلْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ). [رواه البخاري: ٥٥٣]

۳۴۱۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ابر آلود دن میں فرمایا کہ عصر کی نماز جلدی پڑھ لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی تو یقیناً اس کا نیک عمل ضائع ہو گیا۔

فوائد: اعمال کے ضائع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کے ثواب سے محروم رہے گا یہ سخت وعید اس لئے ہے کہ نماز عصر کا خصوصی خیال رکھا جائے۔

١٢ - باب: فَضْلُ صَلاَةِ العَصْرِ

باب ۱۲: نماز عصر کی فضیلت

٣٤٢ : عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَنَظَرَ إِلَى ٱلْقَمَرِ لَيْلَةً فَقَالَ: (إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا ٱلْقَمَرَ، لاَ تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ ٱسْتَطَعْتُمْ أَنْ لاَ تُغْلَبُوا عَلَى صَلاَةٍ قَبْلَ طُلُوعِ ٱلشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا). ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ ٱلشَّمْسِ وَقَبْلَ ٱلْغُرُوبِ﴾ [رواه البخاري: ٥٥٤]

۳۴۲۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ نے ایک رات چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا بے شک تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو' اسے دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت نہ ہوگی لہٰذا اگر تم (پابندی) کر سکتے ہو کہ طلوع و غروب سے پہلے کی نمازوں پر (پابندی کرو اور شیطان سے) مغلوب نہ ہو جاؤ تو بہتر ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "سورج نکلنے اور اس کے غروب سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہو۔"

٣٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ:

۳۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ فرشتے رات کو اور کچھ دن کو تمہارے پاس یکے بعد دیگرے آتے ہیں

مَلائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلائِكَةٌ بِالنَّهارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلاةِ ٱلْفَجْرِ وَصَلاةِ ٱلْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ ٱلَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ). [رواه البخاري: ٥٥٥]

اور یہ تمام فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں پھر جو فرشتے رات کو تمہارے پاس آتے ہیں جب وہ آسمان پر جاتے ہیں تو ان سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود اپنے بندوں سے خوب واقف ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تو بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

١٣ - باب: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِن ٱلْعَصرِ قَبلَ ٱلْغُرُوب

باب ۱۳: جس شخص نے غروب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی

٣٤٤ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلاةِ ٱلْعَصْرِ، قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ ٱلشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلاةِ ٱلصُّبْحِ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ ٱلشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلاتَهُ). [رواه البخاري: ٥٥٦]

۳۴۴۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے تو اسے چاہیئے کہ اپنی نماز پوری کرلے اور جو کوئی طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالے تو اسے بھی چاہیئے کہ اپنی نماز پوری کرلے۔

فوائد: اس پر تمام آئمہ کا اتفاق ہے لیکن بعض حضرات نے کہا ہے کہ عصر کی نماز تو صحیح ہے لیکن فجر کی نماز صحیح نہ ہوگی ان کی یہ بات صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

٣٤٥ : عَنِ عبدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ ٱلأُمَمِ، كَمَا بَيْنَ صَلاةِ ٱلْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ ٱلشَّمْسِ، أُوتِيَ أَهْلُ ٱلتَّوْرَاةِ ٱلتَّوْرَاةَ، فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا ٱنْتَصَفَ ٱلنَّهَارُ عَجَزُوا،

۳۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کو یہ فرماتے سنا کہ تمہارا (دین ودنیا میں) رہنا پہلی امتوں کے اعتبار سے ایسے ہے جیسے نماز عصر سے غروب آفتاب تک' اہل تورات کو تورات دی گئی انہوں نے اس پر نصف دن تک کام کیا اور تھک گئے تو انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی جو

فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ ٱلْإِنْجِيلِ الإِنْجِيلَ، فَعَمِلُوا إِلَى صَلَاةِ ٱلْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا، فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، ثُمَّ أُوتِينَا ٱلْقُرْآنَ، فَعَمِلْنَا إِلَى غُرُوبِ ٱلشَّمْسِ، فَأُعْطِينَا قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، فَقَالَ أَهْلُ ٱلْكِتَابَيْنِ: أَيْ رَبَّنَا، أَعْطَيْتَ هٰؤُلَاءِ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، وَأَعْطَيْتَنَا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، وَنَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا؟ قَالَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ). [رواه البخاري: ٥٥٧]

عصر کی نماز تک کام کر کے تھک گئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا اس کے بعد ہمیں قرآن دیا گیا تو ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا اس پر ہمیں دو، دو قیراط دیئے گئے پس ان دونوں اہل کتاب نے کہا اے ہمارے پروردگار تو نے مسلمانوں کو دو دو قیراط دیئے اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے مزدوری دینے میں تم پر کوئی زیادتی کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا "نہیں" تو اللہ نے فرمایا پھر یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

فوائد: بعض اوقات کسی کام کے ایک جزو پر پوری مزدوری مل جاتی ہے اسی طرح اگر کوئی نماز فجر یا عصر کی ایک رکعت پا لے اسے اللہ بروقت پوری نماز ادا کرنے کا ثواب دے سکتا ہے۔ (عون الباری:۱/۶۴۴)

١٤ - باب: وَقْتُ ٱلْمَغْرِبِ
باب ۱۴: مغرب کا وقت

٣٤٦ : عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي ٱلْمَغْرِبَ مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا، وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ. [رواه البخاري: ٥٥٩]

۳۴۶۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے اور جب ہم میں سے کوئی واپس جاتا (اور تیر پھینکتا) تو وہ تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ غروب آفتاب کے بعد نماز کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے دیگر احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اذان مغرب کے بعد دو رکعت بھی پڑھتے تھے اور فراغت کے بعد تیر اندازی کرتے اس وقت اتنا اجالا رہتا کہ اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتے۔ (عون الباری:۱/۶۴۵)

٣٤٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ

۳۴۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي ٱلظُّهْرَ بِالهَاجِرَةِ، وَٱلْعَصْرَ وَٱلشَّمْسُ نَقِيَّةٌ، وَٱلمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ، وَٱلْعِشَاءَ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا، إِذَا رَآهُمْ ٱجْتَمَعُوا عَجَّلَ، وَإِذَا رَآهُمْ أَبْطَؤُوا أَخَّرَ، وَٱلصُّبْحَ - كَانُوا، أَوْ - كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ. [رواه البخاري: ٥٦٠]

ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز ٹھیک دوپہر کو پڑھتے اور عصر کی ایسے وقت جب آفتاب صاف اور تیز ہوتا اور مغرب کی جب آفتاب غروب ہوجاتا اور عشاء کی کبھی کسی وقت اور کبھی کسی وقت جب آپ دیکھتے کہ لوگ جمع ہوگئے تو جلد پڑھ لیتے اور اگر لوگ دیر سے جمع ہوتے تو دیر سے پڑھتے اور صبح کی نماز آپ یا صحابہ کرام اندھیرے میں پڑھتے۔

١٥ - باب: مَنْ كَرِهَ أَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ ٱلْعِشَاءُ

باب ۱۵: مغرب کو عشاء کہنے کی کراہت

٣٤٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ ٱلمُزَنِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لَا تَغْلِبَنَّكُمُ ٱلأَعْرَابُ عَلَى ٱسْمِ صَلَاتِكُمُ ٱلمَغْرِبِ). قَالَ: وَتَقُولُ ٱلأَعْرَابُ: هِيَ ٱلْعِشَاءُ. [رواه البخاري: ٥٦٣]

۳۴۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ نماز مغرب کے نام کے لئے دیہاتی لوگوں کا محاورہ تمہاری زبانوں پر چڑھ جائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیہاتی مغرب کو عشاء کہتے تھے۔

فوائد: بدوی لوگ نماز مغرب کو عشاء اور نماز عشاء کو عتمہ سے موسوم کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ انہیں مغرب اور عشاء کے نام سے ہی پکارا جائے اگرچہ بعض مواقع پر صلوٰۃ عشاء کو صلوٰۃ عتمہ بھی کہا گیا ہے اسلئے اسے درجہ جواز تو دیا جا سکتا ہے تاہم بہتر ہے کہ اسے لفظ عشاء ہی سے موسوم کیا جائے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اس کے لئے یہی نام استعمال ہوا ہے۔

١٦ - باب: فَضْلُ ٱلْعِشَاءِ

باب ۱۶: نماز عشاء کی فضیلت

٣٤٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيْلَةً بِالعِشَاءِ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَ ٱلإِسْلَامُ، فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَالَ عُمَرُ: نَامَ ٱلنِّسَاءُ وَٱلصِّبْيَانُ، فَخَرَجَ

۳۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز عشاء میں تاخیر کردی اور یہ واقعہ اشاعت اسلام سے پہلے کا ہے آپ ابھی گھر سے تشریف نہیں لائے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا کہ

فَقَالَ لأَهْلِ الْمَسْجِدِ: (مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ غَيْرُكُمْ). [رواه البخاري: ٥٦٦]

عورتیں اور بچے سو رہے ہیں۔ تب آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا اہل زمین میں تمہارے علاوہ کوئی بھی اس نماز کا منتظر نہیں ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نماز عشاء میں تاخیر کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے خود رسول اللہ ﷺ نے تہائی رات گذرنے پر عشاء پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

٣٥٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِي فِي السَّفِينَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ نُزُولًا فِي بَقِيعِ بُطْحَانَ، وَالنَّبِيُّ ﷺ بِالمَدِينَةِ، فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ صَلاَةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَنَا وَأَصْحَابِي، وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، فَأَعْتَمَ بِالصَّلاَةِ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِهِمْ، فَلَمَّا قَضَى صَلاَتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ: (عَلَى رِسْلِكُمْ، أَبْشِرُوا، إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللهِ عَلَيْكُمْ، أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ). أَوْ قَالَ: (مَا صَلَّى هٰذِهِ السَّاعَةَ أَحَدٌ غَيْرَكُمْ). لاَ يَدْرِي أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ، قَالَ أَبُو مُوسَى: فَرَجَعْنَا، فَرِحَى بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٥٦٧]

٣٥٠۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرے ساتھی جو کشتی میں میرے ہمراہ تھے وادی بطحاء میں ٹھہرے ہوئے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھے تو ان میں سے ایک گروہ باری باری ہر رات عشاء کی نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اتفاق سے ایک مرتبہ ہم سب یعنی میں اور میرے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے چونکہ آپ کسی کام میں مصروف تھے اس لئے عشاء کی نماز میں آپ نے تاخیر کی یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی فراغت کے بعد حاضرین سے فرمایا کہ وقار کے ساتھ بیٹھے رہو اور خوش ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ تمہارے سوا کوئی آدمی اس وقت نماز نہیں پڑھتا یا اس طرح فرمایا کہ تمہارے علاوہ اس وقت کسی نے نماز نہیں پڑھی معلوم نہیں ان دونوں جملہ میں سے کونسا جملہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سن کو ہم خوشی خوشی واپس لوٹ آئے۔

١٧ - باب: النَّوْمُ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ

باب ١٧: اگر نیند کا غلبہ ہو تو

غُلِبَ

۳۵۱ : حديث: أعتم رسولُ اللهِ ﷺ بالعشاء وناداهُ عمر تقدَّم، وفي هذا زيادةٌ، قالت: وَكَانُوا يُصَلُّونَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ ٱلشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ ٱللَّيْلِ ٱلأَوَّلِ.

وفي روايةٍ عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: فَخَرَجَ نَبِيُّ ٱللهِ ﷺ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ ٱلآنَ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً، وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ: (لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوهَا هٰكَذَا). [رواه البخاري: ۵۷۱]

عشاء سے پہلے سو جانا

۳۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث (نمبر ۳۴۹) پہلے بیان ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں اس قدر تاخیر کردی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر آپ سے عرض کیا (عورتیں اور بچے سو رہے ہیں) یہاں اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرخی غائب ہوجانے کے بعد رات کی پہلی تہائی تک (کسی وقت بھی) اس نماز کو پڑھ لیتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ کہ پھر رسول اللہ نکلے گویا میں اس وقت آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے جبکہ آپ اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو حکم دیتا کہ عشاء کی نماز اس طرح (اس وقت) پڑھا کریں۔

فوائد: اس حدیث کا عنوان سے اس طرح تعلق ہے کہ صحابہ کرام تاخیر کی وجہ سے قبل از نماز سو گئے تھے ایسے حالات میں نماز عشاء سے پہلے سونا جائز ہے بشرطیکہ نماز عشاء باجماعت ادا کی جا سکے۔

۳۵۲ : وَحكى ٱبْنُ عَبَّاسٍ: كَيْفَ وَضَعَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَأْسِهِ يَدَهُ: فَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ شَيْئًا مِنْ تَبْدِيدٍ، ثُمَّ وَضَعَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ عَلَى قَرْنِ ٱلرَّأْسِ، ثُمَّ ضَمَّهَا يُمِرُّهَا كَذَلِكَ عَلَى ٱلرَّأْسِ، حَتَّى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ طَرَفَ ٱلأُذُنِ، مِمَّا يَلِي ٱلْوَجْهَ عَلَى ٱلصُّدْغِ وَنَاحِيَةَ ٱللِّحْيَةِ، لاَ يُقَصِّرُ وَلاَ يَبْطُشُ إِلَّا كَذَلِكَ. [رواه

۳۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (سر پر ہاتھ رکھنے کی کیفیت بھی) منقول ہے کہ رسول اللہ اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ کرکے ان کے سروں کو سر کے ایک جانب پر رکھا پھر انہیں ملا کر سر پر یوں پھیرنے لگے کہ آپ کا انگوٹھا کان کی اس لو سے جو چہرے کے قریب ہے اور داڑھی سے جالگا نہ سستی کی اور نہ جلدی بلکہ اس طرح (جیسا کہ میں نے بتلایا ہے)

البخاري: ٥٧١]

١٨ - باب: وَقْتُ العِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ

باب ۱۸: عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے

٣٥٣ : وَرَوَى أَنَسٌ فَقَالَ فِيهِ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ لَيْلَتَئِذٍ. [رواه البخاري: ٥٧٢]

۳۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس میں انہوں نے مزید فرمایا کہ آپ کی انگوٹھی کی چمک (کا سماں میری آنکھوں میں اس طرح ہے) گویا میں اس رات بھی دیکھ رہا ہوں۔

فوائد: اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نماز عشاء کو نصف شب تک مؤخر فرمایا (مواقیت الصلوٰۃ:۵۷۲)

١٩ - باب: فَضْلُ صَلاَةِ الفَجْرِ

باب ۱۹: نماز فجر کی فضیلت

٣٥٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ صَلَّى ٱلْبَرْدَيْنِ دَخَلَ ٱلْجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٥٧٤]

۳۵۴۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں بروقت پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ فجر اور عصر کی نماز مراد ہے اور یہ دونوں ٹھنڈے وقت میں ادا کی جاتی ہیں (عون الباری:۱/۶۵۵)

٢٠ - باب: وَقْتُ الفَجْرِ

باب ۲۰: نماز فجر کا وقت

٣٥٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَامُوا إِلَى ٱلصَّلاَةِ. قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ، يَعْنِي آيَةً. [رواه البخاري: ٥٧٥]

۳۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے ان سے پوچھا کہ (سحری اور نماز) ان دونوں کاموں میں کتنا وقت تھا اس نے جواب دیا کہ پچاس یا ساٹھ آیات (کی تلاوت) کے برابر۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سحری دیر سے کھانا مسنون ہے جو لوگ رات ہی کھا کر سو جاتے ہیں وہ سنت کے خلاف کرتے ہیں۔

۳۵۶ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي، ثُمَّ يَكُونُ سُرْعَةٌ بِي، أَنْ أُدْرِكَ صَلاَةَ ٱلْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ۵۷۷]

۳۵۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ بیٹھ کر سحری کھاتا پھر مجھے جلدی پڑ جاتی کہ میں فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کروں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر صبح سویرے اندھیرے میں پڑھ لیا کرتے تھے زندگی بھر آپ کا یہی معمول رہا (عون الباری:ص:۱/۶۵۷)

۲۱ - باب: الصَّلاَةُ بَعْدَ الفَجْرِ حَتَّى تَرْفعَ الشَّمْسُ

باب ۲۱: نماز فجر کے بعد آفتاب کے بلند ہونے تک نماز (کا حکم)

۳۵۷ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ ٱلصَّلاَةِ بَعْدَ ٱلصُّبْحِ حَتَّى تَشْرُقَ ٱلشَّمْسُ، وَبَعْدَ ٱلْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ. [رواه البخاري: ۵۸۱]

۳۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے سامنے چند اچھے لوگوں نے بیان کیا جن میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور معتبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد آفتاب کی روشنی سے قبل اور عصر کے بعد غروب آفتاب سے قبل نماز پڑھنے سے منع فرمایا

فوائد: ثابت ہوا کہ ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنا درست نہیں البتہ فرضوں کی قضاء اور سببی نماز پڑھی جا سکتی ہے مثلاً تحیۃ المسجد کی دو رکعت' نماز کسوف وجنازہ اور سجدہ تلاوت وشکر وغیرہ (عون الباری:۱/۶۵۸)

۳۵۸ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تَحَرَّوْا بِصَلاَتِكُمْ طُلُوعَ ٱلشَّمْسِ وَلاَ غُرُوبَهَا). [رواه البخاري: ۵۸۲]

۳۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت اپنی نمازیں ادا کرنے کی کوشش نہ کیا کرو۔

۳۵۹ : قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: وَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ ٱلشَّمْسِ فَأَخِّرُوا ٱلصَّلاَةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ ٱلشَّمْسِ

۳۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آفتاب کا کنارہ طلوع ہونے لگے تو نماز موقوف کردو تاآنکہ سورج بلند ہوجائے اور جب سورج کا کنارہ ڈوبنے

فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ). [رواه البخاري: ٥٨٣]

لگے تو نماز موقوف کر دو تاآنکہ آفتاب پورا چھپ جائے۔

٣٦٠ : حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ، وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ، تقدَّم، وزاد في هٰذِهِ الرواية: وَعَنْ صَلَاتَيْنِ: نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. [ر: ٢٣٣] [رواه البخاري: ٥٨٤]

٣٦٠۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کی خرید و فروخت اور دو طرح کے لباس سے منع فرمایا یہ حدیث (نمبر ٢٤٠) پہلے گزر چکی ہے مگر اس روایت میں انہوں نے کچھ اضافہ کیا ہے کہ دو نمازوں سے بھی منع کیا ہے نماز فجر کے بعد ہر قسم کی نماز سے تاآنکہ آفتاب اچھی طرح نکل آئے اور نماز عصر کے بعد بھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

فوائد: دن اور رات میں کچھ وقت ایسے ہیں جن میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک' نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک' سورج نکلنے اور غروب ہوتے وقت نیز دوپہر کے وقت جب سورج آسمان کے عین درمیان میں ہوتا ہے ہاں اگر فرض نماز قضاء ہو گئی ہو تو اس کا پڑھ لینا جائز ہے اسی طرح فجر کی سنتیں اگر نماز سے پہلے نہ پڑھی جا سکیں تو انہیں بھی بعد از جماعت پڑھ سکتا ہے جو لوگ جماعت ہوتے ہوئے سنت فجر پڑھتے رہتے ہیں وہ حدیث کی خلاف ورزی کرتے ہیں البتہ مکہ مکرمہ ان تمام اوقات مکروہہ سے خارج ہے۔

٢٢ - باب: لَا يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ

باب ٢٢: (نماز عصر کے) بعد غروب آفتاب سے پہلے نماز کا قصد نہ کرے

٣٦١ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَاةً، لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا، وَلَقَدْ نَهَى عَنْهَا. يَعْنِي: الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ. [رواه البخاري: ٥٨٧]

٣٦١۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تم ایسی نماز پڑھتے ہو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں لیکن ہم نے رسول اللہ ﷺ کو وہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ آپ نے تو اس کی ممانعت فرمائی ہے۔یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں۔

٢٣ - باب: مَا يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الفَوائِتِ وَنَحوِهَا

باب ۲۳: عصر کے بعد نماز قضاء اور اس طرح کی (سببی) نماز پڑھنا

٣٦٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قَالَتْ: وَٱلَّذِي ذَهَبَ بِهِ، مَا تَرَكَهُمَا حَتَّى لَقِيَ ٱللهَ، وَمَا لَقِيَ ٱللهَ تَعَالَى حَتَّى ثَقُلَ عَنِ ٱلصَّلاَةِ، وَكَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِنْ صَلاَتِهِ قَاعِدًا، تَعْنِي ٱلرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ ٱلْعَصْرِ، وَكَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهِمَا، وَلاَ يُصَلِّيهِمَا فِي ٱلْمَسْجِدِ، مَخَافَةَ أَنْ يُثْقِلَ عَلَى أُمَّتِهِ، وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ. [رواه البخاري: ٥٩٠]

۳۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قسم ہے اس (اللہ) کی جو رسول اللہ ﷺ کو دنیا سے لے گئے آپ نے عصر کے بعد دو رکعتیں ترک نہیں فرمائیں یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے اور آپ کو وفات سے پہلے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھنے میں دشواری آئی تو پھر اکثر نماز کی ادائیگی بیٹھ کر فرماتے تھے چنانچہ آپ عصر کے بعد دو رکعات ہمیشہ پڑھا کرتے تھے لیکن مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔ مبادا آپ کی امت پر گراں ہو کیونکہ آپ کو اپنی امت کے حق میں تخفیف پسند تھی۔

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عصر کے بعد سنتوں کی قضاء اور پھر اس کا دوام رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں داخل ہے۔

٣٦٣ : وَعَنْهَا - رَضِيَ ٱللهُ عَنْها - قَالَتْ: رَكْعَتَانِ، لَمْ يَكُنْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدَعُهُمَا، سِرًّا وَلاَ عَلاَنِيَةً، رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلاَةِ ٱلصُّبْحِ، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ ٱلْعَصْرِ. [رواه البخاري: ٥٩٢]

۳۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے دو رکعات فجر سے پہلے اور دو رکعات عصر کے بعد پوشیدہ اور آشکارا دونوں حالتوں میں کبھی ترک نہ فرمائیں۔

فوائد: یعنی رسول اللہ ﷺ خلوت وجلوت میں ان سنتوں کو ادا کرتے تھے۔

٢٤ - باب: الأَذانُ بَعْدَ ذَهَابِ الوَقْتِ

باب ۲۴: وقت گزر جانے کے بعد (قضا نماز کے لئے) اذان دینا

٣٦٤ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سِرْنَا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَقَالَ بَعْضُ ٱلْقَوْمِ: لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا

۳۶۴۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک شب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کچھ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کاش آپ ہم سب لوگوں کے ساتھ آخر

عَنِ ٱلصَّلَاةِ). قَالَ بِلَالٌ: أَنَا أُوقِظُكُمْ، فَاضْطَجَعُوا، وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ، فَاسْتَيْقَظَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ ٱلشَّمْسِ، فَقَالَ: (يَا بِلَالُ، أَيْنَ مَا قُلْتَ؟). قَالَ: مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ، قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ، وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ، يَا بِلَالُ، قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاةِ). فَتَوَضَّأَ، فَلَمَّا ٱرْتَفَعَتِ ٱلشَّمْسُ وَٱبْيَاضَّتْ، قَامَ فَصَلَّى. [رواه البخاري: ٥٩٥]

شب آرام فرمائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ نماز کے وقت بھی تم سوئے ہوئے نہ رہ جاؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بولے میں سب کو جگاؤں گا چنانچہ سب لوگ لیٹ گئے اور بلال رضی اللہ عنہ اپنی پشت اپنی اونٹنی سے لگا کر بیٹھ گئے مگر جب ان کی آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوا تو سو گئے پھر رسول اللہ ﷺ ایسے وقت بیدار ہوئے کہ سورج کا کنارہ نکل چکا تھا آپ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ تمہارا قول کہاں گیا؟ وہ بولے آج جیسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی اس پر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمہاری روحوں کو قبض کر لیا اور جب چاہا واپس کر دیا' اے بلال رضی اللہ عنہ! اٹھو اور لوگوں میں نماز کے لئے اذان دو اس کے بعد آپ نے وضوء کیا جب سورج بلند ہو کر روشن ہو گیا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جس نماز سے سو جائے یا بھول جائے پھر بیدار ہونے پر یا یاد آنے پر اسے پڑھ لے تو نماز قضاء نہیں بلکہ ادا ہو گی کیونکہ صحیح احادیث میں اس کا وقت وہی بتایا گیا ہے کہ جب وہ بیدار ہو یا اسے یاد آئے۔

٢٥ - باب: مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

باب ۲۵: وقت گزر جانے کے بعد قضاء نماز باجماعت ادا کرنا

٣٦٥ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عُمَرَ بْنَ ٱلْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ ٱلْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ ٱلشَّمْسُ، فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَا كِدْتُ أُصَلِّي ٱلْعَصْرَ، حَتَّى كَادَتِ ٱلشَّمْسُ تَغْرُبُ، قَالَ

۳۶۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خندق کے دن آپ کی قیام گاہ میں اس وقت آئے جب سورج غروب ہو چکا تھا اور کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سورج غروب ہو گیا اور نماز عصر میرے لئے پڑھنا ممکن نہ رہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ عصر کی نماز میں بھی نہیں پڑھ سکا پھر ہم نے

ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (وَٱللهِ مَا صَلَّيْتُهَا). فَقُمْنَا إِلَى بُطْحَانَ، فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا، فَصَلَّى ٱلْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ ٱلشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا ٱلْمَغْرِبَ. [رواه البخاري: ٥٩٦]

وادی بطحان کا رخ کیا آپ نے نماز کے لئے وضوء فرمایا اور ہم سب نے بھی وضو کیا پھر آپ نے غروب آفتاب کے بعد نماز عصر ادا کی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

فوائد: اس میں اگرچہ باجماعت ادا کرنے کی صراحت نہیں تاہم آپ کی عادت مبارک یہی تھی کہ لوگوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھتے بلکہ بعض روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے صحابہ کے ساتھ نماز ادا کی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ فوت شدہ نمازوں کو ترتیب سے ادا کرنا چاہیے۔

٢٦ - باب: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا

باب ۲۶: جو شخص کسی نماز کو بھول جائے تو جس وقت یاد آئے پڑھ لے

٣٦٦ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكْرِىٓ﴾). [رواه البخاري: ٥٩٧]

۳۶۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے تو یاد آتے ہی اسے پڑھ لے اس کا یہی کفارہ ہے فرمان الٰہی ہے۔ نماز کو یاد آنے پر قائم کیجئے۔

فوائد: اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ قضا شدہ نماز دوبار پڑھی جائے ایک جب یاد آئے پھر دوسرے دن اس کے وقت پر بھی ادا کرے۔

٢٧ - باب

باب ۲۷:

٣٦٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا ٱنْتَظَرْتُمُ ٱلصَّلَاةَ). [رواه البخاري: ٦٠٠]

۳۶۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم نماز کی انتظار میں ہو گویا نماز میں ہی ہو۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "نماز عشاء کے بعد علمی اور خیر خواہی پر مبنی گفتگو کی جا سکتی ہے" کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء کے بعد لوگوں کو خطبہ دیا اور نصیحت فرمائی۔

٢٨ - باب

باب ٢٨:

٣٦٨ : حَدِيثُهُ: عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، تَقَدَّمَ، وَفِي رِوَايَةٍ هُنَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ). يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنَّهَا تَخْرِمُ ذٰلِكَ الْقَرْنَ. (راجع: ٩٦) [رواه البخاري: ٦٠١]

٣٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور حدیث (٩٦) جو اختتام صدی سے متعلق ہے پہلے گزر چکی ہے اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج جو لوگ زمین پر ہیں ان میں کوئی باقی نہیں رہے گا اس سے آپ کا مطلب تھا کہ (سو برس تک) یہ قرن ختم ہو جائے گا۔

فوائد: چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ کے اس فرمان کے سو سال بعد کوئی صحابی زندہ نہ رہا آخری صحابی حضرت ابو الطفیل ہیں جو ١١٠ ہجری کو فوت ہوئے۔ (عون الباری:١/٦٧١)

٣٦٩ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا نَاسًا فُقَرَاءَ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَإِنْ أَرْبَعٍ فَخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ). وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلاَثَةٍ، فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ، قَالَ: فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي، فَلاَ أَدْرِي قَالَ: وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ، بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ ﷺ، فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: وَمَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ، أَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ؟ قَالَ: أَوَ مَا عَشَّيْتِيهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوْا حَتَّى

٣٦٩۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اصحاب صفہ نادار لوگ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کے متعلق) فرمایا تھا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (اصحاب صفہ سے) تیسرا آدمی لے جائے اور اگر چار کا ہو تو پانچواں یا چھٹا (ان سے لے جائے) چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ تین آدمی لے کر گئے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ دس آدمی لے گئے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گھر میں اس وقت میں اور میرے والدین تھے راوی کہتا ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یا نہیں کہ میں، میری اہلیہ اور ایک خادم بھی تھا جو میرے اور میرے والد کے گھر مشترکہ طور پر کام کرتا تھا۔ خیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر رات کا کھانا کھالیا اور تھوڑی دیر کے لئے وہاں ٹھہر گئے پھر عشاء کی نماز پڑھ لی گئی اور لوٹ کر

تَجِيءَ، قَدْ عُرِضُوا فَأَبَوْا، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ، فَجدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: كُلُوا لاَ هَنِيئًا، فَقَالَ: وَاللهِ لاَ أَطْعَمُهُ أَبَدًا، وَايْمُ اللهِ، مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، قَالَ: حَتَّى شَبِعُوا، وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ لامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ، مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: لاَ وَقُرَّةِ عَيْنِي، لَهِيَ الآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلاَثِ مَرَّاتٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي يَمِينَهُ، ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ، وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ، فَمَضَى الأَجَلُ، فَفَرَّقَنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ، اللهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ، أَوْ كَمَا قَالَ. [رواه البخاري: ٦٠٢]

پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کا کھانا تناول فرمایا اس کے بعد کافی رات گئے اپنے گھر آئے تو ان کی بیوی نے کہا تم اپنے مہمانوں یا مہمان کو چھوڑ کر کہاں اٹک گئے تھے؟ وہ بولے کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ کے آنے تک مہمانوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ کھانا پیش کیا گیا لیکن وہ نہ مانے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تو (مارے خوف کے) کہیں جا کر چھپ گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے لئیم! بہت سخت سست کہا اور خوب کوسا پھر مہمانوں سے گویا ہوئے کھاؤ' تمہیں خوش گوار نہ ہو اور کہا اللہ کی قسم! میں ہرگز نہ کھاؤں گا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم جب لقمہ لیتے تو نیچے سے زیادہ بڑھ جاتا تاآنکہ سب مہمان سیر ہو گئے اور جس قدر کھانا پہلے تھا اس سے کہیں زیادہ بچ گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانا دیکھا وہ ویسے ہی بلکہ اس سے زیادہ تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہا اے قبیلہ بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ کھانا اس وقت پہلے سے تین گنا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ پھر اس میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا اور کہا ان کی یہ قسم شیطان ہی طرف سے تھی ایک لقمہ اس سے (مزید) کھایا اور باقی ماندہ کھانا رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھا کر لے گئے کہ وہ صبح تک آپ کے پاس پڑا رہا (عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمارے

اور ایک گروہ کے درمیان کچھ عہد تھا جس کی مدت
گزر چکی تھی تو ہم نے بارہ آدمی علیحدہ علیحدہ
کردیئے ان میں سے ہرایک ساتھ کچھ آدمی تھے یہ
تو اللہ ہی جانتا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ کتنے کتنے
آدمی تھے ان سب نے اس میں سے کھایا۔
(عبدالرحمٰن رضی اللہ نے کچھ ایسا ہی کہا)

فوائد: یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ کی کرامت تھی کرامت اولیاء برحق ہیں مگر اہل بدعت نے اس آڑ میں جو شاخسانہ کھڑا کیا ہے وہ خود ساختہ اور لایعنی ہے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ عشاء کے بعد اپنے اہل وعیال سے بامقصد گفتگو کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:۱/۶۷۵)

کتاب الاذان
اذان کے بیان میں

١ - باب: بَدْء الأذَانِ

٣٧٠ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: كَانَ ٱلْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا ٱلْمَدِينَةَ، يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ ٱلصَّلاَةَ، لَيْسَ يُنَادَى لَهَا، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ٱتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ ٱلنَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ ٱلْيَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلاَ تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلاَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يَا بِلاَلُ، قُمْ فَنَادِ بِالصَّلاَةِ). [رواه البخاري: ٦٠٤]

باب ١: اذان کی ابتداء

٣٧٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان مدینہ منورہ آئے تو نماز کے وقت کا اندازہ کرکے اس کے لئے جمع ہوا کرتے تھے کیونکہ باقاعدہ اذان نہ دی جاتی تھی- ایک دن انہوں نے اس کے متعلق مشورہ کیا تو کسی نے کہا کہ عیسائیوں کے طرح ایک ناقوس (گھنٹہ) بنا لیا جائے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ یہودیوں کے سنکھ (بگل) کی طرح نرسنگا بناؤ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ایک آدمی کو کیوں نہیں مقرر کرتے جو نماز کے لئے اذان دے دیا کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال اٹھو اور نماز کے لئے اذان دو۔

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان کھڑے ہو کر کہنا چاہئے نیز ابن ماجہ کی روایت میں حضرت بلال کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ خوش الحان اور بلند آواز ہے اس لئے موذن کو اس خوبیوں سے متصف ہونا چاہئے۔

٢ - باب: الأذَانُ مَثْنَى

باب ٢: اذان میں دوہرے کلمات کہنا

٣٧١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

٣٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

قَالَ: أُمِرَ بِلاَلٌ أَنْ يَشْفَعَ ٱلأَذَانَ، وَأَنْ يُوتِرَ ٱلإِقَامَةَ، إِلَّا ٱلإِقَامَةَ. [رواه البخاري: ٦٠٥]

نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اذان میں جفت کلمات کہے اور تکبیر میں "قد قامت الصلوٰۃ" کے علاوہ دیگر کلمات طاق کہے۔

فوائد: قد قامت الصلوٰۃ کو دوبارہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اقامت کا مقصد انہی کلمات سے ادا ہوتا ہے وہ یہ کہ نماز کھڑی ہو گئی ہے۔

٣ - باب: فَضْلُ التَّأْذِينِ

باب ٣: اذان کہنے کی فضیلت

٣٧٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا نُودِيَ لِلصَّلاَةِ، أَدْبَرَ ٱلشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتَّى لاَ يَسْمَعَ ٱلتَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ ٱلنِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلاَةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ ٱلتَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ ٱلْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ: ٱذْكُرْ كَذَا، ٱذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ ٱلرَّجُلُ لاَ يَدْرِي كَمْ صَلَّى). [رواه البخاري: ٦٠٨]

٣٧٢۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے اور جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے پھر جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دے کر بھاگ نکلتا ہے اور جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو پھر سامنے آتا ہے تاکہ نمازی اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالے اور کہتا ہے یہ بات یاد کر وہ بات یاد کر یعنی وہ باتیں جو نمازی بھول گیا تھا حتی کہ نمازی بھول جاتا ہے کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی ہے؟

فوائد: آج بے شمار شیطان نما انسان ایسے ہیں جو اذان کی آواز سن کر اپنے دنیاوی کاروبار میں مصروف رہتے ہیں اور نماز کے لئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے ایسے لوگوں کا کردار شیطان سے کم نہیں ہے۔ (العیاذ باللہ)

٤ - باب: رَفْعُ الصَّوْتِ بِالنِّدَاءِ

باب ٤: بآواز بلند اذان کہنا

٣٧٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّهُ لاَ يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ ٱلْمُؤَذِّنِ، جِنٌّ وَلاَ إِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ، إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٦٠٩]

٣٧٣۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے کہ موذن کی آواز کو جو جن وانس یا اور کوئی سنتا ہے وہ اس کے لئے قیامت کے دن شہادت دے گا۔

فوائد: اس حدیث سے بآواز بلند اذان کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے خواہ جنگل میں ہی کیوں نہ ہو یہ خیال نہ کیا جائے کہ یہاں سے کوئی حاضر ہونے والا نہیں لہٰذا آہستہ کہہ دی جائے۔ (عون الباری:ص:۱/۶۸۲)

٥ - باب: مَا يُحْقَنُ بِالأَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ

باب ۵: اذان سنکر قتال وخونریزی سے رک جانا

٣٧٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا، لَمْ يَكُنْ يَغْزُو بِنَا حَتَّى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ: فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ. [رواه البخاري: ٦١٠]

۳۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب رسول اللہ کے ساتھ کسی سے جہاد کرتے تو ہم حملہ نہ کرتے تا آنکہ صبح ہو جائے پھر اگر اذان سن لیتے تو حملہ کا ارادہ ترک کردیتے اور اگر اذان نہ سنتے تو ان پر غارت گری کرتے۔

فوائد: اذان اسلام کی ایک بہت بڑی نشانی ہے اس کا چھوڑنا کسی صورت میں جائز نہیں جس بستی سے اذان کی آواز بلند ہو اسلام اس بستی کے باشندگان کے مال وجان کی گارنٹی دیتا ہے اگر بستی والے اذان کہنا چھوڑ دیں تو ان کے خلاف جہاد کرنا درست ہے۔ (عون الباری:۱/۶۸۵)

٦ - باب: مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ المُنَادِي

باب ۶: اذان سن کر کیا کہنا چاہیے

٣٧٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا سَمِعْتُمُ ٱلنِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ٱلْمُؤَذِّنُ). [رواه البخاري: ٦١١]

۳۷۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اذان سنو تو وہی کلمات کہو جو موذن کہہ رہا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اذان سے پہلے تسبیح وتہلیل یا صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز نہیں۔ (عون الباری:۱/۶۸۵)

٣٧٦ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ، إِلَى قَوْلِهِ: (وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ). وَلَمَّا قَالَ: (حَيَّ عَلَى ٱلصَّلاَةِ، قَالَ: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِٱللهِ) وَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ. [رواه البخاري: ٦١٢]

۳۷۶۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اشھد ان محمدا رسول اللہ تک موذن کی طرح کہا مگر جب موذن نے ((حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة)) کہا تو انہوں نے ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ)) کہا اور بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کہتے سنا ہے۔

٧ - باب: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ

٣٧٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٦١٤]

باب ۷: اذان کے وقت دعا پڑھنا

۳۷۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنتے وقت یہ دعا پڑھے اے اللہ! جو اس کامل پکار اور قائم ہونے والی نماز کا مالک ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی عطا کر کے انہیں مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔

فوائد: بعض لوگوں نے اس مسنون دعا میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ بڑھا لئے ہیں ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

٨ - باب: الاسْتِهَامُ فِي الأَذَانِ

٣٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا). [رواه البخاري: ٦١٥]

باب ۸: اذان کہنے کیلئے قرعہ اندازی کرنا

۳۷۸۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف اول میں کیا ثواب ہے پھر اپنے لئے قرعہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر لوگوں کو علم ہو کہ نماز ظہر کے لئے جلدی آنے میں کتنا ثواب ہے تو ضرور سبقت کریں اور اگر جان لیں کہ عشاء اور فجر با جماعت ادا کرنے میں کیا ثواب ہے تو ضرور ان دونوں (کی جماعت) میں آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔

٩ - باب: أَذَانُ الأَعْمَى إِذَا كَانَ لَهُ مَنْ يُخبِرُهُ

باب ۹: اندھے کو اگر کوئی وقت بتانے والا ہو تو اس کا اذان کہنا

٣٧٩ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ بِلاَلًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَٱشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ٱبْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ). قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا أَعْمٰى، لاَ يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ: أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ. [رواه البخاري: ٦١٧]

۳۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلال رات کو اذان دیتے ہیں اسلئے تم (روزہ کے لئے) کھاتے پیتے رہو تا آنکہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں راوی حدیث کہتے ہیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ایک نابینا آدمی تھے اس وقت تک اذان نہ دیتے یہاں تک کہ اسے کہا جاتا صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے عہد رسالت سے ہی سحری کی اذان کہنے کا دستور چلا آرہا ہے جو لوگ اس اذان اول کی مخالفت کرتے ہیں ان کا مؤقف صحیح نہیں ہے البتہ اسے اذان تہجد نہیں خیال کرنا چاہئے کیونکہ اس کا مقصد یوں بیان ہوا کہ تہجد گذار گھر واپس چلا جائے اور سونے والا بیدار ہو کر نماز کی تیاری کرے اور نہ ہی اسے اذان فجر سے بہت پہلے کہنا چاہئے۔

١٠ - باب: الأَذَانُ بَعْدَ الفَجْرِ

باب ۱۰: طلوع فجر کے بعد اذان دینا

٣٨٠ : عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ إِذَا ٱعْتَكَفَ ٱلْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ، وَبَدَا ٱلصُّبْحُ، صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ ٱلصَّلاَةُ. [رواه البخاري: ٦١٨]

۳۸۰۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب موذن صبح کی اذان کے لئے کھڑا ہوجاتا اور صبح نمایاں ہو جاتی تو آپ فرض نماز کھڑی ہونے سے پہلے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

فوائد: یہ فجر کی سنتیں تھیں جنہیں آپ سفر و حضر میں ضرور ادا کرتے تھے۔ (عون الباری: ۱/۶۹۱)

١١ - باب: الأَذَانُ قَبْلَ الفَجْرِ

باب ۱۱: صبح صادق سے پہلے اذان کہنا

٣٨١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ، أَوْ أَحَدًا مِنْكُمْ، أَذَانُ بِلاَلٍ مِنْ سَحُورِهِ، فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ -

۳۸۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر سحری کھانا ترک نہ کرے کیونکہ وہ رات کو اذان

أَوْ يُنَادِي - بِلَيْلٍ، لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ، وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ، وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ ٱلْفَجْرُ، أَوِ ٱلصُّبْحُ). وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ، وَرَفَعَهَا إِلَى فَوْقُ، وَطَأْطَأَ إِلَى أَسْفَلَ: (حَتَّى يَقُولَ هٰكَذَا). يشير بِسَبَّابَتَيْهِ، إِحْدَاهُمَا فَوْقَ ٱلأُخْرَى، ثُمَّ مَدَّهُما عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ. [رواه البخاري: ٦٢١]

کہہ دیتا ہے تاکہ تہجد پڑھنے والا (آرام کے لئے) لوٹ جائے اور جو ابھی سویا ہوا ہے اسے بیدار کردے فجر ایسے نہیں ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے پہلے ان کو اوپر اٹھایا پھر آہستہ نیچے کی طرف جھکایا پھر فرمایا کہ فجر اس طرح ہوتی آپ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیاں ایک دوسری کے اوپر رکھ کر انہیں دائیں بائیں پھیلا دیا (یعنی دونوں گوشوں میں روشنی پھیل جائے تو صبح ہوتی ہے)

١٢ - باب: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ لِمَنْ شَاءَ

باب ۱۲: اذان اور تکبیر کے درمیان اپنی مرضی سے (نفل) نماز پڑھنا

٣٨٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ٱلْمُزَنِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ - ثَلاَثًا - لِمَنْ شَاءَ). وَفِي رِوَايَةٍ: (بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ). ثُمَّ قَالَ فِي ٱلثَّالِثَةِ: (لِمَنْ شَاءَ). [رواه البخاري: ٦٢٧]

۳۸۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے اگر کوئی پڑھنا چاہے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہر دو اذان کے درمیان ایک نماز ہے ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے پھر تیسری دفعہ فرمایا اگر کوئی پڑھنا چاہے۔

١٣ - باب: مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي ٱلسَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ

باب ۱۳: سفر میں چاہیے کہ ایک ہی موذن اذان دے

٣٨٣ : عَنْ مَالِكِ بْنِ ٱلْحُوَيْرِثِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِي، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا رَأَى شَوْقَنَا إِلَى أَهَالِينَا، قَالَ: (ٱرْجِعُوا فَكُونُوا فِيهِمْ، وَعَلِّمُوهُمْ،

۳۸۳۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیس راتیں آپ کے پاس ہمارا قیام رہا آپ انتہائی رحمدل اور بڑے ملنسار تھے جب آپ نے دیکھا کہ ہمارا اشتیاق گھر والوں کی طرف ہے تو

وَصَلُّوا، فَإِذَا حَضَرَتِ ٱلصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ). [رواه البخاري: ٦٢٨]

ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر لوٹ جاؤ' اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہو' انہیں دین کی تعلیم دو اور نماز پڑھا کرو' اذان کا وقت آئے تو تم میں کوئی اذان کہہ دے اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ سفر میں صبح کی دو اذانیں نہ کہی جائیں بلکہ ایک اذان ہی کافی ہے۔

٣٨٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي رواية: أَتَى رَجُلَانِ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يُرِيدَانِ ٱلسَّفَرَ، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا، فَأَذِّنَا، ثُمَّ أَقِيمَا، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا). [رواه البخاري: ٦٣٠]

۳۸۴۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ دو شخص (خود مالک اور ان کے ایک رفیق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ سفر کرنا چاہتے تھے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سفر کے لئے نکلو اور نماز کا وقت آجائے تو اذان دینا اور اقامت کہنا پھر دونوں میں وہ امامت کرائے جو (عمر) میں بڑا ہو۔

١٤ - باب: الأَذَانُ وَالإِقَامَةُ لِلْمُسَافِرِ إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً

باب ۱۴: مسافر اگر زیادہ ہوں تو اذان اور اقامت کہنی چاہیے

٣٨٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ، ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِهِ: (أَلَا صَلُّوا فِي ٱلرِّحَالِ). فِي ٱللَّيْلَةِ ٱلْبَارِدَةِ، أَوِ ٱلْمَطِيرَةِ فِي ٱلسَّفَرِ. [رواه البخاري: ٦٣٢]

۳۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت سفر سردی یا بارش کی رات موذن کو حکم فرماتے کہ اذان دو اور اس کے بعد آواز دے دو کہ اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو۔

فوائد: یہ حکم سفر کی حالت میں' سردی یا برسات کی راتوں کے لئے ہے ایسے حالات میں جماعت کا اہتمام بھی کیا جاسکتا ہے۔ (عون الباری: ۱/۶۹۸)

١٥ - باب: قَوْلُ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلَاةُ

باب ۱۵: آدمی کا یہ کہہ دینا کہ ہماری نماز فوت ہو گئی

٣٨٦ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۳۸۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ الرِّجَالِ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: (مَا شَأْنُكُمْ). قَالُوا: ٱسْتَعْجَلْنَا إِلَى ٱلصَّلاَةِ. قَالَ: (فَلاَ تَفْعلُوا إِذَا أَتَيْتُمُ ٱلصَّلاَةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا). [رواه البخاري: ٦٣٥]

نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ نے کچھ لوگوں کا شور سنا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے نماز میں شمولیت کے لئے بہت جلدی کی تو آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ جب نماز کے لئے آؤ تو وقار اور سکون کو ملحوظ رکھو اور جس قدر نماز ملے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے (بعد میں) پورا کرلو۔

١٦ - باب: مَتَى يَقُومُ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الإِمَامَ عِنْدَ الإِقَامَةِ

باب ۱۶: اقامت کے وقت لوگ امام کو دیکھ کر کب کھڑے ہوں؟

٣٨٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أُقِيمَتِ ٱلصَّلاَةُ فَلاَ تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي). [رواه البخاري: ٦٣٧]

۳۸۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کی اقامت کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے آتا دیکھ نہ لو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جب امام مسجد میں نہ ہو تو پھر امام کے آنے سے پہلے نمازی کھڑے نہ ہوں بلکہ اسے دیکھنے کے بعد نماز کے لئے اٹھیں۔

١٧ باب: الإِمَامِ تَعْرِضُ لَهُ الحَاجَةُ بَعْدَ الإِقَامَةِ

باب ۱۷: تکبیر کے بعد امام کو اگر کوئی ضرورت پیش آجائے

٣٨٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ ٱلصَّلاَةُ، وَٱلنَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِي رَجُلًا فِي جَانِبِ ٱلْمَسْجِدِ، فَمَا قَامَ إِلَى ٱلصَّلاَةِ حَتَّى نَامَ ٱلْقَوْمُ. [رواه البخاري: ٦٤٢]

۳۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ نماز کی اقامت ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک گوشے میں کسی سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے اور آپ نماز کے لئے نہیں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو نیند آنے لگی۔

فوائد: سونے سے مراد اونگھنا ہے جیسا کہ ابن حبان کی روایت میں ہے حضرت امام بخاری کا مقصد شرعی سہولتوں کو بیان کرنا ہے آج جبکہ مصروفیات زندگی حد سے بڑھ چکی ہیں اس لئے امام کو مقتدیوں کا

خیال رکھنا ضروری ہے لیکن طریقہ نبوی کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

١٨ - باب: وُجُوبِ صَلاَةِ الْجَمَاعَةِ

باب ١٨: نماز باجماعت کا فرض ہونا

٣٨٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (وَٱلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلاَةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ ٱلنَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَٱلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ: أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، لَشَهِدَ ٱلْعِشَاءَ). [رواه البخاري: ٦٤٤]

٣٨٩۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کے لئے اذان کا کہوں پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کا امام بنے اور خود میں ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے) پھر انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان میں کسی کو یہ معلوم ہوجائے کہ وہ (مسجد میں) موٹی ہڈی یا دو عمدہ گوشت والی ہڈیاں پائے گا تو عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہو۔

١٩ - باب: فَضْلُ صَلاَةِ الْجَمَاعَةِ

باب ١٩: نماز باجماعت کی فضیلت

٣٩٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (صَلاَةُ ٱلْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاَةَ ٱلْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً). [رواه البخاري: ٦٤٥]

٣٩٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز با جماعت اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

فوائد: نماز باجماعت پڑھنے والوں کے اخلاص و تقویٰ اور خشوع میں تفاوت کی وجہ سے ثواب میں بھی کمی وبیشی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اگلی روایت میں پچیس درجات کا ذکر ہے۔ (عون الباری:١/٧٠٦)

٢٠ باب: فَضْلُ صَلاَةِ الْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ

باب ٢٠: فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت

٣٩١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ

٣٩١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

يَقُولُ: (تَفْضُلُ صَلَاةُ ٱلْجَمِيعِ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ، بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا، وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ ٱللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ ٱلنَّهَارِ فِي صَلَاةِ ٱلْفَجْرِ). ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿إِنَّ قُرْءَانَ ٱلْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾. [رواه البخاري: ٦٤٨]

ہوئے سنا ہے کہ نماز باجماعت تنہا کی نماز سے ثواب میں پچیس درجے زیادہ ہے اور رات دن کے فرشتے نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو فجر میں قرآن کی تلاوت پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (بنی اسرائیل ۷۸)

۳۹۲ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أَعْظَمُ ٱلنَّاسِ أَجْرًا فِي ٱلصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى، وَٱلَّذِي يَنْتَظِرُ ٱلصَّلَاةَ، حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ ٱلْإِمَامِ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ ٱلَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ). [رواه البخاري: ٦٥١]

۳۹۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ نماز کا ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو (مسجد تک) دور سے چل کر آتا ہے پھر (درجہ بدرجہ) وہ جو سب سے زیادہ مسافت طے کر کے آتا ہے اور جو شخص منتظر رہے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اس کا ثواب اس شخص سے زیادہ ہے جو جلدی سے (پہلے ہی) نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

فوائد: اس حدیث کا عنوان سے تعلق اس طرح ہے کہ جیسے دور سے آنے والے کو مشقت کی وجہ سے زیادہ ثواب ملتا ہے سو ایسے ہی نماز فجر عموماً شاق گذرتی ہے جس کی وجہ سے زیادہ ثواب کی حامل ہے۔

۲۱ - باب: فَضْلُ التَّهْجِيرِ إِلَى الظُّهْرِ

باب ۲۱: نماز ظہر اوّل وقت پڑھنے کی فضیلت

۳۹۳ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى ٱلطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ ٱللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ). ثُمَّ قَالَ: (ٱلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ:

۳۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص راستہ میں جا رہا تھا کہ اس نے کانٹوں بھری ٹہنی دیکھی تو اسے ہٹا دیا اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ کام پسند آیا اور اسے بخش دیا پھر آپ نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے لوگ ہیں طاعون میں مرنے والے' پیٹ کے عارضہ سے

اَلْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِيقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ). وباقي الحديث تقدم [رواه البخاري: ٦٥٣٢]

مرنے والے' ڈوب کر مرنے والے' دب کر مرنے والے' اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہونے والے حدیث کا باقی حصہ (۳۷۸) پہلے گزر گیا ہے۔

فوائد: اسی حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ لوگوں کو اگر معلوم ہو جائے کہ نماز ظہر کے لئے جلدی آنے کا کتنا ثواب ہے تو ضرور سبقت کریں۔ (الاذان::٦٥٤)

٢٢ - باب: احْتِسَابُ الآثَارِ

باب ۲۲: (مسجد جاتے وقت) ہر قدم پر ثواب کی نیت کرنا

٣٩٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ بَنِي سَلِمَةَ أَرَادُوا أَنْ يَتَحَوَّلُوا عَنْ مَنَازِلِهِمْ، فَيَنْزِلُوا قَرِيبًا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُعْرُوا الْمَدِينَةَ، فَقَالَ: (أَلاَ تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ). [رواه البخاري: ٦٥٦]

۳۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی سلمہ نے نقل مکانی کرکے رسول اللہ ﷺ کے قریب رہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا کہ مدینہ کو ویران کردیں۔ چنانچہ آپ نے (ترغیب دیتے ہوئے) فرمایا کہ تم اپنے قدموں کے بدلے ثواب کے طلبگار کیوں نہیں ہو؟

٢٣ - باب: فَضْلُ صَلاَةِ العِشَاءِ فِي الجَمَاعَةِ

باب ۲۳: نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

٣٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ صَلاَةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا) [رواه البخاري: ٦٥٧].

۳۹۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز منافقین پر گراں نہیں ہے' اگر وہ جان لیں کہ ان دونوں میں کیا ثواب ہے؟ تو ان کے لئے آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے۔''

فوائد: معلوم ہوا کہ عشاء اور فجر کی جماعت دیگر نمازوں کی جماعت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

(عون الباری:۷۱۳/۱)

٢٤ - باب: مَنْ جَلَسَ فِي المَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ وَفَضْلُ المَسَاجِدِ

باب ۲۴: مساجد اور ان میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کی فضیلت

٣٩٦ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ ٱللهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: ٱلإِمَامُ ٱلْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي ٱلْمَسَاجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي ٱللهِ ٱجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ٱمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ ٱللهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفَى حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ ٱللهَ خَالِيًا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ). [رواه البخاري: ٦٦٠]

۳۹۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس روز اس کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا انصاف کرنے والا حکمران' وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں پروان چڑھے' وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں اٹکا رہتا ہو' وہ دو شخص جو اللہ کے لئے دوستی کریں جمع ہوں تو اس لئے اور جدا ہوں تو اس لئے' وہ شخص جسے کوئی خوبرو اور معزز عورت برائی کی دعوت دے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں' وہ شخص جو اس قدر پوشیدہ طور پر صدقہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ ہو کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے؟ ساتواں وہ شخص جو خلوت میں اللہ کو یاد کرے تو بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

فوائد: واضح رہے کہ یہ اعزاز صرف سات قسم کے لوگوں کے لئے خاص نہیں بلکہ رحمت الٰہی کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ دیگر احادیث میں اس قسم کے لوگوں کی تعداد تقریباً ستر تک پہنچتی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مختلف احوال و ظروف کے پیش نظر بیان کی ہے۔ (عون الباری:۷۱۶/۱)

٢٥ - باب: فَضْلُ مَنْ غَدَا أَوْ رَاحَ إِلَى المَسْجِدِ

باب ۲۵: صبح یا شام مسجد میں جانے والے کی فضیلت

٣٩٧ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ غَدَا إِلَى ٱلْمَسْجِدِ وَرَاحَ، أَعَدَّ ٱللهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ ٱلْجَنَّةِ، كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ). [رواه

۳۹۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد میں بار بار جائے تو اللہ تعالیٰ جنت سے اس کی اتنی مرتبہ مہمانی کرے گا

البخاري: ٦٦٢]

جتنی دفعہ وہ مسجد میں گیا ہوگا۔

٢٦ - باب: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ

باب۲۶: نماز کی اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھنا چاہیے

٣٩٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ، رَجُلٍ مِنَ ٱلأَزْدِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا وَقَدْ أُقِيمَتِ ٱلصَّلَاةُ، يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا ٱنصَرَفَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَاثَ بِهِ ٱلنَّاسُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱلصُّبْحَ أَرْبَعًا، ٱلصُّبْحَ أَرْبَعًا؟). [رواه البخاري: ٦٦٣]

۳۹۸۔ حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دو رکعت نماز پڑھتے دیکھا جبکہ نماز کی اقامت ہو چکی تھی جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس آدمی کو گھیر لے لیا تو تب رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کیا صبح کی چار رکعت ہیں؟ کیا صبح کی چار رکعت ہیں؟

فوائد: یہ عنوان بجائے خود ایک حدیث ہے جسے امام مسلم نے بیان کیا ہے بعض روایات میں ہے کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو فجر کی سنتیں بھی نہ پڑھے ہمارے ہاں بعض حضرات اس حدیث کی صریح طور پر خلاف ورزی کرتے ہیں اور نماز کھڑی ہونے کے بعد بھی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں۔ (عون الباری:۲۰/۱)

٢٧ - باب: حَدُّ الْمَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ

باب۲۷: مریض کو کس حد تک جماعت میں آنا چاہیے

٣٩٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَرَضَهُ ٱلَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَحَضَرَتِ ٱلصَّلَاةُ، فَأُذِّنَ، فَقَالَ: (مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ). فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ، فَأَعَادَ ٱلثَّالِثَةَ فَقَالَ: (إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ

۳۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی مرض وفات میں مبتلا ہوئے اور نماز کے وقت اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس وقت آپ سے کہا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (شدت غم سے) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے دوبارہ وہی حکم دیا تو پھر وہی عرض کیا گیا' آپ نے تیسری مرتبہ وہی کہا اور فرمایا

يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ). فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى، فَوَجَدَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ يَخُطَّانِ مِنَ ٱلْوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ ٱلنَّبِيُّ ﷺ أَنْ مَكَانَكَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ. وَكَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي، وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلاَتِهِ، وَٱلنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ. وفي رواية: جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا. [رواه البخاري: ٦٦٤]

تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کی ہم نشین عورتیں معلوم ہوتی ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے چلے گئے بعد میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض سے کچھ کمی محسوس فرمائی تو آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر نکلے گویا میں اب بھی آپ کے دونوں پاؤں کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ ضعف مرض کی وجہ سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو پھر آپ کو لایا گیا تا آنکہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے پھر آپ نے نماز شروع کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی اقتدا کی جبکہ باقی لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی ایک روایت ہے کہ آپ حضرت ابوبکر کی بائیں جانب بیٹھ گئے جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحالت قیام نماز ادا کی۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ جب تک مریض کسی نہ کسی طرح مسجد میں پہنچ سکتا ہے تو اسے مسجد میں جماعت کے لئے آنا چاہئے خواہ دوسرے آدمی کا سہارا ہی کیوں نہ لینا پڑھے نیز خلافت صدیق کی حقانیت پر اس سے زیادہ واضح دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

٤٠٠ : وَعَنْهَا - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - في رواية قالت: لَمَّا ثَقُلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ وَٱشْتَدَّ وَجَعُهُ ٱسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ. وباقي الحديث تقدم آنفًا. [رواه البخاري: ٦٦٥]

۴۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر آپ کی تیمارداری کی جائے تو سب نے اجازت دے دی باقی حدیث (۳۹۹) ابھی ابھی گزر چکی ہے۔

٢٨ - باب: هَلْ يُصَلِّي الإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي المَطَرِ

باب ۲۸: کیا امام جس قدر لوگ موجود ہوں انہیں نماز پڑھا دے؟ کیا جمعہ کے دن بارش میں خطبہ پڑھے

٤٠١ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّه خَطَبَ النَّاسَ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ، فَأَمَرَ ٱلْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى ٱلصَّلاَةِ قَالَ: قُلِ ٱلصَّلاَةُ فِي ٱلرِّحَالِ، فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا، فَقَالَ: كَأَنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ هٰذَا، إِنَّ هٰذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي - يَعْنِي ٱلنَّبِيَّ ﷺ - إِنَّهَا عَزْمَةٌ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ. [رواه البخاري: ٦٦٨]

۴۰۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے بارش اور کیچڑ کے دن لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور موذن کو حکم دیا کہ جب وہ حی علی الصلوۃ پر پہنچے تو یوں کہہ دے' اپنی اپنی قیام گاہوں پر نماز پڑھ لیں' لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے گویا انہوں نے اسے برا سمجھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اسے برا خیال کیا ہے حالانکہ یہ کام اس شخصیت نے کیا ہے جو مجھ سے کہیں بہتر ہے یعنی رسول اللہ ﷺ چونکہ اذان سے مسجد میں آنا ضروری ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اچھا نہ سمجھا کہ تمہیں تکلیف میں ڈالوں۔

٤٠٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ ٱلأَنْصَارِ: إِنِّي لاَ أَسْتَطِيعُ ٱلصَّلاَةَ مَعَكَ، وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا، فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا، فَدَعَاهُ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَبَسَطَ لَهُ حَصِيرًا، وَنَضَحَ طَرَفَ ٱلْحَصِيرِ، صَلَّى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ آلِ ٱلْجَارُودِ لِأَنَسٍ: أَكَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي ٱلضُّحَى؟ قَالَ: مَا رَأَيْتُهُ صَلاَّهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ. [رواه البخاري: ٦٧٠]

۴۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک انصاری شخص نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا' کیونکہ وہ فربہ آدمی تھا پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور آپ کے لئے چٹائی بچھائی' چٹائی کے ایک کنارے کو دھویا اس پر آپ نے دو رکعت ادا کیں۔ تو آل جارود میں سے ایک آدمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نماز چاشت پڑھا کرتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے اس روز کے علاوہ کبھی آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ معذور اگر نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکیں تو انہیں گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے یعنی معقول عذر کی بناء پر جماعت سے پیچھے رہ جانا جائز ہے۔

٢٩ - باب: إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ

باب ۲۹: دوران اقامت اگر کھانا آجائے تو کیا کرنا چاہیے؟

٤٠٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا قُدِّمَ ٱلْعَشَاءُ فَابْدَؤُوا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلاَةَ ٱلمَغْرِبِ، وَلاَ تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ). [رواه البخاري: ٦٧٢]

۴۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو مغرب کی نماز سے قبل کھانا کھاؤ اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز کے لئے عجلت نہ کرو۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ بھوک کے وقت اگر کھانا تیار ہو تو پہلے اس سے فارغ ہو جانا چاہیے تاکہ نماز پورے سکون اور دل جمعی سے ادا کی جائے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت اول وقت سے زیادہ ہے۔ (عون الباری:۱/۷۲۸)

٣٠ - باب: مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَخَرَجَ

باب ۳۰: جماعت کھڑی ہو جائے تو گھریلو مصروفیات ترک کر کے نماز میں شریک ہونا چاہیے

٤٠٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سئلت عن النَّبِيِّ ﷺ: مَا كَانَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ ٱلصَّلاَةُ خَرَجَ إِلَى ٱلصَّلاَةِ. [رواه البخاري: ٦٧٦]

۴۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ کھانے کے علاوہ دیگر دنیوی کاموں کی اتنی حیثیت نہیں کہ ان کے پیش نظر نماز کو مؤخر کر دیا جائے۔

٣١ - باب: مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ وَيُرِيدُ أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلاَةَ النَّبِيِّ ﷺ وَسُنَّتَهُ

باب ۳۱: مسنون طریقہ سکھانے کے لئے لوگوں کے سامنے نماز پڑھنا

٤٠٥ : عَنْ مَالِكِ بْنِ ٱلْحُوَيْرِثِ

۴۰۵۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي لأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ ٱلصَّلاَةَ، أُصَلِّي كَيْفَ رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي. [رواه البخاري: ٦٧٧]

ہے انہوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں تمہارے سامنے نماز پڑھتاہوں حالانکہ میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ طریقہ سکھا دوں جس طریقہ سے رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم کی نیت سے نماز پڑھنا جائز ہے اور ایسا کرنا ریا کاری یا شرک فی العبادات نہیں ہے۔ (عون الباری:۱/۷۳۰)

٣٢ - باب: أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ

باب ۳۲: صاحب علم و فضل امامت کا زیادہ حق دار ہے

٤٠٦: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا حديث: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بالنَّاس، تقدَّم، وفي هذه الرِّواية قالت: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ، لَمْ يُسْمِعِ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ، لَمْ يُسْمِعِ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَهْ، إِنَّكُنَّ لأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ). فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا. [رواه البخاري: ٦٧٩]

۴۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ حدیث (۳۹۹) کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پہلے گزر چکی ہے وہ اس روایت میں فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپکی جگہ کھڑے ہوکر (فرط غم سے) رونے لگیں گے اس وجہ سے لوگوں کو ان کی آواز نہیں سنائی دے گی۔ لہٰذا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم بھی رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے باعث لوگوں کو آواز نہ سنا سکیں گے اس لئے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاموش رہو یقیناً تم یوسف علیہ السلام کی ہم نشین عورتوں کی طرح ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا

میں نے کبھی تم سے کوئی فائدہ نہ پایا۔

فوائد: اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ امامت کے لئے اہل علم وفضل کا انتخاب کیا جائے دین سے بے بہرا اس منصب کے لائق نہیں خواہ قاری ہی کیوں نہ ہو۔

٤٠٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ ٱلَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ ٱلاثْنَيْنِ، وَهُمْ صُفُوفٌ فِي ٱلصَّلاَةِ، فَكَشَفَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ سِتْرَ ٱلْحُجْرَةِ، يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ، كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ ٱلْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ ٱلصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ خَارِجٌ إِلَى ٱلصَّلاَةِ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أَنْ أَتِمُّوا صَلاَتَكُمْ). وَأَرْخَى ٱلسِّتْرَ، فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ.
[رواه البخاري: ٦٨٠]

۴۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی مرض وفات میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے پیر کے دن جب لوگ نماز کے لئے صف بستہ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہوکر ہم لوگوں کی طرف دیکھنے لگے اس وقت آپ کا چہرہ (حسن وجمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ورق تھا پھر آپ بشاشت کے ساتھ مسکرائے تو ہم لوگوں کو ایسی خوشی ہوئی کہ خطرہ ہوگیا مبادا ہم آپ کو دیکھنے میں مشغول ہوجائیں (نماز سے توجہ ہٹ جائے) اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے الٹے پاؤں پیچھے لوٹنے لگے تاکہ صف میں شامل ہوجائیں۔ وہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں لیکن آپ نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرلو یہ فرما کر آپ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن آپ نے وفات پائی ﷺ

فوائد: اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے آپ کے جانشین رہے شیعہ حضرات کا یہ غلط پروپیگنڈہ ہے کہ آپ نے خود برآمد ہوکر ابوبکر صدیق کو امامت سے معزول کر دیا تھا۔ (عون الباری:۷۳۲/۱)

٣٣ - باب: مَنْ دَخَلَ لِيَؤُمَّ ٱلنَّاسَ فَجَاءَ ٱلْإِمَامُ ٱلْأَوَّلُ

باب ۳۳: ایک شخص نے امامت شروع کردی اتنے میں امام اول آجائے (تو کیا کرنا چاہیے)

٤٠٨ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

۴۰۸۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے

ٱلسَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، فَحَانَتِ ٱلصَّلَاةُ، فَجَاءَ ٱلْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ قَالَ: نَعَمْ: فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَٱلنَّاسُ فِي ٱلصَّلَاةِ، فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي ٱلصَّفِّ، فَصَفَّقَ ٱلنَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ ٱلنَّاسُ ٱلتَّصْفِيقَ ٱلْتَفَتَ، فَرَأَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَنِ ٱمْكُثْ مَكَانَكَ). فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ ٱللهَ عَلَى مَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ ٱسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ٱسْتَوَى فِي ٱلصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَصَلَّى، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ قَالَ: (يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ ٱلتَّصْفِيقَ، مَنْ رَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ ٱلْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا ٱلتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ). [رواه البخاري: ٦٨٤]

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرو بن عوف قبیلہ میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے جب نماز کا وقت آ گیا تو موذن نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا اگر تم نماز پڑھاؤ تو میں تکبیر کہہ دوں انہوں نے فرمایا "ہاں" پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ نماز میں تھے آپ صفوں میں سے گزر کر پہلی صف میں پہنچے اس پر لوگ تالیاں بجانے لگے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے جب لوگوں نے متواتر تالیاں بجائیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے انہیں اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ نے انہیں امامت کا اعزاز بخشا پھر بھی وہ پیچھے ہٹ گئے اور صف میں شامل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی پھر آپ نے فارغ ہو کر فرمایا۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو تم کیوں کھڑے نہ رہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے نماز پڑھائے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے میں نے تمہیں بکثرت تالیاں بجاتے دیکھا؟ دیکھو جب نماز میں کسی کو کوئی بات پیش آئے تو اسے سبحان اللہ کہنا چاہئے کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ دی جائے گی اور یہ تالی بجانا تو صرف عورتوں کے لئے ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر کسی مجبوری کے پیش نظر مقررہ امام کے علاوہ کسی دوسرے کو امام بنا لیا جائے پھر نماز کے آغاز میں مقررہ امام آپہنچے تو اسے اختیار ہے خود امام بن جائے یا مقتدی رہ کر نماز مکمل کر لے دونوں صورتوں میں نماز درست ہے۔ (عون الباری: ۱/۷۳۴)

٣٤ - باب: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ

باب ۳۴: امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے

٤٠٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ قَالَ: (أَصَلَّى ٱلنَّاسُ؟). قُلْنَا: لاَ يا رسولَ الله، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، قَالَ: (ضَعُوا لِي مَاءً فِي ٱلْمِخْضَبِ). قَالَتْ: فَفَعَلْنَا، فَاغْتَسَلَ، فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ ﷺ: (أَصَلَّى ٱلنَّاسُ؟). قُلْنَا: لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (ضَعُوا لِي مَاءً فِي ٱلْمِخْضَبِ). قَالَتْ: فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: (أَصَلَّى ٱلنَّاسُ؟). قُلْنَا: لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَقَالَ: (ضَعُوا لِي مَاءً فِي ٱلْمِخْضَبِ). فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: (أَصَلَّى ٱلنَّاسُ؟). فَقُلْنَا: لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَٱلنَّاسُ عُكُوفٌ فِي ٱلْمَسْجِدِ، يَنْتَظِرُونَ ٱلنَّبِيَّ ﷺ لِصَلاَةِ ٱلْعِشَاءِ ٱلآخِرَةِ، فَأَرْسَلَ

۴۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ نے پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ کے منتظر ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ایک لگن میں پانی رکھ دو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے ایسا ہی کیا تو آپ نے غسل فرمایا پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہوگئے اس کے بعد جب ہوش آیا تو آپ نے فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! وہ تو آپ کے منتظر ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ بیٹھ گئے اور غسل فرمایا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر بے ہوش ہوگئے اس کے بعد ہوش آیا تو فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کے منتظر ہیں! اور لوگ مسجد میں عشاء کی نماز کے لئے بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے تو آخر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بھیجا اور حکم دیا کہ وہ نماز پڑھائیں چنانچہ قاصد نے ان کے پاس جاکر کہا رسول اللہ ﷺ نے

اَلنَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ: بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَتَاهُ ٱلرَّسُولُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا: يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ ٱلأَيَّامَ، وباقي الحديث تقدَّم. [رواه البخاري: ٦٨٧]

آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر بڑے نرم دل انسان تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ ہی اس منصب کے زیادہ حقدار ہیں اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ بیماری کے دنوں میں نماز پڑھاتے رہے بقیہ حدیث (نمبر۳۹۹) پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقتدی تھے۔

٤١٠ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا حديث صلاةِ النبي ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ، تقدَّم وفي هذه الرواية قال: (وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا). [رواه البخاري: ٦٨٨]

۴۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کردہ حدیث (۳۹۹) جس میں رسول اللہ ﷺ کا بیماری کی وجہ سے گھر میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

فوائد: یہ واقعہ ماہ ذوالحجہ ۵ھ مدینہ منورہ میں پیش آیا تھا جب آپ گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے تھے۔ زندگی کے آخری ایام میں جب آپ بیمار تھے تو آپ نے بیٹھ کر امامت کرائی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے اس لئے مقتدیوں کا ایسے حالات میں بیٹھ کر نماز ادا کرنا ضروری نہیں۔ (عون الباری:۷۴۰/۱)

٣٥ - باب: مَتَى يَسْجُدُ خَلْفَ الإِمَامِ

باب ۳۵: (امام کے پیچھے) مقتدی کب سجدہ کرے گا؟

٤١١ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ: (سَمِعَ ٱللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ). لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ، حَتَّى يَقَعَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا، ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ. [رواه

۴۱۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی شخص اپنی کمر اس وقت تک نہ جھکاتا جب تک رسول اللہ ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے پھر ہم لوگ اس کے بعد سجدہ میں جاتے۔

البخاري: ٦٩٠]

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز امام کو دیکھنا جائز ہے تاکہ اعمال نماز کے انتقالات میں اس کی پیروی کی جاسکے (عون الباری:۱/۷۴۱)

٣٦ - باب: إِثْمُ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ

باب ۳٦: امام سے پہلے سر اٹھانے والے کا گناہ

٤١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أما يَخْشَى أَحَدُكُمْ، أَوْ: أَلاَ يَخْشَى أَحَدُكُمْ، إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ ٱلإِمَامِ، أَنْ يَجْعَلَ ٱللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ، أَوْ يَجْعَلَ ٱللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ). [رواه البخاري: ٦٩١]

۴۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کیا تم میں سے جو شخص اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے اس کو اس بات کا خوف نہیں کہ اللہ تعالی اس کے سر کو گدھے کے سر جیسا بنا دے یا اللہ تعالیٰ اس کی صورت گدھے جیسی بنا دے۔

فوائد: ابن حبان کی روایت میں ہے کہ اس کے سر کو کتے کے سر جیسا بنا دیا جائے لہٰذا امام سے سبقت نہیں کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۱/۷۴۲)

٣٧ - باب: إِمَامَةُ العَبْدِ والمَوْلَى والغُلاَمِ الَّذِي لَمْ يَحْتَلِمْ

باب ۳۷: غلام' آزاد کردہ اور نابالغ بچے کی امامت

٤١٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ ٱسْتُعْمِلَ عليكُمْ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ). [رواه البخاري: ٦٩٣]

۴۱۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (اپنے حاکم کی) سنو اور اطاعت کرو اگرچہ کوئی (سیاہ فام) حبشی ہی تم پر حاکم بنا دیا جائے جس کا سر منقہ جیسا ہو۔

٣٨ - باب: إِذَا لَمْ يُتِمَّ الإِمَامُ وَأَتَمَّ مَنْ خَلْفَهُ

باب ۳۸: جب امام اپنی نماز کو پورا نہ کرے اور مقتدی پورا کریں

٤١٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يُصَلُّونَ لَكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ

۴۱۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں اگر ٹھیک پڑھائیں گے تو تمہیں اور

وَلَهُمْ، وَإِنْ أَخْطَؤُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ). [رواه البخاري: ٦٩٤]

انہیں ثواب ملے گا اور اگر غلطی کریں گے تو تمہارے لئے ثواب ہے مگر ان کے لئے گناہ ہے

فوائد : ایسے حالات میں مقتدیوں کی نماز میں کوئی خلل نہیں ہو گا جبکہ انہوں نے تمام شرائط و ارکان کو پورا کیا ہو۔

٣٩ - باب: يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ بِحِذَائِهِ سَوَاءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ

باب ۳۹: جب صرف دو ہی نمازی ہوں تو مقتدی امام کے دائیں جانب اس کے برابر کھڑا ہو

٤١٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا حديث مبيتِهِ في بيتِ خَالَتِهِ تقدَّم، وفي هذه الرواية قال: ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، ثُمَّ أَتَاهُ ٱلْمُؤَذِّنُ، فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [رواه البخاري: ٦٩٨]

۴۱۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کردہ حدیث ۹۷، ۱۴۲) پہلے گزر چکی ہے جس میں انہوں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات رہنے کا ذکر کیا ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ پھر آپ سو رہے حتی کہ سانس کی آواز آنے لگی اور جب آپ سوتے تو سانس کی آواز ضرور آتی تھی اس کے بعد موذن آپ کے پاس آیا تو آپ باہر تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور نیا وضوء نہیں فرمایا۔

فوائد : اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا تو مجھے آپ نے دائیں جانب کر لیا۔

٤٠ - باب: إِذَا طَوَّلَ الإِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ فَصَلَّى

باب ۴۰: جب امام (نماز کو) طول دے اور کوئی ضرورت مند (نماز توڑ کر) اکیلا نماز پڑھ لے (تو جائز ہے)

٤١٦ : عَنْ جَابِرِ بن عبد اللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنهما أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ، فَصَلَّى ٱلْعِشَاءَ، فَقَرَأَ بِالْبَقَرَةِ، فَانْصَرَفَ رَجُلٌ، فَكَأَنَّ مُعَاذًا تَنَاوَلَ

۴۱۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے اس کے بعد واپس لوٹ کر اپنی قوم کی امامت کراتے ایک دن انہوں نے نماز میں سورۃ بقرہ پڑھی تو ایک شخص نماز توڑ کر چل دیا تو

مِنْهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: (فَتَّانٌ، فَتَّانٌ، فَتَّانٌ). ثَلاَثَ مِرَارٍ، أَوْ قَالَ: (فَاتِنًا، فَاتِنًا، فَاتِنًا). وَأَمَرَهُ بِسُورَتَيْنِ مِنْ أَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ. [رواه البخاري: ٧٠١]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس سے رنج پیدا ہوا جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے تین دفعہ فرمایا فتان' فتان' فتان (فتنہ پرور) یا یہ فرمایا فاتن فاتن فاتن (فتنہ پرواز) پھر آپ نے انہیں حکم دیا کہ اوساط مفصل کی دو سورتیں پڑھا کرو۔

فوائد: سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک تمام سورتیں مفصل کہلاتی ہیں پھر عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ تک طوال' وَالضُّحٰی تک اوساط اور وَالنَّاس تک قصار کے نام سے پہچانی جاتی ہیں۔ عام طور پر "سورۃ بروج" تک طوال' "سورۃ لم یکن الذین کفروا" تک اوساط اور "والناس" تک قصار کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے فرض ادا کئے جا سکتے ہیں۔ (عون الباری:۴۷۹/۱)

٤١ - باب: تَخْفِيفُ الإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب ۴۱: امام کو قیام میں تخفیف اور رکوع و سجود میں اعتدال کرنا چاہیے

٤١٧ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي لأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلاَةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلاَنٍ، مِمَّا يُطِيلُ بِنَا، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ). [رواه البخاري: ٧٠٢]

۴۱۷۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! میں صبح کی نماز میں صرف فلاں شخص کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ نماز کو بہت لمبا کرتا ہے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نصیحت میں اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا اس کے بعد آپ نے فرمایا تم میں سے کچھ لوگ نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ تخفیف کیا کرے کیونکہ مقتدیوں میں ناتواں بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں (یہ حدیث ۷۹ پہلے بھی گزر چکی ہے)

٤١٨ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حديث مُعَاذٍ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: (فَلَوْلاَ صَلَّيْتَ

۴۱۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث (۴۱۶) گزر چکی ہے اس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے فرمایا تو نے سبح اسم ربک الاعلیٰ'

بِسَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ، وَٱلشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَٱللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى). [رواه البخاري: ٧٠٥]

والشمس وضحها اور والليل اذا يغشى نماز میں کیوں نہ پڑھی؟

٤٢ - باب: الإِيجَازُ فِي الصَّلاةِ وإِكْمَالُهَا

باب ۴۲: اختصار کے باوجود نماز کو مکمل کرنا

٤١٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يُوجِزُ ٱلصَّلاَةَ وَيُكْمِلُهَا. [رواه البخاري: ٧٠٦]

۴۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مختصر نماز پڑھتے اور اس کو کامل ادا کرتے تھے۔

فوائد: یعنی آپ کی نماز باعتبار قرأت کے مختصر اور ہلکی ہوتی لیکن رکوع اور سجدہ پورے طور سے ادا کرتے آئمہ مساجد کو ایسی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

٤٣ - باب: مَنْ أَخَفَّ الصَّلاَةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ

باب ۴۳: جو شخص بچے کے رونے کی وجہ سے نماز کو مختصر کردے

٤٢٠ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنِّي لأَقُومُ فِي ٱلصَّلاَةِ أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ ٱلصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلاَتِي، كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ). [رواه البخاري: ٧٠٧]

۴۲۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نماز دیر تک پڑھنے کے ارادہ سے کھڑا ہوتا ہوں لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر میں اپنی نماز کو مختصر کردیتا ہوں کیونکہ اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالنا برا سمجھتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث سے بچوں کو مسجد میں لانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ مسجد کے قریب گھر سے بچے کے رونے کی آواز سنتے ہوں۔ (عون الباری:۱/۷۵۳)

٤٤ - باب: تَسْوِيَةُ الصُّفُوفِ عِنْدَ الإِقَامَةِ

باب ۴۴: اقامت کے وقت صفوں کو برابر کرنا

٤٢١ : عَنِ ٱلنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ ٱللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ) [رواه البخاري: ٧١٧].

۴۲۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی صفوں کو برابر رکھو نہیں تو اللہ تمہارے منہ الٹ دے گا۔

فوائد: صفوں کو برابر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ نمازی آگے پیچھے نہ ہوں اور درمیان میں خالی جگہ نہ ہو صفوں کا درست کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ نماز کا حصہ ہے۔

٤٥ - باب: إِقْبَالُ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

باب ۴۵: صفیں برابر کرتے وقت امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا

٤٢٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي). [رواه البخاري: ٧١٩]

۴۲۲۔ حضرت انس بنی‌اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ جب اقامت کہی گئی تو آپ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف متوجہ کر کے فرمایا..... ہمارے ہاں صف بندی کا اہتمام نہیں ہوتا حالانکہ خود رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا یہ معمول تھا کہ جب تک صفیں درست نہ ہو جاتیں نماز شروع نہ کرے۔ عہد فاروقی میں اس کار خیر کے لئے لوگ مقرر تھے مگر آج کل سب سے زیادہ متروک یہی چیز ہے حالانکہ یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں۔

٤٦ - باب: إِذَا كَانَ بَيْنَ الإِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ أَوْ سُتْرَةٌ

باب ۴۶: جب امام اور مقتدیوں کے درمیان کوئی پردہ یا دیوار حائل ہو (تو کوئی حرج نہیں)

٤٢٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ ٱللَّيْلِ فِي حُجْرَتِهِ، وَجِدَارُ ٱلْحُجْرَةِ قَصِيرٌ، فَرَأَى ٱلنَّاسُ شَخْصَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلاَتِهِ، فَأَصْبَحُوا فَتَحَدَّثُوا بِذَلِكَ، فَقَامَ لَيْلَةَ ٱلثَّانِيَةِ، فَقَامَ مَعَهُ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلاَتِهِ، صَنَعُوا ذَلِكَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ،

۴۲۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز تہجد اپنے حجرہ میں پڑھا کرتے تھے چونکہ حجرہ کی دیواریں پست تھیں اس لئے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو دیکھ لیا اور کچھ لوگ نماز کی اقتداء کرنے کے لئے آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر صبح کو انہوں نے دوسروں سے اس کا ذکر کیا پھر دوسری رات نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو کچھ لوگ آپ کی اقتداء میں اس رات بھی کھڑے ہوگئے یہ

جَلَسَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَلَمْ يَخْرُجْ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَٰلِكَ ٱلنَّاسُ فَقَالَ: (إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ ٱللَّيْلِ). [رواه البخاري: ٧٢٩]

صورت حال دو یا تین راتوں تک رہی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ گھر بیٹھ رہے اور نماز کے لئے تشریف نہ لائے اس کے بعد صبح کے وقت لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا مجھے اس بات کا ڈر ہوا کہ کہیں (اس کے التزام سے) نماز شب (تہجد) تم پر فرض نہ کر دی جائے

فوائد: امام اور مقتدی کے درمیان کوئی راستہ یا دیوار حائل ہو تو اقتداء جائز ہے بشرطیکہ امام کی تکبیر خود سنے یا کوئی دوسرا سنا دے۔ (عون الباری:۱/۷۵۶)

٤٧ - باب: صَلَاةُ ٱللَّيْلِ

باب ۴۷: نماز تہجد (رات کی نماز)

٤٢٤: وفي هذا الحديثِ من روايةِ زيدِ بن ثابتٍ رضي الله عنه زيادة أنَّه قال: (قَدْ عَرَفْتُ ٱلَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ، فَصَلُّوا أَيُّهَا ٱلنَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ ٱلصَّلَاةِ صَلَاةُ ٱلْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا ٱلْمَكْتُوبَةَ). [رواه البخاري: ٧٣١]

۴۲۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے البتہ یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے جو کیا ہے میں نے دیکھا اور سمجھ لیا (کہ تمہیں عبادت کا شوق ہے) اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ آدمی کی بہتر نماز وہی ہے جو اس کے گھر میں ادا ہو مگر فرض نماز (جسے مسجد میں پڑھنا ضروری ہے)

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے نفلی عبادت گھر میں ادا کرنے کو بہتر قرار دیا ہے کیونکہ آدمی ریا کاری اور نمائش سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز ایسا کرنے سے گھر بھی متبرک ہو جاتا ہے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور گھر سے شیطان بھی بھاگ جاتا ہے۔ (عون الباری:۱/۷۵۷)

٤٨ - باب: رَفْعُ ٱلْيَدَيْنِ فِي ٱلتَّكْبِيرَةِ ٱلْأُولَى مَعَ الافْتِتَاحِ سَوَاءً

باب ۴۸: تکبیر تحریمہ میں آغاز نماز کے ساتھ ہی دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا

٤٢٥: عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، إِذَا ٱفْتَتَحَ ٱلصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ ٱلرُّكُوعِ.

۴۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے

رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا، وَقَالَ: (سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ). وَكَانَ لاَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ.

[رواه البخاري: ٧٣٥]

اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے مگر سجدوں میں یہ عمل نہ کرتے تھے۔

فوائد: تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک اٹھانا رفع الیدین کہلاتا ہے اور اس کا مقصد بقول امام شافعی اللہ کی عظمت کا اظہار اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع ہے' تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین پر تمام امت کا اجماع ہے اور باقی مقامات ثلاثہ میں رفع الیدین کرنے پر بھی اہل کوفہ کے علاوہ تمام علماء امت کا اتفاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمر بھر اس سنت پر عمل کیا اور یہ ایسی سنت متواترہ ہے جسے عشرہ مبشرہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام بھی بیان کرتے ہیں اور اس پر عمل پیرا دکھائی دیتے ہیں للذا حدیث مذکور کی بناء پر تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت اللہ کی عظمت کا اظہار کرتے ہوئے رفع الیدین کریں۔ (عون الباری:۷۶۰/۱) امام بخاری نے اس سنت کو ثابت کرنے کے لئے ایک مستقل رسالہ بھی تالیف کیا ہے جو استاذی المکرم شاہ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کی تحقیق سے مطبوع ومتداول ہے۔

٤٩ - باب: وَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى

باب ۴۹: نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا

٤٢٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلاَةِ. [رواه البخاري: ٧٤٠]

۴۲۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں آدمی اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھے

فوائد: صحیح ابن خزیمہ کی روایت کے مطابق دونوں ہاتھ سینے پر باندھے جائیں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا جائے یا دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی یا گٹ پر رکھا جائے کلائی پر کلائی رکھ کر کہنی کو پکڑنا ثابت نہیں ہے زیر ناف ہاتھ باندھنے کی ایک حدیث بھی صحیح نہیں ہے سینے پر ہاتھ باندھنا عاجزی کی علامت' نماز میں فعل عبث سے رکاوٹ' دل کی حفاظت اور خشوع کے زیادہ مناسب ہے۔ (عون الباری:۷۶۴/۱)

٥٠ - باب: مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

باب ۵۰: نمازی تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھے؟

٤٢٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، كَانُوا يَفْتَتِحُونَ ٱلصَّلاَةَ: بِـ: الْحَمْدُ للهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ. [رواه البخاري: ٧٤٣]

۴۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں قراءت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے شروع فرماتے تھے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو بالکل ترک کر دیا جائے بلکہ اسے پڑھنا چاہیے کیونکہ "بسم اللہ" تو سورۃ فاتحہ کا جزو ہے روایت کا مطلب یہ ہے کہ "بسم اللہ" کو باآواز بلند نہیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی صراحت ہے البتہ اسے باآواز بلند پڑھنے میں اختلاف ہے طرفین کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وسعت ہے اور دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۱/۷۶۷)

٤٢٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَسْكُتُ بَيْنَ ٱلتَّكْبِيرِ وَبَيْنَ ٱلْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِسْكَاتُكَ بَيْنَ ٱلتَّكْبِيرِ وَٱلْقِرَاءَةِ، مَا تَقُولُ؟ قَالَ: (أَقُولُ: ٱللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ ٱلْمَشْرِقِ وَٱلْمَغْرِبِ، ٱللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ ٱلْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى ٱلثَّوْبُ ٱلأَبْيَضُ مِنَ ٱلدَّنَسِ، ٱللَّهُمَّ ٱغْسِلْ خَطَايَايَ بِٱلْمَاءِ وَٱلثَّلْجِ وَٱلْبَرَدِ). [رواه البخاري: ٧٤٤]

۴۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان کچھ سکوت فرماتے تھے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان سکوت میں کیا پڑھا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں یا اللہ مجھ سے میرے گناہ اتنے دور کردے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے اور اے اللہ مجھے گناہوں سے ایسا پاک کردے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک ہوجاتا ہے یا اللہ! میرے گناہ پانی برف اور اولوں سے دھو دے۔

فوائد: اس کو دعائے استفتاح کہتے ہیں اور اس کے الفاظ کئی طرح سے وارد ہیں مگر مذکورہ دعا صحیح ترین ہے اگرچہ دیگر ادعیہ ماثورہ بھی پڑھی جا سکتی ہیں واضح رہے کہ اس دعا کو آہستہ پڑھنا چاہیے نیز معلوم ہوا کہ اسکات (خاموشی) اور آہستہ قرأت میں منافات نہیں ہے۔ (عون الباری:۱/۷۶۹)

٥١ - باب

باب ۵۱:

٤٢٩ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: حديث الكسوف، وقد تقدم (برقم: ٧٦)

۴۲۹۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے حدیث کسوف (۸۶) پہلے گزر چکی ہے۔

٤٣٠ : وفي هذه الرواية قالت: (قال: قَدْ دَنَتْ مِنِّي ٱلْجَنَّةُ، حَتَّى لَوِ ٱجْتَرَأْتُ عَلَيْهَا، لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا، وَدَنَتْ مِنِّي ٱلنَّارُ حَتَّى قُلْتُ: أَيْ رَبِّ، أَوَ أَنَا مَعَهُمْ؟ فَإِذَا ٱمْرَأَةٌ - حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ - تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ، قُلْتُ: مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟ قَالُوا: حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا، لاَ أَطْعَمَتْهَا، وَلاَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ - حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ - مِنْ خَشِيشِ أَوْ خَشَاشِ الأَرْضِ). [رواه البخاري: ٧٤٥]

۴۳۰۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی اس طریق میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میرے اتنی (قریب) ہو چکی تھی کہ اگر میں ہمت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے کوئی خوشہ تمہارے پاس لے آتا اور دوزخ بھی میرے اتنے قریب ہوگئی کہ میں کہنے لگا اے مالک! کیا میں بھی ان لوگوں کے ساتھ رکھا جاؤں گا؟ اتنے میں ایک عورت دیکھی راوی کا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا اس عورت کو ایک بلی پنجہ مار رہی تھی میں نے پوچھا اس عورت کا کیا حال ہے؟ فرشتوں نے کہا اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا حتی کہ وہ بھوک سے مر گئی کیونکہ نہ تو وہ اسے خود کھلاتی تھی اور نہ اسے کھلا چھوڑتی تھی کہ وہ خود حشرات الارض سے اپنا پیٹ بھرلے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حیوانات کو تکلیف دینا بھی ناجائز ہے اور قیامت کے دن ایسا کرنے پر مؤاخذہ ہو گا۔ (عون الباری: ۷۷۰/۱)

٥٢ - باب: رَفْعُ البَصَرِ إِلَى الإِمَامِ فِي الصَّلاَةِ

باب ۵۲: نماز میں امام کی طرف دیکھنا

٤٣١ : عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قيل له: أَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي ٱلظُّهْرِ وَٱلْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قيل له: بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَاكَ؟

۴۳۱۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر میں کچھ پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہاں! پھر پوچھا گیا کہ تمہیں کیسے پتہ چلتا تھا؟ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا

قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ. [رواه البخاري: ٧٤٦] کہ آپ کی داڑھی کے ہلنے سے معلوم ہوتا تھا۔

فوائد: امام کو چاہیے کہ وہ اپنی نظر کو سجدہ گاہ پر مرکوز رکھے مقتدی کے لئے بھی یہی حکم ہے البتہ کسی ضرورت کے پیش نظر امام کی طرف نظر اٹھا سکتا ہے اگر اکیلا نماز پڑھتا ہے تو اس کا حکم بھی امام جیسا ہے البتہ ادھر ادھر دیکھنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ (عون الباری:۱/۷۷۱)

٥٣ - باب: رَفْعُ البَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلاَةِ

باب ۵۳: نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا

٤٣٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (مَا بَالُ أَقْوَامٍ، يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى ٱلسَّمَاءِ فِي صَلاَتِهِمْ). فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ، حَتَّى قَالَ: (لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ، أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ). [رواه البخاري: ٧٥٠]

۴۳۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوا وہ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر آپ نے اس کے متعلق بڑی سختی سے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو اس سے باز آنا چاہیے یا پھر ان کی بینائی کو اچک لیا جائے گا۔

٥٤ - باب: الالتِفَات فِي الصَّلاَةِ

باب ۵۴: نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟

٤٣٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ ٱلالْتِفَاتِ فِي ٱلصَّلاَةِ؟ فَقَالَ: (هُوَ ٱخْتِلاَسٌ، يَخْتَلِسُهُ ٱلشَّيْطَانُ مِنْ صَلاَةِ ٱلْعَبْدِ). [رواه البخاري: ٧٥١]

۴۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ ایسی دستبرد ہے جو شیطان بندے کی نماز میں کرتا ہے۔

فوائد: التفات تین طرح کا ہوتا ہے ① ضرورت کے بغیر دائیں یا بائیں منہ کرنا لیکن سینہ قبلہ رخ رہے یہ فعل مکروہ یا حرام ہے۔ ② گوشہ چشم سے دیکھنا یہ خلاف اولیٰ ہے بوقت ضرورت ایسا کرنا جائز ہے۔ ③ دائیں بائیں بایں طور پر دیکھنا کہ سینہ بھی قبلہ رخ سے ہٹ جائے ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

٥٥ - باب: وُجُوبُ القِراءَةِ لِلإِمَامِ والمَأمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا

باب ۵۵: امام اور مقتدی کے لئے تمام نمازوں میں قرآن پڑھنا واجب ہے

٤٣٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ

۴۳۴۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: شَكَا أَهْلُ ٱلْكُوفَةِ سَعْدًا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَعَزَلَهُ وَٱسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا، فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لاَ يُحْسِنُ يُصَلِّي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحٰقَ، إِنَّ هٰؤُلاَءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لاَ تُحْسِنُ تُصَلِّي؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا، وَٱللهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلاَةَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا، أُصَلِّي صَلاَةَ ٱلْعِشَاءِ، فَأَرْكُدُ فِي ٱلأُولَيَيْنِ، وَأُخِفُّ فِي ٱلأُخْرَيَيْنِ. قَالَ: ذَاكَ ٱلظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحٰقَ. فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا، أَوْ رِجَالًا، إِلَى ٱلْكُوفَةِ، فَسَأَلَ عَنْهُ أَهْلَ ٱلْكُوفَةِ، وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ، وَيُثْنُونَ عليهِ مَعْرُوفًا، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ، قَالَ: أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا، فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لاَ يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلاَ يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلاَ يَعْدِلُ فِي ٱلْقَضِيَّةِ. قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَٱللهِ لأَدْعُوَنَّ بِثَلاَثٍ: ٱللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ. وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ، أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ

انہوں نے فرمایا کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو برطرف کر کے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ان کا حاکم بنایا الغرض ان لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بہت شکائتیں کیں' یہ بھی کہہ دیا کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے اس پر حضرت عمر نے انہیں بلا بھیجا اور کہا: اے ابواسحاق! یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: سنئے اللہ کی قسم! میں انہیں رسول اللہ ﷺ والی نماز پڑھاتا تھا اس میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں کرتا عشاء کی نماز پڑھاتا تو پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر لگاتا اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابواسحاق! تمہاری نسبت ہمارا یہی گمان ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص یا چند اشخاص کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کوفہ روانہ کیا (تاکہ وہ اہل کوفہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بابت تحقیقات کریں) انہوں نے وہاں کوئی مسجد نہ چھوڑی جہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حال نہ پوچھا ہو۔ سب لوگوں نے ان کی تعریف کی پھر وہ قبیلہ عبس کی مسجد میں گئے تو وہاں ایک شخص کھڑا ہوا جس کی کنیت ابو سعدہ اور اسے اسامہ بن قتادہ کہا جاتا تھا وہ بولا جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو سنو! سعد جہاد میں لشکر کے ساتھ خود نہ جاتے تھے اور نہ ہی مال غنیمت برابر تقسیم کرتے تھے اور مقدمات میں انصاف سے کام نہ لیتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا:

سَعْدٍ. قَالَ الرَّاوِي عن جابرٍ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ، قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ ٱلْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي ٱلطَّرِيقِ يَغْمِزُهُنَّ. [رواه البخاري: ٧٥٥]

اللہ کی قسم! میں تجھے تین بد دعائیں دیتا ہوں اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے صرف لوگوں کو دکھانے یا سنانے کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کردے فقیری بڑھا دے اور آفتوں میں پھنسا دے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اس کے بعد جب اس سے اس کا حال دریافت کیا جاتا تو کہتا کہ میں ایک آفت رسیدہ' دراز عمر بوڑھا ہوں مجھے سعد کی بد دعا لگ گئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والا راوی کہتا ہے کہ میں نے بھی اسے دیکھا تھا بڑھاپے کی حالت میں اس کے دونوں ابرو آنکھوں پر گرنے کے باوجود وہ راستہ میں چلتی چھوکریوں کو چھیڑتا اور ان پر دست درازی کرتا پھرتا تھا۔

فوائد : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عہد فاروقی میں کوفہ کے گورنر تھے اور امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ اہل کوفہ کی طرف سے شکایت موصول ہونے پر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وضاحت فرمائی کہ میں رسول اللہ ﷺ ہی کی طرح انہیں نماز پڑھاتا ہوں یعنی پہلی دو رکعتوں میں قرأت لمبی کرتا ہوں اور دوسری دو رکعتیں ہلکی کرتا ہوں۔ یہیں سے امام کے لئے چار رکعات میں قرأت کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

٤٣٥ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ ٱلصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ ٱلْكِتَابِ). [رواه البخاري: ٧٥٦]

۴۳۵۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔

فوائد : اس حدیث کے پیش نظر جمہور علماء کا یہ موقف ہے کہ مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ مقتدی کے لئے امام کی قرأت ہی کافی ہے اسے فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں حالانکہ مقتدی کو امام کی وہ قرأت کافی ہوتی ہے جو فاتحہ کے علاوہ ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے پیش نظر فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ بعض روایات میں صراحت ہے کہ رسول اللہ نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ کرام سے پوچھا کہ شاید تم امام کے پیچھے کچھ پڑھتے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھا کرو۔ (عون الباری:۷۸۴/۱)

٤٣٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ دَخَلَ ٱلْمَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، فَسَلَّمَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ، وَقَالَ: (ٱرْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ). فَرَجَعَ يُصَلِّي كَمَا صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (ٱرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ). فَرَجَعَ يُصَلِّي كَمَا صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (ٱرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ). ثَلَاثًا، فَقَالَ، وَٱلَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي؟ فَقَالَ: (إِذَا قُمْتَ إِلَى ٱلصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ ٱقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ ٱلْقُرْآنِ، ثُمَّ ٱرْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ٱرْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ ٱسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ٱرْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَٱفْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا). [رواه البخاري: ٧٥٧]

۴۳۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا۔ جاؤ نماز پڑھو تو نے نماز نہیں پڑھی پھر اس طرح تین دفعہ ہوا بالآخر اس نے کہا قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا لہٰذا آپ مجھے بتا دیجئے! آپ نے فرمایا اچھا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو' پھر قرآن سے جو تمہیں یاد ہو پڑھو' اس کے بعد اطمینان سے رکوع کرو' پھر سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو اور سجدے میں اطمینان سے رہو پھر سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز اس طرح مکمل کیا کرو

فوائد: ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ "تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھ" اس حدیث پر امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح عنوان قائم کیا ہے کہ نمازی کے لئے ہر رکعت میں فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اس حدیث سے دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع و سجود اطمینان سے ادا کرنا بھی ثابت ہوتا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے سجدے کے بعد جلسہ استراحت بھی ضروری ہے۔ (عون الباری:۷۸۸/۱)

٥٦ - باب: الْقِرَاءَةُ فِي الظُّهْرِ

باب ۵۶: نماز ظہر میں قرأت

٤٣٧ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي

۴۳۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی

ٱلرَّكْعَتَيْنِ ٱلْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلاَةِ ٱلظُّهْرِ، بِفَاتِحَةِ ٱلْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، يُطَوِّلُ فِي ٱلْأُولَى، وَيُقَصِّرُ فِي ٱلثَّانِيَةِ، وَيُسْمِعُ ٱلْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي ٱلْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ ٱلْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي ٱلْأُولَى ويُقَصِّر في الثَّانية، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي ٱلرَّكْعَةِ ٱلْأُولَى مِنْ صَلاَةِ ٱلصُّبْحِ، وَيُقَصِّرُ فِي ٱلثَّانِيَةِ. [رواه البخاري: ٧٥٩]

دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے پہلی رکعت کو لمبا کرتے تھے اور دوسری رکعت کو چھوٹا کرتے اور کبھی کبھی کوئی آیت سنا بھی دیتے تھے' نماز عصر میں بھی سورہ فاتحہ اور دیگر دو سورتیں تلاوت فرماتے اور پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے کچھ لمبا کرتے اس طرح صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت طویل ہوتی اور دوسری مختصر کرتے تھے۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سری نمازوں میں اگر امام کبھی کسی آیت کو اونچی آواز سے پڑھ دے تو جائز ہے۔ (عون الباری:۱/۴۹۴)

٥٧ - باب: الْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ

باب ۵۷: نماز مغرب میں قرأت

٤٣٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا -: أَنَّ أُمَّ ٱلْفَضْلِ سَمِعَتْهُ، وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿وَٱلْمُرْسَلَٰتِ عُرْفًا﴾. فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ، وَٱللهِ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ ٱلسُّورَةَ، إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي ٱلْمَغْرِبِ. [رواه البخاري: ٧٦٣]

۴۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ان کی والدہ) ام الفضل رضی اللہ عنہا نے انہیں سورۃ والمرسلات عرفا پڑھتے سنا تو کہنے لگیں میرے بیٹے! تو نے یہ سورت پڑھ کر مجھے یاد دلا دیا کہ یہی وہ آخری سورت ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی آپ یہ سورۃ نماز مغرب میں پڑھ رہے تھے۔

٤٣٩ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي ٱلْمَغْرِبِ بِطُولَى ٱلطُّولَيَيْنِ. [رواه البخاري: ٧٦٤]

۴۳۹۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں دو بڑی سورتوں میں سے زیادہ بڑی سورت پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

فوائد: مغرب کی نماز کا وقت چونکہ تھوڑا ہوتا ہے اس لئے بالعموم چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھار کوئی بڑی سورت بھی پڑھ دینی چاہیے۔ یہ بھی مسنون طریقہ ہے۔ (عون الباری:۱/۸۰۱)

٥٨ - باب: الْجَهْرُ فِي الْمَغْرِبِ

باب ۵۸: نماز مغرب میں باآواز بلند قرأت کرنا

٤٤٠ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي ٱلْمَغْرِبِ بِالطُّورِ. [رواه البخاري: ٧٦٥]

۴۴۰۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں (سورۃ) الطور پڑھتے سنا ہے۔

٥٩ - باب: الْقِرَاءَةُ فِي الْعِشَاءِ بِالسَّجْدَةِ

باب ۵۹: نماز عشاء میں سجدہ والی سورت پڑھنا

٤٤١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي ٱلْقَاسِمِ ﷺ ٱلْعَتَمَةَ، فَقَرَأَ: ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾. فَسَجَدَ، فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ. [رواه البخاري: ٧٦٨]

۴۴۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ ابوالقاسم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز عشاء ادا کی تو آپ نے سورۃ ﴿ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴾ پڑھی اور سجدہ کیا لہٰذا میں ہمیشہ اس سورت میں سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے مل جاؤں۔

٦٠ - باب: الْقِرَاءَةُ فِي الْعِشَاءِ

باب ۶۰: نماز عشاء میں قرأت

٤٤٢ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ، فَقَرَأَ فِي ٱلْعِشَاءِ فِي إِحْدَى ٱلرَّكْعَتَيْنِ، بِـ ﴿وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ﴾ [رواه البخاري: ٧٦٧]

وفي رواية أخرى قَالَ: وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ، أَوْ قِرَاءَةً. [رواه البخاري: ٧٦٩]

۴۴۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ایک دفعہ سفر میں تھے تو آپ نے نماز عشاء کی ایک رکعت میں سورۃ ﴿ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ﴾ تلاوت فرمائی' ایک روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوش الحان یا اچھا پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

٦١ - باب: الْقِرَاءَةُ فِي الْفَجْرِ

باب ۶۱: صبح کی نماز میں قرأت

٤٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ،

۴۴۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہر نماز میں قرأت کرنا چاہیے پھر جن نمازوں میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں باآواز بلند

وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَى أُمِّ ٱلْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ، وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ. [رواه البخاري: ۷۷۲]

سنایا ہے ان میں تمہیں بآواز بلند سناتے ہیں اور جن میں آپ نے پڑھ کر نہیں سنایا ان میں ہم بھی تمہیں نہیں سناتے ہیں اور اگر تو سورۃ فاتحہ سے زیادہ قرأت نہ کرے تو بھی کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھ لے تو اچھا ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یہ بھی معلوم ہوا کہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملانا مستحب ہے ضروری نہیں۔ (عون الباری:۱/۸۰۱)

٦٢ - باب: الجَهْرُ بِقِرَاءَةِ صَلاَةِ الصُّبْحِ

باب ٦٢: صبح کی نماز میں بآواز بلند قرأت کرنا

٤٤٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ٱنْطَلَقَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظَ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ ٱلشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ ٱلسَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ ٱلشُّهُبُ، فَرَجَعَتِ ٱلشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ، فَقَالُوا: مَا لَكُمْ؟ فَقَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ ٱلسَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا ٱلشُّهُبُ. قَالُوا: مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ ٱلسَّمَاءِ إِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ ٱلأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، فَانْظُرُوا مَا هٰذَا ٱلَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ ٱلسَّمَاءِ. فَانْصَرَفَ أُولٰئِكَ ٱلَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ، إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِنَخْلَةَ، عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظَ، وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلاَةَ ٱلْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوا ٱلْقُرْآنَ ٱسْتَمَعُوا

۴۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چند اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہمراہ سوق عکاظ کا ارادہ کرکے چلے ان دنوں شیاطین کو آسمانی خبریں لینے سے روک دیا گیا تھا اور ان پر شعلے برسائے جا رہے تھے تو شیاطین اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے قوم نے پوچھا کیا حال ہے؟ شیاطین نے کہا: ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی گئی ہے اور اب ہم پر شعلے برسائے جا رہے ہیں۔ قوم نے کہا: تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کسی ایسی چیز نے حجاب کردیا ہے جو ابھی ظاہر ہوئی ہے اس لئے روئے زمین میں مشرق و مغرب تک چل پھر کر دیکھو کہ وہ کیا ہے؟ جس نے تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان پردہ حائل کردیا ہے تو وہ اس کی تلاش میں نکلے ان میں وہ جنات جو تہامہ کی طرف نکلے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپہنچے آپ مقام نخلہ میں تھے اور عکاظ کی منڈی کی طرف

لَهُ، فَقَالُوا: هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، فَهُنَالِكَ حِينَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ، فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْءَانًا عَجَبًا ○ يَهْدِيٓ إِلَى الرُّشْدِ فَـَٔامَنَّا بِهِۦ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ أَحَدًا﴾. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ أُوحِىَ إِلَىَّ﴾، وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ. [رواه البخاري: ٧٧٣]

جانے کی نیت رکھتے تھے اس وقت آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز فجر پڑھا رہے تھے جب ان جنات نے کان لگا کر قرآن سنا تو کہنے لگے اللہ کی قسم! یہی وہ قرآن ہے جس نے تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حجاب ڈال دیا ہے اسی مقام سے وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور کہنے لگے "بھائیو! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے چنانچہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اب ہم ہرگز اپنے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔" تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر یہ سورت نازل فرمائی ﴿ قُلْ أُوحِىَ إِلَىَّ ﴾ اور آپ کو جنوں کی گفتگو بذریعہ وحی بتائی گئی۔

٤٤٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ فِيمَا أُمِرَ، وَسَكَتَ فِيمَا أُمِرَ. ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾. ﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾. [رواه البخاري: ٧٧٤]

۴۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جس نماز میں جہر کا حکم ہوا آپ نے جہر کیا اور جس میں آہستہ پڑھنے کا حکم ہوا آہستہ پڑھا اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں اور بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا ہی اچھا ہے۔

فوائد: قرآن مجید میں دوران نماز قرآن آہستہ یا باآواز بلند پڑھنے کی تفصیل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی تھی۔ لہٰذا ان حضرات کو غور کرنا چاہئے جو دینی احکام میں صرف قرآن پر اعتماد کرتے ہیں اور حدیث ان کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہے۔

٦٣ - باب: الْجَمْعُ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ وَالْقِرَاءَةُ بِالْخَوَاتِيمِ وَبِسُورَةٍ قَبْلَ سُورَةٍ وَبِأَوَّلِ سُورَةٍ

باب ٦٣: دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھنا' سورت کی آخری آیات پڑھنا' ترتیب کے خلاف پڑھنا نیز سورت کی ابتدائی آیات تلاوت کرنا

٤٤٦ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

عَنْهُ: أَنَّهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرِنُ بَيْنَهُنَّ، فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ، سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. [رواه البخاري: ٧٧٥]

ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آکر کہنے لگا میں نے رات کو مفصل کی تمام سورتیں ایک رکعت میں پڑھ ڈالیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے اس قدر تیزی سے پڑھیں جیسے اشعار پڑھے جاتے ہیں' بے شک میں ان جوڑا جوڑا سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا کر پڑھا کرتے تھے پھر آپ نے مفصل کی بیس سورتیں بیان کیں یعنی ہر رکعت میں پڑھی جانے والی دو دو سورتیں۔

فوائد: علماء نے قرآنی سورتوں کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ ① طوال: جو سورتیں سو سے زیادہ آیات پر مشتمل ہیں۔ ② مئین: جو سورتیں سو یا اس سے کم آیات پر مشتمل ہیں۔ ③ مثانی: جو سو سے بہت کم آیات پر مشتمل ہیں۔ ④ مفصل: سورت حجرات سے آخر قرآن تک' پھر مفصل کی تین اقسام ہیں: 1 طوال مفصل ا 2 اوساط مفصل' اور 3 قصار مفصل اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ واضح رہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے جن جوڑا جوڑا سورتوں کی نشاندہی کی ہے ان میں سے بعض موجودہ ترتیب قرآن سے مختلف ہیں۔

٦٤ - باب: يَقْرَأُ فِي الأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب ۶۴: آخری دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھنا

٤٤٧ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ، فِي الأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ، وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ، وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى مَا لاَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ، وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ. [رواه البخاري: ٧٧٦]

۴۴۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں یں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں مزید پڑھتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا بھی دیتے تھے اور آپ پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبا کرتے اس طرح عصر اور صبح کی نماز میں بھی یہی معمول تھا۔

٦٥ - باب: جَهْرُ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ

باب ۶۵: امام کا بآواز بلند آمین کہنا

٤٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

۴۴۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَمَّنَ ٱلإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ ٱلْمَلاَئِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٧٨٠]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے گی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

٦٦ - باب: فَضْلُ التَّأْمِينِ

باب ٦٦: آمین کہنے کی فضیلت

٤٤٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ، وقَالَتِ ٱلمَلاَئِكَةُ فِي ٱلسَّمَاءِ: آمِينَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا ٱلأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٧٨١]

۴۴۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو آسمان پر فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اگر ان دونوں کی آمین ایک دوسرے سے مل جائے تو اس (نمازی) کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

فوائد: مقتدی امام کی آمین سن کر آمین کہیں گے اس سے مقتدیوں کے لئے بآواز آمین کہنا ثابت ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ آمین کہنے پر حسد کرنا یہود کا شیوہ ہے۔

٦٧ - باب: إِذَا رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ

باب ٦٧: شمولیت صف سے پہلے رکوع کرنا

٤٥٠ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ ٱنْتَهَى إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى ٱلصَّفِّ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (زَادَكَ ٱللهُ حِرْصًا وَلاَ تَعُدْ). [رواه البخاري: ٧٨٣]

۴۵۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ رکوع میں تھے صف میں شمولیت سے پہلے انہوں نے رکوع کر لیا پھر رسول اللہ سے یہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالی تمہارا شوق اور زیادہ کرے لیکن آئندہ ایسا مت کرنا۔

٦٨ - باب: إِتْمَامُ التَّكْبِيرِ فِي الرُّكُوعِ

باب ٦٨: رکوع میں پورے طور پر تکبیر کہنا

٤٥١ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ بِالْبَصْرَةِ، فَقَالَ: ذَكَّرَنَا هٰذَا ٱلرَّجُلُ صَلاَةً، كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَذَكَرَ

۴۵۱۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بصرہ میں نماز ادا کی فرمانے لگے انہوں نے ہمیں وہ نماز یاد دلا دی جو ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ پڑھا کرتے تھے پھر انہوں نے کہا کہ آپ جب سر اٹھاتے اور

أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ. [رواه البخاري: ٧٨٤]

سر جھکاتے تو اس وقت تکبیر کہتے تھے

فوائد: بعض لوگ رکوع اور سجدہ کے وقت اللہ اکبر کہنا ضروری خیال نہیں کرتے تھے۔ امام بخاری اس موقف کی تردید کرنے کے لئے یہ حدیث لائے ہیں۔

٦٩ - باب: التَّكْبِيرُ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ

باب ٦٩: جب سجدہ کر کے کھڑا ہو تو تکبیر کہنا

٤٥٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى ٱلصَّلاَةِ، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ). حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ ٱلرُّكُوعِ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: (رَبَّنَا وَلَكَ ٱلْحَمْدُ). [رواه البخاري: ٧٨٩]

۴۵۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے جب جب رکوع کرتے تو بھی تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ﴾ کہتے اس کے بعد بحالت قومہ ﴿ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد ﴾ کہتے تھے۔

٧٠ - باب: وَضْعُ الأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ

باب ٧٠: بحالت رکوع ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا

٤٥٣ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى إِلَى جَنْبِهِ ابنه مُصْعَبٌ قَالَ: فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ، ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ، فَنَهَانِي أَبِي وَقَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ، وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى ٱلرُّكَبِ. [رواه البخاري: ٧٩٠]

۴۵۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ان کے بیٹے حضرت مصعب نے ان کے پہلو میں نماز ادا کی حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر اپنی رانوں کے درمیان رکھ لیا تھا میرے والد نے مجھے اس فعل سے منع فرمایا اور کہا کہ پہلے ہم ایسا کیا کرتے تھے پھر ہمیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ (دوران رکوع) اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھا کریں۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دوران رکوع دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر انہیں رانوں

کے درمیان رکھتے تھے امام بخاری نے یہ حدیث لا کر بیان فرمایا کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے ممکن ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔ (عون الباری:۱/۸۱۷)

٧١ - باب: اسْتِوَاءُ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوعِ والاطمِئنَان فِيه

باب ۷۱: رکوع میں پشت کا برابر رکھنا اور اس میں اعتدال واطمینان کرنا

٤٥٤ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رُكُوعُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ وَسُجُودُهُ، وَبَيْنَ ٱلسَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ ٱلرُّكُوعِ، مَا خَلاَ ٱلْقِيَامَ وَٱلْقُعُودَ، قَرِيبًا مِنَ ٱلسَّوَاءِ. [رواه البخاري: ٧٩٢]

۴۵۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع، سجدہ، سجدوں کی درمیانی نشست اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب تقریباً برابر ہوتے تھے البتہ قیام اور تشہد کچھ طویل ہوتے تھے۔

٧٢ - باب: الدُّعَاءُ فِي الرُّكُوعِ

باب ۷۲: رکوع میں دعا کرنا

٤٥٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: (سُبْحَانَكَ ٱللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، ٱللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي). [رواه البخاري: ٧٩٤]

۴۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ﴾

فوائد: بعض آئمہ نے بحالت رکوع دعا کرنے کو مکروہ خیال کیا ہے امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بحالت رکوع دعا کرنا درست ہے۔ (عون الباری:۱/۸۲۰)

٤٥٦ : وَعَنْهَا فِي رواية أخرى: يَتَأَوَّلُ ٱلْقُرْآنَ. [رواه البخاري: ٨١٧]

۴۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مذکورہ بالا حدیث ایک دوسرے طریق سے بایں الفاظ بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (یہ دعا پڑھنے میں) قرآن مجید پر عمل کرتے تھے۔

٧٣ - باب: فَضْلُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ

باب ۷۳: ﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾ کی فضیلت

٤٥٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا

۴۵۷۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام ﴿سَمِعَ اللّٰهُ

قَالَ ٱلْإِمَامُ: سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: ٱللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ ٱلْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ ٱلْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ). [رواه البخاري: ٧٩٦]

لِمَنْ حَمِدَهُ ﴾ کہے تو تم ﴿ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد ﴾ کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگا اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

فوائد: واضح رہے کہ امام اور مقتدی دونوں کو رکوع سے سر اٹھا کر ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ﴾ کہنا چاہئے امام بخاری نے اس پر مستقل ایک عنوان قائم کیا ہے۔

٧٤ - باب

باب ۷۴:

٤٥٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَأُقَرِّبَنَّ صَلَاةَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ. فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقْنُتُ فِي ٱلرَّكْعَةِ ٱلْأُخْرَى مِنْ صَلَاةِ ٱلظُّهْرِ، وَصَلَاةِ ٱلْعِشَاءِ، وَصَلَاةِ ٱلصُّبْحِ، بَعْدَ مَا يَقُولُ: سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ ٱلْكُفَّارَ. [رواه البخاري: ٧٩٧]

۴۵۸۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ بلا شبہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی طرح نماز پڑھتا ہوں اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عشاء اور فجر کی آخری رکعت میں ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ﴾ کے بعد قنوت پڑھا کرتے تھے یعنی مسلمانوں کے لئے دعا کرتے اور کافروں پر لعنت کرتے تھے۔

٤٥٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلْقُنُوتُ فِي ٱلْمَغْرِبِ وَٱلْفَجْرِ. [رواه البخاري: ٧٩٨]

۴۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فجر اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھی جاتی تھی۔

فوائد: ہنگامی حالات میں ہر نماز کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد دعاء قنوت کرنا چاہئے۔

٤٦٠ : عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ٱلزُّرَقِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي يَوْمًا وَرَاءَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ ٱلرَّكْعَةِ، قَالَ: (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ). فَقَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ ٱلْحَمْدُ، حَمْدًا طَيِّبًا

۴۶۰۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اٹھا کر فرمایا: ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ﴾ تو ایک شخص نے پیچھے سے کہا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ ﴾ جب آپ

مُبَارَكًا فِيهِ. فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ، قَالَ: (مَنِ ٱلْمُتَكَلِّمُ). قَالَ: أَنَا، قَالَ: (رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا، أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ). [رواه البخاري: ٧٩٩]

نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے؟ وہ شخص بولا! میں نے ' تب آپ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس پر باہم سبقت کرتے تھے کہ کون اس کو پہلے قلمبند کرے؟

فوائد: معلوم ہوا کہ ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ)) بآواز بلند کہنا جائز ہے ہمارے استاذ محترم شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ اس پر عمل پیرا تھے اور ان کے معتقدین اس سنت آج بھی کار بند ہیں۔

٧٥ - باب: الاطْمِئْنَانِيَّةِ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

باب ۷۵: رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑا ہونا

٤٦١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أنه كَانَ يَنْعَتُ صَلَاةَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَ يُصَلِّي، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ ٱلرُّكُوعِ قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ نَسِيَ. [رواه البخاري: ٨٠٠]

۴۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتا رہے تھے چنانچہ وہ نماز میں کھڑے ہوتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر قیام کرتے کہ ہم کہتے آپ بھول گئے ہیں۔

٧٦ - باب: يَهْوِي بِالتَّكْبِيرِ حِينَ يَسْجُدُ

باب ۷۶: سجدہ کے لئے اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے

٤٦٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قال: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ يَقُولُ: (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ ٱلْحَمْدُ). يَدْعُو لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ، فَيَقُولُ: (اَللَّهُمَّ أَنْجِ ٱلْوَلِيدَ بْنَ ٱلْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ،

۴۶۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (رکوع سے) سر اٹھاتے تو ﴿ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ﴾ کہتے اور بعض لوگوں کے لئے ان کا نام لے کر دعا کرتے ہوئے فرماتے اے اللہ! ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام' عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو کفار کے ظلم سے نجات دے اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت کردے اور انہیں قحط سالی میں مبتلا

اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ). وَأَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُونَ لَهُ. [رواه البخاري: ٨٠٤]

کر دے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں قحط پڑا تھا اس زمانہ میں اہل مشرق سے قبیلہ مضر کے لوگ آپ کے دشمن تھے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی کا نام لے کر دعا یا بد دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عون الباری:۱/۸۲۹)

٧٧ - باب: فَضْلُ السُّجُودِ

باب ۷۷: سجدے کی فضیلت

٤٦٣ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّاسَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: (هَلْ تُمَارُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَيْسَ دُونَهُ حِجَابٌ؟). قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (فَهَلْ تُمَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ؟). قَالُوا: لَا، قَالَ: (فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ، يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الْقَمَرَ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الطَّوَاغِيتَ، وَتَبْقَى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا، فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: هٰذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا، فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ، فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا، فَيَدْعُوهُمْ فَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ

۴۶۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم روز قیامت اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ شب بدر کے چاند میں جس پر کوئی ابر نہ ہو (اسے دیکھنے میں) تمہیں کوئی شک ہوتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہیں، آپ نے فرمایا تو کیا تم آفتاب (کے دیکھنے) میں شک کرتے ہو جبکہ اس پر ابر نہ ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! ہرگز نہیں، آپ نے فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے قیامت کے دن جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو (دنیا میں) جس کی پوجا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے جائے چنانچہ کوئی تو سورج کے ساتھ ہو جائے گا اور کوئی چاند کے پیچھے ہو لے گا اور کوئی بتوں اور شیاطین کے پیچھے چلے گا باقی اس امت کے (مسلمان) لوگ رہ جائیں گے جن میں منافق بھی ہوں گے ان کے پاس اللہ تعالیٰ (ایک نئی صورت میں) تشریف لائے گا اور فرمائے گا میں تمہارا رب

جَهَنَّمَ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهِ، وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ، وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ، مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، هَلْ رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟). قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: (فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللهُ، تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يُوبَقُ بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُو، حَتَّى إِذَا أَرَادَ اللهُ رَحْمَةَ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ: أَنْ يُخْرِجُوا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ، فَيُخْرِجُونَهُمْ وَيَعْرِفُونَهُمْ بِآثَارِ السُّجُودِ، وَحَرَّمَ اللهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ، فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ، فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ، فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ وَقَدِ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ، ثُمَّ يَفْرُغُ اللهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ، وَيَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُولًا الْجَنَّةَ، مُقْبِلًا بِوَجْهِهِ قِبَلَ النَّارِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ، قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا، وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا، فَيَقُولُ:

ہوں وہ عرض کریں گے ہم (تجھے نہیں پہچانتے ہم) اسی جگہ کھڑے رہیں گے جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس اپنی (اصلی) شکل وصورت میں جلوہ گر ہوگا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو وہ کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے پھر اللہ تعالیٰ انہیں بلائے گا اس وقت جہنم کی پشت پر پل رکھ دیا جائے گا سب سے پہلے میں اپنی امت کے ساتھ اس پل سے گزروں گا اس روز رسولوں کے علاوہ کسی کو یارہ کلام نہ ہوگا رسول کہیں گے الٰہی! سلامتی دے الٰہی سلامتی دے' جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں' آپ نے فرمایا بس وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے مگر ان کی لمبائی اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ہے وہ آنکڑے لوگوں کو ان کے (برے) اعمال کے مطابق گھسیٹیں گے بعض شخص تو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے ہلاک ہوجائیں گے اور کچھ زخموں سے چور ہو کر بچ جائیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ اہل جہنم میں سے جن پر مہربانی کرنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے تھے وہ نکال لئے جائیں چنانچہ فرشتے انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچان کر نکال لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر سجدوں کے نشانات کو کھانا حرام کردیا ہے ان لوگوں کو جہنم میں اس حالت میں نکالا جائے گا کہ نشانات سجود کے علاوہ ان کی ہر چیز کو آگ کھا چکی ہوگی یہ لوگ کوئلہ

هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ، فَيُعْطِي اللهَ مَا يَشَاءُ مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ، فَيَصْرِفُ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ، فَإِذَا أَقْبَلَ بِهِ عَلَى الْجَنَّةِ، رَأَى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَسْكُتَ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ قَدِّمْنِي عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ اللهُ: أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُودَ وَالْمِيثَاقَ، أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنْتَ سَأَلْتَ؟ فَيَقُولُ. يَا رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: فَمَا عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذٰلِكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَهُ؟ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ، لَا أَسْأَلُ غَيْرَ ذٰلِكَ، فَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ، فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا بَلَغَ بَابَهَا، فَرَأَى زَهْرَتَهَا، وَمَا فِيهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُورِ، فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَسْكُتَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ اللهُ: وَيْحَكَ يَا ابْنَ آدَمَ، مَا أَغْدَرَكَ، أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ، أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي أَشْقَى خَلْقِكَ، فَيَضْحَكُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ، ثُمَّ يَأْذَنُ لَهُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: تَمَنَّ، فَيَتَمَنَّى حَتَّى إِذَا

کی طرح سوختہ حالت میں جہنم سے نکلیں گے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا تو وہ ایسے نمو پائیں گے جس طرح قدرتی بیج پانی کے بہاؤ میں اگتا ہے اس کے بعد اللہ تعالی اپنے بندوں کا فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا لیکن ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان رہ جائے گا وہ جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے آخری ہو گا اس کا منہ دوزخ کی جانب ہو گا اور وہ عرض کرے گا اے اللہ! میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کیونکہ اس کی بدبو نے مجھے جھلس دیا ہے اور اس کے شعلہ نے مجھے جلا دیا ہے ۔ اللہ تعالی فرمائے گا کیا تو آئندہ ایسا تو نہیں کرے گا کہ اگر تیرے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے تو پھر اس کے علاوہ کچھ اور مانگے؟ وہ عرض کرے گا ہرگز نہیں' تیری بزرگی کی قسم! پھر وہ اللہ تعالی کو اس کی مشیئت کے مطابق عہد و پیان دے گا اس کے بعد اللہ تعالی اس کا منہ دوزخ کی جانب سے پھیر دے گا جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا تو اس کی ترو تازگی اور بہار دیکھ کر جتنی دیر تک اللہ تعالی کو منظور ہو گا خاموش رہے گا۔ اس کے بعد کہے گا اللہ میرے پروردگار مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے اللہ تعالی فرمائے گا کیا تو نے اس پر قول و قرار نہ کیا تھا کہ جو کچھ تو مانگ چکا ہے اس کے علاوہ کسی اور چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا اس پر وہ عرض کرے گا اے پروردگار! بے شک لیکن تیری مخلوق میں سے صرف میں ہی بدنصیب نہ رہوں' ارشاد ہو گا اگر تجھے یہ بھی عطا کر دیا جائے تو

ٱنْقَطَعَتْ أُمْنِيَّتُهُ، قَالَ ٱللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: زِدْ مِنْ كَذَا وَكَذَا، أَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ، حَتَّى إِذَا ٱنْتَهَتْ بِهِ ٱلْأَمَانِيُّ، قَالَ ٱللّٰهُ تَعَالَى: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ).

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيُّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (قَالَ ٱللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَمْ أَحْفَظْ مِنْ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ إِلَّا قَوْلَهُ: (لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ). قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ). [رواه البخاري: ٨٠٦]

اس کے علاوہ کچھ اور سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ عرض پرداز ہو گا تیری بزرگی کی قسم! میں اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا پھر اللہ تعالیٰ کو اس کی مشیئت کے مطابق قول و قرار دے گا آخر اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازے پر پہنچا دے گا اور جب وہ جنت کے دروازے کے پاس پہنچ جائے گا وہاں کی شادابی تازگی اور فرحت دیکھ کر جتنی دیر اللہ کو منظور ہو گا خاموش رہے گا پھر یوں گویا ہو گا اے پروردگار! مجھ کو جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! تجھ پر افسوس تو کتنا عہد شکن اور دغا باز ہے کیا تو نے اس بات کا عہد نہ کیا تھا کہ اب میں کوئی درخواست نہیں کروں گا تو وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار' مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر تب اس کی باتوں پر اللہ تعالیٰ کو ہنسی آجائے گی اور اسے جنت میں جانے کی اجازت دے کر فرمائے گا کہ خواہش کر چنانچہ وہ خواہش کرنے لگا یہاں تک کہ اس کی تمام خواہشات ختم ہو جائیں گی تو اللہ فرمائے گا یہ چیزیں اور مانگ اس کا پروردگار اسے خود یاد دلائے گا یہاں تک کہ جب اس کی جملہ خواہشات تمام ہو جائیں گی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے یہ بھی بلکہ اس کی مثل اور بھی دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے یہ بھی اور اس کے ساتھ دس گنا مزید تیرے لئے ہے

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ گویا ہوئے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہی یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے یہ اور اتنا اور ہے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا یہ سب کچھ تجھے دیا اور دس گنا مزید بھی دیا جاتا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے سجدہ کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پیشانی کو نہیں جلائے گا جس پر سجدے کے نشانات ہوں گے اور انہی نشانات کی وجہ سے بے شمار گنہگاروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جہنم سے نکالا جائے گا اور اس میں بے شمار اللہ کی صفات کا اثبات ہے جن پر کتاب التوحید میں گفتگو ہو گی۔ (ان شاء اللہ)

٧٨ - باب: السُّجُودُ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ

باب ۷۸: سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا

٤٦٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهما في روايةٍ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ عَلَى ٱلْجَبْهَةِ - وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ - وَٱلْيَدَيْنِ، وَٱلرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ ٱلْقَدَمَيْنِ، وَلاَ نَكْفِتَ ٱلثِّيَابَ وَٱلشَّعَرَ). [رواه البخاري: ٨١٢]

۴۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے پیشانی پر اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک، دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ بھی حکم دیا گیا کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

فوائد : دراصل پیشانی کا زمین پر رکھنا ہی سجدہ ہے اور ناک بھی پیشانی میں داخل ہے لہٰذا ناک اور پیشانی دونوں کا زمین پر رکھنا ضروری ہے۔ نیز دوران سجدہ اپنے پاؤں ایڑیوں سمیت ملا کر رکھے اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔

٧٩ - باب: المُكْثُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب ۷۹: دونوں سجدوں کے درمیان ٹھہرنا

٤٦٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي لاَ آلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ. وباقي الحديث تقدَّم. [رواه البخاري: ٨٢١]

۴۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں کوتاہی نہیں کروں گا کہ تمہیں ویسی ہی نماز پڑھاؤں جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے دیکھا ہے باقی حدیث ۴۶۱ پہلے گزر چکی

ہے۔

فوائد: اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھتے کہ دیکھنے والا خیال کرتا کہ شاید آپ دوسرا سجدہ کرنا بھول گئے ہیں دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ))، ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) بار بار پڑھتے تھے۔

٨٠ - باب: لا يَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُودِ

باب ۸۰: دوران سجدہ اپنے بازو زمین پر نہ بچھائے

٤٦٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (ٱعْتَدِلُوا فِي ٱلسُّجُودِ، وَلاَ يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ ٱنْبِسَاطَ ٱلْكَلْبِ). [رواه البخاري: ٨٢٢]

۴۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ ٹھیک طور پر ادا کرو اور تم میں سے کوئی اپنے دونوں بازو زمین پر کتے کی طرح نہ بچھائے۔

٨١ - باب: مَنِ ٱسْتَوَى قَاعِداً فِي وِتْرٍ مِنْ صَلاَتِهِ ثُمَّ نَهَضَ

باب ۸۱: طاق رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر کھڑا ہونا

٤٦٧ : عَنْ مَالِكِ بْنِ ٱلْحُوَيْرِثِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى ٱلنَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلاَتِهِ، لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا. [رواه البخاري: ٨٢٣]

۴۶۷۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ جب نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔

فوائد: پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر تھوڑی بیٹھ کر پھر اٹھنا اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں جو سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔

٨٢ - باب: يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب ۸۲: دو رکعتوں سے اٹھتے وقت تکبیر کہنا

٤٦٨ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى، فَجَهَرَ بِٱلتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ ٱلسُّجُودِ، وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ رَفَعَ،

۴۶۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز پڑھائی تو جس وقت انہوں نے اپنا سر (پہلے) سجدے سے اٹھایا پھر جب سجدہ کیا اور جب انہوں نے (دوسرے سجدے سے) سر اٹھایا

وَحِينَ قَامَ مِنَ ٱلرَّكْعَتَيْنِ، وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ٨٢٥]

اور جب دو رکعتوں سے اٹھے تو بلند آواز سے تکبیر کہی۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

٨٣ - باب: سُنَّةُ الجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ

باب ۸۳: تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

٤٦٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: أَنَّهُ كَانَ يَتَرَبَّعُ فِي ٱلصَّلاَةِ إِذَا جَلَسَ، وأَنَّه رأَى وَلَدَهُ فعلَ ذلك فنهاهُ، وقَالَ: إِنَّمَا سُنَّةُ ٱلصَّلاَةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ ٱلْيُمْنَى، وَتَثْنِيَ ٱلْيُسْرَى، فقال لهُ: إِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رِجْلَيَّ لاَ تَحْمِلاَنِي. [رواه البخاري: ٨٢٧]

۴۶۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نماز میں چار زانوں بیٹھتے تھے لیکن انہوں نے جب اپنے بچے کو ایسا کرتے دیکھا تو اسے منع کر دیا اور فرمایا کہ نماز میں (بیٹھنے کا) سنت طریقہ یہ ہے کہ تم اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرو اور بایاں پاؤں پھیلا دو آپ کے بیٹے نے کہا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔

٤٧٠ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ ٱلسَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلاَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ ٱسْتَوَى، حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلاَ قَابِضِهِمَا، وَٱسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ ٱلْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي ٱلرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ ٱلْيُسْرَى، وَنَصَبَ ٱلْيُمْنَى، وَإِذَا جَلَسَ فِي ٱلرَّكْعَةِ ٱلأَخِيرَةِ، قَدَّمَ رِجْلَهُ ٱلْيُسْرَى، وَنَصَبَ ٱلأُخْرَى،

۴۷۰۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز تم سب سے زیادہ یاد ہے میں نے دیکھا کہ آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں کندھوں کے برابر لے گئے اور جب آپ نے رکوع کیا تو آپ نے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر جما لئے پھر اپنی کمر کو خمیدہ کیا اور جب آپ نے سر اٹھایا تو ایسے سیدھے ہوئے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آگئی اور جب آپ نے سجدہ کیا تو نہ آپ دونوں ہاتھوں کو بچھائے ہوئے تھے اور نہ ہی سمیٹے ہوئے اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ تھیں اور دو رکعتوں میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں آگے کرتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے پھر اپنی نشست گاہ کے بل بیٹھ جاتے۔

وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ. [رواه البخاري: ٨٢٨]

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ آخری رکعت میں تورک کرنا چاہیے۔ (عون الباری: ۱/۸۴۵)

٨٤ - باب: مَنْ لَمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الأَوَّلَ وَاجِباً

باب ۸۴: جو پہلے تشہد کو واجب نہیں کہتا

٤٧١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَهُوَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ، وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمُ ٱلظُّهْرَ، فَقَامَ فِي ٱلرَّكْعَتَيْنِ ٱلأُولَيَيْنِ، لَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ ٱلنَّاسُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا قَضَى ٱلصَّلاَةَ، وَٱنْتَظَرَ ٱلنَّاسُ تَسْلِيمَهُ، كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، ثُمَّ سَلَّمَ. [رواه البخاري: ٨٢٩]

۴۷۱۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ (جو قبیلہ ازدشنوءہ سے ہیں اور بنی عبد مناف کے حلیف اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے تھے) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایک دن نماز ظہر پڑھائی اور پہلی دو رکعات کے بعد بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہوگئے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے جب آپ اپنی نماز پوری کر چکے تو لوگ انتظار میں تھے کہ اب سلام پھریں گے تو آپ نے بیٹھے ہی بیٹھے اللہ اکبر کہا سلام سے پہلے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

فوائد: حدیث مذکور سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ تشہد اول فرض نہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ اس کا اعادہ کرتے لیکن دیگر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ضروری ہے لیکن اگر رہ جائے تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے امام شوکانی رحمہ اللہ کا بھی یہی رجحان ہے۔ (عون الباری: ۱/۸۴۶)

٨٥ - باب: التَّشَهُّدِ فِي الآخِرَةِ

باب ۸۵: دوسرے قعدہ میں تشہد پڑھنے کا بیان

٤٧٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: ٱلسَّلاَمُ عَلَى ٱللهِ، ٱلسَّلاَمُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، ٱلسَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ وَفُلاَنٍ، فَالْتَفَتَ

۴۷۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو قعدہ میں کہا کرتے تھے جبرئیل پر سلام، میکائیل پر سلام، فلاں پر اور فلاں پر سلام پھر رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ

إِلَيْنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (إِنَّ ٱللهَ هُوَ ٱلسَّلَامُ، فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: ٱلتَّحِيَّاتُ للهِ، وَٱلصَّلَوَاتُ وَٱلطَّيِّبَاتُ، ٱلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ ٱللهِ وَبَرَكَاتُهُ، ٱلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ ٱللهِ ٱلصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا، أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ للهِ صَالِحٍ فِي ٱلسَّمَاءِ وَٱلْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا ٱللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ). [رواه البخاري: ٨٣١]

ہو کر فرمایا اللہ تو خود ہی سلام ہے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (قعدہ میں) یوں کہے "سب تعظیمیں' عبادتیں اور عمدہ باتیں اللہ کے لئے ہیں اے نبی تم پر سلام' اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں' ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو............ کیونکہ جب تم یہ کہو گے تو یہ دعا اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گی خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمان میں .... میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد متعدد صحابہ کرام نے تشہد میں صیغہ خطاب چھوڑ کر صیغہ غائب استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔ (عون الباری:۸۵۰/۱)

٨٦ - باب: الدُّعَاءُ قَبْلَ السَّلَامِ

باب ۸۶: سلام سے پہلے دعا کا بیان

٤٧٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي ٱلصَّلَاةِ: (ٱللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ ٱلْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ ٱلْمَسِيحِ ٱلدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ ٱلْمَحْيَا وَفِتْنَةِ ٱلْمَمَاتِ، ٱللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ ٱلْمَأْثَمِ وَٱلْمَغْرَمِ). فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ ٱلْمَغْرَمِ؟ فَقَالَ: (إِنَّ ٱلرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ، حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ). [رواه البخاري: ٨٣٢]

۴۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور فتنہ دجال سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں' زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اے اللہ میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔ آپ سے ایک شخص نے کہا آپ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا انسان جب قرض دار ہوتا ہے تو بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

٤٧٤ : عَنْ أَبِي بَكْرٍ ٱلصِّدِّيقِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلاَتِي. قَالَ: (قُلِ: ٱللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَٱغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَٱرْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ). [رواه البخاري: ٨٣٤]

۴۷۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمائیں جسے میں نماز میں پڑھا کرو آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو: اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں پس تو مجھے اپنی طرف سے معاف کردے اور مجھ پر مہربانی فرما یقیناً تو بخشنے والا مہربان ہے۔

٨٧ - باب: مَا يُتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

باب ۸۷: تشہد کے بعد پسندیدہ دعا کرنا

٤٧٥ : حديث ابن مَسْعودٍ رضي الله عنه في التَّشَهُّد تقدم قريبًا، وقال في هذه الرواية بعد قوله: (وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ): (ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ ٱلدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو). [رواه البخاري: ٨٣٥]

۴۷۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ۴۷۲ جو پہلے گزر چکی ہے اس طریق سے میں ﴿ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ کے بعد مزید فرمایا پھر جو دعا اس کو پسند آئے پڑھے۔

فوائد: بہتر ہے کہ پسندیدہ دعا کا انتخاب ادعیہ ماثورہ میں سے کرے کیونکہ بے شمار مسنون دعائیں ایسی موجود ہیں جو ہمارے مطالب ومقاصد پر مشتمل ہیں ان کا پڑھنا باعث صد خیر وبرکت ہوگا جملہ مقاصد پر مشتمل یہ دعا ہی کافی ہے۔ ((رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ))

٨٨ - باب: التَّسْلِيمُ

باب ۸۸: سلام پھیرنا

٤٧٦ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ، قَامَ ٱلنِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، وَمَكَثَ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ. [رواه البخاري: ٨٣٧]

۴۷۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو عورتیں آپ کے سلام پھیرتے ہی کھڑی ہو کر چل دیتی تھیں اور آپ کھڑے ہونے سے پہلے کچھ دیر ٹھہر جاتے۔

فوائد: آخر میں سلام پھیرنا نماز کا ایک رکن ہے لیکن بعض حضرات اس سے اتفاق نہیں کرتے ان کا موقف ہے کہ نمازی اپنے کسی بھی فعل کے ذریعہ نماز سے نکل سکتا ہے یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ تکبیر تحریمہ نماز میں داخل ہونے اور سلام پھیرنا اس سے خارج ہونے کا ذریعہ ہے۔ (عون الباری:۸۶۱/۱)

٨٩ - باب: يُسَلِّمُ حِينَ يُسَلِّمُ الإِمَامُ

باب ۸۹: امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی بھی سلام پھیر دے

٤٧٧ : عَنْ عِتْبَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ، فَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ. [رواه البخاري: ٨٣٨]

۴۷۷۔ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ مقتدیوں کو سلام پھیرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے بلکہ امام کی متابعت کرتے ہوئے ساتھ ہی سلام پھیر دیں۔

٩٠ - باب: الذِّكْرُ بَعْدَ الصَّلَاةِ

باب ۹۰: نماز کے بعد ذکر الٰہی کرنا

٤٧٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَفْعَ ٱلصَّوْتِ بِالذِّكْرِ، حِينَ يَنْصَرِفُ ٱلنَّاسُ مِنَ ٱلْمَكْتُوبَةِ، كَانَ عَلَى عَهْدِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا ٱنْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ. [رواه البخاري: ٨٤١]

۴۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض نماز سے فراغت کے بعد بآواز بلند ذکر کرنا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جاری تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے تو لوگوں کا نماز سے فراغت کا پتہ اس ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا تھا۔

٤٧٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ ٱلْفُقَرَاءُ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ ٱلدُّثُورِ مِنَ ٱلأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ ٱلْعُلَا وَٱلنَّعِيمِ ٱلْمُقِيمِ: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلُ أَمْوَالٍ، يَحُجُّونَ بِهَا وَيَعْتَمِرُونَ،

۴۷۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کچھ نادار لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ زیادہ مالدار لوگ بڑے بڑے درجے اور دائمی عیش لے گئے کیونکہ ہماری طرح وہ نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح وہ روزے رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس مال کی بہتات ہے جس سے وہ حج وعمرہ اور جہاد کرتے ہیں اور

وَيُجَاهِدُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ. قَالَ: (أَلاَ أُحَدِّثُكُمْ بِأَمْرٍ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ، أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ، وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، إِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ؟ تُسَبِّحُونَ وَتَحْمَدُونَ وَتُكَبِّرُونَ، خَلْفَ كُلِّ صَلاَةٍ، ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ).

صدقہ بھی دیتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ اس پر عمل کرکے تم ان لوگوں کو پالو گے جو تم سے سبقت لے گئے ہیں اور تمہارے بعد تمہیں کوئی نہ پا سکے اور تم جن لوگوں میں ہو ان سے بہتر ہوجاؤ گے سوائے اس شخص کے پاس جو اس کے مثل عمل کرے (وہ تمہارے برابر رہے گا) تم ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ ' ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ' ۳۳ بار اللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لیا کرو۔

قَالَ الراوي: فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا: نُسَبِّحُ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَنَحْمَدُ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَنُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلاَثِينَ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: (تَقُولُ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ للهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ). [رواه البخاري: ٨٤٣]

راوی کہتا ہے کہ پھر ہمارا باہمی اختلاف ہوگیا ہم میں سے بعض نے کہا کہ ہم ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ' ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں گے تو میں نے پھر اپنے استاد سے پوچھا تو اس نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کرو حتی کہ ان میں سے ہر ایک ۳۳ مرتبہ ہوجائے۔

٤٨٠ : عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ مَكْتُوبَةٍ: (لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ). [رواه البخاري: ٨٤٤]

۴۸۰۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے

اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں کسی بزرگ کی کوئی بزرگی تیرے حضور کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

٩١ - باب: يَسْتَقْبِلُ الإِمَامُ النَّاسَ إِذَا سَلَّمَ

باب ۹۱: امام کو چاہئے کہ سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے

٤٨١ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلاَةً، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ. [رواه البخاري: ٨٤٥]

۴۸۱۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ لیتے تو اپنا روئے مبارک ہمارے طرف کر لیتے تھے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد بآواز بلند امام کا دعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین کہنا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول نہ تھا بلکہ اسے بہت عرصہ بعد ایجاد کیا گیا۔

٤٨٢ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ صَلاَةَ ٱلصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ، عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ ٱللَّيْلِ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ، أَقْبَلَ عَلَى ٱلنَّاسِ فَقَالَ: (هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ عزَّ وجلَّ؟): قَالُوا: ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: (أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ ٱللهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ). [رواه البخاري: ٨٤٦]

۴۸۲۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں بارش کے بعد جو رات کو ہوئی تھی نماز فجر پڑھائی فراغت کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے آپ نے کہا اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے بندوں میں سے کچھ لوگ مومن ہوئے اور کچھ کافر' جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی وہ تو میرا مومن بندہ ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے وہ میرا منکر ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔

٩٢ - باب: مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حَاجَةً فَتَخَطَّاهُمْ

باب ۹۲: جو شخص نماز پڑھا کر اپنی کوئی ضرورت یاد کرے اور لوگوں کو پھلانگتا ہوا نکل جائے

٤٨٣ : عَنْ عُقْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۴۸۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ ٱلْعَصْرَ، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا، يَتَخَطَّى رِقَابَ ٱلنَّاسِ، إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزِعَ ٱلنَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَرَأَى أَنَّهُمْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ، فَقَالَ: (ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي، فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ). [رواه البخاري: ٨٥١]

انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھی آپ نے سلام پھیرا اور جلدی سے کھڑے ہوگئے پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی ایک اہلیہ کے حجرے میں تشریف لے گئے لوگ آپ کی اس عجلت سے گھبرا گئے پھر جب آپ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ آپ کے جلدی جانے کی وجہ سے حیران ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے کچھ سونا یاد آگیا تھا جو میرے گھر میں رکھا ہوا تھا مجھے ناگوار گزرا کہ وہ میرے لئے اللہ کی یاد میں حائل ہو اس لئے میں نے اسے بانٹ دینے کا حکم دے دیا۔

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فرض کی ادائیگی کے بعد امام کو وہاں بیٹھے رہنے کی پابندی نہیں۔ ضرورت کی صورت میں وہ فوراً بھی اٹھ سکتا ہے۔ (عون الباری:۱/۸۷۵)

٩٣ - باب: الانصِرَاف عَنِ اليَمِينِ والشِّمَالِ

باب ۹۳: نماز پڑھ کر دائیں اور بائیں طرف سے پھرنا

٤٨٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لاَ يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلاَتِهِ، يَرَى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لاَ يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ. [رواه البخاري: ٨٥٢]

۴۸۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ بنائے کہ نماز کے بعد دائیں جانب سے پھرنے کو ضروری خیال کرے یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر اپنی بائیں جانب سے پھرتے دیکھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی مباح کام کو لازم یا واجب قرار دے لینا شیطان کا اغواء ہے۔ (عون الباری:۱/۸۷۷)

٩٤ - باب: مَا جَاءَ فِي الثُّومِ النِّيءِ وَالبَصَلِ وَالكُرَّاثِ

باب ٩٤: کچے لہسن، پیاز اور گندنے کے بارے میں کیا آیا ہے؟

٤٨٥ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: قال ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ ٱلشَّجَرَةِ - يُرِيدُ ٱلثُّومَ - فَلاَ يَغْشَانَا فِي مَسَاجِدِنَا). قَالَ الراوي: قُلْتُ لِجَابِرٍ: مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ يَعْنِي إِلَّا نِيئَهُ. وقيل: إِلَّا نَتْنَهُ. [رواه البخاري: ٨٥٤]

۴۸۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس پودے یعنی لہسن میں سے کچھ کھائے وہ ہمارے پاس ہماری مسجدوں میں نہ آئے راوی کہتا ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے خیال کے مطابق کچا لہسن مراد ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اس کی بدبو ہے۔

فوائد: مولی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے اگر پکا کر اس کی بو کو ختم کر دیا جائے تو استعمال کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (عون الباری:١/٨٧٩) علماء نے تمباکو نوشی اور تمباکو خوری کی حرمت کے لئے اس حدیث کو بنیاد قرار دیا ہے دیار عرب کے فقہاء نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔

٤٨٦ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا). أَوْ قَالَ: (فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا، وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ). وَأَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِن بُقُولٍ، فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا، فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ ٱلْبُقُولِ، فَقَالَ: (قَرِّبُوهَا). إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا، قَالَ: (كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لاَ تُنَاجِي). [رواه البخاري: ٨٥٥]

۴۸۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے الگ رہے اپنے گھر بیٹھا رہے اور ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں سبز ترکاریاں پکی ہوئی تھیں آپ نے اس میں کچھ بو پائی تو ان کے متعلق دریافت کیا چنانچہ جو ترکاریاں اس میں تھیں آپ کو بتادی گئیں آپ نے فرمایا اسے میرے کچھ اصحاب کے قریب کرو پھر جب انہوں نے دیکھا تو اس کے تناول کو ناپسند کیا اس پر آپ نے فرمایا تم کھاؤ کیونکہ میں تو اس سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم مناجات نہیں کرتے۔

٤٨٧ : وفي رواية: أُتِيَ بِبَدْرٍ،

۴۸۷۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس سبز

يَعْنِي طَبَقًا، فِيهِ خَضِرَاتٌ. [رواه البخاري: ٧٣٥٩]

ترکاریوں کا تھال لایا گیا تھا۔

٩٥ - باب: وُضُوءُ الصِّبْيَانِ

باب ٩٥: کم سن بچوں کا وضوء

٤٨٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ، فَأَمَّهُمْ وَصَفُّوا عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٨٥٧]

۴۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک (لاوارث بچے کی) قبر پر سے گزرے جو سب سے علیحدہ تھی تو وہاں آپ نے امامت فرمائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بندی کی۔

فوائد : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نماز جنازہ پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ بچے جب سن شعور کو پہنچ جائیں تو وہ عیدین وجنائز میں شرکت کرسکتے ہیں اور انہیں وضوء بھی کرنا ہو گا اگرچہ ان احکام کے مکلف نہیں ہیں تاہم عادت ڈالنے کے لئے ان باتوں پر نابالغی میں ہی عمل کرانا چاہیے۔ (عون الباری:۱/۸۸۳)

٤٨٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (ٱلْغُسْلُ يَوْمَ ٱلْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ). [رواه البخاري: ٨٥٨]

۴۸۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر نوجوان پر غسل واجب ہے۔

فوائد : امام بخاری اس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کی پابندی بعد از بلوغ ہے۔ (عون الباری:۱/۸۸۳)

٤٩٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما وَقَدْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: شَهِدْتَ ٱلْخُرُوجَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ، يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ، أَتَى ٱلْعَلَمَ ٱلَّذِي عِنْدَ دَارِ ٱبْنِ ٱلصَّلْتِ، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى ٱلنِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ، وَذَكَّرَهُنَّ، وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ، فَجَعَلَتِ ٱلْمَرْأَةُ تَهْوِي بِيَدِهَا إِلَى حَلْقِهَا،

۴۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ آیا تم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عید گاہ گئے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں اگر میری قرابت آپ کے ساتھ نہ ہوتی تو کم سنی کے باعث شاید نہ جا سکتا آپ پہلے اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے مکان سے قریب ہے وہاں آپ نے خطبہ سنایا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے ان کو وعظ و نصیحت کی' انہیں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا اس پر ایک عورت تو اپنی

تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ، ثُمَّ أَتَى هُوَ وَبِلَالٌ ٱلْبَيْتَ. [رواه البخاري: ٨٦٣]

انگوٹھی کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں ڈالنے لگی پھر آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سمیت گھر لوٹ آئے۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کمسن ہونے کے باوجود عید میں شریک ہوئے نیز اس سے عورتوں کا عید گاہ جانا بھی ثابت ہوا۔ (عون الباری:۱/۸۸۴)

٩٦ - باب: خُرُوجُ النِّسَاءِ إِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالغَلَسِ

باب ۹۶: رات اور اندھیرے میں مستورات کا مسجد کی طرف جانا

٤٩١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا ٱسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ). [رواه البخاري: ٨٦٥]

۴۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر رات کے وقت تمہاری عورتیں مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دو۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو عورتیں رات کے وقت بھی مسجد میں آسکتی ہیں بشرطیکہ اس کا خاوند اجازت دے دے۔ (عون الباری:۱/۸۸۷)

كتاب الجمعة

جمعہ کے بیان میں

١ - باب: فَرْضُ الْجُمُعَةِ

باب ۱: فرضیت جمعہ کا بیان

٤٩٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فَرَضَ ٱللهُ عَلَيْهِمْ، فَٱخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَدَانَا ٱللهُ له فالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ: الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ).

[رواه البخاري: ٨٧٦]

۴۹۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ہم بعد میں آئے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے صرف اتنی بات ہے کہ اگلوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی پھر یہی جمعہ کا دن ان کے لئے بھی مقرر ہوا تھا مگر انہوں نے اختلاف کیا اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت کر دی اس بناء پر سب لوگ ہمارے پیچھے ہو گئے یہود کل (شنبہ) کے دن اور نصاریٰ پرسوں (اتوار کے دن) عبادت کریں گے۔

فوائد: فرضیت جمعہ کی تاکید مسلم کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں "ہم پر جمعہ فرض قرار دیا گیا" (عون الباری:۲/۶)

٢ - باب: الطِّيبُ لِلْجُمُعَةِ

باب ۲: جمعہ کے دن خوشبو لگانا

٤٩٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ على كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَأَنْ يَسْتَنَّ، وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ

۴۹۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر گواہ ہوں کہ جمعہ کے دن ہر بالغ آدمی پر غسل کرنا فرض ہے اور یہ کہ وہ مسواک کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو اسے بھی استعمال کرے۔

وَجَدَ). [رواه البخاري: ٨٨٠]

فوائد: جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری ہے اگرچہ امام بخاری کا رجحان اس کے سنت ہونے کی طرف ہے۔ (واللہ اعلم)

٣ - باب: فَضْلُ الجُمُعَةِ

باب ۳: جمعہ کی فضیلت کا بیان

٤٩٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنِ ٱغْتَسَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ، فَكَأَنَّما قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّما قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّما قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ في السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّما قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ في السَّاعَةِ الخَامِسَةِ، فَكَأَنَّما قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الإِمامُ حَضَرَتِ المَلاَئِكَةُ يَسْتَمِعُونَ ٱلذِّكْرَ). [رواه البخاري: ٨٨١]

۴۹۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح اہتمام سے غسل کرکے پھر نماز کے لئے جائے تو ایسا ہے جیسا کہ ایک اونٹ صدقہ کیا جو دوسری گھڑی میں جائے تو اس نے گویا گائے کی قربانی دی جو تیسری گھڑی میں جائے تو گویا اس نے سینگ دار مینڈھا صدقہ کیا جو چوتھی گھڑی میں چلے تو اس نے گویا ایک مرغی صدقہ دی اور جو پانچویں گھڑی میں جائے تو اس نے گویا ایک انڈہ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ پھر جب امام خطبہ پڑھنے کے لئے آجاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لئے مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

فوائد: جمعہ کے دن جلدی آنے کی فضیلت عام لوگوں کے لئے ہے امام کو چاہئے کہ وہ خطبہ کے وقت مسجد میں آئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل تھا۔ (عون الباری:۲/۱۵)

٤ - باب: الدُّهْنُ لِلْجُمُعَةِ

باب ۴: جمعہ کے لئے بالوں کو تیل لگانے کا بیان

٤٩٥ : عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ ما ٱسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ،

۴۹۵۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس قدر ممکن ہو صفائی کرکے تیل لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو لگا کر نماز جمعہ کے لئے نکلے اور ایسے دو آدمیوں کے

ثُمَّ يَخْرُجُ فَلاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي ما كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى). [رواه البخاري: ۸۸۳]

درمیان تفریق نہ کرے (جو مسجد میں بیٹھے ہوں) پھر جتنی نماز اس کی قسمت میں ہو ادا کرے اور جب امام خطبہ دینے لگے تو خاموش رہے تو اس کے وہ گناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان ہوئے ہوں سب بخش دیئے جائیں گے۔

۴۹۶ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما: أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: ذَكَرُوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: (اغْتَسِلُوا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُؤُوسَكُمْ وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا جُنُبًا، وَأَصِيبُوا مِنَ الطِّيبِ). فقالَ: أَمَّا الغُسْلُ فَنَعَمْ، وَأَمَّا الطِّيبُ فَلاَ أَدْرِي. [رواه البخاري: ۸۸٤]

۴۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ لوگ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سروں کو دھوؤ اگرچہ تم جنبی نہ ہو۔ پھر خوشبو استعمال کرو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ غسل میں تو شک نہیں لیکن خوشبو کے متعلق مجھے معلوم نہیں۔

فوائد: تیل اور خوشبو کے متعلق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث اوپر ذکر ہوئی ہے غالباً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس کا علم نہ ہو سکا۔

٥ - باب: يَلْبَسُ أَحْسَنَ مَا يَجِدُ

باب ۵: جمعہ کے دن حسب توفیق بہترین لباس پہنے

۴۹۷ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رضي الله عنه أَنَّه وَجَدَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ المَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ، فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ). ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ

۴۹۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی جوڑا فروخت ہوتے دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ اسے خرید لیں تاکہ جمعہ اور قاصدوں کی آمد کے وقت زیب تن فرمالیا کریں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے تو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو بعد میں کہیں سے اس قسم کے ریشمی جوڑے رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے جن میں ایک جوڑا آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی دیا' تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ!

عُمَرُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ ما قُلْتَ؟ قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا). فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا. [رواه البخاري: ٨٨٦]

آپ نے مجھے یہ دیا ہے حالانکہ آپ خود ہی حلہ عطارد کے متعلق کچھ فرما چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں یہ اس لئے نہیں دیا کہ اسے خود پہنو' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا اپنے مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ مکرمہ میں رہتا تھا۔

فوائد: حدیث کی عنوان سے اس طرح مطابقت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے کی درخواست کی رسول اللہ ﷺ نے اس لئے ریشمی جوڑے کو ناپسند کیا کہ اس کا استعمال مردوں کے لئے جائز نہ تھا۔

٦ - باب: السِّوَاكُ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ٦: جمعہ کے دن مسواک کرنا

٤٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، أَوْ عَلَى النَّاسِ، لأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلاَةٍ). [رواه البخاري: ٨٨٧]

۴۹۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت یا لوگوں پر گراں نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم ضرور دیتا۔

فوائد: جب رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے لئے مسواک کی تاکید فرمائی ہے تو جمعہ کی نماز کے لئے بھی اس کی تاکید ثابت ہوئی۔ وھو المقصود

٤٩٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قال: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ). [رواه البخاري: ٨٨٨]

۴۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں مسواک کے متعلق بہت تلقین کر چکا ہوں۔

٧ - باب: ما يَقْرَأُ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ يَومَ الجُمُعَةِ

باب ۷: جمعہ کے دن صبح کی نماز میں امام کیا پڑھے؟

٥٠٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الجُمُعَةِ، فِي صَلاَةِ الْفَجْرِ: ﴿الٓمٓ

۵۰۰۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ﴿ الٓمٓ تَنزِيلُ السَّجْدَةَ ﴾ اور ﴿ هَلْ أَتَىٰ عَلَى

﴿تَنزِيلُ﴾ . السَّجْدَةَ، وَ: ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ﴾ . [رواه البخاري: ٨٩١]

﴿تنزیل﴾ السجدہ اور ﴿ھل اتی علی الانسان﴾ پڑھا کرتے تھے۔

٨ - باب: الْجُمُعَةُ فِي الْقُرَى وَالْمُدُنِ

باب ٨: دیہاتوں اور شہروں میں جمعہ پڑھنا

٥٠١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ رَاعٍ فِي مالِ سَيِّدِهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ). قَالَ: وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ: (وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مالِ أَبِيهِ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ). [رواه البخاري: ٨٩٣]

٥٠١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تم سب لوگ نگہبان ہو اور تمہیں اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا امام بھی نگہبان ہے اسے اپنی رعیت کی پوچھ ہوگی مرد اپنے گھر کا نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اسے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا خادم اپنے مخدوم کے مال کا ذمہ دار ہے ان سے اس کی رعیت کے متعلق دریافت کیا جائے گا الغرض تم سب نگہبان ہو اور تمہیں اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

فوائد : امام بخاری نے اس باب میں ان لوگوں کی تردید کی ہے جو صحت جمعہ کے لئے شہر اور حاکم وغیرہ کی شرطیں عائد کرتے ہیں اس قسم کی شرائط بلا دلیل ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی کے بعد پہلا جمعہ عبد القیس نامی قبیلہ کی مسجد میں قائم کیا گیا جو جواثی گاؤں میں تھی اور وہ گاؤں علاقہ بحرین میں واقع تھا۔

٩ - باب: هَلْ يَجِبُ غُسْلُ الْجُمُعَةِ عَلَى مَنْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ

باب ٩: جسے جمعہ کے لئے آنا ضروری نہیں کیا اس پر غسل جمعہ واجب ہے؟

٥٠٢ : حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: (نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ) تقدم قريبًا، وزاد هنا في آخره. ثُمَّ قَالَ: (حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، أَنْ

٥٠٢۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں یہ ذکر تھا کہ ہم باعتبار زمانہ بعد والے ہیں لیکن قیامت کے دن سبقت لے جائیں گے پہلے (۴۹۲) گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ ہر مسلمان

يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا، يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ). [رواه البخاري: ٨٩٧]

کے لئے ہفتہ میں ایک دن غسل کرنا ضروری ہے اس روز اسے اپنا بدن اور سر دھونا چاہئے۔

فوائد: اس سے بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری ہے۔ (عون الباری:۲/۲۹)

١٠ - باب: مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الجُمُعَةُ، وَعَلَى مَنْ تَجِبُ؟

باب ۱۰: کتنی مسافت سے جمعہ کے لئے آنا چاہئے اور کس پر جمعہ واجب ہے؟

٥٠٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قالَتْ: كانَ النَّاسُ يَنْتابُونَ يَوْمَ الجُمُعَةِ مِنْ مَنازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي، فَيَأْتُونَ فِي الْغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ، فَأَتَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا). [رواه البخاري: ٩٠٢]

۵۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں اور عوالی (دیہاتوں) سے نماز جمعہ کے لئے باری باری آتے تھے چونکہ وہ گردوغبار میں چل کر آتے اس لئے ان کے بدن سے غبار اور پسینہ کی وجہ سے بدبو آنے لگتی چنانچہ ان میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ اس وقت میرے گھر میں تھے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کاش کہ تم لوگ اس مبارک دن میں نہادھو لیا کرو۔

فوائد: عوالی مدینہ کے بالائی حصے میں تین چار میل پر واقع دیہی آبادی کو کہتے ہیں معلوم ہوا کہ اتنی مسافت پر رہنے والوں کو شہر کی مساجد میں جمع کے لئے حاضر ہونا ضروری نہیں اگر ضروری ہوتا تو باری باری آنے کے بجائے سب کے سب حاضر ہوتے۔

٥٠٤ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قالت: كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانُوا إِذَا رَاحُوا إِلَى الجُمُعَةِ رَاحُوا فِي هَيْئَتِهِمْ، فَقِيلَ لَهُمْ: (لَوِ ٱغْتَسَلْتُمْ). [رواه البخاري: ٩٠٣]

۵۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ لوگ خود اپنے خدمتگار تھے اور جب جمعہ کے لئے آتے تو اسی حالت میں چلے آتے تب ان سے کہا گیا، کہ کاش تم لوگ غسل کیا کرتے۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری یہ ثابت کرتے ہیں کہ جمعہ زوال آفتاب کے بعد پڑھنا چاہئے کیونکہ لفظ رواح استعمال ہوا جو زوال کے بعد وقت پر بولا جاتا تھے آئندہ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (عون الباری:۲/۳۱)

٥٠٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يُصَلِّي الجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ. [رواه البخاري: ٩٠٤]

۵۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے ہی نماز جمعہ ادا کر لیتے تھے۔

١١ - باب: إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ۱۱: جب جمعہ کے دن گرمی زیادہ ہو؟

٥٠٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِذَا ٱشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلاَةِ، وَإِذَا ٱشْتَدَّ الحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلاَةِ، يَعْنِي الجُمُعَةَ. [رواه البخاري: ٩٠٦]

۵۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب زیادہ سردی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ جلدی پڑھتے اور اگر گرمی زیادہ ہوتی تو نماز جمعہ کچھ ٹھنڈک ہونے پر پڑھتے تھے۔

١٢ - باب: المَشْيُ إِلَى الجُمُعَةِ

باب ۱۲: جمعہ کے لئے روانگی کا بیان

٥٠٧ : عَنْ أَبِي عَبْسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ، وَهُوَ ذَاهِبٌ إِلَى الجُمُعَةِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنِ ٱغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ حَرَّمَهُ ٱللهُ عَلَى النَّارِ). [رواه البخاري: ٩٠٧]

۵۰۷۔ حضرت ابو عبس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نماز جمعہ کو جاتے وقت کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اسے دوزخ کی آگ پر حرام کر دیا ہے۔

فوائد : صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے لئے نکلنے کو جہاد کی طرح قرار دیا اور جہاد میں آرام اور سکون سے شرکت کی جاتی ہے اس لئے جمعہ کا بھی یہی حکم ہے۔

١٣ - باب: لاَ يُقِيمُ الرَّجُلُ أَخَاهُ وَيَقْعُدُ مَكَانَهُ

باب ۱۳: اپنے بھائی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت

٥٠٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ أَخاهُ مِنْ مَقْعَدِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ. قِيلَ: الجُمُعَةَ؟ قَالَ: الجُمُعَةَ

۵۰۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھ جائے دریافت کیا گیا آیا یہ حکم جمعہ کے لئے

وَغَيْرَهَا. [رواه البخاري: ٩١١]

خاص ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جمعہ اور غیر جمعہ دونوں کے لئے یہی حکم ہے۔

فوائد: آداب جمعہ میں سے ایک یہ ادب ہے کہ آدمی نہایت متانت کے ساتھ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے دھکم پیل کرتے ہوئے گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا شرعاً ممنوع اور معیوب ہے۔

١٤ - باب: الأَذَانُ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ۱۴: جمعہ کے دن اذان

٥٠٩ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الجُمُعَةِ، أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الإِمامُ عَلَى المِنْبَرِ، عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما، فَلَمَّا كَانَ عُثْمانُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكَثُرَ النَّاسُ، زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ. [رواه البخاري: ٩١٢]

۵۰۹۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب لوگ زیادہ ہوگئے تو انہوں نے مقام زوراء پر تیسری اذان کا اضافہ فرما دیا۔

فوائد: اصل اذان جمعہ تو وہی ہے جو امام کے منبر پر آنے کے وقت دی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ اور شیخین کے عہد مبارک میں صرف ایک اذان تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک خاص ضرورت کے پیش نظر ایک اور اذان کا اہتمام کر دیا حضرت عثمان کی طرح بوقت ضرورت مسجد کے باہر اگر مناسب جگہ پر اس کا اہتمام کیا جائے تو جائز ہے مگر جہاں ضرورت نہ ہو وہاں سنت کے مطابق صرف خطبہ ہی کے وقت باآواز بلند ایک ہی اذان دینا چاہئے۔

١٥ - باب: المُؤَذِّنُ الوَاحِدُ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ۱۵: جمعہ کے دن ایک ہی موذن ہو

٥١٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فِي رِوايَة قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ ﷺ مُؤَذِّنٌ غَيْرُ وَاحِدٍ، وَكَانَ التَّأْذِينُ يَوْمَ الجُمُعَةِ حِينَ يَجْلِسُ الإِمامُ، يَعْنِي عَلَى الْمِنْبَرِ. [رواه البخاري: ٩١٣]

۵۱۰۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی موذن تھا اور جمعہ کے دن صرف ایک ہی اذان دی جاتی تھی وہ بھی اس وقت جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔

فوائد: عہد نبوی میں کئی ایک موذن تھے جو اپنی اپنی باری پر اذان دیا کرتے تھے لیکن جمعہ کی اذان ایک خاص موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی دیا کرتے تھے۔

١٦ - باب: يَجِب الأَذَانُ عَلى المِنبَرِ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ١٦: جمعہ کے دن (امام بھی) منبر پر بیٹھا اذان کا جواب دے

٥١١ : عَنْ مُعَاوِيَة بْن أَبي سُفْيَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الجُمُعَةِ، فَلَمَّا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، قَالَ: ٱللهُ أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: ٱللهُ أَكْبَرُ ٱللهُ أَكْبَرُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰه إِلَّا ٱللهُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَأَنَا، فَلَمَّا قَضَى التَّأْذِينَ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَلَى هٰذَا الْمَجْلِسِ، حِينَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، يَقُولُ ما سَمِعْتُمْ مِنِّي مِنْ مَقَالَتِي. [رواه البخاري: ٩١٤]

۵۱۱۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما تھے تو موذن نے اذان کہی جب موذن نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب موذن نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی یہ گواہی دیتا ہوں پھر موذن نے اشھد ان محمدا رسول اللہ ﷺ کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی یہی گواہی دیتا ہوں پھر جب اذان ختم ہوگئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی مقام پر سنا کہ جب موذن نے اذان دی تو آپ بھی وہی فرماتے تھے جو تم نے مجھے کہتے ہوئے سنا۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید کرتے ہیں جو خطیب کے لئے خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھنے کو منع کہتے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے گفتگو کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۳۸)

١٧ - باب: الخُطْبَةُ عَلَى المِنبَرِ

باب ١٧: خطبہ منبر پر دینا

٥١٢ : حديث سهلِ بن سعدٍ في أَمرِ المِنبَرِ تقدَّم وذِكْرُ صلاتِهِ عليه ورجوعه القَهْقرى وزاد في هذه الرِّوايةِ: فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: (يا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا وَلِتَعَلَّمُوا صَلاَتِي).

۵۱۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی وہ روایت (۲۴۹) جو منبر سے متعلق تھی پہلے گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا منبر پر نماز پڑھنے پھر الٹے پاؤں نیچے اترنے کا ذکر ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے فراغت کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے لوگو! میں نے اس لئے ایسا کیا تاکہ تم میری اقتداء

[رواه البخاري: ٩١٧] کر کے میری نماز کا طریقہ سیکھ لو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو نماز کی عملاً تربیت دینا چاہئے نیز اگر کوئی خلاف عادت کام کرے تو اس کی وضاحت کر دینی چاہئے۔ (عون الباری:۲/۳۹) طبرانی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس پر لوگوں کو خطبہ دیا پھر وہیں نماز ادا کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلاف عادت کام کرنے کے بعد اس کی حکمت بیان کر دینا چاہئے۔ (فتح الباری:۲/۴۰۰)

٥١٣ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ جِذْعٌ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ، سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعِشَارِ، حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٩١٨]

۵۱۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک کھجور کا تنا مسجد میں تھا جس پر ٹیک لگا کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تھے اور جب آپ کے لئے منبر رکھا گیا تو اس تنا سے ہم نے دس ماہ کی حاملہ اونٹنیوں کے رونے جیسی آواز سنی آخر رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور اس تنے پر اپنا دست مبارک رکھا۔

فوائد: نسائی کی روایت میں ہے کہ اس جدائی کی وجہ سے تنے پر لرزہ طاری ہو گیا اور اس طرح رونے لگا جس طرح گم شدہ بچے والی اونٹنی روتی ہے یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے احیاء الاموات کے معجزہ سے بڑھ کر ہے۔

١٨ - باب: الخُطْبَةُ قَائِماً — باب ۱۸: کھڑے ہو کر خطبہ دینا

٥١٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ، ثُمَّ يَقُومُ، كما تَفْعَلُونَ الآنَ. [رواه البخاري: ٩٢٠]

۵۱۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے اور درمیان میں کچھ دیر بیٹھ جاتے تھے جیسا کہ تم اب کرتے ہو۔

فوائد: اگر بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ دینا جائز ہوتا تو دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے؟ نیز ﴿ وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾ کے مفہوم کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دیا جائے۔ (عون الباری:۲/۴۱)

١٩ - باب: مَنْ قَالَ في الخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ: أَمَّا بَعْدُ — باب ۱۹: خطبہ میں ثنا کے بعد "اما بعد" کہنا

٥١٥ : عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ — ۵۱۵۔ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أُتِيَ بِمَالٍ، أَوْ بِسَبْيٍ، فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى رِجالاً وَتَرَكَ رِجالاً، فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ تَرَكَ عَتَبُوا، فَحَمِدَ ٱللهَ ثُمَّ أَثْنَىٰ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ، فَوَٱللهِ إِنِّي لأُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ، وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي، وَلٰكِنْ أُعْطِي أَقْوامًا لِمَا أَرَى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَأَكِلُ أَقْوامًا إِلَى ما جَعَلَ ٱللهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ، فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ). فَوَٱللهِ ما أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ. [رواه البخاري: ٩٢٣]

کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا غلام لائے گئے جن کو آپ نے تقسیم فرما دیا لیکن کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہ دیا پھر آپ کو اطلاع ملی کہ جن کو آپ نے نہیں دیا ناخوش ہیں آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اما بعد اللہ کی قسم! میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا لیکن جس کو چھوڑ دیتا ہوں وہ میرے نزدیک اس شخص سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جس کو دیتا ہوں نیز کچھ لوگوں کو اس کے لئے دیتا ہوں کہ ان میں بے صبری اور بوکھلاہٹ دیکھتا ہوں اور کچھ کو ان کی سیر چشمی اور بھلائی کے سبب چھوڑ دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہے انہیں لوگوں میں سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! یہ میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس کلمہ کے عوض مجھے سرخ اونٹ ملیں۔

فوائد: امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خطبہ میں اما بعد کہنا سنت ہے حضرت داود علیہ السلام کے متعلق قرآن میں ہے کہ انہیں فصل خطاب سے نوازا گیا تھا اس کا بھی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کو اپنے اصل خطاب سے اما بعد کے ذریعے الگ کیا جائے نیز اس حدیث سے آپ کے خلق عظیم کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کو نہ تو کسی کی ناراضگی گوارا تھی اور نہ ہی آپ کسی کی دل شکنی کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ سے دلی محبت اور قلبی تعلق تھا۔

٥١٦ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَامَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَحَمِدَ الله تعالى وَأَثْنَىٰ عَلَى ٱللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ). [رواه البخاري: ٩٢٥]

۵۱۶۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز کے بعد کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثنا بیان کی جو اس کے لائق ہے اور پھر فرمایا ''اما بعد''

فوائد: یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام بخاری نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ ہوا یوں

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو وصولی زکوۃ کے لئے بھیجا جب وہ واپس آیا تو چند ایک چیزوں کے متعلق کہنے لگا کہ یہ مجھے بطور تحفہ ملی ہیں تو اس وقت آپ نے عشاء کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا کہ سرکاری سفر میں تمہیں ذاتی تحائف لینے کا کوئی حق نہیں جو بھی وصول ہو سب بیت المال کا ہے۔ (عون الباری: ۲/۴۴۳)

۵۱۷ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِنْبَرَ، وَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ، مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَةً عَلَى مَنْكِبَيْهِ، قَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسِمَةٍ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَيُّهَا النَّاسُ إِلَيَّ). فَثَابُوا إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الأَنْصَارِ، يَقِلُّونَ وَيَكْثُرُ النَّاسُ، فَمَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَاسْتَطَاعَ أَنْ يَضُرَّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعَ فِيهِ أَحَدًا، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ). [رواه البخاري: ۹۲۷]

۵۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور وہ آخری نشست تھی جس میں آپ شریک ہوئے آپ اپنے شانوں پر بڑی چادر ڈالے ہوئے سر پر چکنی پٹی باندھے ہوئے تھے آپ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا لوگو! میرے قریب آجاؤ چنانچہ لوگ آپ کے قریب جمع ہوگئے تو فرمایا "اما بعد" سنو دیگر لوگ تو بڑھتے جائیں گے مگر قبیلہ انصار کم ہوتا جائے گا لہٰذا امت محمد ﷺ میں سے جو شخص کسی بھی شکل میں حکومت کرے جس کی وجہ سے دوسروں کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو اسے چاہئے کہ انصار کے خوب کاروں کی نیکی قبول کرے اور خطا کاروں کی لغزشوں سے درگزر کرے۔

فوائد: اس میں کوئی شک نہیں کہ انصار مدینہ نے تاریخ اسلام میں ایک سنہری باب رقم کیا ہے وہ امت مسلمہ کے بڑے محسن ہیں اس لئے ان کی عزت واحترام ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔

٢٠ - باب: إِذَا رَأَى الإِمَامُ رَجُلاً جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ، أَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ

باب ۲۰: جب امام دوران خطبہ کسی کو آتا دیکھے تو دو رکعت پڑھنے کا حکم دے

۵۱۸ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: (أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ).

۵۱۸۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک شخص اس وقت آیا جب آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے پوچھا' اے شخص کیا تو نے نماز پڑھ لی؟ اس نے

قَالَ: لاَ، قَالَ: (قُمْ فَارْكَعْ). [رواه البخاري: ٩٣٠]

عرض کیا نہیں' آپ نے فرمایا تو پھر کھڑا ہو اور نماز ادا کر۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس شخص کو ہلکی پھلکی دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ دوران خطبہ بھی تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنے چاہئیں نیز کسی ضرورت کے پیش نظر امام دوران خطبہ گفتگو کر سکتا ہے۔ (عون الباری:۷۴/۲)

٢١ - باب: الاسْتِسْقَاءُ فِي الخُطْبَةِ يَوْمَ الجُمُعَةِ

باب ۲۱: خطبہ جمعہ کے دوران بارش کیلئے دعا کرنا

٥١٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هَلَكَ المَالُ وَجاعَ الْعِيَالُ، فَٱدْعُ ٱللهَ لَنَا. فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَما نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، ما وَضَعَهُما حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ ٱلْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ المَطَرَ يَتَحادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ ﷺ، فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ، وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ، وَالَّذِي يَلِيهِ، حَتَّى الْجُمُعَةِ الأُخْرَى. وَقامَ ذٰلِكَ الأَعْرَابِيُّ، أَوْ قالَ غَيْرُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، تَهَدَّمَ الْبِناءُ وَغَرِقَ المَالُ، فَٱدْعُ ٱللهَ لَنَا. فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: (اللَّهُمَّ حَوالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا). فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا ٱنْفَرَجَتْ، وَصارَتِ

۵۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ لوگ قحط میں مبتلا ہوئے' رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے کھڑے ہوکر عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! مال تلف ہوگیا اور بچے بھوکوں مرنے لگے آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا مگر اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ اپنے ہاتھوں کو نیچے بھی نہ کر پائے تھے کہ پہاڑوں جیسا بادل گھر آیا اور آپ منبر سے بھی نہ اترے تھے کہ میں نے آپ کی داڑھی مبارک پر بارش کو ٹپکتے دیکھا' اس دن خوب بارش ہوئی اور دوسرے تیسرے دن پھر چوتھے دن بھی یہاں تک کہ دوسرے جمعہ تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد وہی اعرابی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ! مکانات گر گئے اور مال غرق ہوگیا اس لئے آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ

الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ، وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا، وَلَمْ يَجِيءْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ. [رواه البخاري: ٩٣٣]

اٹھا کر فرمایا اے اللہ ہمارے آس پاس بارش برسا مگر ہم پر نہ برسا' پھر آپ اس وقت ابر کے جس ٹکڑے کی طرف اشارہ فرماتے وہ ہٹ جاتا آخر کار مدینہ تالاب کی طرح ہو گیا اور وادی قنات مہینہ بھر خوب بہتی رہی اور جس طرف سے بھی کوئی شخص آتا وہ بارش کی کثرت بیان کرتا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بحالت خطبہ امام سے کسی عوامی ضرورت کے لئے دعا کی درخواست کی جا سکتی ہے اور امام دوران خطبہ ہی ایسی درخواست پر توجہ کر سکتا ہے۔ (عون الباری: ۲/۳۱۳)

٢٢ - باب: الإنْصَاتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ

باب ۲۲: جمعہ کے دن دوران خطبہ خاموش رہنا

٥٢٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَنْصِتْ، وَالإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ). [رواه البخاري: ٩٣٤]

۵۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اگر تو نے اپنے ساتھی سے کہا کہ خاموش ہو جا تو بے شک تو نے خود ایک لغو حرکت کی ہے۔

فوائد: کسی انسان کو دوران خطبہ موذی جانور سے خبردار کرنا یا نابینا کی راہنمائی کرنا اس نہی میں شامل نہیں تاہم بہتر ہے کہ ایسے حالات میں بھی ممکن حد تک اشارہ سے کام لینا چاہئے۔ (عون الباری: ۲/۵۱)

٢٣ - باب: السَّاعَةُ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ۲۳: جمعہ کی ایک گھڑی (جس میں دعا قبول ہوتی ہے)

٥٢١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: (فِيهِ سَاعَةٌ، لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ ٱللهَ تَعَالَى شَيْئًا، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ). وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. [رواه البخاري:

۵۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن دوران وعظ فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر ٹھیک اس گھڑی میں مسلمان بندہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز ضرور عطا کرتا ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے

[۹۳۵

اشارہ کرکے بتایا کہ وہ گھڑی تھوڑی دیر کے لئے آتی ہے۔

فوائد : بعض روایات میں اس گھڑی کی تحدید کی گئی ہے کہ وہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر فراغت نماز تک ہے۔ (عون الباری:۲/۵۲)

٢٤ - باب: إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الإِمَامِ فِي صَلاَةِ الجُمُعَةِ

باب ۲۴: اگر نماز جمعہ میں کچھ لوگ امام کو چھوڑ کر چلے جائیں (تو باقی مقتدیوں کی نماز صحیح ہے)

٥٢٢ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَما نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، إِذْ أَقْبَلَتْ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا، فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتَّى ما بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا ٱثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَـٰرَةً أَوْ لَهْوًا ٱنفَضُّوٓا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا﴾. [رواه البخاري: ٩٣٦]

۵۲۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز (کے انتظار میں خطبہ سننے میں) مصروف تھے کہ چند اونٹ غلے سے لدے ہوئے آئے لوگ ان کی طرف ایسے متوجہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور جب لوگ کسی سوداگری یا تماشہ کو دیکھتے ہیں تو ادھر دوڑ پڑتے ہیں اور تمہیں کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔"

فوائد : حضرت امام نے اس حدیث سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ بعض لوگ صحت جمعہ کے لئے حاضرین کی تعداد کے متعلق جو شرائط بیان کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں صرف اتنی تعداد کا ہونا ضروری ہے جسے جماعت کہا جاسکے اگر امام اکیلا رہ جائے تو اس صورت میں جمعہ نہ ہو گا۔ (عون الباری:۲/۵۷)

٢٥ - باب: الصَّلاَةُ بَعدَ الجُمُعَةِ وَقَبلَهَا

باب ۲۵: جمعہ سے پہلے اور بعد نماز پڑھنا

٥٢٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي: قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ المَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ

۵۲۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے قبل دو رکعتیں اور اس کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں اور عشاء کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھتے تھے لیکن جمعہ کے بعد کچھ نہ

لاَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. [رواه البخاري: ٩٣٧]

پڑھتے تھے البتہ جب گھر واپس آتے تو پھر دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔

فوائد: جمعہ سے پہلے نوافل پڑھنے کی حد بندی نہیں ہے البتہ جمعہ کے بعد اگر مسجد میں ادا کرے تو گفتگو یا تبدیلی جگہ سے فصل کر کے چار رکعت پڑھے اور اگر گھر میں ادا کرے تو دو رکعت پڑھے۔ (واللہ اعلم)

كتاب الخوف

نماز خوف کا بیان

١ - باب: صَلاةُ الخَوْفِ

٥٢٤ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ، فَصَافَفْنَا لَهُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لَنَا، فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، وَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ، فَجَاؤُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. [رواه البخاري: ٩٤٢]

باب ۱: بوقت جنگ نماز پڑھنا

۵۲۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کے لئے گیا جب ہم دشمن کے سامنے صف آراء ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹا رہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہمراہی گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے اس کے بعد یہ لوگ اس گروہ کی جگہ چلے گئے جس نے نماز نہیں پڑھی تھی جب وہ آئے تو آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے ادا کئے اور سلام پھیر دیا پھر ان میں سے ہر آدمی کھڑا ہوا اور ایک ایک رکوع اور دو سجدے اپنے اپنے پورے کئے۔

فوائد: مختلف احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ صلوٰۃ خوف کو ادا کرنے کے سترہ طریقے ہیں لیکن امام ابن قیم نے جملہ احادیث کا تجزیہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بنیادی طور پر اسکی ادائیگی کے چھ طریقے ہیں۔ حالات وظروف کے پیش نظر جو طریقہ مناسب ہو اسے اختیار کر لیا جائے' جمہور علماء امت نے اس کی مشروعیت پر اتفاق کیا ہے۔ (عون الباری:۲/٦١)

٢ - باب: صَلاَةُ الخَوْفِ رِجالاً وَرُكْبَاناً

باب ۲: پیادہ اور سوار ہو کر نماز خوف ادا کرنا

٥٢٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - في رواية - قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَلْيُصَلُّوا قِيَامًا وَرُكْبَانًا). [رواه البخاري: ٩٤٣]

۵۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دشمن اس سے زیادہ ہوں تو پیادہ اور سوار جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھیں۔

فوائد: شدت قتال کے وقت ایک رکعت بھی ادا کی جا سکتی ہے بلکہ اشاروں سے ادا کرنا بھی جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۶۵)

٣ - باب: صَلاَةُ الطَّالِبِ وَالمطلُوبِ رَاكِباً وَإِيمَاءً

باب ۳: تعاقب کنندہ اور تعاقب شدہ کا سواری پر اشارہ سے نماز پڑھنا

٥٢٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الأَحْزَابِ: (لاَ يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ). فَأَدْرَكَ بَعْضَهُمُ الْعَصْرُ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذٰلِكَ، فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يُعَنِّفْ أَحَدًا مِنْهُمْ. [رواه البخاري: ٩٤٦]

۵۲۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ احزاب سے واپس ہوئے تو ہم سے فرمایا کہ ہر شخص قبیلہ بنو قریظہ میں پہنچ کر نماز پڑھے بعض لوگوں کو عصر کا وقت راستہ میں ہی آگیا تو انہوں نے کہا جب تک ہم وہاں نہ پہنچیں گے نماز نہ پڑھیں گے لیکن بعض کہنے لگے ہم ابھی نماز پڑھتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہیں تھا پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے کسی پر اظہار ناراضگی نہ کیا۔

فوائد: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا یہ مطلب لیا کہ راستہ میں کسی جگہ پر پڑاؤ کئے بغیر ہم جلدی پہنچیں انہوں نے نماز قضاء نہ کی اور اسے سواری پر ہی ادا کر لیا جبکہ دوسرے اصحاب نے آپ کے فرمان کو ظاہر پر محمول کیا کہ اگر تعمیل حکم میں نماز دیر سے بھی ادا ہوئی تو ہم گنہگار نہیں ہوں گے چنانچہ فریقین کی نیت درست تھی اس لئے کوئی بھی قابل ملامت نہ ٹھہرا۔ (عون الباری:۲/۶۸)

کتاب العیدین
عیدین کا بیان

١ - باب: الحِرَاب وَالدَّرَق يَوْمَ العِيدِ

باب ا: عید کے دن برچھیوں اور ڈھالوں سے جہادی مشق کرنا

٥٢٧ : عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ، تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ، فَاضْطَجَعَ عَلَى الفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ، وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي، وَقَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: (دَعْهُمَا). فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا. [رواه البخاري: ٩٤٩]

۵۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے ہاں دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی جنگ بعاث کے گیت گا رہی تھیں رسول اللہ ﷺ منہ پھیر کر لیٹ گئے اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے مجھے ڈانٹ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور یہ شیطانی آوازیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا انہیں چھوڑ دو' پھر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غافل ہوئے تو میں نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا وہ چلی گئیں۔

فوائد: اسی روایت کے آخر میں ہے کہ یہ واقعہ عید کے دن ہوا جبکہ حبشی مسجد میں برچھیوں اور ڈھالوں سے جہادی مشقوں میں مصروف تھے یہ حدیث گانے بجانے کے لئے دلیل نہیں ہے کیونکہ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صراحت کی ہے کہ وہ دونوں معروف گلو کارہ نہ تھیں صرف عام لڑکیاں تھیں جو عید کے دن اظہار مسرت کر رہی تھیں۔ (عون الباری: ۲/۷۳)

٢ - باب: الأَكْلُ يَومَ الفِطْرِ قَبْلَ الخُرُوجِ

باب ۲: عید الفطر کے دن (نماز کے لئے) نکلنے سے پہلے کچھ کھانا

٥٢٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لاَ يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَراتٍ. وَفِي رِوايَةٍ عَنْهُ قالَ: وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا. [رواه البخاري: ٩٥٣]

۵۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن جب تک چند کھجوریں تناول نہ فرما لیتے نماز کے لئے نہ جاتے اور انہیں سے ایک روایت ہے کہ آپ طاق عدد میں کھجوریں کھاتے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عید الفطر کے دن نماز سے پہلے میٹھی چیز تناول کرنا مستحب ہے' شربت نوش کرنا بھی صحیح ہے اگر گھر میں میسر نہ آئے تو راستہ میں یا عید گاہ پہنچ کر کھا پی لے اس کا ترک مکروہ ہے بہتر ہے کہ طاق کھجوروں کو استعمال کیا جائے۔ (عون الباری:۲/۷۳)

٣ - باب: الأَكْلُ يَومَ النَّحْرِ

باب ۳: عید الاضحیٰ کے دن کھانے کا بیان

٥٢٩ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: (إِنَّ أَوَّلَ ما نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ، فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا). [رواه البخاري: ٩٥١]

۵۲۹۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا آپ نے فرمایا کہ آج کے اس دن میں پہلا کام جو ہم کریں گے وہ یہ کہ نماز پڑھیں گے پھر واپس جا کر قربانی کریں گے تو جس نے ایسا کیا اس نے ہمارے طریقہ کو پالیا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے۔ ''مسلمانوں کے لئے عید کے دن پہلی سنت کا بیان'' مسند امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ کے دن واپس آکر اپنی قربانی کا گوشت تناول فرماتے تھے۔ (عون الباری:۱/۷۳)

٥٣٠ : وعَنْه رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الأَضْحٰى بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَقَالَ: (مَنْ صَلَّى صَلاَتَنَا، وَنَسَكَ نُسُكَنَا، فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَإِنَّهُ قَبْلَ الصَّلاَةِ وَلاَ نُسُكَ لَهُ). فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ، خالُ الْبَرَاءِ:

۵۳۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا تو کہا جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے اور ہمارے جیسی قربانی کرے تو اس کا فریضہ پورا ہو گیا اور جس نے نماز سے قبل قربانی کی تو وہ نماز سے پہلے ہونے کی بناء پر قربانی نہیں ہے اس پر حضرت براء رضی اللہ عنہ

يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنِّي نَسَكْتُ شَاتِي قَبْلَ الصَّلاةِ، وعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَكُونَ شَاتِي أَوَّلَ شَاةٍ تُذْبَحُ في بَيْتِي، فَذَبَحْتُ شَاتِي وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الصَّلاَةَ، قَالَ: (شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ). قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَنَا جَذَعَةً، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ، أَفَتَجْزِي عَنِّي؟ قَالَ: (نَعَمْ، وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ). [رواه البخاري: ٩٥٥]

کے ماموں جناب ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو اپنی بکری نماز سے پہلے ہی ذبح کردی کیونکہ میں نے سمجھا کہ آج چونکہ کھانے پینے کا دن ہے اس لئے میری خواہش تھی کہ سب سے پہلے میرے ہی گھر میں بکری ذبح کی جائے اس بناء میں نے اپنی بکری ذبح کر دی اور نماز کے لئے آنے سے پہلے کچھ ناشتہ بھی کر لیا آپ نے فرمایا کہ تمہاری بکری تو صرف گوشت کی بکری ٹھہری (قربانی نہیں ہوئی) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ عزیز ہے تو کیا وہ میری طرف سے کافی ہوجائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن تمہارے سوا کس اور کو کافی نہ ہوگا۔

فوائد: قربانی کے جانور کے لئے دو دانتہ ہونا ضروری ہے اس کے بغیر قربانی نہیں ہوتی حدیث میں مذکورہ اجازت صرف ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لئے تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین انسان کے پاکیزہ جذبات کا نام نہیں بلکہ اس کے لئے منزل من اللہ ہونا ضروری ہے۔

٤ - باب: الخُرُوجِ إِلَى المُصَلَّى بغير منبر

باب ۴: عید گاہ میں منبر کے بغیر جانا

٥٣١ : عَنْ أَبِي سَعِيدِ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحى إِلَى الْمُصَلَّى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلاَةُ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ، فَيَعِظُهُمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ: فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ

۵۳۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تو پہلے جو کام کرتے وہ نماز ہوتی' اس سے فراغت کے بعد آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے' لوگ اپنے صفوں میں بیٹھے رہتے تب آپ انہیں نصیحت وتلقین فرماتے اور اچھی باتوں کا حکم دیتے پھر اگر آپ کوئی لشکر بھیجنا چاہتے تو اسے تیار کرتے یا جس

بَعْثًا قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذٰلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى، إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ، فَجَبَذَنِي، فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقُلْتُ لَهُ: غَيَّرْتُمْ وَاللهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ، فَقُلْتُ: مَا أَعْلَمُ وَاللهِ خَيْرٌ مِمَّا لَا أَعْلَمُ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ. [رواه البخاري: ٩٥٦]

کام کا حکم کرنا چاہتے حکم دے دیتے پھر واپس گھر لوٹ آتے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی لوگ ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ میں مروان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں گیا وہ اس وقت مدینہ کا حاکم تھا تو جب ہم عیدگاہ پہنچے تو ایک منبر وہاں رکھا ہوا تھا جو کثیر بن صلت نے تیار کیا تھا مروان رضی اللہ عنہ نے اچانک چاہا کہ نماز پڑھنے سے پہلے اس پر چڑھے تو میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا لیکن اس نے مجھے جھٹک دیا اور منبر پر چڑھ گیا پھر اس نے نماز سے پہلے خطبہ دیا تو میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم! تم لوگوں نے سنت نبوی کو بدل دیا ہے اس نے کہا جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ! وہ بات جاتی رہی جو تم جانتے ہو میں نے جواباً کہا اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں وہ اس سے کہیں بہتر ہے جسے میں نہیں جانتا ہوں اس پر مروان رضی اللہ عنہ گویا ہوا بات دراصل یہ ہے کہ لوگ ہمارے خطبہ کے لئے نماز کے بعد نہیں بیٹھتے لہٰذا میں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا۔

فوائد: حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے یہ تبدیلی اپنے اجتہاد سے کی تھی جو نص کے مقابلہ میں ہونے کی بناء پر قابل عمل نہ تھی۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس کا نوٹس لیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حکمران کسی بہتر کام پر موافقت نہ کریں تو خلاف اولیٰ کام کو عمل میں لانا جائز ہے۔ (عون الباری: ۲/۸۰)

٥ - باب: الْمَشْيُ وَالرُّكُوبُ إِلَى الْعِيدِ، وَالصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

باب ۵: عید کے لئے پیدل یا سوار ہو کر جانا اور خطبہ سے پہلے نماز ادا کرنا

٥٣٢: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ،

۵۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نہ

قَالاَ: لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلاَ يَوْمَ الأَضْحٰى. [رواه البخاري: ٩٦٠]

عید الفطر کی اذان ہوتی تھی اور نہ ہی عید الاضحیٰ کی۔

فوائد: مذکورہ روایت میں نہ پیدل چلنے کا ذکر ہے اور نہ ہی سواری پر جانے کی ممانعت ہے جس سے امام بخاری نے ثابت کیا ہے کہ دونوں طرح عید گاہ جانا درست ہے اگرچہ پیدل جانے میں زیادہ ثواب ہے۔ خطبہ سے پہلے نماز کا ہونا اوپر کے باب سے ثابت ہو چکا ہے اگلے باب سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

٦ - باب: الخُطْبَةُ بَعْدَ العِيدِ

باب ٦: نماز عید کے بعد خطبہ

٥٣٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، فَكُلُّهُمْ، كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. [رواه البخاري: ٩٦٢]

٥٣٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عید کی نماز رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ پڑھی ہے۔ یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھتے تھے۔

٧ - باب: فَضْلُ العَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

باب ٧: ایام تشریق میں عبادت کرنے کی فضیلت

٥٣٤ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (ما الْعَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلُ منها في هذا الْعَشْرِ). قَالُوا: وَلاَ ٱلْجِهَادُ؟ قَالَ: (وَلاَ ٱلْجِهَادُ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ). [رواه البخاري: ٩٦٩]

٥٣٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی اور دن میں عبادت ان دس دنوں میں عبادت کرنے سے افضل نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جہاد بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جہاد بھی نہیں ہاں وہ شخص جو (جہاد میں) اپنی جان اور مال کو خطرے میں ڈالتے ہوئے نکلے اور پھر کوئی چیز لے کر واپس نہ لوٹے (بلکہ اپنی جان ومال قربان کردے)

فوائد: چونکہ یہ ایام اکثر لوگ غفلت کے ساتھ گذارتے ہیں لہٰذا ان دونوں کی عبادت کو بڑی فضیلت کی حامل قرار دیا گیا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کم درجے کا عمل اگر بہترین وقت میں ادا کیا جائے تو اس کی فضیلت دو چند ہو جاتی ہے۔ (عون الباری:٢/٨٤)

٨ - باب: التَّكْبِيرُ أَيَّامَ مِنًى وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ

باب ٨: ایام منیٰ اور میدان عرفات کو جاتے تکبیریں کہنا

٥٣٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ التَّلْبِيَةِ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّي لاَ يُنْكَرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلاَ يُنْكَرُ عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٩٧٠]

٥٣٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے لبیک پکارنے کے متعلق پوچھا گیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کس طرح کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ لبیک کہنے والا لبیک کہتا اسے منع نہ کیا جاتا اور اسی طرح تکبیریں کہنے والا تکبیر کہتا تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتا۔

فوائد: عیدین کی روح یہی ہے کہ ان میں بآواز بلند اللہ کی کبریائی اور اس کی عظمت کا اعلان کیا جائے' اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایام حج میں تلبیہ ترک کر دیا جائے بلکہ تلبیہ کہتے ہوئے تکبیریں بھی بآواز بلند کہی جائیں۔ (عون الباری:۲/۸۶)

٩ - باب: النَّحْرُ وَالذَّبْحُ بِالْمُصَلَّى يَوْمَ النَّحْرِ

باب ٩: قربانی کے دن عید گاہ میں اونٹ یا کوئی جانور ذبح کرنا

٥٣٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْحَرُ، أَوْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلَّى. [رواه البخاري: ٩٨٢]

٥٣٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ یا کسی اور جانور کی قربانی عید گاہ میں کیا کرتے تھے۔

فوائد: بلاشبہ عید گاہ میں قربانی کرنا مسنون ہے مگر حالات و ظروف کے پیش نظر یہ سنت اپنے گھروں اور مقررہ مقامات پر بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

١٠ - باب: مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ العِيدِ

باب ١٠: عید کے دن واپسی پر راستہ بدلنا

٥٣٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ، خَالَفَ الطَّرِيقَ. [رواه البخاري: ٩٨٦]

٥٣٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو راستہ تبدیل کرتے یعنی ایک راستہ سے جاتے تو واپسی کے وقت دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔

فوائد: راستہ بدلنے میں شرعی مصلحت یہ ہے کہ ہر طرف اسلام کی شوکت کا اظہار ہو نیز جہاں

جہاں قدم پڑیں گے قیامت کے دن وہ خطے گواہی دیں گے۔ (عون الباری:۲/۸۷)

۵۳۸ : حديث عائشة رضي الله عنها في أَمرِ الحبشة تقدَّم، وزاد في هذه الرواية: فَزَجَرَهُمْ عمَرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (دَعْهُمْ، أَمْنًا بَنِي أَرْفِدَةَ). [رواه البخاري: ٩٨٨]

۵۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حبشیوں سے متعلقہ روایت (۴۸۶) پہلے گزر چکی ہے یہاں اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں رہنے دو اے بنی ارفدہ! آرام اور سکون سے کھیلو

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے کہ "اگر کسی کو باجماعت عید نہ ملے تو دو رکعت پڑھ لے" کیونکہ اس روایت کے مطابق ایام عید کا تقاضا ہے کہ نماز باجماعت پڑھی جائے اگر رہ جائے تو انفرادی طور پر ادا کر لی جائے۔ (عون الباری:۲/۸۹)

کتاب الوتر
وتر کے بیان میں

١ - باب: مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ

باب ۱: وتر کے متعلق جو وارد ہے

٥٣٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلاَةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى). [رواه البخاري: ٩٩٠]

۵۳۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز شب کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور اگر تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے وہ اس کی نماز کو وتر بنا دے گی۔

فوائد: نماز وتر مستقل ایک نماز ہے جو عشاء کے بعد فجر تک رات کے کسی حصہ میں پڑھی جا سکتی ہے اسے تہجد' قیام اللیل اور تراویح بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی کم از کم ایک رکعت اور زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعت ہیں اکثر علماء کے نزدیک نماز وتر سنت ہے جس کی تاکید کی گئی ہے اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ رات کے نوافل' دو دو رکعت کر کے پڑھنا چاہئے دوسری یہ کہ وتر کی ایک رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (عون الباری:۲/۹۱)

٥٤٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَتْ تِلْكَ صَلاَتَهُ - تَعْنِي بِاللَّيْلِ - فَيَسْجُدُ

۵۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز تہجد گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے رات کے وقت آپ کی یہی نماز تھی اس نماز میں سجدہ اس قدر طویل کرتے کہ آپ کے

السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ ما يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً، قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الْفَجْرِ، يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلاَةِ. [رواه البخاري: ٩٩٤]

سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی پچاس آیات تلاوت کر لیتا ہے اور نماز فجر سے پہلے دو رکعات سنت بھی پڑھا کرتے پھر اپنی دائیں کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن آپ کے پاس نماز کی اطلاع کے لئے آجاتا تو اٹھ جاتے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے البتہ بعض اوقات تیرہ رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے نیز صبح کی سنتیں ادا کر کے دائیں جانب لیٹنا بھی سنت ہے کیونکہ آپ اچھے کاموں میں دائیں طرف کو پسند فرماتے تھے۔ (عون الباری:۲/۹۶)

٢ - باب: سَاعَاتُ الوِتْرِ

باب ۲: نماز وتر کے اوقات

٥٤١ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَٱنْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. [رواه البخاري: ٩٩٦]

۵۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رات کے ہر حصے میں رسول اللہ ﷺ نماز وتر ادا کی ہے مگر آخر میں آپ کی نماز وتر آخر شب میں ہوتی تھی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے مختلف حالات کے پیش نظر مختلف اوقات میں وتر ادا کئے ہیں شاید تکلیف اور مرض میں اول شب میں بحالت سفر درمیان شب میں اور عام معمول آخر شب میں پڑھنے کا تھا۔ البتہ امت کی آسانی کے لئے عشاء کے بعد جب بھی ممکن ہو وتر ادا کرنا جائز قرار دیا۔ (عون الباری:۲/۹۷)

٣ - باب: لِيَجْعَل آخِرَ صَلاَتِهِ وِتْرًا

باب ۳: چاہئے کہ اپنی آخر نماز وتر کو بنائے

٥٤٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ٱجْعَلُوا آخِرَ صَلاَتِكُمْ بِٱللَّيْلِ وِتْرًا). [رواه البخاري: ٩٩٨]

۵۴۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! تم رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔

فوائد: رات کی آخری نماز وتر کو بنانے کا امر نبوی استحباب کے لئے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے اور آپ نے اس کی ترغیب بھی دی ہے رسول اللہ ﷺ ان دو رکعات کو بیٹھ کر ادا کرتے تھے لیکن ہمیں کھڑے ہو کر ادا کرنی چاہئیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ

کو بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی پوری نماز کا ثواب ملتا تھا۔ یہ رعایت امت کے لئے نہیں ہے۔

٤ - باب: الْوِتْرُ عَلَى الدَّابَّةِ

باب ۴: سواری پر وتر پڑھنا

٥٤٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ. [رواه البخاري: ٩٩٩]

۵۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر سوار ہو کر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہیں اگر ایسا ہوتا تو اسے سواری پر ادا نہ کئے جاتے۔ (عون الباری:۲/۹۹)

٥ - باب: الْقُنُوتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ

باب ۵: رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد قنوت کا بیان

٥٤٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: أَقَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الصُّبْحِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقِيلَ: أَوَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ؟ قَالَ: قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسِيرًا. [رواه البخاري: ١٠٠١]

۵۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں پھر پوچھا گیا کیا رکوع سے پہلے آپ نے قنوت پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا رکوع کے بعد تھوڑے دنوں کے لئے

فوائد: اس حدیث میں قنوت وتر کا ذکر نہیں بلکہ قنوت نازلہ کا ہے شاید امام بخاری نے یہ قیاس کیا ہو کہ جب فرض نماز میں قنوت پڑھنا جائز ہوا تو وتر میں بطریق اولی جائز ہو گا محل قنوت کے متعلق نسائی میں وضاحت ہے کہ وتروں میں قنوت رکوع سے پہلے ہے اور مسلم کی روایت کے مطابق قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے۔ اگر قنوت وتر میں دیگر ادعیہ بھی شامل کر لی جائیں تو اسے بھی رکوع کے بعد پڑھنا چاہئے' بصورت دیگر قنوت وتر رکوع سے پہلے ہے۔ (عون الباری:۲/۱۰۵)

٥٤٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْقُنُوتِ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْقُنُوتُ، فَقِيلَ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: قَبْلَهُ. قيل: فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَ عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ؟ فَقَالَ: كَذَبَ، إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، أُرَاهُ كَانَ

۵۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے ان سے قنوت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بلاشبہ قنوت پڑھی جاتی تھی پھر دریافت کیا گیا کہ رکوع سے قبل یا رکوع کے بعد؟ انہوں نے کہا رکوع سے قبل' پھر جب ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص تو آپ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے رکوع کے بعد فرمایا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بولے وہ

بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ، زُهَاءَ سَبْعِينَ رَجُلًا، إِلَى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ دُونَ أُولَئِكَ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ، فَقَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ. [رواه البخاري: ١٠٠٢]

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ شَهْرًا، يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ. [رواه البخاري: ١٠٠٣]

غلط کہتا ہے رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ نے مشرکین کی طرف تقریبا ستر آدمی بھیجے جنہیں قاری کہا جاتا تھا یہ مشرک ان مشرکین کے علاوہ تھے جن کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ صلح تھا رسول اللہ ﷺ نے دعا قنوت پڑھی اور ایک ماہ تک ان کے لئے بددعا کرتے رہے انہی سے ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک دعائے قنوت پڑھی اور قبیلہ رعل وذکوان کے لئے بد دعا فرماتے رہے۔

فوائد: ہنگامی حالات کے پیش نظر ہر نماز میں قنوت کی جا سکتی ہے نیز معلوم ہوا کہ ظلم پیشہ لوگوں پر نماز میں بد دعا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (عون الباری:۲/۱۰۲)

٥٤٦ : وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: الْقُنُوتُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ. [رواه البخاري: ١٠٠٤]

۵۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی یہ بھی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قنوت مغرب اور فجر کی نماز میں پڑھی جاتی تھی۔

فوائد: نماز مغرب چونکہ دن کے وتر ہیں اور اس میں قنوت کرنا ثابت ہے تو رات کے وتروں میں قنوت بالاولی کی جا سکتی ہے اس کے علاوہ وتروں میں قنوت کرنے کی صراحت احادیث میں بھی موجود ہے۔ (عون الباری:۲/۱۰۶)

كتاب الاستسقاء
بارش طلب کرنے کا بیان

١ - باب: الاسْتِسْقَاءُ
باب ۱: دعائے استسقاء کا بیان

٥٤٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَسْقِي، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ. وَفِي رواية عَنْهُ: وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٠٠٥و١٠١٢]

۵۴۷۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء لئے باہر تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے اپنی چادر کو پلٹ لیا انہیں سے ایک روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ وہاں آپ نے دو رکعات نماز ادا کی۔

فوائد: استسقاء کے تین طریقے ہیں:(۱) مطلقاً بارش کی دعا کی جائے (۲) نفل اور فرض نماز کے بعد نیز خطبہ میں دعا کی جائے۔ (۳) باہر میدان میں دو رکعت ادا کی جائیں اور خطبہ دیا جائے پھر دعا کی جائے۔ (عون الباری:۲/۱۰۷) چادر کو یوں پلٹا جائے کہ نیچے کا کونا پکڑ کر اسے الٹا کیا جائے پھر اسے دائیں جانب سے گھما کر بائیں جانب ڈال لیا جائے اس میں اشارہ ہے کہ اللہ اپنے فضل سے ایسے ہی قحط کی حالت کو بدل دے گا۔

٢ - باب: دُعَاءُ النَّبِيِّ ﷺ: «اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ»
باب ۲: رسول اللہ ﷺ کی بد دعا کہ ایسی قحط سالی ڈال جیسی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں تھی

٥٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: حَدِيثُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ المُؤْمِنِينَ وَعَلَى

۵۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث (۵۴۵) پہلے گزر چکی ہے جس میں کمزور مسلمانوں کے لئے دعا اور قبیلہ مضر پر بد دعا کا ذکر ہے یہاں آخر میں یہ

مُضَرَ تَقَدَّمَ، وَقَالَ فِي آخِرِ هَذِهِ الرِّوَايَةِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (غِفَارُ غَفَرَ ٱللهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا ٱللهُ) (راجع: ٤٦٢). [رواه البخاري: ١٠٠٦]

اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ غفار کو اللہ تعالیٰ مغفرت سے نوازے اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔

فوائد: یہ حدیث امام بخاری استسقاء میں اس لئے لائے ہیں کہ جیسے مسلمانوں کے لئے بارش کی دعا کرنا مسنون ہے اسی طرح کافروں پر قحط کی بد دعا کرنا جائز ہے لیکن ایسے کافروں کے لئے جن سے معاہدہ صلح ہو بد دعا کرنا جائز نہیں۔ (عون الباری:۲/۱۰۹)

٥٤٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا، قَالَ: (اللَّهُمَّ سَبْعًا كَسَبْعِ يُوسُفَ). فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ، حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَٱلْجِيفَ، وَيَنْظُرُ أَحَدُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى ٱلدُّخَانَ مِنَ الْجُوعِ. فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ، إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ ٱللهِ وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا، فَٱدْعُ ٱللهَ لَهُمْ، قَالَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿فَٱرْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَآئِدُونَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ ٱلْبَطْشَةَ ٱلْكُبْرَىٰٓ﴾. فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ، وَقَدْ مَضَتِ ٱلدُّخَانُ، وَٱلْبَطْشَةُ وَٱللِّزَامُ وَآيَةُ الرُّومِ. [رواه البخاري: ١٠٠٧]

۵۴۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کی اسلام سے سرتابی دیکھی تو بد دعا کی اے اللہ! ان کو سات برس تک کے لئے قحط سالی میں مبتلا کر دے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات برس قحط پڑا تھا۔ چنانچہ قحط نے ان کو ایسا دبوچا کہ ہر چیز نیست ونابود ہوگئی یہاں تک کہ لوگوں نے چمڑا' مردار اور گلے سڑے جانور کھانے شروع کردیئے اور ان میں سے اگر کوئی آسمان کی جانب دیکھتا تو بھوک کی وجہ سے اسے دھواں سا دکھائی دیتا آخر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ اے محمد ﷺ! آپ تو اللہ کی اطاعت اور اقربا پروری کا دعوی کرتے ہیں مگر یہ آپ کی قوم مری جاتی ہے آپ ان کے لئے اللہ سے دعا فرمائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ! اس دن کا انتظار کرو جب آسمان سے ایک صاف دھواں ظاہر ہوگا اس فرمان الٰہی تک جب ہم انہیں سخت طرح سے پکڑیں گے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ البطشۃ یعنی سخت پکڑ بدر کے دن ہوئی تو

قرآن شریف میں جس دھویں ' پکڑ اور قید کا ذکر ہے اس طرح آیت الروم سب واقع ہو چکے ہیں۔

فوائد : یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے قحط کی شدت کا یہ عالم تھا کہ قحط زدہ علاقے ویرانے کا نقشہ پیش کر رہے تھے بالآخر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی درخواست پر دعا فرمائی اور قحط ختم ہوا۔ (عون الباری:۲/۱۱۱)

۵۵۰ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ ٱلشَّاعِرِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ يَسْتَسْقِي، فَمَا يَنزِلُ حَتَّى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي طَالِبٍ:

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى ٱلْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ ٱلْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلأَرَامِلِ

[رواه البخاري: ۱۰۰۹]

۵۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اکثر شاعر (ابوطالب) کا قول یاد آجاتا جب میں رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور کو دعاء استسقاء کرتے ہوئے دیکھتا ہوں آپ منبر سے نہ اتر پاتے تھے کہ تمام پرنالے زور سے بہنے لگتے وہ شعر ابوطالب کا یہ ہے "وہ گورے مکھڑے والا جس کے روئے زیبا کے واسطہ سے ابر رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ یتیموں کا سہارا' بیواؤں اور مسکینوں کا سرپرست ہے"

فوائد : روئے زیبا کے واسطہ سے مراد آپ کا دعا کرنا ہے یہ شعر جناب ابو طالب کے اس قصیدے سے ہے جو ایک سو دس اشعار پر مشتمل ہے جسے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں پڑھا تھا۔ (عون الباری:۲/۱۱۲)

۵۵۱ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّه كَانَ إِذَا قَحِطُوا ٱسْتَسْقَى بِٱلعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ رضي الله عنه فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَٱسْقِنَا، قَالَ فَيُسْقَوْنَ. [رواه البخاري: ۱۰۱۰]

۵۵۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کی یہ عادت تھی کہ جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے دعائے استسقاء کی اپیل کرتے اور کہتے اے اللہ! پہلے ہم رسول اللہ ﷺ سے دعا استسقاء کی اپیل کیا کرتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے نبی ﷺ کے چچا جان کے ذریعے بارش کی دعا کرتے ہیں تو اب بھی رحم فرما کر بارش برسا دے راوی کہتا ہے کہ پھر بارش برسنے لگتی۔

فوائد : معلوم ہوا کہ زندہ بزرگ سے بارش کے لئے دعا کی اپیل کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے یہ بھی

معلوم ہوا کہ ہمارے اسلاف مردوں کو وسیلہ بنا کر دعا نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ غیر شرعی وسیلہ ہے۔

٣ - باب: الاسْتِسْقَاءُ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ

باب ۳: جامع مسجد میں بارش کیلئے دعا کرنا

٥٥٢ : حَدِيثُ أَنسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الرَّجُلِ الَّذِي دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَسَأَلَهُ الدُّعَاءَ بِالْغَيْثِ، تكرَّر كثيرًا، وَفي الرواية: فما رَأَيْنَا الشَّمْسَ سِتًّا. ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلَكَتِ الأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللهَ يُمْسِكْهَا. قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا، اللَّهُمَّ عَلَى الآكَامِ وَالجِبَالِ، [وَالآجَامِ] وَالظِّرَابِ، وَبطونِ الأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ). قَالَ: فَانْقَطَعَتْ، وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ. [رواه البخاري: ١٠١٣]

۵۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اس شخص کے متعلق جو مسجد میں آیا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور اس نے آپ سے بارش کے لئے دعا کی اپیل کی تھی متعدد مرتبہ گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ ہم نے چھ دن تک آفتاب کو نہ دیکھا پھر اگلے جمعہ ایک شخص اسی دروازہ سے مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت کھڑے ہوکر خطبہ دے رہے تھے اس نے آپ کے سامنے آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مال تلف ہوگئے اور راستے بند ہوگئے ہیں اس لئے آپ اللہ سے دعا کریں کہ اب بارش روک لے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا ہم پر نہ برسا۔ ٹیلوں' پہاڑوں' میدانوں' وادیوں اور درخت اگنے کے مقامات پر بارش برسا راوی کہتا ہے کہ فورا بارش بند ہوگئی اور ہم دھوپ میں چلنے پھرنے لگے۔

فوائد: امام صاحب اس حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دعا استسقاء کے لئے باہر میدان میں جانا ضروری نہیں بلکہ جمعہ کے دن مسجد کے اندر دوران خطبہ اپنی چادر پلٹے بغیر بھی دعا کی جا سکتی ہے۔

(عون الباری:۲/۱۱۸)

٤ - باب: الاسْتِسْقَاءُ فِي خُطْبَةِ الجُمُعَةِ غَيرَ مُسْتَقْبِلِ القِبْلَةِ

باب ۴: خطبہ جمعہ میں غیر قبلہ رخ کئے بارش کی دعا کرنا

٥٥٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

۵۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے

فَرَفَعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا). [رواه البخاري: ١٠١٤]

انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (دوران خطبہ کھڑے) اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر یوں دعا کی اے اللہ! ہم پر بارش برسا اے اللہ! ہم پر بارش برسا اے اللہ! ہم پر بارش برسا

فوائد: صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ آپ نے اس قدر ہاتھ اٹھائے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی نسائی میں ہے کہ لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے۔ (عون الباری: ۲/۱۲۰) لوگوں کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر بخاری میں بھی موجود ہے۔ (علوی)

٥ - باب: كَيْفَ حَوَّلَ النَّبِيُّ ﷺ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ

باب ۵: رسول اللہ ﷺ نے (استسقاء میں) لوگوں کی طرف اپنی پشت کیسے پھیری؟

٥٥٤ : حديث عبد الله بن زيد في الاستسقاء تقدَّم، وفي هذه الرواية قال: فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَٱسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو، ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ، ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ، جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ. [رواه البخاري: ١٠٢٤]

۵۵۴۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث استسقاء (۵۴۷) پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے لوگوں کی طرف پشت کر کے قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور دعا فرمانے لگے پھر اپنی چادر کو الٹ لیا اس کے بعد باآواز بلند قراءت کر کے ہمیں دو رکعات پڑھائیں۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز استسقاء میں خطبہ نماز سے پہلے ہے کیونکہ چادر کا پلٹنا خطبہ میں ہوتا ہے جو نماز سے پہلے ہے ابوداؤد کی روایت میں اس کی صراحت بھی ہے لیکن نماز کے بعد خطبہ کو بیان کرنے والے راویوں کی تعداد زیادہ ہے پھر عید اور کسوف پر قیاس بھی تقاضا کرتا ہے کہ خطبہ نماز کے بعد ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۲۱)

٦ - باب: رَفْعُ الإِمَامِ يَدَهُ فِي الاسْتِسْقَاءِ

باب ۶: امام کا بارش کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

٥٥٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الاسْتِسْقَاءِ، وَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. [رواه البخاري: ١٠٣١]

۵۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دعا استسقاء کے علاوہ کسی اور دعا میں اپنے دونوں ہاتھ بلند نہ اٹھاتے تھے آپ اپنے ہاتھ اتنے اونچے اٹھاتے کہ آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

فوائد : اس حدیث میں صرف مبالغہ کی حد تک ہاتھ اٹھانے کی نفی ہے کیونکہ متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ کا دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہے جیسا کہ امام بخاری نے کتاب الدعوات میں بیان کیا ہے نیز دعا استسقاء میں ہاتھ اٹھانے کی کیفیت بھی عام دعا سے مختلف ہے اس میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوں اور پشت آسمان کی طرف ہونی چاہئے۔ (عون الباری:۱/۱۲۲)

٧ - باب: مَا يُقَالُ إِذَا مَطَرَتْ

باب ۷: بوقت بارش کیا کہنا چاہئے؟

٥٥٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ إِذَا رَأَى المَطَرَ قَالَ: (صَيِّبًا نَافِعًا). [رواه البخاري: ١٠٣٢]

۵۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش برستی دیکھتے تو فرماتے "اے اللہ مفید پانی برسا"

٨ - باب: إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ

باب ۸: جب آندھی چلے تو کیا کرنا چاہئے؟

٥٥٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كانَتِ الرِّيَاحُ الشَّدِيدَةُ إِذَا هَبَّتْ، عُرِفَ ذٰلِكَ في وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ١٠٣٤]

۵۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب تیز آندھی چلتی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر خوف کے آثار نمایاں ہوتے۔

فوائد : آندھی کے بعد اکثر بارش ہوتی ہے اس مناسبت سے امام بخاری نے اس حدیث کو یہاں بیان کیا ہے چونکہ قوم عاد پر آندھی کا عذاب آیا تھا اس لئے آندھی کے وقت عذاب الٰہی کا تصور فرما کر گھبرا جاتے اور گھٹنوں کے بل گر کر دعا کرتے۔ (عون الباری:۲/۱۲۵)

٩ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «نُصِرتُ بِالصَّبَا»

باب ۹: ارشاد نبوی کہ باد صبا کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے

٥٥٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَأُهْلِكَتْ عادٌ بِٱلدَّبُورِ). [رواه البخاري: ١٠٣٥]

۵۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبا یعنی مشرقی ہوا سے میری مدد کی گئی ہے اور قوم عاد کو مغربی ہوا سے ہلاک کیا گیا ہے۔

فوائد : باد صبا کو قبول بھی کہتے ہیں جو حق قبول کرنے والوں کے لئے باعث نصرت و تائید ثابت ہوتی ہے اور خندق کے وقت اس کا عملی مظاہرہ ہوا جبکہ بارہ ہزار کافروں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تھا اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا بھیجی جس سے کافر پریشان ہو کر بھاگ نکلے۔ (عون الباری:۲/۱۲۶)

۱۰ - باب: مَا قِيلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالآيَاتِ

باب ۱۰: زلزلوں اور علامات قیامت کے بارے میں جو آیا ہے

٥٥٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّهُ عَنهُمَا. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا). قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ: قالوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: (هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ). [رواه البخاري: ١٠٣٧]

۵۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام اور یمن میں برکت دے لوگوں نے عرض کیا ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا فرمائیں تو آپ نے دوبارہ کہا اے اللہ! شام اور یمن کو بابرکت فرما لوگوں نے پھر عرض کیا اور ہمارے نجد میں بھی تو آپ نے فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا گروہ بھی وہیں ہوگا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے ارض فتن کی نشاندہی کرتے وقت مشرق کی طرف اشارہ فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد نجد عراق ہے جو فتنوں کی آماجگاہ ہے اس علاقہ سے مسلمانوں کا افتراق وانتشار شروع ہوا جو آج تک باقی ہے اس سے مراد نجد حجاز نہیں جیسا کہ بدعتی کہتے ہیں کیونکہ اس علاقہ سے ایک ایسی تحریک اٹھی جس نے خلفاء راشدین کی یاد کو تازہ کر دیا وہاں سے شیخ محمد بن عبد الوہاب نے خالص اسلام کی دعوت کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں وہاں نجدی حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت سعودیہ نجدیہ نے اسلام کی سربلندی اور حرمین شریفین کے لئے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جو عالم اسلام میں ہمیشہ یاد رہیں گے۔

۱۱ - باب: لاَ يَدْرِي مَتَى يَجِيءُ المَطَرُ إِلَّا الله تعالىٰ

باب ۱۱: اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی

٥٦٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: (مفاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّهُ: لاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ، وَلاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ ما يَكُونُ فِي الأَرْحَامِ، وَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ ماذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَما يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ المَطَرُ).

۵۶۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ایک یہ کہ کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا؟ کوئی نہیں جانتا کہ شکم مادر میں کیا ہے؟ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا؟ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا؟ اور (پانچویں یہ کہ) کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی؟

[رواه البخاري: ١٠٣٩]

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ بارش ہونے کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ فلاں دن یا فلاں وقت یقینی طور پر بارش ہو جائے گی محکمہ موسمیات بھی اپنے ظن و تخمین سے پیشین گوئی کرتا ہے جو غلط بھی ہو جاتی ہے۔

كتاب الكسوف
گرہن کے بیان میں

١ - باب: الصَّلاَةُ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ

باب ا: سورج گرہن کے وقت نماز کا بیان

٥٦١ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ. فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ المَسْجِدَ، فَدَخَلنا، فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ ﷺ: (إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُما فَصَلُّوا وَٱدْعُوا، حَتَّى يُكْشَفَ ما بِكُمْ).

وَفِي رواية عَنْهُ قَالَ: (وَلٰكِنَّ ٱللهَ تَعَالَى يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ).

وتكرر حديث الكسوف كثيرًا ففي رواية عَنِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ، فَقَالَ النَّاسُ: كَسَفَتِ

۵۶۱۔ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آفتاب گرہن ہوا آپ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے اٹھے اور مسجد میں داخل ہوئے ہم بھی مسجد میں آئے تو آپ نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں یہاں تک کہ آفتاب روشن ہوگیا پھر آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کے مرنے سے گرہن نہیں ہوتے جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو یہاں تک کہ تاریکی جاتی رہے انہی سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (سورج اور چاند) دونوں کو گرہن کرکے اپنے بندوں کو ڈراتا اور خوف دلاتا ہے حدیث گرہن متعدد بار روایت کی گئی ہے چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد حیات میں سورج گرہن اس دن ہوا جس

الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، فَإِذَ رَأَيْتُمْ فَصَلُّوا وَٱدْعُوا ٱللهَ). [رواه البخاري: ١٠٤٠، ١٠٤٣، ١٠٤٨]

روز آپ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی لوگوں نے خیال کیا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاند اور سورج کسی کے مرنے اور پیدا ہونے سے گرہن نہیں ہوتے جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو۔

فوائد: یہ سورج اور چاند اس کرہ ارض سے کئی گنا بڑے ہیں گرہن کے ذریعے اتنے بڑے اجرام فلکی میں تصرف سے مقصود یہ ہے کہ غفلت شعار لوگوں کو قیامت کا منظر دکھا کر بیدار کیا جائے نیز اللہ کی قدرت کاملہ کا اظہار بھی ہے کہ مالک حقیقی اگر بے گناہ مخلوق کو بے نور کر سکتا ہے تو سراپا خطاکار انسان پر بھی گرفت کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:۲/۱۳۲)

٢ - باب: الصَّدَقَةُ فِي الْكُسُوفِ

باب ۲: گرہن کے وقت صدقہ کرنا

٥٦٢ : وفي رواية عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَصَلَّى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ما فَعَلَ فِي الأُولَى، ثُمَّ ٱنْصَرَفَ، وَقَدِ ٱنْجَلَتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمِدَ ٱللهَ وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ ٱللهِ، لاَ يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ،

۵۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس میں بہت طویل قیام فرمایا پھر رکوع کیا تو وہ بھی بہت طویل کیا رکوع کے بعد قیام فرمایا تو بہت طویل قیام کیا مگر پہلے قیام سے کچھ مختصر تھا پھر آپ نے طویل رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ بھی بہت طویل کیا اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا تھا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب صاف ہو چکا تھا اس کے بعد آپ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا یہ چاند اور سورج اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ دونوں کسی کے مرنے جینے سے گرہن نہیں ہوتے جس وقت تم ایسا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو' تکبیر کہو' نماز پڑھو اور

فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا ٱللهَ، وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا). ثُمَّ قَالَ: (يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَٱللهِ ما مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ ٱللهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَٱللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا). [رواه البخاري: ١٠٤٤]

صدقہ خیرات کرو پھر آپ نے فرمایا اے امت محمد ﷺ! اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں ہے کہ اس کا غلام یا اس کی لونڈی بدکاری کرے اے امت محمد ﷺ! اللہ کی قسم اگر تم اس بات کو جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمہیں بہت کم ہنسی آئے اور بہت زیادہ رونا آئے۔

فوائد: صلوٰۃ کسوف کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی ہر دو رکعت میں دو' دو رکوع اور دو دو قیام ہیں اگرچہ بعض روایات میں تین' تین رکوع بعض میں چار' چار اور پانچ پانچ رکوع ہر رکعت میں وارد ہوئے ہیں مگر ہر رکعت میں دو' دو رکوع کی روایات تمام دیگر روایات سے زیادہ صحیح ہیں۔ (عون الباری:۲/۱۴۱) ترجیح کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ نماز کئی مرتبہ پڑھی گئی' ظروف وحالات کے مطابق جو طریقہ مناسب ہوا اسے اختیار کیا جا سکتا ہے۔ (علوی) لیکن امام شافعی' امام احمد اور امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان ترجیح کی طرف ہے۔ (فتح الباری:۲/۵۳۲)

٣ - باب: النِّدَاءُ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً فِي الْكُسُوفِ

باب ۳: گرہن میں الصلوٰۃ جامعۃ کے ذریعے اعلان کرنا

٥٦٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. نُودِيَ: أَنِ الصَّلَاةُ جامِعَةٌ. [رواه البخاري: ١٠٤٥]

۵۶۳۔ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جب سورج گرہن ہوا تو یوں اعلان کیا گیا "نماز کے لئے جمع ہو جاؤ"

فوائد: گرہن کی نماز کے لئے اگرچہ اذان نہیں دی جاتی تاہم اس کے متعلق عمومی اعلان کرانے میں چنداں حرج نہیں ہے تاکہ یہ نماز خاص اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کی جائے۔ (عون الباری:۲/۱۴۳)

٤ - باب: التَّعَوُّذُ مِن عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوفِ

باب ۴: بوقت گرہن عذاب قبر سے پناہ مانگنا

٥٦٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ يَهُودِيَّةً جاءَتْ تَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ لَهَا: أَعاذَكِ ٱللهُ مِنْ عَذَابِ

۵۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان سے کچھ مانگنے آئی دوران گفتگو اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ تمہیں

الْقَبْرِ. فَسَأَلَتْ عائِشَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ: أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عائِذًا بِٱللهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ ذكرت حديث الكسوف، ثم قالت في آخره: ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [رواه البخاري: ١٠٤٩]

عذاب قبر سے بچائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے فرمایا ہاں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث گرہن کا ذکر کیا جس کے آخر میں ہے کہ پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں۔

فوائد: گرہن کے وقت عذاب قبر سے اس مناسبت کی بناء پر ڈرایا جاتا ہے کہ جیسے گرہن کے وقت دنیا میں اندھیرا ہو جاتا ہے ایسے ہی گنہگار کی قبر میں عذاب کے وقت اندھیرا چھا جائے گا یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر برحق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۴۴)

٥ - باب: صَلاَةُ الْكُسُوفِ جَمَاعَةً

باب ۵: گرہن کی نماز باجماعت ادا کرنا

٥٦٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ذَكَرَ حديث الكسوف بطوله ثم قال: يَا رَسُولَ ٱللهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَعْكَعْتَ؟ قَالَ ﷺ: (إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُودًا، وَلَوْ أَصَبْتُهُ لأَكَلْتُمْ مِنْهُ ما بَقِيَتِ ٱلدُّنْيَا، وَأُرِيتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ). قَالُوا: بِمَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (بِكُفْرِهِنَّ). قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِٱللهِ؟. قَالَ: (يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: ما رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ).

۵۶۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے سورج گرہن کا طویل واقعہ ذکر کرنے کے بعد کہا کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے کوئی چیز ہاتھ میں لی پھر ہم نے آپ کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا اس پر آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی تھی اور ایک خوشہ انگور کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اگر میں وہ لے آتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے اس کے بعد مجھے جہنم دکھائی گئی میں نے آج تک اس سے زیادہ خوفناک منظر نہیں دیکھا اہل دوزخ میں زیادہ تر عورتوں کی تعداد دیکھی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ ان کی ناشکری ہے عرض کیا گیا آیا وہ اللہ کی ناشکر گزار ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور

[رواه البخاري: ١٠٥٢]

احسان نہیں مانتیں اگر تم کسی عورت کے ساتھ تمام عمر احسان کرو اور پھر اتفاقا تمہاری طرف سے کوئی ناگوار بات دیکھے تو فورا کہہ دے گی کہ میں تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ گرہن کے وقت نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہئے اور اگر مقرر امام موجود نہ ہو تو کوئی بھی صاحب علم اس فریضہ کو ادا کر سکتا ہے۔ (عون الباری:۲/۱۴۸)

٦ - باب: مَن أَحَبَّ العَتَاقَةَ في كُسُوفِ الشَّمْسِ

باب ٦: جس نے گرہن کے وقت غلام آزاد کرنا بہترین عمل سمجھا

٥٦٦ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ. [رواه البخاري: ١٠٥٤]

۵۶۶۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

فوائد: جس انسان میں غلام آزاد کرنے کی ہمت نہ ہو اسے چاہئے کہ اس عام حدیث پر عمل کرے جس میں ہے کہ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کرنا پڑے بہرحال اس وقت صدقہ وخیرات کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے۔ (عون الباری:۲/۱۴۹)

٧ - باب: الذِّكْرُ فِي الْكُسُوفِ

باب ۷: سورج گرہن کے وقت ذکر الٰہی کرنا

٥٦٧ : عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا، يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ، وَقَالَ: (هٰذِهِ الآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ ٱللهُ، لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ ٱللهُ بِهَا عِبَادَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ

۵۶۷۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ آفتاب گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ خوف زدہ ہو کر کھڑے ہو گئے آپ گھبرائے کہ کہیں قیامت نہ ہو پھر مسجد میں تشریف لائے اور اتنے طویل قیام' رکوع اور سجود کے ساتھ آپ نے نماز پڑھائی کہ اتنی طویل نماز پڑھاتے میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لئے بھیجتا ہے نیز یہ کسی کے مرنے جینے کیوجہ سے ظہور پذیر نہیں ہوتیں لہٰذا جب تم ایسا دیکھو تو

وَٱسْتِغْفَارِهِ). [رواه البخاري: ١٠٥٩] ذکر الٰہی کی طرف توجہ کرو نیز دعاء اور استغفار بھی خوب کرو۔

فوائد: قیامت آنے کی تمثیل راوی کی طرف سے ہے گویا رسول اللہ ﷺ ایسے خوفزدہ ہوتے جیسے کوئی قیامت کے آجانے سے ڈرتا ہے ورنہ آپ جانتے تھے کہ میری موجودگی میں قیامت نہیں آئے گی بہرحال ایسے حالات میں استغفار کرنا چاہئے کیونکہ دفع بلا کے لئے یہ نسخہ کیمیا ہے۔ (عون الباری:۲/۱۵۱)

٨ - باب: الجَهْرُ بِالقِرَاءَةِ بِالكُسُوفِ

باب ۸: نماز کسوف میں بآواز بلند قرأت کرنا

٥٦٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَهَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلاَةِ الخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ كَبَّرَ فَرَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: (سَمِعَ ٱللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ). ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِي صَلاَةِ الْكُسُوفِ، أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ، وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. [رواه البخاري: ١٠٦٥]

۵۶۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف میں بآواز بلند قرأت فرمائی اور جب قراءت سے فارغ ہوئے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع فرمایا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد ۔ پھر دوبارہ قراءت شروع کی آپ نے نماز کسوف میں ہی ایسا کیا الغرض اس نماز کی دو رکعات میں چار رکوع اور چار سجدے فرمائے۔

فوائد: بعض نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جہری قراءت میں چاند گرہن کے وقت تھی حالانکہ ایک روایت میں ہے کہ جہری قراءت کا اہتمام سورج گرہن کے وقت ہوا تھا بہرحال گرہن کے وقت بآواز بلند قرأت کرنی چاہیے۔ (عون الباری:۲/۱۵۱)

كتاب سجود القرآن

سجدہ تلاوت اور اس کا طریقہ

١ - باب: مَا جَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرآنِ وسُنَّتِهَا

باب ۱: سجود قرآن اور ان کے طریقے کے متعلق جو وارد ہے۔

٥٦٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ النَّجْمَ بِمَكَّةَ، فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ غَيْرَ شَيْخٍ، أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى، أَوْ تُرَابٍ، فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ، وَقَالَ: يَكْفِينِي هٰذَا، فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا. [رواه البخاري: ١٠٦٧]

۵۶۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سورۃ والنجم تلاوت کی تو سجدہ فرمایا آپ کے ساتھ جو لوگ تھے ان سب نے سجدہ کیا' علاوہ ایک عمر رسیدہ شخص کے کہ اس نے ایک مٹھی بھر کنکریاں یا مٹی لے کر اپنی پیشانی تک اٹھائی اور کہنے لگا مجھے یہی کافی ہے اس کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ بحالت کفر قتل ہوا۔

فوائد: سجدہ تلاوت اکثر آئمہ کے نزدیک سنت ہے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر پندرہ سجدہ تلاوت ہیں اور سجدہ تلاوت میں یہ دعا پڑھنی چاہیے: ((سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ)) رسول اللہ ﷺ نے جب سورۃ نجم کی تلاوت فرمائی تو مشرکین اس قدر مرعوب ہوئے کہ مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی سجدہ میں گر گئے۔ (واللہ اعلم)

٢ - باب: سَجْدَةُ «ص»

باب ۲: سورۃ "ص" کا سجدہ

٥٧٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: «ص». لَيست مِنْ

۵۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ سورۃ "ص" کا سجدہ ضروری

عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا. [رواه البخاري: ١٠٦٩]

نہیں ہے البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

فوائد: نسائی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ ص کے متعلق فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ سجدہ توبہ کے لئے تھا اور ان کی پیروی میں ہم بطور شکر سجدہ کرتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۱۵۷)

٣ - باب: سُجُودُ المُسْلِمِينَ مَعَ المُشْرِكِينَ وَالمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيسَ لَهُ وُضُوءٌ

باب ۳: مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ سجدہ کرنا حالانکہ مشرک پلید اور بے وضو ہوتا ہے

٥٧١ : وحديثه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ بِالنَّجْمِ، تقدَّم قريبًا من رواية ابن مسعودٍ وزاد في هذه الرواية: وَسَجَدَ مَعَهُ المُسْلِمُونَ وَالمُشْرِكُونَ، وَٱلْجِنُّ وَالإِنسُ. [رواه البخاري: ١٠٧١]

۵۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ نجم میں سجدہ فرمایا جو ابھی ابھی بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۵۶۹) گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ کے ساتھ اس وقت مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا۔

فوائد: امام بخاری کا موقف یہ ہے کہ کسی مشقت کے پیش نظر سجدہ تلاوت وضوء کے بغیر کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۲/۵۵۴) لیکن امام صاحب کا استدلال محل نظر ہے۔ (واللہ اعلم)

٤ - باب: مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَم يَسْجُدْ

باب ۴: جس نے آیت سجدہ پڑھی مگر سجدہ نہ کیا

٥٧٢ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَٱلنَّجْمِ﴾. فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا. [رواه البخاري: ١٠٧٣]

۵۷۲۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ نجم تلاوت کی تو آنحضرت نے اس میں سجدہ نہیں فرمایا۔

فوائد: سجدہ نہ کرنے کی کئی ایک وجوہات ممکن ہیں راجح احتمال یہ ہے کہ بیان جواز کے لئے ایسا کیا گیا ہے یعنی اس کا ترک بھی جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۵۵۹)

٥ - باب: سَجْدَةُ ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾

باب ٥: سورة ﴿ اذا السماء انشقت ﴾ کا سجدہ

٥٧٣ : عن أَبي هريرة رضي الله عنه أَنَّه قَرَأَ: ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾. فَسَجَدَ بِهَا. فقيل له في ذلك: قَالَ: لَوْ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ لَمْ أَسْجُدْ. [رواه البخاري: ١٠٧٤]

۵۷۳۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سورۃ ﴿ اذا السماء انشقت ﴾ پڑھی تو اس میں سجدہ کیا اس کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا تو کہنے لگے کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو (اس میں) سجدہ کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی سجدہ نہ کرتا۔

فوائد: بعض لوگ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت مکروہ خیال کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کی یہی وجہ تھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب سے اس اعتراض کی کلی کھل گئی۔ (عون الباری:۲/۱۶۰)

٦ - باب: مَنْ لَمْ يَجِد مَوْضِعاً لِلسُّجُودِ مِنَ الزِّحَامِ

باب ٦: جو شخص بوجہ ہجوم سجدہ تلاوت کے لئے جگہ نہ پائے

٥٧٤ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ فِيهَا السَّجْدَةُ، فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ، حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مكانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ. [رواه البخاري: ١٠٧٩]

۵۷۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے سجدہ والی سورت تلاوت فرماتے تو آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں سے کسی کو اپنی پیشانی رکھنے کے لئے جگہ نہ ملتی تھی۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کی ادائیگی فورا ضروری نہیں اسے بعد میں کیا جا سکتا ہے اگر حالات ایسے ہوں کہ سجدہ کے لئے گنجائش نہ ہو تو اسے مؤخر کیا جا سکتا ہے۔

كتاب تقصير الصلاة
نماز قصر کے بیان میں

١ - باب: مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ وَكَمْ يُقِيمُ حَتَّى يَقْصُرَ

باب ۱: نماز قصر اور مسافر کتنی اقامت پر قصر کر سکتا ہے

٥٧٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ. [رواه البخاري: ١٠٨٠]

۵۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سفر (فتح مکہ) میں انیس دن ٹھہرے اور اس عرصہ میں قصر کرتے رہے۔

فوائد: ہجرت کے چوتھے سال قصر کی اجازت نازل ہوئی' مغرب اور فجر کی فرض نمازوں میں قصر نہیں ہے اور نہ ہی اس سفر میں قصر کی اجازت ہے جو گناہ کی نیت سے کیا جائے اتباع سنت کا تقاضا یہی ہے کہ دوران سفر نماز قصر پڑھی جائے اگرچہ اتمام جائز ہے تاہم افضل قصر ہے' حدیث میں جس سفر کا ذکر ہے وہ فتح مکہ کا ہے چونکہ یہ ہنگامی ایام تھے اور فرصت کے لحات میسر آنے کا علم نہ تھا اس لئے ان ایام میں قصر کرتے رہے۔ یقینی اقامت پر چار دن تک کے لئے قصر کی اجازت ہے بشرطیکہ مسافت بھی کم از کم نو میل ہو۔

٥٧٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ. قُلْتُ: أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟

۵۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ تک گئے آپ اس دوران دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ مدینہ لوٹ آئے آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے مکہ میں کتنے دن قیام کیا؟ آپ

قَالَ: أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا. [رواه البخاري: ١٠٨١] نے فرمایا کہ ہم وہاں دس دن ٹھہرے تھے۔

فوائد: اس حدیث میں جس سفر کا بیان ہے وہ حجۃ الوداع کا ہے آپ آٹھ ذو الحجہ تک مکہ میں ٹھہرے اور قصر کرتے رہے پھر آٹھ ذو الحجہ کو منیٰ روانہ ہوئے ظہر کی نماز آپ نے منیٰ میں ادا کی معلوم ہوا کہ مدت اقامت چار دن تک نماز کو قصر کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۶۴) آپ مکہ میں چار ذوالحجہ کو پہنچے تھے۔

٢ - باب: الصَّلَاةُ بِمِنًى

باب ۲: مقام منیٰ میں نماز (قصر)

٥٧٧ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ، ثُمَّ أَتَمَّهَا. [رواه البخاري: ١٠٨٢]

۵۷۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو' دو رکعت پڑھیں اور حضرت عثمان کے ساتھ بھی شروع خلافت میں دو ہی رکعت پڑھی اس کے بعد انہوں نے پوری نماز پڑھنا شروع کر دی۔

فوائد: ایام حج میں منیٰ' عرفات' مزدلفہ میں نماز قصر ہی پڑھی جائے سفر حج کی بناء پر یہ رعایت ہر حاجی کے لئے ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خاص عذر کی بناء پر نماز پوری پڑھنا شروع کر دی تھی اگرچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی سخت ناگواری کا اظہار کر دیا تھا جس کا ذکر اگلی روایت میں ہے۔

٥٧٨ : عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ، آمَنَ ما كانَ، بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٠٨٣]

۵۷۸۔ حضرت حارثہ بن وهب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت امن منیٰ میں دو رکعت نماز (قصر) پڑھائی۔

فوائد: اگرچہ قرآن میں سفر میں قصر کرنے کو ہنگامی حالات سے مشروط کیا گیا ہے تاہم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دوران سفر بحالت امن بھی قصر کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۶۷)

٥٧٩ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، لَمَّا قيل له: صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ٱسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: صَلَّيْتُ

۵۷۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہیں بتایا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھائی ہیں تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ ٱلْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ. [رواه البخاري: ١٠٨٤]

کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی منیٰ میں دو، دو رکعتیں پڑھیں کاش کہ چار رکعات کے بجائے میرے حصہ میں وہی دو مقبول رکعتیں آئیں۔

فوائد: روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوران سفر قصر کرنا واجب ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صرف ((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)) پڑھنے پر اکتفاء نہ کرتے دیگر روایات کے پیش نظر ان سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ نے چار رکعت کیوں پڑھی ہیں؟ تو جواب دیا کہ ایسے موقع پر اختلاف کرنا شر کا پیش خیمہ ہے اگر دوران سفر اتمام بدعت ہوتا تو بدعت سے اختلاف کرنا تو باعث برکت ہے۔ (عون الباری:۲/۱۶۸)

٣ - باب: فِي كَمْ يَقْصُرُ ٱلصَّلَاةَ؟

باب ۳: کتنی مسافت پر نماز کو قصر کیا جائے

٥٨٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ، تُؤْمِنُ بِٱللهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلآخِرِ، أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ). [رواه البخاري: ١٠٨٨]

۵۸۰۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ پر ایمان اور روز قیامت پر یقین رکھتی ہے اسے روا نہیں کہ ایک دن رات کی مسافت اس حال میں طے کرے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔

فوائد: اس سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ قصر کے لئے مسافت کا کم از کم اتنا ہونا ضروری ہے جو ایک دن اور رات میں طے ہو سکے اس مسئلہ میں تقریباً بیس اقوال ہیں راجح قول یہ ہے کہ ہر سفر میں قصر کی جا سکتی ہے جسے عرف عام میں سفر کہا جاتا ہے حدیث میں اس کی تحدید تین فرسنگ سے کی گئی ہے جو نو میل کے برابر ہے۔ (واللہ اعلم)

٤ - باب: يُصَلِّي ٱلْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي ٱلسَّفَرِ

باب ۴: نماز مغرب دوران سفر بھی تین رکعت پڑھے

٥٨١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ ٱلنَّبِيَّ

۵۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلاَثًا، ثُمَّ يُسَلِّمُ، ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمَ الْعِشَاءَ، فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ، وَلاَ يُسَبِّحُ بَعْدَ الْعِشَاءِ، حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ. [رواه البخاري: ١٠٩٢]

کہ جب آپ کو سفر کی عجلت ہوتی تو نماز مغرب موخر کر کے تین رکعت پڑھتے تھے پھر سلام پھیر کر کچھ دیر توقف کرتے اس کے بعد عشاء کی نماز کے لئے اٹھتے اور اس کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے اور عشاء کے بعد نفل نماز نہ پڑھتے پھر نصف شب کو اٹھتے اور نماز تہجد ادا فرماتے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ نماز مغرب کو دوران سفر قصر کی بجائے پورا ادا کیا جائے اس پر علماء کا اجماع ہے۔ (عون الباری:۲/۱۷۱)

٥٨٢ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ وَهُوَ رَاكِبٌ فِي غَيْرِ الْقِبْلَةِ. [رواه البخاري: ١٠٩٤]

۵۸۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سواری کی حالت میں بغیر قبلہ رو ہوئے نماز نفل پڑھ لیتے تھے۔

فوائد: اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان قائم کیا ہے "نفل نماز سواری پر ادا کرنا" اگرچہ جانور کا رخ غیر قبلہ کی طرف ہو' امام صاحب کی کتاب المغازی میں تصریح کے مطابق یہ واقعہ غزوہ انمار کا ہے مدینہ سے ادھر جانے کے لئے قبلہ بائیں جانب رہتا ہے۔ (عون الباری:۲/۱۷۲)

٥ - باب: صَلاَةُ التَّطَوُّعِ عَلَى الحِمَارِ

باب ۵: گدھے پر (سوار ہو کر) نماز نفل پڑھنا

٥٨٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى عَلَى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ، فَقِيلَ له: تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ؟ فَقَالَ: لَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَعَلَهُ لَمْ أَفْعَلْهُ. [رواه البخاري: ١١٠٠]

۵۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے گدھے پر سواری کی حالت میں نماز پڑھی جبکہ ان کا رخ قبلہ کی بائیں جانب تھا جب ان سے دریافت کیا گیا کیا آپ خلاف قبلہ نماز پڑھتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔

فوائد: نفل نماز کے لئے بھی ضروری ہے کہ شروع کرتے وقت منہ قبلہ رخ ہو بعد میں وہ سواری جدھر بھی رخ کرے نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

٦ - باب: مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلاَةِ

باب ٦: جو دوران سفر نماز کے بعد نفل نماز نہیں پڑھتا

٥٨٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَقَالَ ٱللهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾. [رواه البخاري: ١١٠١]

۵۸۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا ہم سفر رہا ہوں میں نے کبھی آپ کو دوران سفر نفل نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران سفر نماز ظہر اور عصر وغیرہ میں دو رکعت ہی کافی ہیں سنت نہ پڑھنا بھی اسوۂ نبوی ہے۔ (عون الباری:۲/۱۷۳)

٧ - باب: مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلاَةِ وَقَبْلَهَا

باب ۷: جو سفر میں نماز سے پہلے یا بعد کی سنتوں کے علاوہ دیگر نوافل پڑھتا ہے

٥٨٥ : عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ، عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ. [رواه البخاري: ١١٠٤]

۵۸۵۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی سواری پر نفل نماز پڑھتے تھے سواری جدھر چاہتی آپ کو لے جاتی۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرض نمازوں سے پہلے اور بعد کی سنن راتبہ نہیں پڑھی ہاں دیگر قسم کے نوافل اشراق وغیرہ پڑھنا منقول ہے اسی طرح نماز فجر کی دو سنتیں اور وتر پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (عون الباری:۲/۱۷۴)

٨ - باب: الْجَمْعُ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالعِشَاءِ

باب ۸: دوران سفر مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھنا

٥٨٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلاَةِ الظُّهْرِ وَالعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ، وَيَجْمَعُ بَيْنَ

۵۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر نماز ظہر و عصر کو اور نماز مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھ لیتے تھے۔

المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ [رواه البخاري: ١١٠٧].

فوائد: ظہر کے وقت عصر اور مغرب کے وقت عشاء کو پڑھ لینے کو جمع تقدیم اور عصر کے وقت ظہر عشاء کے وقت مغرب پڑھ لینے کو جمع تاخیر کہتے ہیں سفر میں جیسا بھی موقع محل ہو دو نمازوں کو جمع کیا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

٩ - باب: إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ

باب ٩: جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھے

٥٨٧ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلاَةِ، فَقَالَ: (صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ). [رواه البخاري: ١١١٧]

٥٨٧۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ مجھے بواسیر تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حالت میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر ایسا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز ادا کرو۔

فوائد: بیٹھ کر اور لیٹ کر نماز پڑھنے سے ثواب میں ضرور فرق آجاتا ہے کیونکہ حدیث کے مطابق بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور لیٹ کر نماز پڑھنے والے کو بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے نصف ثواب ملتا ہے۔ نوٹ: یہ اس وقت ہے جب انسان بلا عذر اور بلاوجہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور فرض نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (علوی)

١٠ - باب: إِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ أَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِيَ

باب ١٠: جب کوئی بیٹھ کر نماز شروع کرے پھر دوران نماز اچھا ہو جائے یا اسے تخفیف معلوم ہو تو باقی نماز (کھڑے ہو کر) پوری کرے

٥٨٨ : عَنْ عَائِشَةَ، أُمِّ المُؤْمِنِينَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلاَةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى أَسَنَّ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا، حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ،

٥٨٨۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز تہجد کبھی بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا لیکن جب آپ عمر رسیدہ ہوگئے تو آپ بیٹھ کر قراءت فرماتے پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو کر تقریباً تیس چالیس آیات

فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلاَثِينَ آيَةً أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً، ثُمَّ رَكَعَ. [رواه البخاري: ١١١٨]

پڑھ کر رکوع فرماتے۔

فوائد: اس سے اور اگلی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ بیٹھ کر نماز شروع کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ساری نماز بیٹھ کر پڑھے کیونکہ جیسا بیٹھ کر شروع کرنے کے بعد کھڑا ہونا درست اسی طرح کھڑے ہو کر شروع کرنے کے بعد بیٹھ جانا بھی جائز ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۱۷۹)

٥٨٩ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا فِي رواية: ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَإِذَا قَضَى صَلاَتَهُ نَظَرَ: فَإِنْ كُنْتُ يَقْظَى تَحَدَّثَ مَعِي، وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً ٱضْطَجَعَ. [رواه البخاري: ١١١٩]

۵۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت میں اضافہ بھی وارد ہے کہ آپ دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے اور جب نماز سے فارغ ہو جاتے اور مجھے بیدار دیکھتے تو میرے ساتھ محو گفتگو ہوتے اور اگر میں نیند میں ہوتی تو آپ بھی لیٹ جاتے۔

کتاب التہجد
تہجد کے بیان میں

١ - باب: التَّهَجُّدُ بِاللَّيْلِ

٥٩٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: (اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ

باب ۱: رات کے وقت نماز تہجد پڑھنا

۵۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد پڑھنے کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ! تو ہی تعریف کے لائق ہے' تو ہی آسمان وزمین اور جو ان میں ہے انہیں سنبھالنے والا ہے' تیرے ہی لئے تعریف ہے' تیرے ہی لئے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان کی سربراہی ہے' تیرے ہی لئے تعریف ہے تو ہی آسمان وزمین اور جو اشیاء ان میں ہیں ان سب کا نور ہے تو ہی ہر طرح کی تعریف کا سزاوار ہے' تو ہی آسمان وزمین اور جو ان میں ہے سب کا بادشاہ ہے تیرے ہی لئے تعریف لائق ہے' تو سچا ہے اور تیرا وعدہ بھی سچا ہے' تیری ملاقات یقینی اور تیری بات برحق ہے' جنت ودوزخ برحق اور تمام انبیاء بھی برحق اور محمد ﷺ خصوصا سچے ہیں اور قیامت برحق ہے اے اللہ میں تیرا فرماں بردار اور تجھ پر ایمان لایا ہوں' تجھ پر ہی بھروسا رکھتا ہوں اور تیری ہی

لِي ما قَدَّمْتُ وَما أَخَّرْتُ، وَما أَسْرَرْتُ وَما أَعْلَنْتُ، أَنْتَ المُقَدِّمُ، وَأَنْتَ المُؤَخِّرُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَوْ: لاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ. [رواه البخاري: ١١٢٠]

طرف رجوع کرتا ہوں' تیری ہی مدد سے مخالفین سے جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں' تو میرے اگلے پچھلے چھپے اور کھلے گناہوں کو معاف کردے تو ہی پہلے تھا اور تو ہی آخر میں ہوگا تیرے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں۔

فوائد: فرائض پنجگانہ کے بعد نماز تہجد بڑی اہمیت کی حامل ہے جو پچھلی رات ادا کی جاتی ہے اور اس کی بالعموم گیارہ رکعات ہیں جن میں آٹھ رکعات' دو' دو سلام سے ادا کی جاتی ہیں اور آخر میں تین وتر پڑھے جاتے ہیں' یہی نماز ماہ رمضان میں تراویح سے موسوم کی جاتی ہے حدیث میں مذکورہ دعا کو تہجد کے لئے اٹھتے ہی پڑھ لیا جائے۔ (واللہ اعلم)

٢ - باب: فَضْلُ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب ٢: نماز شب کی فضیلت

٥٩١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ الرَّجُلُ في حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا، فَأَقُصَّهَا عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَكُنْتُ غُلاَمًا شَابًّا، وَكُنْتُ أَنَامُ في المَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَرَأَيْتُ في النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ، وَإِذَا فِيهَا أُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِٱللهِ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ، فَقَالَ لِي: لَمْ تُرَعْ. فَقَصَصْتُها عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ: (نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ ٱللهِ، لَوْ

٥٩١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ حیات میں جب کوئی خواب دیکھتا تو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتا تھا مجھے بھی آرزو ہوئی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور رسول اللہ ﷺ سے بیان کروں میں ابھی نوجوان تھا اور رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد ہی میں سویا کرتا تھا چنانچہ میں نے خواب دیکھا کہ جیسے دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور دوزخ کی جانب لے گئے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کنویں کی طرح پیچدار بنی ہوئی ہے اس پر دو چرخیاں ہیں اور اس میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں میں پہچانتا ہوں میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہمیں ایک فرشتہ ملا جس نے مجھ سے کہا کہ ڈرو نہیں میں نے یہ خواب (اپنی بہن) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو

كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ). فَكَانَ بَعْدُ لاَ يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلاَّ قَلِيلًا. [رواه البخاري: ١١٢١، ١١٢٢]

آپ نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا آدمی ہے کاش وہ تہجد پڑھا کرتا اس کے بعد وہ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد کی بے حد فضیلت ہے اور اس پر پابندی کرنا دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے۔ (عون الباری:۲/۱۸۶)

٣ - باب: تَرْكُ الْقِيَامِ لِلْمَرِيضِ

باب ۳: بیمار کے لئے تہجد چھوڑ دینے کا بیان

٥٩٢ : عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ قَالَ: اشْتَكَىٰ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ. [رواه البخاري: ١١٢٤]

۵۹۲۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو ایک یا دو رات آپ تہجد کے لئے نہیں اٹھے۔

فوائد: اس حدیث کا تتمہ یہ ہے کہ جب آپ نے بیماری کی وجہ سے چند دن کا قیام اللیل موقوف کر دیا تو ابو لہب کی بیوی ام جمیل کہنے لگی کہ اب تجھے تیرے شیطان نے چھوڑ دیا ہے تو اس وقت "سورۃ والضحیٰ" نازل ہوئی۔ (عون الباری:۲/۱۸۷)

٤ - باب: تَحْرِيضُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى صَلاَةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِن غَيرِ إِيجَابٍ

باب ۴: رسول اللہ ﷺ کا نماز شب اور دیگر نوافل کے لئے بلا وجوب ترغیب دینا

٥٩٣ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَقَالَ: (أَلاَ تُصَلِّيانِ). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنْفُسُنَا بِيَدِ ٱللهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَٱنْصَرَفَ حِينَ قُلْنَا ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ، يَضْرِبُ فَخِذَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: «وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا». [رواه البخاري: ١١٢٧]

۵۹۳۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ ان کے اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم دونوں نماز (تہجد) کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہماری تو جانیں ہی اللہ کے ہاتھ میں ہیں جب وہ ہمیں اٹھائے گا تو اٹھ جائیں گے جب میں نے یہ کہا تو آپ واپس ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا پھر میں نے آپ کو پشت پھیر کر ران پر ہاتھ مارتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے سنا کہ "انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے"

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عذر سن کر آپ خاموش ہو گئے اگر یہ نماز فرض ہوتی تو حضرت علی کا عذر قابل قبول نہ ہو سکتا تھا البتہ جاتے ہوئے اظہار تاسف ضرور کر دیا کیونکہ تقدیر کے بہانے ایک فضیلت

کے حصول سے راہ فرار اختیار کرنا درست نہ تھا۔

٥٩٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ، خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ، وَمَا سَبَّحَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحى قَطُّ، وَإِنِّي لأُسَبِّحُهَا. [رواه البخاري: ١١٢٨]

۵۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک کام اگرچہ وہ آپ کو پسند ہی ہوتا اس خوف سے ترک کر دیتے تھے کہ لوگ اس پر عمل کریں گے تو وہ ان پر فرض ہو جائے گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے نماز چاشت کبھی (التزاما) نہیں پڑھی لیکن میں پڑھتی ہوں۔

فوائد: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ان کی معلومات کے مطابق ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے وقت نماز چاشت پڑھی تھی اور حضرت ابو ذر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو اس کے پڑھنے کی تلقین بھی کی تھی۔ (عون الباری: ۲/۱۹۰)

٥ - باب: قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ

باب ۵: رسول اللہ ﷺ کا قیام اس قدر ہوتا کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے

٥٩٥ : عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيَقُومُ لِيُصَلِّيَ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ، أَوْ سَاقَاهُ. فَيُقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: (أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا). [رواه البخاري: ١١٣٠]

۵۹۵۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں یا آپ کی دونوں پنڈلیوں پر ورم آ جاتا اور جب آپ سے اس کے متعلق کہا جاتا تو فرماتے تھے کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

فوائد: اس حدیث سے شکریہ کے طور نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے نیز معلوم ہوا کہ شکر زبان کے علاوہ عمل سے بھی ادا کرنا چاہئے کیونکہ زبان سے اعتراف کرتے ہوئے خدمات کی بجا آوری کو شکر کہا جاتا ہے۔ (عون الباری: ۲/۱۹۲)

٦ - باب: مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ

باب ۶: جو شخص سحری کے وقت سو رہا

٥٩٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ لَهُ: (أَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى ٱللهِ صَلاَةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ،

۵۹۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اللہ کو سب نمازوں سے حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز بہت پسند ہے اور تمام روزوں میں زیادہ پسندیدہ

وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا). [رواه البخاري: ١١٣١]

روزہ بھی حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے وہ نصف رات تک سوئے رہتے پھر تہائی شب عبادت کرتے اس کے بعد رات کے چھٹے حصے میں سو جاتے نیز وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر رات کے بارہ گھنٹے ہوں تو پہلے چھ گھنٹے سو رہتے پھر چار گھنٹے عبادت کرتے پھر دو گھنٹے محو استراحت رہتے گویا سحری کا وقت سو کر گذار دیتے یہی عنوان کا مقصد ہے۔

٥٩٧ : عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان أحبُّ العمل إلى رسول الله ﷺ الدَّائِمَ، قيل لها: مَتَى كانَ يَقُومُ؟ قَالَتْ: كانَ يَقُومُ إِذَا سمع الصَّارِخَ. [رواه البخاري: ١١٣٢]

۵۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ وہ عمل پسند ہوتا جو ہمیشہ ہوتا رہے آپ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کب اٹھتے تو انہوں نے فرمایا کہ جب مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ جاتے تھے۔

فوائد: مرغ عام طور پر آدھی رات کو بانگ دیتا ہے یہ اس کی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔ (عون الباری:۱۹۴/۲)

٥٩٨ : وَفي رواية: إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قامَ فَصَلَّى. [رواه البخاري: ١١٣٢]

۵۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت میں ہے کہ جس وقت مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ کر نماز پڑھتے۔

فوائد: امام بخاری نے پہلی حدیث میں حضرت داؤد علیہ السلام کی شب بیداری کو بیان فرمایا اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے عمل کو اس کے مطابق ثابت کیا اگلی حدیث سے ثابت کیا کہ سحری کے وقت آپ سوئے ہوتے لہٰذا آپ کے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے عمل میں یکسانیت ثابت ہوئی۔

٥٩٩ : وَفي رواية عَنهَا قَالَتْ: ما أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا. تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ١١٣٣]

۵۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک اور روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آخر شب میں سوئے ہوئے ہی دیکھا ہے۔

٧ - باب: طُولُ القِيامِ فِي صَلَاةِ اللَّيلِ

باب ۷: تہجد کی نماز میں لمبا قیام کرنا

٦٠٠ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ

۶۰۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَلَمْ يَزَلْ قائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ. قيل: وَما هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ١١٣٥]

ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز تہجد پڑھی تو آپ کافی دیر کھڑے رہے حتی کہ میری نیت بگڑ گئی آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے دل میں کیا آیا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر خود بیٹھ جاؤں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ قیام اللیل میں بہت لمبی قرأت کرتے تھے۔ (عون الباری:۲/۱۹۷)

٨ - باب: كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَم كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ

باب ٨: رسول اللہ ﷺ نماز شب کس طرح اور کس قدر پڑھتے تھے؟

٦٠١ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ صَلاَةُ النَّبِيِّ ﷺ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يَعْنِي بِٱللَّيْلِ. [رواه البخاري: ١١٣٨]

۶۰۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد تیرہ رکعات پر مشتمل ہوتی تھی۔

فوائد: ان تیرہ رکعات کو اس طرح ادا کرتے تھے کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیتے جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی وضاحت ہے۔ (عون الباری:۲/۱۹۷)

٦٠٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ. [رواه البخاري: ١١٤٠]

۶۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے انہی میں وتر اور (سنت) فجر کی دو رکعتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔

فوائد: نماز فجر کی دو سنتیں ملا کر تیرہ رکعات ہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے چونکہ دن کے فرائض بھی گیارہ ہیں اسی لئے رات کے وتر بھی گیارہ تھے۔ اسی طرح رات کے نوافل اور دن کے فرائض میں یکسانیت ہوتی تھی۔ (عون الباری:۲/۱۹۸)

٩ - باب: قِيَامُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ وَنَوْمِهِ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب ٩: رسول اللہ ﷺ کا رات کے وقت قیام اور نیند کرنا نیز قیام شب کس قدر منسوخ ہوا؟

٦٠٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لاَ يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لاَ يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لاَ تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلاَ نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ. [رواه البخاري: ١١٤١]

٦٠٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینہ میں ایسا افطار کرتے کہ ہم خیال کرتے تھے کہ اس مہینہ میں آپ بالکل روزہ نہیں رکھیں گے اور جب روزے رکھتے تو اتنے مسلسل کہ ہم سوچتے آپ اس میں بالکل افطار ہی نہیں کریں گے اور رات کو نماز تو آپ ایسی پڑھتے تھے کہ ہم جب چاہتے آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے اور جب چاہتے محو خواب دیکھ لیتے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ رات کے وقت آپ کے نوافل اور آرام کا وقت ہوتا تھا وہ ایسا کہ جو شخص آپ کو جس حالت میں دیکھنا چاہتا دیکھ لیتا یہ حضرت انس کا اپنا مشاہدہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے خلاف نہیں کہ مرغ کی بانگ سن کر بیدار ہو جاتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنے چشم دید حالات کو بیان کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۱۹۹)

١٠ - باب: عَقْدُ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ

باب ١٠: شیطان کا گدی پر گرہ لگانا جبکہ آدمی نماز شب نہ پڑھے

٦٠٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلاَثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنِ ٱسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ ٱللهَ ٱنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ ٱنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى ٱنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ

٦٠٤۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی (بوقت رات) سوجاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگا دیتا ہے ہر گرہ پر یہ افسوں پھونک دیتا ہے کہ ابھی تو بہت رات ہے سو جاؤ پھر اگر آدمی بیدار ہو گیا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر اس نے وضو کرلیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد اگر اس نے نماز پڑھی تو تیسری گرہ بھی کھل

النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ). [رواه البخاري: ١١٤٢]

جاتی ہے اور صبح کو خوش مزاج اور دلشاد اٹھتا ہے ورنہ صبح کو بد دل اور خستہ جسم اٹھتا ہے۔

فوائد: ان شیطانی گرہوں کو حقیقت پر محمول کیا جائے اور یہ گرہیں ایک شیطانی دھاگے میں ہوتی ہیں اور وہ دھاگہ گدی پر ہوتا ہے' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں صاف بیان کیا ہے کہ شیطان ایک رسی میں گرہیں لگاتا ہے۔ (عون الباری:۲/۲۰۱)

١١ - باب: إِذَا نَامَ وَلَم يُصَلِّ بَالَ الشَّيطَانُ فِي أُذُنِهِ

باب ۱۱: جو شخص سو رہے اور نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے

٦٠٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ، فَقِيلَ: ما زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ، ما قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَقَالَ: (بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ). [رواه البخاري: ١١٤٤]

۶۰۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سویا رہا اور نماز کے لئے بھی نہیں اٹھا تو آپ نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہے۔

فوائد: جب شیطان کھاتا پیتا اور نکاح بھی کرتا ہے تو اس کا غافل اور بے نماز کے کان میں پیشاب کر دینا بعید از عقل نہیں۔ (عون الباری:۲/۲۰۳)

١٢ - باب: الدُّعاءُ والصَّلاَةُ مِن آخِرِ اللَّيلِ

باب ۱۲: پچھلی رات دعا اور نماز کا بیان

٦٠٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ ٱلدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ). [رواه البخاري: ١١٤٥]

۶۰۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا بزرگ و برتر پروردگار ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور جب آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آواز دیتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اسے قبول کروں کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اسے معاف کر دوں۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کا اپنے عرش معلیٰ سے آسمان دنیا پر بلا تاویل و تکییف اترنا برحق ہے جس طرح اس ذات کا عرش عظیم پر مستوی ہونا برحق ہے ہمارے اسلاف کا عقیدہ ہے کہ اس قسم کی صفات کو

ظاہری معنی پر محمول کیا جائے مگر یہ بھی عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اس کی صفات مخلوق کی صفات کی طرح نہیں ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس موضوع پر نزول الرب الی سماء الدنیا نامی کتاب بھی لکھی ہے۔ (عون الباری:۲/۲۰۵)

١٣ - باب: مَنْ نَامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَحْيَا آخِرَهُ

باب ۱۳: جو شخص شروع رات سو جائے اور آخری شب بیدار ہو

٦٠٧ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سئلت: عن صلاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِٱللَّيْلِ؟. قَالَتْ: كانَ يَنامُ أَوَّلَهُ، وَيَقُومُ آخِرَهُ، فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ، فَإِنْ كانَ بِهِ حاجَةٌ ٱغْتَسَلَ، وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ. [رواه البخاري: ١١٤٦]

۶۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ شروع رات میں سو جاتے اور پچھلی رات اٹھ کر نماز پڑھتے پھر اپنے بستر پر لوٹ آتے پھر جب موذن اذان دیتا تو اٹھ کھڑے ہوتے اگر ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضوء کرکے باہر تشریف لے جاتے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر تعلقات زن و شوئی کی ضرورت ہوتی تو اسے تہجد ادا کرنے کے بعد پورا کرتے کیونکہ عبادات کے سلسلہ میں رسول اللہ کے یہی شایان شان تھا۔ (عون الباری:۲/۲۰۹)

١٤ - باب: قِيَامُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضانَ وَغَيرِهِ

باب ۱۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان اور غیر رمضان میں رات کا قیام

٦٠٨ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سُئِلَتْ: عن صلاتِهِ ﷺ في رَمَضانَ؟ فَقالَتْ: ما كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَزِيدُ في رَمَضانَ وَلاَ غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاثًا. قَالَتْ عائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَتَنامُ

۶۰۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کیسے ہوا کرتی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پہلے چار رکعت ایسی طویل پڑھتے کہ ان کی خوبی کے متعلق نہ پوچھو اور پھر آپ چار رکعت ایسی ہی پڑھتے تھے کہ ان کی خوبی اور طوالت کی کیفیت مت پوچھو پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟. فَقَالَ: (يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِي). [رواه البخاري: ١١٤٧]

کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو رہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔

فوائد: جن روایات میں رسول اللہ ﷺ کا رات کے وقت بیس رکعات پڑھنا بیان ہوا ہے وہ سب ضعیف اور ناقابل حجت ہیں نماز تراویح کی تعداد آٹھ رکعات اور تین وتر ہیں جیسا کہ حدیث مذکور میں وارد ہے۔

١٥ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي العِبَادَةِ

باب ۱۵: عبادت میں سختی اٹھانا ایک ناپسندیدہ عمل ہے

٦٠٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: (ما هٰذَا الْحَبْلُ). قَالُوا: هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ، فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لا، حُلُّوهُ، لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ). [رواه البخاري: ١١٥٠]

۶۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹک رہی ہے آپ نے فرمایا یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ رسی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی لٹکائی ہوئی ہے جب وہ نماز میں کھڑے تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں (ایسا ہرگز نہیں چاہئے) اسے کھول دو تم میں ہر شخص نشاط طبع تک نماز پڑھے اگر تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عبادت کرتے وقت میانہ روی اختیار کرنا چاہئے اور اس کے متعلق بے جا سختی کی ممانعت ہے کیونکہ ایسا کرنا روح عبادت کے خلاف ہے۔ (عون الباری:۲/۲۱۱) مقصد یہ ہے کہ عبادت کے التزام میں تشدد معیوب ہے کیونکہ ایسا کرنے سے طبیعت میں نفرت کے جذبات ابھرتے ہیں جو قابل مذمت ہیں۔ (عون الباری:۲/۲۱۲)

١٦ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُومُهُ

باب ۱۶: اہتمام تہجد کے بعد اسے ترک کر دینا مکروہ ہے

٦١٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يَا عَبْدَ ٱللهِ، لاَ

۶۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہوجانا کہ

تَكُنْ مِثْلَ فُلاَنٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ). [رواه البخاري: ١١٥٢]

وہ رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے قیام شب ترک کر دیا

فوائد: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ نیکی کے کام میں سہولت اور آسانی کو ملحوظ رکھ کر دوام اور ہمیشگی کرنا چاہیے۔ (علوی)

١٧ - باب: فَضلُ مَن تَعَارَّ بِاللَّيلِ فَصَلَّى

باب ١٧: اس شخص کی فضیلت جو رات اٹھے اور نماز پڑھے

٦١١ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الحَمْدُ للهِ، وَسُبْحَانَ ٱللهِ، وَلاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، وَٱللهُ أَكْبَرُ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِٱللهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي، أَوْ دَعا، ٱسْتُجِيبَ لَهُ، فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلَّى قُبِلَتْ صَلاَتُهُ). [رواه البخاري: ١١٥٤]

٦١١۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص رات کو اٹھے اور کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر' الحمد للہ و سبحان اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوہ الا باللہ پھر یہ دعا پڑھے اللھم اغفرلی یا اور کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر وضوء کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی قبول ہوتی ہے۔

فوائد: ضروری ہے کہ جو شخص اس حدیث کو پڑھے اسے چاہیے کہ اپنے اندر خلوص نیت پیدا کرے اور اس عمل کو غنیمت سمجھے۔ (عون الباری:٢/٢١٣)

٦١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - أَنَّهُ قَالَ، وَهُوَ يَقصُّ فِي قَصَصِهِ، وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ أَخاً لَكُمْ لاَ يَقُولُ الرَّفَثَ). يَعْنِي بِذٰلِكَ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ رَوَاحَةَ: وَفِينَا رَسُولُ ٱللهِ يَتْلُو كِتَابَهُ

٦١٢۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ وعظ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے لگے کہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا تمہارا بھائی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کوئی بے ہودہ بات نہیں کہتا (دیکھو تو کیسے اچھے مضامین سناتا ہے۔)

ہم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کلام اللہ کی

إِذَا ٱنْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ ٱلْفَجْرِ سَاطِعُ
أَرَانَا ٱلْهُدَى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ ما قَالَ وَاقِعُ
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا ٱسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

[رواه البخاري: ١١٥٥]

تلاوت کرتے ہیں جب صبح کی پو پھٹتی ہے ہم تو اندھے تھے اس نے ہمیں ہدایت پر لگایا اور ہمیں دلی یقین ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ واقعی سچ ہے۔ رات کو ان کا پہلو بستر سے الگ رہتا ہے جبکہ نیند کی وجہ سے مشرکین پر بستر بھاری ہوتے ہیں

فوائد: معلوم ہوا کہ مجالس وعظ میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر باعث برکت ہے لیکن محافل عید میلاد مروجہ کا کوئی ثبوت نہیں یہ خیر القرون سے بہت بعد کی پیداوار ہیں۔

٦١٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَأَنَّ بِيَدِي قِطْعَةَ إِسْتَبْرَقٍ، فَكَأَنِّي لاَ أُرِيدُ مَكانًا مِنَ الجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنَّ ٱثْنَيْنِ أَتَيَانِي. وذكر باقي الحديث وقد تقدَّم. [رواه البخاري: ١١٥٦]

۶۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا جیسے میرے ہاتھ میں دبیز ریشم کا ایک ٹکڑا ہے میں جنت میں جہاں جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا لے جاتا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ جیسے دو شخص میرے پاس آئے بعد میں وہ پوری حدیث (۵۹۱) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے بعد بالالتزام تہجد پڑھنا شروع کر دی تھی۔ (عون الباری:۲/۲۱۷)

١٨ - باب: مَا جَاء فِي التَّطَوُّعِ مَثْنَى مَثْنَى

باب ۱۸: نفل نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنے کا بیان

٦١٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللّٰهِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ فِي الأُمُورِ كلِّها كما يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: (إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأَمرِ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي

۶۱۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام کاموں کے لئے استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھلایا کرتے تھے۔ ارشاد فرماتے کہ جب کوئی تم میں سے کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت پڑھ لے پھر یوں کہے

أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي، فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ قَالَ: عاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِي، فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعاقِبَةِ أَمْرِي، أَوْ قَالَ: فِي عاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ. قَالَ: وَيُسَمِّي حاجَتَهُ). [رواه البخاري: ١١٦٢]

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کی بدولت طاقت چاہتا ہوں اور تجھی سے تیرا فضل عظیم چاہتا ہوں بے شک توہی قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا ہوں اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو ہی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین ودنیا میں اور میرے کام کے آغاز وانجام میں بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرمادے اور اس کو میرے لئے آسان کردے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے دین ودنیا میں اور میرے کام کے آغاز وانجام میں نقصان دہ ہے تو اس کو مجھ سے الگ کردے اور مجھے اس سے علیحدہ کردے اور جہاں کہیں بھلائی ہو وہ میرے لئے مقدر کردے اور اس کے ذریعہ مجھے خوش کردے۔

آپ نے فرمایا کہ پھر اپنی ضرورت کا نام لے اور اللہ کے حضور پیش کرے۔

فوائد: دراصل استخارہ کی اس دعا کے ذریعے بندہ اول تو وعدہ توکل کرتا ہے پھر ثابت قدمی اور تقدیر الٰہی پر راضی رہنے کی دعا کرتا ہے اگر خلوص دل سے اللہ کے حضور یہ دونوں باتیں پیش کر دی جائیں تو اللہ کے فضل وکرم سے بندہ کے مطلوبہ کام میں ضرور خیروبرکت ہوگی۔

١٩ - باب: تَعَاهُدُ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهُما تَطَوُّعاً

باب ۱۹: فجر کی دو سنتوں پر مداومت کرنا اور جس نے انہیں نفل کا نام دیا

٦١٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ، عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ، أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. [رواه البخاري:

۶۱۵۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کسی نفل نماز کا اس قدر التزام نہ کرتے جتنا کہ فجر کی دو سنتوں کا اہتمام کرتے تھے۔

[۱۱٦۹

فوائد: چونکہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی سنتوں پر ہمیشگی فرمائی ہے اس لئے سفر و حضر میں ان کا ترک کرنا مستحسن نہیں ہے۔

۲۰ - باب: مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ
باب ۲۰: فجر کی سنتوں میں کیا پڑھا جائے؟

٦١٦ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الصُّبْحِ، حَتَّى إِنِّي لأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الكتابِ. [رواه البخاري: ۱۱۷۱]

٦١٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے پہلے دو رکعات بہت ہلکی پڑھتے تھے حتی کہ میں اپنے دل میں کہتی کہ آپ نے سورہ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں

فوائد: اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فجر کی سنتوں میں قرأت فاتحہ کے متعلق اظہار شک نہیں فرمایا بلکہ مطلب یہ ہے کہ بہت ہلکی پڑھتے تھے مسلم کی روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں ﴿ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ﴾ اور دوسری میں ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ پڑھتے تھے۔ (عون الباری:۲/۱۲۲)

۲۱ - باب: صَلاَةُ الضُّحَى فِي الحَضَرِ
باب ۲۱: گھر میں نماز چاشت پڑھنے کا بیان

٦١٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلاَثٍ، لاَ أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ: صَوْمِ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلاَةِ الضُّحى، وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ. [رواه البخاري: ۱۱۷۸]

٦١٧۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے خلیل رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے اور جیتے جی میں انہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا ایک تو ہر مہینے میں تین روزے رکھنا دوسری چاشت کی نماز پڑھنا تیسرے وتر پڑھ کر سونا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نمازی کو بوقت سحر اٹھنے پر یقین نہ ہو وہ نیند سے پہلے وتر پڑھ لے اور جسے وثوق ہو کہ صبح تہجد کے لئے اٹھے گا وہ طلوع فجر سے قبل وتر ادا کرے جیسا کہ مسلم کی روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ (عون الباری:۲/۲۲۳)

۲۲ - باب: الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ
باب ۲۲: ظہر سے پہلے دو سنتیں پڑھنا

٦١٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لاَ يَدَعُ

٦١٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعات اور فجر سے پہلے

أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ. [رواه البخاري: ١١٨٢]

دو رکعت سنت کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے اور اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ چار پڑھتے تھے ان میں تعارض نہیں کیونکہ دونوں حضرات نے اپنی اپنی معلومات سے آگاہ کیا ہے ممکن ہے کہ گھر میں چار پڑھتے ہوں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے اور مسجد میں دو رکعت ہی ادا کرتے ہوں جن کا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مشاہدہ کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۲۲۴)

٢٣ - باب: الصَّلاة قَبلَ المَغرِبِ

باب ۲۳: نماز مغرب سے پہلے سنت پڑھنے کا بیان

٦١٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ الْمُزَنِيِّ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (صَلُّوا قَبْلَ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ). قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: (لِمَنْ شَاءَ). كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. [رواه البخاري: ١١٨٣]

۶۱۹۔ حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا نماز مغرب سے پہلے نفل پڑھو (مکرر فرمایا) تیسری مرتبہ یہ کہا جو کوئی چاہے اس اندیشہ کے پیش نظر کہ لوگ اسے لازمی نہ سمجھ لیں۔

فوائد: مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے اگرچہ ضروری نہیں تاہم ان کی ادائیگی باعث اجر وثواب ہے لیکن جماعت کھڑی ہونے سے پہلے پڑھنا چاہئے اور فجر کی سنتوں کی طرح انہیں بھی ہلکا پھلکا ادا کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۲/۲۲۵)

كتاب الصلاة في مسجد مكة والمدينة

مکہ اور مدینہ کی مساجد میں نماز پڑھنا

١ - باب: فَضْلُ الصَّلاَةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ

باب ١: مکہ اور مدینہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت

٦٢٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ تُشَدُّ الرِّحالُ إلاَّ إِلَى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ: المَسْجِدِ الحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى). [رواه البخاري: ١١٨٩]

٦٢٠۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصی۔

فوائد: حصول تقرب کے لئے سامان سفر تیار کرنا اور زیارت کے لئے گھر سے نکلنا یہ صرف انہی تین مقامات کے ساتھ مخصوص ہے' نیز بزرگوں کے مزارات پر اس نیت سے جانا کہ وہ خوش ہو کر ہماری حاجت روائی کریں گے یا اس کا وسیلہ بنیں گے اور اس قسم کے دیگر اوہام باطلہ اس حدیث کے تحت قطعا ناجائز اور حرام ہیں۔ (عون الباری:٢/٢٣١)

٦٢١ : وعَنه رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيما سِوَاهُ، إِلَّا المَسْجِدَ الحَرَامَ). [رواه البخاري: ١١٩٠]

٦٢١۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دیگر تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

فوائد: میری مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے حضرت امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے سامان سفر باندھنا چاہئے اور جو وہاں جائے گا لازمی طور پر اسے رسول اللہ ﷺ اور حضرات شیخین پر درود وسلام کی سعادتیں حاصل ہوں گی۔

٢ - باب: مَسْجِدُ قُبَاءٍ

باب ٢: مسجد قبا کا بیان

٦٢٢ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا كانَ لاَ يُصَلِّي مِنَ الضُّحَى إِلَّا فِي يَوْمَيْنِ: يَوْمِ يَقْدَمُ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُ كانَ يَقْدَمُهَا ضُحًى، فَيَطُوفُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ المَقَامِ، وَيَوْمِ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ، فَإِنَّهُ كانَ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ، فَإِذَا دَخَلَ المَسْجِدَ كَرِهَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهِ. قَالَ: وَكانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ يَزُورُهُ رَاكِبًا وَمَاشِيًا. وَكانَ يَقُولُ له: إِنَّما أَصْنَعُ كما رَأَيْتُ أَصْحَابِي يَصْنَعُونَ، وَلاَ أَمْنَعُ أَحَدًا أَنْ صَلَّى فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلاَ غُرُوبَهَا. [رواه البخاري: ١١٩١، ١١٩٢]

٦٢٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نماز چاشت دو دنوں کے علاوہ کسی اور دن میں نہ پڑھتے ایک جب مکہ مکرمہ آتے تو ضرور پڑھتے کیونکہ وہ مکہ میں چاشت ہی کے وقت آتے تھے طواف کرتے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھتے اور دوسرے جس دن قبا جاتے اس دن بھی نماز چاشت پڑھتے تھے وہ ہر ہفتہ مسجد قبا جاتے جب مسجد میں داخل ہوتے تو نماز پڑھے بغیر وہاں سے نکلنے کو برا خیال کرتے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قباء کی زیارت کے لئے کبھی سوار اور کبھی پیدل جایا کرتے اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں اس طرح کرتا ہوں جیسا کہ میں نے اپنے دوستوں کو کرتے دیکھا ہے اور میں کسی کو منع نہیں کرتا کہ رات یا دن میں جب چاہے نماز پڑھے ہاں قصداً سورج نکلتے یا غروب ہوتے وقت نماز نہ پڑھے

فوائد: معلوم ہوا کہ بعض اعمال خیر کی ادائیگی کے لئے کسی دن کو متعین کرنا اور پھر اس پر مداومت کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:٧/٢٢٣)

٣ - باب: فَضْلُ مَا بَيْنَ القَبْرِ وَالمِنْبَرِ

باب ٣: (مسجد نبوی میں) قبر اور منبر کے درمیان مقام کی فضیلت

٦٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ما بَيْنَ

٦٢٣۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے

بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي). [رواه البخاري: ١١٩٦]

فرمایا میرے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض پر ہو گا۔

فوائد : بلاشبہ یہ فضیلت کسی اور خطہ ارض کو حاصل نہیں حقیقتاً یہ حصہ جنت ہی کا ہے اور عالم آخرت میں اسے جنت ہی کا حصہ بنا دیا جائے گا' چونکہ آپ اپنے گھر میں ہی مدفون ہیں اس لئے امام بخاری نے اس حدیث پر "قبر اور منبر کے درمیانی حصہ کی فضیلت" کا عنوان قائم کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۲۳۸)

كتاب العمل في الصلاة

نماز میں کوئی کام کرنے کا بیان

١ - باب: ما يُنْهى مِنَ الكَلامِ في الصَّلاةِ

باب ۱: نماز میں کلام کا ممنوع ہونا

٦٢٤ : عَنِ ابْنِ مسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ في الصَّلاةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ: (إِنَّ في الصَّلاةِ شُغْلًا). [رواه البخاري: ١١٩٩]

۶۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے حالانکہ آپ نماز میں ہوتے اور آپ ہمیں جواب بھی دیا کرتے تھے لیکن نجاشی کے پاس سے لوٹ کر آنے کے بعد ہم نے آپ کو نماز میں سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا اور فراغت کے بعد فرمایا کہ نماز میں مصروفیت ہوا کرتی ہے۔

فوائد: دوران نماز اللہ سے مناجات کا تقاضا ہے کہ اللہ کی یاد میں ہمہ تن مستغرق ہوا جائے اس قدر دل وابستگی کے عالم میں لوگوں سے گفتگو اور ان کے سلام کا جواب کیسے دیا جا سکتا ہے؟ (عون الباری:۲/۲۴۰)

٦٢٥ : وفي رواية عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كان أَحَدُنا يكلِّم صاحبه في الصَّلاة، حَتَّى نَزَلَتْ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾. الآيَةَ، فَأُمِرْنَا

۶۲۵۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نماز میں ایک دوسرے سے گفتگو کیا کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی "نمازوں کی حفاظت کرو اور (خاص کر) درمیانی نماز کی اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے

بِالسُّكُوتِ. [رواه البخاري: ١٢٠٠]

رہو۔" پھر ہمیں نماز میں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران نماز ہر قسم کی دنیاوی بات کرنا منع ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ ہمیں اس آیت کے ذریعے کلام کرنے سے روک دیا گیا۔ (عون الباری:۲/۲۴۱)

٢ - باب: مَسْحِ الحَصَى فِي الصَّلاَةِ

باب ۲: نماز میں کنکریاں ہٹانا

٦٢٦ : عَنْ مُعَيْقِيبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ، فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ، قَالَ: (إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً). [رواه البخاري: ١٢٠٧]

۶۲۶۔ حضرت مُعَیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے جو سجدہ کی جگہ مٹی ہموار کر رہا تھا یہ فرمایا کہ اگر تم یہ کرنا ہی چاہتے ہو تو ایک دفعہ سے زیادہ نہ کرو۔

فوائد: ایک روایت میں اس کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ نماز کے وقت اللہ کی رحمت نمازی کے روبرو ہوتی ہے اس لئے توجہ ہٹا کر کنکریوں کو بار بار برابر کرنا گویا اللہ کی رحمت سے روگردانی کرنا ہے۔ (عون الباری:۲/۲۴۳)

٣ - باب: إِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِي الصَّلاَةِ

باب ۳: اگر کسی کا بحالت نماز جانور بھاگ جائے (تو کیا کرے؟)

٦٢٧ : عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِي رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: صَلَّى يَوْمًا فِي غَزْوَةٍ وَلِجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتبعُهَا، فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ سِتَّ غَزَوَاتٍ، أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَثَمَانَ، وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ، وَإِنِّي، إِنْ كُنْتُ أَنْ أُرَاجِعَ مَعَ دَابَّتِي، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا، فَيَشُقَّ عَلَيَّ. [رواه البخاري: ١٢١١]

۶۲۷۔ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کسی جنگ میں سواری کی لگام ہاتھ میں لے کر نماز پڑھی سواری شوخی کرنے لگی تو آپ اس کے پیچھے ہو لئے جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چھ' سات یا آٹھ بار جہاد میں رہا ہوں اور میں نے آپ کی آسان روی اور سہولت پسندی دیکھی ہے اس لئے مجھے یہ بات کہ میں اپنی سواری کے ہمراہ رہوں اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں اسے چھوڑ دیتا اور وہ اپنے اصطبل میں چلی جاتی پھر مجھے تکلیف ہوتی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی خاص ضرورت کے پیش نظر انسان اپنی تعریف خود کر سکتا ہے بشرطیکہ

مقصود فخر نہ ہو۔ (عون الباری:۵/۲۴۵)

٦٢٨ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا ذكرت حديث الخسوف وقال في هذه الرواية بعد قوله: ولقد رأيت النار يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا: (وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ، وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ). [رواه البخاري: ١٢١٢]

۶۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سورج گرہن کی حدیث بیان کی جو پہلے (۵۲۶) گزر چکی ہے اس روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا اس کا ایک حصہ دوسرے کو توڑے جا رہا تھا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا اور یہ وہ شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو آزاد کرنے کی رسم ڈالی تھی۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنت کا خوشہ لینے کے لئے دوران نماز آگے بڑھے اور جہنم کا ہولناک منظر دیکھ کر کچھ پیچھے ہٹے اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت نماز میں تھوڑا سا چلنا اور معمولی سا کام کرنا اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (عون الباری:۶/۲۴۶/۲)

٤ - باب: لاَ يَرُدُّ السَّلاَمَ فِي الصَّلاَةِ

باب ۴: نماز میں سلام کا جواب (زبان سے) نہیں دینا چاہیے۔

٦٢٩ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي حاجَةٍ، فَٱنْطَلَقْتُ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِي ما ٱللهُ أَعْلَمُ بِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَعَلَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَجَدَ عَلَيَّ أَنِّي أَبْطَأْتُ؟. ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِي أَشَدُّ مِنَ المَرَّةِ الأُولَى، ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ، فَقَالَ: (إِنَّمَا مَنَعَنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ أَنِّي كُنْتُ

۶۲۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لئے بھیجا چنانچہ میں گیا اور وہ کام کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا مگر آپ نے جواب نہ دیا جس سے میرا دل اتنا رنجیدہ ہوا کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ مجھ سے اس لئے ناراض ہیں کہ میں دیر سے لوٹا ہوں چنانچہ میں نے پھر سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا اب تو میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ رنج ہوا میں نے پھر سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا چونکہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس لئے میں تجھے

أُصَلِّي). وَكَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، مُتَوَجِّهًا إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ. [رواه البخاري: ١٢١٧]

سلام کا جواب نہ دے سکا اس وقت آپ سواری پر تھے جس کا رخ قبلہ کی طرف نہ تھا (اس لئے میں تمیز نہ کر سکا کہ آپ نماز میں ہیں یا نہیں)

فوائد: مسلم میں اتنی وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دیا تھا جسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نہ سمجھ سکے اس لئے وہ پریشان اور متفکر ہوئے۔

٥ - باب: الخَصْرُ فِي الصَّلاَةِ

باب ٥: نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا منع ہے

٦٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا. [رواه البخاري: ١٢٢٠]

۶۳۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے

فوائد: اس حکم امتناعی کی چند وجوہات ہیں کیونکہ ایسا کرنا تکبر کرنے والوں کی علامت ہے' یہودی اکثر ایسا کرتے تھے نیز ابلیس کو ایسی حالت میں آسمان سے اتارا گیا اور اہل جہنم آرام کے وقت ایسا کریں گے اس لئے دوران نماز ایسا کرنا منع ہے۔ (عون الباری: ۲/۲۴۸)

كتاب السهو
سجدہ سہو کے بیان میں

١ - باب: إذَا صَلَّى خَمْسًا

باب ۱: جب (بھول کر) پانچ رکعت پڑھ لے

٦٣١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا، فقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلاةِ؟ فَقَالَ: (وما ذاكَ). قَالَ: صَلَّيتَ خَمْسًا، فَسَجَدَ سَجْدَتَينِ بَعْدَ ما سَلَّمَ [رواه البخاري: ١٢٢٦].

۶۳۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ظہر کی پانچ رکعات پڑھیں عرض کیا گیا کہ نماز میں کچھ اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کیا؟ عرض کیا گیا کہ آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں تو آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے سہو کیے۔

فوائد: امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ اگر نماز میں کمی واقع ہو تو سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے اور اگر کچھ اضافہ ہو جائے تو سلام کے بعد سجدہ سہو کیا جائے لیکن اس سلسلہ میں امام احمد کا مسلک زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہر حدیث کو اس کے محل میں استعمال کیا جائے اور جس بھول کی صورت میں کوئی حدیث نہیں آئی وہاں سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا جائے۔ (عون الباری: ۲/۲۵۰)

٢ - باب: إذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَأَشَارَ بِيَدِهِ وَاسْتَمَعَ

باب ۲: جب نمازی سے کوئی بات کرے اور وہ سن کر ہاتھ سے اشارہ کر دے

٦٣٢ : عن أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ينهى عن الرَّكعتين بعد العصرِ، ثم رأيْتُه

۶۳۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے

يصليهما، وكان عندي نسوة من الأنصارِ، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الجارِيَةَ، فَقُلْتُ: قُومِي بِجَنْبِهِ، قُولِي لَهُ: تَقُولُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ، وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا؟ فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ. فَفَعَلَتِ الجَارِيَةُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: (يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ). [رواه البخاري: ١٢٣٣]

پھر میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس وقت میرے پاس انصاری عورتیں بیٹھی تھیں میں نے ایک لڑکی کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور اس سے کہا آپ کے پہلو میں کھڑے ہو کر عرض کرنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دریافت کرتی ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کو ان دو رکعتوں سے منع فرماتے سنا ہے جبکہ میں اب آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ دو رکعت پڑھ رہے ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے تیری طرف اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جانا چنانچہ اس لڑکی نے ایسا ہی کیا آپ نے اپنے ہاتھ سے جب اشارہ فرمایا تو وہ پیچھے ہٹ گئی پھر آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی! تو نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کے متعلق پوچھا تو بات دراصل یہ ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ میرے پاس آگئے تھے انہوں نے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں میں مجھے دیر کرادی تو یہ وہی دو رکعتیں ہیں (یہ نفل نہیں ہیں)

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے دوران نماز کسی کی بات سننا اور اسے سمجھنا اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ (عون الباری:۲/۲۵۳)

كتاب الجنائز
جنازہ کے بیان میں

١ - باب: مَنْ كَانَ آخِرُ كَلامِهِ لاَ إِلَهَ إِلاَّ الله

باب ١: جس شخص کی آخری بات لا الہ الا اللہ ہو

٦٣٣ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي، فَأَخْبَرَنِي، أَوْ قَالَ: بَشَّرَنِي، أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لاَ يُشْرِكُ بِٱللهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ. قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ). [رواه البخاري: ١٢٣٧]

۶۳۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب کی طرف سے میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے مجھے خوشخبری دی کہ میری امت میں سے جو شخص بایں حالت فوت ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری بھی کی ہو۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر فوت ہوا وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا آخر کار جنت میں داخل ہو گا خواہ حقوق اللہ جیسے زنا اور حقوق العباد جیسے چوری کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو ایسے حالات میں حقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق اللہ ضرور کوئی صورت پیدا کر دے گا۔ (عون الباری: ۲/۲۵۵)

٦٣٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِٱللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ).

۶۳۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا

وَقُلْتُ أَنَا: مَنْ مَاتَ لاَ يُشْرِكُ بِٱللهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ. [رواه البخاري: ١٢٣٨]

ہو وہ جنت میں جائے گا۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری ایک فرمان نبوی کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں یعنی ضروری نہیں کہ مرتے وقت کلمۂ اخلاص پڑھنے سے ہی جنت میں داخلہ ہو گا بلکہ اس سے مراد توحید کا عقیدہ رکھنا اور اس عقیدہ پر مرنا ہے۔ (عون الباری:٢/٢٥٧)

٢ - باب: الأَمْرُ بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ

باب ٢: جنازے میں شریک ہونے کا حکم

٦٣٥ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِٱتِّبَاعِ ٱلجَنَائِزِ، وَعِيَادَةِ ٱلمَرِيضِ، وَإِجَابَةِ ٱلدَّاعِي، وَنَصْرِ المَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ القَسَمِ. وَرَدِّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتِ العَاطِسِ. وَنَهَانَا عَنْ آنِيَةِ الفِضَّةِ، وَخَاتَمِ ٱلذَّهَبِ، وَالحَرِيرِ، وَٱلدِّيبَاجِ، وَٱلقَسِّيِّ، وَالإِسْتَبْرَقِ. [رواه البخاري: ١٢٣٩]

٦٣٥۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا جن باتوں کا حکم دیا تھا وہ جنازوں کے ہمراہ جانا' مریض کی عیادت کرنا' دعوت قبول کرنا' مظلوم کی مدد کرنا' قسم کا پورا کرنا' سلام کا جواب دینا ہے اور چھینکنے والے کو دعا دینا اور آپ نے چاندی کے برتن' سونے کی انگوٹھی' ریشم' دیبا' قز اور استبرق سے منع فرمایا تھا۔

فوائد: اس حدیث میں جن سات چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان میں ساتویں یہ ہے کہ ریشمی گدیوں کے استعمال سے بھی منع فرمایا ہے جو سواری کی زین پر رکھی جاتی ہیں امام بخاری نے اسے (کتاب اللباس:٥٨٦٣) میں بیان فرمایا ہے۔

٣ - باب: الدُّخُولُ عَلَى المَيِّتِ بَعدَ المَوْتِ إِذَا أُدرِجَ فِي أَكْفَانِهِ

باب ٣: جب مردہ کفن میں لپیٹ دیا جائے تو اس کے پاس جانا

٦٣٦ : عَنْ أُمِّ العَلَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنهَا - ٱمْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ -: أَنَّهُ ٱقْتُسِمَ المُهَاجِرُونَ قُرْعَةً، فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، فَأَنْزَلْنَاهُ فِي أَبْيَاتِنَا، فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَغُسِّلَ

٦٣٦۔ حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا ایک انصاری خاتون سے روایت ہے جو ان عورتوں میں شامل ہیں جنہوں نے آپ سے بیعت کی تھی انہوں نے فرمایا کہ جب مہاجرین بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم ہوئے تو ہمارے حصہ میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے جن کو ہم اپنے گھر لائے اور وہ اچانک مرض

وَكُفِّنَ فِي أَثْوَابِهِ، دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ: لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ). فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللهُ؟ فَقَالَ: (أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ، وَاللهِ مَا أَدْرِي، وَأَنَا رَسُولُ اللهِ، مَا يُفْعَلُ بِي). قَالَتْ: فَوَاللهِ لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا. [رواه البخاري: ١٢٤٣]

وفات میں مبتلا ہو گئے جب انہوں نے انتقال کیا تو ہم نے انہیں غسل دیا اور ان کے کپڑوں میں کفنایا دریں اثناء رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میں نے کہا اے ابو سائب رضی اللہ عنہ! تم پر اللہ کی رحمت ہو میری شہادت تمہارے لئے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سرفراز کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے انہیں عزت دی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تو پھر اللہ کسے سرفراز کرے گا؟ آپ نے فرمایا بے شک انہیں (اچھی حالت میں) موت آئی ہے واللہ! میں بھی ان کے لئے بھلائی کی امید رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم! میں اس کا رسول ہو کر اپنے متعلق نہیں جانتا ہوں کہ میرے متعلق کیا معاملہ کیا جائے گا؟ حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی کے پاکباز ہونے کی شہادت نہیں دی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ قطعی طور پر کسی کو جنتی نہیں کہنا چاہئے کیونکہ حصول جنت کے لئے خلوص نیت شرط ہے جس پر اللہ کے علاوہ اور کوئی مطلع نہیں ہو سکتا البتہ جن حضرات کے متعلق نص قطعی ہے مثلاً عشرہ مبشرہ وغیرہ انہیں جنتی کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عون الباری:۲/۲۶۲)

٦٣٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي، جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، أَبْكِي وَيَنْهَوْنَنِي عَنْهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ لَا يَنْهَانِي، فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَبْكِينَ أَوْ لَا تَبْكِينَ، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى

۶۳۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے والد غزوہ احد میں شہید ہوئے تو میں بار بار ان کے چہرے سے پردہ ہٹاتا اور روتا تھا لوگ مجھے اس سے منع کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ مجھے منع نہ فرماتے تھے پھر میری پھوپھی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو رویا نہ رو فرشتے تو ان پر اپنے پروں کا سایہ کئے رہے حتی کہ تم نے انہیں اٹھا لیا۔

رَفَعْتُمُوهُ). [رواه البخاري: ١٢٤٤]

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق جنتی ہونے کا فیصلہ فرمایا اس کی بنیاد وحی تھی ویسے اپنے ظن وتخمین سے کسی کے متعلق جنتی ہونے کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۲/۲۶۳)

٤ - باب: الرَّجُلُ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ بِنَفْسِهِ

باب ۴: جو شخص میت کے عزیزوں کو اس کے مرنے کی خبر خود دے

٦٣٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا. [رواه البخاري: ١٢٤٥]

۶۳۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے فوت ہونے کی خبر سنائی جس دن وہ فوت ہوئے تھے پھر آپ عید گاہ تشریف لے گئے صفیں درست کرنے کے بعد چار تکبیریں کہہ کر نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ غائبانہ جنازہ پڑھا جا سکتا ہے بشرطیکہ مرنے والا معاشرہ میں اثر ورسوخ کا حامل ہو۔

٦٣٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ - وَإِنَّ عَيْنَيْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ لَتَذْرِفَانِ - ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيدِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ). [رواه البخاري: ١٢٤٦]

۶۳۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنگ موتہ میں پہلے زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا اور وہ شہید ہوگئے پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا وہ بھی شہید ہوگئے پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا تو وہ بھی شہید ہوگئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سالاری کے بغیر ہی جھنڈا اٹھایا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

فوائد: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فوج کی کمان کرنے کا حکم نہیں دیا اس کے باوجود انہوں نے کمان کی اور کافروں کو شکست فاش سے دوچار کیا معلوم ہوا کہ سنگین حالات کے پیش نظر ایسا کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۲۶۶)

٥ - باب: فَضْلُ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ

باب ۵: اس شخص کی فضیلت جس کا کوئی بچہ مرجائے تو وہ ثواب کی امید سے صبر کرے

٦٤٠ : وعنه رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ، يُتَوَفَّى لَهُ ثَلاثٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ، بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ). [رواه البخاري: ١٢٤٨]

۶۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے تین نابالغ بچے مرجائیں تو اللہ تعالیٰ بچوں پر اپنی عنایت زیادہ ہونے کے باعث اسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں دو بچوں بلکہ ایک بچے کے فوت ہونے کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ صبر کیا جائے اور کوئی بے ادبی کا لفظ منہ سے نہ کہا جائے۔ (عون الباری:۲/۲۶۸)

٦ - باب: ما يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغسَلَ وِتْرًا

باب ۶: میت کو طاق مرتبہ غسل دینا پسندیدہ ہے۔

٦٤١ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصارِيَّةِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ: (اغْسِلْنَهَا ثَلاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كافُورًا، أَوْ شَيْئًا مِنْ كافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي). فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ، فَقَالَ: (أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ). تَعْنِي إِزَارَهُ. [رواه البخاري: ١٢٥٣]

۶۴۱۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی کی وفات کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ اگر ضرورت ہو تو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور ڈال دو یا تھوڑا سا کافور شامل کردو اور فارغ ہوکر مجھے اطلاع دینا چنانچہ ہم نے فارغ ہوکر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا اسے ان کے بدن پر لپیٹ دو یعنی اس کی ازار بنادی جائے۔

فوائد: اپنا تہبند بطور تبرک کے عنایت فرمایا میت کو ایک دفعہ غسل دینا فرض ہے اور اس سے زیادہ بقدر ضرورت مستحب ہے۔ (عون الباری:۲/۲۷۰)

٧ - باب: يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ الْمَيِّتِ

باب ٧: میت کے دائیں اطراف سے غسل شروع کیا جائے

٦٤٢ : وَفِي رواية أخرى أَنَّهُ قَالَ: (أَبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا). قَالَتْ: وَمَشَطْنَاهَا ثَلاَثَةَ قُرُونٍ. [رواه البخاري: ١٢٥٤]

٦٤٢۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دائیں اطراف اور وضوء کے مقامات سے غسل کا آغاز کرنا حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے کنگھی کرکے ان کے بالوں کے تین حصے کردیئے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ میت کو کلی کرانا اور اس کے ناک میں پانی ڈالنا مستحب ہے نیز یہ وضوء غسل کا حصہ ہے۔ (عون الباری:٢/٢٧٢)

٨ - باب: الثِّيَابُ الْبِيضُ لِلْكَفَنِ

باب ٨: کفن کے لئے سفید کپڑوں ہونا

٦٤٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلاَثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ، بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ، لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلاَ عِمَامَةٌ. [رواه البخاري: ١٢٦٤]

٦٤٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو یمنی سحولی روئی سے بنے ہوئے تھے اور ان میں نہ تو قمیص تھی نہ عمامہ

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا بقول امام ترمذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے متعلق یہی ایک روایت صحیح ہے عمامہ باندھنا بدعت ہے اس سے اجتناب کیا جائے۔ (عون الباری:٢/٢٧٣)

٩ - باب: الْكَفَنُ فِي ثَوْبَيْنِ

باب ٩: دو کپڑوں میں کفن دینا

٦٤٤ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِعَرَفَةَ، إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ، أَوْ قَالَ: فَأَوْقَصَتْهُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلاَ

٦٤٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مقام عرفہ میں ٹھہرا ہوا تھا کہ اچانک اپنی سواری سے گرا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دو مگر

تُحَنِّطُوهُ، وَلاَ تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا). [رواه البخاري: ١٢٦٥]

حنوط (ایک خوشبو) نہ لگانا اور نہ اس کے سر کو ڈھانکنا کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "محرم کو کیونکر کفن دیا جائے" اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم جب مر جائے تو اس پر احرام کے احکام باقی رہیں گے۔ (عون الباری:۲/۲۷۵)

١٠ - باب: الكَفَنُ لِلْمَيِّتِ

باب ۱۰: میت کیلئے کفن

٦٤٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ أُبَيّ لَمَّا تُوُفِّيَ، جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ، وَصَلِّ عَلَيْهِ، وَٱسْتَغْفِرْ لَهُ. فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَمِيصَهُ، فَقَالَ: (آذِنِّي أُصَلِّي عَلَيْهِ). فَآذَنَهُ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَلَيْسَ ٱللهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: (أَنَا بَيْنَ خِيرَتَيْنِ، قَالَ: ﴿ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَهُمْ﴾). فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا﴾. [رواه البخاري: ١٢٦٩]

۶۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی منافق مر گیا تو اس کے بیٹے نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کے کفن کے لئے اپنی قمیض عنایت فرمادیجئے' اس کی نماز جنازہ پڑھئے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کیجئے تو آپ نے اپنی قمیص عنایت فرمائی اور کہا کہ جب جنازہ تیار ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا میں اس کی نماز جنازہ پڑھوں گا چنانچہ اس نے آپ کو اطلاع کی مگر جب آپ نے اس کا جنازہ پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو روک لیا اور عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے آپ کو منع نہیں فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے تم ان کے لئے مغفرت کرو یا نہ کرو (دونوں برابر ہیں) اگر ستر بار بھی ان کے گناہوں کی معافی چاہو گے تو تب بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں فرمائے گا" پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اگر کوئی منافق مر جائے تو اس کی کبھی نماز جنازہ

نہ پڑھو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اس لئے دی کہ اس کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی ہو گو اس کا باپ منافق تھا نیز غزوہ بدر میں جب عباس رضی اللہ عنہ قید ہو کر آئے تو ان کے بدن پر قمیص نہ تھی تو عبد اللہ بن ابی منافق نے اپنی قمیص انہیں پہنائی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس کا بدلہ دیا تاکہ منافق کا کوئی احسان باقی نہ رہے۔ (عون الباری:۲/۲۷۶)

٦٤٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ ما دُفِنَ، فَأَخْرَجَهُ، فَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ. [رواه

۶۴۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی منافق کی میت پر تشریف لائے جب اسے قبر میں رکھ دیا گیا تو آپ نے اسے نکلوا کر کسی قدر لعاب دھن اس پر ڈالا اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔

فوائد: پہلی روایت میں قمیص دینے سے مراد یہ ہے کہ آپ نے دینے کا وعدہ فرمایا ہوا یوں کہ عبد اللہ منافق کے عزیزوں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ خیال کیا جب اسے قبر میں رکھ دیا گیا تو آپ نے اسے اپنا قمیص پہنایا۔ (عون الباری:۲/۲۷۹)

١١ - باب: إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَناً إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ أَوْ قَدَمَيهِ غَطَّى بِهِ رَأْسَهُ

باب ۱۱: جب کفن صرف اتنا ہو جو میت کے سر یا پاؤں کو چھپائے تو اس سے سر کو ڈھانپ دیا جائے

٦٤٧ : عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَلْتَمِسُ وَجْهَ ٱللهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى ٱللهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ، فَهُوَ يَهْدِبُهَا، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ بِهِ إِلَّا بُرْدَةً، إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ، وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ

۶۴۷۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہجرت کی تو ہمارا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا ہم میں سے کچھ لوگوں نے تو مرنے تک اپنے بدلے میں سے کچھ نہ کھایا انہی لوگوں میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے اور ہم میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے لئے ان کا پھل پک گیا اور وہ اسے اٹھا اٹھا کر کھاتے ہیں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے ان کے کفن کے لئے کچھ نہ ملا بس ایک چادر تھی اگر ان کا سر اس سے چھپاتے تو پاؤں کھل

مِنَ الإِذْخِرِ. [رواه البخاري: ١٢٧٦]

جاتے پاؤں چھپاتے تو سر باہر نکل آتا آخر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر چھپا دو اور پاؤں پر کچھ اذخر گھاس ڈال دو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کفن میں واجب ستر پوشی ہے نیز اس حدیث سے حضرت مصعب بن عمیر کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے کہ آخرت میں ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (عون الباری:۲/۲۸۰)

١٢ - باب: مَنِ استعَدَّ الكَفَنَ في زَمَنِ النَّبِيِّ - ﷺ - فَلَم يُنكَرْ عَلَيهِ

باب ۱۲: زمانہ نبوت میں کسی قسم کے اعتراض وانکار کے بغیر جس نے اپنا کفن تیار کیا

٦٤٨ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قال: أَنَّ ٱمْرَأَةً جاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ، فِيهَا حاشِيَتُهَا، أَتَدْرُونَ ما الْبُرْدَةُ؟ قَالُوا: الشَّمْلَةُ، قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدِي فَجِئْتُ لِأَكْسُوكَهَا، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ، فَحَسَّنَهَا فُلانٌ فَقَالَ: اكْسُنِيهَا، ما أَحْسَنَهَا، قَالَ الْقَوْمُ: ما أَحْسَنْتَ، لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ، وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ، قَالَ: إِنِّي وَٱللهِ، ما سَأَلْتُهُ لِأَلْبَسَهَا، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفَنِي. قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ. [رواه البخاري: ١٢٧٧]

۶۴۸۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے لئے تیار شدہ حاشیہ دار چادر لائی راوی نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا بردہ چادر کو کہتے ہیں تو اس نے کہا ہاں خیر عورت نے کہا میں نے اسے اپنے ہاتھ سے تیار کیا ہے اور آپ کو پہنانے کے لئے لائی ہوں چنانچہ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی اس لئے اسے قبول فرمالیا پھر آپ باہر تشریف لائے تو وہ چادر آپ کی ازار تھی ایک شخص نے اس کی تعریف کی اور کہنے لگا کیا ہی عمدہ چادر ہے یہ مجھے عنایت کر دیجئے لوگوں نے اس سے کہا تو نے اچھا نہیں کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انتہائی ضرورت کے پیش نظر اسے پہنا تھا مگر تو نے مانگ لی ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں کرتے اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! میں نے پہننے کے لئے نہیں مانگی بلکہ اس لئے کہ وہ میرا کفن ہو حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر اسی چادر سے اس شخص کا کفن

تیار ہوا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنی زندگی میں کفن تیار کر کے رکھ لینا قابل اعتراض نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۲۸۳)

۱۳ - باب: اتِّبَاعُ النِّسَاءِ الجَنَائِزَ
باب ۱۳: عورتوں کا جنازے کے ہمراہ جانا (ممنوع ہے)

٦٤٩ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. [رواه البخاري: ١٢٧٨]

۶۴۹۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کر دیا گیا تاہم کوئی زیادہ سختی بھی نہ تھی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حکم امتناعی کی کئی ایک اقسام ہیں کچھ تو ایسے ہیں جن کا ارتکاب حرام ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جن پر عمل کرنا پسندیدہ اور بہتر نہیں ہے وہ نہی کراہت کے معنی میں ہے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے۔ (عون الباری:۲/۲۸۵)

۱٤ - باب: إحداد المرأة عَلَى غَيْرِ زَوجِهَا
باب ۱۴: عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے پر سوگ کرنا

٦٥٠ : عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِٱللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا). [رواه البخاري: ١٢٨١]

۶۵۰۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو عورت اللہ پر ایمان اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے لیکن اسے اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرنا چاہیے۔

فوائد: حاملہ عورت کے سوگ کی مدت وضع حمل ہے خواہ چار ماہ دس دن سے پہلے وضع ہو یا اس کے بعد۔ (عون الباری:۲/۲۸۶)

١٥ - باب: زِيَارَةُ القُبُورِ
باب ۱۵: قبروں کی زیارت کرنے کا بیان

٦٥١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِٱمْرَأَةٍ

۶۵۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا گزر

تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ: (اتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي). قَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي، وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: (إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولَى). [رواه البخاري: ١٢٨٣]

ایک عورت پر ہوا جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی آپ نے اسے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر اس عورت نے آپ کو نہ پہچانا اور کہنے لگی مجھ سے الگ رہو کیونکہ تمہیں مجھ جیسی مصیبت نہیں پڑی جب اسے بتایا گیا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے وہ (معذرت کے لئے) رسول اللہ ﷺ کے در دولت پر حاضر ہوئی اس نے آپ کے دروازے پر کوئی دربان نہ دیکھ کر عرض کیا کہ میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا (معاف فرمائیے) آپ نے فرمایا صبر تو شروع صدمہ کے وقت (معتبر) ہوتا ہے۔

فوائد: عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے بشرطیکہ بار بار نہ جائیں اور اجتماعی طور پر اس کا اہتمام نہ کریں نیز وہاں جاکر خلاف شرع کاموں کی مرتکب نہ ہوں رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو صدمے پر صبر کی تلقین ضرور کی ہے لیکن اسے زیارت قبور سے منع نہیں فرمایا۔ (عون الباری:۲/۲۸۹)

١٦ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيهِ» إِذَا كَانَ النَّوحُ مِن سُنَّتِهِ

باب ۱۶: ارشاد نبوی کہ میت کے اقارب کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے یہ اس وقت جب رونا پیٹنا اس کے خاندان کا وطیرہ ہو

٦٥٢ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ: إِنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ فَأْتِنَا، فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: إِنَّ لِلهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ. فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ: سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيُّ بْنُ

۶۵۲۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا لڑکا حالت نزع میں ہے جلدی تشریف لائیے آپ نے سلام کے بعد کہلا بھیجا کہ جو کچھ اللہ نے لیا یا عنایت کیا سب اسی کا ہے اور ہر چیز (کی زندگی) کے لئے اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے اس لئے تمہیں ثواب کی امید پر صبر کرنا چاہئے صاحبزادی نے دوبارہ پیغام بھیجا اور قسم دلائی کہ آپ ضرور تشریف لائیں

كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ، قَالَ: حَسِبْتُهُ أَنَّهُ قَالَ: كَأَنَّهَا شَنٌّ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ما هٰذَا؟ فَقَالَ: (هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا ٱللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ ٱللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ). [رواه البخاري: ١٢٨٤]

چنانچہ آپ کھڑے ہوگئے آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور دیگر چند اشخاص تھے وہاں پہنچنے پر بچے کو اٹھا کر آپ کی خدمت میں لایا گیا اس وقت اس کی سانس اکھڑی ہوئی تھی' راوی کے خیال کے مطابق سانس کی آمد ورفت پرانے مشکیزے کی طرح تھی یہ دیکھ کر آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ رونا کیسا؟ آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ صرف انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحمدل ہوتے ہیں۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ کسی کے مرنے یا مصیبت آنے پر رونا ایک فطرتی بات ہے اس پر مؤاخذہ نہیں البتہ رخسار پیٹنا' چلانا یا زبان سے ناشکری کے کلمات نکالنا منع ہیں۔ (عون الباری:۲/۲۹۲)

٦٥٣ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، قَالَ: وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ: فَقَالَ: (هَلْ فِيكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ). فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: (فَٱنْزِلْ). قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا. [رواه البخاري: ١٢٨٥]

۶۵۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے جنازہ میں حاضر تھے آپ قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آج رات ہم بستری نہ کی ہو؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی اسے قبر میں اتارو چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔

فوائد: شیعہ رافضی غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے موت کے بعد حضرت ام کلثوم سے جماع کیا تھا یا ان سے جماع کی وجہ سے موت واقع ہوئی تھی حدیث میں اس کا اشارہ تک بھی نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۲۹۴)

٦٥٤ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۶۵۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے

قَالَ: قَال رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ المَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ).

فبلغ ذلك عائشة رضي الله عنها بعد موت عمر رضي الله عنه، فَقَالَتْ: رَحِمَ ٱللهُ عُمَرَ، وَٱللهِ ما حَدَّثَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِنَّ ٱللهَ لَيُعَذِّبُ المُؤْمِنَ ببعض بكاء أَهْلِهِ عَلَيْهِ، وَلٰكِنْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ). وَقَالَتْ: حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾. [رواه البخاري: ١٢٨٨]

کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میت کو اس پر اس کے اعزہ کے کچھ رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ خبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملی تو انہوں نے فرمایا اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مومن کو اس کے اعزہ کے رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب میں مبتلا کرتا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر پہ اس کے اعزہ کے اس پر رونے کے باعث عذاب زیادہ کرتا ہے تمہارے لئے قرآن (کی یہ آیت) کافی ہے "کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

فوائد: اس شخص کو ضرور عذاب ہوتا ہے جو اپنے اعزہ کو مرنے کے بعد رونے دھونے' چلانے کی وصیت کر کے گیا ہو' اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی ہو تو رشتہ داروں کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہو گا۔ (عون الباری: ۲/۲۹۷)

٦٥٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَرَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا، فَقَالَ: (إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا، وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا). [رواه البخاري: ١٢٨٩]

۶۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ایک یہودی عورت (کی قبر) پر سے گزرے جس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ تو اس پر گریہ زاری کر رہے ہیں اور اسے اپنی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رشتہ داروں کے رونے سے اس میت کو عذاب ہوتا ہے جو کفر کی حالت میں مری ہو' البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے عام خیال کرتے تھے نیز ابوداؤد میں ہے کہ آپ اس عورت کی قبر پر سے گذرے تو ایسا فرمایا لہٰذا جو فتنہ گر اس حدیث سے برزخی قبر کا وجود کشید کرتے ہیں ان کا موقف مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔

١٧ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب ١٧: میت پر نوحہ کرنا مکروہ ہے

٦٥٦ : عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ).

وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ١٢٩١]

٦٥٦۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ پر جھوٹ باندھنا اور لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں بلکہ جو شخص مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھتا ہے اسے دوزخ میں اپنا ٹھکانہ تلاش کرنا چاہئے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی سنا کہ آپ فرماتے تھے جس شخص پر نوحہ کیا جاتا ہے اسے اس نوحہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسری پر جھوٹ باندھنا جائز ہے بلکہ اس قسم کے جھوٹ کی حرمت دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ (عون الباری:٢/٢٩٩)

١٨ - باب: لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ

باب ١٨: جو شخص (مصیبت کے وقت) اپنے رخسار کو پیٹے وہ ہم سے نہیں

٦٥٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ). [رواه البخاري: ١٢٩٤]

٦٥٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے رخساروں کو پیٹ کر گریبان پھاڑ کر اور عہد جاہلیت کی طرح چیخ چلا کر ماتم کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت گریبان پھاڑنا اور اپنے رخسار پیٹنا حرام ہے کیونکہ اس سے تقدیر الٰہی سے عدم رضا نکلتی ہے اگر کسی کو اس کی حرمت کا علم ہے اس کے باوجود اسے حلال سمجھ کر ایسا کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (عون الباری:٢/٣٠٠)

١٩ - باب: رَثَى النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ

باب ١٩: سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ ﷺ کا ترس کھانا

٦٥٨ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

٦٥٨۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُنِي عامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ ما ترى، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلاَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مالِي؟ قَالَ: (لاَ). فَقُلْتُ: بِالشَّطْرِ؟ فَقَالَ: (لاَ). ثُمَّ قَالَ: (الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ، أَوْ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا، حَتَّى ما تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: (إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلاَ تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ). يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ ماتَ بِمَكَّةَ. [رواه البخاري: ١٢٩٥]

ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے سال جبکہ میں ایک سنگین مرض میں مبتلا تھا میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ میری بیماری کی انتہائی شدت کو تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں میں مالدار آدمی ہوں مگر ایک بیٹی کے سوا میرا اور کوئی وارث نہیں ہے کیا میں اپنے مال سے دو تہائی خیرات کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا: کیا اپنا آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: نہیں پھر میں نے عرض کیا: کیا ایک تہائی خیرات کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ایک تہائی کا مضائقہ نہیں اگرچہ ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑنا تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں فقیر چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں تم اللہ کی خوشنودی کے لئے جو کچھ صرف کرو گے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا حتی کہ جو نوالا اپنی بیوی کے منہ میں دو گے اس کا بھی ثواب ملے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں بیماری کی وجہ سے اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا تم ہرگز پیچھے نہ رہو گے جو نیک اعمال کرو گے ان سے تمہارے درجات میں اضافہ ہوتا جائے گا اور تمہارا مرتبہ بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم بعد تک زندہ رہو گے یہاں تک کہ بعض لوگوں کو تم سے نفع پہنچے گا اور کچھ لوگوں کو تمہاری وجہ سے نقصان ہوگا اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کامل کردے اور انہیں ایڑیوں کے بل مت لوٹا (یعنی ان کو مکہ میں موت نہ آئے)

لیکن بے چارے سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اظہار رنج و ترس کرتے تھے کہ وہ مکہ میں ہی انتقال کر گئے۔

فوائد: حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ کی پیش گوئی کے مصداق مدت تک زندہ رہے اللہ کی توفیق سے عراق اور ایران ان کے ہاتھ سے فتح ہوا بے شمار لوگ ان کے ہاتھوں مسلمان ہوئے اور کئی ایک ان کے ہاتھوں جہنم واصل ہوئے۔ (عون الباری:۲/۳۰۳)

٢٠ - باب: ما يُنهى مِنَ الحلْقِ عِنْدَ المُصيبَةِ

باب ۲۰: مصیبت کے وقت سر منڈوانا منع ہے

٦٥٩ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: وَجِعَ وَجَعًا، فَغُشِيَ عَلَيْهِ، وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فبكت، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءَ مِنْهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَرِيءَ مِنَ الصَّالِقَةِ، وَالحَالِقَةِ، والشَّاقَّةِ. [رواه البخاري: ١٢٩٦]

۶۵۹۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی ان کا سران کے گھر کی ایک عورت کی گود میں تھا وہ رونے لگی حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اسے منع کرتے ہوش آیا تو کہنے لگے میں اس شخص سے بری ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار براءت فرمایا ہے اور بے شک رسول اللہ نے (مصیبت کے وقت) چلا کر رونے والی، سرمنڈوانے والی اور گریبان پھاڑنے والی عورت سے اظہار براءت فرمایا ہے۔

فوائد: اس سے مراد دائرہ اسلام خارج ہونا نہیں بلکہ ان کے فعل سے اظہار برأت اور نفرت مقصود ہے۔ (عون الباری:۲/۳۰۵)

٢١ - باب: مَنْ جَلَسَ عِنْدَ المُصِيبَةِ يُعرفُ فِيهِ الحُزْنُ

باب ۲۱: مصیبت کے وقت غمگین ہونا

٦٦٠ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها، قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ، جَلَسَ يُعْرَفُ فِيهِ الحُزْنُ،

۶۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپ غمگین ہوکر

وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ - شَقِّ الْبَابِ - فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ، وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ، فَذَهَبَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ: فأخبره أَنَّهنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ، فَقَالَ: (انْهَهُنَّ). فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ، قَالَ: وَاللهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُولَ اللهِ. فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ: (فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ). [رواه البخاري: ١٢٩٩]

بیٹھ گئے میں دروازے کی دراڑ سے دیکھ رہی تھی کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا جس نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتوں کے رونے دھونے کا ذکر کیا آپ نے حکم دیا کہ انہیں گریہ زاری سے منع کرو چنانچہ وہ گیا اور اس نے واپس آکر عرض کیا کہ وہ نہیں مانتیں تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ انہیں منع کرو چنانچہ وہ دوبارہ آیا اور بتایا وہ نہیں مانتیں' آپ نے فرمایا انہیں منع کرو پھر وہ تیسری مرتبہ واپس آکر کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم وہ ہم پر غالب آگئیں اور نہیں مانتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آخر کار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جا! ان کے منہ میں خاک جھونک دے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عورت اجنبی لوگوں کی طرف دیکھ سکتی ہے بشرطیکہ بدنیتی اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو (عون الباری:۲/۳۰۷)

٢٢ - باب: مَن لَم يُظهِر حُزنَهُ عِندَ المُصيبَةِ

باب ۲۲: جو شخص مصیبت کے وقت اپنے رنج وغم کو ظاہر نہ ہونے دے

٦٦١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مات ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَبُو طَلْحَةَ خارِجٌ، فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، هَيَّأَتْ شَيْئًا، وَنَحَّتْهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا جَاءَ أَبُو طَلْحة قَالَ: كَيْفَ الْغُلَامُ؟ قَالَتْ: قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهُ، وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ. فَبَاتَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ

۶۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا فوت ہوگیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے ان کی بیوی نے بچے کو غسل وکفن دے کر اسے گھر کے ایک گوشے میں رکھ دیا جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو پوچھا لڑکے کا کیا حال ہے؟ ان کی بیوی نے جواب دیا کہ اسے آرام ہے اور مجھے امید ہے کہ اسے سکون میسر ہوا ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ وہ سچ کہہ رہی ہے راوی کے بقول ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رات بھر اپنی بیوی کے پاس رہے اور صبح کو غسل کرکے باہر

أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ أَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُبَارِكَ لَكُمَا فِي لَيْلَتِكُمَا).

قَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: فَرَأَيْتُ لَهُمَا تِسْعَةَ أَوْلَادٍ، كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ. [رواه البخاري: ١٣٠١]

جانے لگے تو بیوی نے انہیں بتایا کہ لڑکا تو فوت ہوچکا ہے پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ادا کی اور رات کے ماجرا کی آپ کو خبر دی جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امید ہے کہ اللہ تم دونوں میاں بیوی کو تمہاری اس رات میں برکت دے گا ایک انصاری شخص کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (کی نسل) سے نو لڑکے دیکھے جو حافظ قرآن تھے۔

فوائد: یہ حضرت ام سلیم کے صبرواستقلال کا نتیجہ تھا کہ اس وقت جو ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس کی پشت سے نو بچے حافظ قرآن پیدا ہوئے ان کے علاوہ چار صابرہ شاکرہ بیٹیاں بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کیں۔ (عون الباری:۲/۳۱۰)

٢٣ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ»

باب ۲۳: ارشاد نبوی کہ (اے ابراہیم) ہم تیری جدائی سے رنجیدہ ہیں

٦٦٢ : وعَنْهُ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ، وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ ﷺ تَذْرِفَانِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: (يَا ابْنَ عَوْفٍ، إِنَّهَا رَحْمَةٌ). ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى، فَقَالَ ﷺ: (إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ

۶۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف لوہار کے ہاں گئے جو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا رضاعی باپ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو لے کر بوسہ دیا اور اس کے اوپر اپنا منہ رکھا اس کے بعد دوبارہ ہم ابوسیف کے ہاں گئے تو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے رسول اللہ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ بھی روتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابن عوف رضی اللہ عنہ! یہ تو ایک رحمت ہے پھر آپ نے روتے ہوئے فرمایا آنکھ اشکبار اور دل غمگین ہے لیکن ہم کو زبان سے وہی کہنا ہے جس سے ہمارا مالک راضی ہو اے

إِلَّا ما يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ). [رواه البخاري: ١٣٠٣]

ابراہیم ہم تیری جدائی سے یقیناً رنجیدہ ہیں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ مصیبت کے وقت آنکھوں کے اشکبار اور دل کا افسردہ ہونا ایک بشری تقاضا ہے جو قابل معافی ہے۔ (عون الباری:۲/۳۱۲)

٢٤ - باب: الْبُكَاءُ عِنْدَ الْمَرِيضِ

باب ۲۴: مریض کے پاس رونا

٦٦٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ، فَقَالَ: (قَدْ قَضَى؟). قَالُوا: لاَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَبَكَى النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا، فَقَالَ: (أَلاَ تَسْمَعُونَ، إِنَّ ٱللهَ لاَ يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلاَ بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا - وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ - أَوْ يَرْحَمُ، وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ١٣٠٤]

٦٦٣۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیت میں ان کی عیادت کو تشریف لے گئے اور جب آپ وہاں پہنچے تو اسے اپنے اہل خانہ کے درمیان گھرا ہوا پایا آپ نے پوچھا کیا انتقال ہوگیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں پھر آپ رو پڑے اور آپ کو روتا دیکھ کر دوسرے لوگ بھی رونے لگے اس کے بعد آپ نے فرمایا خبردار! اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہانے اور دل میں رنجیدہ ہونے پر عذاب نہیں دیتا بلکہ آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اس کی وجہ سے عذاب یا رحم کرتا ہے اور بے شک میت پر اس کے عزیزوں کے چلا کر گریہ وزاری کرنے سے اسے عذاب کیا جاتا ہے۔

فوائد: جب کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو جس کی وجہ سے مریض کو زندہ رہنے کی امید نہ ہو تو ایسے حالات میں اظہار افسوس اور آنسو بہانا جائز ہے بصورت دیگر مریض کو تسلی دینا چاہیے۔

٢٥ - باب: مَا يُنْهَىٰ عَنِ النَّوْحِ وَالْبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِكَ

باب ۲۵: نوحہ اور گریہ زاری سے ممانعت اور اس سے ڈانٹنا

٦٦٤ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ، فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ غَيْرُ خَمْسِ نِسْوَةٍ: أُمُّ سُلَيْمٍ، وَأُمُّ الْعَلَاءِ، وَٱبْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ ٱمْرَأَةُ مُعَاذٍ، وَٱمْرَأَتَانِ. أَوِ ٱبْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ، وَٱمْرَأَةُ مُعَاذٍ، وَٱمْرَأَةٌ أُخْرَىٰ. [رواه البخاري: ١٣٠٦]

۶۶۴۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لیتے وقت ہم لوگوں سے یہ عہد لیا تھا کہ نوحہ نہ کریں گی مگر اس عہد کو صرف پانچ عورتوں نے پورا کیا یعنی ام سلیم' ام علاء' ابو سبرہ کی بیٹی جو معاذ کی بیوی تھیں اور مزید دو عورتیں یا یوں کہا کہ ابو سبرہ کی بیٹی' معاذ کی بیوی اور ایک کوئی دوسری عورت ہے۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو وفات کے موقع پر غیر شرعی روتا دیکھتے تو اسے پتھر مارتے اور اس کے منہ میں مٹی ٹھونستے۔ (عون الباری:۲/۳۱۵)

٢٦ - باب: الْقِيَامُ لِلْجَنَازَةِ

باب ۲۶: جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا

٦٦٥ : عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ جَنَازَةً، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتَّى يُخَلِّفَهَا، أَوْ تُخَلِّفَهُ، أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ). [رواه البخاري: ١٣٠٨]

۶۶۵۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے خواہ اس کے ساتھ نہ جائے مگر کھڑا ضرور ہو جائے حتیٰ کہ وہ جنازہ کو پیچھے چھوڑ دے یا خود اس کے پیچھے ہو جائے یا پیچھے چھوڑنے سے قبل اسے زمین پر رکھ دیا جائے۔

فوائد: جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم پہلے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر کار اس پر عمل درآمد روک دیا تھا۔ (عون الباری:۲/۳۱۷)

٢٧ - باب: مَتَى يَقْعُدُ إِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ

باب ۲۷: جنازے کے لئے کھڑا ہو تو کب بیٹھے؟

٦٦٦ : عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّه أخذ بيد مروانَ وهما في

۶۶۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مروان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور وہ دونوں

جنازة، فَجلَسنا قبلَ أنْ تُوضعَ، فَجاءَ أبُو سَعيدٍ رَضيَ اللهُ عنهُ، فَأخذَ بيَدِ مَرْوانَ، فَقالَ: قُمْ، فَواللهِ لَقدْ عَلِمَ هٰذا أنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهانا عنْ ذٰلكَ، فَقالَ أبُو هُرَيْرةَ رَضيَ اللهُ عنْهُ: صَدَقَ. [رواه البخاري: ١٣٠٩]

ایک جنازے کے ساتھ تھے اور جنازہ رکھے جانے کے قبل بیٹھ گئے اتنے میں حضرت ابوسعید خدری آگئے انہوں نے مروان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اٹھ کھڑا ہو یقیناً ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے اس پر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔

فوائد: اکثر اہل علم کا یہ مؤقف ہے کہ جنازے کے ہمراہ جانے والے اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک اسے زمین پر نہ رکھا جائے' امام بخاری نے اس حدیث پر اسی طرح عنوان قائم کیا ہے۔ ''جو شخص جنازے کے ساتھ ہو اسے چاہئے کہ زمین پر اس کے رکھے جانے سے پہلے نہ بیٹھے اگر کوئی بیٹھ جائے تو اسے کھڑے ہونے کے لئے کہا جائے'' نسائی میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے اس کی تائید میں ایک حدیث بھی مروی ہے۔ (عون الباری:۲/۳۱۸)

٢٨ - باب: مَنْ قامَ لِجَنازةِ يَهُوديٍّ

باب ۲۸: یہودی کے جنازہ کیلئے کھڑا ہونا

٦٦٧ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: مَرَّ بِنا جَنازةٌ، فَقامَ لَها النَّبيُّ ﷺ وَقُمْنا لَهُ، فَقُلْنا يا رَسُولَ اللهِ، إنَّها جَنازةُ يَهُوديٍّ؟ قالَ: (إذا رَأيْتُمُ الجَنازةَ فَقُومُوا). [رواه البخاري: ١٣١١]

۶۶۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو ایک یہودی کا جنازہ تھا آپ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہوجایا کرو۔

فوائد: جنازہ خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا اسے دیکھ کر موت کو یاد کرنا چاہئے کہ ہم نے بھی ایک دن مرنا ہے البتہ جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمل اور بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ (عون الباری:۲/۳۱۹)

٢٩ - باب: حَمْلُ الرِّجالِ الجَنازةَ دُونَ النِّساءِ

باب ۲۹: عورتوں کے سوا صرف مردوں کو جنازہ اٹھانا چاہئے

٦٦٨ : عَنْ أبي سَعيدٍ الخُدْريِّ رَضيَ اللهُ عَنْهُ: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: (إذا وُضِعَتِ الجَنازةُ،

۶۶۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنازہ (تیار کرکے) رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے

وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا، أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا، يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ). [رواه البخاري: ١٣١٤]

کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں پھر اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا ہے تو کہتا ہے ہائے افسوس! مجھے کہاں لئے جاتے ہو؟ اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے کیونکہ اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

فوائد: اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ جنازہ مردوں کو ہی اٹھانا چاہئے اس کے متعلق مسند ابی یعلیٰ میں ایک روایت بھی ہے جس میں صراحت ہے کہ عورتوں کو جنازہ نہیں اٹھانا چاہئے کیونکہ وہ طبعاً کمزور اور ناتواں ہوتی ہیں۔ (عون الباری:٢/٣٢٠)

٣٠ - باب: السُّرْعَةُ بِالجَنَازَةِ

باب ٣٠: جنازہ کو جلدی لے جانا

٦٦٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ يَكُ سِوَى ذٰلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ). [رواه البخاري: ١٣١٥]

٦٦٩۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جنازہ کو جلدی لے چلو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر وہ برا ہے تو وہ ایک بری چیز ہے جس کو تم اپنی گردن سے اتار کر سبکدوش ہو گے۔

فوائد: جنازے کو جلدی سے لے جانے سے مراد دوڑنا نہیں بلکہ عادت سے زیادہ تیز چلنا ہے علماء کے نزدیک ایسا کرنا مستحب ہے۔ (عون الباری:٢/٣٢٢)

٣١ - باب: فَضْلُ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ

باب ٣١: جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت

٦٧٠ : عن ابن عمر رضي الله عنهما أَنَّه قيل له: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ. فَقَالَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا. فَصَدَّقَتْ عائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَبَا هُرَيْرَةَ، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ

٦٧٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے گا اسے ایک قیراط ثواب ملے گا اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا! ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں بہت حدیثیں سناتے ہیں۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُهُ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ. [رواه البخاري: ١٣٢٣، ١٣٢٤]

تصدیق فرمائی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی فرماتے سنا ہے اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے پھر تو ہم نے بہت سے قیراط کا نقصان کر لیا ہے۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص میت کے دفن تک ساتھ رہتا ہے اسے دو قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے اور یہ دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کی مانند ہیں۔ (الجنائز:١٣٢٥)

٣٢ - باب: ما يُكرَهُ مِنِ اتِّخاذِ المَساجِدِ عَلَى القُبُورِ

باب ٣٢: قبروں پر مسجد بنانا حرام ہے

٦٧١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: (لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ). قَالَتْ: وَلَوْلاَ ذٰلِكَ لأَبْرَزُوا قَبْرَهُ، غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا. [رواه البخاري: ١٣٣٠]

٦٧١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنی مرض وفات میں یہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر مبارک کو بالکل ظاہر کر دیا جاتا مگر مجھے ڈر ہے کہ اس کو بھی سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ میری قبر پر عید کی طرح میلہ نہ لگانا لیکن افسوس آج کا نام نہاد مسلمان اس فرمان نبوی کی کھل کر مخالفت کر رہا ہے اللہ کا شکر ہے کہ حکومت سعودیہ نے ابھی تک اس پر کنٹرول کیا ہوا ہے۔

٣٣ - باب: الصَّلاَةُ عَلَى النُّفَسَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا

باب ٣٣: زچگی کے دوران مرنے والی عورت کی نماز جنازہ پڑھنا

٦٧٢ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا. [رواه البخاري: ١٣٣١]

٦٧٢۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک ایسی عورت کی نماز جنازہ پڑھی جو دوران زچگی فوت ہوگئی تھی آپ اس کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔

فوائد: اگر مرد کا جنازہ ہو تو اس کے سر کے برابر کھڑا ہونا چاہیے۔ (عون الباری:۲/۳۳۰)

٣٤ - باب: قِرَاءَةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب ۳۴: نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا

٦٧٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ: لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ. [رواه البخاري: ١٣٣٥]

۶۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بآواز بلند پڑھی اور کہا کہ (میں نے اس لئے ایسا کیا ہے) تاکہ تم لوگ جان لو کہ اس کا پڑھنا سنت ہے۔

فوائد: چونکہ جنازہ بھی ایک نماز ہے اس لئے اس میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اس حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے نسائی کی روایت میں مزید کوئی سورت ملانے کا بھی ذکر ہے یہ بھی صراحت ہے کہ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد پڑھی جائے۔ (عون الباری:۲/۳۳۱)

٣٥ - باب: الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ

باب ۳۵: مردہ جوتوں کی آواز کو (بھی) سنتا ہے

٦٧٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ، فَيَقُولاَنِ لَهُ: ما كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ، أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الْكَافِرُ، أَوِ الْمُنَافِقُ: فَيَقُولُ: لاَ أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ ما يَقُولُ النَّاسُ. فَيُقَالُ: لاَ دَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ

۶۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب مردہ اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی دفن سے فراغت کے بعد واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں یہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا اعتقاد رکھتا تھا اگر وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے دوزخی مقام کو دیکھ اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں ٹھکانہ دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں مقامات کو دیکھتا ہے لیکن کافر یا منافق کا یہ جواب ہوتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا جو دوسرے لوگ کہتے تھے وہی

صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ). [رواه البخاري: ١٣٣٨]

میں بھی کہہ دیتا تھا پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے عقل سے کام لیا اور نہ انبیاء کی پیروی کی پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے ایک ضرب لگائی جاتی ہے کہ وہ چیخ اٹھتا ہے اس کی چیخ وپکار کو جن وانس کے علاوہ اس کے آس پاس کی تمام چیزیں سنتی ہیں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جس قبر میں میت کو دفن کیا جاتا ہے سوال وجواب بھی وہیں ہوتے ہیں پھر راحت وعذاب بھی اس قبر میں ہے بعض لوگوں نے برزخی قبر کا شاخسانہ ایجاد کیا ہے جس کا کتب احادیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

٣٦ - باب: مَنْ أَحَبَّ الدَّفْنَ فِي الأَرْضِ المُقَدَّسَةِ أَوْ نَحْوِهَا

باب ٣٦: ارض مقدس یا کسی اور متبرک مقام میں دفن ہونے کی آرزو کرنا

٦٧٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: (أُرْسِلَ مَلَكُ المَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ، فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ المَوْتَ، فَرَدَّ ٱللهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ، وَقَالَ: ٱرْجِعْ، فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَلَهُ بِكُلِّ ما غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ. قَالَ: أَيْ رَبِّ، ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ المَوْتُ. قَالَ: فَالآنَ، فَسَأَلَ ٱللهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الأَرْضِ المُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ). قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ، إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ، عِنْدَ الْكَثِيبِ الأَحْمَرِ). [رواه البخاري: ١٣٣٩]

٦٧٥۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے ایک طمانچہ رسید کیا (جس سے اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی) فرشتہ نے اپنے رب کے پاس جاکر عرض کیا کہ تو نے مجھے ایک ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست کردی اور فرمایا کہ موسیٰ کے پاس دوبارہ جاکر کہو کہ وہ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیں تو جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے بدلے انہیں ایک سال کی زندگی دی جائے گی اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار! پھر کیا ہوگا؟ اللہ نے فرمایا پھر موت آئے گی موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو پھر ابھی آجائے انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ایک پتھر پھینکنے کی مقدار کے برابر ارض مقدس سے

قریب کر دے راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کی قبر سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کے کنارہ پر تمہیں دکھا دیتا۔

مناجات مترجم

آرزو ہے دل میں مجھے نصیب کب وہ دن ہو
مروں میں مدینہ میں بقیع میں میرا مدفن ہو

٣٧ - باب: الصَّلَاةُ عَلَى الشَّهِيدِ

باب ۳۷: شہید کی نماز جنازہ

٦٧٦ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: (أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ). فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِما قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: (أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمائِهِمْ، وَلَمْ يُغَسَّلُوا، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ. [رواه البخاري: ١٣٤٣]

٦٧٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو شہداء کو ایک ایک کپڑے میں رکھ کر فرماتے ان میں سے قرآن کا علم کس کو زیادہ تھا؟ تو جب ان میں سے کسی کی جانب اشارہ کیا جاتا تو قبر میں آپ اسے پہلے رکھتے اور فرماتے کہ قیامت کے دن میں ان کے متعلق گواہی دوں گا اور آپ نے انہیں اسی طرح خون لگے ہوئے بغیر غسل دیئے دفن کرنے کا حکم دیا اور ان پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھی۔

فوائد: شہید کی نماز جنازہ تو پڑھی جا سکتی ہے ضروری نہیں لیکن اس کے لئے' اعلانات واشتہارات ناجائز ہیں۔

٣٨ - باب: إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ؟ وَهَلْ يُعرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسلَامُ؟

باب ۳۸: جب کوئی مسلمان بچہ فوت ہو جائے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہیے؟ نیز کیا بچے پر اسلام پیش کیا جائے؟

٦٧٧ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا،

٦٧٧۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز (مدینہ سے) باہر

فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاَتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: (إِنِّي فَرَطُكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللهِ لأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللهِ ما أَخافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلٰكِنْ أَخافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا).

[رواه البخاري: ١٣٤٤]

تشریف لائے اور شہدائے احد پر اس طرح نماز پڑھی جیسے آپ ہر میت پر پڑھتے تھے پھر واپس آکر منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اللہ کی قسم! میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی چابیاں دی گئی ہیں اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق یہ اندیشہ نہیں کہ تم مشرک بن جاؤ گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے۔

فوائد: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ صلوٰۃ سے مراد یہاں دعا ہے یعنی جیسے میت کے لئے دعا آپ کیا کرتے تھے ایسے ہی دعا فرمائی۔ (عون الباری:۲/۲۳۱)

٦٧٨ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ، حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ لابْنِ صَيَّادٍ: (تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ). فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الأُمِّيِّينَ. فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَرَفَضَهُ وَقَالَ: (آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرُسُلِهِ). فَقَالَ لَهُ: (مَاذَا تَرَى؟). قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ:

٦٧٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیگر چند لوگوں کی معیت میں ابن صیاد کے پاس گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے بنی مغالہ کی گڑھیوں کے قریب کچھ لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا ابن صیاد اس وقت قریب بلوغ تھا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا علم نہ ہوا حتیٰ کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے اسے مارا پھر ابن صیاد سے فرمایا کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے آپ کو دیکھا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھ لوگوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا فرستادہ ہوں؟ آپ یہ بات سن کر اس سے الگ ہوگئے اور

يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (خُلِّطَ عَلَيْكَ الأَمْرُ). ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا). فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ. فَقَالَ: (اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ). فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنْ يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلاَ خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ).

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا -: انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، إِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ، وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا، قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، يَعْنِي فِي قَطِيفَةٍ، لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ أَوْ زَمْرَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لابْنِ صَيَّادٍ: يَا صَافِ، وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ، هٰذَا مُحَمَّدٌ ﷺ، فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ). [رواه البخاري: ١٣٥٤، ١٣٥٥]

فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھتا ہے؟ ابن صیاد بولا کہ میرے پاس سچی جھوٹی دونوں خبریں آتی ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا ہے پھر آپ نے فرمایا میں نے تیرے لئے ایک بات اپنے دل میں سوچی ہے بتاؤ وہ کیا ہے؟ ابن صیاد نے کہا وہ "درخ" ہے آپ نے فرمایا کہ دفعہ ہوجا تو اپنی بساط سے کبھی آگے نہ بڑھے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں رسول اللہ نے فرمایا اگر یہ وہی دجال ہے تو تم اس پر قابو نہیں پا سکتے اور اگر وہ نہیں تو پھر اس کے قتل سے کوئی فائدہ نہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اس کے بعد پھر ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس باغ میں گئے جس میں ابن صیاد تھا آپ چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ باتیں سنیں قبل اس کے کہ وہ آپ کو دیکھے رسول اللہ ﷺ نے اسے بایں حالت میں دیکھا کہ وہ ایک چادر اوڑھے کچھ گنگنا رہا تھا باوجودیکہ آپ درختوں کی آڑ میں چل رہے تھے اس کی ماں نے آپ کو دیکھ لیا اور ابن صیاد کو پکارا اے صاف! (یہ ابن صیاد کا نام ہے) یہ محمد ﷺ آگئے جس پر ابن صیاد اٹھ بیٹھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ عورت اس کو رہنے دیتی تو وہ اپنا حال بیان کرتا۔

فوائد: ابن صیاد مدینہ میں ایک یہودی نژاد لڑکا تھا رسول اللہ ﷺ کو اس کی بعض علامتوں سے شبہ

ہوا کہ شاید آئندہ دجال کا روپ دھارے گا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ قریب البلوغ بچے پر اسلام پیش کیا سکتا ہے۔ (عون الباری:۲/۳۴۴)

٦٧٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: (أَسْلِمْ). فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: (الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ١٣٥٦]

٦٧٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا جب وہ بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا تو مسلمان ہو جا تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس بیٹھا تھا اس کے باپ نے کہا ابوالقاسم ﷺ کی اطاعت کرو' چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا تب رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لے آئے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس لڑکے کو آگ سے بچالیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مشرک سے خدمت لی جا سکتی ہے اور اس کی تیمار داری کرنا بھی جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۳۴۸)

٦٨٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَا مِنْ مَوْلُودٍ يولدُ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كما تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ). ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: ﴿فِطْرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِى فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ ٱللَّهِ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلْقَيِّمُ﴾. [رواه البخاري: ١٣٥٩]

٦٨٠۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح جانور صحیح وسالم بچہ جنم دیتے ہیں کیا تم کوئی ناک کان کٹا دیکھتے ہو؟ پھر حضرت ابوھریرہ یہ آیت تلاوت کرتے "یہ وہ فطرت اسلام ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے اور فطرت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی قائم رہنے والا دین ہے۔"

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر والدین کی تعلیم وتربیت اور سوسائیٹی کا اثر ورسوخ بچے کی فطرت سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے تو بچہ دین اسلام کا پیرو کار اور اس کے احکام کا کار بند ہو گا۔

٣٩ - باب: إِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

باب ۳۹: اگر مشرک مرتے وقت کلمہ توحید کہہ دے تو (کیا اس کی مغفرت ہو سکتی ہے؟)

٦٨١ : عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ حَزْنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ، جَاءَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ، وَعَبْدَ ٱللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِأَبِي طَالِبٍ: (يَا عَمِّ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ، كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ ٱللهِ). فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ، وَيَعُودَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ، حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَمَا وَٱللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ). فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى فِيهِ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ﴾ .الآيَةَ. [رواه البخاري: ١٣٦٠]

۶۸۱۔ حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ابو طالب مرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے وہاں اس وقت ابو جہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بھی تھے رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب سے کہا اے چچا! کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کہہ دے تو میں اللہ کے ہاں تمہاری گواہی دوں گا ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے اے ابوطالب! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے طریقہ سے پھرتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ تو بار بار اسے کلمہ توحید کی تلقین کرتے رہے اور وہ دونوں بھی اپنی بات برابر دہراتے رہے حتی کہ ابوطالب نے آخر میں کہا کہ وہ عبدالمطلب کے طریقہ پر ہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے اس وقت تک دعاء مغفرت کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے دعا مغفرت کریں اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔"

فوائد: اگر موت کی علامتیں ظاہر نہ ہوں اور نہ ہی موت کا یقین ہو تو موت کے وقت ایمان لانا فائدہ دے سکتا ہے ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو طالب کو نزع سے پہلے ایمان کی دعوت دی ہو۔

(عون الباری:۲/۳۵۱)

٤٠ - باب: مَوعِظَةُ المُحدِّثِ عِندَ القَبْرِ وَقُعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ

باب ۴۰: عالم کا قبر کے پاس (بیٹھ کر) نصیحت کرنا جبکہ اس کے شاگرد اردگرد بیٹھے ہوں

٦٨٢ : عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَأَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَنَكَّسَ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: (ما مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، ما مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ، إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَ: شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ؟ قَالَ: (أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ). ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَٱتَّقَىٰ﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ١٣٦٢]

۶۸۲۔ حضرت علی بنائیں سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ بقیع غرقد میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے قریب تشریف لا کر بیٹھ گئے اور ہم لوگ بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ نے سر جھکا لیا اور لکڑی سے نیچے کریدنے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی ایسا جاندار نہیں جس کی جگہ جنت یا دوزخ میں نہ لکھی ہو اور ہر شخص کا نیک بخت یا بدنصیب ہونا بھی لکھا ہوا ہے اس پر ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! پھر ہم اس نوشتہ پر اعتماد کر کے عمل نہ چھوڑ دیں کیونکہ ہم میں سے جو شخص خوش نصیب ہوگا وہ اہل سعادت کے عمل کی طرف رجوع کرے گا اور جو شخص بدبخت ہوگا وہ اہل شقاوت کے عمل طرف رجوع کر جائے گا آپ نے فرمایا کہ سعید کو عمل سعادت کی توفیق دی جاتی ہے اور شقی کے لئے عمل شقاوت آسان کر دیا جاتا ہے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر جو شخص صدقہ دے گا اور پرہیز گاری اختیار کرے گا اور عمدہ بات کی تصدیق کرے گا ہم اسے آسانی (عمل سعادت) کی توفیق دیں گے۔

فوائد: یہ حدیث اثبات تقدیر کے لئے ایک عظیم دلیل کی حیثیت رکھتی ہے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہم چونکہ اللہ کے بندے ہیں لہٰذا بندگی اور اس کے احکامات کی بجا آوری ہمارا کام ہونا چاہئے اللہ کی تقدیر کا ہمیں علم نہیں کہ اس کے سہارے عمل ترک کر دیا جائے۔ (عون الباری:۲/۳۵۴) نوٹ: عمل چھوڑے کیسے جا سکتے ہیں؟ اچھے اور برے عمل تو طے شدہ ہیں اور انجام کا مدار انہیں اعمال پر ہے۔ (علوی)

٤١ - باب: مَا جَاءَ فِي قَاتِلِ النَّفْسِ

باب ۴۱: خودکشی کرنے والے کے بارے میں کیا آیا ہے؟

٦٨٣ : عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلَامِ، كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كما قَالَ. وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ، عُذِّبَ بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ). [رواه البخاري: ١٣٦٣]

۶۸۳۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی دانستہ قسم اٹھائے تو وہ ویسا ہی ہو گا جیسا اس نے کہا ہے اور جو شخص تیز ہتھیار سے اپنے آپ کو مار ڈالے اس کو اسی ہتھیار سے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جب خودکشی کرنے والا جہنمی ہے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھی تھی البتہ اپنے صحابہ کرام کو اس سے نہیں روکا تھا معلوم ہوا کہ اثر ورسوخ رکھنے والے حضرات ایسے انسان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ (واللہ اعلم)

٦٨٤ : عَنْ جُنْدَبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ ٱللهُ تعالى: بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ). [رواه البخاري: ١٣٦٤]

۶۸۴۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک شخص کو زخم لگ گیا تھا اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا چونکہ میرے بندے نے مجھ سے سبقت چاہی (پہلے اپنی جان لے لی) لہٰذا میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔

فوائد: یعنی خودکشی کرنے والے نے صبر وہمت سے کام نہ لیا بلکہ اپنی موت پروردگار کے حوالے کرنے کے بجائے جلد بازی کا مظاہرہ کیا حالانکہ اللہ نے اس کی موت کے وقت پر اسے مطلع نہیں کیا تھا۔ لہٰذا اس سزا کا حقدار ٹھہرا جو حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ (عون الباری:۲/۳۵۸)

٦٨٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ). [رواه البخاري: ١٣٦٥]

۶۸۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو خود اپنا گلا گھونٹ لے وہ دوزخ میں اپنا گلا گھونٹتا ہی رہے گا اور جو شخص نیزہ مار کر خودکشی کر لے وہ دوزخ میں بھی خود کو نیزہ مارتا ہی رہے گا۔

فوائد: اگرچہ خودکشی کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ وہ جہنم میں رہے لیکن اللہ تعالیٰ اہل توحید پر رحم وکرم فرمائے گا اور اس توحید کی برکت سے انہیں آخر کار جہنم میں نکال لے گا۔ (عون الباری:۲/۳۵۹)

٤٢ - باب: ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَى المَيِّتِ

باب ۴۲: لوگوں کا میت کی تعریف کرنا

٦٨٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَجَبَتْ). ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ: (وَجَبَتْ). فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: ما وَجَبَتْ؟ قَالَ: (هٰذا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، فَوَجَبَتْ لَهُ الجَنَّةُ، وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا، فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ ٱللهِ فِي الأَرْضِ). [رواه البخاري: ١٣٦٧]

۶۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی تعریف کی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے واجب ہوگئی اس کے بعد دوسرا جنازہ لے کر گزرے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی برائی کی تو رسول اللہ نے فرمایا اس کے لئے لازم ہوگئی اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا واجب ہوگیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے شخص کی تم نے تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور دوسرے کی تم نے برائی کی تو اس کے لئے جہنم لازم ہوگئی کیونکہ تم لوگ زمین میں اللہ کی طرف سے گواہی دینے والے ہو۔

فوائد: مستدرک حاکم میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہلے شخص کے متعلق کہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا اور اللہ کے احکام کے بجا آوری میں کوشش کرتا تھا اور دوسرے شخص کے متعلق کہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا تھا اور گناہ میں مصروف رہتا تھا۔ (عون الباری:۲/۳۶۰)

٦٨٧ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَيُّما مُسْلِمٍ، شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ، أَدْخَلَهُ ٱللهُ الجَنَّةَ). فَقُلْنَا: وَثَلاَثَةٌ، قَالَ: (وَثَلاَثَةٌ). فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ، قَالَ: (وَاثْنَانِ). ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ. [رواه البخاري: ١٣٦٨]

۶۸۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے نیک ہونے کی چار آدمی گواہی دیں تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا ہم لوگوں نے عرض کیا اور اگر تین آدمی؟ تو آپ نے فرمایا کہ تین آدمی بھی' پھر فرمایا کہ دو بھی۔ پھر ہم نے ایک شخص کی گواہی کی متعلق آپ سے دریافت نہیں کیا۔

فوائد : ایک آدمی گواہی کے متعلق اس لئے سوال نہ کیا کہ گواہی کا نصاب کم از کم دو آدمی ہیں چنانچہ امام بخاری نے (کتاب الشہادات:۲۶۴۳) میں اس حدیث سے گواہی کا نصاب ثابت کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۳۶۳)

٤٣ - باب: مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

باب ۴۳: عذاب قبر کا بیان

٦٨٨ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ، ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ ٱللهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ ٱللهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ﴾). [رواه البخاري: ١٣٦٩]

۶۸۸۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب مسلمان کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں پھر وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ "اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں مضبوط بات پر قائم رکھتا ہے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

فوائد : قرآن وحدیث سے عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے اور عقلاً بھی اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم کے تمام منتشر اجزاء میں زندگی پیدا کرنے پر قادر ہے اگرچہ بدن کو درندے کھا گئے ہوں اللہ تعالیٰ آن واحد میں انہیں جمع کرنے پر قدرت رکھتا ہے بعض لوگوں نے عذاب قبر کو بایں طور تسلیم کیا ہے کہ زمینی گڑھے میں نہیں بلکہ برزخی قبر میں عذاب ہو گا یہ عقل ونقل کے خلاف ہے۔

٦٨٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ٱطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَهْلِ الْقَلِيبِ، فَقَالَ: (وَجَدْتُمْ ما وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا). فَقِيلَ لَهُ: أَتَدْعُو أَمْوَاتًا؟ فَقَالَ: (ما أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ، وَلٰكِنْ لاَ يُجِيبُونَ). [رواه البخاري: ١٣٧٠]

۶۸۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے اس کنویں میں جھانکا جس میں مشرکین بدر مرے پڑے تھے اور فرمایا کہ تمہارے مالک نے جو تم سے سچا وعدہ کیا تھا کیا وہ تم نے پالیا آپ سے عرض کیا گیا کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔

فوائد : امام بخاری اس حدیث سے عذاب قبر کا اثبات کیا ہے وہ اس طرح کہ جب قلیب بدر میں پڑے ہوئے مرداروں کا سماع ثابت ہوا تو قبر میں ان کی زندگی ثابت ہوئی بصورت دیگر عذاب قبر کس پر

ہو گا۔ (عون الباری:۲/۳۶۶)

۶۹۰ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الآنَ أَنَّ ما كُنْتُ أَقُولُ حَقٌّ). وَقَدْ قَالَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ﴾. [رواه البخاري: ١٣٧١]

۶۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ (بدر کے مقتولین کے متعلق) رسول اللہ ﷺ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ اس وقت وہ جانتے ہیں کہ جو میں ان سے کہتا تھا وہ ٹھیک تھا اور بے شک ارشاد باری تعالیٰ ہے "بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے ہو"

فوائد: جمہور محدثین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف سے اتفاق نہیں کیا کیونکہ آیت کریمہ میں سننے کی نہیں بلکہ سنانے کی نفی ہے یعنی ہر وقت جب تم چاہو مردوں کو نہیں سنا سکتے مگر جب اللہ چاہے دوسرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے لئے علم ثابت کرتی ہیں جب علم ثابت ہوا تو سماع میں کیا روکاوٹ ہے؟ (عون الباری:۲/۳۶۷)

۶۹۱ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ خَطِيبًا، فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يَفْتَتِنُ فِيهَا الْمَرْءُ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً. [رواه البخاري: ١٣٧٣]

۶۹۱۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے فتنہ قبر کا ذکر فرمایا جس سے آدمی کی آزمائش کی جائے گی تو اس کو سن کر مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں۔

فوائد: نسائی کی روایت میں ہے کہ فتنہ دجال کی طرح تمہیں قبر میں بھی سخت ترین آزمائش سے دوچار کیا جائے گا۔ (عون الباری:۲/۳۶۸)

٤٤ - باب: التَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب ۴۴: عذاب قبر سے پناہ مانگنا

۶۹۲ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، فَسَمِعَ صَوْتًا، فَقَالَ: (يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا). [رواه البخاري: ١٣٧٥]

۶۹۲۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن غروب آفتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے ایک ہولناک آواز سنی اس وقت آپ نے فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

فوائد: جب یہودیوں کے لئے عذاب قبر ثابت ہوا تو مشرکین کے لئے بھی ہو گا کیونکہ ان کا کفر یہودیوں کے کفر سے کہیں زیادہ ہے۔ (عون الباری:۲/۳۷۱)

٦٩٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ). [رواه البخاري: ١٣٧٧]

۶۹۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! میں عذاب قبر اور عذاب جہنم' زندگی اور موت کی خرابی اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں

٤٥ - باب: الميت يُعْرَضُ عَلَيهِ مقعده بِالْغَدَاةِ وَالعَشِيِّ

باب ۴۴: مردے کو صبح و شام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے

٦٩٤ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ، عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ١٣٧٩]

۶۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی مر جاتا ہے تو ہر صبح و شام اسے اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اور اگر دوزخی ہے تو جہنم میں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہی تیرا مقام ہے جب قیامت کے دن اللہ تجھے اٹھائے گا۔

فوائد: اس حدیث سے عذاب قبر کا اثبات ہوا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جسم کے فنا ہونے سے روح فنا نہیں ہوتی۔ (عون الباری:۲/۳۷۱)

٤٦ - باب: مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ المُسلِمِينَ

باب ۴۶: مسلمانوں کی نابالغ اولاد کے متعلق جو کہا گیا ہے

٦٩٥ : عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الجَنَّةِ). [رواه

۶۹۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب جگر گوشہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ان کے لئے ایک دودھ

البخاري: ١٣٨٢]

پلانے والی مقرر کردی گئی ہے

فوائد: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیر خوارگی کی عمر میں فوت ہوئے تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی عظمت کے پیش نظر جنت میں اسے دودھ پلانے والی کا بندوبست کر دیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی اولاد جنت میں ہو گی۔ (عون الباری:۲/۳۷۳)

٤٧ - باب: مَا قِيلَ فِي أَوْلاَدِ الْمُشْرِكِينَ

باب ۴۷: مشرکوں کے بچوں کے متعلق کیا کہا گیا ہے؟

٦٩٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنْ أَوْلاَدِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: (ٱللهُ، إِذْ خَلَقَهُمْ، أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عامِلِينَ). [رواه البخاري: ١٣٨٣]

۶۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد مشرکین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیدا کیا تھا تو وہ خوب جانتا تھا کہ وہ کیسے عمل کریں گے؟

فوائد: کافروں کی اولاد جو نابالغی میں مرجائے اس کے انجام کے متعلق بہت اختلاف ہے امام بخاری کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنتی ہیں کیونکہ وہ گناہ کے بغیر معصوم مرے ہیں محتاط موقف یہ ہے کہ ان کے متعلق توقف کیا جائے مذکورہ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

[باب]

باب

٦٩٧ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى صلاَةَ الصُّبْحِ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: (مَنْ رَأى مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا). قَالَ: فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا، فَيَقُولُ: (مَا شَاءَ ٱللهُ). فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ: (هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا). قُلْنَا: لاَ، قَالَ: (لٰكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخَذَا بِيَدِي، فَأَخْرَجَانِي إِلَى الأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلُّوبٌ مِنْ

۶۹۷۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز (فجر) سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف منہ کرکے فرماتے تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کردیتا پھر جو کچھ اللہ چاہتا اس کی تعبیر بیان کرتے چنانچہ اسی طرح ایک دن آپ نے ہم سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا مگر میں نے آج رات دو آدمیوں کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک مقدس زمین پر لے گئے جہاں میں کیا دیکھتا ہوں کہ

حَدِيدٍ، قَالَ: إِنَّهُ يُدْخِلُ ذٰلِكَ الْكَلُّوبَ فِي شِدْقِهِ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الآخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هٰذَا، فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ. قُلْتُ: ما هٰذَا؟ قَالا: ٱنْطَلِقْ، فَٱنْطَلَقْنَا، حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى قَفَاهُ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ، أَوْ صَخْرَةٍ، فَيَشْدَخُ بِهِ رَأْسَهُ، فَإِذَا ضَرَبَهُ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ، فَٱنْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ، فَلاَ يَرْجِعُ إِلَى هٰذَا، حَتَّى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ، وَعادَ رَأْسُهُ كما هُوَ، فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالاَ: ٱنْطَلِقْ، فَٱنْطَلَقْنَا إِلَى ثَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّورِ، أَعْلاَهُ ضَيِّقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ، يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا، فَإِذَا ٱقْتَرَبَ ٱرْتَفَعُوا، حَتَّى كادَ أَنْ يَخْرُجُوا، فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا، وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالاَ: ٱنْطَلِقْ، فَٱنْطَلَقْنَا، حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ، وَعَلَى وَسَطِ النَّهَرِ - قَالَ يَزِيدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ - وَعَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ، فَرَدَّهُ حَيْثُ

ایک آدمی بیٹھا اور دوسرا کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے جسے وہ بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں داخل کرتا ہے جو اس طرف کو چیرتا ہوا' اس کی گدی تک پہنچ جاتا ہے پھر اس کے دوسرے جبڑے میں بھی ایسا ہی کرتا ہے اس عرصہ میں پہلا جبڑا ٹھیک ہو جاتا ہے اور پھر یہ دوبارہ ایسے ہی کر دیتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ تو ان دونوں نے مجھ سے کہا آگے چلئے ہم چلے تو ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو بالکل چت لیٹا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے سرہانے ایک پتھر لئے کھڑا ہے وہ اس پتھر سے اس کا سر پھوڑ رہا ہے جب پتھر مارتا ہے تو وہ لڑھک کر دور چلا جاتا ہے اور وہ اسے جاکر اٹھالاتا ہے اور جب تک اس لیٹے ہوئے شخص کے پاس لوٹ کر آتا ہے تو اس وقت تک اس کا سر جڑ کر اچھا ہو جاتا ہے اور جیسے پہلے تھا اسی طرح ہو جاتا ہے اور پھر اسے دوبارہ مارتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا آگے چلئے چنانچہ ہم ایک گڑھے کی طرف چلے جو تنور کی طرح تھا اس کا منہ تنگ اور پیندا چوڑا تھا اس میں آگ جل رہی تھی اور اس میں برہنہ مرد عورتیں ہیں جب آگ بڑھتی تو شعلوں کے ساتھ اچھل پڑتے اور نکلنے کے قریب ہو جاتے پھر جب آگ دھیمی ہو جاتی تو وہ بھی دھڑام سے نیچے گر پڑتے میں نے کہا یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے کہا آگے چلئے چنانچہ ہم چلے اور ایک خونی نہر پر پہنچے اس میں ایک شخص کھڑا تھا اور اس کے کنارے پر دوسرا آدمی تھا جس کے سامنے بہت

كانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ، فَيَرْجِعُ كما كانَ، فَقُلْتُ: ما هٰذَا؟ قَالاَ: ٱنْطَلِقْ، فَٱنْطَلَقْنَا، حَتَّى ٱنْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ، فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ، وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ، وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ، بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوقِدُهَا، فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ، وَأَدْخَلاَنِي دَارًا، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا، فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ، وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ، ثُمَّ أَخْرَجَانِي مِنْهَا، فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ، فَأَدْخَلاَنِي دَارًا، هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ منها، فِيهَا رجالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ، قُلْتُ: طَوَّفْتُمانِي اللَّيْلَةَ، فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ. قَالاَ: نَعَمْ، أَمَّا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ، يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ، فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ، فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ ٱللهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ، يُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهْرِ آكِلُو الرِّبا، وَالشَّيْخُ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَأَوْلاَدُ النَّاسِ،

سے پتھر پڑے تھے نہر کے اندر والا آدمی جب باہر آنا چاہتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر اس زور سے پتھر مارتا کہ وہ پھر اپنی جگہ پر لوٹ جاتا پھر ایسا ہی کرتا رہا جب بھی وہ نکلنا چاہتا تو دوسرا اس زور سے پتھر مارتا کہ اسے اپنی جگہ پر لوٹا دیتا میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ ان دونوں نے کہا آگے چلنے کے لئے کہا ہم چل دیئے چلتے چلتے ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے جس میں ایک بڑا سا درخت تھا اس کی جڑ کے قریب ایک بوڑھا آدمی اور کچھ بچے بیٹھے تھے اب اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس درخت کے پاس ایک اور آدمی ہے جس کے سامنے آگ ہے اور وہ اسے سلگا رہا ہے پھر وہ دونوں مجھے اس درخت پر چڑھا لے گئے اور وہاں انہوں نے مجھے ایک ایسے مکان میں داخل کیا جس سے بہتر مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا اس میں کچھ بوڑھے کچھ جوان کچھ عورتیں اور کچھ بچے تھے پھر وہ دونوں مجھ کو وہاں سے نکال لائے اور درخت کی ایک دوسری شاخ پر چڑھایا وہاں بھی ایک مکان تھا جس میں مجھے داخل کیا یہ مکان پہلے سے بھی زیادہ عمدہ اور شاندار تھا اس میں بھی کچھ بوڑھے اور جوان آدمی موجود تھے تب میں نے ان دونوں سے کہا تم نے مجھے رات بھر پھرایا اب میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی حقیقت بتاؤ؟ انہوں نے جواب دیا اچھا' وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا تھا وہ جھوٹا آدمی تھا اور جھوٹی باتیں بیان کیا کرتا تھا جو اس سے نقل ہو کر تمام اطراف عالم میں پہنچ جاتی تھیں

وَالَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ، وَالدَّارُ الأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَأَنَا جِبْرِيلُ، وَهٰذَا مِيكَائِيلُ، فَارْفَعْ رَأْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ، قَالَا: ذَاكَ مَنْزِلُكَ، قُلْتُ: دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي، قَالَا: إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ). [رواه البخاري: ١٣٨٦]

اس لئے قیامت تک اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوتا رہے گا اور وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا ہے یہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا مگر وہ قرآن کو چھوڑ کر رات بھر سوتا رہتا اور دن میں بھی اس پر عمل نہیں کرتا تھا روز قیامت تک اس کے سر پر یہی عمل ہوتا رہے گا اور وہ لوگ جنہیں آپ نے گڑھے میں دیکھا وہ زانی ہیں اور جسے آپ نے نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے وہ بوڑھا انسان جو درخت کی جڑ کے قریب بیٹھا ہوا تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور چھوٹے بچے جو ان کے گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ لوگوں کے وہ بچے جو بلوغ سے پہلے مر گئے اور جو آدمی آگ تیز کر رہا تھا وہ مالک جہنم کا داروغہ تھے اور وہ پہلا مکان جس میں آپ تشریف لے گئے تھے عام مسلمانوں کا گھر ہے اور یہ دوسرا شہیدوں کے لئے ہے اور میں جبرائیل اور یہ میکائیل ہیں اب آپ اپنا سر اٹھائیں میں نے سر اٹھایا تو یکایک دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر ابر کی طرح کوئی چیز ہے انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی اقامت گاہ ہے میں نے کہا مجھے اپنے مکان میں جانے دو تو انہوں نے کہا ابھی آپ کی کچھ عمر باقی ہے اگر آپ اسے پورا کر چکے ہوتے تو اپنی رہائش گاہ میں جا سکتے تھے۔

فوائد: اس حدیث کو امام بخاری اپنے موقف کی تائید میں لائے ہیں کہ کفار و مشرکین کی اولاد جنتی ہے۔ (عون الباری:٢/٣٨٠)

٤٨ - باب: مَوْتُ الْفَجْأَةِ

باب ٤٨: ناگہانی موت

٦٩٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ

٦٩٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک

عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي ٱفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: (نَعَمْ). [رواه البخاري: ١٣٨٨]

شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا ہے مجھے یقین ہے کہ اگر وہ بول سکتیں تو ضرور صدقہ وخیرات کرتیں کیا میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو انہیں کچھ ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں ملے گا۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ مومن کے لئے ناگہانی موت نقصان دہ نہیں ہوتی کیونکہ جب آپ کے سامنے ناگہانی موت کا ذکر ہوا تو آپ نے کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہیں کیا البتہ آپ نے اس سے پناہ ضرور مانگی ہے کیونکہ اس میں وصیت کرنے کی مہلت نہیں ملتی۔ (عون الباری:۲/۳۸۲)

٤٩ - باب: مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا

باب ۴۹: رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کا بیان

٦٩٩ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ: (أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ، أَيْنَ أَنَا غَدًا). اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عائِشَةَ، فَلَمَّا كانَ يَوْمِي، قَبَضَهُ ٱللهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَدُفِنَ فِي بَيْتِي. [رواه البخاري: ١٣٨٩]

۶۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مرض وفات میں بار بار اظہار خیال فرماتے کہ میں آج کہاں ہوں گا اور کل کہاں ہوں گا؟ اور میری باری کو بہت دور خیال کرتے تھے بالآخر جب میرا دن آیا تو اللہ نے آپ کو میرے پھیپھڑے اور سینے کے درمیان قبض فرمایا اور آپ میرے ہی گھر میں دفن ہوئے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں بھی کسی کو دفن کیا جا سکتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ درمیان میں ہیں اور دائیں بائیں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں حضرت ابوبکر اور اس کے بعد حضرت عمر مدفون ہیں رضی اللہ عنہم

٧٠٠ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّه قال: تُوُفِّي رسول الله ﷺ وهو راضٍ عن هؤلاءِ النَّفَرِ السِّتَّة، فسمَّى السِّتَّة، فَسَمَّى: عُثْمانَ، وَعَلِيًّا، وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، وَسَعْدَ بْنَ

۷۰۰۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو آپ ان چھ اشخاص سے راضی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے نام لئے۔"

أَبِي وَقَّاصٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ. [رواه البخاري: ١٣٩٢]

فوائد: عشرہ مبشرہ میں سے یہی حضرات اس وقت زندہ تھے اس روایت میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے حالانکہ وہ بھی زندہ تھے چونکہ وہ آپ کے رشتہ دار تھے اس لئے خلافت کے سلسلہ میں ان کا نام نہیں لیا۔ (عون الباری:۲/۳۸۵)

٥٠ - باب: مَا يُنْهَى عَنْ سَبِّ الأَمْوَاتِ

باب ۵۰: مُردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان

٧٠١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى ما قَدَّمُوا). [رواه البخاري: ١٣٩٣]

۷۰۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ جو کچھ کر چکے ہیں اس سے ہم آغوش ہو چکے ہیں۔

فوائد: مرنے کے بعد کسی کو برا بھلا کہنے کا کیا فائدہ ہے بلکہ ان کے عزیز واقارب کو تکلیف دینا ہے البتہ حدیث کے راویوں پر جرح ان کے مرنے کے بعد بھی جائز ہے کیونکہ اس سے حفاظت دین مقصود ہے۔ (عون الباری:۲/۳۸۷)

كتاب الزكاة
زکوٰۃ کے بیان میں

١ - باب: وجُوبُ الزَّكَاةِ
باب ا: فرضیت زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی اور یہ رکن اسلام ہے اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے حاکم وقت کو ایسے شخص کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔ قرآن کریم میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بیان بیاسی مقامات پر آیا ہے۔

٧٠٢ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: (ٱدْعُهُمْ إِلَى: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَأَنِّي رَسُولُ ٱللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ ٱللهَ قَدِ ٱفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ ٱللهَ ٱفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ).

[رواه البخاري: ١٣٩٥]

٧٠٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو فرمایا سب سے پہلے اہل یمن کو اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان سے کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے شب وروز میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اس کو بھی تسلیم کرلیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مال کا صدقہ بھی فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے محتاجوں پر صرف کیا جائے گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر اپنے شہر میں ضرورت مند لوگ موجود ہوں تو دوسرے شہروں کو زکوٰۃ

بھیجنا خلاف شریعت ہے۔ (عون الباری:۲/۳۹۰)

۷۰۳ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ. قَالَ: مَالَهُ مَالَهُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَرَبٌ مَالَهُ، تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ). [رواه البخاري: ١٣٩٦]

۷۰۳۔ حضرت ابوایوب انصاری بنی‌اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا کام بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے؟ لوگوں نے کہا اسے کیا ہوگیا ہے؟ کیوں اس طرح کی بات کر رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ نہیں ہوا وہ ضرورت مند ہے اسے کہنے دو۔ اچھا سنو! اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ پابندی سے نماز پڑھو' زکوٰۃ دو اور رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

فوائد : اس حدیث سے فرضیت زکوٰۃ بایں طور ثابت ہوتی ہے کہ جنت میں جانا ادائیگی زکوٰۃ پر منحصر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو زکوٰۃ نہیں دے گا وہ جہنم میں جائے گا اور جہنم میں جانا ایک ایسی چیز کے ترک سے ہوتا ہے جو واجب ہے۔ (عون الباری:۲/۳۹۲)

۷۰٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ، إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ. قَالَ: (تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلاَةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ). قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا. فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا). [رواه البخاري: ١٣٩٧]

۷۰۴۔ حضرت ابوھریرہ بنی‌اللہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ اگر وہ بجا لاؤں تو جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ' فرض نمازیں اور مقررہ زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو دیہاتی بولا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس سے زیادہ نہیں کروں گا جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ نے فرمایا جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

فوائد : اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں شاید راوی بھول گیا یا اس نے اختصار سے کام لیا ہو گا۔ (عون

الباری:۳۹۳/۲)

۷۰۵ : وعنه - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لاَ إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى ٱللهِ). فَقَالَ: وَٱللهِ لأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ، وَٱللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: فَوَٱللهِ ما هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ ٱللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. [رواه البخاري: ۱۳۹۹، ۱٤۰۰]

۷۰۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو کچھ بادیہ نشیں عرب مرتد ہوکر (منکر زکوۃ) ہوگئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ لڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ان لوگوں سے کیونکر لڑ سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں تو جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ دے تو اس نے یقیناً اپنا مال اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کرلیا الآ یہ کہ ازروئے اسلام اس پر کوئی حق واجب الاداء ہو پھر اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے جنگ لڑوں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے (جس کی ادائیگی ضروری ہے) اللہ کی قسم اگر وہ ایک بکری کا بچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دیتے تھے اور مجھے نہ دیں تو میں اس کے نہ دینے پر بھی ان سے جنگ کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ بات صرف اس وجہ سے تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا اور میں سمجھ گیا کہ یہی برحق موقف ہے۔

فوائد: اب بھی بعض جہلاء کا خیال ہے کہ صرف ((لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه)) کہنے سے آدمی مومن بن جاتا ہے خواہ وہ اسلام کے دیگر اصولوں سے منحرف ہی کیوں نہ ہو اس میں شک نہیں کہ کلمہ اخلاص ایمان کی نشانی ہے مگر یہ شرط ہے کہ اسلام کے دوسرے ارکان کا انکار نہ کرے اگر ایک کا بھی منکر ہے تو وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے۔

٢ - باب: إِثْمُ مَانِعِ الزَّكَاةِ

٧٠٦ : وعنه - رَضِيَ ٱللهُ عَنهُ - قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (تَأْتِي الإِبِلُ عَلَى صَاحِبِهَا، عَلَى خَيْرِ ما كَانَتْ، إِذَا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَأْتِي الْغَنَمُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرِ ما كَانَتْ، إِذَا لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا، تَطَؤُهُ بِأَظْلاَفِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا)، قَالَ: (وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى المَاءِ).

قَالَ: (وَلاَ يَأْتِي أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتُ، وَلاَ يَأْتِي بِبَعِيرٍ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتُ). [رواه البخاري: ١٤٠٢]

باب ۲: زکوۃ نہ دینے والے کا گناہ

۷۰۶۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اونٹ پہلے سے زیادہ فربہ اور بہتر حالت میں اپنے مالک کے پاس آئیں گے جبکہ وہ مالک ان کا حق (زکوۃ) نہ ادا کرتا ہو پھر وہ اسے اپنے پاؤں سے روندے گے اسی طرح بکریاں بھی پہلے سے زیادہ توانا اور بہتر حالت میں اپنے مالک کے پاس آئیں گی جبکہ وہ مالک ان کا حق نہ ادا کرتا ہو وہ اسے اپنے کھروں سے کچلیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی آپ نے فرمایا ان کا حق یہ ہے کہ پانی کے گھاٹ پر ان سے دودھ حاصل کیا جائے اور محتاجوں کو پلایا جائے نیز آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بھی قیامت کے دن بکری کو اپنی گردن پر سوار کرکے نہ لائے بایں حالت کہ وہ ممیا رہی ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے یا محمد ﷺ! (میری سفارش فرمایئے) اور میں کہوں کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا میں تو اللہ کا حکم پہنچا چکا ہوں اسی طرح کوئی شخص اونٹ کو اپنی گردن پر سوار کرکے نہ لائے بایں حالت کہ وہ بلبلا رہا ہو وہ شخص مجھ سے کہے یا محمد ﷺ! (میری شفاعت کیجئے) اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا میں تو اللہ کا حکم تمہیں پہنچا چکا ہوں۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ اونٹ اسے پاؤں سے روندیں گے اور منہ سے چبائیں گے قیامت کے دن اس کے ساتھ متواتر یہ سلوک کیا جائے گا جس کی تعداد پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔

(عون الباری:۲/۳۹۹)

٧٠٧ : وعنه - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ آتَاهُ ٱللهُ مالًا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ، يَعْنِي شِدْقَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلاَ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ﴾. الآيَةَ). [رواه البخاري: ١٤٠٣]

۷۰۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جسے مال ودولت سے نوازے اور وہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرے تو اس کا یہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں لایا جائے گا جس کے دونوں جبڑوں سے زہریلی جھاگ نکل رہی ہوگی اور وہ طوق کی طرح اس آدمی کی گردن میں پڑا ہوگا اور اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں' میں تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔

"جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے حق میں اچھی ہے نہیں' یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔"

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا اس آیت کا تلاوت کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ آیت منکرین زکوۃ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (عون الباری:۲/۴۰۲)

٣ - باب: مَا أُدِّيَ زَكَاتُهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ

باب ۳: جس مال کی زکوۃ ادا کردی جائے وہ کنز نہیں ہے

٧٠٨ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ فِيما دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيما دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيما دُونَ خَمْسَةِ

۷۰۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹ سے کم میں زکوۃ نہیں اور نہ پانچ وسق سے کم (غلہ) میں زکوۃ ہے۔

أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ١٤٠٥]

فوائد: ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہے پانچ اوقیہ میں دو سو درہم ہوتے ہیں جو ساڑھے باون تولے کے برابر ہیں اس سے کم مقدار میں زکوۃ نہیں اسی طرح ایک وسق ساٹھ صاع کا ہے اور ایک صاع دو کلو سوگرام کے برابر ہے پانچ وسق چھ صد تیں کلو گرام کے برابر ہے۔

٤ - باب: الصَّدَقَةُ مِن كَسْبٍ طَيِّبٍ

باب ۴: صدقہ حلال کمائی سے ہونا چاہئے

٧٠٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ ٱللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، فَإِنَّ ٱللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهَا، كما يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الجَبَلِ). [رواه البخاري: ١٤١٠]

۷۰۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حلال کی کمائی سے کھجور کے برابر بھی صدقہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک وحلال چیزوں کو قبول فرماتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے پھر اسے دینے والے کی خاطر بڑھاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کو پال کر بڑھاتا ہے حتی کہ وہ کھجور پہاڑ کے برابر ہوجاتی ہے۔

فوائد: حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ بابرکت ہیں ان میں سے کوئی بایاں نہیں اہل حدیث اس قسم کی آیات اور احادیث کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں ان کی تاویل یا تحریف نہیں کرتے اور نہ کسی سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۳۰۵)

٥ - باب: الصَّدَقَةُ قَبْلَ الرَّدِّ

باب ۵: صدقہ دینا چاہئے قبل اس زمانہ کے جب کوئی صدقہ نہ لے گا

٧١٠ : عَنْ حارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (تَصَدَّقُوا، فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمانٌ، يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلاَ يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا، يَقُولُ الرَّجُلُ: لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلاَ حاجَةَ لِي بِهَا). [رواه البخاري: ١٤١١]

۷۱۰۔ حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے اے لوگو! صدقہ کرو کیونکہ تم پر ایک وقت آئے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لئے ہوئے پھرے گا مگر کوئی شخص ایسا نہیں ملے گا جو اس کو قبول کرے جس کو دینے لگے گا وہ جواب دے گا اگر تو کل لاتا تو میں لے لیتا لیکن آج تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قرب قیامت کے وقت ایسے انقلابات آئیں گے کہ آج محتاج آدمی کل امیر کبیر بن جائے گا اس لئے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے محتاج لوگوں کی موجودگی میں صدقہ وخیرات کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۲/۴۰۷)

۷۱۱ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ المَالُ، فَيَفِيضَ، حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ المَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتَّى يَعْرِضَهُ، فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ: لاَ أَرَبَ لِي).

[رواه البخاري: ١٤١٢]

۷۱۱۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک تمہارے پاس مال کی اتنی فراوانی نہ ہوجائے کہ وہ بہنے لگے اور مال والے کو یہ چیز پریشان کرے گی کہ اس کو کون قبول کرے؟ نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ ایک آدمی کسی کو مال پیش کرے گا تو وہ جواب دے گا مجھے تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔

فوائد: قیامت کے قریب زمین کی تمام دولت باہر نکل آئے گی اور لوگ بہت کم تعداد میں ہوں گے ایسے حالات میں کسی کو مال کی ضرورت نہیں ہوگی۔

۷۱۲ : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَاءَهُ رَجُلاَنِ، أَحَدُهُما يَشْكُو العَيْلَةَ، وَالآخَرُ يَشْكُو قَطْعَ السَّبِيلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَمَّا قَطْعُ السَّبِيلِ: فَإِنَّهُ لاَ يَأْتِي عَلَيْكَ إِلاَّ قَلِيلٌ، حَتَّى تَخْرُجَ العِيرُ إِلَى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيرٍ، وَأَمَّا العَيْلَةُ: فَإِنَّ السَّاعَةَ لاَ تَقُومُ، حَتَّى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ، لاَ يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ، ثُمَّ لَيَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ، وَلاَ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ: أَلَمْ أُوتِكَ مالًا؟ فَلَيَقُولَنَّ: بَلَى،

۷۱۲۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا کہ دو آدمی آئے ایک نے تو غربت وتنگدستی کا شکوہ کیا اور دوسرے نے چوری اور ڈاکہ زنی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راستہ کی بدامنی تو تھوڑی مدت گزرے گی کہ مکہ تک ایک قافلہ بغیر کسی محافظ کے جائے گا رہی تنگدستی تو قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ تم میں سے کوئی اپنا صدقہ لے کر پھرے گا مگر اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا پھر (قیامت کے دن) تم میں سے ہر شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا جبکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی ترجمان جو اس کی گفتگو نقل کرے پھر اللہ اس سے فرمائے گا

ثُمَّ لَيَقُولَنَّ: أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُولًا؟ فَلَيَقُولَنَّ: بَلَى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا النَّارَ، ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلاَ يَرَى إِلَّا النَّارَ، فَلْيَتَّقِيَنَّ أَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ). [رواه البخاري: ١٤١٣]

کیا میں نے تجھے مال نہ دیا تھا؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس پیغمبر نہ بھیجا تھا؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں! پھر وہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو آگ کے علاوہ اسے کوئی چیز نظر نہ آئے گی اور اپنی بائیں طرف نظر ڈالے گا تو ادھر بھی سوا آگ کے کچھ نہیں ہوگا لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہئے اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی دے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اچھی بات ہی کہہ دے (کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے)

فوائد: اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ کی کلام میں آواز اور حروف نہیں ہیں اگر ایسا ہے تو بندہ کیا سنے گا اور کیا سمجھے گا۔

٦ - باب: اتَّقُوا النَّارَ وَلَو بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالْقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ

باب٦: آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا اور تھوڑا سا صدقہ ہی کیوں نہ ہو

٧١٣ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمانٌ، يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ، ثُمَّ لاَ يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ ٱمْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ، مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ). [رواه البخاري: ١٤١٤]

٧١٣۔ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگوں پر ایک وقت آئے گا جس میں آدمی خیرات کا سونا لئے گشت لگائے گا مگر کوئی لینے والا نہیں ملے گا اور دیکھنے میں آئے گا کہ ایک مرد کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں پھریں گی کہ وہ انہیں اپنی پناہ میں لے لے دراصل یہ اس بناء پر ہوگا کہ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہوگی۔

فوائد: قیامت کے قریب عورتوں کی شرح پیدائش میں اضافہ ہو جائے گا اور مرد کم پیدا ہوں گے یا لڑائیاں کثرت سے ہوں گی کہ مرد مارے جائیں گے اور عورتوں کی بہتات ہوگی۔ (عون الباری:۲/۳۱۱)

٧١٤ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ

٧١٤۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہمیں

رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ، ٱنْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ، فَيُحَامِلُ، فَيُصِيبُ المدَّ، وَإِنَّ لِبَعْضِهِمُ ٱلْيَوْمَ لَمِائَةَ أَلْفٍ. [رواه البخاري: ١٤١٦]

صدقہ کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی بازار جاتا اور بوجھ ڈھوتا مزدوری میں جو ایک مد غلہ ملتا تو اس کو صدقہ کر دیتا مگر آج یہ حالت ہے کہ بعض لوگوں کے پاس ایک لاکھ درہم موجود ہیں۔

فوائد: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محنت و مزدوری کر کے ایک مد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہمارے ہزاروں اور لاکھوں روپوں سے زیادہ اجر رکھتا تھا۔

٧١٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتِ ٱمْرَأَةٌ مَعَهَا ٱبْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ٱبْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنِ ٱبْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ ٱلْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ١٤١٨]

٧١٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت سوال کرتی ہوئی آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی کھجور اسے دے دی اس نے اسے اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود اس سے کچھ نہ کھایا جب وہ چلی گئی اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ان لڑکیوں کی وجہ سے کسی تکلیف میں مبتلا ہوگا اس کے لئے یہ لڑکیاں آگ سے پردہ بن جائیں گی۔

فوائد: عنوان میں دو مضمون تھے پہلا یہ کہ کھجور کا ٹکڑا دے کر دوزخ سے نجات حاصل کرنا یہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوا اور دوسرا مضمون یہ تھا کہ تھوڑا سا صدقہ و خیرات کرنا یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انہوں نے ایک کھجور بطور صدقہ دی۔

٧ - باب: أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟

باب ۷: کونسا صدقہ افضل ہے؟

٧١٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: (أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى، وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا

٧١٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ کونسا صدقہ اجر و ثواب میں سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صدقہ جو تندرستی کی حالت میں ہو جبکہ تجھ پر مال کی حرص غالب ہو تجھے ناداری کا اندیشہ بھی ہو اور تونگری کی

بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ، قُلْتَ: لِفُلاَنٍ كَذَا، وَلِفُلاَنٍ كَذَا، وَقَدْ كانَ لِفُلاَنٍ). [رواه البخاري: ١٤١٩]

خواہش بھی ہو اس وقت کا انتظار نہ کر جب دم حلق میں آجائے تو اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا حالانکہ اب تو وہ از خود ہی فلاں اور فلاں کا ہو چکا ہو گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات کرنے میں دیر نہیں کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ بیماری یا موت آجائے ایسے حالات میں خرچ کرنا چنداں مفید نہیں ہے۔

٨ - باب

باب ٨:

٧١٧ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: (أَطْوَلُكُنَّ يَدًا). فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا، فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَعَلِمْنَا بَعْدُ: أَنَّمَا كانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ، وَكانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ. [رواه البخاري: ١٤٢٠]

٧١٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کی کچھ بیویوں نے آپ سے عرض کیا کہ وفات کے بعد سب سے پہلے ہم میں سے آپ کو کون ملے گا؟ آپ نے فرمایا جس کا ہاتھ تم سب میں لمبا ہو گا چنانچہ انہوں نے چھڑی لے کر اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے بڑا نکلا (مگر سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی) تب ہم لوگوں نے سمجھ لیا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد خیرات کرنا تھا وہ ہم سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے جا ملیں انہیں صدقہ دینے کا بہت ذوق وشوق تھا۔

فوائد: حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کرتی اور جو کچھ کماتی اسے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتی تھیں۔ (عون الباری:٢/٤١٦)

٩ - باب: إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى غَنِيٍّ وَهُوَ لاَ يَعْلَمُ

باب ٩: اگر نادانستہ طور پر کسی مالدار کو صدقہ دے دیا جائے؟

٧١٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (قَالَ رَجُلٌ: لأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ،

٧١٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے طے کیا کہ میں آج صدقہ دوں گا جب وہ صدقہ لے کر نکلا تو اس نے (لاعلمی) میں ایک چور کے ہاتھ پر رکھ دیا

فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الحَمْدُ، لأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الحَمْدُ، عَلَى زَانِيَةٍ؟ لأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الحَمْدُ، عَلَى سَارِقٍ، وَعَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ، فَأُتِيَ: فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ: فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ: فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ: فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ، فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللهُ).

[رواه البخاري: ١٤٢١]

صبح کے وقت لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگی کہ ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے اس شخص نے کہا اے میرے معبود! تعریف صرف تیرے لئے ہے اچھا میں آج پھر صدقہ دوں گا چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اب نادانستہ طور پر ایک زانیہ کو دے دیا صبح کے وقت لوگ پھر باتیں بنانے لگے کہ گزشتہ رات ایک زانیہ کو خیرات دے دی گئی جس پر اس شخص نے کہا اے میرے معبود! سب تعریف تیرے ہی لئے ہے میرا صدقہ تو زانیہ کے ہاتھ لگ گیا اچھا میں کچھ اور صدقہ دوں گا چنانچہ وہ پھر صدقہ لے کر نکلا تو اس دفعہ (انجانے میں) ایک مالدار کے ہاتھ پر رکھ دیا صبح کے وقت لوگوں میں پھر چرچا ہوا کہ ایک امیر آدمی کو صدقہ دیا گیا ہے اس شخص نے کہا اے میرے معبود! تعریف صرف تیرے لئے ہے میرا صدقہ ایک مرتبہ چور کو ملا پھر ایک بدکار عورت کو اور پھر ایک مالدار شخص کو آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ چنانچہ اسے (خواب میں) کوئی شخص ملا اس نے بتایا (کہ تمہارا صدقہ قبول ہوگیا ہے) جو صدقہ چور کو ملا تو ممکن ہے وہ چوری سے باز آجائے اسی طرح زانیہ کو جو صدقہ ملا تو شاید وہ زنا سے رک جائے اور مالدار کو ممکن ہے عبرت حاصل ہو اور جو اللہ نے اسے دیا اس میں سے خرچ کرے۔

فوائد: نفلی صدقہ اگر نادانستہ طور پر غیر مستحق کو دے دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں البتہ زکوٰۃ وغیرہ کا معاملہ اس سے الگ ہے اگر زکوٰۃ لاشعوری طور پر مالدار کو دے دی جائے جو اس کا حق دار نہ ہو تو معلوم ہونے پر دوبارہ ادا کرنا ہوگی۔ (عون الباری:۲/۳۱۸)

١٠ - باب: إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهِ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ

باب ١٠: اپنے بیٹے کو لاشعوری طور پر صدقہ دینا

٧١٩ : عَنْ مَعْنِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَنَا وَأَبِي وَجَدِّي، وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِي، وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ: كَانَ أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ دَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا، فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا، فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: وَٱللهِ ما إِيَّاكَ أَرَدْتُ، فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ: (لَكَ ما نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ، وَلَكَ ما أَخَذْتَ يَا مَعْنُ). [رواه البخاري: ١٤٢٢]

٧١٩۔ حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اور میرے باپ دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور پھر آپ نے ہی میری منگنی کی اور نکاح بھی کرایا ایک دن میں آپ کے پاس یہ مقدمہ لے کر گیا کہ میرے باپ یزید رضی اللہ عنہ نے خیرات کی کچھ اشرفیاں نکال کر مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیں (تاکہ وہ انہیں تقسیم کردے) چنانچہ میں گیا اور وہ اشرفیاں اس سے لے کر اپنے گھر چلا آیا میرے باپ کو پتہ چلا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا بالآخر میں مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے فرمایا: اے یزید! تمہاری نیت پوری ہوگئی اور اے معن! جو تم نے لیا وہ تمہارا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ باپ اگر اپنی اولاد میں سے کسی حقدار کو صدقہ وخیرات دیتا ہے تو اسے رجوع کا حق نہیں البتہ ہبہ وغیرہ میں باپ کو واپس لینے کا حق بدستور قائم رہتا ہے۔ (عون الباری:٢/٣٢٠)

١١ - باب: مَنْ أَمَرَ خَادِمَهُ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ يُنَاوِلْ بِنَفْسِهِ

باب ١١: جو شخص خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دینے کی بجائے اپنے کسی خدمتگار کو اس کا حکم دے۔

٧٢٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا، غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ، وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ، لَا يَنْقُصُ

٧٢٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے گھر کے کھانے سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ اس کی نیت گھر بگاڑنے کی نہ ہو تو جو کچھ خیرات کرے گی اس کا ثواب ضرور ملے گا اس کے شوہر کو بھی کمانے کی وجہ سے ثواب ملے گا ایسے ہی خزانچی کو ثواب

بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا). [رواه البخاري: ١٤٢٥]

ملے گا نیز کسی کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہیں کرے گا۔

فوائد: اس سے مراد اس قسم کا کھانا خیرات کرنا ہے جو دیر تک رکھنے سے خراب ہو سکتا ہو یا ایسی خیرات جو خاوند کو ناگوار نہ گزرے اور نہ ہی اسے زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ (عون الباری:۲/۴۲۲)

١٢ - باب: لاَ صَدقَةَ إلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنىً

باب ۱۲: صدقہ وہی ہے جس کے بعد بھی آدمی غنی رہے

٧٢١ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَٱبْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ ٱللهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ ٱللهُ). [رواه البخاري: ١٤٢٧]

۷۲۱۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ کی ابتداء اپنے عیال سے کرو بہتر صدقہ وہ ہے جس کے دینے کے بعد بھی دینے والا غنی رہے اور جو شخص سوال کرنے سے پرہیز کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بچنے کی توفیق دے گا اور جو شخص بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔

فوائد: مقصد یہ ہے کہ پہلے اپنے بچوں اور عزیز واقارب کو کھلانا اور ان کی خبر گیری کرنا چاہئے اس سے فاضل ہو اسے خیرات کرنا چاہئے اول خویش بعد درویش۔ (عون الباری:۲/۴۴۲)

٧٢٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْأَلَةَ: (اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالْيَدُ السُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ). [رواه البخاري: ١٤٢٩]

۷۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ کے وقت صدقہ دینے، سوال کرنے اور نہ کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے کہیں بہتر ہے کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا دست سوالی ہے۔

فوائد: جب انسان محتاج ہو کر خیرات کرے گا تو اسے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پڑے گی اور یہی نیچا ہاتھ ہے جسے شریعت نے کراہت کی نظر سے دیکھا ہے۔

١٣ - باب: التَّحْرِيضُ عَلَى الصَّدَقَةِ والشَّفَاعَةِ فِيهَا

باب ۱۳: صدقہ کے لئے ترغیب دینا اور اس کی بابت سفارش کرنے کا بیان

٧٢٣ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ، أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حاجَةٌ، قَالَ: (ٱشْفَعُوا تُؤْجَرُوا، وَيَقْضِي ٱللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ ما شَاءَ). [رواه البخاري: ١٤٣٢]

۷۲۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی سائل آتا یا آپ سے کسی ضرورت کا سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے کہ اس کی داد رسی کے لئے سفارش کرو تمہیں ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہتا ہے جاری فرما دیتا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ضرورت مند لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا اور ان کے لئے بھاگ دوڑ یا سفارش کرنا بہت بڑا ثواب ہے کیونکہ اس سے اللہ کی مخلوق کو آرام پہنچتا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں۔ (عون الباری:۲/۴۲۷)

٧٢٤ : عَنْ أَسْماءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ تُوكِي فَيُوكىٰ عَلَيْكِ). وَفي رواية: (لاَ تُحْصِي فَيُحْصِيَ ٱللهُ عَلَيْكِ). [رواه البخاري: ١٤٣٣]

۷۲۴۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے مال پر گرہ نہ دو ورنہ تم پر بھی بندش کر دی جائے گی ایک روایت میں ہے کہ دینے میں شمار نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تمہیں اسی حساب سے دے گا۔

فوائد: جو شخص بے حساب خیرات کرتا ہے اللہ اسے رزق بھی بے شمار دیتے ہیں یہ نفلی صدقہ کے متعلق ہے۔

١٤ - باب: الصَّدَقَةُ فِيمَا اسْتَطَاعَ

باب ۱۴: اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ دینا

٧٢٥ : وَفي رواية: (لاَ تُوعِي فَيُوعِيَ ٱللهُ عَلَيْكِ، ٱرْضَخِي ما ٱسْتَطَعْتِ). [رواه البخاري: ١٤٣٤]

۷۲۵۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مال کو سینت سینت کر مت رکھو ورنہ اللہ اپنی رحمت تم سے روک لے گا اور جس قدر ممکن ہو خرچ کرتی

رہو

فوائد: اللہ تعالیٰ کا اپنی رحمت کو روک لینے سے مراد خیر و برکت کا اٹھا لینا ہے۔

١٥ - باب: مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

باب ۱۵: جو شخص بحالت شرک صدقہ کرے پھر مسلمان ہو جائے

٧٢٦ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ، كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الجَاهِلِيَّةِ، مِنْ صَدَقَةٍ، أَوْ عَتَاقَةٍ، وَصِلَةِ رَحِمٍ، فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَسْلَمْتَ عَلَى ما سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ). [رواه البخاري: ١٤٣٦]

۷۲۶۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں عبادت کی نیت سے جو صدقہ دیتا تھا یا غلام آزاد کرتا اور صلہ رحمی کرتا تھا آپ بتائیں کہ ان کا کوئی ثواب ہو گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ نیکیوں پر پابند رہنے کی بنا پر ہی تو مسلمان ہوئے ہو تمہیں ان کا ثواب ملے گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اسے زمانہ کفر کی نیکیوں کا بھی ثواب ملے گا یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔ (عون الباری:۲/۴۳۰)

١٦ - باب: أَجْرُ الخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غَيْرَ مُفْسِدٍ

باب ۱۶: خدمت گار کا ثواب جبکہ وہ بحکم آقا دے بشرطیکہ اس کی نیت بگاڑ کی نہ ہو

٧٢٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الخَازِنُ المُسْلِمُ الأَمِينُ، الَّذِي يُنْفِذُ - وَرُبَّما قَالَ: يُعْطِي - ما أُمِرَ بِهِ، كامِلًا مُوَفَّرًا، طَيِّبًا بِهِ نَفْسُهُ، فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ، أَحَدُ المُتَصَدِّقَيْنِ). [رواه البخاري: ١٤٣٨]

۷۲۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا وہ مسلمان خزانچی جو امانت دار ہو اور اپنے آقا کا حکم جاری کر دے اور کبھی آپ یوں فرماتے کہ اس کا آقا جو حکم دے اسے بلا کم و کاست خوشی سے دوسرے کے حوالے کر دے تو وہ بھی خیرات کرنے والوں میں سے ایک ہو گا۔

فوائد: صاحب مال اور اس کے حکم کی بجا آوری کرنے والا دونوں ثواب میں شریک ہوں گے فرق یہ ہو گا کہ نوکر کو اضافی ثواب نہیں ملے گا۔ جبکہ مالک کو دس گناہ اضافی ثواب بھی دیا جائے گا۔ (عون الباری:۲/۴۳۱)

١٧ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ﴾ اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقَ مَالٍ خَلَفاً

باب ١٧: ارشاد باری تعالیٰ: "جو شخص صدقہ دے اور ڈر جائے" اور یہ دعا کہ "اے اللہ خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا کر۔"

٧٢٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (ما مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُما: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا). [رواه البخاري: ١٤٤٢]

٧٢٨۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگ صبح نکلتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا کر اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ کنجوس کو تباہی و بربادی سے دو چار کر۔

فوائد: دوسری حدیث میں ہے کہ کسی بندے کا مال اللہ کی راہ میں دینے سے کم نہیں ہوتا۔

١٨ - باب: مَثَلُ البَخِيلِ والمُتَصَدِّقِ

باب ١٨: صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال

٧٢٩ : وعَنه رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يَقُولُ: (مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ، كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ، عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ، مِنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَأَمَّا المُنْفِقُ: فَلاَ يُنْفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ، أَوْ وَفَرَتْ عَلَى جِلْدِهِ، حَتَّى تُخْفِيَ بَنَانَهُ، وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ. وَأَمَّا البَخِيلُ: فَلاَ يُرِيدُ أَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا، فَهُوَ يُوَسِّعُهَا فَلاَ تَتَّسِعُ). [رواه البخاري: ١٤٤٣]

٧٢٩۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کنجوس اور سخی کی مثال ان دو انسانوں کی طرح ہے جو سینے سے گردن تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے ہیں جب سخی خرچ کرنا چاہتا ہے تو وہ لباس کھل جاتا ہے یا اس کے جسم پر کشادہ ہو جاتا ہے اور بخیل جب خرچ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لباس کی ہر کڑی اپنی جگہ پر جم جاتی ہے وہ ہرچند اسے کھولنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ سخی آدمی کا دل' خرچ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس کی طبیعت میں کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ بخیل آدمی کا معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور دل میں گھٹن پیدا ہو جاتی ہے۔ (عون الباری: ۲/۴۳۴)

۱۹ - باب: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ

باب ۱۹: ہر مسلمان پر خیرات کرنا واجب ہے اگر نہ پائے تو بھلی بات کو عمل میں لانا خیرات ہے۔

۷۳۰ : عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ). فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: (يَعْمَلُ بِيَدِهِ، فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ). قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: (يُعِينُ ذَا الحَاجَةِ المَلْهُوفَ). قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: (فَلْيَعْمَلْ بِالمَعْرُوفِ، وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ١٤٤٥]

۷۳۰۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر مسلمان کے لئے خیرات کرنا ضروری ہے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر کسی کو میسر نہ ہو (تو کیا کرے؟) آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے خود بھی فائدہ اٹھائے اور خیرات بھی کرے لوگوں نے پھر عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا وہ کسی صاحب حاجت اور ستم زدہ کی فریاد رسی کرے لوگوں نے پھر عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ اچھی بات پر عمل کرے اور بری بات سے باز رہے تو اس کے لئے یہی صدقہ ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اللہ کی مخلوق پر شفقت ومہربانی کرنا چاہیے خواہ مال خرچ کرنے سے ہو یا بھلی بات کہنے سے کم از کم کسی کے متعلق بری بات کرنے سے باز رہنا بھی شفقت ومہربانی ہی کی ایک قسم ہے۔

(عون الباری:۲/۴۳۶)

۲۰ - باب: قَدْرُ كَمْ يُعْطَى مِنَ الزَّكَاةِ وَالصَّدَقَةِ

باب ۲۰: زکوۃ یا صدقہ سے (کسی ضرورت مند کو) کس قدر دینا چاہیے

۷۳۱ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: بُعِثَ إِلَى نُسَيْبَةَ الأَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا مِنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟). فَقُلْتُ: لَا، إِلَّا مَا أَرْسَلَتْ بِهِ نُسَيْبَةُ

۷۳۱۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نسیبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صدقہ کی بکری بھیجی گئی انہوں نے اس میں سے کچھ گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا رسول اللہ ﷺ نے (گھر تشریف لا کر) پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس بکری

مِنْ تِلْكَ الشَّاةِ، فَقَالَ: (هَاتِ، فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا). [رواه البخاري: ١٤٤٦]

کا گوشت جو نسیبہ رضی اللہ عنہا نے بھیجا ہے بس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا اس کو لاؤ کیونکہ وہ اپنے مقام پر پہنچ چکا ہے۔

فوائد: ملک کے بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے کیونکہ زکوۃ کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام تھا لیکن محتاج کو جب زکوۃ ملی اور اس نے بطور تحفہ کچھ دے دیا تو ایسا کرنا جائز ہے اب اس پر زکوۃ کے احکام نہیں رہے۔ (عون الباری:۲/۴۳۷)

٢١ - باب: العَرْضُ فِي الزَّكَاةِ

باب ۲۱: زکوۃ میں (نقدی کی بجائے) دیگر اسباب کا لینا دینا

٧٣٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمَرَ ٱللهُ رَسُولَهُ ﷺ: (وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا، وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ، وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ). [رواه البخاري: ١٤٤٨]

۷۳۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں زکوۃ کے وہ احکام لکھ کر دیئے جو اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے تھے ان میں سے یہ بھی تھا کہ جس کسی پر صدقہ میں ایک برس کی اونٹنی فرض ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی ہو تو اس سے وہی قبول کر لی جائے اور صدقہ وصول کرنے والا بیس درہم یا دو بکریاں اسے واپس دے اور اگر سال بھر کی اونٹنی زکوۃ میں مطلوب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ دو برس کا نر اونٹ ہو تو وہ بھی قبول کر لیا جائے مگر اس کے ساتھ اسے کچھ نہ دیا جائے۔

فوائد: امام بخاری کے نزدیک سونے چاندی کے بجائے دیگر اسباب کا بطور زکوۃ لینا دینا جائز ہے جبکہ جمہور اس کے خلاف ہیں امام بخاری کی دلیل بایں طور ہے کہ جب واجب سے زیادہ نفیس اونٹنی زکوۃ میں لی جا سکتی ہے تو دیگر اسباب کا دینا بھی جائز ٹھہرا لیکن اس دلیل میں اتنا وزن نہیں ہے کیونکہ اگر زکوۃ میں قیمت کا لحاظ ہوتا تو مختلف جانوروں کی عمر کا تعین بے سود ٹھہرتا ہے جب شارع نے جانوروں کی عمریں متعین کر دیں ہیں تو اس کا صاف مطلب ہے کہ انہی کا ادا کرنا ضروری ہے۔ (عون الباری:۲/۴۳۸)

٢٢ - باب: لاَ يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلاَ يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجتمعٍ

باب ۲۲: (زکوۃ سے بچنے کے لئے) الگ الگ مال کو اکٹھا نہ کیا جائے

اور نہ ہی یکجائی کو متفرق کیا جائے

٧٣٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: كَتَبَ لَهُ ٱلَّتِي فَرَضَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (وَلاَ يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلاَ يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ). [رواه البخاري: ١٤٥٠]

۷۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں زکوۃ کے متعلق وہ احکام لکھ کر دیئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے (ان میں یہ بھی تھا کہ) صدقہ کے خوف سے متفرق مال کو یکجا نہ کیا جائے اور نہ یکجائی مال کو متفرق کیا جائے۔

فوائد: اس کی صورت یہ ہے کہ تین آدمیوں کی الگ الگ چالیس چالیس بکریاں ہیں اور ہر ایک پر ایک ایک بکری زکوۃ واجب ہے زکوۃ لینے والا جب آئے تو وہ تینوں اپنی بکریاں یکجا کر دیں اسی صورت میں ایک ہی بکری دینا ہو گی اسی طرح دو آدمیوں کی بطور شراکت دو سو بکریاں ہیں ان پر تین بکریاں زکوۃ واجب ہے وہ زکوۃ کے وقت اپنی بکریاں الگ الگ کر لیں تاکہ دو بکریاں زکوۃ دی جائے ایسا کرنا منع ہے کیونکہ یہ ایک فریب اور ناجائز حیلہ گری ہے۔ (عون الباری:۲/۴۳۹)

٢٣ - باب: مَا كَانَ مِن خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ

باب ۲۳: شراکت دار (زکوۃ کا) حصہ برابر برابر ادا کریں

٧٣٤ : وفي رواية: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: كَتَبَ لَهُ ٱلَّتِي فَرَضَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (وما كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ، فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ). [رواه البخاري: ١٤٥١]

۷۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے احکام زکوۃ لکھ کر دیئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے ان میں یہ بھی تھا کہ جو مال دو شریکوں کا اکٹھا ہو تو وہ زکوۃ کی رقم بقدر حصہ برابر برابر ادا کریں۔

فوائد: اس کی صورت یہ ہے کہ دو شریکوں کی چالیس بکریاں ہیں تو ایک بکری بطور زکوۃ دینا ہو گی اب جس کے مال سے یہ بکری لی گئی ہے اسے چاہئے کہ وہ دوسرے شریک سے اس کی نصف قیمت وصول کرے۔ (عون الباری:۲/۴۴۰) اگر ایک کی دس اور ایک کی تیس ہوں تو دس والے کو ایک چوتھائی اور تیس والے کو تین چوتھائی دینا ہو گا۔

٢٤ - باب: زَكَاةُ الإِبِلِ

باب ۲۴: اونٹوں کی زکوۃ

٧٣٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ

۷۳۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت

رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: (وَيْحَكَ، إِنَّ شَأْنَهَا شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (فَٱعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ ٱللهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا). [رواه البخاري: ١٤٥٢]

کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرے لئے خرابی ہو ہجرت کا معاملہ بہت سخت ہے کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں جن کی تو زکوۃ ادا کرتا ہو اس نے عرض کیا جی ہاں' آپ نے فرمایا (پھر تجھے ہجرت کی ضرورت نہیں) دریاؤں کے اس پار عمل کرتا رہ اللہ تعالیٰ تیرے اعمال سے کسی چیز کو ضائع نہیں کرے گا۔

فوائد: مطلب یہ ہے اگر انسان فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا تو جہاں چاہے رہے اللہ تعالیٰ اس سے باز پرس نہیں کرے گا۔ (عون الباری: ۲/۴۴۱)

٢٥ - باب: مَنْ بَلَغَت عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ

باب ۳۵: جسکے مال میں ایک سالہ اونٹنی صدقہ پڑتی ہو لیکن اسکے پاس نہ ہو (تو کیا کرے؟)

٧٣٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ، الَّتِي أَمَرَ ٱللهُ رَسُولَهُ ﷺ: (مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الإِبِلِ صَدَقَةُ الجَذَعَةِ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ، وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ ٱسْتَيْسَرَتَا لَهُ، أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا. وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ، وَعِنْدَهُ الجَذَعَةُ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الجَذَعَةُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ. وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بِنْتُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ، وَيُعْطِي

۷۳۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں وہ فرائض زکوٰۃ لکھ کر دیئے جن کا اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا تھا یعنی اگر کسی کے اونٹوں پر زکوۃ بقدر چہار سالہ بچے کے فرض ہو اور اس کے پاس چہار سالہ بچہ نہ ہو بلکہ سہ سالہ ہو تو اس سے سہ سالہ بچہ لے لیا جائے گا اور اس کے ساتھ دو بکریاں بھی لی جائیں گی۔ بشرطیکہ آسانی سے میسر ہوں بصورت دیگر بیس درہم وصول کر لئے جائیں گے اور جس کے ذمہ سہ سالہ ہو اور اس کے پاس سہ سالہ کی بجائے چہار سالہ ہو تو اس سے چہار سالہ قبول کر لیا جائے گا اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے اور اگر زکوۃ میں سہ سالہ بچہ فرض ہو اور اس کے پاس سہ سالہ کی بجائے دو سالہ مادہ بچہ ہو تو وہی قبول کر لیا جائے اور وہ مزید اس کے ساتھ

شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ، وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ. وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ، وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، وَيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ).

[رواه البخاري: ١٤٥٣]

بیس درھم یا دو بکریاں دے گا اور اگر زکوۃ میں دو سالہ مادہ بچہ واجب ہو اور اور اس کے پاس سہ سالہ بچہ موجود ہو تو وہی لے کر بیس درھم یا دو بکریاں واپس کر دی جائیں اگر زکوۃ میں دو سالہ بچہ واجب ہو اور اس کے پاس دو سالہ کے بجائے یک سالہ مادہ بچہ ہو تو وہی قبول کر لیا جائے لیکن وہ اس کے ہمراہ بیس درہم یا دو بکریاں مزید دے گا۔

فوائد : ان صورتوں میں کمی بیشی کے طور پر بیس درہم یا دو بکریوں میں ایک کا انتخاب کرنا دینے والے کی ذمہ داری ہے خواہ مالک ہو یا وصول کنندہ لینے والا اپنی مرضی سے کسی ایک کو لینے کا مجاز نہیں ہے۔ (عون الباری: ۲/۳۴۳)

٢٦ - باب: زَكَاةُ الْغَنَمِ

باب ۲۶: بکریوں کی زکوۃ کا بیان

٧٣٧ : وعنه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ، لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ:

بِسْمِ ٱللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم

هٰذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ، الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَالَّتِي أَمَرَ ٱللهُ بِهَا رَسُولَهُ، فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلاَ يُعْطِ:

(فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الإِبِلِ فَمَا دُونَهَا، مِنَ الْغَنَمِ، مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ أُنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا

۷۳۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو (زکوۃ وصول کرنے کے لئے) بحرین کی جانب روانہ کیا تو یہ پروانہ لکھ دیا تھا۔

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

یہ احکام صدقہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر فرمائے ہیں اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا ہے لہٰذا جس مسلمان سے اس تحریر کے مطابق زکوۃ کا مطالبہ کیا جائے وہ اسے ادا کرے اور جس سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے وہ نہ دے چوبیس اونٹ یا اس سے کم تعداد پر ہر پانچ میں ایک بکری فرض ہے پچیس سے پینتیس تک یک سالہ مادہ بچہ شتر، چھتیس سے

وَثَلَاثِينَ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ أُنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ إِلَى سِتِّينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْجَمَلِ، فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَسِتِّينَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ - يَعْنِي - سِتًّا وَسَبْعِينَ إِلَى تِسْعِينَ فَفِيهَا بِنْتَا لَبُونٍ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْجَمَلِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ، وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ، إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ فَفِيهَا شَاةٌ.

وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ: فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٌ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مِائَتَيْنِ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِيهَا ثَلَاثٌ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً، فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا). [رواه البخاري: ١٤٥٤]

پینتالیس تک دو سالہ مادہ بچہ شتر چھیالیس سے ساٹھ تک سہ سالہ مادہ شتر جو قابل جفتی ہو اکسٹھ سے پچھتر تک چار سالہ چھہتر سے نوے تک دو عدد دو سالہ مادہ شتر اکانوے سے یک صد بیس تک دو عدد سہ سالہ مادہ شتر جو قابل جفتی ہو اگر اس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس پر دو سالہ مادہ شتر اور ہر پچاس پر سہ سالہ مادہ شتر اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان پر زکوۃ فرض نہیں لیکن ان کا مالک اگر چاہے تو زکوۃ دے سکتا ہے اگر پانچ اونٹ ہوں تو ان پر ایک بکری واجب ہے بکریوں کی زکوۃ کے متعلق یہ ضابطہ ہے کہ جنگل میں چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں تو ایک سو بیس تک ایک بکری دینا ہوگی ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں اور دو سو ایک سے تین سو تک تین بکریاں دینا ضروری ہیں اور اگر تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری دینا ہوگی اور اگر بکریاں چالیس سے کم ہوں تو زکوۃ نہیں ہاں مالک دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے چاندی میں زکوۃ چالیسواں حصہ ہے بشرطیکہ دو سو درھم ہوں اگر ایک سو نوے درھم ہیں تو ان پر کچھ زکوۃ نہیں ہاں اگر مالک دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

فوائد: حدیث کے آخر میں ایک ایک صد نوے کی تعداد دہائیوں کے اعتبار سے ہے مطلب یہ ہے کہ یکصد ننانوے تک کوئی زکوٰۃ نہیں ہاں جب پورے دو سو ہوں گے تو زکوٰۃ واجب ہو گی۔ (عون الباری:۲/۴۴۶)

٢٧ - باب: لاَ يُؤخَذُ فِي الصَّدَقَةِ إِلَّا السَّلِيم

باب ۲۷: زکوٰۃ میں صرف صحیح وتندرست جانور لیا جائے۔

٧٣٨ : وعَنه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ، الَّتِي أَمَرَ ٱللهُ رَسُولَهُ ﷺ: (وَلاَ يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ، وَلاَ ذَاتُ عَوَارٍ، وَلاَ تَيْسٌ، إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ). [رواه البخاري: ١٤٥٥]

۷۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک تحریر لکھ کر دی تھی جس کا حکم اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو دیا تھا کہ زکوٰۃ میں بوڑھی بکری اور عیب دار جانور نہ نکالا جائے اور نہ ہی بکرا دیا جائے ہاں اگر صدقہ وصول کرنے والا چاہے تو لے سکتا ہے۔

فوائد: زکوٰۃ کے جانور اگر سب مادہ ہیں اور افزائش نسل کے لئے نر کی ضرورت ہو تو نر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح کوئی عمدہ نسل کا اونٹ' گائے یا بکری کی ضرورت تو نسل کشی کے لئے اسے لینا بھی جائز ہے اگرچہ عیب دار ہی کیوں نہ ہو۔

٢٨ - باب: لاَ تُؤخَذُ كَرَائِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

باب ۲۸: زکوٰۃ میں لوگوں کا عمدہ مال نہ لیا جائے

٧٣٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: حديثُ بَعثِ مُعاذٍ إلى اليَمَنِ تقَدَّمَ وفي هٰذِهِ الرِّوايَة قَالَ: (إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ. .) وَذَكَرَ بَاقي الحَديث، ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِه: (. . وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ). [رواه البخاري: ١٤٥٨]

۷۳۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت (۷۰۲) جس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا ذکر ہے پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ! تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو پھر باقی حدیث ذکر کی جس کے آخر میں ہے کہ لوگوں کے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا۔

فوائد: یہ اس لئے ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعے غرباء سے ہمدردی مقصود ہے لہٰذا اغنیاء پر زیادتی کر کے مفلوک الحال لوگوں سے ہمدردی کرنا جائز نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث کے آخر میں فرمان نبوی ہے کہ مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا۔

٢٩ - باب: الزَّكَاةُ عَلَى الأَقَارِبِ

٧٤٠ : وعَنه رَضِيَ ٱللهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالمَدِينَةِ مالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ المَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدْخُلُهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾. قامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ ٱللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾. وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحاء، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلهِ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ ٱللهِ، فَضَعْهَا، يَا رَسُولَ ٱللهِ، حَيْثُ أَرَاكَ ٱللهُ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (بَخٍ، ذٰلِكَ مالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ ما قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ). فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ. [رواه البخاري: ١٤٦١]

باب ۲۹: اپنے رشتہ داروں کو زکوۃ دینا

۷۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں تمام انصار سے زیادہ مالدار تھے ان کے کھجور کے باغات تھے انہیں سب سے زیادہ پسند بیرحاء نامی باغ تھا جو مسجد نبوی کے سامنے واقع تھا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور اس کا خوشگوار پانی پیتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''تم نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک اپنی مرغوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو'' تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو اور میرا سب سے محبوب مال ''بیرحاء'' ہے لہٰذا وہ آج سے اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ کے ہاں اس کے ثواب اور آخرت میں اس کے ذخیرہ ہونے کا امیدوار ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اسے اللہ کے حکم کے مطابق مصرف میں لے آئیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت خوب یہ تو بہت نفع بخش مال ہے یہ تو واقعی نفع بخش مال ہے اور جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں

تقسیم کر دیا۔

فوائد : رشتہ داروں کو خیرات دینے سے دو گناہ اجر ملتا ہے صدقہ خیرات اور صلہ رحمی کرنے کا اگرچہ یہ نفلی صدقہ تھا تاہم امام بخاری نے زکوٰۃ کو اس پر قیاس کیا اور ایسا کرنا مطلقاً جائز ہے بشرطیکہ رشتہ دار محتاج ہو۔ (عون الباری:۲/۴۵۰)

٧٤١ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: حَدِيثُهُ فِي خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى تَقَدَّمَ، وَفِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ قَالَ: فَلَمَّا صَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ، جَاءَتْ زَيْنَبُ، امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هٰذِهِ زَيْنَبُ، فَقَالَ: (أَيُّ الزَّيَانِبِ؟). فَقِيلَ: امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: (نَعَمْ، ائْذَنُوا لَهَا). فَأُذِنَ لَهَا، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ، وَكَانَ عِنْدِي حُلِيٌّ لِي، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ وَوَلَدَهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ، زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ). [رواه البخاري: ١٤٦٢]

۷۴۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث (۵۳۱) پہلے گزر چکی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عید گاہ تشریف لے جانے کے متعلق ہے اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ جب آپ لوٹ کر اپنے مکان پر تشریف لائے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگی چنانچہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! زینب رضی اللہ عنہا آئی ہے تو آپ نے پوچھا کونسی سی زینب رضی اللہ عنہا؟ عرض کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی' آپ نے فرمایا اچھا انہیں اجازت دے دو چنانچہ اجازت دی گئی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے آج صدقہ دینے کا حکم دیا ہے اور میرے پاس کچھ زیور ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے خیرات کر دوں مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ وہ اور اس کے بچے زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں کو صدقہ دوں' تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا ہے تمہارا خاوند اور تمہارے بچے اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ تم ان کو صدقہ دو۔

فوائد : معلوم ہوا کہ بیوی اپنے نادار خاوند پر اور ماں اپنے مفلس بچے پر خیرات کر سکتی ہے اور اسے زکوٰۃ بھی دے سکتی ہے امام بخاری نے زکوٰۃ کو نفلی صدقہ پر قیاس کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۵۲)

٣٠ - باب: لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ

باب ۳۰: مسلمان کے لئے اپنے گھوڑے کی زکوۃ دینا ضروری نہیں

٧٤٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَغلامِهِ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ١٤٦٣]

۷۴۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے خدمت گار غلام اور اس کی سواری کے گھوڑے پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔

فوائد: صحیح موقف یہی ہے کہ غلاموں اور گھوڑوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے اگرچہ وہ بغرض تجارت ہی کیوں نہ رکھے ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی تجارت کے متعلق کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۳۵۳)

٣١ - باب: الصَّدَقَةُ عَلَى الْيَتَامىٰ

باب ۳۱: یتیموں پر صدقہ کرنا

٧٤٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: (إِنِّي مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتِهَا). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقِيلَ لَهُ: ما شَأْنُكَ، تُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ وَلاَ يُكَلِّمُكَ؟ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الوحيُ، قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ، فَقَالَ: (أَيْنَ السَّائِلُ؟). وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ: (إِنَّهُ لاَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ، وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الْخَضْرَاءِ، أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا ٱمْتَدَّتْ خاصِرَتَاهَا، ٱسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ

۷۴۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے جب ہم لوگ آپ کے گرد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا میں اپنے بعد تمہارے حق میں دنیا کی شادابی اور اس کی زیبائش سے ڈرتا ہوں جس کا دروازہ تمہارے لئے کھول دیا جائے گا اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اچھی چیز بھی برائی پیدا کرے گی؟ آپ خاموش ہو گئے اس شخص سے کہا گیا کہ کیا معاملہ ہے تو لب کشائی کئے جا رہا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ تجھ سے گفتگو نہیں فرماتے اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی آرہی ہے راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے چہرہ مبارک سے پسینہ صاف کیا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ گویا آپ نے اس کی تحسین فرمائی پھر فرمایا بات یہ ہے کہ اچھی چیز برائی تو پیدا نہیں کرتی لیکن فصل ربیع ایسی گھاس بھی پیدا کرتی ہے جو جانور کو مار

الشَّمْسِ، فَثَلَطَتْ، وَبَالَتْ، وَرَتَعَتْ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ - أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ - وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ١٤٦٥]

ڈالتی ہے یا بیمار کر دیتی ہے مگر اس سبزہ خور جانور کو جو یہاں تک کھائے کہ اس کی دونوں کوکھ بھر جائیں پھر وہ دھوپ میں آکر لیٹ جائے اور لید اور پیشاب کرے اور پھر چرنے لگے بلاشبہ یہ مال بھی سرسبز وشیریں ہے اور مسلمان کا بہترین ساتھی ہے مگر اس وقت جب اس سے مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا جائے۔ یا اس قسم کی کوئی اور بات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی اور جو شخص اس مال کو ناحق لے گا وہ اس شخص کی طرح ہو گا جو کھاتا جائے مگر سیر نہ ہو ایسا مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

فوائد: یہ مثال دے کر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حقیقت سے آگاہ فرمایا ہے کہ دولت اگرچہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اچھی چیز ہے مگر جب بے موقع اور گناہوں میں صرف ہو گی تو یہی دولت عذاب کا باعث بن جائے گی جیسا کہ موسم بہار کی ہری بھری گھاس بڑی عمدہ نعمت ہے مگر جو جانور حد سے زیادہ کھا جائے تو اس کے لئے یہ زہر قاتل بن جاتی ہے۔

٣٢ - باب: الزَّكَاةُ عَلَى الزَّوْجِ وَالأَيْتَامِ فِي الْحَجْرِ

باب ٣٢: خاوند اور زیر کفالت یتیموں کو زکوٰۃ دینا

٧٤٤ : عَنْ زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدِيثَهَا الْمُتَقَدِّمَ قَرِيبًا، وَقَالَتْ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: انْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ، حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي، فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا: سَلِ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُجْزِيءُ عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ لِي فِي حَجْرِي؟ فَسَأَلَهُ،

٧٤٤۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث (٧٤١) پہلے گزر چکی ہے اور اس طریق میں اتنا اضافہ ہے کہ انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی تو میں نے دروازے پر ایک انصاری خاتون کو پایا جو میری طرح کی ضرورت کے لئے آئی تھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب ہمارے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو کیا میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں اپنا مال اپنے شوہر اور زیر کفالت یتیموں پر خرچ

فَقَالَ: (نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ، أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ). [رواه البخاري: ١٤٦٦]

کردوں چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا ہاں ایسا کر سکتی ہے اسے دوگنا ثواب ملے گا ایک قرابت داری کا دوسرا خیرات دینے کا۔

فوائد: حدیث میں صدقہ کا لفظ جو فرض صدقہ یعنی زکوۃ اور نفل صدقہ یعنی خیرات دونوں کو شامل ہے صحیح موقف یہ ہے کہ مال زکوۃ اپنے خاوند اور بیٹیوں کا دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ محتاج ہوں۔

٧٤٥ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَلِي أَجْرٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ، إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ؟ فَقَالَ: (أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ، فَلَكِ أَجْرُ ما أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ). [رواه البخاري: ١٤٦٧]

۷۴۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں پر خرچ کروں تو کیا مجھے ثواب ملے گا؟ جبکہ وہ میرے ہی بیٹے ہیں آپ نے فرمایا تم ان پر خرچ کرو جو کچھ تم ان پر خرچ کرو گی اس کا ثواب تمہیں ضرور ملے گا۔

فوائد: اگرچہ حدیث میں صراحت نہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان یتیم بچوں پر مال زکوۃ سے خرچ کرتی تھیں تاہم اتنا ضرور قدر مشترک ہے کہ ان پر خرچ ضرور کرتی تھیں۔

٣٣ - باب: قَوْلُ الله تعالى: ﴿وَفِي الرِّقَابِ وَٱلْغَـٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ ٱللَّهِ﴾

باب ۳۳: ارشاد باری تعالیٰ غلاموں کو آزاد کرنے میں' قرضداروں کو نجات دلانے میں اور اللہ کی راہ میں (مال زکوۃ خرچ کیا جائے)

٧٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ، فَقِيلَ: مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ، وَخالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ ٱللهُ وَرَسُولُهُ، وَأَمَّا خالِدٌ: فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خالِدًا، قَدِ ٱحْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ

۷۴۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صدقہ وصول کرنے کا حکم دیا عرض کیا گیا کہ ابن جمیل' خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم نے صدقہ نہیں دیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن جمیل تو اس وجہ سے انکار کرتا ہے کہ وہ تنگدست تھا اللہ اور اس کے رسول نے مالدار کردیا مگر خالد رضی اللہ عنہ پر تم ظلم کرتے ہو انہوں نے زرہیں

وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: فَعَمُّ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا). [رواه البخاري: ١٤٦٨]

اور آلات جنگ اللہ کی راہ میں وقف کر رکھے ہیں رہے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں ان کی زکوۃ ان پر صدقہ ہے اور اس کے برابر اور بھی (میری طرف سے ہوگی)

فوائد: صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زکوۃ بلکہ اس سے دو چند میں ادا کروں گا کیونکہ چچا' باپ ہی کی طرح ہوتا ہے اس لئے اپنے چچا کی طرف سے میں خود زکوۃ ادا کروں گا۔ (عون الباری:۲/۴۶۳)

٣٤ - باب: الاسْتِعْفَافُ عَنِ المَسأَلَةِ

باب ۳۴: سوال کرنے سے بچنا

٧٤٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ، سَأَلُوا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفِدَ ما عِنْدَهُ، فَقَالَ: (ما يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ ٱللهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ ٱللهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ ٱللهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ). [رواه البخاري: ١٤٦٩]

۷۴۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال کا) سوال کیا تو آپ نے دے دیا انہوں نے دوبارہ مانگا تو آپ نے پھر دے دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہوگیا بالآخر آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہو گا اسے تم لوگوں سے بچا کر نہیں رکھوں گا لیکن یاد رکھو جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اللہ اسے فقرو فاقہ سے بچائے گا اور جو شخص (دنیا کے مال سے) بے نیاز رہے گا اللہ اسے غنی کردے گا اور جو شخص صبر کرے گا اللہ اسے صابر بنا دے گا اور کسی شخص کو صبر سے بہتر کوئی وسیع تر نعمت نہیں دی گئی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں سوال نہ کرنے کے تین درجے ہیں پہلا یہ کہ انسان سوال سے پرہیز کرے لیکن استغناء کو ظاہر نہ کرے' دوسرا یہ کہ مخلوق سے تو بے نیاز رہے البتہ اگر اسے کچھ دے دیا جائے تو بطیب خاطر قبول کرے اور تیسرا یہ کہ دینے کے باوجود اسے قبول نہ کرے یہ آخری درجہ صبروثبات کا ہے جو تمام مکارم اخلاق کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ (عون الباری:۲/۴۶۶)

٧٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لأَنْ يَأْخُذَ

۷۴۸۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے اگر کوئی

أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا فَيَسْأَلَهُ، أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ). [رواه البخاري: ١٤٧٠]

رسی لے کر اس میں لکڑیوں کا گٹھا باندھے اور اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے تو دوسرے کے پاس جاکر سوال کرنے سے بہتر ہے (معلوم نہیں) وہ اسے دے یا نہ دے۔

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دوسروں سے سوال کرنے کی بڑے بلیغ انداز میں مذمت فرمائی ہے۔ (عون الباری:۲/۴۶۵)

٧٤٩ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَيَأْتِي بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا، فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ). [رواه البخاري: ١٤٧١]

۷۴۹۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اسے فروخت کرے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت و آبرو قائم رکھے تو یہ اس کے لئے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ لوگ اسے دیں یا نہ دیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ہاتھ سے محنت کر کے کھانا بہترین کمائی ہے واضح رہے کہ معیشت کے تین اصول ہیں' زراعت' تجارت اور صنعت و حرفت' ان میں پہلا درجہ زراعت کا ہے کیونکہ اس میں ہاتھ سے محنت اور اللہ پر توکل کیا جاتا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۶۶)

٧٥٠ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: (يَا حَكِيمُ، إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى). قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ،

۷۵۰۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ نے مجھے دے دیا میں نے پھر مانگا تو بھی آپ نے دے دیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے مجھے پھر بھی دے دیا اور اس کے بعد فرمایا اے حکیم رضی اللہ عنہ! یہ مال سبز و شیریں ہے جو شخص اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لیتا ہے اس کو برکت عطا ہوتی ہے اور جو طمع کے ساتھ لیتا ہے اس کو اس میں برکت نہیں دی جاتی اور ایسا آدمی اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا تو ہے مگر سیر نہیں ہوتا نیز اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے حضرت

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لاَ أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا، حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا. فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ، أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ، فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ. فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى تُوُفِّيَ. [رواه البخاري: ١٤٧٢]

حکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا یہاں تک کہ دنیا سے چلا جاؤں چنانچہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو وظیفہ دینے کے لئے بلاتے رہے مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں ان کو بلا کر وظیفہ دینا چاہا لیکن انہوں نے انکار کیا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حکیم رضی اللہ عنہ کو ان کا حق پیش کیا مگر وہ مال غنیمت سے اپنا حق لینے سے انکار کرتے ہیں الغرض حضرت حکیم رضی اللہ عنہ پھر رسول اللہ ﷺ کے بعد جب تک زندہ رہے کسی سے کچھ نہ لیا۔

فوائد: ضرورت کے بغیر کسی دوسرے سے سوال کرنا حرام ہے محنت و مزدوری پر قدرت رکھنے والے کے لئے بھی یہی حکم ہے البتہ بعض حضرات نے تین شرائط کے ساتھ کچھ گنجائش پیدا کی ہے اصرار نہ کرے' اپنی عزت نفس کو مجروح نہ ہونے دے اور جس شخص سے سوال کرے اسے تکلیف نہ دے اگر یہ شرائط نہ ہوں تو بالاتفاق حرام ہے۔ (عون الباری:۲/۴۶۹)

٣٥ - باب: مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئاً مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلاَ إِشْرَافِ نَفْسٍ

باب ۳۵: جس شخص کو اللہ بغیر سوال اور بغیر طمع کے کچھ دے (تو اسے قبول کرنا چاہیے)

٧٥١ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ، فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي. فَقَالَ: (خُذْهُ، إِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ

۷۵۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے مال دیتے تھے تو میں کہتا تھا یہ اس شخص کو دیں جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو تب آپ فرماتے اگر بن مانگے بغیر انتظار کئے تمہارے پاس مال آجائے تو لے لیا کرو اور جو ایسا نہ

شَيْءٌ، وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلاَ سَائِلٍ، فَخُذْهُ، وَما لاَ، فَلاَ تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ). [رواه البخاري: ١٤٧٣]

ہو اس کے پیچھے مت پڑو۔

فوائد: سوال کئے بغیر جو ملے اس کا لینا جائز ہے بشرطیکہ مال حرام نہ ہو اگر حرام کا یقین ہو تو لینا جائز نہیں اگر مشتبہ ہے تو پرہیزگاری کا تقاضا ہے کہ اس قسم کے مال سے بھی اجتناب کرے تاہم لینے میں تھوڑی بہت گنجائش ضرور ہے۔ (عون الباری:۷۱/۲/۴)

٣٦ - باب: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا

باب ٣٦: جو اپنی دولت بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرے

٧٥٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ، حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ في وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ). وَقَالَ: (إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الأُذُنِ، فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ ٱسْتَغَاثُوا بِآدَمَ، ثُمَّ بِمُوسٰى، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ). [رواه البخاري: ١٤٧٤، ١٤٧٥]

٧٥٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص برابر لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی تک نہ ہوگی نیز آپ نے فرمایا قیامت کے دن آفتاب اتنا قریب آجائے گا کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا سب لوگ اسی حال میں حضرت آدم علیہ السلام سے فریاد کریں گے پھر موسیٰ علیہ السلام سے اور پھر محمد ﷺ سے۔

فوائد: سوال کرنے کی سزا میں اس کے چہرے کی رونق کو ختم کر دیا جائے گا صرف ہڈیاں ہی رہ جائیں گی ایسی بھیانک اور قبیح شکل میں قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہو گا۔ (عون الباری:۷۲/۲/۴)

٣٧ - باب: حَدُّ الغِنَى

باب ٣٧: کس قدر مال سے غنا حاصل ہوتی ہے؟

٧٥٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ، تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ

٧٥٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسکین وہ نہیں جو لوگوں سے سوال کرتا پھرے اور وہ اسے ایک یا دو لقمے ایک کھجور یا دو کھجوریں دے دیں بلکہ مسکین وہ

وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنِ الْمِسْكِينُ الَّذِي لاَ يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلاَ يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلاَ يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ). [رواه البخاري: ١٤٧٩]

ہے جس کو بقدر ضرورت چیز نہ ملے نہ تو لوگوں کو اس کی حالت معلوم ہو کہ اس کو خیرات دے سکیں اور نہ خود کسی سے سوال کرنے پر آمادہ ہو

فوائد: امام بخاری کا مقصود وہ حد بتلانا ہے جس کی موجودگی میں لوگوں سے سوال کرنا منع ہے لیکن اس حدیث میں اس کی صراحت نہیں ہے دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے پاس صبح وشام کا کھانا موجود ہے اسے دوسروں سے سوال کرنے کی اجازت نہیں۔

٣٨ - باب: خَرْصُ التَّمْرِ

باب ٣٨: کھجور کا (درختوں پر) اندازہ لگانا

٧٥٤ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَلَمَّا جَاءَ وَادِي الْقُرَى، إِذَا ٱمْرَأَةٌ فِي حَدِيقَةٍ لَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَصْحَابِهِ: (ٱخْرُصُوا). وَخَرَصَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ، فَقَالَ لَهَا: (أَحْصِي ما يَخْرُجُ مِنْهَا). فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ: (أَمَا، إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَلاَ يَقُومَنَّ أَحَدٌ، وَمَنْ كانَ مَعَهُ بَعِيرٌ فَلْيَعْقِلْهُ). فَعَقَلْنَاهَا، وَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَأَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّءٍ. وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، وَكَسَاهُ بُرْدًا، وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ، فَلَمَّا أَتَى وَادِي الْقُرَى قَالَ لِلْمَرْأَةِ: (كَمْ جاءَتْ حَدِيقَتُكِ؟). قَالَتْ: عَشْرَةَ أَوْسُقٍ، خَرْصَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي مُتَعَجِّلٌ

٧٥٤۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب آپ وادی قریٰ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے باغ میں ہے آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اندازہ کرو (اس میں کتنی کھجوریں ہوں گی) خود رسول اللہ ﷺ نے اس کا دس وسق اندازہ لگایا پھر اس عورت سے فرمایا کہ جتنی کھجوریں پیدا ہوں ان کو وزن کرلینا پھر جب ہم تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا آج رات کو سخت آندھی آئے گی اس لئے رات کوئی خود بھی نہ اٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہو اسے بھی باندھ دے چنانچہ ہم لوگوں نے اونٹوں کو باندھ دیا پھر سخت آندھی آئی اتفاق سے ایک شخص کھڑا ہوا تو اسے (تیز ہوا نے) طے نامی پہاڑ پر پھینک دیا اسی جہاد میں ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک سفید خچر اور اوڑھنے کے لئے ایک چادر بھیجی آپ نے اس علاقہ کی حکومت اس کے نام لکھ دی پھر جب آپ وادی قریٰ لوٹ کر آئے تو آپ

إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ). فَلَمَّا - قَالَ الراوي كَلِمَةً مَعْنَاهَا - أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: (هٰذِهِ طَابَةُ). فَلَمَّا رَأَى أُحُدًا قَالَ: (هٰذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الأَنْصَارِ؟). قَالُوا: بَلَى، قَالَ: (دُورُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دُورُ عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ دُورُ بَنِي سَاعِدَةَ، أَوْ دُورُ بَنِي الحَارِثِ بْنِ الخَزْرَجِ، وَفِي كُلِّ دُورِ الأَنْصَارِ - يَعْنِي - خَيْرًا). [رواه البخاري: ١٤٨١]

نے اس عورت سے پوچھا تمہارے باغ میں کھجوروں کی کتنی پیداوار رہی؟ اس نے عرض کیا دس وسق یہی اندازہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ذرا مدینہ جلدی جانا چاہتا ہوں لہٰذا تم میں سے جو شخص جلدی جانا چاہے وہ جلدی تیار ہو جائے جب آپ کو مدینہ نظر آنے لگا تو فرمایا یہ طابہ ہے اور جب آپ نے احد کو دیکھا تو فرمایا یہ پہاڑ ہے جو ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اسے دوست رکھتے ہیں کیا میں تمہیں بتاؤں کہ انصار میں کس کا گھرانہ بہترین ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا قبیلہ نجار (کا گھرانہ) اس کے بعد بنی عبدالاشہل پھر بنی ساعدہ پھر بنی حارث بن خزرج کے گھرانے اور یوں تو انصار کے تمام گھرانوں میں اچھائی ہے۔

فوائد: درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کا کسی تجربہ کار سے اندازہ لگانا خرص کہلاتا ہے اس اندازے کا دسواں حصہ بطور زکوۃ وصول کیا جاتا ہے واضح رہے کہ اندازہ کردہ مقدار سے اٹھنے والے اخراجات کو منہا کر دیا جائے۔ (عون الباری:۲/۴۷۹)

٣٩ - باب: العُشْرُ فِيمَا يُسْقَى مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ وَبِالْمَاءِ الجَارِي

باب ۳۹: عشر اس کھیتی میں ہے جسے آب باراں یا آب رواں سے سینچا جائے

٧٥٥ : عَنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالعُيُونُ، أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا، العُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ العُشْرِ). [رواه البخاري: ١٤٨٣]

۷۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو کھیتی بارش یا چشمے سے سیراب ہو یا وہ زمین جو خود بخود سیراب ہو اس میں دسواں حصہ لیا جائے اور جو کھیتی کنویں کے پانی سے سینچی جائے اس سے بیسواں حصہ لیا جائے۔

فوائد: دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیداوار پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو اس سے کم مقدار میں عشر نہیں ہے واضح رہے کہ ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع سوا دو سیر یا دو

کلو اور سو گرام کا ہوتا ہے۔

٤٠ - باب: أَخْذُ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَل يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ

باب ۴۰: جب کھجور درختوں سے توڑیں اس وقت زکوۃ لی جائے نیز کیا بچے کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے کہ وہ صدقہ کی کھجوروں سے کچھ لے لے؟

٧٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ، فَيَجِيءُ هٰذَا بِتَمْرِهِ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهِ، حَتَّى يَصِيرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ، فَجَعَلَ الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ، فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيهِ، فَقَالَ: (أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لاَ يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ). [رواه البخاري: ١٤٨٥]

۷۵۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوریں فصل کٹتے ہی آنے لگتیں اور ایسا ہوتا کہ ایک شخص اپنی کھجوریں لے آتا تو ادھر دوسرا شخص اپنی کھجوریں لے آتا اس طرح صدقہ کی کھجوروں کے ڈھیر لگ جاتے ایک روز حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان کھجوروں سے کھیلنے لگے اور ان میں سے کسی نے کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی جسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا تو آپ نے وہ کھجور اس کے منہ سے نکال کر فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آل محمد ﷺ صدقہ نہیں کھاتے؟

فوائد: معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو بھی حرام خوری سے بچایا جائے اور اسے بتایا جائے کہ حرام خوری کبیرہ گناہ ہے تاکہ وہ بڑا ہو کر علی وجہ البصیرت اکل حرام سے پرہیز کرے۔ (عون الباری:۲/۴۸۲)

٤١ - باب: هَلْ يَشْتَرِي صَدَقَتَهُ، وَلاَ بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِي صَدَقَتَه غيرُه

باب ۴۱: کیا آدمی اپنی صدقہ دی ہوئی چیز خود خرید سکتا ہے؟ البتہ دوسرے کی صدقہ دی ہوئی چیز خریدنے میں کوئی قباحت نہیں

٧٥٧ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ

۷۵۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ اللہ کی راہ میں سواری کا

اللهِ، فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (لا تَشْتَرِهِ، وَلاَ تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ، وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ). [رواه البخاري: ١٤٩٠]

گھوڑا دیا جس شخص کے پاس وہ گھوڑا گیا اس نے اسے بالکل خراب اور بے کار کردیا میں نے ارادہ کیا کہ اسے خرید لوں اور میں نے یہ بھی خیال کیا کہ وہ اس گھوڑے کو سستا بیچ دے گا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اسے مت خرید اور اپنا صدقہ واپس نہ لے اگرچہ ایک ہی درھم میں تجھے دے ڈالے کیونکہ خیرات دے کر واپس لینے والا قے کرکے چاٹنے والے کی طرح ہے۔

فوائد: اس حدیث سے بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ اپنا دیا ہوا صدقہ خریدنا حرام ہے لیکن کسی دوسرے کا دیا ہوا صدقہ فقیر سے خریدا جا سکتا ہے اسی طرح اپنا صدقہ اگر بطور وراثت ملے تو اسے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (عون الباری:۲/۴۸۳)

٤٢ - باب: الصَّدَقَةُ عَلَى مَوَالِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۴۲: رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کی لونڈی غلاموں کو صدقہ دینا

٧٥٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَجَدَ النَّبِيُّ شَاةً مَيِّتَةً، أُعْطِيَتْهَا مَوْلاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا؟). قَالُوا: إِنَّهَا مَيِّتَةٌ؟ قَالَ: (إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا). [رواه البخاري: ١٤٩٢]

۷۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مری ہوئی بکری دیکھی جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو بطور صدقہ دے دی گئی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو مردار ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کے غلام اور لونڈیوں کی صدقہ دینا جائز ہے البتہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام لونڈی صدقہ وغیرہ نہیں لے سکتے اس کی حرمت دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

٤٣ - باب: إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ

باب ۴۳: جب صدقہ کی حالت بدل جائے؟

٧٥٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَحْمٍ، تُصُدِّقَ بِهِ

۷۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کچھ گوشت لایا گیا جو حضرت

عَلَى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: (هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ). [رواه البخاري: ١٤٩٥]

بریرہ رضی اللہ عنہا کو بطور صدقہ دیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے لئے تو صدقہ تھا لیکن ہمارے لئے ھدیہ ہے۔

فوائد: جب صدقہ وخیرات کسی محتاج کے پاس پہنچ گیا اور اس کا مالک بن گیا تو اب خیرات کے حکم سے خارج ہو گیا اس کا آگے صدقہ دینا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۴۸۶)

٤٤ - باب: أَخْذُ الصَّدَقَةِ مِنَ الأَغْنِيَاءِ وَتُرَدَّ فِي الْفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوا

باب ۴۴: صدقہ مال داروں سے وصول کر کے فقیروں پر صرف کیا جائے خواہ وہ کہیں ہوں

٧٦٠ : حَدِيثُ مُعَاذٍ، وَبَعْثِهِ إِلَى الْيَمَنِ تَقَدَّمَ، وَفِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: (..وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ). [رواه البخاري: ١٤٩٦]

۷۶۰۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث (۷۰۲، ۷۳۹) اور ان کو یمن بھیجنے کی بات پہلے تذکرہ ہو چکا ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ مظلوم کی فریاد سے ڈرنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہیں۔

فوائد: اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ زکوۃ مالداروں سے وصول کر کے ان کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے۔ امام بخاری اسے عام خیال کرتے ہیں کہ ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک بھیجی جا سکتی ہے جبکہ دیگر محدثین اس سے اتفاق نہیں کرتے ہاں اگر مقامی طور پر ضرورت سے فاضل ہو تو اسے دوسرے شہر میں بھیجا جا سکتا ہے۔

٤٥ - باب: صَلاَةُ الإِمَامِ وَدُعَائِهِ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ

باب ۴۵: صاحب صدقہ کے لئے امام کا رحمت کی خواستگاری اور دعا کرنا

٧٦١ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: (اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلاَنٍ). فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ، فَقَالَ: (اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى). [رواه البخاري: ١٤٩٧]

۷۶۱۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی آپ کے پاس صدقہ لاتا تو آپ یوں دعا فرماتے اے اللہ! فلاں کی اولاد پر مہربانی فرما، چنانچہ میرے والد آپ کے پاس صدقہ لے کر آئے تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ ابی اوفی کی اولاد پر مہربانی فرما

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا یہ خاصہ ہے کہ آپ دوسروں پر صلوٰۃ بھیجنے کے مجاز تھے ہمارے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے کہ ہم کسی کے لئے انفرادی طور پر یہ لفظ استعمال کریں مثلاً ابوبکر ﷺ کہیں کیونکہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص ہیں۔ (عون الباری:۲/۴۸۸)

٤٦ - باب: مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ

باب ۴۶: جو مال سمندر سے نکالا جائے (اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟)

٧٦٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِأَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا، فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا، فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ، فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ، فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ، فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا - فَذَكَرَ الحَدِيثَ - فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ المَالَ). [رواه البخاري: ١٤٩٨]

۷۶۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے ایک شخص سے ہزار دینار قرض مانگے تھے تو اس نے دے دیئے اتفاقاً وہ قرض دار سفر میں گیا اور ادائے قرض کی مدت آگئی (درمیان میں ایک دریا حائل تھا) تو وہ دریا کی طرف گیا مگر اس نے ایسی کوئی سواری نہ پائی (جس پر سوار ہوکر قرض خواہ کے پاس آتا) مجبورا اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں سوراخ کیا اور اس کے اندر ہزار دینار رکھ کر اسے دریا میں بہا دیا وہ شخص جس نے قرض دیا تھا دریا کی طرف آنکلا اسے یہ لکڑی نظر آئی تو اس نے اسے اپنے گھر کے ایندھن کے لئے اٹھالیا پھر انہوں نے پوری حدیث بیان کی (جس کے آخر میں تھا) اور جب اس نے لکڑی کو چیرا تو اس میں اپنا مال رکھا ہوا پایا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید کی ہے جو دریائی مال میں پانچواں حصہ نکالنا ضروری قرار دیتے ہیں امام بخاری کا موقف یہ ہے کہ دریا یا سمندر سے جو چیز ملے اسے اپنی ملکیت میں لینا جائز ہے اور اس میں کسی قسم کا مقررہ حصہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

٤٧ - باب: فِي الرِّكَازِ الخُمُسُ

باب ۴۷: مدفون خزانہ میں پانچواں حصہ واجب ہے

٧٦٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ

۷۶۳۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ). [رواه البخاري: ۱٤۹۹]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانور کا زخم معاف ہے کنویں میں گر کر مرجانے پر کوئی معاوضہ نہیں اور معدن (کان) کا بھی یہی حکم ہے البتہ دفینہ ملنے پر پانچواں حصہ واجب ہے۔

فوائد: امام بخاری کا موقف یہ ہے کہ کان پر مدفون خزانے کے احکام نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کان کے بعد رکاز کا حکم الگ بیان کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۹۳)

٤٨ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَىٰ: ﴿وَٱلْعَـٰمِلِينَ عَلَيْهَا﴾ وَمُحَاسَبَةُ الْمُصَدِّقِينَ مَعَ الإِمَامِ

باب ۴۸: ارشاد باری تعالیٰ: تحصیلداروں کو بھی زکوۃ سے حصہ دیا جائے نیز حاکم کو ان کا محاسبہ کرنا چاہئے

٧٦٤ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا مِنَ الأَسْدِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ، يُدْعَى ابْنَ اللُّتَبِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ. [رواه البخاري: ۱٥۰۰]

۷۶۴۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ سلیم کی زکوۃ وصول کرنے کے لئے قبیلہ اسد کے ایک شخص کو مقرر فرمایا جسے ابن لتبیہ کہا جاتا تھا جب وہ آیا تو آپ نے اس سے حساب لیا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ زکوۃ کی وصولی کے لئے تحصیل دار مقرر کئے جاسکتے ہیں اور انہیں طے شدہ معاوضہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور ان کا محاسبہ کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے وہ خیانت سے باز رہیں گے۔ (عون الباری:۲/۴۹۴)

٤٩ - باب: وَسْمُ الإِمَامِ إِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهِ

باب ۴۹: حاکم وقت کا زکوۃ کے اونٹوں کو خود اپنے ہاتھ سے داغ دینا

٧٦٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: غَدَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهُ، فَوَافَيْتُهُ فِي يَدِهِ الْمِيسَمُ، يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ. [رواه البخاري: ۱٥۰۲]

۷۶۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک صبح ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تاکہ آپ کچھ چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں تو میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ کے ہاتھ میں ایک داغ دینے والا آلہ تھا آپ اس سے زکوۃ

کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔

فوائد : معلوم ہوا کہ جانور کو کسی ضرورت کے پیش نظر داغ دینا درست ہے یہ ایک استثنائی صورت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بلاوجہ حیوان کو تکلیف دینے سے منع فرمایا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۸۵)

کتاب صدقة الفطر
صدقہ فطر کے بیان میں

صدقۃ الفطر ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک میں عید الفطر سے دو دن پہلے فرض ہوا۔ (عون الباری:۲/۸۹۶)

١ - باب: فَرْضُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ
باب ۱: صدقہ فطر کی فرضیت

٧٦٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ آللهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ آللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، عَلَى الْعَبْدِ وَالحُرِّ، وَآلذَّكَرِ وَالأُنْثىٰ، وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلاةِ. [رواه البخاري: ١٥٠٣]

۷۶۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان مرد عورت چھوٹے بڑے' آزاد اور غلام پر صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا جو سے فرض کیا ہے اور نماز کو جانے سے قبل اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔

فوائد: صدقہ فطر ایک صاع ہے جس کے وزن میں مختلف اجناس کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے بہتر ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے مد یا صاع کا استعمال کیا جائے ویسے رائج الوقت وزن دو کلو سو گرام ہے۔ نیز اس کی قیمت ادا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

٢ - باب: الصَّدَقَةُ قَبْلَ الْعِيدِ
باب ۲: عید سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی کا بیان

٧٦٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

۷۶۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ. وَكَانَ طَعَامَنَا الشَّعِيرُ وَالزَّبِيبُ، وَالأَقِطُ وَالتَّمْرُ. [رواه البخاري: ١٥١٠]

ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عید الفطر کے دن اپنے کھانے میں سے ایک صاع ادا کیا کرتے۔ تھے ان دنوں ہماری خوراک جو' کشمش' پنیر اور کھجوریں تھیں۔

فوائد: صدقہ فطر ایک صاع ہی ادا کرنا چاہئے البتہ غریب نادار کے لئے نصف صاع ادا کرنے کی گنجائش ہے' ایسا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ نیز عید الفطر کی نماز سے پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے اگرچہ تقسیم بعد میں کر دیا جائے۔

٣ - باب: صَدَقَةُ الفِطْرِ عَلَى الحُرِّ وَالمَمْلُوكِ

صدقہ فطر ہر آزاد یا غلام پر واجب ہے

٧٦٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ، صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، والحُرِّ وَالمَمْلُوكِ. [رواه البخاري: ١٥١٢]

٧٦٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے آزاد اور غلام پر صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا ہے۔

فوائد: صدقہ فطر اس جنس سے ادا کیا جائے جو سال کے اکثر حصے میں بطور خوراک استعمال ہوتی ہے اس جنس سے بہتر بھی بطور فطرانہ دی جا سکتی ہے البتہ اس سے کم تر کو بطور فطرانہ دینا درست نہیں۔ (عون الباری:٢/٥٠٣)

كتاب الحج
حج کے بیان میں

حج بیت اللہ ارکان اسلام میں سے ہے جو چھ ہجری کو فرض ہوا اور اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے بدنی اور مالی استطاعت کے ہوتے ہوئے زندگی میں اسے ایک دفعہ ادا کرنا ضروری ہے۔ (عون الباری:۲/۵۰۴)

١ - باب: وُجُوبُ الحَجِّ وَفَضْلُهُ

٧٦٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عنهما قَالَ: كانَ الْفَضْلُ بْنُ العبَّاسِ رَدِيفَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَجَاءَتْ ٱمْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ فَرِيضَةَ ٱللهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لاَ يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: (نَعَمْ). وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

[رواه البخاري: ١٥١٣]

باب ۱: حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

۷۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگی تب رسول اللہ ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کا منہ دوسری طرف پھیر دیا اس عورت نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کا فریضہ حج جو اس کے بندوں پر عائد ہے اس نے میرے بوڑھے باپ کو پا لیا ہے مگر وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ''ہاں'' یہ واقعہ حجۃ الوداع میں پیش آیا تھا۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی معذور کی طرف سے حج کرنا جائز ہے بشرطیکہ

کرنے والا پہلے اپنا حج کر چکا ہو اسی طرح کسی کے مرنے کے بعد بھی اس کی طرف سے حج درست ہے۔

٢ - باب: قول الله تعالى: ﴿يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾

باب ٢: ارشاد باری تعالیٰ:

"لوگ تیرے پاس دور دراز راستوں سے دبلے اونٹوں پر سوار یا پیدل چل کر آئیں گے تا کہ اپنے فوائد حاصل کریں۔"

٧٧٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، ثُمَّ يُهِلُّ حَتَّى تَسْتَوِيَ بِهِ قَائِمَةً. [رواه البخاري: ١٥١٤]

٧٧٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہو جاتے اور جب وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تو لبیک کہا کرتے تھے۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پیدل حج کرنا افضل ہے امام بخاری ان کی تردید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر حج کیا ہے اور آپ کی پیروی سب سے افضل ہے۔ (عون الباری:٢/٥٠٧)

٣ - باب: الحَجُّ عَلَى الرَّحْلِ

باب ٣: سوار ہو کر حج کو جانا

٧٧١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَجَّ عَلَى رَحْلٍ، وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ. [رواه البخاري: ١٥١٧]

٧٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر حج کیا اور اس اونٹنی پر آپ کا ساز و سامان بھی لدا ہوا تھا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ سادے پالان پر سوار ہونا سنت ہے اس کے لئے نرم و نازک گدے اور مخملی تکیے تلاش کرنا سنت کے خلاف ہے حج کے ادا کرتے وقت جس قدر مشقت ہو گی اتنا ہی ثواب میں اضافہ ہو گا۔ (عون الباری:٢/٥٠٨)

٤ - باب: فَضْلُ الحَجِّ المَبْرُورِ

باب ٤: حج مبرور کی فضیلت

٧٧٢ : عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الأَعْمَالِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ قَالَ: (لَا،

٧٧٢۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد سب نیک اعمال سے بڑھ کر ہے تو کیا ہم لوگ جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ

لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ). (تمہارے لئے) عمدہ جہاد حج مبرور ہے۔

[رواه البخاري: ١٥٢٠]

فوائد: حج مبرور کی تعریف یہ ہے کہ وہ خالص اللہ کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے اس میں نمود ونمائش کا شائبہ نہ ہو اور اس دوران کسی گناہ کا بھی ارتکاب نہ ہو

٧٧٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ حَجَّ لله، فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ). [رواه البخاري: ١٥٢١]

۷۷۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہ کے لئے حج کرے پھر نہ کوئی گناہ کا کام اور فحش بات کرے تو وہ ایسا بے گناہ واپس ہوگا جیسے اسے آج ہی اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بچہ پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک ہوتا ہے حج کے بعد بھی تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے اسی طرح وہ حقوق اللہ بھی معاف نہیں ہوں گے جو اس نے اپنے ذمہ لئے تھے۔ مثلاً نذر اور کفارہ وغیرہ (عون الباری:۲/۵۱۱)

٥ - باب: مُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ

باب ۵: اہل یمن کے لئے احرام کی جگہ

٧٧٤ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، ولأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، هُنَّ لَهُنَّ، وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ، مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ، حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ. [رواه البخاري: ١٥٣٠]

۷۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات بنایا اہل شام کے لئے جحفہ' اہل نجد کے لئے قرن المنازل اور اہل یمن کے لئے یلملم کو میقات مقرر فرمایا ان مقامات کے باشندوں کے لئے بھی جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرتے ہوئے وہاں سے گزریں اور جو لوگ ان مقامات کے اندر کی جانب ہیں وہ جہاں سے چلیں وہیں سے احرام باندھیں چنانچہ اہل مکہ مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر تجارت یا کسی اور ضروری کام کے لئے مکہ جانا پڑے تو ان مقامات سے احرام باندھنا ضروری نہیں یہ پابندی حج یا عمرہ کرنے والے کے لئے ہے اگر ایسا آدمی احرام کے بغیر میقات سے آگے بڑھ جائے تو گنہگار ہوگا۔

٦ - باب

باب ٦:

٧٧٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا . وَكَانَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ . [رواه البخاري : ١٥٣٢]

٧٧٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے میدان میں اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر وہاں نماز پڑھی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد : امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا "ذو الحلیفہ میں نماز پڑھنا" ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کو جاتے اور واپس آتے وقت اس میدان میں نماز پڑھتے ہوں۔ (عون الباری:۲/۵۱۶)

٧ - باب: خُرُوجُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى طَرِيقِ الشَّجَرَةِ

باب: رسول اللہ ﷺ کا شجرہ کے راستہ سے نکلنا

٧٧٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ، وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ، وَأَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ، وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ، بِبَطْنِ الْوَادِي، وَبَاتَ حَتَّى يُصْبِحَ . [رواه البخاري : ١٥٣٣]

٧٧٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ بطریق شجرہ (مدینہ سے) روانہ ہوئے اور معرس کے راستہ سے (مدینہ میں) داخل ہوئے اور بے شک رسول اللہ ﷺ جب (مدینہ سے) مکہ کے لئے روانہ ہوتے تو مسجد شجرہ میں نماز پڑھا کرتے اور جب لوٹتے تو ذوالحلیفہ کے نشیبی میدان میں نماز پڑھا کرتے اور رات کو صبح تک وہیں قیام کرتے۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر کہیں باہر سے آئے تو اطلاع دیئے بغیر رات کے وقت اپنے گھر میں داخل نہ ہو اگر راستہ میں رات آجائے تو وہیں شب باشی کرے۔ (عون الباری:۲/۵۱۷)

٨ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «العَقِيقُ وَادٍ مُبَارَكٌ»

باب ٨: رسول اللہ ﷺ کا فرمان: "وادی عقیق ایک مبارک وادی ہے۔"

٧٧٧ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِوَادِي الْعَقِيقِ يَقُولُ: (أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ

٧٧٧۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی عقیق میں یہ فرماتے ہوئے سنا آج رات میرے رب کی

رَبِّي فَقَالَ: صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ، وَقُلْ: عُمْرَةً فِي حَجَّةٍ). [رواه البخاري: ١٥٣٤]

جانب سے ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ اس بابرکت وادی میں نماز پڑھیں اور کہیں کہ میں نے حج کے ساتھ عمرہ کی بھی نیت کی ہے۔

فوائد: وادی عقیق مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر بقیع کے قریب ہے۔ (عون الباری:۲/۵۱۸)

٧٧٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ رُئِيَ وَهُوَ مُعَرِّسٌ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، بِبَطْنِ الْوَادِي، قِيلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ. [رواه البخاري: ١٥٣٥]

۷۷۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں آخری شب میں جب آپ ذوالحلیفہ میں مقیم تھے ایک خواب دکھایا گیا جس میں کہا گیا کہ آپ آج ایک بابرکت میدان میں ہیں۔

٩ - باب: غَسْلُ الخَلُوقِ ثَلاثَ مراتٍ مِن الثِّيابِ

باب ۹: (محرم کے لئے) اپنے کپڑوں سے تین بار خوشبو کا دھونا

٧٧٩ : عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَرِنِي النَّبِيَّ ﷺ حِينَ يُوحَى إِلَيْهِ. قَالَ: فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً، فَجَاءَهُ الْوَحْيُ، فَأَشَارَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَيَّ فَجِئْتُ، وَعَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ، فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ، وَهُوَ يَغِطُّ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَقَالَ: (أَيْنَ الَّذِي سَأَلَ عَنِ الْعُمْرَةِ؟). فَأُتِيَ بِرَجُلٍ، فَقَالَ:

۷۷۹۔ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہو آپ مجھے دکھائیں راوی کا بیان ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مقام جعرانہ میں تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ بھی وہاں حاضر تھا اتنے میں ایک شخص نے آپ کے پاس آکر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس شخص کی بابت کیا حکم دیتے ہیں؟ جس نے عمرہ کا احرام باندھا مگر وہ خوشبو سے آلودہ تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر سکوت فرمایا پھر آپ پر وحی آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری طرف اشارہ کیا جب میں آیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے سر پر ایک کپڑا تھا جس سے آپ پر سایہ کیا گیا تھا میں نے اپنا سر اس کپڑے کے اندر کیا تو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سرخ ہے اور آپ

(اَغْسِلِ الطِّيبَ، الَّذِي بِكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، وَانْزِعْ عَنْكَ الجُبَّةَ، وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كما تَصْنَعُ فِي حَجَّتِكَ). [رواه البخاري: ١٥٣٦]

خراٹے لے رہے ہیں رفتہ رفتہ جب آپ کی یہ حالت ختم ہوئی تو فرمایا وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرہ کے متعلق سوال کیا تھا؟ چنانچہ وہ شخص حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو خوشبو تجھے لگی ہوئی ہے اسے تین دفعہ دھو ڈالو اور اپنا جبہ اتار دو اور عمرہ میں بھی اس طرح کرو جیسے حج میں کرتے ہو۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کے وقت خوشبو لگانا درست نہیں لیکن اگلی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی تھی جس کے اثرات احرام کے بعد بھی دیکھے جا سکتے تھے۔ (عون الباری:۲/۵۲۱)

١٠ - باب: الطِّيبُ عِنْدَ الإِحْرَامِ وَمَا يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ

باب ۱۰: احرام کے وقت خوشبو لگانا اور محرم جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو کیا پہنے

٧٨٠ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لإِحْرَامِهِ حِينَ يُحْرِمُ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ. [رواه البخاري: ١٥٣٩]

۷۸۰۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھتے وقت اور طواف زیارت سے پہلے احرام کھولتے وقت خوشبو لگا دیتی تھی۔

فوائد: دسویں تاریخ کو جب جمرہ عقبی کی رمی کر لی جائے تو احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں صرف عورت کے پاس جانے پر پابندی رہتی ہے وہ بھی طواف زیارت کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔

١١ - باب: مَنْ أَهَلَّ مُلَبِّدًا

باب ۱۱: بالوں کو جما کر احرام باندھنا

٧٨١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا. [رواه البخاري: ١٥٤٠]

۷۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لبیک پکارتے ہوئے سنا جبکہ آپ اپنے بالوں کو جمائے ہوئے تھے۔

فوائد: احرام باندھتے وقت بایں خیال کہ بال پریشان نہ ہو یا ان میں زیادہ گرد و غبار نہ پڑے بالوں کو گوند یا کسی اور چیز سے جمالینا جائز ہے۔ عربی زبان میں اسے تلبید کہتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۵۲۴)

١٢ - باب: الإِهْلاَلُ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الحُلَيْفَةِ

باب ۱۲: مسجد ذوالحلیفہ کے پاس (احرام باندھ کر) لبیک پکارنا

٧٨٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ما أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ المَسْجِدِ، يَعْنِي: مَسْجِدَ ذِي الحُلَيْفَةِ. [رواه البخاري: ١٥٤١]

۷۸۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے' کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد یعنی مسجد ذوالحلیفہ سے تلبیہ شروع کیا۔

فوائد: وقت تلبیہ کے متعلق اختلاف ہے بعض روایات میں ہے کہ جب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے تو تلبیہ کہا بعض میں ہے کہ جب آپ بیداء کی بلندی پہنچے تو لبیک کہا یہ اختلاف راویوں کے اپنے مشاہدہ کی بناء پر ہے البتہ رسول اللہ ﷺ نے ہر سہ مقامات پر لبیک کہا ہے۔ (عون الباری:۲/۴۲۵)

١٣ - باب: الرُّكُوبُ وَالارْتِدَافُ فِي الحَجِّ

باب ۱۳: حج میں دوسرے کے پیچھے سوار ہونا

٧٨٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كانَ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْ عَرَفَةَ إِلَى المُزْدَلِفَةِ، ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ، مِنَ المزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى، فَكِلاَهُما قَالَ: لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ العَقَبَةِ. [رواه البخاري: ١٥٤٣، ١٥٤٤]

۷۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرفات سے مزدلفہ تک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سوار تھے پھر مزدلفہ سے منیٰ تک آپ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ دونوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔

فوائد: اس حدیث سے سواری پر کسی دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھانے کا جواز ملتا ہے بشرطیکہ سواری کا جانور اس کی طاقت رکھتا ہو۔ (عون الباری:۲/۵۲۶)

١٤ - باب: مَا يَلْبَسُ المُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالأَرْدِيَةِ وَالأُزُرِ

باب ۱۴: محرم کس قسم کے کپڑے' چادر اور تہبند پہنے

٧٨٤ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ المَدِينَةِ، بَعْدَما تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ، وَلَبِسَ إِزَارَهُ وَرِدَاءَهُ،

۷۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کنگھی کرنے' تیل ڈالنے' تہہ

هُوَ وَأَصْحَابُهُ، فَلَمْ يَنْهَ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ تُلْبَسُ، إِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِي تَرْدَعُ عَلَى الْجِلْدِ، فَأَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، رَكِبَ رَاحِلَتَه، حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، وَقَلَّدَ بَدَنَتَهُ، وَذٰلِكَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ، فَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ أَجْلِ بُدْنِهِ، لِأَنَّهُ قَلَّدَهَا، ثُمَّ نَزَلَ بِأَعْلَى مَكَّةَ عِنْدَ الْحَجُونِ وَهُوَ مُهِلٌّ بِالْحَجِّ، وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يُقَصِّرُوا مِنْ رُؤُوسِهِمْ، ثُمَّ يَحِلُّوا، وَذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا، وَمَنْ كَانَتْ مَعَهُ امْرَأَتُهُ فَهِيَ لَهُ حَلَالٌ، وَالطِّيبُ وَالثِّيَابُ. [رواه البخاري: ١٥٤٥]

بند پہنے اور چادر اوڑھنے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپ نے کسی قسم کی چادر اور تہبند پہننے کو منع نہیں فرمایا البتہ زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے جن سے بدن پر زعفران لگے ان سے منع فرمایا الغرض صبح کے وقت آپ ذوالحلیفہ سے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور جب مقام بیداء میں پہنچے تو آپ نے اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لبیک کہا اور اپنی قربانیوں کے گلے میں قلادے ڈال دیئے یہ پچیس ذوالقعدہ کا واقعہ ہے۔ پھر آپ چار ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے۔ کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی فرمائی چونکہ آپ قربانی کے اونٹ ساتھ لائے تھے اور انہیں قلادہ پہنا چکے تھے۔ اس لئے احرام نہ کھول سکے پھر آپ مکہ کی بلندی پر مقام حجون کے پاس فروکش ہوئے چونکہ آپ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے لہٰذا طواف قدوم کے بعد پھر کعبہ کے قریب نہیں گئے یہاں تک عرفات سے واپس آئے اور آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کریں پھر اپنے بال کتروا ڈالیں اور احرام کھول لیں یہ حکم انہی لوگوں کو دیا جن کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا۔ جسے پہلے سے قلادہ پہنا دیا گیا ہو اور جس کے ساتھ اس کی بیوی ہو تو وہ اس کے لئے حلال ہے اس طرح خوشبو اور دیگر لباس بھی اب حلال ہے۔

١٥ - باب: التَّلْبِيَةُ

باب ۱۵: لبیک کا بیان

٧٨٥ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ

۷۸۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح تلبیہ کہتے تھے۔ ”

اللهِ ﷺ: (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ. لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الحَمْدَ والنِّعْمَةَ لَكَ وَالمُلْكَ، لاَ شَرِيكَ لَكَ). [رواه البخاري: ١٥٤٩]

میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں میں پھر حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں' تیرے ہی لئے تعریف ہے تو ہی جملہ نعمتوں اور بادشاہت کا مالک ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

فوائد: بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ تلبیہ کے الفاظ میں اضافہ کرنا جائز ہے تاہم رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ پر اکتفاء کرنا بہتر ہے۔ تلبیہ کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا' جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنا بھی بعض روایات میں آیا ہے۔ (عون الباری:٢/٥٣٣)

١٦ - باب: التَّحْمِيدُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ قَبْلَ الإِهْلاَلِ عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب ١٦: سواری پر سوار ہوتے وقت تلبیہ سے پہلے تحمید و تسبیح اور تکبیر کہنا

٧٨٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ مَعَهُ، بِالمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ رَكِبَ حَتَّى اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ، حَمِدَ اللهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ، ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا، أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوا، حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوا بِالحَجِّ. قَالَ: وَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا، وَذَبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ. [رواه البخاري: ١٥٥١]

٧٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعات پڑھیں اور ہم لوگ آپ کے ساتھ تھے پھر ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعات پڑھ کر رات وہیں رہے صبح کے وقت وہاں سے سوار ہوئے اور جب سواری بیداء میں پہنچی تو آپ نے الحمد للہ' سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہا پھر آپ نے حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک کہا اور لوگوں نے بھی حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک کہا جب ہم مکہ پہنچے تو آپ نے لوگوں کو احرام سے باہر ہونے کا حکم دیا تو انہوں نے احرام کھول ڈالا یہاں تک آٹھویں ذوالحجہ کا دن آگیا پھر انہوں نے حج کا احرام باندھا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر کئی اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے اور مدینہ منورہ میں آپ نے سینگوں والے دو خوبصورت مینڈھے قربان کیے۔

فوائد: دور جاہلیت میں یہ ایک رسم چلی آرہی تھی کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے پر پابندی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس رسم کو ختم کیا اور اپنے صحابہ کرام کو ان مہینوں میں عمرہ کرنے کا حکم دیا (عون الباری:۲/۵۵۳)

١٧ - باب: الإِهْلَالُ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ

باب ١٧: قبلہ رو ہو کر احرام باندھنا

٧٨٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّه كَانَ يُلَبِّي مِنْ ذي الحُلَيْفَةِ، فَإِذَا بَلَغَ الحَرَمَ أَمْسَكَ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذَا طُوًى بَاتَ فيهِ، فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ ٱغْتَسَلَ، وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ١٥٥٣]

٧٨٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ذوالحلیفہ میں تلبیہ کہتے اور حرم میں پہنچ کر اسے موقوف کر دیتے اور مقام طوی کے پاس پہنچ کر شب بسر کرتے تھے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد وہیں غسل کرتے اور کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ارض حرم پہنچ کر تلبیہ موقوف کر دیتے اور طواف وسعی میں مشغول ہو جاتے پھر جب بیت اللہ کے طواف اور صفا ومروہ کی سعی سے فارغ ہو جاتے تو تلبیہ شروع کر دیتے جیسا کہ ابن خزیمہ کی روایت میں صراحت ہے۔ (عون الباری:۲/۵۳۶)

١٨ - باب: التَّلْبِيَةُ إِذَا انْحَدَرَ فِي الوَادِي

باب ١٨: محرم جب وادی میں اترے تو لبیک کہے

٧٨٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَّا مُوسى: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، إِذِ ٱنْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي). [رواه البخاري: ١٥٥٥]

٧٨٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا میں اس وقت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لبیک کہتے ہوئے نشیب میں اتر رہے ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نشیب وفراز میں اترتے چڑھتے وقت تلبیہ کہنا پیغمبروں کی سنت ہے۔ (عون الباری:۲/۵۳۷)

١٩ - باب: مَنْ أَهَلَّ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَإِهْلَالِهِ ﷺ

باب ١٩: جس شخص نے زمانہ نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے مثل احرام باندھا

٧٨٩ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى قَوْمٍ

٧٨٩۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے میری

بِالْيَمَنِ، فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ، فَقَالَ: (بِمَا أَهْلَلْتَ). قُلْتُ: أَهْلَلْتُ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ؟). قُلْتُ: لاَ، فَأَمَرَنِي فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، ثُمَّ أَمَرَنِي فَأَحْلَلْتُ، فَأَتَيْتُ ٱمْرَأَةً مِنْ قَوْمِي، فَمَشَطَتْنِي، أَوْ غَسَلَتْ رَأْسِي.

فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ ٱللهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمامِ، قَالَ ٱللهُ: ﴿وَأَتِمُّوا۟ ٱلْحَجَّ وَٱلْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾. وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَحَرَ الْهَدْيَ. [رواه البخاري: ١٥٥٩]

قوم کی طرف یمن بھیجا تو میں وہاں سے ایسے وقت واپس آیا جب آپ بطحاء میں تھے آپ نے مجھ سے پوچھا تم نے کونسا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے مثل احرام باندھا ہے آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس قربانی ہے میں نے عرض کیا نہیں پھر میں نے آپ کے حکم کے مطابق بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی پھر آپ نے احرام کھول دینے کا حکم دیا تو میں نے احرام کھول دیا پھر میں اپنے گھر والوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے بالوں میں کنگھی کی یا سر دھویا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو فرمانے لگے اگر ہم کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں تو وہ ہمیں حج اور عمرہ پورا کرنے کا حکم دیتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو"

اور اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کریں تو آپ نے قربانی سے پہلے احرام نہیں کھولا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ حج کے احرام کو عمرہ کے احرام میں نہیں بدلنا چاہئے لیکن رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس لئے احرام نہ کھولا تھا کہ آپ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا بہرحال رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔ (عون الباری: ۲/۵۳۹)

٢٠ - باب: قَوْلُ ٱللهِ تَعَالَى: ﴿ٱلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ﴾...

باب ۲۰: ارشاد باری تعالیٰ: "حج کے چند معین مہینے ہیں۔"

٧٩٠: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا حَدِيثُها فِي الحَجِّ قَدْ تَقَدَّمَ، قَالَتْ فِي هٰذِهِ الرِّوايَةِ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ

۷۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حج سے متعلق حدیث (۷۸۰) پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

اَللّٰهِ ﷺ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، وَلَيَالِي الْحَجِّ، وَحُرُمِ الْحَجِّ، فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ، قَالَتْ: فَخَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: (مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهُ هَدْيٌ، فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلاَ). قَالَتْ: فَالآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ أَصْحَابِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا رَسُولُ اَللّٰهِ ﷺ وَرِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَكَانُوا أَهْلَ قُوَّةٍ، وَكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْيُ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الْعُمْرَةِ. وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ. [رواه البخاري: ١٥٦٠]

ہمراہ حج کے مہینوں حج کی راتوں اور حج کے احرام میں نکلے پھر ہم نے مقام سرف میں پڑاؤ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم میں سے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اور وہ اس احرام سے عمرہ کرنا چاہے تو میں چاہتا ہوں کہ وہ ایسا کرے مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ ایسا نہ کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے اصحاب میں سے بعض نے اس حکم سے فائدہ اٹھایا اور بعض نے نہ اٹھایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے کچھ صحابہ کرام صاحب حیثیت تھے جن کے پاس قربانی کا جانور تھا وہ عمرہ نہیں کر سکتے تھے راوی نے اس کے بعد پوری حدیث ذکر کی ہے۔

فوائد: حج کے مہینے یہ ہیں شوال' ذو القعدہ اور ذو الحجہ کے ابتدائی دس دن' اس سے پہلے حج کا احرام باندھنا منع ہے۔ (عون الباری: ۲/۵۴۰)

٢١ - باب: التَّمَتُّعُ وَالإِقْرَانُ وَالإِفْرَادُ بِالْحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ

باب ۲۱: حج تمتع' قران اور مفرد اور جس کے پاس قربانی نہ ہو اس کے لئے حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینے کا بیان

٧٩١ : وَعَنْهَا رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهَا فِي رِوَايَةٍ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلاَ نُرَى إِلاَّ أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ، فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ، وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ، قَالَتْ صَفِيَّةُ: مَا

۷۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ (مدینہ سے) نکلے تو صرف حج کرنے کا ارادہ تھا لیکن جب ہم نے مکہ پہنچ کر کعبہ کا طواف کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا جو شخص قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ آیا ہو وہ احرام کھول دے۔ چنانچہ جو لوگ قربانی ساتھ نہ لائے تھے وہ احرام سے باہر ہو گئے

أُرَانِي إِلَّا حابِسَتَهُمْ، قَالَ: (عَقْرَى حَلْقَى، أَوَ مَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟). قَالَتْ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: (لَا بَأْسَ انْفِرِي). [رواه البخاري: ١٥٦١]

چونکہ آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی قربانی کا جانور ساتھ نہ لائی تھیں تو انہوں نے بھی احرام کھول دیا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا خیال ہے کہ میری وجہ سے لوگوں کو رک جانا پڑے گا آپ نے فرمایا عقری حلقی (بانجھ گنجی) کیا تو نے قربانی کے دن طواف نہیں کیا تھا صفیہ کہتی ہیں میں نے کہا ہاں کیا تھا آپ نے فرمایا پھر کچھ حرج نہیں' روانہ ہو جاؤ۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کرام کو جو قربانی ساتھ نہیں لائے تھے عمرہ کر کے احرام کھول دینے کا حکم دیا تو اس سے حج تمتع اور حج کو فسخ کر کے عمرہ کر دینے کا جواز ثابت ہوا۔ (عون الباری:۲/۵۴۲)

٧٩٢: وَعَنْهَا - فِي رِوَايَة أُخرى - قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالْحَجِّ، فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، لَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كانَ يَوْمُ النَّحْرِ. [رواه البخاري: ١٥٦٢]

۷۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک دوسری روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جب روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے صرف حج کا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تھا تو جس نے صرف حج کا یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا اس نے دس تاریخ سے پہلے احرام نہیں کھولا۔

فوائد: اس روایت سے حج کی تینوں اقسام (افراد' تمتع اور قران) کا ثبوت ملتا ہے۔ (عون الباری:۲/۵۴۳)

٧٩٣: عَنْ عُثْمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّه نَهى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا: لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، قَالَ: ما كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ لِقَوْلِ أَحَدٍ. [رواه البخاري: ١٥٦٣]

۷۹۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (اپنی خلافت میں) حج تمتع اور قران (حج اور عمرہ اکٹھا کرنے) سے منع کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا تو حج و عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور کہا "لبیک بعمرۃ وحج" پھر فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنت کو کسی کے کہنے سے نہیں

چھوڑوں گا۔

فوائد: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حج تمتع اور حج قران سے منع کرنا اپنے اجتہاد کی وجہ سے تھا اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو کسی کے قول سے چھوڑا نہیں جا سکتا نسائی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔ (عون الباری:۲/۵۴۴)

٧٩٤ : عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الأَرْضِ، وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا، وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ ٱلدَّبَرْ، وَعَفَا الأَثَرْ، وَٱنْسَلَخَ صَفَرْ، حَلَّتِ العُمْرَةُ لِمَنِ ٱعْتَمَرْ. قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِٱلحَجِّ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ ٱلْحِلِّ؟ قَالَ: (حِلٌّ كُلُّه). [رواه البخاري: ١٥٦٤]

٧٩٤۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا لوگ سمجھتے تھے کہ حج کے زمانہ میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور وہ (اپنی طرف سے) ماہ محرم کو صفر کر لیتے اور کہتے کہ جب اونٹ کی پیٹھ کا زخم اچھا ہو کر اس کا نشان مٹ جائے اور صفر گزر جائے اس وقت عمرہ حلال ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ پہنچے اور آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ اس احرام کو ختم کر کے اس کی بجائے عمرہ کا احرام باندھیں تو یہ بات ان لوگوں کو گراں گزری اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عمرہ کر کے ہمارے لئے کیا چیز حلال ہو گی آپ نے فرمایا کہ سب چیزیں حلال ہیں۔

فوائد: متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج قران کی نیت سے احرام باندھے ہوئے تھے لیکن مکہ پہنچ کر آپ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر میں قربانی ساتھ نہ لایا ہوتا تو اس احرام کو عمرے سے بدل لیتا اور حج تمتع کرتا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔ (عون الباری:۲/۵۴۷)

٧٩٥ : عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ما شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ، وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: (إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي،

٧٩٥۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں کو کیا ہوا کہ انہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا ہے اور آپ نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بال جما لئے تھے اور قربانی کے

وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلاَ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ). [رواه البخاري: ١٥٦٦]

گلے میں قلادہ پہنا دیا تھا اس لئے جب تک قربانی نہ کروں احرام نہیں کھول سکتا۔

فوائد: اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج قران کی نیت سے احرام باندھے ہوئے تھے۔ (عون الباری:۲/۵۴۸)

٧٩٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ التَّمَتُّعِ وَقَالَ: نَهاني ناسٌ عَنْه، فَأَمَرَهُ بِهِ، قَالَ الرَّجُل: فَرَأَيْتُ فِي المَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ لِي: حَجٌّ مَبْرُورٌ، وَعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ، فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: سُنَّةُ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ١٥٦٧]

۷۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے حج تمتع کے متعلق دریافت کیا اور کہا کہ لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا ہے انہوں نے تمتع کرنے کا حکم دیا وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے تیرا حج مبرور اور تیرا عمرہ مقبول ہوا وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس خواب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

٧٩٧ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ، وَقَدْ أَهَلُّوا بِٱلحَجِّ مُفْرَدًا، فَقَالَ لَهُمْ: (أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ، بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ، وَقَصِّرُوا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَلاَلًا، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِٱلحَجِّ، وَٱجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً). فَقَالُوا: كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً، وَقَدْ سَمَّيْنَا الحَجَّ؟ فَقَالَ: (ٱفْعَلُوا ما أَمَرْتُكُمْ، فَلَوْلاَ أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ، وَلٰكِنْ لاَ يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ

۷۹۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا جبکہ آپ اس وقت قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا آپ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام کھول دو اور بال کتروا دو پھر اسی طرح احرام کے بغیر ٹھہرے رہو جب آٹھویں تاریخ ہو تو مکہ سے) حج کا احرام باندھ لو اور جس احرام میں تم آئے تھے اس کو تمتع کر دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم اسے کس طرح تمتع کردیں کیونکہ ہم نے تو احرام باندھتے وقت صرف حج کا نام لیا تھا آپ نے فرمایا جو کچھ میں تمہیں حکم دیتا ہوں اسے بجا لاؤ اگر میں قربانی کا

حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ). فَفَعَلُوا. [رواه البخاري: ١٥٦٨]

جانور نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا تمہیں حکم دیتا ہوں لیکن میں کیا کروں جب تک قربانی اپنے ٹھکانے کو نہ پہنچ جائے کوئی چیز مجھ پر حلال نہیں ہو سکتی (جو احرام میں حرام تھی) چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا ہی کیا

فوائد: بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حج تمتع میں ثواب کم ملتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ان کی تردید ہوتی ہے کیونکہ حج تمتع تمام اقسام حج سے افضل ہے اور اس میں ثواب میں زیادہ ہے۔

٢٢ - باب: التَّمَتُّعُ

باب ۲۲: حج تمتع کا بیان

٧٩٨ : عَنْ عِمْرَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: تَمَتَّعْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَنَزَلَ الْقُرْآنُ، قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ ما شَاءَ. [رواه البخاري: ١٥٧١]

۷۹۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمتع کیا ہے اور خود قرآن میں بھی اس کا حکم نازل ہوا ہے مگر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کہہ دیا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام احکام میں اجتہاد کرتے تھے لیکن نص صریح کے مقابلہ میں اس اجتہاد کی کوئی حیثیت نہیں۔ (عون الباری:۲/۵۵۳)

٢٣ - باب: مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ

باب ۲۳: مکہ مکرمہ میں کدھر سے داخل ہوا جائے؟

٧٩٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ، مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ، وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى. [رواه البخاري: ١٥٧٥]

۷۹۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند گھاٹی کے مقام کداء سے جو بطحاء میں ہے مکہ میں داخل ہوئے اور نچلی گھاٹی کی طرف سے نکلے تھے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کو جاتے ہوئے مکہ میں ایک راستہ سے داخل ہوتے تو فراغت کے بعد دوسرے راستہ سے نکلتے جیسا کہ عید کے موقع پر راستہ بدلتے تھے تاکہ دونوں راستے گواہی دیں۔ (عون الباری:۲/۵۵۳)

٢٤ - باب: فَضْلُ مَكَّةَ وَبُنْيَانُهَا

باب ۲۴: مکہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت

٨٠٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا

۸۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الجَدْرِ، أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: (نَعَمْ). قُلْتُ: فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: (إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ). قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: (فَعَلَ ذٰلِكِ قَوْمُكِ، لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاؤُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاؤُوا، وَلَوْلاَ أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ، فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ، أَنْ أُدْخِلَ الجَدْرَ فِي الْبَيْتِ، وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالأَرْضِ). [رواه البخاري: ١٥٨٤]

نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حطیم کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ بھی کعبہ میں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا پھر ان لوگوں نے اسے کعبہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے پاس مال کم تھا میں نے عرض کیا دروازہ اتنا اونچا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری قوم نے اس لئے کیا کہ جسے چاہیں کعبہ میں داخل ہونے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت کے قریب نہ ہوتا اور ان کے دلوں پر ناگواری کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو میں حطیم کو کعبہ کے اندر شامل کردیتا اور اس کا دروازہ زمین کے متصل بنا دیتا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات لوگوں کے جذبات کا احترام کرنا ضروری ہوتا ہے بشرطیکہ کسی فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو۔ (عون الباری: ۲/۵۵۷)

٨٠١ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (يَا عَائِشَةُ، لَوْلاَ أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، لأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ، فَأَدْخَلْتُ فِيهِ ما أُخْرِجَ مِنْهُ، وَأَلْزَقْتُهُ بِالأَرْضِ، وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا، فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ). [رواه البخاري: ١٥٨٦]

٨٠١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت ابھی ابھی تازہ نہ ہوتا تو میں کعبہ کو منہدم کرکے جو حصہ اس سے خارج کردیا گیا ہے اس کو پھر اس میں شامل کر دیتا اور دروازہ کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں ایک شرقی اور ایک غربی دو دروازے بنا دیتا الغرض میں اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق استوار کرتا

٢٥ - باب: تَوْرِيثُ دُورِ مَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا وَأَنَّ النَّاسَ فِي المَسْجِدِ الحَرَامِ سَوَاءٌ

باب ۲۵: مکہ کے گھروں میں وراثت کا جاری ہونا اور ان کی خرید و فروخت کرنا نیز مسجد حرام میں لوگوں کا برابر حقدار ہونا

٨٠٢ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ

٨٠٢۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

اَللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اَللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ فَقَالَ: (وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ، أَوْ دُورٍ؟). وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ، هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلاَ عَلِيٌّ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُمَا شَيْئًا، لأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ. [رواه البخاري: ١٥٨٨]

کہ انہوں نے حجتہ الوداع میں جاتے وقت عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ مکہ والے اپنے گھر میں کہاں نزول فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لئے کوئی جائیداد یا مکان کہاں چھوڑا ہے؟ عقیل اور طالب تو ابوطالب کے وارث ٹھہرے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ان کی کسی چیز کے وارث ہوئے نہ علی رضی اللہ عنہ کیونکہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور اس وقت عقیل اور طالب کافر تھے۔

فوائد : مکہ مکرمہ کے مکانات میں وراثت چلتی ہے کیونکہ ان کے متعلق حقوق ملکیت ثابت ہیں جناب ابو طالب کے چار بیٹے تھے عقیل' طالب' علی اور جعفر' حضرت علی اور جعفر رضی اللہ عنہما مسلمان ہو گئے طالب جنگ بدر میں مارا گیا عقیل کو اپنے باپ ابو طالب تمام جائیداد مل گئی چونکہ یہ جائیداد ہاشم کی تھی جو عبد المطلب کو منتقل ہوئی اس نے اپنے تمام بیٹوں میں تقسیم کر دی اس میں رسول اللہ ﷺ کے باپ عبد اللہ کا بھی حصہ تھا لیکن آپ نے فتح مکہ کے بعد ان معاملات کو قائم رکھا تاکہ لوگوں کے درمیان نفرت پیدا نہ ہو۔ (عون الباری:۲/۵۶۱)

٢٦ - باب: نُزُولُ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةَ

باب ۲۶: رسول اللہ ﷺ کا مکہ میں اترنا

٨٠٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللهِ ﷺ، حِينَ أَرَادَ قُدُومَ مَكَّةَ: (مَنْزِلُنَا غَدًا، إِنْ شَاءَ اَللهُ، بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ، حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ). يَعْنِي ذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ، وَذٰلِكَ أَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ، تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ: أَنْ لاَ يُنَاكِحُوهُمْ وَلاَ يُبَايِعُوهُمْ، حَتَّى يُسْلِمُوا إِلَيْهِمُ النَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ١٥٩٠]

۸۰۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ آنا چاہا تو ارشاد فرمایا ہمارا مقام ان شاء اللہ کل کو خیف بنی کنانہ میں ہو گا جہاں مشرکوں نے کفر پر اڑے رہنے کا آپس میں معاہدہ کیا تھا یعنی محصب میں اتریں گے اور یہ واقعہ یوں تھا کہ قریش اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف قسم اٹھا کر قرار داد پاس کی تھی کہ ان کے ساتھ نہ مناکحت کریں گے اور نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز بیچیں گے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے سپرد نہ کر دیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کے لئے اس مقام کا انتخاب اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے فرمایا کہ ایک وہ بھی وقت تھا کہ آپ مجبور و مقہور تھے آج اللہ نے آپ کو مکہ کی حکومت دے دی ہے۔ (عون الباری:۲/۵۶۳)

٢٧ - باب: هَدْمُ الْكَعْبَةِ

باب ۲۷: کعبہ گرانا

٨٠٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ). [رواه البخاري: ١٥٩١]

۸۰۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کعبہ شریف کو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی (قیامت کے قریب) منہدم کردے گا۔

فوائد: جب قیامت کے قریب یہ واقعہ رونما ہو گا اور یہ ان آیات کے خلاف نہیں جن میں مکہ کو امن کا شہر قرار دیا گیا ہے کیونکہ قیامت کے وقت کعبہ کیا ہر چیز تباہ و برباد ہو جائے گی۔ (عون الباری:۲/۵۶۵)

٢٨ - باب: قول الله تعالى: ﴿جَعَلَ ٱللَّهُ ٱلْكَعْبَةَ ٱلْبَيْتَ ٱلْحَرَامَ قِيَٰمًا لِّلنَّاسِ وَٱلشَّهْرَ ٱلْحَرَامَ﴾...

باب ۲۸: ارشاد باری تعالیٰ:
"اللہ نے مکان محترم کعبہ کو لوگوں کے لئے قیام کا ذریعہ بنایا اور ماہ حرام کو بھی"

٨٠٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ، فَلَمَّا فَرَضَ ٱللهُ رَمَضَانَ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ). [رواه البخاري: ١٥٩٢]

۸۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اس روز کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کردیئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جو عاشوراء کا روزہ چاہے رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے وہ نہ رکھے۔

فوائد: اس حدیث میں بیت اللہ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے کہ عاشورہ کے دن اسے غلاف پہنایا جاتا تھا۔ (عون الباری:۲/۵۶۶)

٨٠٦ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ). [رواه

۸۰۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد بھی خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ ہوتا رہے گا۔

البخاري: ١٥٩٣]

فوائد: امام بخاری نے ایک دوسری روایت کو بھی بیان کیا ہے کہ قرب قیامت کے وقت بیت اللہ کا حج موقوف ہو جائے گا ان دونوں میں تعارض نہیں ہے کیونکہ ہلاکت یاجوج وماجوج کے بعد حج ہوتا رہے گا پھر اتنا کفر پھیلے گا کہ حج وعمرہ موقوف ہو جائے گا۔ (عون الباری:۲/۵٦٧)

٢٩ - باب: هَدْمُ الْكَعْبَةِ

باب ۲۹: انہدام کعبہ کی پیشین گوئی

٨٠٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ، يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا). [رواه البخاري: ١٥٩٥]

۸۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا گویا میں اس سیاہ فام شخص کو دیکھ رہا ہوں جو کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھاڑ پھینکے گا۔

فوائد: یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے اور وفات پانے کے بعد ہو گا جبکہ قرآنی تعلیمات کو سینوں سے اٹھالیا جائے گا۔ (عون الباری:۲/۵٦۹)

٣٠ - باب: مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الأَسْوَدِ

باب ۳۰: حجر اسود کے متعلق جو بیان کیا گیا ہے؟

٨٠٨ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ جاءَ إِلَى الْحَجَرِ الأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ ما قَبَّلْتُكَ. [رواه البخاري: ١٥٩٧]

۸۰۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ طواف کرتے وقت حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دے کر کہا بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کسی کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف اتباع کی نیت سے حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ قبروں کی چوکھٹ یا ان کی زمین کو چومنا بدعت اور جہالت کے کام ہیں۔

٣١ - باب: مَنْ لَمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ

باب ۳۱: جو شخص (حج یا عمرہ میں) کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوا

٨٠٩ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَصَلَّى

۸۰۹۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو

خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَهُ مَنْ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ: لاَ. [رواه البخاري: ١٦٠٠]

رکعت نماز پڑھی آپ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو آپ کو لوگوں سے چھپائے ہوئے تھا پھر ایک شخص نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔

فوائد: یہ عمرۃ القضاء کا واقعہ ہے رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے اندر اس لئے تشریف نہیں لے گئے کہ اس وقت مشرکین کی حکومت تھی اور بیت اللہ میں بے شمار بت رکھے ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے وقت آپ نے مکہ کو بتوں سے پاک کیا اور اندر داخل ہوئے۔ (عون الباری:۲/۵۷۴)

٣٢ - باب: مَنْ كَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ

باب ۳۲: جس شخص نے کعبہ کے کونوں میں "اللہ اکبر" کہا

٨١٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ، أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ، فَأَخْرَجُوا صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا الأَزْلاَمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ، أَمَا وَاللّٰهِ قَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ). فَدَخَلَ الْبَيْتَ، فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ، وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ. [رواه البخاري: ١٦٠١]

۸۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب حج کے لئے تشریف لائے تو آپ نے کعبہ کے اندر داخل ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ اندر بت رکھے ہوئے تھے پھر آپ کے حکم سے انہیں نکال دیا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی وہ تصویریں بھی نکال دیں جن کے ہاتھوں میں پانسے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے کبھی پانسوں سے قرعہ اندازی نہیں کی پھر آپ نے کعبہ کے اندر "اللہ اکبر" کہا لیکن نماز نہیں پڑھی۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھنے کا علم نہ تھا اس لئے انکار کیا ہے وگرنہ صورت حال حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ آپ نے بیت اللہ کے اندر دو نفل پڑھے تھے واضح رہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ (عون الباری:۲/۵۷۶)

٣٣ - باب: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الرَّمَلِ

باب ۳۳: (طواف میں) رمل کی ابتداء کیسے ہوئی

٨١١ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ الثَّلاَثَةَ، وَأَنْ يَمْشُوا ما بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ. [رواه البخاري: ١٦٠٢]

۸۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام جب مکہ تشریف لائے تو مشرکین نے یہ کہنا شروع کردیا کہ اب یہاں ایک گروہ آنے والا ہے جس کو یثرب (مدینہ) کے بخار نے کمزور کردیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں اور دونوں رکنوں کے درمیان معمولی چال سے چلیں اور آپ کو یہ حکم دینے میں کہ وہ سات چکروں میں اکڑ کر چلیں لوگوں پر آسانی کے علاوہ کوئی امر مانع نہ تھا۔

فوائد: حالانکہ اکڑ کر چلنا تکبر کی علامت ہے لیکن اس وقت کافروں پر رعب ڈالنا مقصود تھا اس لئے اللہ کو یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اسے ہمیشہ کے لئے سنت قرار دے دیا۔

٣٤ - باب: اسْتِلاَمُ الحَجَرِ الأَسْوَدِ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ وَيَرْمُلُ ثَلاَثاً

باب ۳۴: جب کوئی مکہ آئے تو پہلے طواف میں سب سے پہلے حجر اسود کو چومے اور تین چکروں میں رمل کرے (اکڑ کر چلے)

٨١٢ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ، إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الأَسْوَدَ، أَوَّلَ ما يَطُوفُ: يَخُبُّ ثَلاَثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ. [رواه البخاري: ١٦٠٣]

۸۱۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ مکہ تشریف لاتے تو طواف شروع کرتے وقت پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے پہلے تین میں ذرا اکڑ کر چلتے۔

فوائد: رمل صرف مردوں کے لئے ہے وہ بھی ضروری نہیں اگر رہ جائے تو اس کی قضا لازم نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۵۷۹)

٣٥ - باب: الرَّمَلُ فِي الحَجِّ وَالعُمْرَةِ

باب ٣٥: حج اور عمرے میں رمل کرنا

٨١٣ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: فَمَا لَنَا وَالرَّمَلَ، إِنَّمَا كُنَّا رَاءَيْنَا بِهِ المُشْرِكِينَ، وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ ٱللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ. [رواه البخاري: ١٦٠٥]

٨١٣۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اب ہمیں رمل کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو ہم نے مشرکین کو اپنی طاقت دکھانے کے لئے کیا تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کردیا ہے پھر کہنے لگے کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے ہمیں اسے چھوڑنا نہیں چاہیے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہر چیز سے مقدم ہے خواہ اس کی علت ہمارے دماغ میں آئے یا نہ آئے۔ (عون الباری:٢/٥٨٠)

٨١٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ما تَرَكْتُ ٱسْتِلاَمَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ، فِي شِدَّةٍ وَلاَ رَخَاءٍ، مُنْذُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا. [رواه البخاري: ١٦٠٦]

٨١٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راویت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو رکنوں کو چومتے دیکھا ہے اس وقت سے میں نے ان کے بوسہ کو ترک نہیں کیا خواہ دقت ہو یا سہولت۔

فوائد: حجر اسود کا بوسہ لینا چاہئے اگر یہ نہ ہو سکے تو ہاتھ یا چھڑی لگا کر اسے چومنا چاہئے اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو اس کی طرف اشارہ کر کے طواف شروع کر دے اشارے کے وقت ہاتھوں کو چومنا درست نہیں۔

٣٦ - باب: اسْتِلاَمُ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ

باب ٣٦: چھڑی سے حجر اسود کو چھونا

٨١٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ. [رواه البخاري: ١٦٠٧]

٨١٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا آپ چھڑی سے حجر اسود کا استلام فرماتے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ حجر اسود کو چھڑی لگا کر اسے چومتے تھے۔ (عون الباری:٢/٥٨٢)

٣٧ - باب: تَقْبِيلُ الحَجَرِ

باب ٣٧: حجر اسود کو بوسہ دینا

٨١٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ ٱسْتِلاَمِ

٨١٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے حجر اسود کو بوسہ دینے کے متعلق

الْحَجَرِ، فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ. فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ، أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ؟ قَالَ: اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ. [رواه البخاري: ١٦١١]

پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے ہاتھ لگاتے اور بوسہ دیتے دیکھا ہے اس شخص نے کہا اچھا بتایئے اگر مجمع زیادہ ہو اور لوگ مجھ پر غالب آجائیں تو کیا کروں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس قسم کی اگر مگر یمن میں رہنے دو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے بوسہ دیتے ہوئے اور چومتے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل کے مقابلہ حیلوں اور بہانوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ ایمان کی نشانی یہ ہے کہ حدیث سننے کے فوراً بعد اس پر عمل شروع کر دیا جائے۔

٣٨ - باب: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ

باب ٣٨: جس شخص نے مکہ آتے ہی کعبہ کا طواف کیا قبل اس کے کہ اپنے ٹھکانے پر جائے

٨١٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ - حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ - أَنَّهُ تَوَضَّأَ، ثُمَّ طَافَ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً. ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ. [رواه البخاري: ١٦١٤]

٨١٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو پہلا کام یہ کیا کہ وضوء کر کے طواف فرمایا صرف طواف کرنے سے عمرہ نہیں ہوا تھا آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی حج کیا۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عمرہ کرتے وقت صرف بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد محرم حلال ہو جاتا ہے۔ امام بخاری ان کی تردید کرتے ہیں کہ جب تک صفا مروہ کی سعی نہ کرے عمرہ مکمل نہیں ہو گا۔

٨١٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: حَدِيثُ طَوَافِ النَّبِيِّ ﷺ تَقَدَّمَ قَرِيبًا، وَزَادَ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: أَنَّهُ كَانَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. [رواه البخاري:

٨١٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ کے طواف کی حدیث (٨١٢) ابھی ابھی گزری ہے اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ طواف کے بعد دوگانہ ادا کرتے پھر صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے

[١٦١٦

٣٩ - باب: الكَلاَمُ فِي الطَّوَافِ

باب ۳۹: دوران طواف گفتگو کرنا

٨١٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ، رَبَطَ يَدَهُ إِلَى إِنْسَانٍ، بِسَيْرٍ أَوْ بِخَيْطٍ أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ، فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: (قُدْهُ بِيَدِهِ). [رواه البخاري: ١٦٢٠]

۸۱۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اس اثناء آپ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جس نے اپنا ہاتھ تسمہ یا دھاگے یا کسی اور چیز کے ذریعہ دوسرے شخص سے باندھ رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا پھر فرمایا کہ ہاتھ پکڑ کر اسے لے چلو۔

فوائد: طواف اگرچہ نماز کی طرح ہے تاہم اس میں گفتگو کرنا جائز ہے یہ گفتگو فضول اور لچر نہ ہو بلکہ کسی دینی غرض کے لئے ہو امام بخاری نے اس حدیث سے دوران طواف کلام کرنا ثابت کیا ہے۔ (عون الباری:۲/۵۸۶)

٤٠ - باب: لاَ يَطُوفُ بِالبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلاَ يَحُجُّ مُشْرِكٌ

باب ۴۰: کعبہ کا طواف کوئی برہنہ آدمی نہ کرے اور نہ ہی کوئی مشرک حج کو آئے

٨٢٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، بَعَثَهُ - فِي الحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ - يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى، فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ: أَلاَ، لاَ يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلاَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ. [رواه البخاري: ١٦٢٢]

۸۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع سے قبل رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایک سال امیر حج بنایا انہوں نے مجھے دسویں ذوالحجہ کو چند آدمیوں کے ساتھ لوگوں میں یہ منادی کرنے کو بھیجا کہ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی برہنہ شخص کعبہ کا طواف کرے۔

فوائد: دور جاہلیت میں ایک حماقت یہ تھی کہ جن کپڑوں میں گناہ کرتے تھے انہیں طواف کرنے سے پہلے اتار دیتے اور بیت اللہ کا طواف بالکل عریاں کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا معلوم ہوا کہ طواف میں نماز کی طرح ستر پوشی ضروری ہے۔ (عون الباری:۲/۵۸۸)

٤١ - باب: مَنْ لَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطُفْ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَى عَرَفَةَ وَيَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الأَوَّلِ

باب ۴۱: جو شخص پہلا طواف کر کے پھر کعبہ کے قریب نہ گیا اور نہ اس نے (دوبارہ) طواف کیا یہاں تک کہ عرفات سے ہو آیا

٨٢١ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ، فَطَافَ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ. [رواه البخاري: ١٦٢٥]

۸۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے کعبہ کا طواف کیا صفا مروہ کے درمیان سعی فرمائی پھر عرفہ سے واپسی کے وقت تک آپ کعبہ کے قریب نہیں گئے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی طواف قدوم کے بعد اپنی مصروفیات کے پیش نظر وقوف عرفات سے پہلے بیت اللہ حاضری نہیں دیتا اور نہ ہی نفل طواف کرتا ہے تو اس پر کوئی قدغن نہیں ہے اور نہ ہی طواف پر پابندی ہے۔ (عون الباری:۲/۵۸۹)

٤٢ - باب: سِقَايَةُ الحَاجِّ

باب ۴۲: حاجیوں کو پانی پلانا

٨٢٢ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ، لَيَالِيَ مِنًى، مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ، فَأَذِنَ لَهُ. [رواه البخاري: ١٦٣٤]

۸۲۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کی راتوں میں مکہ رہنے کی اجازت چاہی کیونکہ وہ حاجیوں کو پانی پلایا کرتے تھے آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حاجی کے لئے گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں رات کا منیٰ میں گذارنا ضروری ہے اگر کوئی معقول عذر ہو تو باہر رہنے کی اجازت ہے اسی طرح اگر بارہ تاریخ کو مغرب سے پہلے پہلے منیٰ سے واپس آجائے تو تیرہویں رات کو منیٰ میں گذارنا ساقط ہو جاتا ہے۔ (عون الباری:۲/۵۹۰)

٨٢٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَ إِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا فَضْلُ، اذْهَبْ إِلَى أُمِّكَ، فَأْتِ

۸۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سبیل کے پاس تشریف لا کر پانی طلب فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے فضل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ اور رسول اللہ

رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بِشَرَابٍ مِنْ عِنْدِهَا. فَقَالَ: (ٱسْقِنِي). قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ أَيْدِيَهُمْ فِيهِ. قَالَ: (ٱسْقِنِي). فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ، وَهُمْ يَسْقُونَ وَيَعْمَلُونَ فِيهَا، فَقَالَ: (ٱعْمَلُوا، فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ). ثُمَّ قَالَ: (لَوْلاَ أَنْ تُغْلَبُوا لَنَزَلْتُ، حَتَّى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلَى هٰذِهِ). يَعْنِي: عاتِقَهُ، وَأَشَارَ إِلَى عاتِقِهِ. [رواه البخاري: ١٦٣٥]

کے لئے مشروب لے آؤ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہی پانی پلاؤ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! لوگ اس میں ہاتھ ڈالتے ہیں آپ نے فرمایا تم مجھے اسی میں سے پلا دو چنانچہ آپ نے اس میں سے پیا پھر آپ زمزم کے پاس آئے وہاں لوگ پانی پلانے کا کام کر رہے تھے آپ نے فرمایا اپنے کام میں مصروف رہو تم اچھا کام کر رہے ہو پھر فرمایا اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم مغلوب ہو جاؤ گے تو یقیناً میں سواری سے اتر کر رسی اپنے کندھوں پر رکھ لیتا اور پانی بھرتا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جو چیز عام لوگوں کی نفع رسانی کے لئے وقف ہو اس سے مالدار اور فقیر دونوں فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۵۹۳)

٨٢٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَقَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ، فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ.
وَفِي رِوايَةٍ عَنْهُ أَنَّهُ كانَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا عَلَى بَعِيرٍ. [رواه البخاري: ١٦٣٧]

۸۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمزم کا پانی پلایا جو آپ نے کھڑے ہو کر پیا ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس دن اونٹ پر سوار تھے۔

فوائد: اس حدیث سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز ملتا ہے اور زمزم کا پانی بایں حالت نوش کرنا مستحب ہے۔ (عون الباری:۲/۵۹۳)

٤٣ - باب: وُجُوبُ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

باب ۴۳: صفا مروہ (کے درمیان سعی) کا واجب ہونا

٨٢٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، أَنَّها سَأَلَها ابْنُ أُخْتِها عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ قَوْلِ ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

۸۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے بھانجے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس سے ارشاد باری تعالیٰ۔ "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ صفا مروہ کی سعی کرے۔" کے

أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَاۚ﴾. قَالَ: فَوَاللهِ ما عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، قَالَتْ عائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: بِئْسَ ما قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي، إِنَّ هٰذِهِ لَوْ كَانَتْ كما أَوَّلْتَها عَلَيْهِ، كَانَتْ: لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا، وَلٰكِنَّهَا أُنْزِلَتْ فِي الأَنْصَارِ، كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا، يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ، الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا عِنْدَ المُشَلَّلِ، فَكَانَ مَنْ أَهَلَّ يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، فَلَمَّا أَسْلَمُوا، سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطَّوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾. الآيَةَ.

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَقَدْ سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا، فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا. [رواه البخاري: ١٦٤٣]

متعلق سوال کیا اور کہا کہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر صفا مروہ کی سعی نہ کریں تو کسی پر کچھ بھی گناہ نہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے! تو نے غلط بات کہی اگر اللہ کا یہ مطلب ہوتا تو آیت کریمہ یوں ہوتی ان کے طواف نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، در اصل بات یہ ہے کہ آیت کریمہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی وہ اسلام لانے سے پہلے منات کے لئے احرام باندھا کرتے تھے جس کی مقام مشلل کے قریب عبادت کرتے تھے اس لئے ان میں سے جو شخص احرام باندھتا تو وہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا گناہ سمجھتا جب یہ لوگ مسلمان ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی بابت دریافت فرمایا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ تو صفا مروہ کے درمیان سعی کو برا سمجھتے تھے۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں" آخر آیت تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو صفا مروہ کی سعی کو جاری فرمایا اس لئے اب کوئی سعی کو ترک نہیں کر سکتا۔

فوائد: صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ کی قسم! اس شخص کا حج نامکمل ہے جو صفا مروہ کی سعی نہیں کرتا اس سے معلوم ہوا کہ سعی کرنا حج کا ایک رکن ہے۔ (عون الباری:۲/۵۹۸)

٤٤ - باب: مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

باب ۴۴: صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بارے میں کیا آیا ہے؟

٨٢٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا طَافَ الطَّوَافَ الأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، وَكَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. [رواه البخاري: ١٦٤٤]

۸۲۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلا طواف کرتے تو تین چکروں میں دوڑ کر چلتے اور چار چکروں میں عام رفتار اختیار فرماتے اور جب صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے تو وادی کے نشیب میں دوڑ کر چلتے۔

فوائد: طواف کی یہ کیفیت صرف طواف قدوم میں اختیار کی جائے نیز صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر ہے اسی طرح سات چکر لگائے جائیں اب شناخت کے لئے دوڑنے کے مقام میں سبز ٹیوبیں لگی ہوئی ہیں۔ (عون الباری:۲/۵۹۹)

٤٥ - باب: تَقْضِي الحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ

باب ۴۵: حائضہ، طواف کعبہ کے علاوہ دیگر تمام افعال حج بجالائے

٨٢٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالحَجِّ، وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ ﷺ وَطَلْحَةَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ هَدْيٌ، فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، وَيَطُوفُوا، ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَقَالُوا: نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ مَنِيًّا، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (لَوِ ٱسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا ٱسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ، وَلَوْلَا أَنَّ

۸۲۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھا رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے ان کے ساتھ بھی قربانی کا جانور تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے احرام باندھتے وقت یہ نیت کی تھی کہ جو احرام رسول اللہ ﷺ کا ہے وہی میرا ہے اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ سب اس احرام کو حج کی بجائے عمرہ کا کردیں اور طواف کرکے بال کتروا لیں پھر قربانی ساتھ لانے والوں کے علاوہ سب احرام کھول دیں اس پر صحابہ نے عرض کیا ہم

مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ). [رواه البخاري: ١٦٥١]

منی اس حالت میں جائیں کہ ہمارے اعضائے تناسل سے منی ٹپک رہی ہو اس گفتگو کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا ہے تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ "پھر ایسا ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا انہوں نے بیت اللہ کے طواف کے علاوہ تمام مناسک حج پورے کئے اور مخصوص ایام سے فراغت کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا' اس طرح باب سے مناسبت واضح ہوتی ہے۔

٤٦ - باب: أَيْنَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ

باب ۴۶: آٹھویں ذوالحجہ کو حاجی نماز ظہر کہاں پڑھے؟

٨٢٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقالَ لَهُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى، قَالَ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالأَبْطَحِ، ثُمَّ قَالَ أَنَسٌ: اْفعَلْ كما يَفْعَلُ أُمَراؤُكَ. [رواه البخاري: ١٦٥٣]

۸۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے کسی نے پوچھا کہ مجھے آپ کوئی ایسی بات بتائیں جو آپ کو رسول اللہ ﷺ کی یاد ہو یعنی آپنے آٹھویں ذوالحجہ کو ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا منی میں' اس نے پوچھا کہ کوچ کے روز نماز عصر کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا محصب میں جاکر پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے لئے اپنے حکام کی پیروی کرنا ہے۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا جواب بایں الفاظ منقول ہے "کہ دیکھ جہاں تیرے حاکم لوگ نماز پڑھیں وہاں تو بھی ادا کر" اس سے معلوم ہوا کہ کسی مستحب کام کو عمل میں لانے کے لئے حاکم وقت اور جماعت مسلمین کی مخالفت نہیں کرنا چاہئے۔ (عون الباری: ۲/۶۰۴)

٤٧ - باب: صَوْمُ يَوْمِ عَرَفَةَ

باب ۴۷: عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

٨٢٩ : عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ في صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ، فَبَعَثْتُ إِلَى

۸۲۹۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عرفہ کے دن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے روزے میں شک تھا تو میں نے رسول اللہ

النَّبِيِّ ﷺ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ. [رواه البخاري: ١٦٥٨]

ﷺ کی خدمت میں ایک مشروب بھیجا تو آپ نے اسے نوش جان فرمایا

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن حاجی کے لئے بہتر ہے کہ وہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ مناسک حج ادا کرنے میں کمزوری پیدا نہ ہو بعض روایات میں حاجی کے لئے اس دن روزہ رکھنے کی نہی بھی وارد ہے۔ (عون الباری:۲/۶۰۵)

٤٨ - باب: التَّهْجِيرُ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

باب ۴۸: عرفہ کے لئے دن ٹھیک دوپہر کے وقت روانہ ہونا

٨٣٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ: جَاءَ يَوْمَ عَرَفَةَ، حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الحَجَّاجِ، فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ، فَقَالَ: ما لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَ: الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ، قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَنْظِرْنِي حَتَّى أُفِيضَ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرُجَ، فَنَزَلَ حَتَّى خَرَجَ الحَجَّاجُ، فَسَارَ، فَقَالَ لَهُ سالِمُ بْنُ عَبْدِاللهِ - وكانَ مَعَ أَبِيهِ - : إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ، فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ ٱللهِ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَبْدُ ٱللهِ قَالَ: صَدَقَ وَكانَ عَبْدُ المَلِكِ قد كَتَبَ إِلَى الحَجَّاجِ: أَنْ لاَ يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الحَجِّ. [رواه البخاري: ١٦٦٠]

۸۳۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد تشریف لائے اور حجاج کے ڈیرے کے پاس پہنچ کر زور سے آواز دی تو حجاج کسم میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے باہر نکلا اور کہنے لگا اے ابو عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر تمہیں سنت کی پیروی مطلوب ہے تو ابھی چلنا چاہئے حجاج بولا بالکل اسی وقت؟ انہوں نے کہا ہاں حجاج نے کہا مجھے اتنی مہلت دیں کہ میں اپنے سر پر پانی بہا لوں پھر چلتا ہوں' ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سواری سے نیچے اتر پڑے یہاں تک کہ حجاج فارغ ہو کر باہر نکلا اور روانہ ہوا تو سالم بن عبداللہ نے جو اپنے باپ کے ساتھ تھے اس سے کہا اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھنا اور وقوف میں جلدی کرنا یہ سن کر حجاج حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھنے لگا جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا تو اس سے کہا سالم سچ کہتا ہے اور عبدالملک نے حجاج کو لکھ بھیجا تھا کہ حج میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرنا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن سورج ڈھلتے ہی ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھ لینا چاہئے اگر نماز کی تیاری کرنے (مثلاً غسل وغیرہ) کچھ دیر بھی ہو جائے تو چنداں حرج نہیں۔ (عون الباری:۲/۶۰۸)

٤٩ - باب: التَّعْجِيلُ إِلَى الْمَوْقِفِ

باب ۴۹: عرفات میں ٹھہرنے کے لئے جلدی کرنا

اس عنوان کے تحت گزشتہ حدیث نمبر ۸۳۰ کے پیش نظر کسی اور حدیث کا اندراج نہیں کیا گیا۔

فوائد: پچھلی حدیث میں ہے کہ "اگر تو سنت کی اتباع کرنا چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھنا اور وقوف میں جلدی کرنا" انہی الفاظ سے عنوان ثابت ہوتا ہے۔ اس عنوان کے تحت امام بخاری نے لکھا کہ اس باب میں بھی وہی حدیث لکھنے کا پروگرام تھا جسے امام مالک نے امام ابن شہاب زہری سے بیان کیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب میں وہی حدیث لاؤں جو بلافائدہ مکرر نہ ہو۔

٥٠ - باب: الْوُقُوفُ بِعَرَفَةَ

باب ۵۰: میدان عرفات میں ٹھہرنا

٨٣١ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي، فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ، فَقُلْتُ: هٰذَا وَاللهِ مِنَ الحُمْسِ، فَمَا شَأْنُهُ هَا هُنَا. [رواه البخاري: ١٦٦٤]

۸۳۱۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ قبل از اسلام ایک دفعہ مسلمان ہونے سے پہلے میرا اونٹ گم ہوگیا میں عرفہ کے دن اسے ڈھونڈنے نکلا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں ٹھہرے ہوئے دیکھا میں نے دل میں کہا کہ اللہ کی قسم! یہ تو قوم حمس سے ہیں (جو حدود حرم سے باہر نہیں آتے) پھر یہاں ان کا کیا کام؟

فوائد: حمس' حماست سے مشتق ہے' جس کا معنی سختی ہے قریش کو حمس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے دین میں سختی سے کام لیتے تھے۔ اسی سختی کی وجہ سے وہ حدود حرم سے باہر نہیں نکلتے تھے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو اس لئے تعجب ہوا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دوران حج حدود حرم سے باہر میدان عرفات میں وقوف کرتے دیکھا۔ (عون الباری:۲/۶۰۹)

٥١ - باب: السَّيْرُ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ

باب ۵۱: عرفات سے لوٹتے وقت کس طرح چلنا چاہیے

٨٣٢ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ: عَنْ سَيْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

۸۳۲۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ حجۃ الوداع میں واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی رفتار کیسی تھی تو انہوں نے بتایا کہ عرفات سے روانگی کے وقت عام رفتار سے چلتے تھے اور جب میدان آجاتا تو تیز ہو

قَالَ الرَّاوِي: وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ. [رواه البخاري: ١٦٦٦]

جاتے تھے راوی کہتا ہے کہ نص اس تیز رفتاری کو کہتے ہیں جو عام رفتار سے زیادہ ہوتی ہے۔

فوائد: چونکہ مزدلفہ میں آکر مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھنا ہوتا ہے اس لئے عرفات سے لوٹتے وقت ذرا جلدی چلنا مسنون ہے۔ (عون الباری:٦١١/٢)

٥٢ - باب: أَمْرُ النَّبِيِّ ﷺ بِالسَّكِينَةِ عِنْدَ الإِفَاضَةِ وَإِشَارَتُهُ إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ

باب ٥٢: عرفات سے لوٹتے وقت رسول اللہ ﷺ کا سکون واطمینان کے متعلق حکم دینا اور کوڑے سے اشارہ فرمانا

٨٣٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا، وَضَرْبًا لِلإِبِلِ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ، وَقَالَ: (أَيُّهَا النَّاسُ، عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالإِيضَاعِ). [رواه البخاري: ١٦٧١]

٨٣٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفہ کے دن واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے شوروغل اور اونٹوں کو مارنے پیٹنے کی آواز سنی تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ فرمایا اور حکم دیا کہ لوگو! سکون قائم رکھو' اونٹوں کو دوڑانے میں کوئی نیکی نہیں ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ جو تیز رفتاری اپنی یا جانوروں کی تکلیف کا باعث ہو وہ کسی صورت میں قابل تعریف نہیں۔ (عون الباری:٦١٢/٢)

٥٣ - باب: مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ بِلَيْلٍ، فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ، وَيُقَدِّمُ إِذَا غَابَ الْقَمَرُ

باب ٥٣: جس نے کمزور گھر والوں کو رات پہلے بھیج دیا وہ مزدلفہ میں ٹھہریں' دعا کریں اور چاند غروب ہوتے ہی ان کو آگے (منیٰ) روانہ کر دیا

٨٣٤ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ، فَقَامَتْ تُصَلِّي، فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ، هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قَالَ: لاَ، فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟

٨٣٤۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مزدلفہ میں رات کے وقت اتریں اور نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں پھر ایک گھڑی تک نماز پڑھتی رہیں فراغت کے بعد پوچھا اے بیٹے! کیا چاند غروب ہوگیا اس نے کہا ہاں ہوگیا انہوں نے کہا تو پھر کوچ کرو چنانچہ ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ

قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَارْتَحِلُوا، فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا، حَتَّى رَمَتِ الْجَمْرَةَ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي مَنْزِلِهَا، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: يَا هَنْتَاهُ، مَا أُرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا، قَالَتْ: يَا بُنَيَّ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَذِنَ لِلظُّعُنِ. [رواه البخاري: ١٦٧٩]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے منی پہنچ کر رمی کی پھر صبح کی نماز واپس آکر اپنے مقام پر ادا کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ میرے خیال کے مطابق ہم نے جلدی سے کام لیا ہے اور تاریکی میں ہی کنکریاں مار دی ہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا پسر من! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

فوائد: دسویں کی رات مزدلفہ میں گذارنا ضروری ہے البتہ بچوں' عورتوں اور کمزور لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ تھوڑی دیر مزدلفہ ٹھہر کر منی روانہ ہو جائیں۔

٨٣٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَوْدَةُ، أَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَكَانَتِ امْرَأَةً بَطِيئَةً، فَأَذِنَ لَهَا، فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَأَقَمْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا نَحْنُ، ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ، فَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ. [رواه البخاري: ١٦٨١]

٨٣٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی روانہ ہوجائیں کیونکہ وہ ذرا سست رفتار تھیں آپ نے ان کو اجازت دے دی چنانچہ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی نکل کھڑی ہوئیں اور ہم لوگ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس ہوئے کاش! میں نے بھی رسول اللہ سے اجازت لی ہوتی تو اچھا تھا جیسے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے لی تھی۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ کاش! میں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نماز فجر منی پڑھتی اور لوگوں کے ازدحام سے پہلے رمی جمار کر لیتی۔ (عون الباری:٦١٦/٢)

٥٤ - باب: مَنْ يُصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

باب ۵۴: نماز صبح مزدلفہ ہی میں پڑھنا

٨٣٦ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَدِمَ جَمْعاً فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ، كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، وَالْعَشَاءُ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، قَائِلٌ يَقُولُ

٨٣٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب مزدلفہ آئے تو انہوں نے دو نمازیں ادا کیں ہر نماز کے لئے الگ الگ اذان اور اقامت کہی اور دونوں نمازوں کے درمیان کھانا کھایا پھر جب صبح نمودار ہوئی تو فجر کی نماز پڑھی اس وقت اتنا اندھیرا

طَلَعَ الْفَجْرُ، وَقَائِلٌ يَقُولُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا، فِي هٰذَا الْمَكَانِ، الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتَّى يُعْتِمُوا، وَصَلَاةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ). ثُمَّ وَقَفَ حَتَّى أَسْفَرَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَاضَ الْآنَ أَصَابَ السُّنَّةَ. فَمَا أَدْرِي: أَقَوْلُهُ كَانَ أَسْرَعَ أَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ. [رواه البخاري: ١٦٨٣]

تھا کہ کوئی کہتا فجر ہوگئی اور کوئی کہتا ابھی فجر نہیں ہوئی' فراغت کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں نمازیں مغرب وعشاء اس مقام (مزدلفہ) میں اپنے وقت سے ہٹا دی گئی ہیں لوگوں کو چاہیے کہ مزدلفہ میں اس وقت داخل ہوں جب اندھیرا ہو جائے پھر فجر کی نماز اس وقت پڑھیں پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ روشنی ہوگئی پھر کہنے لگے اگر امیرالمومنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اس وقت منی کی طرف روانہ ہوتے تو سنت کے مطابق عمل کرتے راوی کہتا ہے کہ مجھے یہ علم نہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہلے ہوا یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کوچ پہلے ہوا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ برابر تلبیہ کہتے رہے حتی کہ قربانی کے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازوں کو جمع کرنے والا درمیان میں کھانا وغیرہ کھا سکتا ہے اور کچھ آرام بھی کر سکتا ہے کیونکہ ان کے درمیان اس قدر فاصلہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۶۱۷)

٥٥ - باب: مَتَى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

باب ۵۵: مزدلفہ سے کب روانہ ہونا چاہیے؟

٨٣٧ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ صَلَّى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ، ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَيَقُولُونَ: أَشْرِقْ ثَبِيرُ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَالَفَهُمْ، ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ

۸۳۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی پھر ٹھہرے رہے اور فرمانے لگے کہ مشرکین طلوع آفتاب کے بعد یہاں سے کوچ کرتے اور طلوع آفتاب کے انتظار میں یہ کہتے اے ثبیر! آفتاب تجھ پر ظاہر ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت فرمائی پھر حضرت عمر

تَطْلُعَ الشَّمْسُ. [رواه البخاري: ١٦٨٤]

ﷺ نے طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے کوچ کر دیا۔

فوائد: ثبیر مزدلفہ میں ایک بہت بڑا پہاڑ ہے جو عرفات کو جاتے وقت دائیں جانب اور منی جاتے وقت بائیں جانب پڑتا ہے۔ (عون الباری:٢/٦١٩)

٥٦ - باب: رُكُوبُ الْبُدْنِ

باب ٥٦: قربانی کے اونٹوں پر سوار ہونا

٨٣٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، فَقَالَ: (ٱرْكَبْهَا). فَقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، فَقَالَ: (ٱرْكَبْهَا). قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: (ٱرْكَبْهَا وَيْلَكَ). فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الثَّانِيَةِ. [رواه البخاري: ١٦٨٩]

٨٣٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے اونٹ کو ہانک رہا تھا' آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کیا کہ یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا تجھ پر افسوس اس پر سوار ہو جا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قربانی کے اونٹوں پر سواری کرنا جائز ہے خواہ کوئی عذر نہ بھی ہو امام بخاری نے اس سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ وقف عام سے خود فائدہ لینا جائز ہے۔ (عون الباری:٢/٦٢٣)

٥٧ - باب: مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ

باب ٥٧: جو شخص قربانی کا جانور ہمراہ لے کر گیا

٨٣٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الحَجِّ، وَأَهْدَى، فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ، قَالَ

٨٣٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر حج کے ساتھ عمرہ ملایا تھا اور قربانی کی تھی ہوا یوں کہ ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ابتداء میں عمرے کے احرام کے ساتھ لبیک کہا بعد ازیں حج کا لبیک کہا تو لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کو عمرے کے ساتھ ملاکر فائدہ حاصل کیا ان میں سے کچھ لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے جبکہ کچھ لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے

لِلنَّاسِ: (مَنْ كانَ مِنْكُمْ أَهْدَى، فَإِنَّهُ لاَ يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى، فَلْيَطُفْ بالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ، ثُمَّ يُهِلَّ بِالحَجِّ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ فِي الحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ). [رواه البخاري: ١٦٩١]

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہے اس کے لئے کوئی ایسی چیز جو بحالت احرام حرام تھی حلال نہ ہوگی حتیٰ کہ اپنے حج سے فارغ ہو جائے اور جو شخص قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا وہ کعبہ کا طواف کر کے صفا مروہ کی سعی کرے پھر اپنے بال کتروا کر احرام کھول دے اس کے بعد پھر حج کا احرام باندھے اور لبیک کہے جس میں قربانی دینے کی استطاعت نہ ہو وہ تین روزے ایام حج میں اور سات روزے اپنے گھر پہنچ کر رکھے یعنی کل دس روزے رکھے۔

فوائد: بہتر ہے کہ یوم عرفہ سے پہلے پہلے تین روزے رکھ لے کیونکہ اس کے بعد کھانے پینے کے دن ہیں باقی سات روزے اپنے گھر پہنچ کر رکھے راستے میں رکھنے درست نہیں ہیں۔ (عون الباری: ۲/۶۴۷)

٥٨ - باب: مَنْ أَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِي الحُلَيْفَةِ ثُمَّ أَحْرَمَ

باب ۵۸: جس شخص نے ذوالحلیفہ پہنچ کر اشعار (قربانی کی کوہان کو زخم لگایا) اور تقلید یعنی ان کے گلے میں پٹہ ڈالا پھر احرام باندھا

٨٤٠ : عَنِ المِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالاَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ المَدِينَةِ زَمَنَ الحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا كانُوا بِذِي الحُلَيْفَةِ، قَلَّدَ النَّبِيُّ ﷺ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ، وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ. [رواه البخاري: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

۸۴۰۔ حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ زمانہ حدیبیہ میں ایک ہزار سے زائد صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی کے جانوروں کو قلادہ پہنایا اور ان کا اشعار کیا پھر عمرہ کا احرام باندھا۔

فوائد: قربانی کے جانوروں کو علامت کے طور پر ایسا کیا جاتا تھا تاکہ عرب لوگ ان سے تعرض نہ کریں اور عزت واحترام کی نظر سے دیکھیں جن حضرات نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے وہ بہت دور کی

کوڑی لائے ہیں۔ (عون الباری:۲/۶۲۹)

٥٩ - باب: مَنْ قَلَّدَ القَلائِدَ بِيَدِهِ

باب ۵۹: جس نے اپنے ہاتھ سے قلادہ پہنایا

٨٤١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهُ بلغها: أَنَّ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَقولُ: مَنْ أَهْدَى هَدْيًا، حَرُمَ عَلَيْهِ ما يَحْرُمُ عَلَى الحَاجِّ، حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ. فَقالَتْ عائِشَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: لَيْسَ كما قَالَ، أَنَا فَتَلْتُ قَلائِدَ هَدْيِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ بِيَدَيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي، فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ شَيْءٌ أَحَلَّهُ ٱللهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ. [رواه البخاري: ١٧٠٠]

۸۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہیں خبر پہنچی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جو کعبہ میں قربانی کا جانور بھیجے تو اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جو حج کرنے والے پر ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ قربانی ذبح کردی جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہدی (قربانی) کے قلادے خود اپنے ہاتھ سے بنائے پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے ان قلادوں کو پہنایا اور میرے والد محترم کے ساتھ انہیں روانہ کیا مگر کوئی چیز جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے حلال فرمائی تھی وہ آپ پر جانوروں کی قربانی تک حرام نہیں ہوئی۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف کی بنیاد محض قیاس تھا جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے عمل سے رد کر دیا۔ لوگوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف سے اتفاق کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوی کو ترک کر دیا۔ (عون الباری:۲/۶۳۱)

٦٠ - باب: تَقْلِيدُ الْغَنَمِ

باب ۶۰: بکریوں کو قلادہ پہنانا

٨٤٢ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا في رِوايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْدَى غَنَمًا، وَفي رِوايَةٍ عَنْهَا: أَنَّهُ ﷺ قَلَّدَ الغَنَمَ وأَقامَ في أَهْلِهِ حَلالًا. [رواه البخاري: ١٧٠١، ١٧٠٢]

۸۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے چند بکریاں بطور قربانی روانہ کیں اور انہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکریوں کو قلادہ پہنایا اور اپنے گھر میں بغیر احرام کے رہے تھے۔

فوائد: نشانی کے طور پر قربانی کی بکریوں کو ہار پہنانا جائز ہے لیکن ان کا اشعار کرنا بالاتفاق درست نہیں ہے کیونکہ وہ اس کی متحمل نہیں ہیں نیز بالوں کی کثرت کی وجہ سے اشعار ظاہر بھی نہیں ہوتا۔ (عون الباری:۲/۶۳۲)

٦١ - باب: القَلاَئِدُ مِنَ العِهْنِ

باب ٦١: اون سے قلادے تیار کرنا

٨٤٣ : وَفي رِوايةٍ عَنْهَا قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلاَئِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كانَ عِنْدِي. [رواه البخاري: ١٧٠٥]

۸۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے قربانی کی بکریوں کے قلادے اس اون سے بنائے تھے جو میرے پاس موجود تھی۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قربانی کے ہار وغیرہ زمینی پیداوار کپاس وغیرہ سے بنائے جائیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی تردید فرمائی ہے کہ اون اور ریشم وغیرہ سے بنائے جا سکتے ہیں۔ (عون الباری: ۲/۶۳۳)

٦٢ - باب: الْجِلاَلُ لِلْبُدْنِ وَالتَّصَدُّقُ بِهَا

باب ٦٢: قربانی کی جھولیں تک خیرات کر دینے کا بیان

٨٤٤ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلاَلِ الْبُدْنِ الَّتِي نَحَرْتُ وَبِجُلُودِهَا. [رواه البخاري: ١٧٠٧]

۸۴۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ جو اونٹ قربانی کے طور پر ذبح کئے ہیں ان کی جھولیں اور کھالیں صدقہ کر دوں۔

فوائد: اس حدیث میں اختصار ہے حقیقت یہ ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے طور پر سو اونٹ ذبح کئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کا گوشت' کھالیں اور جھولیں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

٦٣ - باب: ذَبْحُ الرَّجُلِ البَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ

باب ٦٣: اپنی بیویوں کی طرف سے ان کے کہے بغیر گائے ذبح کرنا

٨٤٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ، تَقَدَّمَ وفي هٰذِهِ الرِّوايَةِ زِيادَةٌ: فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: نَحَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ

۸۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت (۷۹۱) کہ ہم ذوالقعدہ کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے پہلے گزر چکی ہے اس طریق میں اتنا اضافہ ہے کہ قربانی کے دن ہمارے سامنے گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے پوچھا کہ یہ گوشت کیسا ہے؟ لانے والے نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

أَزْوَاجِهِ. [رواه البخاري: ١٧٠٩]

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت یا اس کے علم میں لائے بغیر کوئی کار خیر سرانجام دیتا ہے تو اسے ثواب پہنچتا ہے نیز اس میں گائے وغیرہ کی قربانی میں شراکت کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے۔ (عون الباری:٦/٢٣٦)

٦٤ - باب: النَّحْرُ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى

باب ٦٤: منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے مقام قربانی پر قربانی کرنا

٨٤٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كانَ يَنْحَرُ فِي المَنْحَرِ. يَعْنِي: مَنْحَر رَسُولِ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧١٠]

٨٤٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جائے قربانی پر قربانی کرتے تھے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے نحر کا مقام جمرہ عقبہ کے قریب مسجد خیف کے پاس تھا تاہم منیٰ میں ہر جگہ قربانی کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:٢/٦٣٧)

٦٥ - باب: نَحْرُ الإِبِلِ مُقَيَّدَة

باب ٦٥: اونٹ کا پاؤں باندھ کر قربانی کرنا

٨٤٧ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رأَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحرُهَا، قَالَ: اَبْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً، سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧١٣]

٨٤٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ بٹھا کر ذبح کر رہا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ اسے اٹھا اور ایک پاؤں باندھ کر کھڑا کر کے ذبح کر یہ پابندی سنت محمدیہ ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ خلاف سنت کام ہوتا دیکھ کر خاموش نہیں رہنا چاہئے بلکہ سنت کی وضاحت ضروری ہے۔

٦٦ - باب: لاَ يُعْطِي الجَزَّارَ مِنَ الهَدْيِ شَيْئاً

باب ٦٦: قربانی سے قصاب کو (بطور اجرت) کوئی چیز نہ دینا

٨٤٨ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى البُدْنِ، وَلاَ أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا. [رواه البخاري: ١٧١٦م]

٨٤٨۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اور قصاب کو ان کی کوئی چیز بطور اجرت نہ دوں۔

فوائد: قصاب کو بطور اجرت کھال وغیرہ نہیں دینا چاہئے بلکہ اسے اپنی طرف سے معاوضہ دیا جائے

تاہم خیرات کے طور پر گوشت وغیرہ دینے میں چنداں حرج نہیں ہے۔ (عون الباری:۸/۶۳۸/۲)

٦٧ - باب: مَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يَتَصَدَّقُ

باب ٦٧: قربانی کے جانوروں سے کیا کھائیں اور کیا خیرات کریں

٨٤٩ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا لاَ نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلاَثِ مِنًى، فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: (كُلُوا وَتَزَوَّدُوا). فَأَكَلْنَا وتَزَوَّدْنَا. [رواه البخاري: ١٧١٩]

۸۴۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت منی میں تین دن سے زیادہ نہ کھاتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ کھاؤ اور زاد راہ کے طور پر ساتھ بھی لے جاؤ چنانچہ ہم نے کھایا اور ساتھ بھی لائے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا چنانچہ یہ حکم مذکورہ حدیث سے منسوخ ہوا اور قربانی کا گوشت زاد راہ کے طور پر دیر تک رکھنے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ (عون الباری:۹/۶۳۹/۲)

٦٨ - باب: الحَلْقُ وَالتَّقْصِيرُ عِنْدَ الإِحْلاَلِ

باب ٦٨: احرام کھولتے وقت سر منڈوانا اور کتروانا

٨٥٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَلَقَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ في حَجَّتِهِ. [رواه البخاري: ١٧٢٦]

۸۵۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں سر کو منڈوایا تھا۔

فوائد: حدیث سے معلوم ہوا کہ سر منڈوانا کتروانے سے افضل ہے لیکن عورتوں کے لئے سر منڈوانا جائز نہیں وہ اپنی چٹیا کے چند ایک بال لے لیں۔

٨٥١ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (اللَّهُمَّ ٱرْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ). قَالُوا: وَالمقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (اللَّهُمَّ ٱرْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ). قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (وَالْمُقَصِّرِينَ). [رواه البخاري: ١٧٢٧]

۸۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر مہربانی فرما' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بال کتروانے والوں پر بھی' آپ نے پھر یہی فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحمت نازل فرما' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بال کتروانے والوں پر بھی' تب آپ نے

فرمایا کہ بال کتروانے والوں پر بھی رحم فرما۔

فوائد: تمام سر کو منڈوانا چاہئے تبھی دعا نبوی کا حقدار ہو گا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشروع کام کرنے والے کے لئے خیر و برکت کی دعا کرنا مستحب ہے۔ (عون الباری:۲/۶۴۲)

٨٥٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ مِثْلُ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: (ٱغْفِرْ) بَدَلَ: (ٱرْحَمْ)، قَالَهَا ثَلاَثًا، قَالَ: (وَلِلْمُقَصِّرِينَ). [رواه البخاري: ١٧٢٨]

۸۵۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے مگر اس میں لفظ ارحم کے بجائے اغفر ہے جس کو آپ نے تین دفعہ کہا اور چوتھی بار فرمایا کہ بال کتروانے والوں کی بھی بخشش فرما۔

فوائد: اگر حج سے چند دن قبل عمرہ کیا جائے اور اندیشہ ہو کہ دسویں تاریخ تک بال نہیں اگ سکیں گے تو ایسے حالات میں عمرہ کرنے والے کے لئے بال کتروانا افضل ہے تاکہ حج کے موقعہ پر بالوں کا حلق ہو سکے۔ (عون الباری:۲/۶۴۳)

٨٥٣ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ. [رواه البخاري: ١٧٣٠]

۸۵۳۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے بال قینچی سے کترے تھے۔

فوائد: یہ واقعہ عمرہ قضاء یا عمرہ جعرانہ کا ہے کیونکہ حجۃ الوداع میں آپ نے منیٰ میں حلق کرایا تھا۔ (عون الباری:۲/۶۴۴)

٦٩ - باب: رَمْيُ الْجِمَارِ

باب ٦٩: کنکریاں مارنا

٨٥٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَأَلَهُ رَجُلٌ: مَتَى أَرْمِي الْجِمَارَ؟ قَالَ: إِذَا رَمى إِمامُكَ فَارْمِهِ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَيَّنُ، فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا. [رواه البخاري: ١٧٤٦]

۸۵۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے پوچھا کہ جمروں کو کنکریاں کس وقت ماروں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب تمہارا امام رمی کرے تو اس وقت تم بھی رمی کرو اور اس نے دوبارہ یہی بات پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم انتظار کرتے رہتے جب آفتاب ڈھل جاتا تو کنکریاں مارتے تھے۔

فوائد: دسویں تاریخ کو کنکریاں مارنے کا افضل وقت چاشت ہے اور باقی ایام میں زوال آفتاب کے بعد ہے۔

٧٠ - باب: رَمْيُ الجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الوَادِي

باب ٧٠: وادی کے نشیب سے کنکریاں مارنا

٨٥٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَمى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، فَقِيلَ له إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا؟ فَقَالَ: وَالَّذِي لاَ إِلٰهَ غَيْرُهُ، هٰذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧٤٧]

٨٥٥۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے وادی کے نشیب سے جاکر کنکریاں ماریں تو ان سے کہا گیا کچھ لوگ تو اوپر ہی سے کھڑے ہوکر رمی کرتے ہیں انہوں نے فرمایا قسم اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے! یہ اس شخص کے رمی کرنے کی جگہ ہے جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی تھی۔

فوائد: سائل نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے متعلق سوال کیا واضح رہے کہ اس وقت مکہ مکرمہ بائیں جانب اور عرفہ دائیں جانب ہو اور جمرہ کے سامنے کھڑا ہو کر رمی کی جائے۔ (عون الباری:٢/٦٤٧)

٧١ - باب: رَمْيُ الجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ

باب ٧١: ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں ماری جائیں

٨٥٦ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ انْتَهى إِلَى الجَمْرَةِ الْكُبْرَى، فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ، وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ، وَرَمى بِسَبْعٍ، وَقَالَ: هٰكَذَا رَمى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧٤٨]

٨٥٦۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب وہ بڑے جمرہ (عقبہ) کے پاس پہنچے تو انہوں نے کعبہ کو اپنی بائیں طرف اور منی کو اپنی دائیں طرف کرلیا اور اسے سات کنکریاں ماریں اور فرمایا کہ اس طرح اس شخص نے کنکریاں ماری تھیں جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی تھی ﷺ

فوائد: جمرہ عقبہ چند ایک باتوں میں دوسرے جمرات سے ممتاز ہے ایک یہ کہ دسویں تاریخ کو صرف اسی کو رمی کی جاتی ہے دوسرے اس کی رمی بوقت چاشت ہے تیسرے یہ کہ اس کے پاس دعا نہیں کرنا چاہئے۔ (عون الباری:٢/٦٤٩)

٧٢ - باب: إِذَا رَمى الجَمْرَتَيْنِ يَقُومُ وَيُسْهِلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

باب ٧٢: نرم زمین پر قبلہ رو کھڑے ہو کر پہلے اور دوسرے جمرے کو کنکریاں مارنا

٨٥٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الجَمْرَةَ الدُّنْيَا

٨٥٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (مسجد خیف کے) قریب والے جمرہ کو سات کنکریں

بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يُسْهِلَ، فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَقُومُ طَوِيلًا، وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَى، ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُّ، وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيَقُومُ طَوِيلًا، وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، وَيَقُومُ طَوِيلًا، ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، وَلاَ يَقِفُ عِنْدَهَا، ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُولُ: هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ١٧٥١]

مارتے اور ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے اور نرم زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہو جاتے اور دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پھر درمیانی جمرے کو کنکریاں مارتے اس کے بعد بائیں جانب نرم و ہموار زمین پر چلے جاتے اور قبلہ رو کھڑے ہو کر دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہتے اور یوں دیر تک کھڑے رہتے پھر وادی کے نشیب سے جمرہ عقبی کو رمی کرتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے اور واپس آجاتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سورت بقرہ پڑھنے کی مقدار وہاں کھڑے نہایت خشوع سے دعا کرتے رہتے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کنکریاں یکبار ہی نہ پھینک دی جائیں بلکہ اکیلی اکیلی کنکری ماری جائے۔ (عون الباری:٢/٦٥٠)

٧٣ - باب: طَوَافُ الْوَدَاعِ

باب ٧٣: طواف وداع کا بیان

٨٥٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ، إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الحَائِضِ. [رواه البخاري: ١٧٥٥]

٨٥٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے پاس ہو (یعنی طواف وداع کریں) مگر حیض والی عورتوں کو (یہ طواف) معاف ہے

فوائد: طواف وداع کا دوسرا نام طواف صدر بھی ہے اور یہ بھی ضروری ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صحت طواف کے لئے طہارت شرط ہے۔ (عون الباری:٢/٦٥٢)

٨٥٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ، ثُمَّ رَكِبَ إِلَى

٨٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے وادی محصب میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اس کے بعد تھوڑی دیر نیند کی پھر سوار ہو کر بیت اللہ گئے اور طواف کیا۔

الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ. [رواه البخاري: ١٧٥٦]

فوائد: وادی محصب مکہ اور منیٰ کے درمیان ایک وسیع میدانی علاقہ ہے اسے ابطح' بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۶۵۲)

٧٤ - باب: إِذَا حَاضَتِ الْمَرأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

باب ۷۴: اگر طواف زیارت کرلینے کے بعد عورت کو حیض آجائے؟

٨٦٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّهَا لاَ تَنْفِرُ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لَهُنَّ. [رواه البخاري: ١٧٦٠، ١٧٦١]

۸۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حائضہ کو طواف افاضہ کے بعد مکہ سے جانے کی اجازت ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سنا کہ اجازت نہیں ہے لیکن بعد میں ان سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ کو رخصت دی ہے۔

فوائد: حضرت عمر' ابن عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا یہ موقف تھا کہ حائضہ کے لیے بھی طواف وداع کرنا ضروری ہے لیکن حضرت زید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے اس موقف سے رجوع کرلیا تھا البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رجوع ثابت نہیں ان کا یہ موقف اس حدیث کے خلاف ہے۔ (عون الباری:۲/۶۵۳) ان کو اس حدیث کا علم نہ تھا۔ (علوی)

٧٥ - باب: الْمُحَصَّب

باب ۷۵: وادی محصب میں ٹھہرنا

٨٦١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ، إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٧٦٦]

۸۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا کہ وادی محصب میں ٹھہرنا کوئی عبادت نہیں ہے وہ صرف ایک مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یونہی ٹھہرے تھے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ وادی محصب میں ٹھہرنا ارکان حج سے نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے وہاں ٹھہرے کہ وہاں سے مدینہ کو روانگی آسان ہوگی چونکہ آپ نے وہاں قیام فرمایا اس لئے اس کا اہتمام مستحب ہے آپ کے بعد شیخین رضی اللہ عنہما بھی وہاں ٹھہرے۔ (عون الباری:۲/۶۵۴)

٧٦ - باب: النُّزُولُ بِذِي طُوىً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَالنُّزُولُ بِالبَطحَاءِ الَّتِي بِذِي الحُلَيْفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ

باب ٧٦: دخول مکہ سے پہلے ذی طوی میں ٹھہرنا اور مکہ سے لوٹتے وقت اس بطحاء میں پڑاؤ کرنا جو ذوالحلیفہ میں ہے

٨٦٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى، حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ، وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ، وَكانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ١٧٦٩]

٨٦٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ مکہ جاتے تو ذی طوی میں پڑاؤ کرتے رات وہیں بسر کرتے صبح ہوتی تو مکہ میں داخل ہوتے اور جب مکہ سے واپس ہوتے تو بھی ذی طوی میں رات گزارتے صبح تک وہیں رہتے اور ذکر کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کرتے تھے۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "مکہ سے لوٹتے وقت بھی ذی طوی میں پڑاؤ کرنا" صاحب تجرید کے عنوان کے تحت امام بخاری جو حدیث لاتے ہیں اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج یا عمرہ سے لوٹ کر مدینہ آتے تو اپنی اونٹنی کو اس میدان بطحاء میں بٹھاتے جو ذوالحلیفہ میں ہے"

كتاب العمرة

عمرہ کے بیان میں

١ - باب: وجُوبُ الْعُمْرَةِ وَفَضْلُهَا

باب ا: فرضیت عمرہ اور اس کی فضیلت

٨٦٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةُ). [رواه البخاري: ١٧٧٣]

۸۶۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور مقبول حج کا صلہ تو سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

فوائد: امام بخاری کے نزدیک حج کی طرح عمرہ بھی فرض ہے لیکن مذکورہ حدیث سے اس کی فرضیت واضح نہیں ہوتی بلکہ وہ احادیث جن میں ارکان اسلام بیان ہوئے ہیں ان میں حج کا ذکر ہے عمرے کو ان میں بیان نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم (عون الباری:۲/۶۵۹)

٢ - باب: مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الحَجِّ

باب ۲: حج سے پہلے عمرہ کرنا

٨٦٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الحَجِّ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ.
وَقَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ. [رواه البخاري: ١٧٧٤]

۸۶۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے قبل از حج، عمرہ کرنے کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے عمرہ کیا ہے۔

٣ - باب: كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ

باب ۳: رسول اللہ ﷺ نے کس قدر عمرے کیے؟

٨٦٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: كَمِ ٱعْتَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ؟ قَالَ أَرْبَعًا: إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ. قَالَ السَّائِلُ: فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّاهُ أَلاَ تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَتْ: مَا يَقُولُ؟ قَالَ: يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمْرَاتٍ، إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ. قَالَتْ: يَرْحَمُ ٱللهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَا ٱعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ، وَمَا ٱعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ. [رواه البخاري: ١٧٧٦]

۸۶۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چار جن میں ایک ماہ رجب میں کیا تھا سائل کہتا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اماں جان! آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات کو سنا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں؟ سائل بولا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں جن میں ایک رجب میں کیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر رحم کرے آپ نے کوئی عمرہ نہیں کیا جس میں وہ موجود نہ ہوں (پھر وہ بھول گئے) رجب میں تو آپ نے کوئی عمرہ بھی نہیں ادا فرمایا۔

فوائد: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر ہاں یا نہیں میں کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموش ہو گئے۔ (عون الباری:۲/۶۶۱)

٨٦٦ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أنه سُئِلَ: كَمِ ٱعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: أَرْبَعًا: عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُونَ، وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ، وَعُمْرَةَ ٱلجِعْرَانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيمَةَ - أُرَاهُ - حُنَيْنٍ. قُلْتُ: كَمْ

۸۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟ تو انہوں نے کہا چار ایک عمرہ تو حدیبیہ جو ذوالقعدہ میں کیا جبکہ مشرکین نے آپ کو واپس کر دیا تھا دوسرا عمرہ آئندہ سال ذوالقعدہ میں کیا جبکہ آپ نے مشرکین سے صلح فرمائی تیسرا عمرہ جعرانہ جب مال غنیمت تقسیم کیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ مال غنیمت حنین کا تھا۔ (چوتھا حج کے ساتھ) پھر میں نے پوچھا کہ

حَجَّ؟ قَالَ: وَاحِدَةً. [رواه البخاري: ١٧٧٨]

آپ نے حج کتنے کئے تو جواب دیا صرف ایک۔

٨٦٧ : وفي رواية أنه قَالَ: أَعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ حَيْثُ رَدُّوهُ، وَمِنَ الْقَابِلِ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَعُمْرَةً فِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ. [رواه البخاري: ١٧٧٩]

٨٦٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دوسری روایت میں یوں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک تو وہ عمرہ کیا تھا جس سے مشرکین نے آپ کو واپس کر دیا تھا پھر آئندہ سال قضاء کا عمرہ' تیسرا ذوالقعدہ میں اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ ادا فرمایا۔

فوائد: دوسرے عمرے کو عمرۃ القضاء اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ قریش سے صلح اور ان سے ایک فیصلہ کے نتیجہ میں ہوا تھا یہ نام اس لئے نہیں رکھا گیا کہ چونکہ مشرکین نے پہلے عمرہ سے روک دیا تھا تو آپ نے بطور قضاء ادا کیا ہو جیسا کہ عامہ الناس میں مشہور ہے بلکہ جس عمرہ سے روکا گیا تھا اسے شمار کر کے چار عمرے ہوتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۶۶۲)

٨٦٨ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَعْتَمَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٧٨١]

٨٦٨۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کرنے سے پہلے ذوالقعدہ میں دو عمرے ادا فرمائے۔

فوائد: اس حدیث میں دو عمرے بیان ہوئے ہیں راوی نے وہ عمرہ جو حج کے ساتھ کیا تھا اور جس عمرہ سے آپ کو روک دیا گیا تھا ان دونوں کو شمار نہیں کیا واضح ہو کہ تین عمرے ماہ ذوالقعدہ میں ادا کئے گئے۔ چوتھا عمرہ حج کے ساتھ اور ذوالحجہ میں کیا تھا۔

٤ - باب: عُمْرَةُ التَّنْعِيمِ

باب ۴: تنعیم سے عمرہ کرنا

٨٦٩ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ. [رواه البخاري: ١٧٨٤]

وأَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيها، فَقَالَ: أَلَكُمْ هٰذِهِ خاصَّةً يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (لَا، بَلْ لِلأَبَدِ).

٨٦٩۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سوار کر کے لے جائیں اور انہیں مقام تنعیم سے عمرہ کرا لائیں اور حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اس وقت ملے جب آپ جمرہ عقبہ پر کنکریاں مار رہے تھے اس نے آپ سے پوچھا کیا یہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کرنا آپ کے لئے ہی مخصوص

[رواه البخاري: ١٧٨٥]

ہے آپ نے فرمایا نہیں یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

فوائد: حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا سوال حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث کا حصہ ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس کا ذکر بخاری میں نہیں ہے صاحب تجرید کو چاہئے تھا کہ یوں کہتے ایک روایت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں یوں ہے۔

٥ - باب: الاعْتِمَارُ بَعْدَ الحَجِّ بِغَيرِ هَدْيٍ

باب ٥: حج کے بعد قربانی کے بغیر عمرہ کرنا

٨٧٠ : حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا في الحَجِّ، تَكَرَّرَ كثيراً، وقَدْ تَقَدَّمَ بِتَمامِهِ (برقم: ٢١٤) [رواه البخاري: ١٧٨٤]

٨٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث (٨٦٩، ٧٩٢، ٧٩١) حج کی بابت ہے وہ کئی دفعہ مکمل نقل ہو کر گزر چکی ہے۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ماہ ذوالحجہ میں حج کے بعد بھی اگر کوئی عمرہ کا احرام باندھتا ہے تو اسے قربانی دینا ہوگی امام صاحب اس کی تردید فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد جو عمرہ کیا تھا اس میں کوئی قربانی، فدیہ یا روزے ادا نہیں کئے۔

٦ - باب: أَجْرُ الْعُمْرَةِ عَلَى قَدْرِ النَّصَبِ

باب ٦: عمرہ کا ثواب بقدر مشقت ہے

٨٧١ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا في رِوايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا في العُمْرَةِ: (وَلٰكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ). [رواه البخاري: ١٧٨٧]

٨٧١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے عمرہ کی بابت فرمایا کہ اس کا ثواب بقدر خرچ یا تمہاری مشقت کے مطابق دیا جائے گا۔

فوائد: بقدر مشقت ثواب میں کمی بیشی کا قاعدہ کلیہ نہیں کیونکہ بعض عبادات میں مشقت کم ہوتی ہے لیکن زمان ومکان کے لحاظ سے ثواب زیادہ ملتا ہے جیسے شب قدر میں عبادت کرنا یا مسجد حرام میں نماز ادا کرنا۔ (عون الباری: ٢/٦٧٠)

٧ - باب: مَتَى يَحِلُّ المُعْتَمِرُ

باب ٧: عمرہ کرنے والا احرام سے کب آزاد ہوتا ہے؟

٨٧٢ : عَنْ أَسْماءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّها كانَتْ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالحَجُونِ تَقُولُ: صَلَّى اللهُ

٨٧٢۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب مقام حجون سے گزرتیں تو کہتیں اللہ اپنے رسول اللہ ﷺ پر رحمتیں نازل

عَلَى مُحَمَّدٍ، لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هَا هُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ. قَلِيلٌ ظَهْرُنَا قَلِيلَةٌ أَزْوَادُنَا، فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وفُلاَنٌ وَفُلاَنٌ، فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا، ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ. [رواه البخاري: ١٧٩٦]

فرمائے بے شک ہم آپ کے ہمراہ اس مقام پر اترے تھے ان دنوں ہم ہلکے پھلکے تھے ہماری سواریاں بھی کم اور زاد راہ بھی تھوڑا تھا۔ میں نے اور میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے زبیر رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں شخص نے عمرہ کیا ہم نے کعبہ کا طواف کر کے احرام کھول دیا پھر ہم نے دوسرے وقت حج کا احرام باندھا۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ ہم نے کعبہ کا طواف کر کے احرام کھول دیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صفا اور مروہ کی سعی نہیں کی تھی کیونکہ مفصل حدیث میں بیت اللہ کے طواف کے بعد صفا مروہ کی سعی کا بھی ذکر ہے۔ (عون الباری:۲/۶۷۳)

٨ - باب: مَا يَقُول إِذَا رَجَعَ مِنَ الحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَو الْغَزْوِ

باب ۸: جب کوئی حج، عمرہ یا جہاد سے لوٹے تو کیا دعا پڑھے؟

٨٧٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الأَرْضِ ثَلاَثَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: (لاَ إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حامِدُونَ، صَدَقَ ٱللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ). [رواه البخاري: ١٧٩٧]

۸۷۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد یا حج وعمرہ سے لوٹتے تو ہر بلندی پر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی حکومت ہے وہی تعریف کے سزاوار ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے اپنے مالک کی بندگی کرنے والے اس کے حضور سجدہ ریز ہونے والے اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھلایا اپنے بندے کی مدد فرمائی اس اکیلے نے افواج کفار کو شکست سے دو چار کر دیا

فوائد: یہ دعا جہاد اور حج وعمرہ کے سفر کے لئے ہی خاص نہیں بلکہ ہر سفر سے واپسی پر پڑھی جا سکتی ہے جو اللہ کی اطاعت کے لئے اختیار کیا گیا ہو۔ (عون الباری:۲/۶۷۵)

٩ - باب: اسْتِقْبَالُ الحَاجِّ القَادِمِيْنَ وَالثَّلاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب ۹: آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا اور تین آدمیوں کا سواری پر بیٹھنا

٨٧٤ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ، ٱسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ. [رواه البخاري: ١٧٩٨]

۸۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب کے چند لڑکے آپ کے استقبال کے لئے گئے ان میں سے ایک کو آپ نے اپنے آگے اور ایک کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا۔

فوائد: یہ عنوان حج کے لئے جانے والوں اور حج سے واپس آنے والوں کا استقبال کرنا دونوں مواقع پر مشتمل ہے۔ (عون الباری:۲/۶۷۶)

١٠ - باب: الدُّخُولُ بِالعَشِيِّ

باب ۱۰: (مسافر کا) زوال کے بعد گھر میں داخل ہونا

٨٧٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَطْرُقُ أَهْلَهُ، كَانَ لاَ يَدْخُلُ إِلَّا غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً. [رواه البخاري: ١٨٠٠]

۸۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس سفر سے بوقت شب واپس نہ آتے تھے یا تو صبح کے وقت آتے یا بعد از زوال تشریف لاتے تھے۔

فوائد: رات کے وقت اچانک گھر آنے سے اس لئے منع فرمایا کہ مبادا کوئی ناگوار چیز دیکھے جو باہمی نفرت و کدورت کا باعث ہو۔ (عون الباری:۲/۶۷۸)

٨٧٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلًا. [رواه البخاري: ١٨٠١]

۸۷۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے (سفر سے) رات کو اپنے گھر آنے سے منع فرمایا ہے۔

١١ - باب: مَنْ أَسْرَعَ نَاقَتَهُ إِذَا بَلَغَ المَدِينَةَ

باب ۱۱: مدینہ کے قریب پہنچنے پر سواری کو تیز کر دینا

٨٧٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَأَبْصَرَ دَرَجَاتِ المَدِينَةِ، أَوْضَعَ نَاقَتَهُ، وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً

۸۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے مدینہ واپس آتے اور مدینہ کی راہوں کو دیکھتے تو (فرط شوق سے) اپنی اونٹنی کو تیز کر دیتے تھے اور اگر کوئی

حَرَّكَهَا. وزاد في رواية: مِنْ حُبِّهَا. [رواه البخاري: ١٨٠٢]

اور سواری ہوتی تو اسے بھی ایڑی لگاتے ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ مدینہ منورہ سے محبت کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔

فوائد: یہ حدیث مدینہ منورہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے نیز اس سے وطن کی محبت اور اس سے تعلق خاطر کی مشروعیت بھی ثابت ہوتی ہے۔ (عون الباری:۲/۶۷۸)

١٢ - باب: السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ العَذَابِ

باب ۱۲: سفر بھی گویا ایک قسم کا عذاب ہے

٨٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ، فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ). [رواه البخاري: ١٨٠٤]

۸۷۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سفر عذاب کا ایک حصہ ہے جو کھانے پینے اور سونے کو موقوف کردیتا ہے لہٰذا جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر جلدی واپس آنا چاہیے۔

فوائد: کتاب الحج میں اس حدیث کو شاید اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ حج وغیرہ سے فراغت کے بعد انسان کو اپنے گھر روانہ ہونے میں جلدی کرنا چاہیے' اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔ (عون الباری:۲/۶۷۹)

كتاب المحصر وجزاء الصيد

حج وعمرہ سے روکے جانا

بیت اللہ کا طواف یا وقوف عرفہ کے درمیان رکاوٹ آجانے کو احصار کہا جاتا ہے یہ رکاوٹ حج اور عمرہ دونوں میں ہو سکتی ہے۔

١ - باب: إِذَا أُحصِرَ الْمُعْتَمِرُ

باب ١: جب عمرہ کرنے والے کو روک دیا جائے

٨٧٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدْ أُحْصِرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَحَلَقَ رَأْسَهُ، وَجَامَعَ نِسَاءَهُ، وَنَحَرَ هَدْيَهُ، حَتَّى ٱعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا. [رواه البخاري: ١٨٠٩]

٨٧٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو (حدیبیہ پر) روک دیا گیا تو آپ نے اپنا سر منڈوایا' اپنی بیویوں سے صحبت کی اور قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا پھر آئندہ سال (نیا) عمرہ کیا۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری ان لوگوں کی تردید کرنا چاہتے ہیں جن کا موقف ہے کہ رکاوٹ کی وجہ سے احرام کھول دینا صرف حج کے ساتھ خاص ہے عمرہ میں احرام نہیں کھولنا چاہئے کیونکہ حج کا وقت مقرر ہے جبکہ عمرہ تو کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔

٢ - باب: الإِحْصَارُ فِي الحَجِّ

باب ٢: حج سے روکے جانا

٨٨٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ؟ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ

٨٨٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے تم میں سے اگر کوئی حج سے روک دیا جائے تو اسے چاہئے کہ بیت اللہ کا طواف کرے پھر

وَبِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ، حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا، فَيُهْدِي أَوْ يَصُومُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا. [رواه البخاري: ١٨١٠]

صفا مروہ کی سعی کرے پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے آئندہ سال حج کرے اور قربانی کرے اگر قربانی میسر نہ ہو تو روزے رکھے۔

فوائد: حج میں رکاوٹ کا مطلب یہ ہے کہ وقوف عرفہ نہ ہو سکتا ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کی رکاوٹ کو عمرے کی رکاوٹ پر قیاس کیا ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک حج یا عمرہ کا مشروط احرام باندھنا درست نہیں حالانکہ دیگر حضرات نے اس کو جائز رکھا ہے۔ (عون الباری:۲/۶۸۳)

٣ - باب: النَّحْرُ قَبْلَ الحَلْقِ فِي الحَصْرِ

باب ۳: جب روکا جائے تو سر منڈوانے سے پہلے قربانی کرے

٨٨١ : عَنِ المِسْوَرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ. [رواه البخاري: ١٨١١]

۸۸۱۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جس سال عمرہ سے روک دیئے گئے تھے) پہلے قربانی کی پھر سر منڈوایا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا تھا۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ احصار کی صورت میں قربانی کو حرم کعبہ بھیجا جائے جب وہاں ذبح ہو جائے تو پھر احرام کھولنے کی اجازت ہے جبکہ مذکورہ حدیث سے ان کی تردید ہوتی ہے کہ جہاں احصار ہو وہیں احرام کھول دے اور قربانی کرے۔ (عون الباری:۲/۶۸۵)

٤ - باب: قول الله تعالى: ﴿أَوْ صَدَقَةٍ﴾ وَهِيَ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ

باب ۴: جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صدقہ کا حکم دیا ہے اس سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے

٨٨٢ : عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: وَقَفَ عَلَيَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِي يَتَهَافَتُ قَمْلًا، فَقَالَ: (يُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (فَٱحْلِقْ رَأْسَكَ، أَوْ قَالَ: ٱحْلِقْ). قَالَ: فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿فَمَن

۸۸۲۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب کھڑے ہوئے تو میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں آپ نے فرمایا جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہوں گی؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا کہ اپنا سر منڈوا دو حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ میرے ہی حق میں نازل ہوئی۔

كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ﴾ إِلَى آخِرِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ، أَوِ انْسُكْ بِمَا تَيَسَّرَ). [رواه البخاري: ١٨١٥]

پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اس پر فدیہ واجب ہے روزے رکھ لے یا صدقہ دے یا قربانی کرے" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دن روزے رکھو یا ایک فرق (تین صاع) اناج چھ مسکینوں کو صدقہ کرو یا جو قربانی میسر ہو اسے ذبح کرو۔

فوائد: قرآن میں مطلق روزوں اور مطلق صدقے کا ذکر تھا حدیث نے تفسیر کر دی کہ روزے تین دن اور صدقہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے نیز آیت میں کسی چیز کو بجا لانے کا اختیار اس شخص کو ہے جسے قربانی بھی میسر ہو بصورت دیگر صرف روزوں اور صدقہ میں اختیار ہو گا۔ (عون الباری:۷/۶۸۷)

٥ - باب: الإِطْعَامُ فِي الفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

باب ۵: فدیہ میں ہر مسکین کو نصف صاع دیا جائے

٨٨٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رواية قَالَ: نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً، وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً. [رواه البخاري: ١٨١٦]

۸۸۳۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا یہ آیت خاص میرے حق میں نازل ہوئی مگر حکم کے لحاظ سے تم سب لوگوں کے لئے عام ہے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ ہر مسکین کو نصف صاع کے لحاظ سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ کھانا اناج اور کھجوروں میں سے کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔ (عون الباری:۲/۶۸۸)

كتاب جزاء الصيد ونحوه

شکار اور اس کی مثل دیگر افعال کی جزا

١ - باب: إِذَا صَادَ الحَلَالُ فَأَهْدَى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ، أَكَلَه

باب ۱: جب کوئی غیر محرم شکار کرے اور محرم کو تحفہ دے تو وہ اسے کھا سکتا ہے

٨٨٤ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱنْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الحُدَيْبِيَةِ، فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ أَنَا فَأُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ، فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ، فَبَصُرَ أَصْحَابِي بِحِمَارِ وَحْشٍ، فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضٍ، فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ، فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ، فَٱسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي، فَأَكَلْنَا مِنْهُ، ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ، أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ عَلَيْهِ شَأْوًا، فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ؟. فَقَالَ: تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ، وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا، فَلَحِقْتُ بِرَسُولِ ٱللهِ

۸۸۴۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے اور آپ کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم نے احرام باندھ لیا مگر میں نے احرام نہ باندھا پھر ہمیں خبر ملی کہ مقام غیقہ میں دشمن موجود ہے لہٰذا ہم اس کی طرف چل دیئے میرے ساتھیوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسے میں نے نظر اٹھائی تو اسے دیکھا اور اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور اسے زخمی کر کے گرا لیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے مدد چاہی لیکن انہوں نے کوئی مدد نہ کی بالآخر ہم سب نے اس کا گوشت کھایا ہمیں اندیشہ ہوا کہ مبادا ہم رسول اللہ سے جدا رہ جائیں لہٰذا میں کبھی اپنے گھوڑے کو تیز چلاتا اور کبھی آہستہ آخر مجھے نصف شب ایک شخص ملا جس سے میں نے پوچھا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں

ﷺ حَتّٰى أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوا يَقْرَؤُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ، وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يَقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُونَكَ فَانْتَظِرْهُمْ، فَفَعَلَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا أَصَدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ، وَإِنَّ عِنْدَنَا مِنْهُ فَاضِلَةً؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: (كُلُوا). وَهُمْ مُحْرِمُونَ. [رواه البخاري: ١٨٢١]

چھوڑا ہے؟ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ تعهن (چشمہ) پر چھوڑا تھا اور آپ کا مقام سقیا میں قیلولہ کرنے کا ارادہ تھا یہ پوچھ کر میں پھر چلا اور آپ سے جلد جا ملا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھیجا ہے اور وہ آپ کو سلام رحمت عرض کرتے ہیں انہیں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں دشمن انہیں آپ سے جدا نہ کردے لہٰذا آپ ان کا انتظار فرمائیں تو آپ نے ایسا ہی کیا پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا تھا جس کا میرے پاس کچھ گوشت ہے تو رسول اللہ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کھاؤ حالانکہ وہ سب محرم تھے۔

فوائد: محرم پر خود شکار کرنے یا اس کے لئے تعاون کرنے پر پابندی ہے اگر محرم شکار کا جانور عمداً یا سہواً قتل کردے تو اس پر فدیہ پڑ جاتا ہے اگر شکار کے سلسلہ میں محرم نے کوئی تعاون نہ کیا ہو تو شکار کا گوشت تناول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عون الباری:۱/۶۹۱) بشرطیکہ شکار اسی کی خاطر نہ کیا گیا ہو۔ (علوی)

٢ - باب: لَا يُعِينُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِي قَتْلِ الصَّيْدِ

باب ۲: محرم شکار مارنے میں غیر محرم کی مدد نہ کرے

٨٨٥ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْقَاحَةِ، مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى ثَلَاثٍ، وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. [رواه البخاري: ١٨٢٣]

۸۸۵۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام قاحہ میں مدینے سے تین میل کے فاصلہ پر تھے ہم میں سے کوئی احرام باندھے ہوئے اور کوئی بغیر احرام کے تھا پھر باقی حدیث بیان فرمائی۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا کوڑا گر گیا تو انہوں نے اس سلسلہ میں اپنے ساتھیوں سے تعاون طلب کیا انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ ہم حالت احرام سے ہیں اس لئے تیرا تعاون نہیں کرسکتے۔

٣ - باب: لا يُشِيرُ المُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الحَلَالُ

باب ۳: محرم شکار کی طرف اس غرض سے اشارہ نہ کرے کہ غیر محرم اس کا شکار کرلے

٨٨٦ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: أَنَّهُم فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا؟). قَالُوا: لَا، قَالَ: (فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا). [رواه البخاري: ١٨٢٤]

۸۸۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب تمام اصحاب رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اس کو جنگلی گدھے پر حملے کا حکم دیا تھا یا اس کی جانب اشارہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا نہیں! پھر آپ نے فرمایا اس کا بقیہ گوشت کھاؤ

فوائد: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگلی گدھے کو دیکھ کر ہنس پڑے، یہ ہنسنا اشارہ کے لئے نہ تھا بلکہ اظہار تعجب کے طور پر تھا۔ (عون الباری:۲/۶۹۰)

٤ - باب: إِذَا أَهْدَى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحْشِيًّا لَمْ يَقْبَلْ

باب ۴: جب کوئی شخص محرم کو زندہ جنگلی گدھا ہدیہ دے تو محرم اسے قبول نہ کرے

٨٨٧ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا، وَهُوَ بِالأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: (إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ). [رواه البخاري: ١٨٢٥]

۸۸۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ نے ایک جنگلی گدھا رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ۔ پیش کیا اس وقت آپ مقام ابواء یا مقام ودان میں تھے تو آپ نے اسے واپس کردیا لیکن جب آپ نے اس کے چہرے پر افسردگی دیکھی تو فرمایا کہ ہم نے یہ صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم محرم ہیں۔

فوائد: یہ جنگلی گدھا اور پھر اس کا گوشت اس لئے واپس کیا تھا کہ اسے آپ کے لئے شکار کیا گیا تھا معلوم ہوا کہ کسی معقول وجہ سے ھدیہ واپس کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی وجہ بیان کر دی جائے تاکہ ھدیہ دینے والے کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔ (عون الباری:۲/۶۹۸)

٥ - باب: مَا يَقْتُلُ المُحْرِمُ في الحَرَمِ

باب ۵: محرم حرم میں کن جانوروں کو مار سکتا ہے

٨٨٨ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (خَمْسٌ مِنَ ٱلدَّوابِّ، كُلُّهُنَّ فاسِقٌ، يُقْتَلْنَ في الْحَرَمِ: الْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ). [رواه البخاري: ١٨٢٩]

۸۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے موذی ہیں کہ انہیں حرم میں بھی مار دیا جائے کوا' چیل' بچھو' چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

فوائد: ہر موذی جانور کا قتل بحالت احرام جائز ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ واجب القتل مجرم اگر حرم میں پناہ گزیں ہو جائے تو اسے کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۷۰۲)

٨٨٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَما نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ في غَارٍ بِمِنًى، إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ: ﴿وَٱلْمُرْسَلَٰتِ﴾ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا، وَإِنِّي لأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ، وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا، إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ٱقْتُلُوهَا). فَٱبْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وُقِيَتْ شَرَّكُمْ، كما وُقِيتُمْ شَرَّهَا). [رواه البخاري: ١٨٣٠]

۸۸۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ کی ایک غار میں تھے اتنے میں سورۃ المرسلات آپ پر نازل ہوئی جس کی آپ تلاوت فرمانے لگے اور میں بھی آپ سے سن کر یاد کرنے لگا اور آپ کا روئے مبارک تلاوت سے ابھی تر و تازہ تھا کہ اچانک ایک سانپ ہم لوگوں پر کودا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے مار ڈالو چنانچہ ہم نے اس کو مارنے کی جلدی کی مگر وہ نکل گیا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس طرح تم اس کے ضرر سے بچا لئے گئے ہو اسی طرح وہ بھی تمہارے ضرر سے بچا لیا گیا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک محرم کو بمقام منیٰ سانپ مارنے کا حکم دیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بحالت احرام پیش آیا۔ (عون الباری:۲/۷۰۳)

٨٩٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۸۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ

عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِلْوَزَغِ: (فُوَيْسِقٌ). وَلَمْ أَسْمَعْهُ يَأْمُرُنا بِقَتْلِهِ. [رواه البخاري: ١٨٣١]

محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کی بابت فرمایا یہ موذی جانور ہے مگر میں نے نہیں سنا کہ آپ نے اس کو مار ڈالنے کا حکم دیا ہو۔

فوائد: دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا ہے بلکہ اس کے مارنے سے نوید ثواب بھی سنائی ہے۔ (عون الباری: ۲/۲۰۴)

٦ - باب: لاَ يَحِلُّ القِتَالُ بِمَكَّةَ

باب ٦: مکہ مکرمہ میں جنگ جائز نہیں

٨٩١ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ ٱفْتَتَحَ مَكَّةَ: (لاَ هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا ٱسْتُنْفِرْتُمْ فَٱنْفِرُوا). [رواه البخاري: ١٨٣٤]

۸۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا اب ہجرت باقی نہیں رہی البتہ جہاد قائم اور نیت باقی رہے گی اور جب تم سے جہاد کے لئے نکلنے کا کہا جائے تو نکل کھڑے ہو۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی حرمت کو زمین و آسمان کی پیدائش کے دن سے برقرار رکھا ہے اور قیامت تک قائم رہے گی۔

٧ - باب: الحِجَامَةُ لِلْمُحْرِمِ

باب ۷: محرم کے لئے پچھنے لگوانے کا بیان

٨٩٢ : عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱحْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ، بِلَحْيِ جَمَلٍ، فِي وَسَطِ رَأْسِهِ. [رواه البخاري: ١٨٣٦]

۸۹۲۔ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام لحی جمل میں بحالت احرام اپنے سر کے درمیان پچھنے لگوائے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ محرم کے لئے خون نکلوانا، اپریشن کرانا، رگ کٹوانا اور دانت نکلوانا جائز ہے بشرطیکہ کسی حکم امتناعی کا مرتکب نہ ہو۔ (عون الباری: ۲/۲۰۶)

٨ - باب: تَزْوِيجُ الْمُحْرِمِ

باب ۸: محرم کا نکاح کرنا

٨٩٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. [رواه البخاري: ١٨٣٧]

۸۹۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا

فوائد: امام بخاری کا موقف یہ معلوم ہوتا ہے کہ محرم نکاح کر سکتا ہے امام صاحب کے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ صحیح

مسلم میں ہے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور ان کے غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ کا بیان بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے خلاف ہے اس بناء پر یہ روایت مرجوح یا قابل تاویل ہے۔ (عون الباری:۲/۷۰۷)

٩ - باب: الاغْتِسَالُ لِلْمُحْرِمِ

باب ۹: محرم کا نہانا

٨٩٤ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: كَيْفَ كانَ رَسولُ اللهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟. فَوَضَعَ أَبو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ، ثُمَّ قالَ لإِنْسانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: اصْبُبْ، فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، وَقالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ. [رواه البخاري: ١٨٤٠]

۸۹۴۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ بحالت احرام سر کس طرح دھویا کرتے تھے؟ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر اسے اتنا نیچے کیا کہ مجھے آپ کا سر نظر آنے لگا پھر ایک شخص سے پانی ڈالنے کے لئے کہا اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا تو انہوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ہلایا ہاتھوں کو آگے لائے اور پیچھے لے گئے اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

فوائد: محرم کے لئے غسل جنابت تو بالاتفاق جائز ہے البتہ غسل نظافت میں اختلاف ہے اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا محرم کے لئے سر دھونے کے متعلق اختلاف ہوا تو انہوں نے حضرت ابو ایوب سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ (عون الباری:۲/۷۰۸)

١٠ - باب: دُخُولُ الحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

باب ۱۰: مکہ اور حرم میں بغیر احرام داخل ہونا

٨٩٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جاءَ رَجُلٌ فَقالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقالَ: (اقْتُلُوهُ). [رواه البخاري: ١٨٤٦]

۸۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر ایک خود تھا آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص آپ کے پاس آکر کہنے لگا ابن خطل کافر کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا اسے وہیں قتل کردو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دشمن کے متوقع حملے کے پیش نظر حفاظتی اقدامات کرنا توکل کے خلاف نہیں نیز حرم مکہ میں شرعی حدود قائم کی جاسکتی ہیں۔ (عون الباری:۲/۷۱۳)

١١ - باب: الحَجُّ وَالنُّذُورُ عَنِ المَيِّتِ وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ المَرْأَةِ

باب ۱۱: میت کی طرف سے حج اور نذر کا پورا کرنا نیز مرد کا عورت کی طرف سے حج کرنا

٨٩٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ، فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْها؟. قَالَ: (نَعَمْ، حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَو كانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً عَنْها؟. ٱقْضُوا ٱللهَ، فَٱللهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ). [رواه البخاري: ١٨٥٢]

۸۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی لیکن وہ حج سے پہلے ہی فوت ہو گئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں تو اس کی طرف سے حج کر بھلا بتا اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو اسے ادا کرتی؟ پھر اللہ کا قرض بھی ادا کرو اس کی ادائیگی تو بہت ضروری ہے۔

فوائد: اللہ کا حق ادا کرنے میں مرد و عورت سب آگئے یعنی مرد کا عورت کی طرف سے اور عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے حج کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۷۱۳)

١٢ - باب: حَجُّ الصِّبْيَانِ

باب ۱۲: بچوں کا حج کرنا

٨٩٧ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَأَنَا ٱبْنُ سَبْعِ سِنِينَ. [رواه البخاري: ١٨٥٨]

۸۹۷۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا تھا جبکہ میں اس وقت سات برس کا تھا۔

فوائد: صحیح مسلم میں ہے کہ ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اس کا حج صحیح ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں تجھے اس کا ثواب ملے گا" اس سے معلوم ہوا کہ بچے کا حج مشروع ہے لیکن یہ حج فرض کو ساقط نہیں کرے گا بلکہ بلوغ کے بعد فرض حج کرنا ہو گا۔ (عون الباری:۲/۷۱۵)

١٣ - باب: حَجُّ النِّسَاءِ

باب ۱۳: عورتوں کا حج کرنا

٨٩٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حَجَّتِهِ، قَالَ لِأُمِّ سِنَانٍ الأَنْصَارِيَّةِ:

۸۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس ہوئے تو ام سنان رضی اللہ عنہا سے فرمایا تمہیں حج سے کس

(مَا مَنَعَكِ مِنَ الحَجِّ؟). قَالَتْ: أَبُو فُلاَنٍ، تَعْنِي زَوْجَهَا، كَانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلَى أَحَدِهِما، وَالآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا. قَالَ: (فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً مَعِي). [رواه البخاري: ١٨٦٣]

بات نے روکا تھا؟ اس نے عرض کیا کہ فلاں شخص یعنی شوہر کے ہمارے پاس دو اونٹ پانی بھرنے کے لئے تھے ایک پر تو وہ حج کو چلے گئے اور دوسرا زمین سیراب کرنے کے لئے تھا آپ نے فرمایا: (اچھا تم عمرہ کر لو) رمضان میں جو عمرہ کرے وہ میرے ساتھ حج کے برابر ہوتا ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے سے حج فرض کی ضرورت نہیں رہے گی' اس حدیث میں صرف ثواب کو بیان کیا گیا ہے اور لوگوں کو رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (عون الباری:۷۱۶/۲)

٨٩٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَالَ: أَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي: (أَنْ لاَ تُسَافِرَ ٱمْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ، وَلاَ صَوْمَ يَوْمَيْنِ: الْفِطْرِ وَالأَضْحَى، وَلاَ صَلاَةَ بَعْدَ صَلاَتَيْنِ: بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى). [رواه البخاري: ١٨٦٤]

٨٩٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے چار باتیں سنی ہیں جو مجھے بہت اچھی اور بھلی معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ کوئی عورت دو دن کا سفر بغیر محرم یا خاوند کے نہ کرے' عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ نہ رکھا جائے اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں پڑھنا چاہئے اور تین مسجدوں میں مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی کی دوسری مسجد کی طرف رخت سفر نہ باندھا جائے۔

فوائد: عورتوں کے ہمراہ سفر حج میں بھی محرم کا ہونا ضروری ہے جو عورتیں کسی اجنبی کو محرم بنا کر حج پر جاتی ہیں وہ دو چند گناہ کا ارتکاب کرتی ہیں ایک تو حدیث کی مخالفت دوسرے جھوٹ کی لعنت ایسا کرنا ثواب کے بجائے گناہ کمانا ہے۔

١٤ - باب: مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ

باب ١٤: جو شخص کعبہ تک پیدل جانے کی منت مانے

٩٠٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ٱبْنَيْهِ، قَالَ: (مَا بَالُ هٰذَا؟). قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ. قَالَ: (إِنَّ اللهَ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ). وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ. [رواه البخاري: ١٨٦٥]

٩٠٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہا تھا آپ نے پوچھا اسے کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے پیدل جانے کی نذر مانی ہے آپ نے فرمایا یہ اپنی جان کو تکلیف دے رہا ہے اللہ اس سے بے نیاز ہے پھر آپ نے اسے حکم دیا کہ سوار ہو کر جائے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی نذر کو پورا کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ ایسے حالات میں سوار ہو کر حج کرنا پیدل حج کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے یا اس لئے کہ اس میں پیدل چلنے کی سکت نہ تھی۔

(عون الباری:۲/۷۲۰)

٩٠١ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ، وَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ فَٱسْتَفْتَيْتُ لَها، فَقَالَ ﷺ: (لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ). [رواه البخاري: ١٨٦٦]

٩٠١۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میری بہن نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی اور مجھے حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کی بابت سوال کروں چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ وہ کمزوری کی بناء پر اس نذر کو پورا کرنے سے عاجز تھی رسول اللہ ﷺ سے اس کی کمزوری کے متعلق شکایت بھی کی گئی تب آپ نے یہ حکم صادر فرمایا۔ (عون الباری:۲/۷۲۱)

كتاب فضائل المدينة
فضائل مدینہ کے بیان میں

١ - باب: حَرَمُ المَدِينَةِ

باب ۱: مدینہ کے حرم کا بیان

٩٠٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (المَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا، لاَ يُقْطَعُ شَجَرُهَا، وَلاَ يُحْدَثُ فِيهَا حَدَثٌ، مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ ٱللهِ وَالمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ). [رواه البخاري: ١٨٦٧]

۹۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مدینہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے یہاں کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ اس میں کسی بدعت کا ارتکاب کیا جائے جس نے یہاں کوئی بدعت پیدا کی اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ یہ لعنت زدگی ہر شخص کے لئے ہے جو بدعت کا ارتکاب کرے یا کسی بدعتی کو اپنے ہاں پناہ دے۔ معلوم ہوا کہ بدعت ایک ایسا سنگین جرم ہے کہ آدمی اس قسم کے مرتکب کو پناہ دینے پر بھی ملعون ہو جاتا ہے۔

٩٠٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (حُرِّمَ ما بَيْنَ لاَبَتَيِ المَدِينَةِ عَلَى لِسَانِي). قَالَ: وَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَنِي حَارِثَةَ، فَقَالَ: (أَرَاكُمْ يَا بَنِي حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الحَرَمِ). ثُمَّ ٱلْتَفَتَ

۹۰۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مدینہ کے دونوں پتھریلے مقاموں کا درمیانی حصہ میری زبان پر قابل احترام ٹھہرایا گیا ہے راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی حارثہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں تم

فَقَالَ: (بَلْ أَنْتُمْ فِيهِ). [رواه البخاري: ١٨٦٩]

لوگ حرم سے باہر ہو گئے ہو پھر آپ نے ادھر ادھر دیکھ کر فرمایا نہیں تم حرم کے اندر ہی ہو۔

فوائد: جبل عیر سے لے کر جبل ثور تک کا علاقہ حرم مدینہ میں شامل کیا گیا ہے واضح رہے کہ جبل ثور احد کے پچھلی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے مدینہ کے باشندے خوب پہچانتے ہیں۔ (عون الباری:۲/۷۲۴)

٩٠٤ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ ٱللهِ تَعَالَى وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (المَدِينَةُ حَرَمٌ، مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا، مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا، أَوْ آوى مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ ٱللهِ وَالمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ. وَقَالَ: ذِمَّةُ المُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ ٱللهِ وَالمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ. وَمَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ ٱللهِ وَالمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ). [رواه البخاري: ١٨٧٠]

۹۰۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں مگر کتاب اللہ یا پھر یہ صحیفہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (اس میں ہے) کہ مدینہ پہاڑ عیر سے فلاں جگہ تک قابل احترام ہے لہٰذا جو شخص اس میں کوئی نئی بات (بدعت یا دست درازی) کرے گا یا نئی بات کرنے والے کو جگہ دے گا اس پر اللہ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اس کی نہ نفل عبادت قبول ہوگی اور نہ کوئی فرض عبادت نیز فرمایا کہ مسلمانوں میں پاس عہد کی ذمہ داری ایک مشترکہ ذمہ داری ہے اب جو کوئی مسلمان عہد توڑے اس پر اللہ' فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے اس کا نفل قبول ہوگا نہ فرض اور جو شخص (آزاد کردہ غلام) اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر کسی قوم سے معاہدہ موالات کرے گا اس پر بھی اللہ' فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے اس کی نہ کوئی نفل عبادت قبول ہوگی اور نہ فرض عبادت۔

فوائد: اس حدیث سے ان روافض وشیعہ کی بھی تردید ہوتی ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راز داری کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ باتیں ارشاد فرمائیں تھیں اور وصیتیں بھی کی تھیں۔ (عون الباری:۲/۷۳۰)

٢ - باب: فَضْلُ الْمَدِينَةِ وَأَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

باب ۲: مدینہ کی فضیلت اور اس کا برے آدمیوں کو نکالنا

٩٠٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى، يَقُولُونَ يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِينَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كما يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ). [رواه البخاري: ١٨٧١]

۹۰۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسی بستی میں جانے کا حکم ہوا جو دوسری بستیوں کو اپنے اندر جذب کرلے گی لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ اس کا صحیح نام مدینہ ہے وہ برے آدمیوں کو اس طرح نکال دے گی جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل نکال دیتی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں مدینہ منورہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ یہ دیگر شہروں کا پایہ تخت اور دار الحکومت بن جائے گا چنانچہ آپ کی یہ پیشن گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ مدینہ ایک مدت تک ایران' توران' مصر' اور شام کا دار الخلافہ رہا۔

٣ - باب: المَدِينَةُ طَابَةٌ

باب ۳: مدینہ کا ایک نام طابہ ہے

٩٠٦ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ [السَّاعِدِيِّ] رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ تَبُوكَ. حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: (هٰذِهِ طَابَةُ). [رواه البخاري: ١٨٧٢]

۹۰۶۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تبوک سے لوٹ کر مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ یعنی پاک مقام ہے۔

فوائد: مدینہ منورہ کے کئی ایک نام ہیں جو اس کے شرف ومنزلت پر دلالت کرتے ہیں۔ طابہ' طیبہ اور طائب ان کا اشتقاق ایک ہی ہے کیونکہ اسے شرک وبدعت سے پاک قرار دیا گیا اور اس کی فضا اور آب وہوا کو خوشگوار بنا دیا گیا۔ (عون الباری:۲/۷۳۴)

٤ - باب: مَنْ رَغِبَ عَنِ المَدِينَةِ

باب ۴: جو شخص مدینہ سے نفرت کرے

٩٠٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (يَتْرُكُونَ المَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ، لاَ يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ -

۹۰۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک زمانہ میں لوگ مدینہ کو بہت اچھی حالت میں چھوڑ دیں گے اور وہاں سوائے عوافی یعنی

يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ - وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ، يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ، يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوشًا، حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا). [رواه البخاري: ١٨٧٤]

پرندوں اور خوراک کے طالب درندوں کے اور کوئی نہ رہے گا اور آخر میں قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے مدینہ آئیں گے اس لئے کہ اپنی بکریوں کو ہانک کر لے جائیں وہ مدینہ کو وحشی جانوروں سے بھرا ہوا پائیں گے جب وہ ثنیہ الوداع پہنچیں گے تو منہ کے بل گر جائیں گے۔

فوائد: بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرب قیامت کے وقت مدینہ منورہ ویران ہو جائے گا یہاں درندے اور بھیڑیوں کا قبضہ ہو گا ایک دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے نزدیک مدینہ آخری بستی ہو گی جو تباہی وبربادی سے دو چار ہو گی۔ (عون الباری:۲/۷۳۸)

٩٠٨ : عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (تُفْتَحُ الْيَمَنُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. وَتُفْتَحُ الشَّأْمُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُون بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ). [رواه البخاري: ١٨٧٥]

٩٠٨۔ حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب یمن فتح ہو گا تو کچھ لوگ اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل خانہ کو اور جو ان کا کہا مانیں گے انہیں سوار کر کے مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ وہ جان لیں تو مدینہ ان کے لئے بہترین جگہ ہے اور جب شام فتح ہو گا تب بھی ایک جماعت اپنے اونٹ ہانکتی آئے گی اور اپنے اہل عیال کو اور ان لوگوں کو جو ان کا کہا مانیں گے (مدینہ سے) لاد کر لے جائیں گی کاش وہ لوگ جانتے کہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اسی طرح عراق فتح ہو گا تو بھی کچھ لوگ اپنے جانور ہانکتے آئیں گے اور مدینہ سے اپنے اہل وعیال اور متعلقین کو نکال کر لے جائیں گے کاش وہ جانتے کہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا۔

فوائد: مدینہ منورہ سے نکل کر کسی دوسرے شہر میں آباد ہونے والا وہ شخص قابل مذمت ہے جو نفرت وکراہت کرتے ہوئے یہاں سے چلا جائے البتہ اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر یہاں سے جانے والا اس وعید سے خارج ہے۔ (عون الباری:۲/۷۴۰)

٥ - باب: الإِيمَانُ يَأْرِزُ إِلَى المَدِينَةِ

باب ۵: ایمان مدینہ کی طرف سمٹ آئے گا

٩٠٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى المَدِينَةِ، كما تَأْرِزُ الحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا). [رواه البخاري: ١٨٧٦]

۹۰۹۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایمان مدینہ کی جانب اس طرح سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ جاتا ہے۔

فوائد: ایمان کا سرچشمہ مدینہ منورہ سے پھوٹا بالآخر مدینہ میں ہی ایمان کو پناہ ملے گی لوگ اپنے ایمان کو بچانے کے لئے کشاں کشاں مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آئیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ میں شہادت کی موت عطا فرمائے۔

٦ - باب: إِثْمُ مَنْ كَادَ أَهْلَ المَدِينَةِ

باب ۶: جو اہل مدینہ سے فریب کرے اس کا گناہ

٩١٠ : عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَكِيدُ أَهْلَ المَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا ٱنْمَاعَ، كما يَنْمَاعُ الْمِلْحُ في المَاءِ). [رواه البخاري: ١٨٧٧]

۹۱۰۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اہل مدینہ سے فریب کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

فوائد: مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ اہل مدینہ کے ساتھ فریب کرنے والے کو اللہ تعالیٰ آگ میں اس طرح پگھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سزا کا تعلق آخرت سے ہے۔ (عون الباری:۷۴۳/۲)

٧ - باب: آطَامِ المَدِينَةِ

باب ۷: محلات مدینہ کا بیان

٩١١ : عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ المَدِينَةِ، فَقَالَ: (هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟، إِنِّي لأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ). [رواه البخاري: ١٨٧٨]

۹۱۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے محلات میں سے کسی محل پر چڑھے تو فرمایا کیا تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ بے شک میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے مقامات اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کا قطرہ گرنے کی جگہ نظر آتی ہے یعنی وہ فتنے

کثرت میں بارش کی طرح ہوں گے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہو بہو پورا ہوا جب سے فتنوں کی آڑ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس وقت سے گھمبیر فتنوں کا آغاز ہوا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت انہی فتنوں کا نتیجہ ثابت ہوئی۔

٨ - باب: لاَ يَدْخُلُ الدَّجَّالُ المَدِينَةَ

باب ٨: دجال مدینہ کے اندر داخل نہیں ہو سکے گا

٩١٢ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَدْخُلُ المَدِينَةَ رُعْبُ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ). [رواه البخاري: ١٨٧٩]

۹۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مدینہ میں دجال کا رعب وخوف داخل نہیں ہوگا اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر دو فرشتے پہرہ دیں گے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ کے اردگرد فصیل نہ تھی اور نہ ہی اس میں دروازے نصب تھے اب مدینہ اور اہل مدینہ کی حفاظت کے لئے یہ کام شروع ہو چکا ہے۔

٩١٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (عَلَى أَنْقَابِ المَدِينَةِ مَلاَئِكَةٌ، لاَ يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلاَ الدَّجَّالُ). [رواه البخاري: ١٨٨٠]

۹۱۳۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مدینہ کے دروازوں پر فرشتے پہرہ دیں گے وہاں نہ تو مرض طاعون داخل ہوگی اور نہ ہی دجال آئے گا۔"

فوائد: اللہ تعالیٰ نے اہل مدینہ کو طاعون کی وبا اور فتنہ دجال سے محفوظ رکھا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کو عام وبائی آفتوں سے محفوظ رکھا ہے۔ (عون الباری:۲/۷۴۶)

٩١٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ ٱلدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالمَدِينَةَ، لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ المَلاَئِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا، ثُمَّ تَرْجُفُ المَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلاَثَ رَجَفَاتٍ،

۹۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر شہر میں دجال کا گزر ہوگا مگر مکہ اور مدینہ میں کیونکہ ان کے ہر راستہ پر فرشتے صف بستہ پہرہ دیں گے پھر مدینہ اپنے مکینوں کو تین بار خوب زور سے ہلا دے گا اور اللہ ہر منافق وکافر کو اس میں سے نکال دے گا۔

فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ). [رواه البخاري: ١٨٨١]

فوائد: یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ مدینہ میں دجال کا رعب داخل نہیں ہو گا کیونکہ یہ زلزلے تو منافقین کو نکالنے کے لئے ہوں گے تاکہ مدینہ منورہ کو ان کی نجاست سے پاک کیا جائے۔ (عون الباری:۲/۷۴۹)

٩١٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ ٱلدَّجَّالِ، فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا بِهِ أَنْ قَالَ: (يَأْتِي ٱلدَّجَّالُ، وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ المَدِينَةِ، فَيَنْزِلُ بِبَعْضِ السِّبَاخِ الَّتِي بِالمَدِينَةِ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ، أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ، فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ ٱلدَّجَّالُ، الَّذِي حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَدِيثَهُ. فَيَقُولُ ٱلدَّجَّالُ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الأَمْرِ؟. فَيَقُولُونَ: لَا، فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ، فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ: وَٱللهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ مِنِّي بَصِيرَةً الْيَوْمَ، فَيَقُولُ ٱلدَّجَّالُ: أَقْتُلُهُ. فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ١٨٨٢]

٩١٥۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے متعلق ایک لمبی حدیث بیان فرمائی اس حدیث میں یہ بھی تھا کہ دجال آئے گا اور مدینہ سے باہر ایک شوریلی زمین میں ٹھہرے گا کیونکہ اس پر مدینہ کے اندر آنا تو حرام کردیا گیا ہے پھر اہل مدینہ سے وہ شخص اس کے پاس جائے گا جو اس وقت کے تمام لوگوں سے بہتر ہو گا وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی وہ دجال ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیث بیان فرمائی تھی دجال کہے گا بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کرکے اسے دوبارہ زندہ کردوں تو کیا تم پھر بھی میری الوہیت میں شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے نہیں چنانچہ دجال اس شخص کو قتل کردے گا اور پھر زندہ کردے گا جب دجال اسے دوبارہ زندہ کرے گا تو وہ شخص کہے گا اللہ کی قسم! اب تو میں اور زیادہ تیرے حال سے واقف ہوگیا ہوں دجال کہے گا کہ میں پھر اسے قتل کرتا ہوں مگر پھر وہ اس پر قابو نہ پاسکے گا۔

فوائد: دجال میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ کسی کو مار کر دوبارہ زندہ کر سکے کیونکہ احیاء موتی تو اللہ کی صفت ہے لیکن اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو آزمانے کے لئے دجال کے ہاتھوں یہ کرشمہ ظاہر کرے گا تاکہ اہل ایمان اور منافقین کے درمیان خط امتیاز ثابت ہو۔

٩ - باب: المَدِينَةُ تَنْفِي الخَبَثَ

باب ٩: مدینہ برے آدمی کو نکال دیتا ہے۔

٩١٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعَهُ عَلَى الإِسْلَامِ، فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُومًا، فَقَالَ: أَقِلْنِي، فَأَبَى ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ: (الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا، وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا). [رواه البخاري: ١٨٨٣]

٩١٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اسلام پر بیعت کی اور وہ دوسرے روز بخار میں مبتلا ہوگیا اور آپ کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ اپنی بیعت واپس لے لیں رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے کہ وہ بری چیز کو تو نکال دیتی ہے اور عمدہ چیز کو خالص کر دیتی ہے۔

فوائد: مدینہ منورہ کا یہ وصف عام نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھا کہ آپ کے عہد مبارک میں مدینہ سے نفرت کرتے ہوئے وہی نکلتا تھا جس کے دل میں ایمان کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا عہد رسالت کے بعد بے شمار صحابہ کرام نے دعوت و تبلیغ کی خاطر مدینہ کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ (عون الباری:٢/٧٥٢)

١٠ - باب

باب ١٠:

٩١٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اللّٰهُمَّ ٱجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ). [رواه البخاري: ١٨٨٥]

٩١٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے اللہ جتنی برکت تو نے مکہ میں رکھی ہے اس سے دوگنی برکت مدینہ میں کر دے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کھانے پینے کی ایک چیز سے ایسی سیرابی حاصل ہوتی ہے کہ دوسرے شہروں میں اس طرح کی دو تین چیزیں تناول کرنے سے بھی نہیں ہوتی چنانچہ اگلی حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ (عون الباری:٢/٧٥٤)

١١ - باب

باب ١١:

٩١٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ ٱللّٰهِ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ ٱمْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ

٩١٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار آگیا اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار آتا تو یہ شعر پڑھتے

گھر میں اپنے صبح کرتا ہے ہر ایک فرد بشر

وَالمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ	موت اس کی جوتی کے تسمے سے ہے نزدیک تر
وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ الحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ يَقُولُ:	اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اترتا تو باآواز بلند یہ شعر کہتے
أَلاَ لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ؟	کاش پھر مکہ کی وادی میں رہوں میں ایک رات سب طرف آگے ہوں وہاں جلیل واذخر نبات
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجِنَّةٍ؟ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ؟	کاش پھر دیکھوں میں شامہ کاش پھر دیکھوں طفیل اور پیوں پانی مجنہ کے جو ہیں آب حیات
قَالَ: اللَّهُمَّ العَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ، كما أَخرَجُونَا مِنْ أَرْضِنَا إِلَى أَرْضِ الوَبَاءِ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا المَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا، وَصَحِّحْهَا لَنَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الجُحْفَةِ). قَالَتْ: وَقَدِمْنَا المَدِينَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللهِ، قَالَتْ: فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِي نَجْلًا، تَعْنِي مَاءً آجِنًا. [رواه البخاري: ١٨٨٩]	”اے اللہ شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف پر تیری لعنت ہو جنھوں نے ہمارے ملک سے ہمیں نکال کر ایک وبائی زمین کی طرف دھکیل دیا۔“ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ مدینہ کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں ڈال دے جس طرح ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اے اللہ! ہمارے صاع اور مد میں برکت فرما اور مدینہ کی آب وہوا ہمارے لئے اچھی کر دے اور اس کا بخار جحفہ کی طرف بھیج دے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہں کہ جب مدینہ آئے تو وہ اللہ کی زمینوں میں سب سے زیادہ وبائی زمین تھی اور اس وقت وادی بطحان میں بدبودار اور بدمزہ پانی بہتا تھا۔

فوائد: جلیل اور اذخر دو قسم کی گھاس کا نام ہے نیز شامہ اور طفیل دو پہاڑ ہیں، جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو اس وقت مدینہ ایک سخت وبائی آب وہوا کی لپیٹ میں تھا چنانچہ مدینہ میں آنے والے سخت بخار میں مبتلا ہو جاتے رسول اللہ ﷺ کی دعا سے یہ وبا جحفہ منتقل ہو گئی جو اس وقت مشرکین کی بستی تھی اور مدینہ کی فضا اور آب وہوا بڑی خوشگوار ہو گئی۔ (عون الباری:۲/۷۵۶)

دعا

امام بخاری نے کتاب الحج کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک محبوب دعا سے ختم کیا ہے: ”اے

اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت تیرے محبوب رسول اللہ ﷺ کے شہر میں واقع ہو" اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو حرف بحرف شرف قبولیت سے نوازا چنانچہ مدینہ منورہ ۲۶ ذو الحجہ ۲۳ھ بروز بدھ صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجرہ مبارک میں انہیں دفن کیا گیا۔ (رضی اللہ عنہ) ✿ بندہ عاجز مترجم بھی بصد عجز و نیاز دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں بھی شہادت کی موت اپنے محبوب کے شہر مدینہ میں نصیب فرما۔

كتاب الصوم

روزے کے بیان میں

لفظ صوم لغوی طور پر روک لینے کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں عبادت کی نیت سے بوقت طلوع فجر تا غروب آفتاب کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات سے باز رہنے کا نام روزہ ہے۔ اس کے تفصیلی احکام کے لئے ہماری تالیف "احکام صیام" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

١ - باب: فَضْلُ الصَّوْمِ

٩١٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَجْهَلْ، وَإِنِ ٱمْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ - مَرَّتَيْنِ - وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ ٱللهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي، الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا).

[رواه البخاري: ١٨٩٤]

باب ١: روزے کی فضیلت

٩١٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ (جہنم سے) ایک ڈھال ہے لہٰذا روزہ دار کو چاہئے کہ وہ نہ تو فحش کلامی کرے اور نہ ہی جاہلوں جیسا کام کرے اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کو دو مرتبہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے اللہ کا ارشاد ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور اپنی خواہش میرے لئے چھوڑتا ہے لہٰذا روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔

فوائد: روزہ دار کے منہ کی بو کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے اور شہید کے خون کی بو کو مشک قرار دیا گیا ہے حالانکہ شہید اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ اسلام کا رکن اور فرض عین ہے جبکہ جہاد فرض کفایہ ہے یہ تفاوت اسی وجہ سے ہے۔ (عون الباری:۲/۷۶۱)

٢ - باب: الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ

باب ۲: ریان روزے داروں کے لئے ہے

٩٢٠ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ فِي الجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ، فَيَقُومُونَ لاَ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ). [رواه البخاري: ١٨٩٦]

۹۲۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے ان کے علاوہ دوسرا کوئی اس میں سے داخل نہ ہو گا آواز دی جائے گی روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس میں سے داخل نہیں ہوگا جب وہ داخل ہوجائیں گے تو اسے بند کردیا جائے گا کوئی اور اس میں سے داخل نہ ہو گا۔

فوائد: ریان کا معنی سیرابی ہے چونکہ روزہ دار دنیا میں اللہ کے لئے بھوک اور پیاس برداشت کرتے تھے اس لئے انہیں بڑے اعزاز واحترام کے ساتھ اس سیرابی کے دروازے سے گذارا جائے گا اور وہاں سے گذرتے وقت انہیں ایسا مشروب پلایا جائے گا کہ پھر کبھی پیاس محسوس نہیں ہو گی۔ (عون الباری:۲/۷۶۶)

٩٢١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الجَنَّةِ: يَا عَبْدَ ٱللهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ ٱلْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ ٱلْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ

۹۲۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں بار بار خرچ کرے گا تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا اور فرشتے کہیں گے اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے پھر نمازیوں کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور مجاہدین کو جہاد کے دروازہ سے آواز دی جائے گی اور روزے داروں کو باب ریان سے پکارا جائے گا اور صدقہ دینے والوں کو صدقہ کے دروازہ سے اندر آنے کی دعوت دی جائے گی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا

الصَّدَقَةِ). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا؟. قَالَ: (نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ١٨٩٧]

رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جو شخص ان سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ اسے تو کوئی ضرورت نہ ہو گی تو کیا کوئی شخص ان سب دروازوں سے پکارا جائے گا تو آپ نے فرمایا ہاں مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے۔

فوائد: اس حدیث سے قطعی طور پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ انبیاء کے بعد اہل جنت میں سے اعلیٰ اور افضل ہوں گے کہ فرشتے انہیں جنت کے ہر دروازے سے اندر آنے کی دعوت دیں گے۔

٩٢٢ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ). [رواه البخاري: ١٨٩٨]

۹۲۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

٩٢٣ : وَفي رواية عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ). [رواه البخاري: ١٨٩٩]

۹۲۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ماہ رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

فوائد: اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ رمضان میں جب شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے تو روئے زمین پر اللہ کی نافرمانی کیوں ہوتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاد آدم کو گمراہ کرنے والی کئی قوتیں متحرک ہیں صرف ایک قوت کو بے بس کر دیا جاتا ہے۔

٣ - باب: هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأَى ذٰلِكَ كُلَّهُ

باب ۳: رمضان کہا جائے یا ماہ رمضان اور بعض حضرات نے دونوں طرح جائز خیال کیا ہے

٩٢٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۹۲۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا

يَقُولُ: (إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ). يَعْنِي: هِلاَلَ رَمَضَانَ. [رواه البخاري: ١٩٠٠]

کہ جب تم رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم شوال کا چاند دیکھو تو روزہ موقوف کردو اگر مطلع ابر آلود ہو تو اس کے لئے یعنی رمضان کا اندازہ کرلو (تیس دن پورے کرلو)

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ رمضان چونکہ اللہ کا نام ہے اس لئے اکیلا لفظ رمضان استعمال نہ کیا جائے۔ امام بخاری اس کی تردید فرماتے ہیں اور مذکورہ حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

٤ - باب: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ فِي رَمَضَانَ

باب ۴: جس شخص نے بحالت روزہ جھوٹ بولنا اور فریب کرنا ترک نہ کیا

٩٢٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ للهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ). [رواه البخاري: ١٩٠٣]

۹۲۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ اور فریب کاری نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں کہ صرف روزہ کے نام سے وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

فوائد: روزہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان پرہیزگار اور تقویٰ شعار بن جائے اگر یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو روزہ نہیں بلکہ فاقہ کشی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۷۳)

٥ - باب: هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ

باب ۵: جب کسی روزہ دار کو گالی دی جائے تو کیا جائز ہے کہ کہہ دے "میں روزہ دار ہوں"

٩٢٦: وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ الحَدِيث المُتَقَدِّم: (كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ). وقَالَ فِي آخِره: (لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ). [رواه البخاري: ١٩٠٤]

۹۲۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی حدیث (۹۱۹) پہلے گزر چکی ہے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) ابن آدم کے تمام اعمال اس کے لئے ہیں مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا اس حدیث کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے ایک تو روزہ کھولتے وقت خوش ہوتا ہے

دوسرے جب وہ اپنے مالک سے ملے گا تو روزہ کا ثواب دیکھ کر خوش ہوگا۔

فوائد: اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ دار کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ اسے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔

٦ - باب: الصَّوْمُ لِمَنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ الْعُزُوبَةَ

باب ٦: جو شخص تجرد کی وجہ سے بدکاری کا اندیشہ رکھے تو وہ روزے رکھے۔

٩٢٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (مَنِ ٱسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ). [رواه البخاري: ١٩٠٥]

٩٢٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا جو شخص نکاح کی قدرت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ آدمی کی نگاہ کو نیچا رکھتا ہے اور شرمگاہ کو بدکاری سے بچاتا ہے اور جو شخص اس کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ یہ اس کے لئے خصی کرنے کا حکم رکھتا ہے یعنی قوت شہوانیہ کمزور کردیتا ہے۔

فوائد: چند روزے رکھنے کے بعد شہوت کے کمزور ہونے کا عمل شروع ہوتا ہے کیونکہ آغاز کار میں حرارت غریزی کے جوش سے شہوت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۷۵)

٧ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الهِلاَلَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ، فَأَفْطِرُوا»

باب ٧: فرمان نبوی کہ رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور شوال کا چاند دیکھو تو روزہ موقوف کردو

٩٢٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً، فَلاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلاَثِينَ). [رواه البخاري: ١٩٠٧]

٩٢٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے لہٰذا تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔

فوائد: تمام لوگوں کا چاند دیکھنا ضروری نہیں بلکہ دو قابل اعتبار آدمیوں کا دیکھنا ہی کافی ہے بلکہ

رمضان کے لئے تو ایک معتبر آدمی کی گواہی بھی کافی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۷۶)

٩٢٩ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ آلَى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا، أَوْ رَاحَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لاَ تَدْخُلَ شَهْرًا؟. فَقَالَ: (إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا). [رواه البخاري: ١٩١٠]

۹۲۹۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ کے لئے اپنے بیویوں سے ترک تعلق کی قسم اٹھائی جب انتیس دن گزر گئے تو صبح سویرے یا دوپہر کو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے عرض کیا گیا کہ آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ ایک ماہ تک نہ جاؤں گا آپ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

٨ - باب: شَهْرَا عِيدٍ لاَ يَنْقُصَانِ

باب ۸: عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے

٩٣٠ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (شَهْرَانِ لاَ يَنْقُصَانِ، شَهْرَا عِيدٍ: رَمَضَانُ وَذُو الحِجَّةِ). [رواه البخاري: ١٩١٢]

۹۳۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عید کے دو مہینے (رمضان اور ذوالحجہ) کم نہیں ہوتے

فوائد: مطلب یہ ہے کہ دونوں مہینے خواہ انتیس کے ہوں یا تیس کے ثواب تیس دنوں کا کا ہی ملتا ہے ثواب میں کمی نہیں آتی۔

٩ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لاَ نَكْتُبُ وَلاَ نَحْسُبُ»

باب ۹: ارشاد نبوی: کہ "ہم لوگ حساب وکتاب نہیں جانتے"

٩٣١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ، لاَ نَكْتُبُ وَلاَ نَحْسُبُ، الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا). يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَعِشْرِينَ، وَمَرَّةً ثَلاَثِينَ. [رواه البخاري: ١٩١٣]

۹۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہم امی لوگ ہیں حساب وکتاب نہیں جانتے مہینہ اس طرح اور کبھی اس طرح ہوتا ہے یعنی کبھی انتیس کا اور کبھی تیس کا ہوتا ہے۔

فوائد: ہماری عبادات کو کھلی اور واضح علامتوں کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے چنانچہ اس سائنسی دور میں بڑی بڑی دوربینوں سے چاند برآمد کرنا اور پھر "وحدت امت" کی آڑ میں تمام ممالک اسلامیہ میں ایک ہی دن رمضان کا آغاز یا عید کا اہتمام کرنا فطرت اسلام کے خلاف ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے

ہاتھوں سے اشارہ کر کے اس فطری سادگی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

١٠ - باب: لاَ يَتَقَدَّمَنَّ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلاَ يَوْمَيْنِ

باب ۱۰: کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے (استقبالی) روزہ نہ رکھے

٩٣٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْماً، فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ).
[رواه البخاري: ١٩١٤]

۹۳۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے لیکن اگر کوئی شخص اپنے معمول کے روزہ رکھتا ہو تو رکھ لے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ استقبال رمضان کے پیش نظر رمضان سے پہلے روزے رکھنا جائز نہیں ہے۔
(عون الباری:۲/۷۸۳)

١١ - باب: قَوْلُ الله جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾

باب ۱۱: ارشاد باری تعالیٰ: "تمہارے لئے روزے کی رات اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کردیا گیا ہے وہ تمہارے لئے اور تم ان کے لئے لباس ہو"

٩٣٣ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا، فَحَضَرَ الإِفْطَارُ، فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ، لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلاَ يَوْمَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا، فَلَمَّا حَضَرَ الإِفْطَارُ أَتَى ٱمْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا: أَعِنْدَكِ طَعَامٌ؟. قَالَتْ: لاَ، وَلٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ، وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، فَجَاءَتْهُ ٱمْرَأَتُهُ، فَلَمَّا رَأَتْهُ

۹۳۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی روزہ سے ہوتا اور افطار کے وقت وہ افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو پھر باقی رات میں کچھ نہ کھا سکتا اور نہ دوسرے دن یہاں تک کہ شام ہو جاتی ایک دن قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے افطار کا وقت آیا تو اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں لیکن میں جاتی ہوں اور تمہارے لئے کھانے کا بندوبست کرتی ہوں وہ سارا دن محنت مزدوری

قَالَتْ: خَيْبَةً لَكَ. فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ﴾ فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا، وَنَزَلَتْ: ﴿وَكُلُوا وَٱشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ﴾. [رواه البخاري: ١٩١٥]

کرتے تھے ان پر نیند غالب آگئی اور سو گئے پھر جب ان کی اہلیہ آئیں تو انہیں سویا ہوا دیکھ کر کہنے لگے ہائے تمہاری محرومی دوسرے دن دوپہر کو بھوک کے مارے بے ہوش ہوگئے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

"تمہارے لئے روزے کی رات اپنے بیویوں کے پاس جانا حلال کردیا گیا ہے"

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے یہ بھی آیت نازل ہوئی "راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ سیاہی شب کی دھاری سے سپیدہ صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے۔"

فوائد: مسلمانوں نے روزے کے متعلق یہ دستور اہل کتاب کو دیکھ کر جاری کیا تھا وہ بھی شام کو سونے کے بعد روزہ شروع کر دیتے اور کھانا پینا ممنوع ہو جاتا۔ (عون الباری:۲/۷۸۷)

١٢ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿وَكُلُوا وَٱشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ مِنَ ٱلْفَجْرِ﴾

باب ۱۲: ارشاد باری تعالیٰ راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہیں شب کی سیاہ دھاری سے سپیدہ سحر کی دھاری نمایاں نظر آئے

٩٣٤ : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ﴾. عَمَدْتُ إِلَى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلَى عِقَالٍ أَبْيَضَ، فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي ٱللَّيْلِ فَلاَ يَسْتَبِينُ لِي، فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: (إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ ٱللَّيْلِ

۹۳۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے تمہارے لئے واضح ہوجائے' تو میں نے ایک سیاہ اور ایک سفید رسی لے کر ان دونوں کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات کو اٹھ کر ان کو دیکھتا رہا لیکن مجھ کو کچھ معلوم نہ ہوا چنانچہ میں صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا سیاہ دھاگہ تو شب کی سیاہی اور سفید دھاگہ صبح کی

وَبَيَاضُ النَّهَارِ). [رواه البخاري: ١٩١٦]

سفیدی ہے۔

١٣ - باب: قَدْرُ كَمْ بَيْنَ السَّحُورِ وَصَلاَةِ الْفَجْرِ

باب ۱۳: سحری اور نماز فجر میں کتنا وقفہ ہونا چاہیئے؟

٩٢٥ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَقِيلَ لَهُ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الأَذَانِ والسَّحُورِ؟. قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً. [رواه البخاري: ١٩٢١]

۹۲۵۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے آپ سے دریافت کیا گیا کہ اس وقت اذان اور سحری کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ انہوں نے کہا پچاس آیات کی تلاوت کے برابر وقفہ تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ سحری دیر سے کرنا چاہیئے یہ بات خلاف سنت ہے کہ آدھی رات سحری کھا کر انسان سو جائے بلکہ مسنون یہ ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا وقت پہلے سحری سے فارغ ہو۔ (عون الباری:۲/۷۹۱)

١٤ - باب: بَرَكَةِ السَّحُورِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ

باب ۱۴: سحری باعث برکت ہے مگر واجب نہیں

٩٢٦ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَسَحَّرُوا، فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً). [رواه البخاري: ١٩٢٣]

۹۲۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ سحری ضرور کی جائے خواہ پانی کا گھونٹ پی کر یا کھجور اور منقہ کے چند دانے کھا کر ہی کیوں نہ ہو اس سے روزہ رکھنے میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۹۲)

١٥ - باب: إِذَا نَوَى بِالنَّهَارِ صَوْمًا

باب ۱۵: اگر کوئی شخص دن کو روزے کی نیت کرے

٩٢٧ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ

۹۲۷۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عاشورا کے دن یہ منادی کرنے کے لئے بھیجا کہ آج جس شخص

عَاشُورَاءَ: «إِنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ، أَوْ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلاَ يَأْكُلْ». [رواه البخاري: ١٩٢٤]

نے کچھ کھالیا ہے وہ شام تک مزید نہ کھائے یا فرمایا کہ روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو وہ شام تک نہ کھائے (یہ فرضیت رمضان سے پہلے کی بات ہے)

فوائد: امام بخاری کا غالبًا یہ مؤقف ہے کہ روزے کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے لیکن جمہور علماء نے اس سے اتفاق نہیں کیا ہے کیونکہ مذکورہ حدیث عاشورا سے متعلق ہے جو فرض نہیں فرضی روزہ کی رات سے نیت کرنے کے متعلق ایک صحیح حدیث سنن نسائی میں مروی ہے البتہ نفلی روزے کی نیت دن کے وقت بھی کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:۲/۷۹۳)

١٦ - باب: الصَّائِمُ يُصْبِحُ جُنُباً

باب ۱۶: روزہ دار صبح کو بحالت جنابت ہو تو کیا کرے؟

٩٣٨ : عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ، وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ. [رواه البخاري: ١٩٢٥]

۹۳۸۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی بیویوں کی مقاربت کی وجہ سے صبح تک بحالت جنابت رہتے پھر غسل کرتے اور روزہ رکھ لیتے۔

فوائد: جنبی آدمی روزہ رکھنے کے بعد غسل کر سکتا ہے لیکن افضل یہ ہے روزہ سے پہلے غسل کرے تنگی وقت کے پیش نظر غسل مؤخر کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۲/۷۹۶)

١٧ - باب: الْمُبَاشَرَةُ لِلصَّائِمِ

باب ۱۷: روزہ دار کے لئے مباشرت

٩٣٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ. [رواه البخاري: ١٩٢٧]

۹۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں کبھی بوسہ لیتے اور مباشرت کرتے (یعنی ساتھ لیٹ جاتے) تھے مگر آپ اپنی خواہش پر تم سے زیادہ قابو یافتہ تھے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کسی روزہ دار کو اپنے آپ پر وثوق اور کنٹرول ہو کہ بیوی سے بوس وکنار کرنے سے تحریک شہوت پیدا نہیں ہوگی تو اس کے لئے جائز ہے بصورت دیگر جائز نہیں مبادا اپنے آپ پر قابو نہ رکھتے ہوئے جماع کر بیٹھے۔ (عون الباری:۲/۷۹۹)

١٨ - باب: الصَّائِمُ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِياً

باب ۱۸: روزہ دار اگر بھول کر کھا پی لے

٩٤٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ ٱللهُ وَسَقَاهُ). [رواه البخاري: ١٩٣٣]

٩٤٠۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی لے تو وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کیونکہ یہ اللہ نے اس کو کھلایا پلایا ہے

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ یہ اللہ کا رزق ہے جو اسے دیا گیا ہے امام مالک کے علاوہ تمام محدثین نے اس حدیث کے موافق فیصلہ دیا ہے کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی قضاء دینا پڑتی ہے بلکہ تیسیر اور رفع حرج کا بھی یہی تقاضا ہے۔ (عون الباری:۲/۸۰۰)

١٩ - باب: إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَم يَكُن لَهُ شَيءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيهِ فَلْيُكَفِّر

باب ۱۹: جب کوئی رمضان میں جماع کرے اور اس کے پاس بھی کچھ نہ ہو اسے صدقہ ملے تو اس سے کفارہ دے

٩٤١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَما نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هَلَكْتُ. قَالَ: (مَا لَكَ؟). قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى ٱمْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟). قَالَ: لَا. قَالَ: (فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟). قَالَ: لَا. فَقَالَ: (فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟). قَالَ: لَا. قَالَ: فَمَكَثَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ، قَالَ: (أَيْنَ السَّائِلُ؟). فَقَالَ: أَنَا. قَالَ: (خُذْ

٩٤١۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص نے آکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں برباد ہوگیا ہوں آپ نے پوچھا کیوں کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے بحالت روزہ اپنی بیوی سے صحبت کرلی ہے آپ نے فرمایا کیا تجھے غلام میسر ہے جسے تو آزاد کردے؟ اس نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرا رہا ہم بھی سب اس طرح بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوروں سے بھرا ہوا ٹوکرا لایا گیا آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا میں حاضر

هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ). فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللهِ؟. فَوَاللهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا، يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ، أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي. فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ: (أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ). [رواه البخاري: ١٩٣٦]

ہوں آپ نے فرمایا یہ لو اور اسے خیرات کر دو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خیرات تو اس پر کروں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اللہ کی قسم! مدینہ کے دو طرفہ پتھریلے کناروں میں کوئی گھر میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دانت مبارک کھل گئے پھر آپ نے فرمایا اسے اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔

فوائد: جمہور محدثین کا مؤقف یہ ہے کہ مفلس اور ناداری کی وجہ سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا رسول اللہ ﷺ نے وہ کھجوریں صدقہ کے طور پر اسے عنایت کی تھیں تاکہ وہ اسے اپنے اہل و عیال کو کھلائے اسے کفارہ سے سبکدوش نہیں کیا۔ (عون الباری:۷/۸۰۷)

٢٠ - باب: الْحِجَامَةُ وَالْقَيْءُ لِلصَّائِمِ

باب ۲۰: روزہ دار کا پچھنے لگانا یا اسے قے آنا

٩٤٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ. [رواه البخاري: ١٩٣٨]

۹۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام اور حالت روزہ میں پچھنے لگوائے ہیں۔

فوائد: امام بخاری کا مؤقف یہ ہے کہ سنگی لگوانے اور قئی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا قے کے متعلق جو دانستہ یا غیر دانستہ کا فرق کیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں اس سلسلہ میں جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ بھی معیار صحت پر پوری نہیں اترتی۔

٢١ - باب: الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ وَالإِفْطَارِ

باب ۲۱: سفر میں روزہ رکھنا یا افطار کرنا

٩٤٣ : عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ لِرَجُلٍ: (انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، الشَّمْسُ؟. قَالَ: (انْزِلْ

۹۴۳۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے شام کے وقت آپ نے ایک شخص سے فرمایا اتر کر میرے لئے ستو تیار کر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابھی تو آفتاب کی روشنی

فَاجْدَحْ لِي). قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ الشَّمْسُ؟. قَالَ: (انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي). فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ، ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ هَا هُنَا، ثُمَّ قَالَ: (إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ). [رواه البخاري: ١٩٤١]

ہے آپ نے فرمایا اتر اور میرے لئے ستو گھول‘ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ابھی تو سورج کی روشنی ہے آپ نے فرمایا اتر کے ستو تیار کر چنانچہ وہ اترا اور آپ کے لئے ستو تیار کئے آپ نے انہیں نوش فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کرکے فرمایا جب ادھر سے رات کا اندھیرا شروع ہوجائے تو روزہ دار کو افطار کرنا چاہئے۔

فوائد: سفر میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کے متعلق محتاط مؤقف یہ ہے کہ اگر کسی قسم کی تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے تو روزہ رکھنا بہتر ہے اور اگر جسمانی طاقت نہیں یا آئندہ اسے جسمانی طور پر نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے تو افطار کرنا افضل ہے۔ (عون الباری:۲/۸۱۰)

٩٤٤ : عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا، أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الأَسْلَمِيَّ، قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟. وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ، فَقَالَ: (إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ). [رواه البخاري: ١٩٤٣]

۹۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں سفر میں روزہ رکھوں؟ اور وہ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے آپ نے فرمایا تجھے اختیار ہے روزہ رکھو یا افطار کرو۔

فوائد: مسلم کی روایت میں وضاحت ہے کہ سائل نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! دوران سفر میں اپنے اندر روزہ رکھنے کی ہمت پاتا ہوں کیا روزہ رکھنے میں کوئی حرج ہے؟ تو آپ نے فرمایا اللہ کی طرف سے یہ ایک رخصت ہے جو اسے قبول کرتا ہے اس نے اچھا کیا اور جو روزہ رکھتا ہے اس پر کوئی قدغن نہیں۔ (عون الباری:۲/۸۱۱)

٢٢ - باب: إِذَا صَامَ أَيَّاماً مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

باب ۲۲: جب رمضان میں کچھ دن روزہ رکھے پھر سفر کرے

٩٤٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ، حَتَّى بَلَغَ

۹۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے اس وقت آپ روزے سے تھے جب مقام

الْكَدِيدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ. [رواه البخاري: ١٩٤٤]

کدید میں پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کر دیا لوگوں نے بھی روزہ چھوڑ دیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ روزہ رکھنے کے بعد اگر سفر کا آغاز کیا جائے تو دوران سفر اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ (عون الباری:۲/۸۱۲)

٢٣ - باب

باب ۲۳:

٩٤٦ : عَنْ أَبِي ٱلدَّرْدَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حارٍّ، حَتَّى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الحَرِّ، وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا ما كانَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَٱبْنِ رَوَاحَةَ. [رواه البخاري: ١٩٤٥]

۹۴۶۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے گرمی ایسی سخت تھی کہ اس کی شدت سے آدمی اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیتا تھا اس وجہ سے ہم میں کوئی شخص روزہ سے نہ تھا۔ صرف رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے۔

فوائد: اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا اور ترک کرنا دونوں جائز ہیں۔ (عون الباری:۲/۸۱۳)

٢٤ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ

باب ۲۴: ارشاد نبوی کہ (سخت گرمی میں) دوران سفر روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے

٩٤٧ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: (ما هٰذَا؟). فَقَالُوا: صَائِمٌ، فَقَالَ: (لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ). [رواه البخاري: ١٩٤٦]

۹۴۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے آپ نے ایک شخص کے گرد ہجوم دیکھا جو اس شخص پر سایہ کئے ہوئے تھا آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ روزہ دار ہے آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

فوائد: یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو دوران سفر افطار کرنا ضروری خیال کرتے ہیں حالانکہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسے سفر میں روزہ رکھنے سے تکلیف ہوتی ہو اس کے لئے افطار افضل ہے۔ (عون الباری:۲/۸۱۳)

٢٥ - باب: لَمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضُهُمْ بَعْضاً فِي الصَّوْمِ وَالإِفْطَارِ

باب ۲۵: صحابہ کرام دوران سفر کوئی کسی پر روزہ رکھنے نہ رکھنے پر عیب نہ لگاتا تھا

٩٤٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى المُفْطِرِ، وَلاَ المُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ. [رواه البخاري: ١٩٤٧]

۹۴۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کیا کرتے تھے روزہ رکھنے والا نہ رکھنے والے پر اور روزہ افطار کرنے والا روزے دار پر عیب نہ لگاتا تھا۔

فوائد: اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جن کا مؤقف ہے کہ دوران سفر روزہ رکھنا بے سود اور لاحاصل ہے۔ (عون الباری:۲/۸۱۶)

٢٦ - باب: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

باب ۲۶: اگر کوئی مرجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں

٩٤٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ). [رواه البخاري: ١٩٥٢]

۹۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔

فوائد: بعض فقہاء کا خیال ہے کہ میت کی طرف سے روزہ نہیں رکھنا چاہئے بلکہ فدیہ دینا چاہئے جبکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کی طرف سے ولی کو روزہ رکھنا چاہئے اور جو روایات اس کے خلاف ہیں وہ معیار صحت پر پوری نہیں اترتی۔ (عون الباری:۲/۸۱۹)

٩٥٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟. قَالَ: (نَعَمْ، فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى). [رواه البخاري: ١٩٥٣]

۹۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں فوت ہو گئی ہے اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔

فوائد: امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو مختلف طرق سے بیان کیا ہے کسی میں ہے کہ پوچھنے والا مرد تھا، کسی روایت میں دریافت کرنے والی عورت ہے کوئی ایک ماہ کے روزوں کا ذکر کرتا

ہے کسی میں پندرہ دن کے روزوں کا بیان ہے لیکن ان اختلافات سے حدیث میں کوئی نقص نہیں آتا ممکن ہے کہ مختلف واقعات ہوں اور سوال کرنے والے متعدد ہوں بہرحال اتنی بات ضرور ہے کہ میت کی طرف سے روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے اور حج بھی کیا جا سکتا ہے۔

٢٧ - باب: مَتَى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ

باب ٢٧: روزہ دار کو کس وقت روزہ افطار کرنا چاہیئے؟

٩٥١ : حَدِيث ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ: (انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا). تَقَدَّمَ قَرِيباً، وَقَالَ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: (إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ). وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ. [رواه البخاري: ١٩٥٦]

٩٥١۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث (٩٤٤) کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اتر کر ہمارے لئے ستو تیار کرو۔ ابھی ابھی پہلے گزر چکی ہے اس روایت میں آپ کا ارشاد گرامی ہے جب تم دیکھو کہ رات اس طرف سے آگئی ہے تو روزہ دار کو چاہیئے کہ روزہ افطار کردے اور آپ نے اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افطاری جلدی کرنا چاہیئے نظریہ احتیاط کے پیش نظر افطاری میں دیر کرنا اہل کتاب کی عادت ہے جن کی مخالفت کرنے کا حکم ہے۔ (عون الباری:٢/٨٢١)

٢٨ - باب: تَعْجِيلُ الإِفْطَارِ

باب ٢٨: افطار میں جلدی کرنا افضل ہے

٩٥٢ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ [عَنْهُما]: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ). [رواه البخاري: ١٩٥٧]

٩٥٢۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ ہمیشہ نیکی پر رہیں گے جب تک وہ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے۔

فوائد: شیعہ اور روافض نے چونکہ یہودیت کی کوکھ سے جنم لیا ہے اس لئے وہ بھی روزہ افطار کرنے کے لئے ستاروں کے چمکنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس عمل کو خیر و برکت سے خالی قرار دیا ہے۔ (عون الباری:٢/٨٢٢)

٢٩ - باب: إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

باب ٢٩: اگر روزہ افطار کرنے کے بعد سورج نکل آئے

٩٥٣ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: أَفْطَرْنَا عَلَى

٩٥٣۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ

عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ غَيْمٍ، ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ. [رواه البخاري: ١٩٥٩]

میں ایک دن مطلع ابر آلود تھا ہم نے روزہ افطار کر لیا پھر اس کے بعد سورج نکل آیا۔

فوائد : اب اس روزے کے متعلق کیا حکم ہے؟ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اس کی قضاء دی جائے یعنی بعد میں روزہ رکھا جائے لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ جب تک دن غروب نہ ہو کوئی چیز استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر یہی منقول ہے کہ ایسی حالت میں قضاء نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا ہے جیسا کسی نے بھول کر کھا پی لیا ہو۔ (عون الباری: ۲/۸۲۴)

٣٠ - باب: صَوْمُ الصِّبْيَانِ

باب ۳۰: بچوں کے روزے کا بیان

٩٥٤ : عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الأَنْصَارِ: (مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ). قَالَتْ: فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا، وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الإِفْطَارِ. [رواه البخاري: ١٩٦٠]

۹۵۴۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن صبح کو انصار کی بستیوں میں یہ پیغام بھیجا کہ جس نے آج روزہ نہ رکھا ہو وہ بھی باقی دن کچھ نہ کھائے اور جس نے روزہ رکھا ہو وہ روزے سے رہے حضرت ربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس حکم کے بعد ہم عاشوراء کا روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو بھی رکھایا کرتے اور انہیں بہلانے کے لئے ہم روئی کی گڑیاں بنا دیتے جب کوئی ان میں سے کھانے کے لئے روتا تو ہم اسے وہ کھلونا دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔

فوائد : اگرچہ بچے پر روزہ فرض نہیں ہے تاہم اسے عادت ڈالنے کے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے تاکہ عبادات اس کی گھٹی میں شامل ہو جائیں۔ (عون الباری: ۲/۸۲۵)

٣١ - باب: الْوِصَالُ إِلَى السَّحَرِ

باب ۳۱: صبح تک وصال کرنا یعنی سحری تک کچھ نہ کھانا

٩٥٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَا تُوَاصِلُوا، فَأَيُّكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ). [رواه البخاري: ١٩٦٣]

۹۵۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا لوگو! تم وصال نہ کرو جب تم میں سے کوئی وصال کا ارادہ کرے تو صبح تک کرے اس سے زیادہ نہ کرے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ کیوں وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وصال کرنا آپ کی خصوصیت ہے دوسروں کو اس کی اجازت نہیں۔ (عون الباری:۲/۸۲۷)

٣٢ - باب: التَّنْكِيلُ لِمَنْ أَكْثَرَ الوِصَالَ

باب ۳۲: کثرت سے وصال کرنے والے کو سامانِ عبرت بنانا

٩٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (وَأَيُّكُمْ مِثْلِي، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ). فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ، وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا، ثُمَّ يَوْمًا، ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ، فَقَالَ: (لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ). كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوا أَنْ يَنْتَهُوا.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ لَهُمْ: (فَٱكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ).

[رواه البخاري: ١٩٦٥، ١٩٦٦]

۹۵۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزوں میں وصال کرنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو وصال کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے کون شخص میری طرح ہے؟ میں رات کو سوتا ہوں تو میرا اللہ مجھے کھلا دیتا ہے لیکن جب وہ لوگ وصال سے باز نہ آئے تو آپ نے ان کے ساتھ ایک دن کچھ نہ کھایا دوسرے دن بھی کچھ نہ کھایا پھر عید کا چاند نکل آیا آپ نے فرمایا اگر چاند ظاہر نہ ہوتا تو میں تم سے اور زیادہ روزہ رکھواتا گویا آپ نے انہیں سزا دینے کے لئے فرمایا جب وہ وصال کے روزوں سے باز نہ آئے۔

ایک روایت میں یہ ہے پھر آپ نے فرمایا کام اتنا ہی ذمہ لو جتنی تم میں طاقت ہو۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کے کھلانے پلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ کے اندر اس قدر قوت سیرابی پیدا کر دیتا ہے کہ کھانے پینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ (عون الباری:۲/۸۲۹)

٣٣ - باب: مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ

باب ۳۳: اگر کوئی اپنے بھائی کو نفلی روزہ توڑ دینے کی قسم دے

٩٥٧ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ

۹۵۷۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ

سَلْمَانَ وَأَبِي ٱلدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا ٱلدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ ٱلدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكِ؟. قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو ٱلدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي ٱلدُّنْيَا. فَجَاءَ أَبُو ٱلدَّرْدَاءِ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ، قَالَ: فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، قَالَ: فَأَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو ٱلدَّرْدَاءِ يَقُومُ، قَالَ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ، فَقَالَ: نَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ الآنَ، فَصَلَّيَا، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (صَدَقَ سَلْمَانُ). [رواه البخاري: ١٩٦٨]

اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ میں بھائی چارہ کرادیا تھا چنانچہ ایک دن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے تو انہوں نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو نہایت پراگندہ حالت میں دیکھا انہوں نے اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ وہ بولیں کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی ضرورت ہی نہیں اتنے میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی آگئے انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کروایا پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم کھاؤ میں تو روزے سے ہوں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا بالآخر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا جب رات ہوئی تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نماز کے لئے اٹھے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا سو جاؤ' چنانچہ وہ سوگئے تھوڑی دیر بعد پھر اٹھنے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا ابھی سو رہو جب آخر شب ہوئی تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اب اٹھو چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا بے شک تم پر تمہارے رب کا بھی حق ہے نیز تمہاری جان کا اور تمہاری اہلیہ کا بھی تم پر حق ہے لہٰذا تمہیں سب کے حقوق ادا کرنے چاہئیں پھر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے یہ سب معاملہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔

فوائد: صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو الدرداء کو قسم دی کہ روزہ توڑ کر میرے ساتھ کھانا کھاؤ اس سے معلوم ہوا کہ نفلی روزہ کسی معقول وجہ سے توڑا جا سکتا ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری نہیں اگر کوئی بلاوجہ نفلی روزہ ختم کرتا ہے تو اسے قضا دینا ہوگی۔ (عون الباری:۲/۸۳۴)

٣٤ - باب: صَوْمُ شَعْبَانَ

باب ۳۴: شعبان میں روزے رکھنا

٩٥٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لاَ يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لاَ يَصُومُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ. [رواه البخاري: ١٩٦٩]

۹۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نفل روزے اس قدر رکھتے کہ ہم کہتیں اب کبھی آپ روزہ ترک نہیں کریں گے اور جب چھوڑ دیتے تو ہمیں خیال ہوتا کہ اب آپ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے رمضان کے علاوہ کسی اور مہینہ کے پورے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

فوائد: ماہ شعبان میں کثرت سے اس لئے روزے رکھتے تھے کہ اس مہینہ میں اللہ کی طرف بندوں کے عمل اٹھائے جاتے ہیں جیسا کہ نسائی میں ہے۔ (عون الباری: ۲/۸۳۷)

٩٥٩ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا فِي رِوَايَةٍ زِيَادَةٌ وَكَانَ يَقُولُ: (خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَإِنَّ ٱللهَ لاَ يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا). وَأَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلاَةً دَاوَمَ عَلَيْهَا. [رواه البخاري: ١٩٧٠]

۹۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دوسری روایت میں کچھ زیادہ الفاظ ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے اے لوگو! اتنی ہی عبادت کرو جو قابل برداشت ہو کیونکہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم خود عبادت کرنے سے اکتا جاؤ گے رسول اللہ ﷺ کو وہی نماز پسند تھی جو اگرچہ تھوڑی ہو مگر پابندی سے ادا ہو چنانچہ جب کوئی نماز پڑھتے تھے تو اس پر پابندی سے ہیشگی کرتے تھے۔

فوائد: اعتدال کے ساتھ مناسب اوقات میں جو کام پابندی سے کیا جائے وہی پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے ورنہ دوڑ کر چلنے والا ہمیشہ ٹھوکر کھا کر گر پڑتا ہے اعتدال کے ساتھ کام کرنے سے نفس میں پاکیزگی اور خود اعتمادی بھی پیدا ہوتی ہے۔ (عون الباری: ۲/۸۳۸)

٣٥ - باب: مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَإِفْطَارِهِ

باب ۳۵: رسول اللہ کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا بیان

٩٦٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ،

۹۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے

وقد سُئِلَ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلاَ مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلاَ مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلاَ نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلاَ مَسِسْتُ خَزَّةً وَلاَ حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلاَ شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلاَ عَبِيرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ١٩٧٣]

رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا جب میں چاہتا کہ کسی مہینہ میں رسول ﷺ کو بحالت روزہ دیکھوں تو آپ کو روزہ دار دیکھ لیتا جب چاہتا آپ کو افطار کی حالت میں دیکھوں تو اسی حال میں دیکھ لیتا اس طرح رات کو جب چاہتا آپ کو نماز میں کھڑا ہوا اور جب چاہتا آپ کو سویا ہوا دیکھ لیتا اور میں نے کوئی ریشم اور مخمل رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھا اور نہ میں نے کوئی مشک اور عنبر رسول اللہ ﷺ کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار سونگھا۔

فوائد: عبادات میں میانہ روی اور اعتدال اس لئے تھا کہ عبادت کرنے والے آسانی کے ساتھ آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو سکیں اگرچہ آپ التزام اور پابندی کے ساتھ یہ عبادات بجا لانے کی طاقت رکھتے تھے۔ (عون الباری:۲/۸۴۰)

٩٦١ : حَدِيث عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَقَدَّمَ. [رواه البخاري: ١١٣١]

۹۶۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی حدیث (۵۹۶) گزر چکی ہے۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے تو آپ نے اسے اعتدال کے ساتھ روزے رکھنے کی تلقین کی تھی چنانچہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب بوڑھے ہو گئے تو کہا کرتے تھے کاش! میں رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر عمل کر کے رخصت قبول کر لیتا۔

٣٦ - باب: حَقُّ الجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

باب ۳۶: جسم کا بھی روزے میں حق ہے

٩٦٢ : وَقَالَ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَقُولُ بَعْدَمَا كَبِرَ: يَا لَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ١٩٧٥]

۹۶۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہی اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ جب وہ بوڑھے ہو گئے تو کہا کرتے تھے کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت قبول کی ہوتی۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے بڑھاپے کے وقت یہ پابندی دشوار ہوئی کہنے لگے کہ کاش میں نے آپ کی اجازت قبول کی ہوتی کیونکہ

اب مجھ سے اتنے روزے نہیں رکھے جاتے۔

٣٧ - باب: حَقُّ الأَهْلِ فِي الصَّوْمِ

باب ٣٧: روزہ رکھنے میں بیوی کے حق کی رعایت کرنا

٩٦٣ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: أَنَّه لَمَّا ذَكَرَ صِيامَ داودَ قالَ: (... وكَانَ لاَ يَفِرُّ إِذَا لاَقَى). قَالَ عَبْدُاللهِ: مَنْ لِي بِهٰذِهِ يَا نَبِيَّ ٱللهِ؟ قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ صَامَ مَنْ صَامَ الأَبَدَ). مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ١٩٧٧]

٩٦٣۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب داؤد علیہ السلام کے روزے کا ذکر کیا تو فرمایا وہ دشمن سے مقابلہ کے وقت راہ فرار نہ اختیار کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی ہے جو میری طرف سے اس بات کی ذمہ داری قبول کرے (کہ میں میدان جنگ سے نہیں بھاگوں گا) راوی کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دوبار فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔

فوائد: اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ تیری جان اور تیرے بیوی بچوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔

٣٨ - باب: مَنْ زَارَ قَوْماً فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ

باب ٣٨: جو کوئی (بحالت روزہ) کسی سے ملنے گیا اور وہاں روزہ نہ توڑا

٩٦٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ، فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، قَالَ: (أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ، وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ، فَإِنِّي صَائِمٌ). ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ، فَدَعَا لأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ ٱللهِ إِنَّ لِي خُوَيْصَةً، قَالَ: (مَا هِيَ؟). قَالَتْ: خَادِمُكَ أَنَسٌ، فَمَا

٩٦٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے آپ کے لئے کھجوریں اور گھی پیش کیا آپ نے فرمایا اپنا گھی کوزے میں اور کھجوریں برتن میں واپس ڈال دو کیونکہ میں روزے سے ہوں پھر آپ نے گھر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہوکر فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز ادا کی ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے دیگر گھر والوں کے لئے دعا فرمائی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میرا ایک خاص عزیز ہے (اس کے لئے) فرمایا کون ہے؟ عرض

تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلاَ دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ، (اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا، وَوَلَدًا، وَبَارِكْ لَهُ). فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الأَنْصَارِ مَالًا. وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ: أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجِ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ. [رواه البخاري: ١٩٨٢]

کیا آپ کا خادم انس رضی اللہ عنہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے کہ آپ نے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی نہیں چھوڑی جس کی میرے لئے دعا نہ کی ہو آپ نے فرمایا اے اللہ! اسے مال و اولاد عطا فرما اور اسے برکت دے چنانچہ دیکھ لو میں تمام انصار سے زیادہ مالدار ہوں اور مجھ سے میری بیٹی امینہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھی کہ حجاج کے بصرہ آنے کے وقت تک ایک سو بیس سے کچھ زیادہ میرے حقیقی بچے دفن ہو چکے تھے۔

فوائد: جب حجاج بن یوسف بصرہ میں آیا تو اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر کچھ اوپر اسی برس کی تھی اور آپ ایک سو برس کی عمر میں فوت ہوئے آپ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو دفعہ پھل لاتا تھا آپ کی اولاد جو زندہ رہی وہ ایک سو سے متجاوز تھی۔ (عون الباری: ۲/۸۴۴)

٣٩ - باب: الصَّوْمُ آخِرَ الشَّهْرِ

باب ۳۹: مہینہ کے آخر میں روزے رکھنا

٩٦٥ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا، فَقَالَ: (يَا أَبَا فُلَانٍ، أَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ). قَالَ الرَّجُلُ: لاَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ). وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: (مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ). [رواه البخاري: ١٩٨٣]

۹۶۵۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے کسی سے پوچھا اے ابوفلاں! کیا تو نے اس مہینے کے آخر میں روزے رکھے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! نہیں' آپ نے فرمایا جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ ہو جاؤ تو دو دن روزہ رکھ لینا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا شعبان کے آخر میں دو روزے نہیں رکھے؟

فوائد: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رمضان سے پہلے ایک دو دن کا روزہ رکھنا منع ہے یہ اس صورت میں ہے جب بطور استقبال رکھے جائیں اگر استقبال کی نیت نہ ہو تو آخر شعبان کے روزے رکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (عون الباری: ۲/۸۴۶)

٤٠ - باب: صَوْمُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ۴۰: جمعہ کے دن روزہ رکھنا

٩٦٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لَه: أَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ

۹۶۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے

صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟. قَالَ: نَعَمْ. [رواه البخاري: ١٩٨٤]

دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں

٩٦٧ : عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: (أَصُمْتِ أَمْسِ؟). قَالَتْ: لاَ، قَالَ: (أَتُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟). قَالَتْ: لاَ، قَالَ: (فَأَفْطِرِي). [رواه البخاري: ١٩٨٦]

۹۶۷۔ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جمعہ کے دن حضور اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے تو وہ روزے سے تھیں آپ نے پوچھا کیا تو نے کل بھی روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا کیا تو کل آئندہ روزہ رکھنا چاہتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! آپ نے فرمایا پھر تو روزہ افطار کر دے۔

فوائد: صرف جمعہ کا روزہ رکھنا منع ہے اگر ایک دن پہلے یا بعد ساتھ ملا لیا جائے تو کوئی حرج نہیں یہ اس لئے منع فرمایا کہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ جس دن اپنی عبادت گاہوں میں جمع ہوتے ہیں صرف اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ (عون الباری: ۲/۸۴۷)

٤١ - باب: هَلْ يَخُصُّ مِنَ الأَيَّامِ شَيْئاً

باب ۴۱: روزہ کے لئے کوئی دن مقرر کیا جا سکتا ہے؟

٩٦٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سُئِلَتْ: هَلْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَخْتَصُّ مِنَ الأَيَّامِ شَيْئًا؟. قَالَتْ: لاَ، كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ يُطِيقُ مَا كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُطِيقُ. [رواه البخاري: ١٩٨٧]

۹۶۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے سوال کیا گیا آیا رسول اللہ ﷺ عبادت کے لئے کچھ دنوں کی تخصیص فرماتے تھے انہوں نے فرمایا نہیں' آپ کی عبادت دائمی ہوا کرتی تھی اور تم میں سے کون ہے جو رسول اللہ ﷺ کے برابر طاقت رکھتا ہو۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کسی دن کو متعین کر کے پابندی کے ساتھ روزہ رکھنا درست نہیں لیکن سوموار اور جمعرات کا روزہ تو خود رسول اللہ ﷺ رکھا کرتے تھے شاید امام صاحب کے نزدیک یہ احادیث صحیح نہیں ہوں گی۔ واللہ اعلم

٤٢ - باب: صِيَامُ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

باب ۴۲: ایام تشریق میں روزہ رکھنا

٩٦٩ : عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ قَالاَ: لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ، إِلَّا

۹۶۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر اس شخص کو

لِمَن لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ. [رواه البخاري: ١٩٩٧، ١٩٩٨]

جسے (ایام حج میں) قربانی کا جانور نہ ملے۔

فوائد: حج تمتع کرنے والے کو اگر ھدی میسر نہ ہو تو ایام تشریق کے روزے رکھنے میں قباحت نہیں اس کے علاوہ دوسروں کو ان دنوں روزہ نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ یہ دن کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کیلئے مخصوص ہیں۔ (عون الباری:۲/۸۵۰)

٤٣ - باب: صَومُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

باب ۴۳: عاشوراء کے دن روزہ رکھنا

٩٧٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ. [رواه البخاري: ٢٠٠٢]

۹۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورا کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن روزہ رکھتے اور جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تب بھی آپ نے یہ روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ اختیاری کردیا گیا۔ اب جس کا دل چاہے اس دن روزہ رکھ لے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

فوائد: عاشورا دسویں محرم کو کہتے ہیں اس دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے البتہ یہودیوں کی مخالفت کے پیش نظر ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ ساتھ رکھ لیا جائے رسول اللہ ﷺ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اگر میں زندہ رہا تو اگلے سال نویں محرم کا روزہ بھی رکھوں گا لیکن آپ پہلے ہی اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے واضح رہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے یہ دن قابل احترام ہے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی اسی دن جودی پہاڑ پر لنگر انداز ہوئی تھی اس لئے وہ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔

٩٧١ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ المَدِينَةَ، فَرَأَى اليَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: (مَا هٰذَا؟). قَالُوا: يَوْمٌ صَالِحٌ، هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ مُوسى. قَالَ: (فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسى

۹۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا آپ نے پوچھا یہ روزہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ ایک اچھا دن ہے یعنی اس دن اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا آپ نے

مِنْكُمْ). فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. [رواه البخاري: ٢٠٠٤]

فرمایا میں تم سے زیادہ حضرت موسی علیہ السلام سے تعلق رکھتا ہوں چنانچہ آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

فوائد: پابندی کے ساتھ روزہ رکھنے کا یہ حکم رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔

کتاب صلاۃ التراویح
نماز تراویح کے بیان میں

لفظ تراویح' ترویحة کی جمع اور راحة سے مشتق ہے چنانچہ لوگ اس نماز میں ہر چہار گانہ کے بعد تھوڑی دیر کے لئے آرام کرتے تھے اس لئے انہیں تراویح کہا جاتا ہے اس کا نام تہجد' قیام اللیل اور قیام رمضان بھی ہے اس کی تعداد گیارہ رکعت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صص رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھا کرتے تھے رسول اللہ صص کی سنت کے پیش نظر ہمارا موقف یہ ہے کہ اس عدد مسنون پر اضافہ نہ کیا جائے حضرت عمر ضص نے بھی اسی سنت کو زندہ کرتے ہوئے گیارہ رکعت پڑھانے کا اہتمام کیا تھا رسول اللہ صص سے بیس رکعات پڑھنے کی جملہ روایات ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں۔

١ - باب: فَضْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

باب ا: رمضان میں تراویح پڑھنے کی فضیلت

٩٧٢ : عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ. تَقَدَّمَ هٰذَا الحَدِيث فِي كِتَابِ الصَّلَاة، وبَيْنَهُما مُخَالَفَة فِي اللَّفْظِ،

٩٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ نصف شب میں گھر سے باہر تشریف لے گئے اور آپ نے مسجد میں نماز پڑھی تو کچھ اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز ادا کی یہ حدیث (۴۲۳' ۴۲۴) کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے مگر ان دونوں روایات میں کچھ لفظی

وقَالَ في آخِرِ هٰذِهِ الرِّوايَة: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَالأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ٢٠١٢]

اختلاف ہے اور اس روایت کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہی کیفیت قائم رہی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے صرف چند دن باجماعت نماز تراویح پڑھانے کا اہتمام کیا پھر لوگ انفرادی طور پر پڑھ لیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو ایک امام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کر دیا مؤطا امام مالک میں ہے کہ انہیں گیارہ رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔

٢ - باب: اَلْتِماسُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ

باب ۲: شب قدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہئے

٩٧٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رِجالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ في المَنَامِ في السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ في السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، فَمَنْ كانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا في السَّبْعِ الأَوَاخِرِ). [رواه البخاري: ٢٠١٥]

۹۷۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب کو لیلۃ القدر رمضان کے آخری ہفتہ میں بحالت خواب دکھائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے خوابوں کو دیکھتا ہوں وہ سب اس بات پر متفق ہوئے ہیں کہ شب قدر رمضان کی آخری راتوں میں ہے لہٰذا جو کوئی لیلۃ القدر کا متلاشی ہو وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

فوائد: جب آخری سات راتوں میں دکھائی گئی تو اکیسویں اور تیسویں رات داخل نہ ہو گی جن روایات میں آخری دس راتوں کا ذکر ہے ان میں اکیسویں اور تیسویں شامل ہو گی۔

٩٧٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا، وَقَالَ: (إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، أَوْ: نُسِّيتُهَا، فَٱلْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَمَنْ كَانَ ٱعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ

۹۷۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا اور آپ بیسویں تاریخ کی صبح کو (اعتکاف گاہ سے) باہر تشریف لائے اور ہم سے مخاطب ہوکر فرمایا مجھے لیلۃ القدر خواب میں دکھائی گئی تھی مگر مجھے بھلا دی گئی ہے یا یہ فرمایا کہ میں بھول گیا لہٰذا اب تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو میں نے خواب میں ایسا دیکھا گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا

فَلْيَرْجِعْ). فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ، حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٠١٦]

ہوں اس لئے جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف کرے چنانچہ ہم لوٹ آئے اور اس وقت آسمان پر ابر کا نشان تک نہ تھا لیکن اچانک بادل منڈلایا اور اتنا برسا کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور وہ کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی پھر نماز قائم کی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کیچڑ میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کی پیشانی مبارک پر میں نے مٹی کا نشان دیکھا۔

فوائد: لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اس کی کئی ایک علامتیں ہیں جو گذرنے کے بعد ظاہر ہوتی ہیں مثلاً اس دن سورج کی شعائیں تیز نہیں ہوتیں اس رات ستارے نہیں ٹوٹتے اور دن معتدل ہوتا ہے۔ (عون الباری:۲/۸۷۵)

٣ - باب: تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي عِبَادَةِ

باب ۳: لیلۃ القدر کو آخری دس طاق راتوں میں عبادت کی حالت میں تلاش کرنا

٩٧٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، لَيْلَةَ الْقَدْرِ، فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى). [رواه البخاري: ٢٠٢١]

۹۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو جب نو یا سات یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں یعنی اکیسویں' تیسویں اور پچیسویں رات کو۔

فوائد: اس حدیث کے مطابق اکیسویں' تیسویں اور پچیسویں رات مراد ہے جبکہ انتیس دنوں کا مہینہ ہو اگر تیس دنوں کا مہینہ ہو تو طاق راتیں نہیں بلکہ جفت ہونگی صحیح یہ ہے طاق راتیں مراد ہیں۔

٩٧٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فِي رِوَايَةٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (هِيَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي تِسْعٍ يَمْضِينَ، أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ). يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ. [رواه البخاري: ٢٠٢٢]

۹۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے جبکہ نو راتیں گزر جائیں یا سات راتیں باقی رہیں۔

فوائد : نو راتیں گذر جانے سے مراد انتیسویں رات ہے اور سات راتیں باقی رہنے سے مراد تیسویں رات ہے اس رات کی تعین میں خاصا اختلاف ہے عبادت گذار کو چاہئے کہ وہ آخری عشرہ کی طاق راتیں عبادت سے گذارے۔

٤ - باب: العَمَلُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

باب ۴: رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کرنا

٩٧٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ، وَأَحْيَا لَيْلَهُ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ. [رواه البخاري: ٢٠٢٤]

۹۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کے لئے کمربستہ ہو جاتے، شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے تھے۔

فوائد : مقصد یہ ہے کہ آخری عشرہ خوب عبادت کرتے ہوئے گذارا جائے رسول اللہ ﷺ اس عشرہ میں اپنی بیویوں سے الگ ہو جاتے اور بستر کو لپیٹ دیتے خوب کمربستہ ہو کر ان راتوں کا قیام کرتے۔

(عون الباری: ۲/۸۷۹)

کتاب الاعتکاف

اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف یہ ہے کہ آدمی رمضان کا آخری عشرہ عبادت کے لئے مسجد میں گذارے ویسے تو سال کے تمام دنوں میں اعتکاف کرنا جائز ہے البتہ رمضان المبارک میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ خواہ مرد ہو یا عورت مسجد میں اعتکاف کیا جائے۔

١ - باب: الاعْتِكَافُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ والاعْتِكَافُ فِي المَسَاجِدِ كُلِّهَا

باب ۱: آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا نیز اعتکاف ہر مسجد میں درست ہے

٩٧٨ : عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. [رواه البخاري: ٢٠٢٦]

۹۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخرے عشرہ میں پابندی سے اعتکاف کرتے تھے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھالیا پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

فوائد: اعتکاف کے لئے اس شرط پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مسجد میں ہونا چاہئے اکثر مدت کی حد نہیں ہے لیکن کم از کم ایک دن ضرور ہو۔ (عون الباری:۲/۸۸۱)

٢ - باب: لاَ يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ

باب ۲: ضرورت کے وقت گھر میں داخل ہونا

٩٧٩ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَإِنْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لاَ يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا. [رواه البخاري: ٢٠٢٩]

۹۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بحالت اعتکاف مسجد میں رہتے ہوئے اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے تو میں آپ کے کنگھی کر دیتی تھی اور جب آپ معتکف ہوتے تو گھر میں بلا ضرورت تشریف نہ لاتے۔

فوائد : ضرورت سے مراد قضاء حاجت ہے جیسا کہ حدیث کے راوی امام زہری نے اس کی تفسیر کی ہے معلوم ہوا کہ اگر مسجد میں لیٹرین وغیرہ کا انتظام نہ ہو تو اس قسم کی ضرورت کے لئے اپنے گھر آنا جائز ہے۔

٣ - باب: الاعْتِكَافِ لَيْلاً

باب ۳: صرف رات بھر کے لئے اعتکاف کرنا

٩٨٠ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الحَرَامِ؟. قَالَ: (فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ). [رواه البخاري: ٢٠٣٢]

۹۸۰۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا میں نے زمانہ جاہلیت میں' بیت اللہ میں ایک رات کا اعتکاف بیٹھنے کی نذر مانی تھی آپ نے فرمایا تو پھر اپنی نذر پوری کر۔

فوائد : معلوم ہوا کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے کیونکہ رات کو روزہ نہیں ہو سکتا۔ (عون الباری:۲/۸۸۳)

٤ - باب: الأَخْبِيَةُ فِي الْمَسْجِدِ

باب ۴: اعتکاف کے لئے مسجد میں خیمے لگانا

٩٨١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ، إِذَا أَخْبِيَةٌ: خِبَاءُ عَائِشَةَ، وَخِبَاءُ

۹۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ فرمایا اور جب آپ اس جگہ پہنچے جہاں اعتکاف کرنا چاہتے تھے تو وہاں چند خیمے دیکھے یعنی وہ حضرت عائشہ' حضرت حفصہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہن کے خیمے تھے پھر آپ نے

حَفْصَةَ، وَخِبَاءُ زَيْنَبَ، فَقَالَ: (آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ). ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ، حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ. [رواه البخاري: ٢٠٣٤]

فرمایا کیا تم ان میں نیکی سمجھتی ہو؟ پھر آپ لوٹ آئے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ ماہ شوال میں دس روزہ اعتکاف فرمایا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ شوال کے آغاز میں اعتکاف کیا اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔ (عون الباری:۲/۸۸۵)

٥ - باب: هَلْ يَخْرُجُ المُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ المَسْجِدِ

باب ۵: کیا معتکف اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر مسجد کے دروازے تک آسکتا ہے؟

٩٨٢ : عَنْ صَفِيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي المَسْجِدِ، فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَه سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهَا يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ المَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ، مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ: (عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ). فَقَالَا: سُبْحَانَ ٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا). [رواه البخاري: ٢٠٣٥]

۹۸۲۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے تو وہ آپ کی زیارت کے لئے آئیں اور کچھ دیر آپ سے گفتگو کی پھر اٹھ کر جانے لگیں تو رسول اللہ ﷺ بھی انہیں پہنچانے کے لئے ساتھ ہی اٹھے جب وہ مسجد کے دروازے کے قریب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس پہنچے تو انصار کے دو آدمی ادھر سے گزرے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے ان سے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا تھیں ان دونوں نے کہا سبحان اللہ! یا رسول اللہ ﷺ! (کیا ہم آپ پر بدگمان ہیں؟) اور انہیں یہ چیز بہت شاق گزری تو آپ نے فرمایا شیطان خون کی طرح انسان میں گردش کرتا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا تمہارے دلوں میں کوئی وسوسہ ڈال دے۔

فوائد : معلوم ہوا کہ انسان کو تہمت کے مقامات سے پرہیز کرنا چاہئے اور اپنی عزت وناموس کی حفاظت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

٦ - باب : الاعْتِكَافُ فِي الْعَشْرِ الأَوْسَطِ مِن رَمَضَانَ

باب ٦ : رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کرنا

٩٨٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ ٱعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا . [رواه البخاري: ٢٠٤٤]

٩٨٣۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے مگر وفات کے سال آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا تھا۔

فوائد : امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے اگرچہ آخری عشرہ افضل ہے لیکن ضروری نہیں ہے اس سے پہلے بھی اعتکاف کیا جا سکتا ہے۔

كتاب البيوع

خرید وفروخت کے بیان میں

قیمت کے عوض کسی چیز کو دوسرے کی ملکیت کرنا "بیع" کہلاتا ہے دراصل انتقال ملکیت کی دو اقسام ہیں۔ اختیاری اور غیر اختیاری' غیر اختیاری انتقال ملکیت وراثت میں ہوتا ہے پھر اختیاری کی بھی دو قسمیں ہیں اگر معاوضہ کے ساتھ ہے تو بیع اور اگر معاوضہ کے بغیر ہے تو زندگی میں دیا جائے تو ہبہ' موت کے بعد انتقال ملکیت ہو تو اسے وصیت کہتے ہیں' بیع کے جواز پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

١ - باب: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تعالى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ﴾ الآية

باب ١: ارشاد باری تعالیٰ جب جمعہ کی نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ!

٩٨٤ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ: إِنِّي أَكْثَرُ الأَنْصَارِ مَالًا، فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِي، وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا، فَإِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا، [قَالَ:] فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: لَا حَاجَةَ لِي فِي

٩٨٤۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا میں تمام انصار سے زیادہ مالدار ہوں تمہیں اپنا نصف مال دیتا ہوں اور میری دونوں بیویوں کو دیکھ لو جس کو تم پسند کرو میں اسے طلاق دیتا ہوں جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لینا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا

ذٰلِكَ، هَلْ مِنْ سُوقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ؟. قَالَ: سُوقُ قَيْنُقَاعَ، [قَالَ:] فَغَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَأَتَى بِأَقِطٍ وَسَمْنٍ، ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ، فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ أَثَرُ الصُّفْرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (تَزَوَّجْتَ؟). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (وَمَنْ؟). قَالَ: امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ، قَالَ: (كَمْ سُقْتَ إِلَيْها؟). قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ). [رواه البخاري: ٢٠٤٨]

مجھ کو اس کی ضرورت نہیں یہاں کوئی بازار ہے جہاں تجارت ہوتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں قینقاع ایک بازار ہے' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ صبح کو بازار گئے اور کچھ پنیر کما کر لے آئے پھر وہ روزانہ بغرض تجارت بازار جانے لگے کچھ دن بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو ان کے لباس پر زرد خوشبو کا رنگ تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا کس سے؟ انہوں نے عرض کیا ایک انصاری خاتون سے' آپ نے فرمایا تم نے اسے کتنا مہر دیا؟ انہوں نے عرض کیا ایک گٹھلی برابر سونا دیا ہے یا یہ کہا کہ ایک سونے کی گٹھلی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے ہی ہو۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بعض صحابہ کرام پیشہ تجارت سے منسلک تھے جس سے خرید و فروخت کا جواز ملتا ہے نیز ھبہ وغیرہ سے مال حاصل کرنا صحابہ کرام کا مطمع نظر نہ تھا بلکہ انہوں نے تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔ (عون الباری:۳/۵)

٢ - باب: الحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ

باب ۲: حلال واضح ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں

٩٨٥ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ، فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشُكُّ فِيهِ

۹۸۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں جس شخص نے اس چیز کو ترک کر دیا جس میں گناہ کا شبہ ہو تو وہ اس چیز کو بدرجہ اولی چھوڑ دے گا جس کا گناہ ہونا ظاہر ہو اور جس

مِنَ الإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ، وَالمَعَاصِي حِمَى اللهِ، مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكْ أَنْ يُوَاقِعَهُ). [رواه البخاري: ٢٠٥١]

نے شبہ کی چیز پر جرات کی تو وہ جلد ہی ایسی بات میں مبتلا ہو سکتا ہے جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے گناہ گویا اللہ کی چراگاہ ہیں جو اپنے جانور چراگاہ کے ارد گرد چرائے گا جلد ہی اس کا چراگاہ میں پہنچنا ممکن ہو گا۔

فوائد: مشتبہ چیزوں سے مراد وہ ہیں جن کی حدیں حلال وحرام دونوں سے ملتی ہوں اور بعض لوگ ان کی حلت وحرمت کا فیصلہ نہ کر سکیں فی نفسہ وہ مشتبہ نہیں ہوتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بھیج کر دین کی ضروریات سے ہمیں آگاہ کر دیا ہے پرہیز گاری یہی ہے کہ انسان شکوک وشبہات والی چیزوں سے بھی الگ تھلک رہے۔ (عون الباری:٣/٦)

٣ - باب: تَفْسِيرِ المُشَبَّهَاتِ

باب ٣: شبہات کی تفسیر

٩٨٦ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ [رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ]: أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ [رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ] وَقَالَ: ابْنُ أَخِي، قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي وَٱبْنُ وَلِيدَةِ أَبِي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ابْنُ أَخِي، كَانَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ. فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَٱبْنُ وَلِيدَةِ أَبِي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ). ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الحَجَرُ). ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: (ٱحْتَجِبِي مِنْهُ يَا

٩٨٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہے تم اسے اپنے قبضہ میں لے لینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے اسے لینے کی مجھے وصیت کی تھی اس وقت عبد بن زمعہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ تو میرا بھائی ہے یعنی میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس سے پیدا ہوا ہے آخر دونوں جھگڑتے جھگڑتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے اسے لینے کی مجھے وصیت کی تھی عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی سے ہے اور اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! یہ بچہ تجھ کو ملے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ

سَوْدَةُ). لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ، فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ ٱللهَ عَزَّ وَجَلَّ. [رواه البخاري: ٢٠٥٣]

ﷺ نے فرمایا بچہ اس کا ہوتا ہے جو جائز شوہر یا مالک ہو اور زنا کار کے لئے ناکامی ہے اس کے بعد آپ نے ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جو زمعہ کی بیٹی تھیں تم اس سے پردہ کرو کیونکہ آپ نے اس لڑکے میں عتبہ کی مشابہت دیکھی چنانچہ اس لڑکے نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملا۔

فوائد: شرعی قاعدہ کے مطابق اگرچہ بچہ عبد بن زمعہ کو دلا دیا مگر قیافہ شناسی کی بناء پر شبہ تھا کہ شاید وہ عتبہ کا ہی نطفہ ہو اس شبہ کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ (عون الباری:۱۲/۳)

٤ - باب: مَنْ لَمْ يَرَ الوَسَاوِسَ وَنَحوَهَا مِنَ المُشَبَّهَاتِ

باب ۴: جن کے نزدیک وسوسہ اور اس جیسی چیزیں مشتبہ چیزوں میں داخل نہیں

٩٨٧ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ قَوْمًا قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِٱللَّحْمِ لاَ نَدْرِي: أَذَكَرُوا ٱسْمَ ٱللهِ عَلَيْهِ أَمْ لاَ؟. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (سَمُّوا ٱللهَ عَلَيْهِ وَكُلُوهُ). [رواه البخاري: ٢٠٥٧]

۹۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس آدمی گوشت لاتے ہیں لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہی ہے یا نہیں آپ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ کہو اور کھالو۔

فوائد: اس حدیث میں مشتبہ اور وسواس میں فرق کو نمایاں کیا گیا ہے یعنی مشتبہ وہ چیز ہے جس کی حلت وحرمت کے دلائل بظاہر متعارض ہوں ایسی چیز سے اجتناب کرنا پرہیزگاری ہے وسوسہ یہ ہے کہ بلاوجہ ہر چیز کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنا مثلاً ایک شخص سے مال خریدا خواہ مخواہ اس کے حرام ہونے کا گمان کرنا اس قسم کی وسوسہ اندازی شریعت میں درست نہیں ہے۔

٥ - باب: مَنْ لَمْ يُبَالِ مِن حَيْثُ كَسَبَ المَالَ

باب ۵: جس نے کچھ پرواہ نہ کی جہاں سے چاہا مال کمالیا

٩٨٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَأْتِي

۹۸۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا لوگوں

عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لاَ يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الحَلاَلِ أَمْ مِنَ الحَرَامِ). [رواه البخاري: ٢٠٥٩]

پر ایک زمانہ آئے گا جب انسان کو اس کی کچھ پرواہ نہیں رہے گی کہ مال کو حلال طریقہ سے حاصل کیا ہے یا حرام طریقہ سے؟

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فتنہ مال سے خبردار کیا ہے ہمیں چاہئے کہ اسباب معیشت کے متعلق خوب چھان بین کریں افسوس کہ فی زمانہ ہم ایسے حالات سے دوچار ہیں کہ حلال وحرام کی تمیز اٹھ گئی ہے صرف مال جمع کرنے کی دھن ہم پر سوار ہے۔

٦ - باب: التِّجَارَةُ فِي البَرِّ

باب ٦: خشکی میں تجارت کرنا

٩٨٩ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالاَ: كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَسَأَلْنَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ الصَّرْفِ؟ فَقَالَ: (إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلاَ بَأْسَ، وَإِنْ كَانَ نَسَاءً فَلاَ يَصْلُحُ). [رواه البخاري: ٢٠٦٠، ٢٠٦١]

٩٨٩۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تجارت کرتے تھے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر نقد بہ نقد ہو تو کوئی حرج نہیں اگر ادھار ہو تو جائز نہیں ہے۔

فوائد: سونے چاندی کے سکوں کا باہمی تبادلہ صرف کہلاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ چاندی کے بدلے چاندی اور سونے کے بدلے سونا اس میں دو شرطوں کا ہونا ضروری ہے یعنی دونوں کا وزن برابر ہو اور دست بدست ہوں اگر ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار ہو یا نقد کی صورت میں وزن میں کمی بیشی کی تو معاملہ حرام ہو جائے گا دوسری صورت یہ ہے کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونے کے عوض خریدنا تو اس صورت میں وزن کا برابر ہونا تو ضروری نہیں تاہم اس کا نقد بنقد ہونا ضروری ہے امام بخاری نے اس حدیث کے عموم سے خشکی میں تجارت کو جائز قرار دیا ہے۔

٧ - باب: الخُرُوجُ فِي التِّجَارَةِ

باب ٧: تجارت کے لئے سفر کرنا

٩٩٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى [الأَشْعَرِيِّ] رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى [عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ] فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَكَأَنَّهُ كَانَ مَشْغُولاً، فَرَجَعْتُ فَفَرَغَ عُمَرُ

٩٩٠۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اجازت طلب کی لیکن مجھے اجازت نہ ملی گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت کسی کام میں مصروف تھے تاہم میں واپس آ گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فارغ

فَقَالَ: أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ قَيْسٍ، ٱئْذَنُوا لَهُ. قِيلَ: قَدْ رَجَعَ، فَدَعَانِي، فَقُلْتُ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ. فَقَالَ: تَأْتِينِي عَلَى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى مَجْلِسِ الأَنْصَارِ فَسَأَلْتُهُمْ، فَقَالُوا: لاَ يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ، فَذَهَبْتُ بِأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، فَقَالَ عُمَرُ: أَخَفِيَ هٰذَا عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ؟ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ. يَعْنِي الْخُرُوجَ إِلَى التِّجَارَةِ. [رواه البخاري: ٢٠٦٢]

ہوئے تو کہنے لگے میں نے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ (ابوموسیٰ اشعری) کی آواز نہیں سنی تھی ان کو اجازت دے دو لوگوں نے کہا وہ تو واپس ہوگئے ہیں اس پر انہوں نے مجھے بلا کر پوچھا تم کیوں واپس ہوگئے تھے؟ انہوں نے کہا ہم کو یہی حکم دیا جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم اس پر کوئی گواہ پیش کرو تب میں انصار کی مجلس میں گیا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا اس بات کی شہادت تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی دے دیں گے جو ہم سب میں کم عمر ہے چنانچہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور انہوں نے شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ کا یہی حکم تھا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم مجھ سے پوشیدہ رہ گیا کیونکہ بازاروں میں خرید وفروخت اور تجارت میں مصروف رہا یعنی تجارت کی غرض سے باہر آنے جانے میں مشغول رہا۔

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حصول دنیا کی طلب انسان کو علم سے محروم کر دیتی ہے نیز تجارت کے لئے سفر کرنا بھی ثابت ہوا اور شریعت کے احکام بعض اوقات بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی پوشیدہ رہتے تھے۔ (عون الباری: ۳/۱۷)

٨ - باب: مَنْ أَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ

باب ۸: جس نے رزق میں وسعت کی خواہش کی

٩٩١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ). [رواه البخاري: ٢٠٦٧]

۹۹۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک

کرے۔

فوائد: رزق میں کشادگی سے مراد اس میں برکت کا پیدا ہو جانا اور عمر میں اضافے سے مراد جسم میں قوت وہمت کا آجانا ہے کیونکہ رزق اور عمر تو اس وقت ہی لکھ دی جاتی ہے جب انسان ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ (عون الباری:۱۸/۳)

٩ - باب: شِرَاءُ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّسِيئَةِ

باب ۹: رسول اللہ ﷺ کا ادھار خریدنا

٩٩٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَشَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيرٍ، وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، قَالَ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعًا لَهُ بِالمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لأَهْلِهِ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (مَا أَمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ صَاعُ بُرٍّ، وَلاَ صَاعُ حَبٍّ، وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ). [رواه البخاري: ٢٠٦٩]

۹۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بودار چربی لے کر گئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی اور اس سے اپنے اہل خانہ کے لئے کچھ جو لئے تھے اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آل محمد ﷺ کے پاس کبھی شام کو ایک صاع گیہوں یا کسی اور غلے کا جمع نہیں رہا حالانکہ آپ کی نو بیویاں تھیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے ایک سود خور یہودی سے قرض کا معاملہ کیا لیکن کسی مسلمان سے قرض نہیں لیا کیونکہ وہ عقیدت کی بناء پر آپ کو مفت دے دیتا لیکن آپ کو کسی کا احسان لینا پسند نہیں تھا۔ (عون الباری:۱۹/۳)

١٠ - باب: كَسْبُ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ

باب ۱۰: آدمی کا خود کمانا اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا

٩٩٣ : عَنِ المِقْدَامِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ ٱللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ). [رواه البخاري: ٢٠٧٢]

۹۹۳۔ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاک کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھایا کرتے تھے۔

فوائد: معاش کے بنیادی ذرائع تین ہیں زراعت' تجارت اور صنعت وحرفت بعض نے تجارت کو افضل کہا ہے اور بعض نے زراعت کو بہتر قرار دیا ہے بہر صورت جو کمائی انسان کے ہاتھ سے حاصل ہو

اسے حدیث میں بہتر اور پاکیزہ قرار دیا گیا ہے۔ (عون الباری:۲۲/۳)

١١ - باب: السُّهُولَةُ وَالسَّمَاحَةُ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيعِ

باب ۱۱: خرید وفروخت میں نرمی اور کشادہ دلی

٩٩٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (رَحِمَ ٱللهُ رَجُلًا، سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا ٱشْتَرَى، وَإِذَا ٱقْتَضَى). [رواه البخاري: ٢٠٧٦]

۹۹۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے' خریدتے اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور کشادہ دلی سے کام لے

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حقوق کی ادائیگی کے وقت بھی خوش دلی کا مظاہرہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ معاملات میں خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے پیش آنا چاہئے نیز تنگ دلی اور خود غرضی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۲۳/۳)

١٢ - باب: مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا

باب ۱۲: جس شخص نے مالدار کو بھی مہلت دے دی

٩٩٥ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، قَالُوا: أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟. قَالَ: كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوسِرِ، فَتَجَاوَزَ ٱللهُ عَنْهُ). [رواه البخاري: ٢٠٧٨]

۹۹۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں فرشتوں نے ایک شخص کی روح سے ملاقات کر کے پوچھا کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا میں اپنے ملازمین کو یہ حکم دیتا تھا کہ وہ تنگدست کو ادائیگی میں مہلت دیں اور مالدار سے بھی نرمی کریں تو اللہ نے بھی مجھ سے نرمی اختیار فرمائی۔

فوائد: قرضدار اگرچہ مالدار ہی کیوں نہ ہو تاہم اس پر سختی نہیں کرنا چاہئے اگر وہ مزید مہلت طلب کرے تو خوش دلی کے ساتھ اسے مہلت دے دی جائے اگرچہ مالدار کی تعریف میں بہت اختلاف ہے تاہم عرف عام کے مطابق جو بھی مالدار ہو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۲۴/۳)

١٣ - باب: إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا

باب ۱۳: جب بائع اور مشتری دونوں عیب وہنر بیان کر دیں اور ایک دوسرے کی بہتری چاہیں

٩٩٦ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ قَالَ: حَتَّى يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا). [رواه البخاري: ٢٠٧٩]

۹۹۶۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں یا یہ فرمایا کہ یہاں تک کہ علیحدہ ہوں اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب وہنر ظاہر کر دیں تو انہیں ان کی اس تجارت میں برکت دی جائے گی اور اگر جھوٹ بولیں یا عیب چھپائیں تو بیع کی برکت محو کر دی جائے گی۔

فوائد: علیحدہ ہونے سے مراد مجلس سے ادھر ادھر چلے جانا ہے خود راوی حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی تفسیر منقول (حدیث:۲۱۰۷) ہے بعض نے بات چیت ختم کر دینا مراد لیا ہے جو ظاہر کے خلاف ہے۔ (عون الباری:۳/۲۶)

١٤ - باب: بَيْعُ الخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ

باب ۱۴: کھجوروں کی مختلف اقسام کو ملا کر بیچنا

٩٩٧ : عَنْ أَبِي سَعِيد رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الجَمْعِ، وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ، وَكُنَّا نَبِيعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، وَلاَ دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ). [رواه البخاري: ٢٠٨٠]

۹۹۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر قسم کی ملی جلی کھجوریں ملا کرتی تھیں تو ہم ان کے دو صاع عمدہ کھجوروں کے ایک صاع کے عوض بیچ ڈالتے تھے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو صاع کھجور کا ایک صاع کھجور کے عوض فروخت کرنا درست نہیں اور نہ ہی دو درہم ایک درہم کے عوض فروخت کرنا جائز ہے۔

فوائد: یہ حکم تمام اشیاء خوردنی کا ہے جب ایک جنس کا باہمی سودا کیا جائے تو کمی بیشی اور ادھار جائز نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۷)

١٥ - باب: مُوكِلُ الرِّبَا

باب ۱۵: سود ادا کرنے والا

٩٩٨ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ اشْتَرَى عَبْدًا حَجَّامًا فَأَمَرَ بِمَحَاجِمِهِ فَكُسِرَتْ، قَالَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَثَمَنِ الدَّمِ، وَنَهى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُومَةِ، وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ. [رواه البخاري: ٢٠٨٦]

۹۹۸۔ حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے باپ نے ایک غلام خریدا جو پچھنے لگاتا تھا انہوں نے اس کی سنگیاں توڑ دیں میں نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا رسول اللہ ﷺ نے کتے اور خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے اور گودنے اور گدوانے والے نیز سود لینے اور دینے والے کے فعل سے بھی منع کیا اور مصور پر آپ نے لعنت فرمائی ہے۔

فوائد: جاندار چیزوں کی تصویر کشی حرام ہے تصویر خواہ عکسی ہو یا مجسم البتہ بے جان چیزوں کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً درخت' پہاڑ یا دریا وغیرہ کیونکہ جاندار کی تصویر فتنے کا باعث ہے۔ (عون الباری:۳/۲۹)

١٦ - باب: يَمْحَقُ اللهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ

باب ۱۶: ارشاد باری تعالیٰ: "اللہ تعالیٰ سود مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔"

٩٩٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (الحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ). [رواه البخاري: ٢٠٨٧]

۹۹۹۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جھوٹی قسم کھانے سے گو مال فروخت ہو جاتا ہے لیکن وہ برکت کو ختم کر دیتی ہے۔

فوائد: جس طرح جھوٹی قسم اٹھانے سے سوداگر کو خیر و برکت سے محروم کر دیا جاتا ہے اسی طرح سودی کاروبار کرنے والے کی برکت کو اٹھا لیا جاتا ہے اگرچہ بظاہر سود لینے والے کی رقم زیادہ ہو جاتی ہے لیکن نتیجہ کے لحاظ سے دنیا و آخرت میں نقصان ہوتا ہے۔ (عون الباری:۳/۳۰)

١٧ - باب: ذِكْرُ الْقَيْنِ وَالحَدَّادِ

باب ۱۷: لوہار کے پیشے کا بیان

١٠٠٠ : عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ،

۱۰۰۰۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل کے ذمہ میرا کچھ قرض تھا میں اس کے

فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: لاَ أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ. فَقُلْتُ: لاَ أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتَّى يُمِيتَكَ اللهُ ثُمَّ تُبْعَثَ. فَقَالَ: دَعْنِي حَتَّى أَمُوتَ وَأُبْعَثَ، فَسَأُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ. فَنَزَلَتْ: ﴿أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِـَٔايَٰتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا﴾. [رواه البخاري: ۲۰۹۱]

پاس اپنے قرض کا تقاضا کرنے کے لئے آیا تو اس نے کہا جب تک تو محمد ﷺ کی نبوت سے انکار نہیں کرے گا اس وقت تک تیرا قرض نہیں دوں گا میں نے کہا اگر اللہ تجھے موت دے دے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کرے تو بھی حضرت محمد ﷺ کی نبوت سے انکار نہیں کروں گا اس نے کہا پھر تو مجھے چھوڑ دے تاکہ میں مروں اور پھر زندہ کیا جاؤں کیونکہ پھر مجھے مال بھی ملے گا اور اولاد بھی پھر تمہارا قرضہ ادا کردوں گا اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔

"اے نبی! کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہونے پر مجھے مال اور اولاد ملے گی کیا اسے غائب کی اطلاع ہوگئی ہے یا اللہ سے اس نے کوئی عہد لیا ہے۔"

فوائد: اس حدیث سے مقصود لوہار اور اس کے پیشے کا تذکرہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں یہ پیشہ موجود تھا اور یہ پیشہ اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۳۲)

۱۸ - باب: ذِكْرُ الْخَيَّاطِ

باب ۱۸: درزی کا تذکرہ

۱۰۰۱ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ [قَالَ:] إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللهِ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ خُبْزًا وَمَرَقًا، فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ، قَالَ:

۱۰۰۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور تناول فرمانے کی دعوت دی میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گیا اس نے آپ کے سامنے روٹی' کدو کا شوربا اور سوکھا گوشت رکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو پیالے کے ادھر ادھر سے کدو کو ڈھونڈتے دیکھا لہٰذا میں اس دن سے کدو کو بہت پسند کرتا ہوں۔

فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ ٱلدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

[رواه البخاري: ٢٠٩٢]

فوائد: رسول اللہ ﷺ کو گوشت میں پکا ہوا کدو بہت مرغوب تھا ویسے یہ ایک عمدہ ترکاری ہے اور طبی لحاظ سے بھی بہت فائدہ مند ہے۔ بخار' خفقان' قبض اور بواسیر کے لئے مفید ہے نیز مانع خشکی وحرارت ہے۔

١٩ - باب: شِراءُ الدَّوَابِّ وَالحَمِيرِ

باب ١٩: جانوروں اور گدھوں کی خرید وفروخت

١٠٠٢ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ، فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا، فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: (جَابِرٌ؟). فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (مَا شَأْنُكَ؟). قُلْتُ: أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ، فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ، ثُمَّ قَالَ: (ٱرْكَبْ). فَرَكِبْتُ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، قَالَ: (تَزَوَّجْتَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟). قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا، قَالَ: (أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟). قُلْتُ: إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ ٱمْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ، فَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: (أَمَّا إِنَّكَ قَادِمٌ، فَإِذَا قَدِمْتَ فَٱلْكَيْسَ ٱلْكَيْسَ). ثُمَّ قَالَ: (أَتَبِيعُ جَمَلَكَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، فَٱشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَّةٍ، ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ

١٠٠٢۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں کسی جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا میرے اونٹ نے چلنے میں سستی کی اور تھک گیا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا: حاضر ہوں فرمایا: کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: میرا اونٹ چلنے میں سستی کرتا ہے اور تھک بھی گیا ہے اس لئے پیچھے رہ گیا ہوں پھر آپ اترے اور اسے اپنی لاٹھی سے مار کر فرمایا: اب سوار ہو جاؤ! چنانچہ میں سوار ہو گیا پھر تو اونٹ ایسا تیز ہو گیا کہ میں اسے رسول اللہ ﷺ کے برابر ہونے سے روکتا تھا پھر آپ نے پوچھا: کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں' آپ نے فرمایا: دوشیزہ سے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے عرض کیا بیوہ سے' آپ نے فرمایا: نو عمر سے کیوں نہیں کیا؟ تم اس سے دل لگی کرتے وہ تم سے خوش طبعی سے پیش آتی میں نے عرض کیا کہ میری بہت سی بہنیں ہیں اس لئے میں نے ایک ایسی عوت سے نکاح کرنا چاہا جو ان کو اکٹھا کرے' ان کے کنگھی کرے اور ان کی خبر گیری بھی

قَبْلِي، وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ، فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، قَالَ: (الآنَ قَدِمْتَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (فَدَعْ جَمَلَكَ، وَادْخُلْ، فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ). فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ، فَأَمَرَ بِلاَلًا أَنْ يَزِنَ لِي أُوقِيَّةً، فَوَزَنَ لِي بِلاَلٌ فَأَرْجَحَ فِي الْمِيزَانِ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ، فَقَالَ: (ادْعُ لِي جَابِرًا). فَقُلْتُ: الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ، قَالَ: (خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ). [رواه البخاري: ٢٠٩٧]

کرتی رہے آپ نے فرمایا اچھا اب تم جا رہے ہو جب اپنے گھر پہنچو تو عقل واحتیاط سے کام لینا پھر فرمایا کیا تم اپنا اونٹ بیچتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے ایک اوقیہ کے عوض مجھ سے خرید لیا پھر آپ مجھ سے پہلے مدینہ پہنچ گئے اور میں صبح کو پہنچا ہم لوگ مسجد کی طرف گئے تو آپ کو میں نے مسجد کے دروازے پر پایا آپ نے پوچھا کیا تم ابھی آرہے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا: تم اپنا اونٹ یہیں چھوڑ کر مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو چنانچہ میں نے مسجد کے اندر دو رکعت نماز پڑھی آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مجھے ایک اوقیہ چاندی دے چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے جھکاؤ کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی مجھے تول دی پھر میں واپس گیا اور جب میں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے فرمایا کہ جابر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ میں نے دل میں سوچا کہ اب میرا اونٹ مجھے واپس کردیا جائے گا اور مجھے یہ بات بہت ہی ناپسند تھی آپ نے فرمایا: تم اونٹ بھی لے لو اور اس کی قیمت بھی لے جاؤ۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور اس کے خدمت گار بھی ہوں اسے اپنی ضروریات خود خریدنے میں عار نہیں ہونی چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہی باعث خیر وبرکت ہے۔ (عون الباری:۳/۳۸)

٢٠ - باب: شِرَاءُ الإِبِلِ الْهِيمِ

باب ۲۰: پیاس کی بیماری میں مبتلا اونٹوں کی خرید و فروخت

١٠٠٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ ٱشْتَرَى إِبِلًا هِيمًا مِنْ رَجُلٍ وَلَهُ فِيهَا شَرِيكٌ، فَجَاءَ شَرِيكُهُ

۱۰۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص سے پیاس کی بیماری میں مبتلا اونٹ خرید لئے' اس آدمی کا ایک شریک تھا وہ حضرت

إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ شَرِيكِي بَاعَكَ إِبِلًا هِيمًا وَلَمْ يَعْرِفْكَ. قَالَ: فَاسْتَقْهَا، [قَالَ:] فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَاقُهَا، قَالَ: دَعْهَا، رَضِينَا بِقَضَاءِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ: (لاَ عَدْوَى). [رواه البخاري: ٢٠٩٩]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے شریک نے آپ کو پیٹ کی بیماری میں مبتلا اونٹ بیچ دیئے ہیں وہ آپ کو جانتا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا اونٹ ہانک کر لے جاؤ۔ جب وہ ہانکنے لگا تو فرمایا انہیں چھوڑ دو ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہیں کہ ایک کا مرض دوسرے کو نہیں لگتا۔

فوائد: اس حدیث سے عیب دار چیز کی خرید و فروخت کا ثبوت ملتا ہے بشرطیکہ بیچنے والا اس کی وضاحت کر دے اور لینے والا اسے قبول کرے اگر وضاحت معاملہ طے کرنے کے بعد کی جائے تو لینے والے کو اختیار ہے اسے لے یا واپس کر دے۔ (عون الباری:۴۰/۳)

٢١ - باب: ذِكْرُ الحَجَّام

باب ۲۱: سنگی لگانے والے کا تذکرہ

١٠٠٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا مِنْ خَرَاجِهِ. [رواه البخاري: ٢١٠٢]

۱۰۰۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سنگی لگائی' آپ نے اسے ایک صاع کھجوریں دینے کا حکم دیا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کریں۔

فوائد: ثابت ہوا کہ سنگی لگانے کا کاروبار جائز ہے اور اس کی اجرت لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے اگرچہ اس کام سے عام انسان کو گھن آتی ہے تاہم اسکے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (عون الباری:۴۱/۳)

١٠٠٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ٱحْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَعْطَى الَّذِي حَجَمَهُ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُعْطِهِ. [رواه البخاري: ٢١٠٣]

۱۰۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سنگی لگوائی اور لگانے والے کو اجرت دی اگر یہ مزدوری حرام ہوتی تو آپ نہ دیتے۔

٢٢ - باب: التِّجَارَةُ فِيما يُكْرَهُ كَسْبُهُ

باب ۲۲: باب ایسی چیزوں کی تجارت جن کی کمائی درست نہیں

١٠٠٦ : عَنْ عَائِشَةَ [أُمِّ المُؤْمِنِينَ] رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا ٱشْتَرَتْ نُمْرُقَةً

۱۰۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ایک ایسا تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں۔

فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، قَالَتْ: فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهَةَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَتُوبُ إِلَى ٱللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ [ﷺ]، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟). قُلْتُ: ٱشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ، فَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ). وَقَالَ: (إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لاَ تَدْخُلُهُ المَلاَئِكَةُ). [رواه البخاري: ٢١٠٥]

جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اندر تشریف نہ لائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرتی ہوں مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے یہ آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر ٹیک لگا کر بیٹھیں' آپ نے فرمایا یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا جو صورتیں تم نے بنائی تھیں ان کو زندہ کرو اور آپ نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں' اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

فوائد: فوٹوگرافی ہر قسم کی حرام ہے خواہ عکسی ہو یا مجسم' دیوار پر بنائی جائے یا کپڑے پر نقش ہو یہ وعید صرف بنانے والے کے لئے نہیں بلکہ استعمال کرنے والے کو بھی شامل ہے۔ (عون الباری:۳/۴۴)

٢٣ - باب: إِذَا اشْتَرَى شَيْئاً فَوَهَبَ مِن سَاعَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا

باب ۲۳: جب کوئی شخص کسی چیز کو خریدے اور بائع مشتری کے جدا جدا ہونے سے پہلے اسی وقت کسی کو ہبہ کردے

١٠٠٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ، فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ، فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ، فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ: (بِعْنِيهِ). فَقَالَ: هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ رسول الله

۱۰۰۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا وہ اونٹ میرے قابو نہ آتا تھا اور سب سے آگے بڑھ جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ڈانٹ کر پیچھے کر دیتے مگر وہ پھر آگے ہو جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر اسے ڈانٹ کر پیچھے کر دیتے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اسے

ﷺ: (بِعْنِيهِ). فَبَاعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ). [رواه البخاري: ٢١١٥]

میرے ہاتھ فروخت کردو انہوں نے عرض کیا وہ آپ ہی کا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تم اسے میرے ہاتھ فروخت کردو چنانچہ انہوں نے وہ اونٹ رسول اللہ ﷺ کو فروخت کردیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ! یہ اونٹ تمہارا ہی ہے اس کو جو چاہو کرو۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر خریدار نے سودا طے کرتے وقت ہی خریدی ہوئی چیز میں تصرف کیا اور بیچنے والا اس پر معترض نہیں ہوا تو اس کے خاموش رہنے سے خیار مجلس ختم ہو جاتا ہے۔

(عون الباری:۳/۴۵)

٢٤ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ الخِدَاعِ فِي البَيْعِ

باب ۲۴: خرید وفروخت میں فریب کاری اور دھوکہ دہی ناجائز ہے

١٠٠٨ : وعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ، فَقَالَ: (إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ). [رواه البخاري: ٢١١٧]

۱۰۰۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس کے ساتھ اکثر خرید وفروخت میں دھوکہ وفریب کیا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ خریدتے بیچتے وقت کہہ دیا کرو کہ دھوکہ فریب کا کوئی کام نہیں؟

فوائد: بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلقین کردہ الفاظ کے استعمال پر اسے تین دن تک اختیار رہتا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے سے خریدار کو بیع فسخ کرنے کا اختیار مل جاتا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۹)

٢٥ - باب: مَا ذُكِرَ فِي الأَسْوَاقِ

باب ۲۵: بازاروں کی نسبت کیا کہا گیا ہے؟

١٠٠٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ). قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ، وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؟.

۱۰۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کے ارادہ سے آئے گا جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا تو وہاں سب اول سے آخر تک زمین میں دھنس جائیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! سب لوگ کس طرح دھنس جائیں گے؟ حالانکہ ان میں بازاری لوگ اور

قَالَ: (يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ). [رواه البخاري: ۲۱۱۸]

غیر جنگی آدمی ہوں گے آپ نے فرمایا سب لوگ دھنس جائیں گے مگر ان کا حشر ان کی نیت کے مطابق ہو گا۔

فوائد: اس باب کا مقصد یہ ہے کہ ایک حدیث کے مطابق بازار اگرچہ زمین کا برا خطہ ہیں کیونکہ ان میں شور وغل اور بلاوجہ گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے تاہم اشراف وفضلاء کے وہاں جانے اور کاروبار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل شر اور فتنہ پرور لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھنا خود اپنی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

۱۰۱۰ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (سَمُّوا بِاسْمِي، وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي). [رواه البخاري: ۲۱۲۰]

۱۰۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بازار گئے تو ایک شخص نے پکارا اے ابوالقاسم! آپ نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا میں نے فلاں شخص کو پکارا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام تو رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھا کرو۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بازار بقیع میں تھا نیز اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا بازار جانا ثابت ہوا جو شان رسالت اور منصب امامت کے خلاف نہیں ہے جیسا کہ کافر رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کرتے تھے۔

۱۰۱۱ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [الدَّوْسِيِّ]، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ، لاَ يُكَلِّمُنِي وَلاَ أُكَلِّمُهُ، حَتَّى أَتَى سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ رضي الله عنها، فَقَالَ: (أَثَمَّ لُكَعُ، أَثَمَّ لُكَعُ؟). فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ، فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ، وَقَالَ: (اللَّهُمَّ أَحْبِبْهُ وَأَحِبَّ

۱۰۱۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دن کے وقت ایک طرف نکلے مگر نہ آپ مجھ سے باتیں کرتے اور نہ میں آپ سے کوئی بات کرتا تھا حتی کہ آپ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچ گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے صحن میں بیٹھ گئے اور فرمایا کیا یہاں کوئی بچہ ہے؟ کیا ادھر کوئی ننھا ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے کچھ دیر روکے رکھا میں نے خیال کیا کہ وہ انہیں ہار وغیرہ پہنا رہی ہیں یا اسے نہلا رہی ہیں پھر وہ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے

مَنْ يُحِبُّهُ). [رواه البخاري: ٢١٢٢]

رسول اللہ ﷺ نے اسے گلے لگایا اور اس سے پیار کیا پھر فرمایا اے اللہ! تو اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔

فوائد: مسلم کی روایت میں وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بازار بنو قینقاع سے واپس آئے پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے یہ وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ بازار بنو قینقاع میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر نہیں تھا۔

١٠١٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْتَرُونَ طَعَاماً مِنَ الرُّكْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَبِيعُوهُ حَيْثُ ٱشْتَرَوْهُ، حَتَّى يَنْقُلُوه حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُبَاعَ الطَّعَامُ إِذَا ٱشْتَرَاهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ. [رواه البخاري: ٢١٢٣، ٢١٢٤]

١٠١٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ اہل قافلہ سے غلہ خرید لیتے آپ کسی ایسے شخص کو ان کے پاس بھیج دیتے جو ان کو خریداری کی جگہ غلہ بیچنے سے منع کرتا یہاں تک کہ اسے منڈی میں پہنچا دیں جہاں فروخت ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا کہ غلہ جس وقت خریدا جائے اسی وقت وہیں فروخت کر دیا جائے یہاں تک کہ اس پر پورا پورا قبضہ نہ کر لیا جائے۔

فوائد: اس حدیث میں اگرچہ بازار کی صراحت نہیں ہے لیکن اکثر طور پر غلہ وغیرہ بازار اور منڈی میں ہی فروخت ہوتا ہے اس لئے بازار جانے کا جواز ثابت ہوا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خریدی ہوئی چیز کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا درست نہیں ہے۔

٢٦ - باب: كَرَاهِيَةُ السَّخَبِ فِي السُّوقِ

باب ٢٦: بازار میں شور و غل کرنا مکروہ ہے

١٠١٣ : عَنْ عَبْدِٱللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صِفَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي التَّوْرَاةِ، قَالَ: أَجَلْ، وَٱللهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ

١٠١٣۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے وہ اوصاف پوچھے گئے جو تورات میں ہیں انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! آپ کی بعض صفات تورات میں وہی ہیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں (تورات میں اس قسم کا مضمون ہے) اے نبی ﷺ! ہم نے

شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾. وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَّابٍ فِي الأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ ٱللّٰهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ، بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللّٰهُ، وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا. [رواه البخاري: ٢١٢٥]

آپ کو گواہی دینے والا' خوشخبری سنانے والے' ڈرانے والا اور امیوں کی نگہبانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے نہ تو بد خلق ہے اور نہ سنگدل اور نہ بازاروں میں شوروغل کرنے والا ہے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتا ہے لیکن درگزر اور مہربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک ہرگز موت نہیں دے گا جب تک کہ اس کے ذریعے ایک کجرو قوم کو سیدھا نہ کردے بایں طور کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں اور اس کے ذریعے نابینا آنکھیں بینا ہو جائیں اور بہرے کان کھول دیئے جائیں اور بستہ دل آگاہ کئے جائیں۔

فوائد : اس سے بازاری لوگوں کی مذمت بھی ثابت ہوتی ہے جو بازار میں اپنی چیز کی تعریف اور دوسروں کی برائی کرتے ہیں' جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں غالبا انہی مذموم اوصاف کی بناء پر بازاروں کو بدترین خطہ قرار دیا گیا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۷)

٢٧ - باب: الْكَيْلُ عَلَى الْبَائِعِ وَالمُعطِي

باب ۲۷: ناپ تول کرنا بیچنے والے اور دینے والے کے ذمہ ہے

١٠١٤ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ ٱللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ [رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ] وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَٱسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ، فَطَلَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوا، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: (ٱذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا، الْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ، وَعَذْقَ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ، ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ). فَفَعَلْتُ، ثُمَّ

۱۰۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی تو ان پر کچھ قرض تھا لہٰذا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرائی کہ قرض خواہ کچھ معاف کردیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے اس کے لئے سفارش کی لیکن انہوں نے منظور نہ کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اپنی کھجوروں کو چھانٹ کر ہر قسم علیحدہ علیحدہ کرلو عجوہ اور عذق زید الگ کرکے مجھے اطلاع دینا

أَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَجَلَسَ عَلَى أَعْلَاهُ أَوْ فِي وَسَطِهِ، ثُمَّ قَالَ: (كِلْ لِلْقَوْمِ). فَكِلْتُهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِي كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ. [رواه البخاري: ٢١٢٧]

چنانچہ میں نے یہی کیا اور رسول اللہ ﷺ کو بلوا بھیجا آپ تشریف لائے اور کھجوروں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھ گئے اور مجھے فرمایا کہ قرض خواہوں کو ناپ ناپ کر دو میں نے ناپ کر سب کے حصے پورے کر دیئے پھر بھی اس قدر کھجوریں باقی رہیں جیسے ان سے کچھ بھی کم نہ ہوا ہو۔

فوائد: حضرت جابر رضی اللہ عنہ چونکہ قرض اتارنے کے لئے کھجوریں دے رہے تھے اس لئے ناپ تول انہی کی ذمہ داری تھی اس سے معلوم ہوا کہ دینے والا خواہ بیچنے والا ہو یا قرض اتارنے والا ناپ تول اس کے ذمہ ہے۔ (عون الباری:۳/۶۰)

٢٨ - باب: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

باب ۲۸: غلے وغیرہ کا ناپنا مستحب ہے

١٠١٥ : عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يكَرِبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ). [رواه البخاري: ٢١٢٨]

۱۰۱۵۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا غلہ ناپ کر لیا کرو اس سے تمہیں برکت حاصل ہوگی۔

فوائد: یہ حکم اس وقت ہے جب غلہ خریدا جائے اور اپنے گھر لایا جائے لیکن خرچ کرتے وقت وزن کرتے رہنا اس کی برکت کو ختم کرنے کے مترادف ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے پاس کچھ جو تھے جنہیں میں ایک مدت تک استعمال کرتی رہی آخر میں نے ایک دن ان کا وزن کیا تو وہ ختم ہو گئے۔ (عون الباری:۳/۶۱)

٢٩ - باب: بَرَكَةُ صَاعِ النَّبِيِّ ﷺ وَمُدِّهِ

باب ۲۹: رسول اللہ ﷺ کا صاع اور مد بابرکت ہے

١٠١٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا، وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، وَدَعَوْتُ لَهَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيمُ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] لِمَكَّةَ). [رواه البخاري:

۱۰۱۶۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس طرح مکہ کو حرم قرار دیا اور اس کے لئے دعا فرمائی اسی طرح میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور میں نے مدینہ کے مد اور صاع میں برکت کی دعا کی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا کی تھی۔

[۲۱۲۹

فوائد: اس باب کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ حدیث میں جو غلہ کی خیر وبرکت کا ذکر ہے وہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اسے اہل مدینہ کے مد اور صاع سے ناپ تول کیا جائے۔ (عون الباری: ۳/۹۲)

نوٹ: ایک صاع حجازی میں ۱/۳ ۵ رطل ہوتے ہیں مختلف فقہاء کی تصریح کے مطابق ایک رطل نوے مثقال کا ہوتا ہے اس حساب کے مطابق ایک صاع کے ۴۸۰ مثقال ہوئے ایک مثقال ۱/۲ ۴ ماشہ کا ہوتا ہے اس طرح ۴۸۰ مثقال کے دوہزار ایک سو ساٹھ (۲۱۶۰) ماشے ہوئے چونکہ ایک تولہ میں بارہ ماشے ہوتے ہیں لہٰذا بارہ پر تقسیم کرنے سے ایک صاع حجازی کا وزن ایک سو اسی (۱۸۰) تولہ بنتا ہے جدید اعشاری نظام کے مطابق تین تولہ کے پینتیس (۳۵) گرام ہوتے ہیں اسی حساب سے ایک سو اسی تولہ وزن کے دو ہزار ایک سو (۲۱۰۰) گرام بنتے ہیں یعنی صاع حجازی کا وزن دو کلو سو گرام ہے پرانے وزن کے مطابق دو سیر چار چھٹانک ہے بعض حضرات کے نزدیک صاع حجازی کا وزن دو سیر دس چھٹانک تین تولہ چار ماشہ تقریباً پونے تین سیر رائج الوقت تقریباً اڑھائی کلو ہے واللہ اعلم

٣٠ - باب: مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالحُكْرَةِ

باب ۳۰: غلہ بیچنے اور اس کے ذخیرہ کرنے کے متعلق کیا بیان کیا جاتا ہے

١٠١٧ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً، يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ. [رواه البخاري: ٢١٣١]

۱۰۱۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جو لوگ تخمینے سے غلہ بیچتے تھے انہیں میں نے پٹتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ وہ اس پر قبضہ کرکے اپنے گھروں میں لے آئیں پھر فروخت کریں۔

فوائد: احتکار' ذخیرہ اندوزی کو کہتے ہیں یہ اس وقت منع ہے جب لوگوں کو غلے کی ضرورت ہو تو مزید مہنگائی کے انتظار میں اسے مارکیٹ میں نہ لایا جائے اگر مارکیٹ میں غلہ دستیاب ہے تو ذخیرہ اندوزی منع نہیں ہے۔ مسلم میں ہے کہ ذخیرہ اندوزی وہی کرتا ہے جو خطاکار ہوتا ہے امام بخاری کا رجحان احتکار کے جواز کی طرف معلوم ہوتا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ خریدی ہوئی چیز پر قبضہ کئے بغیر اسے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

١٠١٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ. قِيلَ لابْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ ذَاكَ؟. قَالَ:

۱۰۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص غلہ کو اس پر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا ایسا کیوں ہے؟

ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ، وَالطَّعَامُ مُرْجَأٌ. [رواه البخاري: ٢١٣٢]

انہوں نے فرمایا یہ تو ایسا ہی ہے جیسے روپیہ، روپیہ کے بدلے فروخت کیا جائے اور غلہ ادھار گویا ایک شخص نے غلہ خریدا جو موجود نہ تھا (کیونکہ تکمیل ملک بغیر قبضہ کے نہیں ہوتی)

فوائد: اس کی صورت یوں ہوگی کہ ایک آدمی نے کوئی چیز بیس روپے میں خریدی اور رقم ادا کر دی لیکن چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے مالک کو ہی تیس روپے میں فروخت کر دی اب گویا بیس روپے کو تیس روپے کے عوض دیا ہے جو صراحتاً سود ہے اور اس چیز کو تو درمیان میں بطور بہانہ اور حیلہ استعمال کیا گیا ہے۔ (عون الباری:۳/۶۴)

١٠١٩ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ٱلذَّهَبُ بِٱلذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّاهاء وَهَاء وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ). [رواه البخاري: ٢١٣٤]

١٠١٩۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سونا سونے کے عوض فروخت کرنا سود ہے مگر جبکہ دست بدست ہو تو درست ہے اور گیہوں کے عوض گیہوں فروخت کرنا سود ہے لیکن دست بدست ہو تو جائز ہے اس طرح کھجوروں کے عوض کھجوریں اور جو کے عوض جو فروخت کرنا سود ہے لیکن دست بدست ہو تو جائز ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ بدلین پر طرفین سے قبضہ ضروری ہے بصورت دیگر سود کا اطلاق ہو گا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو اور گندم دو الگ الگ اجناس ہیں۔ (عون الباری:۳/۶۵)

٣١ - باب: «لا يَبِعْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ ولا يَسُمْ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ حَتَّى يَأْذَنَ لَهُ أَوْ يَتْرُكَ»

باب ۳۱: کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ ہی اس کی قیمت پر قیمت لگائے یہاں تک کہ وہ اجازت دے یا اسے چھوڑ دے

١٠٢٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ،

١٠٢٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی مقامی کسی بیرونی کے لئے فروخت کرے اور نہ کوئی دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھائے اور نہ ہی کوئی

وَلاَ يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلاَ تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِي إِنَائِهَا). [رواه البخاري: ٢١٤٠]

شخص ایک بھائی کی بیع پر بیع کرے اور نہ ہی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے اور نہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کی خواہش کرے اس نیت سے کہ اس کے منہ کا نوالہ اس کے منہ میں پڑ جائے۔

فوائد: کوئی مقامی کسی باہر سے آنے والے کے لئے فروخت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دیہاتی لوگ جو اپنی اشیاء اہل شہر سے سستے داموں فروخت کر جاتے ہیں ان سے کوئی شہری کہے کہ تم اسے فروخت نہ کرو بلکہ میرے پاس رکھ جاؤ میں مہنگے دام اسے فروخت کروں گا ایسا کرنا منع ہے کہ اس سے شہر والوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ (عون الباری:۳/۶۷)

٣٢ - باب: بَيْعُ الْمُزَايَدَةِ

باب ۳۲: نیلامی کی بیع کا بیان

١٠٢١ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلاَمًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَٱحْتَاجَ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي؟). فَٱشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بِكَذَا وَكَذَا، فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ. [رواه البخاري: ٢١٤١]

۱۰۲۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے غلام کو اپنے مرنے کے بعد آزادی کا اختیار سونپ دیا مگر وہ شخص کچھ مدت کے بعد محتاج ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے غلام کو پکڑ کر فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے؟ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کسی قدر مال کے عوض خرید لیا پھر آپ نے وہ قیمت اس کے مالک کو دے دی۔

فوائد: نیلامی اگر قیمت بڑھانے کے لئے کی جائے تو منع ہے اگر خریدنے کے لئے ہو تو درست ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس غلام کو نیلامی کے طور پر حاضرین کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ اسے کون خریدتا ہے؟ (عون الباری:۳/۶۹)

٣٣ - باب: بَيْعُ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ

باب ۳۳: دھوکے اور حبل الحبلہ کی بیع

١٠٢٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ، وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ: كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ، ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا.

۱۰۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حبل الحبلہ کی بیع سے منع فرمایا یہ ایک ایسی بیع تھی جو زمانہ جاہلیت میں کی جاتی تھی بایں صورت کہ ایک شخص اونٹنی اس وعدہ پر خریدتا کہ جب وہ بچہ جنے پھر وہ بڑی ہو کر بچہ جنے تب اس کی قیمت ادا کروں گا۔

[رواه البخاري: ٢١٤٣]

فوائد: دھوکے کی بیع یہ ہے کہ ایک پرندہ ہوا میں اڑ رہا ہے یا کوئی مچھلی دریا میں جا رہی ہے اسے پکڑنے سے پہلے ہی خرید وفروخت کرنا مذکورہ حدیث میں جس بیع کا ذکر ہے اس میں بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے ممکن ہے کہ اونٹنی یا اس کا بچہ آگے جنے یا نہ جنے۔

٣٤ - باب: النَّهْيُ لِلْبَائِعِ أَنْ لاَ يُحفِّلَ الإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ

باب ٣٤: بائع کو جائز نہیں کہ وہ (کسی کو دھوکہ دینے کے لئے) اونٹ' گائے اور بکری کے تھنوں میں دودھ جمع کرے

١٠٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنِ ٱشْتَرَى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَٱحْتَلَبَهَا، فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ). [رواه البخاري: ٢١٥١]

١٠٢٣۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی دودھ بستہ بکری کو خریدے تو اس کا دودھ دوہنے کے بعد اگر وہ اسے پسند ہو تو رکھ لے اگر پسند نہ ہو تو اس کے دودھ کے عوض صاع بھر کھجوریں دے دے (اور اسے واپس کردے)

فوائد: دودھ بستہ جانور کو واپس کرنے کی صورت میں مشتری کو چاہئے کہ دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور بھی جانور کے ساتھ واپس کرے احناف نے اس حدیث کو خلاف قیاس سمجھتے ہوئے قابل عمل نہیں سمجھا نیز یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غیر فقیہ تھے لہٰذا ان سے مروی روایت خلاف قیاس ہونے کی صورت میں قابل قبول نہیں حالانکہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حکم نقل کیا ہے جو واجب تعمیل ہے۔

٣٥ - باب: بَيْعُ الْعَبْدِ الزَّانِي

باب ٣٥: زنا کار غلام کی بیع

١٠٢٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلاَ يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلاَ يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ). [رواه البخاري: ٢١٥٢]

١٠٢٤۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا ظاہر ہوجائے تو اس کا مالک اسے کوڑے لگائے صرف ڈانٹنے پر اکتفا نہ کرے اگر پھر زنا کرے تو پھر اسے کوڑے لگائے زجر و تنبیہ پر اکتفا نہ کرے اور اگر تیسری مرتبہ زنا کرے تو اس کو فروخت کردے خواہ بالوں کی رسی ہی کے عوض ہو

فوائد: زناکاری بھی ایک عیب ہے خریدار اس عیب کے مطلع ہونے پر اس غلام یا لونڈی کو واپس کر سکتا ہے اگرچہ حدیث میں لونڈی کا ذکر ہے لیکن غلام کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے احناف لونڈی کے متعلق یہ قاعدہ درست کہتے ہیں لیکن غلام کے متعلق اس کو نہیں مانتے۔ (عون الباری:۳/۷۶)

٣٦ - باب: هَل يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ؟ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ؟

باب ۳۶: کیا شہری کسی دیہاتی کے لئے بلا معاوضہ بیع کر سکتا ہے؟ کیا وہ اس کی مدد اور خیر خواہی کر سکتا ہے

١٠٢٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ، وَلاَ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ). فَقِيل لابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ: (لاَ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ). قَالَ: لاَ يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا. [رواه البخاري: ٢١٥٨]

۱۰۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلہ لے کر آنے والے قافلہ سواروں سے ملنے کے لئے پیش قدمی نہ کرو اور کوئی مقامی کسی بیرونی کے لئے بیع نہ کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا اس کا مطلب کیا ہے کہ کوئی مقامی کسی بیرونی کے لئے بیع نہ کرے؟ انہوں نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دلال نہ بنے۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر شہری باہر سے آنے والے کا سامان تعاون اور خیر خواہی کے طور پر فروخت کرتا ہے تو ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ دوسری احادیث میں مسلمان کی خیر خواہی اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم ہے۔ (عون الباری:۳/۷۸)

٣٧ - باب: النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ

باب ۳۷: شہر سے باہر اہل قافلہ سے خرید و فروخت کی خاطر ملاقات منع ہے

١٠٢٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلاَ تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوقِ). [رواه البخاري: ٢١٦٥]

۱۰۲۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے کوئی شخص دوسرے شخص کی بیع پر بیع نہ کرے اور جو مال باہر سے آ رہا ہو اس کے مالک کو نہ ملو حتیٰ کہ وہ بازار میں پہنچ جائے۔

فوائد: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شہری بیوپاری بیرونی قافلوں سے غلہ کی رسد کو شہر سے دور باہر نکل کر خرید لیتے ہیں اور منڈی میں اسے مہنگے دام فروخت کرتے ہیں امام بخاری کے نزدیک ایسی بیع حرام ہے بعض محدثین کے نزدیک یہ بیع صحیح ہے البتہ مالک کو اختیار ہے کہ منڈی کا بھاؤ معلوم ہونے

کے بعد اگر چاہے تو اسے قائم رکھے یا فسخ کر دے۔ (عون الباری:۸۱/۳)

٣٨ - باب: بَيْعُ الزَّبِيبِ بِالزَّبِيبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ

باب ۳۸: کشمش کا کشمش کے عوض اور غلے کا غلے کے عوض خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

١٠٢٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ نَهى عَنِ المُزَابَنَةِ.

وَالمُزَابَنَةُ: بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا، وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا.

[رواه البخاري: ٢١٧١]

۱۰۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت کی تازہ کھجور کو خشک کھجور کے عوض ماپ کر بیچا جائے اسی طرح بیل کے انگوروں کو کشمش کے عوض ناپ کر فروخت کیا جائے۔

فوائد: وہ کھجور جو ابھی درختوں سے نہ اتاری گئی ہو اسی طرح وہ انگور جو ابھی بیلوں پر ہیں ان کا اندازہ کر کے خشک کھجوروں یا منقہ کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے ایک فریق کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ (ابو محمد)

٣٩ - باب: بَيْعُ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ

باب ۳۹: جو کو جو کے عوض فروخت کرنا

١٠٢٨ : عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ ٱلْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ، قَالَ: فَدَعَانِي طَلْحَةُ ٱبْنُ عُبَيْدِ ٱللَّهِ، فَتَرَاوَضْنَا حَتَّى ٱصْطَرَفَ مِنِّي، فَأَخَذَ ٱلذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ: حَتَّى يَأْتِيَ خَازِنِي مِنَ الغَابَةِ، وَعُمَرُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ يَسْمَعُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: وَٱللَّهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ، قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (الذَّهَبُ بِٱلذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ..) وَذَكَرَ باقي الحَدِيث وقَدْ تَقَدَّم [رواه البخاري: ٢١٣٤].

۱۰۲۸۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے سو دینار کے عوض بیع صرف (ریزگاری) کی ضرورت ہوئی تو مجھے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بلایا ہم آپس میں نرخ کے متعلق گفتگو کرنے لگے بالآخر انہوں نے مجھ سے بیع صرف کر لی انہوں نے سونا لیا اور ہاتھ میں الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا پھر کہا اس قدر انتظار کرو کہ میرا خزانچی مقام غابہ سے آجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یہ گفتگو سن رہے تھے انہوں نے فرمایا (مالک بن اوس رضی اللہ عنہ) تمہیں اللہ کی قسم! جب تک وصولی نہ کر لو اس سے جدا نہ ہونا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سونا سونے کے عوض فروخت

کرنا رہا ہے جب تک دست بدست نہ ہو باقی حدیث (۱۰۱۹) پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں "جو کے بدلے جو اور کھجور کے بدلے کھجور بیچنا بھی سود ہے مگر اس صورت میں کہ نقد بنقد ہو۔

٤٠ - باب: بَيْعُ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

باب ۴۰: سونے کے عوض سونا فروخت کرنا کیسا ہے؟

١٠٢٩ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، والفِضَّةَ بِالفِضَّةِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ، كَيْفَ شِئْتُمْ). [رواه البخاري: ٢١٧٥]

۱۰۲۹۔ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض کمی بیشی سے مت فروخت کرو البتہ سونا سونے کے برابر چاندی چاندی کے برابر فروخت کرو ہاں سونے کے عوض چاندی اور چاندی کے عوض سونا جس طرح چاہو فروخت کر سکتے ہو۔

فوائد: اگر اجناس مختلف ہوں مثلاً ایک طرف سے سونا اور دوسری طرف سے چاندی تو اس میں کمی بیشی تو کی جا سکتی ہے البتہ دونوں طرف سے نقد ہونا ضروری ہے ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار درست نہیں۔ (عون الباری:۳/۸۵)

٤١ - باب: بَيْعُ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

باب ۴۱: چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کرنا

١٠٣٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلاَ تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلاَ تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلاَ تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلاَ تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ). [رواه البخاري: ٢١٧٧]

۱۰۳۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے عوض مت فروخت کرو مگر برابر برابر یعنی ایک دوسرے سے کم زیادہ کرکے فروخت نہ کرو اور چاندی کے عوض چاندی کو فروخت نہ کرو مگر برابر برابر یعنی ایک دوسرے سے کمی بیشی کرکے مت بیچو اور غائب چیز کو حاضر کے عوض نہ فروخت کرو یعنی ایک طرف سے نقد اور دوسری

طرف سے ادھار پر۔

فوائد: ایک شخص نے کسی سے درہم لینے ہیں اور کسی اور نے اس سے دینار لینے ہیں یہ دونوں آپس میں درہم ودینار کی خرید وفروخت نہیں کر سکتے کیونکہ جب ایک طرف سے ادھار اور دوسری طرف نقد کی خرید وفروخت جائز نہیں تو دونوں طرف سے ادھار کی بیع کیسے ہو سکتی ہے۔ (عون الباری:۳/۸۶)

٤٢ - باب: بَيْعُ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نَسَاءً

باب ۴۲: دینار کو دینار کے عوض ادھار بیچنا

١٠٣١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، فَقِيلَ لَهُ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُولُهُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ لِابْنِ عَبَّاسٍ: سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ ٱللهِ تَعَالَى؟. قَالَ: كُلُّ ذٰلِكَ لَا أَقُولُ، وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ مِنِّي، وَلٰكِنَّنِي أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لَا رِبًا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ). [رواه البخاري: ٢١٧٨، ٢١٧٩]

۱۰۳۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا دینار کو دینار کے عوض اور درہم کو درہم کے عوض (برابر برابر) فروخت کرنا جائز ہے جب ان سے کہا گیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس کے قائل نہیں تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے یا کتاب اللہ میں دیکھا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں کہتا کیونکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو البتہ مجھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سود صرف ادھار میں ہوتا ہے۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مؤقف یہ تھا کہ سود صرف اسی صورت میں ہو گا جب ایک طرف سے ادھار ہو ان کے نزدیک دست بدست ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے یہ مؤقف دیگر احادیث کے خلاف ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ مستدرک حاکم میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (عون الباری:۳/۸۸)

٤٣ - باب: بَيْعُ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً

باب ۴۳: چاندی کو سونے کے عوض ادھار بیچنا

١٠٣٢ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، أَنَّهُمَا سُئِلَا عَنِ الصَّرْفِ، فَكُلُّ

۱۰۳۲۔ حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کے متعلق دریافت کیا گیا تو ان دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کے متعلق

وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ: هٰذَا خَيْرٌ مِنِّي، وَكِلَاهُمَا يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا. [رواه البخاري: ٢١٨٠، ٢١٨١]

کہا یہ مجھ سے بہتر ہے' پھر دونوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کو چاندی کے عوض ادھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: خرید وفروخت کی چند ایک اقسام یہ ہیں: اگر سونے چاندی کے علاوہ دیگر اسباب کی بیع اسباب سے ہو تو اسے مقابلہ کہتے ہیں اور ایک نقدی کی بعینہٖ اسی نقدی سے بیع کرنے کو مراطلہ کہا جاتا ہے اور ایک نقدی کی دوسری مختلف نقدی سے بیع کرنا صرف کہلاتا ہے اگر اسباب کی نقدی کے عوض بیع ہو تو نقدی کو قیمت اور اسباب کو عوض کہتے ہیں ان تمام کا حکم یہ ہے کہ دست بدست تو سب جائز ہیں البتہ ادھار لین دین میں کچھ تفصیل ہے نقدی کا نقدی کے عوض ادھار جائز نہیں البتہ اسباب کا نقدی کے عوض ادھار جائز ہے اگر نقدی وصول کر کے اسباب بعد میں حوالے کرتا ہے تو بھی جائز ہے کیونکہ یہ بیع سلم ہے اگر دونوں طرف سے ادھار ہے تو جائز نہیں۔ (عون الباری:۳/۹۰)

٤٤ - باب: بَيْعُ الْمُزَابَنَةِ

باب ۴۴: بیع مزابنہ

١٠٣٣ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَلَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ). قَالَ: وَأَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:] أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ، وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِهِ. [رواه البخاري: ٢١٨٣، ٢١٨٤]

۱۰۳۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک ان میں پکنے کی صلاحیت ظاہر نہ ہوجائے اور درخت کی کھجور کو خشک کھجور کے عوض مت فروخت کرو پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ بعد میں رسول اللہ نے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو تازہ یا خشک کھجور کے عوض فروخت کرنے کی اجازت بیع عرایا کی صورت میں دی ہے اس کے علاوہ کسی اور صورت میں اجازت نہیں دی ہے۔

فوائد: بیع عرایا یہ ہے باغ کا مالک کسی کو کھجور کا درخت خیرات کے طور پر دے دے پھر بے موقع آنے جانے کی تکلیف کے پیش نظر خشک کھجور دے کر وہ درخت اس سے خرید لے شریعت نے اس کی اجازت دی ہے اگلی احادیث میں اس کی حد بندی کی گئی ہے۔ (عون الباری:۳/۹۱)

١٠٣٤ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۰۳۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

قَالَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيبَ وَلاَ يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ، إِلَّا الْعَرَايَا. [رواه البخاري: ٢١٨٩]

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کی فروخت سے منع فرمایا تاوقتیکہ وہ پک نہ جائے اور ان کی کوئی قسم درہم ودینار کے علاوہ کسی اور شئی کے عوض فروخت نہ کی جائے سوائے عرایا کے (کہ ان کو پھلوں کے عوض بھی فروخت کیا جا سکتا ہے)۔

٤٥ - باب: بَيْعُ الثَّمَرِ عَلَى رُؤُوسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ

باب ۴۵: درخت پر لگی کھجور سونے چاندی کے عوض فروخت کرنا

١٠٣٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، أَوْ دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ. [رواه البخاري: ٢١٩٠]

۱۰۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا کی اجازت دی ہے بشرطیکہ وہ پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم ہوں۔

فوائد: ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اگر درخت پر لگی کھجوروں کا اندازہ پانچ وسق یا اس سے کم کا ہو تو بیع عرایا جائز ہے اس سے زیادہ کی جائز نہیں ہے تاہم احتیاط کا تقاضا ہے کہ اس کا جواز پانچ سے کم تر میں محدود کر دیا جائے۔ (عون الباری:۳/۹۳)

نوٹ: اس عنوان کا جواز اوپر والی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ (علوی)

٤٦ - باب: بَيْعُ الثِّمارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُو صَلاَحُهَا

باب ۴۶: صلاحیت پیدا ہونے سے پہلے پھلوں کو فروخت کرنا (منع ہے)

١٠٣٦ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَبْتَاعُونَ الثِّمَارَ، فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ، قَالَ الْمُبْتَاعُ: إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ، أَصَابَهُ مُرَاضٌ، أَصَابَهُ قُشَامٌ، عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ

۱۰۳۶۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ پھلوں کو قبل از صلاحیت فروخت کرتے تھے جب خریدنے والے اپنا پھل توڑ لیتے اور ان سے قیمت کا تقاضا کا وقت آتا تو کہتے کہ پھلوں میں دمان، مراض، قشام اور دیگر آفتیں پیدا ہوگئی تھیں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے لہٰذا جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس قسم کے بیشتر مقدمات پیش ہوئے تو آپ نے بطور

فِي ذٰلِكَ: (فَإِمَّا لَا، فَلَا تَتَبَايَعُوا حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ). كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ. [رواه البخاري: ٢١٩٣]

مشورہ ان سے فرمایا اگر تم جھگڑوں سے باز نہیں آتے تو جب تک پھلوں میں صلاحیت نہ پیدا ہو جائے اس وقت تک ان کی خرید وفروخت نہ کیا کرو۔

فوائد: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ حکم امتناعی ابتداء میں تو بطور مشورہ تھا بعد میں قطعی طور پر منع کر دیا جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث (۲۱۹۴) میں ہے خود اس حدیث کے راوی حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی پختگی سے پہلے اپنا پھل فروخت نہ کرتے تھے۔ (عون الباری:۳/۹۶)

١٠٣٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتَّى تُشَقِّحَ. فَقِيلَ: وَمَا تُشَقِّحُ؟. قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا. [رواه البخاري: ٢١٩٦]

۱۰۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک وہ مشقح نہ ہو جائیں عرض کیا گیا مشقح کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ سرخ یا زرد اور کھانے کے قابل نہ ہو جائیں۔

٤٧ - باب: إِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ

باب ۴۷: اگر کوئی صلاحیت پیدا ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچ ڈالے تو آفت آنے پر وہ ذمہ دار ہوگا

١٠٣٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ. فَقِيلَ لَهُ: وَمَا تُزْهِي؟. قَالَ: حَتَّى تَحْمَرَّ. فَقَالَ [رَسُولُ اللهِ ﷺ]: (أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللهُ الثَّمَرَةَ، بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ). [رواه البخاري: ٢١٩٨]

۱۰۳۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کے زہو ہونے سے پہلے انہیں فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے آپ سے دریافت کیا گیا زہو کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کا سرخ ہو جانا پھر فرمایا بھلا بتاؤ اگر اللہ پھل کو ضائع کر دے تو تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کا مال کس چیز کے عوض کھائے گا؟

فوائد: امام بخاری کا موقف یہ معلوم ہوتا ہے کہ پھلوں کی پختگی سے پہلے ان کی خرید وفروخت جائز ہے تاہم آفت زدگی کی صورت میں اس کا تاوان بیچنے والے کے ذمہ ہو گا یعنی خریدار کی کل رقم اسے واپس کرنا ہو گی۔

٤٨ - باب: إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ

باب ۴۸: اگر کوئی بہترین کھجوروں کے عوض عام کھجوروں کو فروخت کرنا چاہے

١٠٣٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟). قَالَ: لَا وَٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ، وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا تَفْعَلْ، بِعِ الجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ٱبْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا). [رواه البخاري: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

۱۰۳۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا تحصیل دار بنایا وہ ایک عمدہ قسم کی کھجور لے کر حاضر خدمت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! نہیں اللہ کی قسم ہم اس عمدہ کھجور کے ایک صاع کو دوسری کھجوروں کے دو صاع کے عوض اور دو صاع کو تین صاع کے عوض لیتے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو بلکہ تم ان ردی کھجوروں کو روپوں کے عوض فروخت کر کے پھر ان روپوں سے عمدہ کھجور خرید لیا کرو۔

فوائد: اس حدیث کے پیش نظر بعض علماء نے ربوی معاملات میں اس قسم کا حیلہ کرنے کو جائز قرار دیا ہے مثلاً ایک سونے کے عوض دوسرا سونا کم وبیش لینے کی ضرورت ہو تو پہلے سونے کو روپے کے عوض فروخت کر دیا جائے پھر ان روپوں کے عوض دوسرا سونا خریدا جائے۔ واللہ اعلم

٤٩ - باب: بَيْعُ المُخَاضَرَةِ

باب ۴۹: کچے دانوں یا پھلوں کا فروخت کرنا کیسا ہے؟

١٠٤٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُخَاضَرَةِ، وَالْمُلَامَسَةِ، وَالْمُنَابَذَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ. [رواه البخاري: ٢٢٠٧]

۱۰۴۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خوشہ کے اندر گیہوں کے کچے دانوں اور کچے پھلوں، محض پھینک دینے اور صرف ہاتھ لگا دینے سے بیع کا عقد کرنے سے منع فرمایا ہے نیز درخت پر لگی کھجوروں کو پختہ کھجوروں کے عوض فروخت کرنے کی بھی ممانعت فرمائی۔

فوائد: درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو عرایا کی صورت میں پختہ کھجوروں کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

٥٠ - باب: مَنْ أَجْرَى أَمْرَ الأَمْصَارِ عَلَى مَا يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوعِ وَالإِجَارَةِ وَالمِكْيَالِ وَالوَزْنِ

باب ٥٠: خرید وفروخت اور اجارہ نیز ماپ تول میں ملکی دستور کے مطابق حکم دیا جائے گا

١٠٤١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: قَالَتْ هِنْدٌ أُمُّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُا لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا؟. قَالَ: (خُذِي أَنْتِ وَبَنُوكِ مَا يَكْفِيكِ بِالْمَعْرُوفِ). [رواه البخاري: ٢٢١١]

١٠٤١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں ہند رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بڑا بخیل آدمی ہے اگر میں اس کے مال سے کچھ پوشیدہ طور پر لے لیا کروں تو مجھ پر گناہ تو نہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا تو دستور کے موافق صرف اتنا لے سکتی ہو جو تجھے اور تیرے بیٹوں کو کافی ہو۔

فوائد: اگر کسی ملک میں کوئی کرنسی رائج ہے خرید وفروخت کرتے وقت دوسری کرنسی کی شرط نہ لگانے کی صورت میں رائج الوقت کرنسی ہی مراد ہوگی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ حدیث میں کوئی حد مقرر نہیں فرمائی بلکہ عرف اور دستور کے مطابق مال لینے کا حکم دیا۔

٥١ - باب: بَيْعُ الشَّرِيكِ مِنْ شَرِيكِهِ

باب ٥١: ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کو فروخت کر سکتا ہے

١٠٤٢ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: جَعَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الحُدُودُ، وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ، فَلاَ شُفْعَةَ. [رواه البخاري: ٢٢١٣]

١٠٤٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر غیر تقسیم شدہ مال میں حق شفعہ قائم رکھا ہے لیکن جب تقسیم ہونے کے بعد حدیں واقع ہوجائیں اور راستے بدل جائیں شفعہ ساقط ہوجاتا ہے۔

فوائد: اس مال سے مراد غیر منقولہ جائیداد ہے مثلاً مکان، زمین اور باغ وغیرہ کیونکہ منقولہ جائیداد میں بالاتفاق کسی کو شفعہ کا حق نہیں ہے اسی طرح وہ مال جو تقسیم نہ کیا جا سکے اس میں بھی کوئی شفعہ نہیں ہے۔ (عون الباری:٣/١٠٨)

٥٢ - باب: شِرَاءُ الْمَمْلُوكِ مِنَ الْحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ

١٠٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِسَارَةَ، فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ، أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ: دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ: أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هٰذِهِ الَّتِي مَعَكَ؟. قَالَ: أُخْتِي، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ: لاَ تُكَذِّبِي حَدِيثِي، فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي، وَاللّٰهِ إِنْ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ، فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا، فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلاَّ عَلَى زَوْجِي فَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ، فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ).

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: (قَالَتِ: اللَّهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ: هِيَ قَتَلَتْهُ، فَأُرْسِلَ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وتُصَلِّي وَتَقولُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي، فَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيَّ هٰذَا الْكَافِرَ، فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ).

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: (فَقَالَتِ: اللَّهُمَّ

باب ۵۲: حربی کافر سے غلام خریدنا اور اس کا ہبہ کرنا یا آزاد کرنا

۱۰۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ کے ساتھ ہجرت کر کے ایک ایسی بستی میں پہنچے جہاں ایک بادشاہ تھا یا یہ فرمایا کہ ایک ظالم تھا اس سے جب کہا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک ایسی عورت کے ساتھ آئے ہیں جو بہت ہی خوبصورت ہے تو اس نے قاصد بھیجا کہ ابراہیم! تیرے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا میری بہن ہے' پھر ابراہیم علیہ السلام لوٹ کر سارہ کے پاس گئے اور اس سے کہا تم میری بات کو جھوٹا مت قرار دینا میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ تم میری بہن ہو اللہ کی قسم! روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں ہے پھر انہوں نے حضرت سارہ کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا بادشاہ ان کی طرف متوجہ ہوا تو وہ وضوء کر کے نماز پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے یہ دعا کی اے اللہ میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنے شوہر کے سوا سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے لہٰذا اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کرنا یہ دعا مانگتے ہی وہ کافر ایسا گرا کہ خراٹے بھر کر اپنی ایڑیاں رگڑنے لگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سارہ کہنے لگیں اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے بادشاہ کو مار ڈالا ہے پھر اس کی وہ حالت جاتی رہی اور سارہ کی طرف دوبارہ اٹھا وہ اٹھ کر وضوء کر کے پھر

إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ: هِيَ قَتَلَتْهُ، فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ، أَوْ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: وَاللهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا، أَرْجِعُوهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ، وَأَعْطُوهَا آجَرَ، فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَتْ: أَشَعَرْتَ أَنَّ اللهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً). [رواه البخاري: ٢٢١٧]

نماز پڑھنے لگیں اور یوں دعا کی اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور خاوند کے علاوہ سب سے میں نے اپنی شرمگاہ کو بچایا ہے تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کرنا یہ دعا کرتے ہی وہ کافر زمین پر ایسا گرا کہ خراٹے بھر کر ایڑیاں رگڑنے لگا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سارہ کہنے لگیں یا اللہ! یہ مرجائے گا تو لوگ کہیں گے کہ اس نے بادشاہ کو قتل کیا ہے تو وہ دوبارہ یا تیسری مرتبہ ہوش میں آیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! تم نے تو میرے پاس شیطان (جادوگر) کو بھیجا ہے اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہی واپس لے جاؤ اور ہاجرہ نامی ایک لونڈی بھی اسے دے دو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس واپس آگئیں اور کہنے لگیں تم نے دیکھا اللہ نے اس کافر کو ذلیل کیا اور ایک لونڈی بھی دلوائی۔

فوائد: چونکہ اس کافر بادشاہ نے ہاجرہ نامی ایک لونڈی حضرت سارہ کو دی اور انہوں نے اسے قبول کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس ہبہ کو جائز رکھا تو معلوم ہوا کہ کافر کا ہبہ کرنا اور اس کا قبول کرنا صحیح اور جائز ہے۔ (عون الباری:۱۱۱/۳)

٥٣ - باب: قَتْلُ الخِنْزِيرِ
باب ۵۳: خنزیر کا قتل کرنا کیسا ہے؟

١٠٤٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ). [رواه البخاري: ٢٢٢٢]

۱۰۴۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگوں میں عنقریب ہی (عیسیٰ) ابن مریم اتریں گے اور وہ ایک عادل حاکم ہوں گے صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کریں گے دولت کی ریل پیل ہوگی یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ سور نجس العین ہے اور اس کی خرید

وفروخت بھی ناجائز ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے اپنے دور میں نیست ونابود کریں گے اگر یہ طاہر ہوتا تو اسے قتل کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ (عون الباری:۱۱۲/۳)

٥٤ - باب: بَيْعُ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ

باب ۵۴: بے جان چیزوں کی تصاویر فروخت کرنا نیز ان کی کونسی شکل حرام ہے؟

١٠٤٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا [أَبَا] عَبَّاسٍ، إِنِّي إِنْسَانٌ، إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي، وَإِنِّي أَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيرَ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لاَ أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (مَنْ صَوَّرَ [صُورَةً] فَإِنَّ اللهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا أَبَدًا). فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ، إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ، فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ، كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ. [رواه البخاري: ٢٢٢٥]

۱۰۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے آکر عرض کیا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! میں اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کھاتا ہوں یعنی میں تصاویر بناتا ہوں اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں تجھ سے وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے تصویر بنانے والے کو اللہ عذاب دے گا یہاں تک کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں کبھی روح نہیں پھونک سکے گا یہ سن کر اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور چہرہ فق ہوگیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تیری خرابی ہو! اگر تو یہی کام کرنا چاہتا ہے تو درختوں یا ایسی چیزوں کی تصاویر بنا جو بے جان ہوں۔

فوائد: اس سے ثابت ہوا کہ جاندار کی تصویر بنانا اور اسے فروخت کرنا جائز نہیں ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا کہ درختوں یا ایسی اشیاء کی تصویر بناؤ جس میں روح نہ ہو۔ (عون الباری:۱۱۳/۳)

٥٥ - باب: إِثْمُ مَنْ بَاعَ حُرًّا

باب ۵۵: جو کسی آزاد شخص کو فروخت کردے اس کا گناہ

١٠٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ثَلاَثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ

۱۰۴۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تین شخص ایسے ہیں کہ

الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ). [رواه البخاري: ٢٢٢٧]

قیامت کے دن میں ان کا دشمن ہوں گا وہ شخص جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر اسے توڑ ڈالے دوسرا وہ شخص جو کسی آزاد آدمی کو فروخت کرکے اس کی قیمت کھا جائے تیسرا وہ شخص جو کسی مزدور کو اجرت پر رکھے اس سے پورا کام لے لیکن اسے مزدوری نہ دے۔

فوائد: آزاد کو غلام بنانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ غلام کو آزاد کرکے اس کی آزادی کو ظاہر نہ کرے یا ویسے ہی انکار کر دے دوسرا یہ آزاد کرنے کے بعد زبردستی اس سے خدمت لیتا رہے چونکہ آزاد اللہ کا غلام ہے اس لئے جو اس پر زیادتی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہو گا۔ (عون الباری:۳/۱۱۵)

٥٦ - باب: بَيْعُ الْمَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ

باب۵۶: مردار اور بتوں کا فروخت کرنا

١٠٤٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: (إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ). فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ، فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ فَقَالَ: (لَا، هُوَ حَرَامٌ). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: (قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ). [رواه البخاري: ٢٢٣٦]

۱۰۴۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جس سال فتح مکہ ہوا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مکہ ہی میں یہ فرماتے سنا بے شک اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی فروخت کو حرام قرار دیا ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! مردار جانور کی چربی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ کیونکہ یہ کشتیوں کو لگائی جاتی ہے اور اس سے کھالیں بھی چکنی کی جاتی ہیں اور لوگ اسے چراغوں میں جلا کر روشنی حاصل کرتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں' وہ حرام ہے پھر آپ نے فرمایا اللہ یہودیوں کو غارت کرے جب اللہ نے چربی ان پر حرام کردی تو انہوں نے اسے پگھلایا پھر بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔

فوائد: اس حدیث سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مردار کی ہر چیز کی خرید و فروخت حرام ہے اور اس سے نفع اٹھانے کی حرمت دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے البتہ کوئی ناپاک چیز جسے پاک کرنا ممکن ہو اس کی خرید و فروخت کو اکثر علماء نے جائز رکھا ہے۔ (عون الباری:۳/۱۱۸)

٥٧ - باب: ثَمَنُ الْكَلْبِ

باب ۵۷: کتے کی قیمت وصول کرنے کی ممانعت

١٠٤٨ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. [رواه البخاري: ٢٢٣٧]

۱۰۴۸۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت' بدکردار لونڈی کی کمائی اور کاہن کی نیاز سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: ہمارے ہاں نجومی اور دست شناس جو بزعم خویش پروفیسر کہلاتے ہیں انہیں جو تحائف اور ھدایا دیئے جاتے ہیں وہ بھی اسی قسم سے ہیں اسی طرح مشائخ عظام کا تعویزات دے کر نذرانے وصول کرنا علماء کرام کا دعوت و تبلیغ پر دعوتیں اڑانا بھی حلوان الکاھن میں شامل ہے۔ (عون الباری:۳/۱۲۱)

کتاب السلم
سلم کے بیان میں

مستقبل میں کسی جنس کی مقررہ مقدار کی ادائیگی پر طے شدہ معاوضہ پہلے وصول کرنا سلم یا سلف کہلاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس جنس کی نوعیت' مقدار' بھاؤ اور تاریخ ادائیگی مجلس بیع میں ہی طے کرلی جائے۔ یہ بیع جائز ہے۔

١ - باب: السَّلَمُ فِي كَيْلٍ مَعْلُوم

١٠٤٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَالنَّاسُ يُسْلِفُونَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ، فَقَالَ: (مَنْ سَلَّفَ فِي تَمْرٍ، فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ).

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: (إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ). [رواه البخاري: ٢٢٣٩]

باب ۱: معین پیمانہ میں سلم کرنا

۱۰۴۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت لوگ میوہ جات میں ایک یا دو سال کی میعاد پر سلم کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا جو کوئی پھلوں میں سلم کرے اسے چاہئے کہ معین پیمانہ اور معین وزن کے حساب سے کرے ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں ہے کہ میعاد مقرر کر کے بیع کرے۔

فوائد: جو چیزیں پیمانہ بھر کر دی جاتی ہیں ان کا پیمانہ معین کر دیا جائے اور جو اشیاء تول کر دی جاتی ہیں ان کا وزن طے کر لیا جائے اس طرح کچھ اشیاء پیائش اور کچھ گنتی کے حساب سے دی جاتی ہیں اور ان کی مقدار اور تعداد مقرر کر لی جائے۔ (عون الباری:۳/۱۲۴)

٢ - باب: السَّلَمُ إِلَى مَنْ لَيْسَ عِنْدَهُ أَصْلٌ

باب ٢: اس شخص سے سلم کرنا جس کے پاس اصل مال ہی نہیں

١٠٥٠ : عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّا كُنَّا نُسْلِفُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: فِي ٱلْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ. [رواه البخاري: ٢٢٤٢، ٢٢٤٣]

١٠٥٠۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں گیہوں، جو، کشمش اور کھجوروں کی بیع سلم کرتے تھے۔

فوائد: قیمت ادا کرنے والا رب السلم، جنس ادا کرنے والا مسلم الیہ اور جنس کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔ بیع سلم کے جواز کے لئے مسلم الیہ کے پاس جنس کا ہونا ضروری نہیں۔ حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بیع سلم ہر شخص سے کی جا سکتی ہے خواہ مسلم فیہ یا اس کی اصل اس کے پاس موجود ہو یا نہ ہو۔

١٠٥١ : وَفِي رِوايَةٍ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيطَ أَهْلِ الشَّأْمِ فِي ٱلْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ، فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ. فقيل له: إِلَى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ؟ قَالَ: ما كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ٢٢٤٤، ٢٢٤٥]

١٠٥١۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں یہ ہے کہ ہم شام کے کسانوں سے گیہوں، جو اور کشمش میں ایک معین پیمانہ کے حساب سے ایک معین مدت تک کے لئے سلم کرتے تھے ان سے کہا گیا آیا جس کے پاس اصل مال موجود ہوتا تھا اس سے کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہم ان سے یہ بات نہ پوچھتے تھے۔

كتاب الشفعة

شفعہ کے بیان میں

شفعہ کہتے ہیں کہ شراکت دار یا ہمسایہ کا حق تملک بوقت بیع شریک یا ہمسایہ کو جبراً منتقل ہوتا جو معاوضہ ادا کر کے اپنی ملک میں لایا جا سکتا ہے یہ غیر منقولہ جائیداد میں ہوتا ہے۔

١ - باب: عَرْضُ الشُّفْعَةِ عَلَى صَاحِبِهَا

باب ١: شفعہ کو شفیع پر پیش کرنا

١٠٥٢ : عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ جاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ [رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ] فَقَالَ له: ٱبْتَعْ مِنِّي بَيْتَيَّ في دَارِكَ، فَقَالَ سَعْدٌ: وٱللهِ لاَ أَزِيدُكَ عَلَى أَرْبَعَةِ آلاَفٍ مُنَجَّمَةٍ، أَوْ مُقَطَّعَةٍ، فَقَالَ أَبُو رَافِعٍ: لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهَا خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ، وَلَوْلاَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (الجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ). ما أَعْطَيْتُكَهَا بِأَرْبَعَةِ آلاَفٍ وَأَنا أُعْطَى بِهَا خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ. فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ. [رواه البخاري:

١٠٥٢۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا اے سعد رضی اللہ عنہ! تم میرے دونوں مکان جو آپ کے محلہ میں واقع ہیں خرید لو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں تمہیں چار ہزار سے زیادہ نہیں دوں گا اور وہ بھی قسطوں میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تو ان دونوں کی قیمت پانچ صد اشرفیاں ملتی ہیں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے تو میں آپ کو چار ہزار میں ہرگز نہ دیتا خصوصاً جبکہ مجھے پانچ صد دینار مل رہے ہیں بالآخر انہوں نے وہ

۲۲۵۸] دونوں مکان حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ہی دے دیئے۔

فوائد: امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ ہمسایہ کے لئے حق شفعہ ہے خواہ جائیداد میں شریک نہ ہو امام شافعی کے نزدیک صرف اس پڑوسی کے لئے شفعہ ہے جو جائیداد میں شریک ہو دوسرے کے لئے نہیں امام بخاری نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے مطلق طور پر ہمسایہ کے لئے حق شفعہ ثابت کیا چنانچہ اس حدیث سے امام بخاری کی تائید ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بخاری حضرت امام شافعی کے مقلد نہ تھے۔

٢ - باب: أَيُّ الجِوَارِ أَقْرَبُ

١٠٥٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: [قُلْتُ]: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ لِي جارَيْنِ، فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: (إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بابًا). [رواه البخاري: ٢٢٥٩]

باب ۲: کونسا ہمسایہ زیادہ حقدار ہے

۱۰۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دو پڑوسی ہیں ان میں سے پہلے کس کو تحفہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو۔

فوائد: اس سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر کئی پڑوسی ہوں تو اس پڑوسی کو حق شفعہ ملے گا جس کا دروازہ جائیداد شفعہ کے قریب ہے۔ (عون الباری:۳/۱۳۱)

كتاب الاجارة
اجارہ کے بیان میں

اجارہ لغت میں اجرت کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں طے شدہ معاوضے کے بدلے کسی چیز کی جائز منفعت دوسرے کے حوالے کرنا اجارہ کہلاتا ہے اس کے جواز میں کسی کو اختلاف نہیں۔

١ - باب: في الإجارة

باب ا: اجارہ کا بیان

١٠٥٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ، فَقُلْتُ: ما عَلِمْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ العَمَلَ، فَقَالَ: (لَنْ - أَوْ: لَا - نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ). [رواه البخاري: ٢٢٦١]

۱۰۵۴۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے ساتھ اشعری قبیلہ کے دو آدمی تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی عہدہ کی درخواست کی میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے معلوم نہیں تھا یہ منصب چاہتے ہیں آپ نے فرمایا ہم اس شخص کو ہرگز کسی کام میں مامور نہیں کرتے جو خود عامل بننے کا خواہشمند ہو۔

فوائد: بالعموم کسی کام کی درخواست اجرت لینے کے لئے ہوتی ہے اس سے اجارہ ثابت ہوتا ہے دیگر ذرائع معاش کو چھوڑ کر نوکری کی درخواست دینا انسان کی طمع اور لالچ کی علامت ہے لہٰذا طلب کرنے والے کو کوئی منصب دینا جائز نہیں۔ (عون الباری:۳/۱۳۳)

٢ - باب: رَعْيُ الغَنَمِ عَلَى قَرَارِيطَ

باب ۲: قیراط پر بکریاں چرانا

١٠٥٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ما بَعَثَ

۱۰۵۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے

اَللّٰهُ نَبِيًّا إِلاَّ رَعَى الْغَنَمَ). فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: (نَعَم، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لأَهْلِ مَكَّةَ). [رواه البخاري: ٢٢٦٢]

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی کچھ قیراط کے عوض اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

فوائد: ہر پیغمبر کے بکریاں چرانے میں یہ حکمت ہے کہ اس سے دوسروں پر رحم وشفقت کرنے کی عادت پڑتی ہے جو انسانوں کی نگہبانی کے لئے بہت ضروری ہے۔ (عون الباری: ۳/۱۳۴)

٣ - باب: الإِجارَةُ مِنَ العَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ

باب ۳: عصر سے رات تک مزدوری لینا

١٠٥٦ : عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا، يَعْمَلُونَ لَهُ عَمَلًا يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ، عَلَى أَجْرٍ مَعْلُومٍ فَعَمِلُوا لَهُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ، فَقَالُوا: لاَ حَاجَةَ لَنَا إِلَى أَجْرِكَ الَّذِي شَرَطْتَ لَنَا، وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ، فَقَالَ لَهُمْ: لاَ تَفْعَلُوا، أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ، وَخُذُوا أَجْرَكُمْ كَامِلًا، فَأَبَوْا وَتَرَكُوا، وَاسْتَأْجَرَ أَجِيرَيْنِ بَعْدَهُمْ، فَقَالَ لَهُمَا: أَكْمِلاَ بَقِيَّةَ يَوْمِكُمَا هٰذَا، وَلَكُمَا الَّذِي شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الأَجْرِ، فَعَمِلُوا، حَتَّى إِذَا كَانَ حِينَ صَلاَةِ الْعَصْرِ قَالاَ: لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ، وَلَكَ الأَجْرُ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فِيهِ. فَقَالَ لَهُمَا: أَكْمِلاَ بَقِيَّةَ عَمَلِكُمَا، فَإِنَّ مَا

١٠٥٦۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے چند لوگوں کو مزدوری پر لگایا تاکہ وہ دن بھر ایک مقررہ اجرت پر اس کا کام کریں مگر دوپہر تک کام کر کے کہنے لگے ہمیں تیری مقرر کردہ مزدوری کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب تک جو ہم نے کام کیا رائیگاں ہے اس شخص نے کہا اب تم ایسا نہ کرو بقیہ کام مکمل کر کے اپنی مزدوری لے لینا لیکن انہوں نے انکار کردیا اور اس کام کو چھوڑ دیا اس شخص نے ان کے بعد دوسرے لوگوں کو اجرت پر لگا کر کہا کہ باقی دن کا کام پورا کردو اور تمہیں وہی ملے گا جو میں نے ان سے طے کیا تھا چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا مگر عصر کے وقت کہنے لگے ہم نے جو کام کیا وہ اکارت گیا اور طے شدہ مزدوری بھی تجھے مبارک ہو اس شخص نے ان سے کہا کہ باقی کام پورا کرو اب تو دن بھی تھوڑا سا باقی ہے لیکن انہوں نے بھی انکار کردیا پھر اس شخص نے بقیہ دن

بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيرٌ، فَأَبَيَا، وَٱسْتَأْجَرَ قَوْمًا أَنْ يَعْمَلُوا لَهُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ، فَعَمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ، وَٱسْتَكْمَلُوا أَجْرَ الْفَرِيقَيْنِ كِلَيْهِمَا، فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ ما قَبِلُوا مِنْ هٰذَا النُّورِ. [رواه البخاري: ٢٢٧١]

میں کام کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کو مزدوری پر لگایا جنھوں نے باقی کام غروب آفتاب تک کیا اور انہوں نے دونوں گروہوں کی مزدوری لے لی بس یہی مثال ہے مسلمانوں کی اور اس نور ہدایت کی جسے انہوں نے قبول کیا۔

فوائد: حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ "مالک نے صبح سے دوپہر تک یہودیوں کو اور دوپہر سے عصر تک عیسائیوں کو مزدور رکھا" ان دونوں حدیث میں بظاہر تعارض ہے در حقیقت یہ الگ الگ قصے ہیں لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (عون الباری:٣/١٣٦)

٤ - باب: مَن اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَتَرَكَ أَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيهِ الْمُسْتَأْجِرُ فَزَادَ

باب ۴: ایک آدمی مزدوری چھوڑ کر چل دے اور جس نے مزدور لگایا تھا وہ اس کی مزدوری میں محنت کرکے اسے بڑھائے (تو وہ کون لے گا؟)

١٠٥٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (ٱنْطَلَقَ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كانَ قَبْلَكُمْ، حَتَّى أَوَوُا الْمَبِيتَ إِلَى غارٍ فَدَخَلُوهُ، فَٱنْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ، فَقَالُوا: إِنَّهُ لاَ يُنْجِيكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلاَّ أَنْ تَدْعُوا ٱللهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اللّٰهُمَّ كانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَكُنْتُ لاَ أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلاَ مالًا، فَنَاءَ بِي فِي طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا،

١٠٥٧۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم سے پہلے زمانہ میں تین آدمی ایک ساتھ روانہ ہوئے رات کو پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے جب سب غار میں چلے گئے تو ایک پتھر پہاڑ سے لڑھک کر آیا جس نے غار کا منہ بند کر دیا ان تینوں نے کہا کوئی چیز تمہیں اس پتھر سے رہائی نہیں دلا سکتی مگر ایک ذریعہ ہے کہ اپنی اپنی نیکیوں کو بیان کرکے اللہ سے دعا کریں چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے میں ان سے پہلے کسی کو دودھ نہیں پلاتا تھا نہ اپنے بال بچوں کو اور نہ ہی لونڈی غلاموں کو ایک

فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا، فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ، وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلَى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيقَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ، فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوقَهُمَا، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا ما نَحْنُ فِيهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ، فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُونَ الخُرُوجَ)، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَقَالَ الآخَرُ: اللَّهُمَّ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَأَرَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّي، حَتَّى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِينَ، فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِائَةَ دِينَارٍ عَلَى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا، فَفَعَلَتْ حَتَّى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ: لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوعِ عَلَيْهَا، فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِي أَعْطَيْتُهَا، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا ما نَحْنُ فِيهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الخُرُوجَ مِنْهَا)، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَقَالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ

دن کسی چیز کی تلاش میں مجھے اتنی دیر ہوگئی کہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہ سو گئے تھے تو میں نے دودھ دوھا اور اس کا برتن اپنے ہاتھ میں اٹھالیا اور مجھے یہ سخت ناگوار تھا کہ ان سے پہلے میں اپنے اہل وعیال یا لونڈی غلاموں کو دودھ پلاؤں لہٰذا میں پیالہ ہاتھ میں لئے ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا جب صبح ہوئی تو دونوں نے بیدار ہوکر دودھ نوش فرمایا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام خالص تیری رضا جوئی کے لئے کیا ہو تو ہم کو اس مصیبت سے نجات دے چنانچہ یہ پتھر تھوڑا سا اپنے جگہ سے ہٹ گیا لیکن وہ اس سے نکل نہ سکتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب دوسرا شخص یوں کہنے لگا اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو سب سے زیادہ مجھے پیاری تھی میں نے اس سے برے کام کی خواہش کی لیکن وہ راضی نہ ہوئی ایک سال قحط پڑا تو میرے پاس آئی میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ مجھے وہ برا کام کرنے دے وہ راضی ہوگئی لیکن جب مجھے اس پر قدرت حاصل ہوئی تو کہنے لگی کہ میں تجھے ناحق انگوٹھی میں نگینہ ڈالنے کی اجازت نہیں دیتی یہ سن کر میں نے بھی اس بات کو گناہ سمجھا اور اس سے الگ ہوگیا حالانکہ وہ سب سے زیادہ پیاری تھی اور میں نے جو سونا اسے دیا تھا وہ بھی چھوڑ دیا اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا جوئی کے لئے کیا ہو تو جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اس کو دور کردے چنانچہ وہ پتھر تھوڑا سا اور سرک گیا مگر وہ اس سے نکل نہیں سکتے

أُجَرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ، فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الأَمْوَالُ، فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي، فَقُلْتُ لَهُ: كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْرِكَ، مِنَ الإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيقِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ لاَ تَسْتَهْزِئْ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لاَ أَسْتَهْزِئُ بِكَ، فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ). [رواه البخاري: ٢٢٧٢]

تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر لگایا تھا اور ان کو ان کی مزدوری بھی دی تھی لیکن ایک شخص اپنی مزدوری کے بغیر چلا گیا میں نے اس کی رقم کو کام میں لگایا جس سے بہت سا مال حاصل ہوا ایک مدت کے بعد وہ مزدور آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے۔ میں نے کہا تو یہاں جتنے اونٹ گائے بکریاں دیکھ رہا ہے یہ سب کے سب تیری مزدوری کے ہیں اس نے کہا اے اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا ایسی کوئی بات نہیں میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا ہوں تب اس نے تمام چیزیں لیں اور ہانک کر لے گیا اور اس میں سے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری خوشنودی کے لئے کیا تھا تو یہ مصیبت ہم سے ٹال دے جس میں ہم مبتلا ہیں چنانچہ وہ پتھر بالکل ہٹ گیا اور وہ اس سے باہر نکل کر مزے سے چلنے لگے۔

فوائد: امام بخاری کے استدلال پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس تیسرے شخص پر تمام ساز و سامان کا دینا واجب نہ تھا بلکہ اس نے بطور احسان کے اس کو دیا تھا۔ (عون الباری:۳/۱۳۶)

٥ - باب: مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ

باب ۵: دم کرنے سے جو اجرت دی جائے

١٠٥٨ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا، حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الحَيِّ

۱۰۵۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی سفر میں گئے، جاتے جاتے عرب کے ایک قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا اور چاہا کہ اہل قبیلہ ہماری مہمانی کریں مگر انہوں نے اس سے انکار کر دیا اسی دوران اس قبیلے کے سردار کو کسی زہریلی چیز

فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ، فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ، إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرْقِي، وَلٰكِنْ وَاللهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَانْطَلَقَ يَتْفُلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾. فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ. قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَقَى: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ، فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا، فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ: (وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ). ثُمَّ قَالَ: (قَدْ أَصَبْتُمْ، اقْسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا). فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٢٧٦]

نے ڈس لیا ان لوگوں نے ہر قسم کا علاج کیا مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی کسی نے کہا تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو چنانچہ وہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے لوگو! ہمارے سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا ہے اور ہم نے ہر قسم کی تدبیر کی ہے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا اللہ کی قسم! میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں لیکن تم لوگوں سے ہم نے اپنی مہمانی کی خواہش کی تھی تو تم نے اسے مسترد کردیا تو میں بھی تمہارے لئے جھاڑ پھونک نہ کروں گا جب تک تم ہمارے لئے کچھ اجرت نہ مقرر کرو آخر انہوں نے چند بکریوں کی اجرت پر ان کو راضی کرلیا تب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی گیا اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے لگا چنانچہ وہ شخص ایسا صحت یاب ہوا گویا اس کے بند کھول دیئے گئے ہوں اور اٹھ کر چلنے پھرنے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے کوئی بیماری نہ تھی اور ان لوگوں نے ان کی مقررہ اجرت دے دی صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں کہنے لگے اسے تقسیم کرلو لیکن منتر پڑھنے والے نے کہا ابھی تقسیم نہ کرو تاوقتیکہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اس واقعہ کا تذکرہ نہ کریں اور دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ

سورۃ فاتحہ سے جھاڑ پھونک کی جاتی ہے؟ پھر فرمایا تم نے ٹھیک کیا اسے تقسیم کرلو بلکہ اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات کو جھاڑ پھونک یا دم کے طور پر پڑھنا جائز ہے اس طرح وہ منتر جن کے الفاظ قرآن وحدیث میں نہیں آئے لیکن ان کا مفہوم واضح ہے اور قرآن وحدیث کے خلاف بھی نہیں انہیں عمل میں لانا بھی جائز ہے۔ (عون الباری:۳/۱۴۴)

٦ - باب : عَسْبُ الفَحْلِ

باب ٦: نر کو مادہ کے ساتھ جفتی کرانے کی اجرت

١٠٥٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ. [رواه البخاري: ٢٢٨٤]

۱۰۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے جفتی کرانے کا معاوضہ لینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد : یہ اجارہ ناجائز ہے ہاں عاریت کے طور پر نر جانور کا دینا جائز ہے اسی طرح غیر مشروط طور پر مادہ والا نر والے کو ہدیہ کے طور پر کچھ دے تو اس کے لینے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۱۴۶)

کتاب الحوالات
حوالوں کے بیان میں

حوالہ کا لغوی معنی پھیر دینا ہے اصطلاح فقہاء میں کسی کے قرض کو دوسرے کی طرف منتقل کر دینا حوالہ کہلاتا ہے پہلا مقروض محیل کہلاتا ہے اس معاملہ کے لئے محیل کی رضا مندی شرط اول ہے جس کی طرف قرض منتقل ہوا ہے اسے محال علیہ کہا جاتا ہے۔

١ - باب: إِذَا أَحَالَ عَلَى مَلِيءٍ فَلَيْسَ لَهُ رَدٌّ

باب ۱: جب کسی مالدار پر حوالہ کیا جائے تو اس مالدار کو واپس کر دینے کا حق نہیں۔

١٠٦٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ). [رواه البخاري: ٢٢٨٨]

۱۰۶۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالدار کا قرض ادا کرنے میں تاخیر کرنا ظلم ہے اور اگر تم میں سے کوئی کسی مالدار کے پیچھے لگا دیا جائے (یعنی فلاں شخص قرض ادا کرے گا) تو پیچھے لگ جانا چاہیے۔

فوائد: پیچھے لگ جانے کا مطلب یہ ہے کہ قرض لینے والے کو یہ حوالہ قبول کر کے اصل مقروض کا پیچھا چھوڑ دینا چاہیے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں محال علیہ کی رضا مندی ضروری نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۱۵۱)

٢ - باب: إِذَا أَحَالَ دَيْنَ الْمَيِّتِ عَلَى رَجُلٍ جَازَ

باب ۲: جب کوئی شخص میت کے ذمے قرض کو دوسرے کے حوالے کر دے تو جائز ہے

١٠٦١ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ

۱۰۶۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: (هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟). قَالُوا: لاَ، قَالَ: (فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا). قَالُوا: لاَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: (هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟). قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: (فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟). قَالُوا: ثَلاَثَةَ دَنَانِيرَ فَصَلَّى عَلَيْهَا. ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: (هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟). قَالُوا: لاَ، قَالَ: (فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟). قَالُوا ثَلاَثَةُ دَنَانِيرَ، قَالَ: (صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ). قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٢٢٨٩]

انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا آپ اس کی نماز پڑھا دیں آپ نے پوچھا اس پر کچھ قرض تو نہ تھا؟ لوگوں نے کہا نہیں! پھر آپ نے پوچھا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں! تب آپ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس کی بھی نماز جنازہ پڑھائیں آپ نے پوچھا: اس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کیا گیا: ہاں پھر آپ نے پوچھا: کیا اس نے کوئی مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا تین اشرفیاں! تو آپ نے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھادی اس کے بعد تیسرا جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا: اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیں' آپ نے فرمایا: اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں' پھر آپ نے فرمایا: اس پر کچھ قرض ہے؟ لوگوں نے کہا تین اشرفیاں قرض ہیں' آپ نے فرمایا پھر تم خود ہی اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھادیجئے اس کا قرض میرے ذمہ ہے تب آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ قرض کا معاملہ انتہائی سنگین ہے اور اسے شدید ضرورت کے پیش نظر ہی لینا چاہئے اور جب بھی گنجائش ہو اسے ادا کر دینا چاہئے۔ (عون الباری: ۳/۱۵۳)

٣ - باب: قَوْلُ اللهِ: ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَٰنُكُمْ فَـَٔاتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾

باب ۳: ارشاد باری تعالیٰ: ''جن سے تم نے قسمیں اٹھا کر قول واقرار کیا ہے انہیں ان کا حصہ دو''

١٠٦٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لاَ حِلْفَ فِي الإِسْلاَمِ). فَقَالَ: قَدْ حالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالأَنْصارِ فِي دَارِي. [رواه البخاري: ٢٢٩٤]

۱۰۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ اسلام میں معاہدہ (بھائی چارہ) نہیں ہے انہوں نے جواب دیا بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں بیٹھ کر قریش اور انصار میں معاہدہ (بھائی چارہ) کر دیا تھا۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو کتاب الکفالہ کے تحت لائے ہیں جبکہ صاحب تجرید نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے ابتدائے اسلام میں اس معاہدہ بھائی چارہ کی بناء پر ایک کو دوسرے کا وارث بنایا جاتا تھا اب وراثت کو ختم کر کے صرف باہمی تعاون کی بنیاد پر اس معاہدہ کو برقرار رکھا گیا ہے چنانچہ ((لا حلف فی الاسلام)) میں حق وراثت کی نفی ہے۔

٤ - باب: مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْناً فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ

باب ۴: جو شخص میت کی طرف سے قرض کا کفیل ہوا اسے رجوع کی اجازت نہیں

١٠٦٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَوْ قَدْ جاءَ مالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا). فَلَمْ يَجِئْ مالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا جاءَ مالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ فَنادَى: مَنْ كانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عِدَةٌ، أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لِي كَذا وَكَذا، فَحَثَى لِي حَثْيَةً، وَقالَ: عُدَّها فَعَدَدْتُها، فَإِذا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ وَقالَ:

۱۰۶۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تمہیں اس قدر دوں گا لیکن بحرین کے مال سے پیشتر ہی رسول اللہ ﷺ کے وفات ہوگئی پھر جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا جس شخص سے رسول اللہ ﷺ نے کچھ وعدہ فرمایا ہو یا آپ پر کسی کا قرض ہو تو وہ میرے پاس آئے چنانچہ میں نے ان سے جا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اتنا دینے کا وعدہ فرمایا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ بھر کر مجھے دیئے اور فرمایا کہ اسے شمار کرو میں نے شمار

خُذْ مِثْلَيْهَا . [رواه البخاري: ٢٢٩٦] کیا تو پانچ سو درھم تھے پھر انہوں نے فرمایا اس سے دوگنا اور لے لو

فوائد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ مقرر ہوئے تو گویا آپ کے تمام معاملات ومعاہدات کے ذمہ دار ٹھہرے لہٰذا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ وعدوں کا پورا کرنا لازم ہوا چنانچہ انہوں نے ان وعدوں کو پورا کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایفاء عہد کے کار بند تھے۔ (عون الباری:۱۵۵/۳)

کتاب الوکالۃ
وکالت کے بیان میں

لغوی طور پر وکالت کا معنی سپرد کرنا ہے شریعت میں کسی آدمی کا دوسرے کو اپنا کام سپرد کرنا وکالت کہلاتا ہے بشرطیکہ وہ دوسرا اس کام کو بجا لانے کی استعداد ولیاقت رکھتا ہو سپرد کرنے والے کو موکل اور جسے کام سونپا جائے اسے وکیل کہتے ہیں۔

١ - باب: فِي وَكالَةِ الشَّرِيكِ

باب ۱: ایک شریک کا دوسرے شریک کے لئے وکیل بننا

١٠٦٤ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ، فَبَقِيَ عَتُودٌ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (ضَحِّ بِهِ أَنْتَ). [رواه البخاري: ٢٣٠٠]

۱۰۶۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کچھ بکریاں دیں تاکہ وہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دی جائیں تقسیم کے بعد بکری کا ایک بچہ رہ گیا جس کا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تو خود ہی اس کی قربانی کر دے۔

فوائد: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بھی ان قربانی کے جانوروں میں حصہ تھا اور وہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان میں شریک تھے پھر انہی کو دوسرے شرکاء کے لئے تقسیم پر مامور کیا گیا۔ (عون الباری: ۳/۱۵۷)

٢ - باب: إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِي أَوِ الْوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ أَوْ شَيْئاً يَفْسُدُ ذَبَحَ أَوْ أَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْفَسَادَ

باب ۲: جب چرواہا یا وکیل کسی بکری کو دیکھے کہ مر رہی ہے تو اسے ذبح کر دے یا کوئی چیز جو خراب ہو رہی ہو تو اسے درست کر دے

١٠٦٥ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرْعَى بِسَلْعٍ، فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتاً، فَكَسَرَتْ حَجَراً فَذَبَحَتْهَا بِهِ، فَقَالَ لَهُمْ: لاَ تَأْكُلُوا حَتَّى أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، أَوْ أُرْسِلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يَسْأَلُهُ، وَأَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَاكَ، أَوْ أَرْسَلَ، فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا. [رواه البخاري: ٢٣٠٤]

۱۰۶۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس بکریاں تھیں جو سلع پہاڑ پر چرا کرتی تھیں ہماری ایک لونڈی نے دیکھا کہ ایک بکری مر رہی ہے تو اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری کو ذبح کر دیا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ اس کا گوشت مت کھاؤ تا آنکہ میں رسول اللہ ﷺ سے خود پوچھوں یا رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی کو دریافت کرنے کے لئے بھیجوں پھر اس نے خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا قاصد بھیجا تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

فوائد: حدیث میں اگرچہ چرواہے کا ذکر ہے تاہم وکیل کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان دونوں کو امین سمجھ کر امانت ان کے حوالے کی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں چرواہے یا وکیل پر کوئی ضمان نہیں ہو گا۔ (عون الباری:۱۵۸/۳)

٣ - باب: الْوَكَالَةُ فِي قَضَاءِ الدُّيُونِ

باب ۳: قرض ادا کرنے کے لئے وکیل بنانا

١٠٦٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (دَعُوهُ، فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً). ثُمَّ قَالَ: (أَعْطُوهُ سِنّاً مِثْلَ سِنِّهِ). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! لا نَجِدُ إِلاَّ أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ، فَقَالَ: (أَعْطُوهُ، فَإِنَّ مِنْ

۱۰۶۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بڑے سخت الفاظ میں آپ سے اپنے قرض کا مطالبہ کرنے لگا اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے مارنے کا ارادہ کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو صاحب حق ایسی باتیں کر سکتا ہے پھر آپ نے فرمایا اسے اتنی ہی عمر کا اونٹ دے دو جس عمر کا اس کا اونٹ تھا لوگوں نے کہا اس عمر کا اونٹ نہیں بلکہ اس سے بہتر عمر کے اونٹ موجود ہیں آپ نے فرمایا

خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً». [رواه البخاري: ٢٣٠٦]

وہی دے دو کیونکہ تم میں اچھا وہ ہے جو خوبی کے ساتھ قرض ادا کرے۔

فوائد: قرض کی ادائیگی فوری طور پر کرنا ضروری ہے ممکن ہے کہ وکیل بنانے سے اس میں کچھ دیر ہو جائے تو یہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی میں غائب کی وکالت بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ حاضر کے مقابلہ میں غائب کی وکالت بالاولیٰ جائز ہے۔ (عون الباری:۳/۱۶۰)

٤ - باب: إِذَا وَهَبَ شَيْئاً لِوَكِيلٍ أَوْ شَفِيعِ قَوْمٍ جَازَ

باب ۴: اگر کسی قوم کے وکیل یا سفارشی کو کچھ ھبہ دیا جائے تو جائز ہے

١٠٦٧ : عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَحَبُّ الحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَٱخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ: إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا المَالَ، وَقَدْ كُنْتُ ٱسْتَأْنَيْتُ بِكُم)، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ٱنْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلاَّ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي المُسْلِمِينَ، فَأَثْنَى عَلَى ٱللهِ تَعالَى بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلاَءِ قَدْ جَاؤُونَا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ بِذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنكُمْ أَنْ يَكُونَ

۱۰۶۷۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ ہوازن کے لوگ جب مسلمان ہو کر آئے تو آپ کھڑے ہو گئے انہوں نے آپ سے یہ درخواست کی ان کے مال اور قیدی واپس کر دیئے جائیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے سچی بات پسند ہے لہٰذا تم لوگ ایک بات اختیار کر لو قیدی واپس لے لو یا مال، میں تو مدت سے تمہارا منتظر تھا ہوا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف سے واپسی پر دس دن سے زیادہ ان کا انتظار کیا پھر جب انہیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کو ایک ہی چیز واپس دیں گے تو انہوں نے کہا ہم اپنے قیدی واپس لیتے ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں کھڑے ہوئے اللہ کے شایان شان تعریف کرنے کے بعد فرمایا تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں لہٰذا اب جو کوئی خوشی سے واپس کرنا چاہے تو وہ واپس کر دے اور جو شخص اپنے حصہ پر قائم رہنا چاہے وہ اس طرح کہ اب جو پہلی فتح ہم کو اللہ دے

عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ ما يُفِيءُ آللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ). فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ آللهِ ﷺ لَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ آللهِ ﷺ: (إِنَّا لاَ نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ). فَرَجَعَ النَّاسُ، فَكَلَّمَهُمْ عُرَفاؤُهُمْ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ آللهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ: أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا. [رواه البخاري: ٢٣٠٧، ٢٣٠٨]

اس میں سے اس کا معاوضہ دے دیں تو وہ اس شرط پر دے دے لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم بلا معاوضہ دینا منظور کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ کون اس امر پر راضی ہے اور کون نہیں لہٰذا تم لوگ واپس جاؤ اور تمہارے سردار تمہارا پیغام ہمارے پاس لائیں چنانچہ وہ لوگ لوٹ گئے آخر کار ان کے سرداروں نے اپنے اپنے لوگوں سے بات کی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ وہ راضی ہیں اور انہوں نے قیدی واپس کرنے کی بخوشی اجازت دے دی ہے۔

فوائد: وفد ھوازن اپنی قوم کی طرف سے وکیل اور سفارشی بن کر آیا تھا رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا حصہ ھبہ کر دیا تھا جیسا کہ حدیث میں تفصیل سے موجود ہے۔ (عون الباری:۳/۱۶۲)

٥ - باب: إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَتَرَكَ الْوَكِيلُ شَيْئاً فَأَجازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جائِزٌ

باب ۵: جب کسی کو وکیل بنائے پھر وکیل کسی چیز کو چھوڑ دے اور موکل اسے منظور کرے تو جائز ہے

١٠٦٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ آللهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ آللهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكاةِ رَمَضانَ، فَأَتانِي آتٍ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ: لأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ آللهِ ﷺ، قالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيالٌ وَلِي حاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ما فَعَلَ أَسِيرُكَ

۱۰۶۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کی حفاظت کا حکم دیا میرے پاس ایک شخص آیا اور لپ بھر بھر کر اناج لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا اللہ کی قسم! میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو کیونکہ محتاج ہوں اور مجھ پر میرے بچوں کا بار ہونے سے سخت ضرورت مند ہوں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ ﷺ

الْبَارِحَةَ؟). قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً، وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: (أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ). فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: (إِنَّهُ سَيَعُودُ)، فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: (أَمَا إِنَّهُ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ). فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ، وَهٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ، ثُمَّ تَعُودُ. قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهَا، قُلْتُ مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ: ﴿اللَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾. حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ، فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي

نے فرمایا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب اس نے سخت حاجت بیان کی اور اپنے بال بچوں کا ذکر کیا تو میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا کہ اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے پیش نظر کہ وہ پھر آئے گا اس کا منتظر رہا چنانچہ وہ پھر آیا اور لپ بھر بھر کر غلہ لینے لگا میں نے اسے پکڑ کہا اب میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں مجھ پر میرے بچوں کا بڑا بار ہے اب میں پھر نہ آؤں گا اب کے بھی میں نے اس پر ترس کھایا اور چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ ﷺ نے پھر پوچھا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب اس نے سخت ضرورت پیش کی اور بچوں کا ذکر کیا تو میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا وہ پھر آئے گا چنانچہ میں تیسری بار اس کا منتظر رہا اور پھر وہ آیا اور غلہ سے لپ بھرنے لگا میں نے اس پکڑ کر کہا کہ میں اب تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا اور یہ تیسری بار ہے تو ہر بار کہہ دیتا ہے کہ اب نہ آؤں گا اور پھر آجاتا ہے وہ بولا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں چند کلمات بتاتا ہوں جو تمہارے لئے مفید ہوں گے میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا جب تم سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو یعنی "اللہ لا الہ

رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ما فَعَلَ أَسِيرُكَ البَارِحَةَ؟). قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي ٱللهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: (ما هِيَ؟). قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ: ﴿ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَيُّ ٱلْقَيُّومُ﴾. وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ ٱللهِ حافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ - وَكانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاَثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ). قُلْتُ: لاَ، قَالَ: (ذَاكَ شَيْطَانٌ). [رواه البخاري: ٢٣١١]

الا هو الحی القیوم" اس کے اختتام تک پھر اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک محافظ مقرر ہو جائے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے پاس نہ آ سکے گا میں نے پھر اس کو چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارے قیدی نے گزشتہ شب کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے کہا کہ میں تمہیں چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا آپ نے فرمایا وہ کلمات کیا ہیں میں نے عرض کیا اس نے مجھ سے کہا کہ جب اپنے بچھونے پر جاؤ تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو اللہ کی طرف سے ایک نگران تمہارے لئے مقرر ہو جائے گا کہ صبح تک کوئی شیطان تمہارے پاس نہیں آئے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو نیکی کے حریص تھے ہی! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے اس مرتبہ تم سے سچ کہا ہے اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے اے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو کہ تین شب تم کس سے گفتگو کرتے رہے ہو میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

فوائد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اگرچہ صدقہ فطر کسی کو دینے کے لئے وکیل نہ تھے تاہم وہ اس کی حفاظت پر ضرور مامور تھے اس میں انہوں نے کچھ کمی کی کہ شیطان کو چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے اس کے اس فعل کو جائز قرار دیا۔ (عون الباری:۳/۱۶۷)

٦ - باب: إِذَا بَاعَ الْوَكِيلُ بَيعاً فَاسِدًا فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ

باب ٦: اگر وکیل بیع فاسد کرے تو وہ مسترد ہوگی

١٠٦٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جاءَ بِلاَلٌ رَضِيَ

۱۰۶۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک دن

اَللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟). قَالَ بِلَالٌ: كَانَ عِنْدِي تَمْرٌ رَدِيٌّ، فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، لِيَطْعَمَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: (أَوَّهْ أَوَّهْ، عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا، لَا تَفْعَلْ، وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ، ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ). [رواه البخاري: ٢٣١٢]

رسول اللہ ﷺ کے پاس برنی قسم کی عمدہ کھجوریں لائے آپ نے ان سے پوچھا کہاں سے لائے ہو؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس کچھ خراب کھجوریں تھیں میں نے ان کے دو صاع کے عوض اس کا ایک صاع لیا ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ انہیں تناول فرمائیں آپ نے فرمایا توبہ توبہ یہ تو بعینہ سود بالکل ہی سود ہے! ایسا نہ کیا کرو اگر تم آئندہ کھجور خریدنا چاہو تو پہلے اپنی کھجور کو فروخت کرو پھر اس کی قیمت کے عوض اچھی کھجوریں خریدو۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ سودی معاملہ کسی صورت میں بھی قابل برداشت نہیں اس حدیث میں اگرچہ واپس کر دینے کا ذکر نہیں ہے تاہم مسلم کی روایت میں وضاحت ہے کہ ان کھجوروں کو واپس کر دو۔ (عون الباری:۱۶۹/۳)

٧ - باب: الْوَكَالَةُ فِي الْحُدُودِ

باب ۷: حد لگانے کے لئے کسی کو وکیل بنانا

١٠٧٠ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جِيءَ بِالنُّعَيْمَانِ، أَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ، شَارِبًا، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ، قَالَ: فَكُنْتُ أَنَا فِيمَنْ ضَرَبَهُ، فَضَرَبْنَاهُ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ. [رواه البخاري: ٢٣١٦]

۱۰۷۰۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نعیمان یا ابن نعیمان رضی اللہ عنہ کو شراب نوشی کے جرم میں پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے جو لوگ گھر میں موجود تھے انہیں حکم دیا کہ اس کو ماریں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو مارا ہم نے جوتوں اور چھڑیوں سے اسے پیٹا تھا۔

فوائد: حضرت نعیمان بن عمرو رضی اللہ عنہ شریک غزوہ بدر اور خوش طبع انسان تھے رسول اللہ ﷺ نے گھر میں موجود لوگوں کو انہیں حد لگانے کے لئے وکیل مقرر فرمایا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرابی پر حد لگانے کے لئے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار نہ کیا جائے۔ (عون الباری:۱۷۰/۳)

کتاب ما جاء فی الحرث والمزارعة

کاشتکاری اور بٹائی کا بیان

کھیتی باڑی کرنا مباح ہے بشرطیکہ جہاد اور اس طرح کے دیگر کاموں کے لئے رکاوٹ کا باعث نہ ہو اسی طرح زمین بٹائی پر دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی مخصوص قطعہ ارضی کی پیداوار لینے کی شرط نہ رکھی جائے۔

١ - باب: فَضْلُ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ

١٠٧١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ما مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ، أَوْ إِنْسانٌ، أَوْ بَهِيمَةٌ، إلاَّ كانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٢٣٢٠]

باب ا: کاشتکاری اور شجرکاری کی فضیلت

١٠٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان شجرکاری یا کاشتکاری کرتا ہے پھر اس میں سے کوئی پرندہ' انسان یا حیوان کھاتا ہے تو اسے صدقہ و خیرات کا ثواب ملتا ہے۔

فوائد: مسلمان کی تخصیص اس لئے ہے کہ کافر کو ثواب آخرت نہیں ملتا البتہ دنیا میں اسے اچھے کام کا بدلہ مل سکتا ہے مؤمن کے لئے یہ ثواب قیامت تک کے لئے ہے۔ (عون الباری: ٣/١٧٣)

٢ - باب: مَا يُحْذَرُ مِنْ عَوَاقِبِ الاشْتِغَالِ بِآلَةِ الزَّرْعِ أَوْ مُجَاوَزَةِ الحَدِّ الَّذِي أُمِرَ بِهِ

باب ۲: زرعی آلات میں بہت مصروف رہنے اور جائز حدود سے تجاوز کرنے کے برے انجام کا بیان

١٠٧٢ : عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنْ آلَةِ الحَرْثِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلاَّ أَدْخَلَهُ ٱللهُ الذُّلَّ). [رواه البخاري: ٢٣٢١]

۱۰۷۲۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ہل کا پھل یا کھیتی کا کوئی آلہ دیکھا تو کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ زرعی آلات جس قوم کے گھر میں گھس آتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ذلت و رسوائی سے دوچار کرتا ہے

فوائد: یہ ذلت و رسوائی اس بناء پر ہو گی کہ جب انسان دن رات کھیتی باڑی میں لگا رہے گا جب جہاد اور اس کے لوازمات سے غافل ہو جائے گا تو دشمن کا غالب آجانا یقینی ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی وضاحت بھی ہے۔

٣ - باب: اقْتِنَاءُ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ

باب ۳: کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا

١٠٧٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ، إِلاَّ كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ). [رواه البخاري: ٢٣٢٢]

۱۰۷۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کتا پالتا ہے تو روزانہ اس کی نیکیوں میں سے ایک قیراط کے برابر ثواب کم ہوتا رہے گا البتہ کھیتی یا ریوڑ کی حفاظت کے لئے کتا رکھا جا سکتا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے امام بخاری نے کھیتی باڑی کرنے کا جواز ثابت کیا ہے کیونکہ جب کھیتی کے لئے کتا رکھنے کی اجازت ہے تو زراعت کا پیشہ بھی درست ہو گا نیز اس حدیث سے مذکورہ مقاصد کے لئے کتے کے بچے کا پالنے کا بھی جواز ملتا ہے۔ (عون الباری:۳/۱۷۹)

١٠٧٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي رِوايَة: (إِلاَّ كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ). [رواه البخاري: ٢٣٢٢]

۱۰۷۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکریوں یا کھیتی کی حفاظت یا شکار کے لئے کتا رکھا جا سکتا ہے۔

١٠٧٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي رِوايَة أخرى: (إِلاَّ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ

۱۰۷۵۔ حضرت ابوھریرہ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ شکار اور جانوروں کی حفاظت

مَاشِيَةٍ). [رواه البخاري: ٢٣٢٢]

کے لئے کتا رکھ سکتا ہے۔

٤ - باب: اسْتِعْمَالُ الْبَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ

باب ۴: کھیتی باڑی کے لئے گائے بیل سے کام لینا

١٠٧٦ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (بَيْنَما رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلَى بَقَرَةٍ الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا، خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ، قَالَ: آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَأَخَذَ ٱلذِّئْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِي، فَقَالَ ٱلذِّئْبُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لاَ رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي، قَالَ: آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ). قَالَ الراوي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَما هُمَا يَوْمَئِذٍ فِي الْقَوْمِ. [رواه البخاري: ٢٣٢٤]

۱۰۷۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک بیل پر سوار ہو کر جا رہا تھا تو بیل نے متوجہ ہو کر کہا کہ میں سواری کے لئے نہیں بلکہ کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں آپ نے فرمایا کہ میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی یقین رکھتے ہیں نیز آپ نے فرمایا کہ ایک بھیڑیا بکری لے گیا تو چرواہا اس کے پیچھے بھاگا بھیڑیئے نے کہا جس دن (مدینہ میں) درندے ہی درندے ہوں گے اور اس دن بکریوں کا محافظ کون ہوگا؟ اس دن تو میرے علاوہ کوئی چرواہا نہیں ہو گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی یقین رکھتے ہیں راوی حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے کہ اس دن وہ دونوں مجلس میں موجود نہیں تھے۔

فوائد: اس میں کوئی بات خلاف عقل نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو بھی زبان دی ہے ان کا بات کرنا دشوار نہیں البتہ خلاف عادت ضرور ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے لہٰذا ہمیں یقین ہے۔ (عون الباری:۳/۱۸۱)

٥ - باب: إِذَا قَالَ: أَكْفِنِي مَؤُنَةَ النَّخْلِ

باب ۵: جب کوئی کہے کہ تو نخلستان کی خدمت اپنے ذمہ لے کر مجھے فارغ کر دے

١٠٧٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ.

۱۰۷۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ انصار رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے اور ہمارے بھائیوں

قالَ: (لَا). فَقَالُوا: تَكْفُونَا الْمَؤُنَةَ، وَنَشْرَكْكُمْ فِي الثَّمَرَةِ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا. [رواه البخاري: ٢٣٢٥]

کے درمیان کھجوروں کے باغات تقسیم کر دیں آپ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا پھر انہوں نے مہاجرین سے کہا کہ تم محنت کرو ہم تمہیں پیداوار میں شریک کر لیں گے تب مہاجرین نے کہا اچھا ہمیں منظور ہے۔

فوائد: امام بخاری کا عنوان اس طرح ہے "نخلستان وغیرہ میں محنت کر اور مجھے اس کی پیداوار سے حصہ دے" معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے یعنی باغ یا زمین ایک شخص کی ہو اور محنت دوسرا شخص کرے دونوں پیداوار میں شریک ہوں۔ (عون الباری:۳/۱۸۲)

١٠٧٨ : عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مُزْدَرَعًا، كُنَّا نُكْرِي الأَرْضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمًّى لِسَيِّدِ الأَرْضِ، قَالَ: فَمِمَّا يُصَابُ ذٰلِكَ وَتَسْلَمُ الأَرْضُ، وَمِمَّا يُصَابُ الأَرْضُ وَيَسْلَمُ ذٰلِكَ، فَنُهِينَا، وَأَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ. [رواه البخاري: ٢٣٢٧]

۱۰۷۸۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام اہل مدینہ سے ہمارے کھیت زیادہ تھے ہم زمین کو بایں شرط بٹائی پر دیا کرتے تھے کہ زمین کے ایک معین حصہ کی پیداوار مالک زمین کی ہوگی چنانچہ کبھی ایسا ہوتا کہ کھیت کے اس حصے پر آفت آجاتی اور باقی زمین کی پیداوار اچھی رہتی اور کبھی باقی کھیت پر آفت آجاتی اور وہ حصہ سالم رہتا بنا بریں ہمیں اس سے روک دیا گیا اور سونے چاندی کے عوض ٹھیکہ پر دینے کا تو اس وقت رواج ہی نہیں تھا۔

فوائد: بٹائی پر زمین دینا جائز ہے لیکن مخصوص قطعہ ارض کی پیداوار لینے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے البتہ نقدی کے عوض زمین کو ٹھیکے پر دینے کے متعلق خود راوی حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ایک دوسری روایت (بخاری:۲۳۴۶) میں فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٦ - باب: الْمُزَارَعَةُ بِالشَّطْرِ

باب ٦: نصف پیداوار پر زمین کاشت کرنے کا بیان

١٠٧٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ ما يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ، فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ

۱۰۷۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے اناج اور پھل کی نصف پیداوار پر معاملہ کیا تھا اور اپنی ازواج مطہرات کو سو وسق دیا کرتے تھے جن میں اسی وسق

مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانِينَ وَسْقَ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسْقَ شَعِيرٍ. [رواه البخاري: ٢٣٢٨]

کھجور اور بیس وسق جو ہوتے تھے۔

فوائد: گھریلو ضروریات کے لئے کھجور زیادہ استعمال ہوتی تھی اس لئے ان کی مقدار زیادہ ہوتی اور جو کی مقدار کم اس لئے تھی کہ گھر میں روٹی کبھی کبھی پکایا کرتے تھے۔

١٠٨٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنِ الكِراءِ، وَلٰكِنْ قالَ: (أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخاهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا). [رواه البخاري: ٢٣٣٠]

١٠٨٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین ٹھیکے پر دینے سے منع نہیں فرمایا بلکہ آپ کا ارشاد ہے کوئی شخص تم میں سے اپنی زمین بھائی کو یوں ہی دے دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس کا کچھ کرایہ وصول کرے۔

فوائد: اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ سفیان بن عیینہ نے حضرت طاؤس سے کہا بہتر ہے کہ تم بٹائی پر زمین دینا چھوڑ دو کیونکہ لوگوں کے بقول رسول اللہ ﷺ نے بٹائی کا معاملہ کرنے سے منع فرمایا ہے حضرت طاؤس نے ان کے جواب میں یہ حدیث بیان کی۔

٧ - باب: أَوْقَافُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَرْضِ الخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ

باب ٧: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوقاف' خراجی زمینوں اور ان کی بٹائی نیز ان کے معاملات کا بیان

١٠٨١ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قالَ: لَوْلاَ آخِرُ المُسْلِمِينَ، ما فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلاَّ قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا، كما قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ. [رواه البخاري: ٢٣٣٤]

١٠٨١۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر مفتوحہ شہر کو فاتحین پر تقسیم کر دیتا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کر دیا تھا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ آئندہ بہت سے مسلمان پیدا ہوں گے جو ضرورت مند اور مفلوک الحال ہوں گے اگر میں تمام مفتوحہ ممالک کی زمین غازیوں میں تقسیم کر دوں تو آئندہ محتاج مسلمان محروم رہ جائیں گے۔

٨ - باب: مَن أَحْيَا أَرْضاً مَوَاتاً

باب ٨: جو شخص کسی بے آباد بنجر زمین کو آباد کرے (وہ اسی کی ہے)

١٠٨٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: (مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ). [رواه البخاري: ٢٣٣٥]

١٠٨٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسی زمین کو آباد کرے جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو آباد کرنے والا اس کا زیادہ حقدار ہے۔

فوائد: بنجر زمین کو آباد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کا بندوبست کر کے وہاں کاشت کاری کرے یا باغ لگائے یا مکان وغیرہ تعمیر کرے ایسا کرنے سے وہ زمین آباد کار کی ملکیت بن جائے گی بشرطیکہ حاکم وقت نے بھی اس کی اجازت دی ہو۔

١٠٨٣ : عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قالَ: أَجْلَى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الحِجَازِ، وَكانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ، أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا، وَكَانَتِ الأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهَا للهِ وَلِرَسُولِهِ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِينَ، وَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنهَا، فَسأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا، ولَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذٰلِكَ ما شِئْنا). فَقَرُّوا بِهَا حَتَّى أَجْلاَهُمْ عُمَرُ إِلَى تَيْماءَ وَأَرِيحَاءَ. [رواه البخاري: ٢٣٣٨]

١٠٨٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہود ونصاریٰ کو سرزمین حجاز سے نکال دیا رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر پر غلبہ پایا تو اسی وقت یہودیوں کو وہاں سے نکال دینا چاہا کیونکہ غلبہ پاتے ہی وہ زمین اللہ' اس کے رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کی ہوگئی تھی پھر آپ نے وہاں سے یہود کو نکالنے کا ارادہ فرمایا تو یہود نے آپ سے درخواست کی کہ انہیں اس شرط پر وہاں رہنے دیا جائے کہ وہ کام کریں گے اور انہیں نصف پیداوار ملے گی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اس شرط پر جب تک چاہیں رکھیں گے چنانچہ یہودی وہاں رہے تا آنکہ حضرت عمر نے مقام تیماء اور مقام اریحا کی طرف انہیں جلاوطن کر دیا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو اس لئے جلا وطن کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی کہ یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا لٰہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام کسی پیشگی معاہدہ کی خلاف ورزی نہ تھا۔

٩ - باب: مَا كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يُوَاسِي بَعْضُهُمْ بَعْضاً فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ

باب ۹: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو کھیتی اور پھلوں میں شریک کر لیا کرتے تھے

١٠٨٤ : عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَمِّي ظُهَيْرُ ابْنُ رَافِعٍ: لَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا، قُلْتُ: مَا قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ، قَالَ: دَعَانِي رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ، قَالَ: (مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ؟). قُلْتُ: نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ، وَعَلَى الأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ، قَالَ: (لَا تَفْعَلُوا، ٱزْرَعُوهَا، أَوْ أَزْرِعُوهَا، أَوْ أَمْسِكُوهَا). قَالَ رَافِعٌ: قُلْتُ: سَمْعًا وَطَاعَةً. [رواه البخاري: ٢٣٣٩]

۱۰۸۴۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میرے چچا ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے کام سے منع فرما دیا جس سے ہم کو بہت آسانی تھی میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا وہ حق ہے، ظہیر نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر پوچھا تم اپنے کھیتوں کا کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہم چوتھائی پیداوار پر نیز کھجور اور جو کے چند وسق پر کرایہ کے لئے دیتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو خود کاشت کرو یا کسی کو کاشت کے لئے دے دو یا اسے اپنے پاس ہی رہنے دو رافع کہتے ہیں کہ میں نے کہا جو ارشاد ہوا سنا اور دل سے مان لیا

فوائد: بٹائی پر دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ برساتی نالے کے اردگرد اگنے والی کھیتی یا مخصوص قطعہ ارضی کی پیداوار مالک کے لئے ہوگی یہ ناجائز ہے اگر اس طرح ناروا شرائط نہ ہوں تو بٹائی پر زمین دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

١٠٨٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ، عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ، ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى رَافِعٍ، فَسَأَلَهُ،

۱۰۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ابتدائے امارت میں اپنی زمین کرایہ پر دیتے تھے پھر حضرت رافع کے حوالہ سے حدیث بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے ممانعت فرمائی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا

فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّا كُنَّا نُكْرِي مَزَارِعَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَا عَلَى الأَرْبِعَاءِ، وَبِشَيْءٍ مِنَ التِّبْنِ. [رواه البخاري: ٢٣٤٣، ٢٣٤٤]

مجھے معلوم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اپنے کھیت چوتھائی پیداوار اور کچھ بھوسے کے عوض کرایہ پر دیا کرتے تھے

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی زبانی فرمان نبوی سن کر اس کی وضاحت فرمائی اور بٹائی پر اپنی زمین دیتے رہے لیکن بعد میں احتیاطاً اس سے دست بردار ہو گئے جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

١٠٨٦ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ الأَرْضَ تُكْرَى، ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللهِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَحْدَثَ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ، فَتَرَكَ كِرَاءَ الأَرْضِ. [رواه البخاري: ٢٣٤٥]

١٠٨٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کھیت کرایہ پر دیئے جاتے تھے پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے اس مسئلہ میں کوئی نیا حکم دیا ہو جس کی انہیں خبر نہ ہوئی ہو لہٰذا انہوں نے (احتیاطاً) کھیت کو کرائے پر دینا بند کر دیا۔

١٠ - باب

باب ١٠:

١٠٨٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ: (أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ، فَقَالَ لَهُ: أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى، وَلٰكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ، قَالَ: فَبَذَرَ، فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ، فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ،

١٠٨٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گفتگو فرما رہے تھے جبکہ ایک دیہاتی بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ ایک شخص جنت میں اپنے پروردگار سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگے گا پروردگار فرمائے گا کیا تو موجودہ حالت میں خوش نہیں؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں خوش تو ہوں لیکن کھیتی باڑی کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا جب وہ بیج بوئے گا تو اس کا اُگنا' پروان چڑھنا اور کٹنے کے لائق ہونا

فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى: دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ، فَإِنَّهُ لاَ يُشْبِعُكَ شَيْءٌ). فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: واللهِ لاَ تَجِدُهُ إِلاَّ قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا، فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ، وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٣٤٨]

پلک جھپکنے سے بھی پہلے ہو جائے گا اور پیداوار کے ڈھیر پہاڑوں کے برابر ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! لے کیونکہ تو کسی چیز سے سیر نہیں ہوتا پھر دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایسا شخص قریش یا انصار میں پائیں گے کیونکہ وہی لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں ہم تو کھیتی والے نہیں ہے اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

فوائد: امام بخاری کا اس حدیث کو لانے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیکے یا بٹائی پر زمین دینے سے منع کی روایات حرمت پر دلالت نہیں کرتیں بلکہ اخلاقی طور پر لوگوں کو ہمدردی پر ابھارنے کے لئے ہیں کیونکہ زمین کے متعلق اس قسم کی حرص پر قدغن نہیں لگائی جا سکتی بلکہ اہل جنت میں بھی اگر کوئی اس قسم کی حرص پر مبنی خواہش کا اظہار کرے گا تو اسے پورا کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ واللہ اعلم (عون الباری: ۳/۱۹۶)

کتاب المساقاۃ
مساقات کا بیان

مساقات درحقیقت مزارعت کی ایک قسم ہے فرق یہ ہے کہ زراعت زمین میں ہوتی ہے اور مساقات باغات میں یعنی ایک شخص کا باغ ہو دوسرا اس کی نگہبانی کرے پھر پھلوں کو طے شدہ حصے کے مطابق تقسیم کر لیا جائے مزارعت کی طرح یہ بھی جائز ہے۔

١ - باب: في الشُّرْبِ

باب: پانی کی تقسیم کا بیان

١٠٨٨ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلاَمٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ، وَالأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ: (يَا غُلاَمُ، أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَهُ الأَشْيَاخَ). قَالَ: مَا كُنْتُ لأُوثِرَ بِفَضْلِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. [رواه البخاري: ٢٣٥١]

۱۰۸۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کا ایک بڑا پیالہ لایا گیا آپ نے اس میں سے پیا اس وقت آپ کے دائیں جانب ایک کم سن لڑکا بیٹھا ہوا تھا جبکہ بائیں طرف سب عمر رسیدہ لوگ تھے آپ نے اس لڑکے سے فرمایا برخوردار! کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں بقیہ پانی ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ سے بچے ہوئے پانی پر اپنے اوپر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا چنانچہ آپ نے وہ پیالہ اس کو عنایت فرمایا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی کی تقسیم ہو سکتی ہے اور تقسیم میں پہلے دائیں جانب والوں کا حق ہے۔ (عون الباری:۳/۱۹۷)

١٠٨٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ

۱۰۸۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: حَلَبْتُ لِرَسُولِ ٱللهِ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً دَاجِنٍ، فِي دَارِي، وَشِيبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي فِي دَارِي، فَأَعْطَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ، حَتَّى إِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيهِ، وَعَلَى يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ عُمَرُ، وَخَافَ أَنْ يُعْطِيَهُ الأَعْرَابِيَّ: أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُولَ ٱللهِ عِنْدَكَ، فَأَعْطَاهُ الأَعْرَابِيَّ الَّذِي عَلَى يَمِينِهِ، ثُمَّ قَالَ: (الأَيْمَنَ فَالأَيْمَنَ). [رواه البخاري: ٢٣٥٢]

انہوں نے کہا میں نے اپنے گھر کی ایک پالتو بکری کا دودھ دھویا اور گھر والے کنویں کا پانی لیا اور اس میں ملا دیا پھر اسے ایک پیالہ میں ڈال کر رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کیا جسے آپ نے نوش فرمایا جب آپ نے پیالہ منہ سے جدا کیا تو اس وقت آپ کے بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دائیں جانب ایک دیہاتی بیٹھا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس اندیشہ کے پیش نظر کہ آپ اپنا پس خوردہ دیہاتی کو دے دیں گے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیجئے جو آپ کے پاس ہی بیٹھے ہیں مگر آپ نے اپنا پس خوردہ اپنے دائیں جانب بیٹھنے والے دیہاتی کو عنایت کرکے فرمایا دائیں طرف والا زیادہ حقدار ہے پھر جو اس کی دائیں جانب ہو

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سنت ہے یہ سنت ہے یہ سنت ہے یعنی دائیں جانب والے کو پہلے دیا جائے اگرچہ وہ مقام اور درجہ کے لحاظ سے کم تر ہی کیوں نہ ہو اگر حاضرین سامنے ہوں تو بڑوں کا خیال رکھا جائے۔ (عون الباری:۳/۱۹۸)

٢ - باب: مَنْ قَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْمَاءِ أَحَقُّ بِالْمَاءِ حَتَّى يَرْوَى

باب ۲: پانی کا مالک سیراب ہونے تک پانی کا زیادہ حقدار ہے

١٠٩٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلأُ). [رواه البخاري: ٢٣٥٣]

۱۰۹۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھاس کو روکنے کے لئے ضرورت سے زیادہ پانی نہ روکا جائے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کا کنواں ایسی جگہ پر ہو جہاں اس کے اردگرد بکثرت گھاس اگی ہوئی ہو وہاں سب لوگ اپنے جانور چرانے کا حق رکھتے ہوں لیکن کنویں کا مالک کسی کو کنویں سے پانی نہ پینے دے تاکہ اس بہانے وہ گھاس بھی محفوظ رہے یہ ناجائز ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۰)

١٠٩١ : وفي رواية عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا تَمْنَعُوا

۱۰۹۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ضرورت سے زائد

فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلِإِ). [رواه البخاري: ٢٣٥٤]

گھاس کو روکنے کے لئے ضرورت سے زائد پانی مت روکو

فوائد: ضرورت سے زائد پانی روکنا گویا اس گھاس سے روکنا ہے جو وہاں اگی ہوئی ہے ابن حبان کی ایک روایت میں گھاس سے نہ روکنے کی صراحت بھی ہے اس لئے ذاتی ضروریات اور زراعت وحیوانات سے فاضل پانی روکنا جائز نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۱)

٣ - باب: الخُصُومَةُ فِي الْبِئْرِ وَالْقَضَاءُ فِيهَا

باب ۳: کنویں کے متعلق جھگڑنا اور اس کا فیصلہ کرنے کا بیان

١٠٩٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مالَ ٱمْرِيءٍ مُسْلِمٍ، هُوَ عَلَيْهَا فاجِرٌ، لَقِيَ ٱللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبانُ). فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾. الآيَةَ، فَجاءَ الأَشْعَثُ فَقالَ: ما يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ، كانَتْ لِي بِئْرٌ في أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي، فَقالَ لِي: (شُهُودَكَ). قُلْتُ: ما لِي شُهُودٌ، قالَ: (فَيَمِينُهُ). قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِذًا يَحْلِفَ، فَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ هٰذَا الحَدِيثَ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ ذٰلِكَ تَصْدِيقًا لَهُ. [رواه البخاري: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧]

۱۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کسی مسلمان کا مال ہتھیانے کے لئے جھوٹی قسم اٹھائے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے جو لوگ اللہ کے واسطہ سے جھوٹی قسمیں اٹھا کر دنیا کا تھوڑا سا مال لیتے ہیں .... آخر تک (آل عمران) اس دوران حضرت اشعث رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے پوچھا کہ ابوعبدالرحمٰن یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے کیا بیان کرتے ہیں؟ یہ آیت تو میرے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ میرے چچا زاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (اس کی ملکیت پر جھگڑا ہوا) تو آپ نے فرمایا تم اپنے گواہ پیش کرو میں نے عرض کیا میرا تو کوئی گواہ نہیں ہے آپ نے فرمایا تو پھر دوسرے فریق سے قسم لی جائے گی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ تو قسم اٹھا لے گا تب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

فوائد: مال پر ناجائز قبضہ کرنے کے متعلق مسلمان کی شرط عام حالات کے پیش نظر ہے وگرنہ کسی کے مال پر ناجائز قبضہ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں خواہ وہ ذمی یا معاہد کیوں نہ ہو۔ (عون الباری:۳/۲۰۳)

٤ - باب: إِثْمُ مَنْ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ مِنَ الْمَاءِ

١٠٩٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ثَلاَثَةٌ لاَ يَنْظُرُ ٱللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ كانَ لَهُ فَضْلُ ماءٍ بِالطَّرِيقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لاَ يُبَايِعُهُ إِلاَّ لِدُنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ، وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ: وَٱللهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ غَيْرُهُ، لَقَدْ أَعْطَيْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ). ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾. [رواه البخاري: ٢٣٥٨]

باب ۴: اس شخص کا گناہ جو کسی مسافر کو پانی سے روکے

۱۰۹۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں پر نظرکرم نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے المناک عذاب ہوگا ایک تو وہ شخص جس کے ہاں گزرگاہ کے پاس ضرورت سے زیادہ پانی ہو وہ اس سے مسافر کو روکے دوسرا وہ شخص جو کسی امام سے محض حصول دنیا کے لئے بیعت کرے اگر وہ اسے کچھ حصہ دے دے تو خوش رہے اگر نہ دے تو ناراض ہوجائے اور تیسرا وہ شخص جو عصر کے بعد اپنا مال بیچنے کھڑا ہوا اور یوں کہے کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اس مال کی مجھے اتنی قیمت مل رہی ہے (لیکن میں نے نہیں دیا) اور کسی نے اسے سچا سمجھ کر اس سے وہ چیز خرید لی اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وہ لوگ جو اللہ کا واسطہ دے کر اور جھوٹی قسمیں اٹھا کر دنیا کا تھوڑا مال لیتے ہیں..... آخر تک آیت"

فوائد: اگر کسی کے پاس بقدر ضرورت پانی ہے تو وہ مسافر کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۵)

٥ - باب: فَضْلُ سَقْيِ الْمَاءِ

١٠٩٤ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بَيْنَا رَجُلٌ

باب ۵: پانی پلانے کی فضیلت

۱۰۹۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص چلا جارہا تھا

يَمْشِي، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلَ الَّذِي بَلَغَ بِي، فَمَلأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، ثُمَّ رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ قَالَ: (فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ). [رواه البخاري: ٢٣٦٣]

اسے جب شدت کی پیاس لگی تو وہ کنویں میں اترا اور پانی پیا وہاں سے نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے ہانپ رہا ہے اور نم دار زمین چاٹ رہا ہے اس شخص نے اپنے دل میں کہا آخر اسے بھی وہی تکلیف ہوگی جو مجھے تھی اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر دانتوں سے پکڑ کر اوپر چڑھا اور اس کتے کو پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ فعل پسند فرمایا اور اسے بخش دیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جانوروں کی خدمت سے ہمیں اجر ملے گا آپ نے فرمایا ہاں ہر جاندار کی خدمت میں ثواب ہے۔

فوائد: اس حدیث سے پانی پلانے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اگر کسی شخص کے گناہ زیادہ ہوں تو اسے بھی دوسروں کو پانی پلانے کا اہتمام کرنا چاہیئے اگر کتے کو پانی پلانے سے مغفرت حاصل ہو سکتی ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ اہتمام کرنا بہت ہی ثواب کا باعث ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۷)

٦ - باب: مَنْ رَأَى أَنَّ صَاحِبَ الحَوْضِ أَوِ القِرْبَةِ أَحَقُّ بِمَائِهِ

باب ٦: حوض اور مشک کا مالک اپنے پانی کا زیادہ حقدار ہے

١٠٩٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لأَذُودَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِي، كما تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الإِبِلِ عَنِ الحَوْضِ). [رواه البخاري: ٢٣٦٧]

۱۰۹۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں قیامت کے دن اپنے حوض کوثر سے کچھ لوگوں کو اس طرح ہٹاؤں گا جیسے اجنبی اونٹ حوض سے روک دیئے جاتے ہیں۔

فوائد: اس حدیث میں حوض کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی اس کے حقدار تھے اور جو لوگ دنیا میں نفاق وشقاق اور بدعات ورسومات کا شکار رہے وہ اس حوض سے محروم رہیں گے۔ (عون الباری:۳/۲۰۸)

١٠٩٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ:

۱۰۹۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ قیامت کے

رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أَعْطَي بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَي وَهُوَ كَاذِبٌ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَائِهِ فَيَقُولُ اللهُ: الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ). [رواه البخاري: ٢٣٦٩]

دن نہ بات کرے گا اور نہ ہی نظر رحمت سے دیکھے گا ایک وہ جس نے اپنے مال پر قسم اٹھائی ہو کہ اسے اتنی زیادہ قیمت مل رہی ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہو دوسرا جس نے کسی مسلمان کا مال ہڑپ کرنے کے لئے عصر کے بعد جھوٹی قسم اٹھائی تیسرا وہ شخص جو اپنی ضرورت سے زائد پانی لوگوں سے روکے اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ آج میں تجھے اسی طرح اپنے فضل سے محروم رکھتا ہوں جس طرح تو نے لوگوں کو فالتو پانی سے محروم کیا تھا حالانکہ اسے تو نے پیدا نہیں کیا تھا۔

فوائد: اس شخص کو ضرورت سے زیادہ پانی روکنے پر سزا ملی اس کا مطلب یہ ہے کہ بقدر ضرورت پانی روکنا جائز تھا کیونکہ وہ اس کا حقدار تھا نیز حدیث کے آخری الفاظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے محنت سے پانی نکالا ہو تو وہ اس کا حقدار ہے۔ (عون الباری:۳/۲۰۹)

٧ - باب: لاَ حِمَىٰ إِلَّا لله وَرَسُولِهِ

باب ۷: سرکاری چراگاہ تو صرف اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کیلئے ہے

١٠٩٧ : عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ حِمَىٰ إِلاَّ لِلهِ وَلِرَسُولِهِ). [رواه البخاري: ٢٣٧٠]

۱۰۹۷۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چراگاہ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہی ہے۔

فوائد: جنگلات' پہاڑوں کی چوٹیاں اور گھاٹیاں نیز برساتی نالوں کے اردگرد شکار گاہیں حکومت وقت کی ملکیت ہوتی ہیں کسی دوسرے کو وہاں قبضہ کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ وہ رفاہی منصوبوں اور قومی آباد کاری کے لئے ہیں۔ (عون الباری:۳/۲۱۰)

٨ - باب: شُرْبِ النَّاسِ وَسَقْيِ الدَّوَابِّ مِنَ الأَنْهَارِ

باب ۸: نہروں سے انسانوں اور چوپایوں کا پانی پینا درست ہے

١٠٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

۱۰۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑا بعض لوگوں کے

(الخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ: فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَطَالَ بِهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ المَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهُ انْقَطَعَ طِيَلُهَا، فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ، كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، فَهِيَ لِذٰلِكَ أَجْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا، ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا، وَلَا ظُهُورِهَا، فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الإِسْلَامِ، فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ). وَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الحُمُرِ؟، فَقَالَ: (ما أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الآيَةُ الجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ: ﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾). [رواه البخاري: ٢٣٧١]

لئے باعث ثواب بعض کے لئے موجب پردہ پوشی اور بعض کے لئے وجہ وبال ہے باعث اجر اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے اللہ کی راہ میں باندھے رکھا اس کی رسی کو کسی چراگاہ یا باغ میں لمبا کردیا اور رسی کی لمبائی تک چراگاہ یا باغ کے جس قدر میدان میں پھرے گا اس کے عوض اسے نیکیاں ملیں گی اگر اس کی رسی ٹوٹ جائے اور وہ ایک یا دو ٹیلوں تک دوڑ جائے تو بھی اس کے قدموں کے نشانات اور لید وغیرہ بھی اس کے لئے نیکیاں شمار ہوں گی اور اگر اس کا گزر کسی نہر پر ہو اس نے وہاں سے پانی پیا گو اس کے مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ تھا تب بھی نیکیاں لکھ لی جائیں گی پس اس قسم کا گھوڑا مالک کے لئے باعث اجر وثواب ہے اور جس شخص نے روپیہ کمانے اور سوال سے بچنے کے لئے گھوڑا باندھا اور وہ اس کی ذات اور اس کی سواری میں اللہ کے حق کو بھی فراموش نہ کرتا ہو تو یہ گھوڑا اس کے لئے بچاؤ کا ذریعہ ہے اور جو شخص محض فخر وریا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے گھوڑا باندھتا ہو وہ اس کے لئے موجب عذاب و وبال ہے رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا گدھوں کے متعلق خاص طور پر مجھ پر کچھ نازل نہیں ہوا مگر یہ آیت جو جامع ترین ہے۔

جو کوئی ذرہ بھر بھلائی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جو نہریں راستے پر واقع ہوں ان سے انسان اور حیوان سب پانی پی سکتے ہیں وہ کسی کے لئے خاص نہیں ہیں۔ (عون الباری:۳/۲۱۲)

٩ - باب: بَيْعُ الحَطَبِ وَالكَلَإِ

١٠٩٩ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: وَأَعْطَانِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ شَارِفًا أُخْرَى، فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ، وَمَعِيَ صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَأَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ، وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذٰلِكَ البَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ، فَقَالَتْ: أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ. فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ، فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُما، ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِما. قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي، فَأَتَيْتُ نَبِيَّ ٱللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَأَخْبَرْتُهُ الخَبَرَ، فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ، فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي، فَرَجَعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ، وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الخَمْرِ. [رواه البخاري:

باب ۹: ایندھن اور گھاس فروخت کرنا

۱۰۹۹۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کے مال غنیمت سے ایک اونٹنی ملی اور ایک اونٹنی رسول اللہ ﷺ نے مجھے عنایت فرمائی میں نے ایک دن ان دونوں اونٹنیوں کو ایک انصاری آدمی کے دروازے پر بٹھایا میرا ارادہ تھا کہ ان پر اذخر گھاس لاد کر فروخت کروں اس وقت میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی تھا میں اس کام سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرکے ولیمہ کے لئے خرچہ بنا رہا تھا جبکہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس گھر میں شراب پی رہے تھے اور ان کے پاس ایک گلوکارہ یہ گا رہی تھی۔ حمزہ اٹھو ان فربہ اونٹنیوں کو پکڑو اور ذبح کرو۔

یہ سن کر حمزہ نے تلوار پکڑی اور ان دونوں اونٹنیوں کی طرف بڑھے اور ان کے کوہان کاٹ لئے اور پیٹ پھاڑ کر ان کی کلیجیاں نکال لیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس منظر سے خوفزدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا وہاں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے میں نے یہ سارا قصہ آپ کو کہہ سنایا آپ اس وقت باہر نکل آئے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور میں بھی آپ کے ہمراہ چلے آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر ان پر بہت غصہ کیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آنکھ اٹھا کر نشے کی

[۲۳۷۵

حالت میں کہا تم لوگ تو میرے باپ دادا کے غلام ہو اس پر رسول اللہ ﷺ خاموش واپس آگئے یہ واقعہ حرمت شراب سے پہلے کا ہے۔

فوائد : معلوم ہوا کہ غیر ملکیتی زمین میں جو گھاس' ایندھن اور پانی وغیرہ ہوتا ہے اس سے ہر آدمی فائدہ اٹھا سکتا ہے البتہ ملکیتی زمین میں کسی چیز سے فائدہ اٹھانے کیلئے مالک سے اجازت لینا ضروری ہے۔

١٠ - باب: القَطَائِعُ

باب ۱۰: جاگیر لکھ کر دینا

١١٠٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالَتِ الأَنْصارُ: حَتَّى تُقْطِعَ لإِخْوَانِنَا مِنَ المُهَاجِرِينَ مِثْلَ الَّذِي تُقْطِعُ لَنَا، قَالَ: (سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثْرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي). [رواه البخاري: ٢٣٧٦]

۱۱۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو بحرین کی جاگیر دینا چاہی تو انصار نے کہا ہم اس وقت تک یہ جاگیر نہیں لیں گے جب تک کہ آپ مہاجر بھائیوں کو بھی ویسی ہی جاگیر نہ دیں آپ نے فرمایا تم میرے بعد یہ دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو تم پر مقدم رکھا جائے گا لہٰذا ایسے حالات میں مجھ سے ملنے تک صبر و شکیب سے کام لینا۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ نے انصار کو صبر کی تلقین فرمائی ہے جس کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں حکومت سے قیامت تک محروم رکھا جائے گا چنانچہ انصار نے اس حدیث کے مطابق صبر سے کام لیا اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی۔ (عون الباری:۳/۲۱۶)

١١ - باب: الرَّجُلُ يَكُونُ لَهُ مَمَرٌّ أَوْ شِرْبٌ فِي حَائِطٍ أَو نَخْلٍ

باب ۱۱: جس شخص کے باغ میں گزرگاہ یا نخلستان میں چشمہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

١١٠١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنِ ٱبْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَن تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ المُبْتَاعُ، وَمَنِ ٱبْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا

۱۱۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص پیوند کئے جانے کے بعد کھجور کا درخت خریدے تو اس کا پھل بیچنے والے کو ملے گا مگر جب خریدار نے اس کی شرط کر لی ہو۔

أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ). [رواه البخاري:
٢٣٧٩]

فوائد : امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں دو حق جمع ہو جائیں مثلاً کسی باغ کے متعلق حق ملکیت اور حق انتفاع جمع ہوں تو حق انتفاع رکھنے والے کے لئے مالک کی طرف سے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے یعنی باغ کو پانی دینے اور پھل توڑنے کے لئے راستہ دینے کی سہولت دینی چاہئے۔

كتاب في الاستقراض واداء الديون والحجر والتفليس

قرض لینا اور قرضہ ادا کرنا' تصرف سے روکنا اور دیوالیہ قرار دینا

١ - باب: مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَوْ إِتْلَافَهَا

باب ۱: جو شخص لوگوں سے ادائیگی یا بربادی کی نیت سے قرض لے

١١٠٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللهُ). [رواه البخاري: ٢٣٨٧]

۱۱۰۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے اس نیت سے قرض لے کہ وہ انہیں ادا کردے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرنے کی توفیق سے نوازے گا اور جو شخص لوگوں کا مال ضائع کردینے کے ارادہ سے لے گا تو اللہ اس کو ضائع کردے گا۔

فوائد: ادائیگی کی نیت سے قرض لینے والے کی اللہ ضرور مدد کرتا ہے یعنی دنیا میں ہی اس کی ادائیگی کے اسباب پیدا کر دیتا ہے اگر مفلسی کی وجہ سے ادا نہ کرسکے تو قیامت کے دن اس کے قرض خواہ کو اللہ تعالیٰ خوش کرکے مقروض کو رہائی دلا دے گا۔

٢ - باب: أَدَاءُ الدُّيُونِ

باب ۲: قرضوں کا ادا کرنا

١١٠٣ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَبْصَرَ - يَعْنِي أُحُدًا - قَالَ: (مَا أُحِبُّ أَنَّهُ يُحَوَّلُ لِي ذَهَبًا، يَمْكُثُ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا دِينَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ). ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ الأَكْثَرِينَ هُمُ الأَقَلُّونَ، إِلَّا مَنْ قَالَ

۱۱۰۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے احد پہاڑ کو دیکھ فرمایا میں نہیں چاہتا کہ یہ پہاڑ میرے لئے سونے کا بن جائے تو تین دن کے بعد ایک دینار بھی اس میں سے میرے پاس باقی رہے مگر وہ دینار جسے میں نے قرض کی ادائیگی کے لئے رکھ لیا ہو پھر آپ نے فرمایا دیکھو جو دولت مند ہیں وہی

بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَلِيلٌ ما هُمْ). وَقَالَ: (مَكَانَكَ). وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَسَمِعْتُ صَوْتًا، فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ: (مَكَانَكَ حَتَّى آتِيَكَ). فَلَمَّا جاءَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، الَّذِي سَمِعْتُ؟، أَوْ قَالَ: الصَّوْتُ الَّذِي سَمِعْتُ؟ قَالَ: (وَهَلْ سَمِعْتَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قالَ: (أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لاَ يُشْرِكُ بِٱللهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ. قُلْتُ: وَإِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا؟، قَالَ: نَعَمْ). [رواه البخاري: ٢٣٨٨]

محتاج ہیں مگر وہ شخص جو مال کو اس اس طرح خرچ کرے لیکن ایسے لوگ کم ہیں پھر آپ نے مجھ سے فرمایا جب تک میں واپس نہ آؤں تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنا آپ تھوڑی دور آگے بڑھ گئے میں نے کچھ آواز سنی تو ادھر جانا چاہا لیکن مجھے آپ کا فرمان یاد آگیا کہ یہیں ٹھہرے رہنا جب تک میں تیرے پاس نہ آجاؤں جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یہ آواز کیسی تھی جو میں نے سنی؟ آپ نے فرمایا تو نے سنی تھی؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے تھے انہوں نے کہا آپ کی امت میں سے جو شخص بایں حالت مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اگرچہ وہ ایسے ایسے کام کرتا ہو۔ آپ نے فرمایا "ہاں" (ضرور جنت میں جائے گا۔)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی صدقہ خیرات کرنے پر مقدم ہے نیز اس کی ادائیگی کے لئے انسان کو ہر وقت فکر مند رہنا چاہیے۔ (عون الباری:۳/۲۲۲)

٣ - باب: حُسْنُ الْقَضَاءِ

باب ۳: عمدہ طور پر حق ادا کرنا

١١٠٤ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي المَسْجِدِ ضُحًى، فَقَالَ: (صَلِّ رَكْعَتَيْنِ). وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَقَضَانِي وَزَادَنِي. [رواه البخاري: ٢٣٩٤]

۱۱۰۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں چاشت کے وقت آیا آپ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لو پھر میرا جو قرض آپ کے ذمہ تھا آپ نے ادا فرمایا اور کچھ زیادہ بھی دیا

فوائد: معلوم ہوا کہ پہلے سے طے شدہ شرط کے بغیر اگر مقروض اپنے قرض خواہ کو کوئی اضافہ دیتا ہے تو وہ سود نہیں ہے سود یہ ہے کہ قرض دیتے وقت اضافے کی شرح طے کر لی جائے۔ (عون الباری:۳/۲۲۳)

٤ - باب: الصَّلاَةُ عَلَى مَنْ تَرَكَ دَيْناً

باب ۴: مقروض کی نماز جنازہ پڑھنا

١١٠٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (ما مِنْ مُؤْمِنٍ إِلاَّ وَأَنَا أَوْلى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، ٱقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿ٱلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾، فَأَيُّما مُؤْمِنٍ ماتَ وَتَرَكَ مالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كانُوا، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَياعًا فَلْيَأْتِنِي، فَأَنَا مَوْلاَهُ). [رواه البخاري: ٢٣٩٩]

۱۱۰۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مومن کا دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قریبی دوست ہوں تم اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو "پیغمبر اہل ایمان سے خود ان سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں" لہٰذا جو کوئی مومن مرجائے اور مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا جو بھی ہوں اور جس نے قرض یا پس ماندگان چھوڑے وہ میرے پاس آجائے میں اس کا بندوبست کروں گا۔

فوائد : ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے تاکہ لوگوں کو قرض لینے کی سنگینی سے خبردار کریں لیکن فتوحات کے بعد جب مسلمانوں کی مالی حالت بدل گئی تو مقروض پر جنازہ پڑھنے لگے معلوم ہوا کہ قرض لینے سے دین میں کوئی خلل نہیں آتا کہ اس کا جنازہ ہی نہ پڑھا جائے۔ (عون الباری:۳/۲۲۵)

٥ - باب: مَا يُنْهَىٰ عَنْ إِضَاعَةِ المَالِ

باب ۵: مال کو ضائع کرنے کی ممانعت کا بیان

١١٠٦ : عَنِ المَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ: عُقُوقَ الأُمَّهاتِ وَوَأْدَ البَناتِ، ومَنْعَ وَهَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ المَالِ). [رواه البخاري: ٢٤٠٨]

۱۱۰۶۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کردیا ہے خود تو نہ دینا اور دوسروں سے مانگنے سے بھی منع فرمایا ہے اور تمہارے لئے فضول بک بک، کثرت سوال اور بربادی مال کو ناپسند کیا ہے۔

فوائد : خلاف شرع خرچ کرنا اپنے مال کو ضائع کرنے کے مترادف ہے البتہ دینی کاموں میں دل کھول کر خرچ کرنا چاہئے اپنی حیثیت کے مطابق اپنی ذات پر خرچ کرنا بھی اسراف نہیں البتہ بلا ضرورت تکلفات کرنا خلاف شرع ہے۔ (عون الباری:۳/۲۲۷)

كتاب الخصومات
جھگڑوں کے بیان میں

١ - باب: ما يُذْكَرُ في الأَشْخَاصِ وَالخُصُومَةِ بَيْنَ المُسْلِمِ واليَهُودِ

باب ا: کسی شخص کو گرفتار کرنے نیز مسلمان اور یہودی کے درمیان جھگڑے کی بابت کیا منقول ہے؟

١١٠٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً، سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ خِلَافَهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، فَأَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ: (كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ لَا تَخْتَلِفُوا، فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ ٱخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا). [رواه البخاري: ٢٤١٠]

١١٠٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے سنا جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے خلاف سنا تھا لہٰذا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا اور درست پڑھتے ہو لیکن اختلاف نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

فوائد: ایک دوسرے سے ناحق جھگڑنا اختلاف ہے جس سے منع کیا گیا ہے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جب بزعم خویش قرآن غلط پڑھنے والے کو گرفتار کیا جا سکتا ہے تو اپنا حق لینے کے لئے کسی کو گرفتار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

١١٠٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱسْتَبَّ رَجُلَانِ: رَجُلٌ مِنَ المُسْلِمِينَ، وَرَجُلٌ مِنَ اليَهُودِ، قَالَ

١١٠٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے آپس میں گالی گلوچ کی مسلمان کہنے لگا قسم ہے اس ذات

الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي ٱصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي ٱصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي: أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوْ كَانَ مِمَّنِ ٱسْتَثْنَى ٱللهُ). [رواه البخاري: ٢٤١١]

کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو سارے جہانوں پر برتری دی یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام اہل جہاں پر برگزیدہ کیا۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ رسید کردیا۔ اس پر یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا آپ سے اپنا اور مسلمان کا ماجرا کہہ سنایا رسول اللہ ﷺ نے اس مسلمان کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے سارا قصہ بیان کردیا آپ نے فرمایا تم مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر برتری نہ دو کیونکہ قیامت کے دن جب سب لوگ بے ہوش ہوجائیں گے اور میں بھی بے ہوش جاؤں گا اور سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہیں اب میں نہیں جانتا کہ وہ بھی بے ہوش ہوکر مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان لوگوں میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ کردیا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اس یہودی نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کی امان میں ایک ذمی کی حیثیت سے رہتا ہوں اس کے باوجود مجھے مسلمان نے تھپڑ مارا ہے آپ ناراض ہوئے اور مسلمان کی سرزنش فرمائی۔ (عون الباری:۲۳۱/۳)

١١٠٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ، قِيلَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ، أَفُلَانٌ، أَفُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ، فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَٱعْتَرَفَ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ. [رواه البخاري: ٢٤١٣]

۱۱۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا جب اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ ایسا کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں نے کیا یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا تب وہ یہودی گرفتار کیا گیا اس نے اقرار جرم بھی کرلیا پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا سر بھی پتھروں کے درمیان

رکھ کر کچل دیا گیا۔

فوائد : معلوم ہوا کہ قاتل کو اسی طرح سزائے موت دی جائے جس طرح اس نے مقتول کو قتل کیا ہو۔ (عون الباری:۲۳۲/۳)

٢ - باب: كَلاَمِ الخُصُومِ بَعْضِهِمْ في بَعْضٍ

باب ۲: جھگڑنے والوں کا ایک دوسرے کے متعلق گفتگو کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

١١١٠ : حَديثُ الأَشْعَثِ تَقَدَّمَ قَرِيبًا وذَكَرَ فيهِ أَنَّهُ اخْتَصَمَ هُوَ ورَجُلٌ مِنْ أَهْلِ حَضْرَمَوت وفي هٰذِهِ الرِّوايَة قَالَ: إِنَّهُ هُوَ وَيَهُودِيٌّ. [رواه البخاري: ٢٤١٦، ٢٤١٧ وانظر حديث رقم: ٢٣٥٦، ٢٣٥٧]

۱۱۱۰۔ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (۱۰۹۲) پہلے گزر چکی ہے جس میں بیان تھا کہ وہ حضرموت کے ایک شخص سے جھگڑے تھے اس طریق میں ہے کہ ان کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا تھا۔

فوائد : اس روایت میں ہے کہ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ جو کہ مدعی تھے اپنے یہودی مدعی علیہ کے متعلق اس کی عدم موجودگی میں بیان دیا کہ وہ جھوٹی قسم اٹھانے میں بڑا بے باک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غیبت شمار نہیں کیا۔

كتاب اللقطة

گری پڑی چیز کو اٹھانے کے بیان میں

١ - باب: وَإِذَا أَخْبَرَ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بِالعَلَامَةِ دَفَعَ إِلَيْهِ

١١١١ : عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَجَدْتُ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (عَرِّفْهَا حَوْلًا)، فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا، فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: (عَرِّفْهَا حَوْلًا). فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَلَاثًا، فَقَالَ: (احْفَظْ وِعَاءَهَا، وَعَدَدَهَا، وَوِكَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا). [رواه البخاري: ٢٤٢٦]
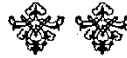
باب ۱: جب لقطہ کا مالک اس کی پہنچان بتادے تو وہ اس کے حوالے کر دی جائے

۱۱۱۱۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ مجھے ایک تھیلی ملی جس میں سو اشرفیاں تھیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کی تشہیر کرو لہٰذا میں نے اس کی تشہیر کی مگر کوئی شخص اس کا پہچاننے والا نہ ملا پھر میں دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک مزید تشہیر کرو چنانچہ میں سال بھر لوگوں سے دریافت کرتا رہا مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس کو پہچانتا پھر میں نے تیسری مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری دی تو آپ نے فرمایا اس کی تھیلی' تعداد اور بندش یاد رکھنا اگر اس کا مالک آجائے تو دے دینا بصورت دیگر خود اس سے فائدہ حاصل کرتے رہو۔

فوائد: بازار اور اجتماعات میں جہاں لوگوں کا ہجوم ہو اعلان کیا جائے کہ گم شدہ چیز نشانی بتا کر حاصل کی جاسکتی ہے اگر کوئی اس کی نشانی بتا دے تو مزید شناخت اور گواہوں کی ضرورت نہیں بلکہ بلا تامل وہ چیز

اس کے حوالے کر دی جائے۔ (عون الباری:۳/۲۳۵)

٢ - باب: إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ

باب ۲: اگر کوئی راستہ میں گری ہوئی کھجور پائے تو کیا کرے؟

١١١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنِّي لأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي، فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي، فَأَرْفَعُهَا لآكُلَهَا، ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا). [رواه البخاري: ٢٤٣٢]

۱۱۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں اپنے گھر لوٹ کر جاتا ہوں تو اپنے بستر پر کھجور پڑی ہوئی پاتا ہوں اور اسے کھانے کے ارادہ سے اٹھالیتا ہوں مگر مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ صدقہ کی نہ ہو تو پھر اسے پھینک دیتا ہوں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کم قیمت اور حقیر چیز اگر راستہ میں ملے تو اس کی تشہیر اور مالک کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے یوں ہی استعمال میں لایا جا سکتا ہے رسول اللہ ﷺ کا پرہیز اس بناء پر تھا کہ صدقہ کا استعمال آپ کے لئے جائز نہ تھا۔ (عون الباری:۳/۲۳۸)

کتاب المظالم
حقوق کے بیان میں

اس کتاب میں دوسروں پر ظلم وستم کرنے کی بناء پر متاثرہ حقوق اور ان کی تلافی کا ذکر ہو گا انسان کو چاہیے کہ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھے۔

١ - باب: قِصَاصُ المَظَالِمِ

١١١٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا خَلَصَ المُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الجَنَّةِ والنَّارِ، فَيَتَقَاصُّونَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا نُقُّوا وَهُذِّبُوا، أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُولِ الجَنَّةِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِيَدِهِ، لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهِ فِي الجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَسْكَنِهِ كَانَ فِي ٱلدُّنْيَا). [رواه البخاري: ٢٤٤٠]

باب ا: ظلم وزیادتی کا بدلہ

١١١٣۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب مومن لوگ آگ سے خلاصی پالیں گے تو انہیں دوزخ اور جنت کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا وہاں اُن سے ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو انہوں نے دنیا میں ایک دوسرے پر کئے تھے جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے تو پھر انہیں جنت کے اندر جانے کی اجازت ملے گی قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ہر شخص جنت میں اپنے ٹھکانہ کو اس سے بہتر طور پر پہچانے گا جس طرح وہ دنیا میں اپنے مسکن کو پہچانتا تھا۔

فوائد : قیامت کے دن مظالم کی تلافی ظالم سے نیکیاں لے کر یا مظلوم کی برائیاں اتار کر کی جائے

گی۔ (عون الباری:۳/۲۳۹)

٢ - باب: قَوْلُ الله تعالى: ﴿أَلَا لَعۡنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ: "خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے"

١١١٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ ٱللَّهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ، فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ، وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ قَدْ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي ٱلدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ، فَيَقُولُ الأَشْهَادُ: ﴿هَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ كَذَبُواْ عَلَىٰ رَبِّهِمۡۚ أَلَا لَعۡنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ﴾. [رواه البخاري: ٢٤٤١]

۱۱۱۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ مومن کو اپنے نزدیک کر کے اس پر اپنا پردہ عزت ڈال کر اسے چھپائے گا اور پوچھے گا کیا تجھے فلاں فلاں گناہ معلوم ہے؟ وہ کہے گا ہاں اے پروردگار! اس طرح اللہ تعالیٰ اس سے تمام گناہوں کا اقرار کرائے گا اور وہ شخص اپنے دل میں خیال کرے گا کہ اب تو میں مارا گیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہ چھپا رکھے تھے اور آج بھی تیرے گناہ معاف کرتا ہوں پھر اسے نیکیوں کی کتاب دی جائے گی لیکن کافر اور منافق کے متعلق گواہی دینے والے کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا خبردار! ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

فوائد: گناہوں کی یہ معافی حقوق العباد کے علاوہ ہوگی کیونکہ حقوق العباد کی تلافی نیکیاں لے کر یا مظلوم کی کوتاہیاں ظالم کے نامہ اعمال میں ڈال کر کی جائے گی۔ (عون الباری:۳/۲۴۱)

٣ - باب: لا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلاَ يُسْلِمُهُ

باب ۳: ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر نہ ظلم کرے اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑے

١١١٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ قَالَ: (الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ ٱللَّهُ

۱۱۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے لہٰذا نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ ہی اسے ظلم کے حوالہ کرے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت

فِي حاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ ٱللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ ٱللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٢٤٤٢]

روائی میں مصروف ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مقصد برآوری کے درپے ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اس کی مصیبت کو دور کرے گا اور جو شخص مسلمان کا عیب چھپائے قیامت کے دن اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ انسان کو کسی دوسرے کی غیبت نہیں کرنا چاہئے کیونکہ غیبت سے کسی دوسرے مسلمان کی پردہ دری کر کے اللہ تعالیٰ کی قیامت کے دن پردہ پوشی سے محروم رہتا ہے۔ (عون الباری:۳/۲۴۲)

٤ - باب: أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِماً أَوْ مَظْلُوماً

باب ۴: تو اپنے بھائی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم

١١١٦ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَنْصُرْ أَخاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا). قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قالَ: (تَأْخذُ فَوْقَ يَدَيْهِ). [رواه البخاري: ٢٤٤٤]

۱۱۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کریں گے لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ نے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ظلم سے روکو۔

فوائد: دور جاہلیت میں اس جملہ کے ذریعے قومی عصبیت کو ہوا دی جاتی تھی کہ ہر حال میں اپنے بھائی کی مدد کی جائے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کے مفہوم کو یکسر بدل کر محبت واخوت کا سبق دیا ہے۔ (عون الباری:۳/۲۴۳)

٥ - باب: الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ القِيَامَةِ

باب ۵: ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہو گا

١١١٧ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٢٤٤٧]

۱۱۱۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہو گا۔

فوائد: ظلم قیامت کے دن ہر سو اندھیروں کا باعث ہو گا کیونکہ یہ دو گناہوں سے مرکب ہے ایک

کسی کا ناجائز حق غصب کرنا دوسرا اللہ کی مخالفت کر کے اس سے اعلان جنگ کرنا اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ (عون الباری:۳/۲۴۴)

٦ - باب: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ، هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلِمَتَهُ؟

باب ٦: جس شخص نے کسی پر ظلم کیا ہو اور مظلوم اسے معاف کر دے تو کیا ظالم کو اپنے ظلم کی وضاحت کرنا ضروری ہے؟

١١١٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لاَ يَكُونَ دِينَارٌ وَلاَ دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٢٤٤٩]

١١١٨۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے اپنے بھائی کی آبرو ریزی یا کسی بھی شکل میں اس پر زیادتی کی ہو تو اسے آج ہی معاف کرا لینا چاہئے اس سے پہلے کہ درہم و دینار نہ رہیں اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا تو اس میں سے اس کے ظلم کے بقدر لے لیا جائے گا اور نیک عمل نہ ہوگا تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔

فوائد: قرآن میں ہے کہ کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی یہ حدیث اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ظالم پر جو مظلوم کی برائیاں ڈالی جائیں گی وہ دراصل اس ظالم کی کمائی کا نتیجہ ہوں گی۔ (عون الباری:۳/۲۴۵)

٧ - باب: إِثْمُ مَنْ ظَلَمَ شَيْئاً مِنَ الأَرْضِ

باب ٧: اس شخص کا گناہ جو کسی کی کچھ زمین زبردستی چھین لے

١١١٩ : عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ ظَلَمَ مِنَ الأَرْضِ شَيْئاً طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ). [رواه البخاري: ٢٤٥٢]

١١١٩۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو شخص ظلم سے کسی کی کچھ زمین چھین لے گا تو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

فوائد: اس حدیث میں غاصبوں کے لئے بہت سنگین وعید ہے خاص طور پر وہ حضرات جو زمین پر ناجائز قبضہ کر کے وہاں مسجد یا مدرسہ تعمیر کر لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہم نے نیکی کا کام کیا ہے ایسے کام میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۴۷)

١١٢٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ أَخَذَ مِنَ الأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ). [رواه البخاري: ٢٤٥٤]

۱۱۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تھوڑی سی زمین بھی ناحق لے لے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔

٨ - باب: إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لآخَرَ شَيْئًا جَازَ

باب ۸: جب کوئی انسان دوسرے کو (کسی بات کی) اجازت دے تو وہ کر سکتا ہے

١١٢١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ يَأْكُلونَ تَمْرًا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَنْهى عَنِ الإِقْرَانِ، إِلاَّ أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخاهُ. [رواه البخاري: ٢٤٥٥]

۱۱۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ ان کا ایک قوم کے پاس سے گزر ہوا جو کھجوریں کھا رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دو کھجوریں ایک بار اٹھا کر کھانے سے منع فرمایا ہے ہاں اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے اجازت لے لے تو جائز ہے۔

فوائد: اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے حرص ولالچ کی نشاندہی ہوتی ہے نیز ایسا کرنا دوسروں کے حقوق تلف کرنے کے مترادف ہے اگر کھجوریں کسی کی ذاتی ہوں تو کوئی ممانعت نہیں۔ (عون الباری:۳/۲۵۰)

٩ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ أَلَدُّ ٱلْخِصَامِ﴾

باب ۹: ارشاد باری تعالیٰ: ”وہ بڑا سخت جھگڑالو ہے“

١١٢٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجالِ إِلَى ٱللّٰهِ الأَلَدُّ الخَصِمُ). [رواه البخاري: ٢٤٥٧]

۱۱۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

فوائد: اس سے مراد وہ شخص ہے جو ذرا ذرا سی بات پر لوگوں سے جھگڑتا ہے یا باطل کا دفاع کرنے میں بڑی مہارت رکھتا ہو۔

١٠ - باب: إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ

باب ۱۰: اس شخص کا گناہ جو دیدہ دانستہ کسی ناحق بات پر جھگڑا کرے

١١٢٣ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: (إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبَ أَنَّهُ صَدَقَ، فَأَقْضِيَ لَهُ بِذٰلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا). [رواه البخاري: ٢٤٥٨]

۱۱۲۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑنے کی آواز سنی تو باہر تشریف لائے اور فرمایا میں بھی ایک بشر ہوں میرے پاس ایک فریق آتا ہے اور شاید ایک فریق کی بحث دوسرے فریق سے عمدہ ہو جس سے مجھے خیال ہو کہ اس نے سچ کہا ہے پھر میں اس کے موافق فیصلہ کردوں تو اگر میں کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلادوں تو یہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے چاہے اسے قبول کرے چاہے اسے چھوڑ دے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کے فیصلے سے کوئی حرام چیز حلال نہیں ہوگی کیونکہ قاضی کا فیصلہ ظاہرا نافذ ہوتا ہے باطنا نافذ نہیں ہوتا یعنی اگر مدعی حق پر نہ ہو اور عدالت اس کے حق میں فیصلہ کردے تو اس کے لئے یہ فیصلہ سند جواز نہیں ہوگا۔

١١ - باب: قِصَاصُ المَظْلُومِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ

باب ۱۱: مظلوم اگر ظالم کا مال پالے تو بقدر زیادتی اپنا حصہ وصول کر سکتا ہے

١١٢٤ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّكَ تَبْعَثُنَا، فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لاَ يَقْرُونَا، فَمَا تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ لَنَا: (إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ، فَأُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا، فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ). [رواه البخاري: ٢٤٦١]

۱۱۲۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہمیں باہر بھیجتے ہیں تو کبھی ہم ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہیں جو ہماری ضیافت تک نہیں کرتے اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تم کسی قوم کے پاس جاؤ اور وہ مہمان کی شایان شان میزبانی کا اہتمام کریں تو اسے قبول کرلو اور اگر سامان نہ کریں تو زبردستی ان سے اپنی مہمان نوازی کا حق وصول کرو۔

فوائد: مالی معاملات میں یہ گنجائش ہے کہ زبردستی چھینا ہوا اپنا مال کسی بھی طریقہ سے واپس لیا جا سکتا ہے البتہ بدنی عقوبات میں یہ حکم نہیں ہے بلکہ حاکم وقت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ (عون الباری:۳/۲۵۴)

١٢ - باب: لا يَمْنَعُ جَار جَاره أَن يَغْرِزَ خَشَبَة فِي جِدَارِهِ

باب ۱۲: کوئی پڑوسی دوسرے پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی گاڑنے سے نہ روکے

١١٢٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ يَمْنَعْ جارٌ جارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً في جِدَارِهِ). ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ما لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ، وَٱللهِ لأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ. [رواه البخاري: ٢٤٦٣]

۱۱۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی پڑوسی دوسرے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے پھر حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کیا بات ہے کہ تم لوگوں کو میں اس حدیث سے روگردانی کرتے دیکھتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں یہ حدیث تمہیں برابر سناتا رہوں گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر ہمسایہ دیوار پر کوئی لکڑی یا گارڈر رکھنا چاہیے تو دیوار کے مالک کو روکنا جائز نہیں کیونکہ اس میں کوئی نقصان نہیں بلکہ ایسا کرنے سے دیوار مضبوط ہوتی ہے۔ (عون الباری:۳/۲۵۵)

١٣ - باب: أَفْنِيَةُ الدُّورِ والجُلُوسُ فِيهَا، والجُلُوسُ عَلَى الصُّعَدَاتِ

باب ۱۳: گھروں کے سامنے میدانوں اور راستوں میں بیٹھنا

١١٢٦ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقاتِ). فَقَالُوا: ما لَنَا بُدٌّ، إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا قالَ: (فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلاَّ الْمَجالِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا). قَالُوا: وَما حَقُّ الطَّرِيقِ؟ قالَ: (غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلاَمِ، وَأَمْرٌ بِالمَعْرُوفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ). [رواه البخاري:

۱۱۲۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس بات میں تو ہم مجبور ہیں کہ کیونکہ وہی تو ہماری بیٹھنے اور گفتگو کرنے کی جگہیں ہیں آپ نے فرمایا اچھا اگر ایسی ہی مجبوری ہے تو اس کا حق ادا کرو لوگوں نے عرض کیا راستے کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا نگاہیں نیچی رکھنا' کسی کو تکلیف نہ دینا' سلام کا جواب دینا' اچھی بات بتانا اور بری بات سے روکنا۔

[٢٤٦٥

فوائد: ایک روایت میں نابینے کو راستے پر لگانا، چھینک کا جواب دینا اور کمزور ناتواں کی مدد کرنا بھی راستے کے حقوق میں شامل ہے۔ (عون الباری:٣/٢٥٧)

١٤ - باب: إِذَا اخْتَلَفُوا فِي الطَّرِيقِ المِيتَاءِ

باب ۱۴: اگر شارع عام میں اختلاف ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

١١٢٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا تَشَاجَرُوا فِي الطَّرِيقِ المِيتَاءِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ. [رواه البخاري: ٢٤٧٣]

۱۱۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات ہاتھ راستہ چھوڑنے کا اس وقت فیصلہ فرمایا جب لوگوں میں شارع عام کے متعلق باہمی اختلاف ہوا تھا۔

فوائد: سات ہاتھ راستہ آدمیوں اور سواریوں کے آنے جانے کے لئے کافی ہے جو لوگ راستے میں بیٹھ کر سبزی یا پھل بیچتے ہیں ان کے لئے بھی یہی حکم ہے تاکہ چلنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ (عون الباری:٣/٢٥٨)

١٥ - باب: النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَى وَالمُثْلَةِ

باب ۱۵: لوٹ مار اور اصل صورت بگاڑنے سے ممانعت

١١٢٨ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النُّهْبَى وَالمُثْلَةِ. [رواه البخاري: ٢٤٧٤]

۱۱۲۸۔ حضرت عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوٹ مار کرنے اور اصلی صورت بگاڑنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: ہمارے ہاں نکاح کے وقت جو چھوہاروں کی لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے شادی کے موقع پر مصری، بادام اور ٹافیاں وغیرہ کھلانا مقصود ہو تو اسے باعزت طریقہ سے تقسیم کر دینا چاہیے۔

١٦ - باب: مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ

باب ۱۶: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کے لئے لڑتا ہے

١١٢٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ

۱۱۲۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے

شَهِيدٌ). [رواه البخاري: ٢٤٨٠] ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اپنا اور اپنے مال کا دفاع کرنا چاہئے کیونکہ اگر قتل ہو گیا تو درجہ شہادت مل جائے گا اور اگر اسے نے قتل کر دیا تو اس پر دیت یا قصاص نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۶۰)

١٧ - باب: إِذَا كَسَرَ قَصْعَةً أَوْ شَيْئاً لِغَيْرِهِ

باب ۱۷: اگر کسی کا پیالہ یا کوئی اور چیز توڑ دے (تو تاوان پڑے گا یا نہیں؟)

١١٣٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ، فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ، فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيهَا الطَّعَامَ، وقَالَ: (كُلُوا)، وَحَبَسَ الرَّسُولَ وَالْقَصْعَةَ حَتَّى فَرَغُوا، فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ. [رواه البخاري: ٢٤٨١]

۱۱۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اتنے میں کسی دوسری زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا تو اس بیوی نے جس کے پاس آپ تشریف فرما تھے ہاتھ مار کر پیالہ توڑ ڈالا رسول اللہ ﷺ نے پیالہ اٹھا کر اسے جوڑا اور اس کے اندر کھانا رکھ کر فرمایا کھانا کھاؤ' اس دوران آپ نے اس قاصد اور پیالے کو روکے رکھا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو شکستہ پیالہ رکھ لیا اور صحیح پیالہ واپس کیا۔

فوائد: جس نے پیالہ توڑا تھا اس کے گھر سے صحیح پیالہ لے کر واپس کیا گیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اسے دے دیا گیا کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ کھانے کے بدلے کھانا اور برتن کے بدلے برتن دیا جائے۔

(عون الباری:۳/۲۶۱)

کتاب الشرکة
شراکت کے بیان میں

لغوی طور پر شراکت کا معنی شامل ہونا ہے اصطلاح میں دو یا زیادہ کا ایک چیز میں حقدار ہونے کو شراکت کہا جاتا ہے۔ یہ شراکت کبھی تو غیر اختیاری ہوتی ہے جیسا کہ مال وراثت میں شریک ہونا اور کبھی اختیاری بھی ہوتی ہے جیسا کہ مل کر کسی چیز کو خریدنا۔

١ - باب: فِي الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوضِ

١١٣١ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ وَأَمْلَقُوا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: ما بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! ما بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (نَادِ فِي النَّاسِ، يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ). فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطَعٌ وَجَعَلُوهُ عَلَى النِّطَعِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَعَا

باب ۱: کھانے' زاد سفر اور دیگر اسباب زندگی میں شراکت

۱۱۳۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ لوگوں کا سامان خوردونوشت کم ہو گیا اور وہ محتاج ہو گئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی پھر انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے تو لوگوں نے ان سے یہ ماجرا بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اونٹوں کے بعد تمہاری زندگی کا انحصار کس پر ہوگا؟ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! اونٹوں کے بعد ان کی زندگی

وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ، فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ). [رواه البخاري: ٢٤٨٤]

کیسے گزرے گی؟ آپ نے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ اپنا اپنا کھانے پینے کا بقیہ سامان لے کر میرے پاس حاضر ہوں پھر چمڑے کا ایک دسترخوان بچھا دیا گیا اور تمام سامان اس پر ڈال دیا گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خیروبرکت کی دعا کی پھر سب لوگوں کو آپ نے برتنوں سمیت بلایا چنانچہ لوگوں نے دونوں ہاتھ سے خوب بھر بھر کر لینا شروع کیا جب سب لوگ فارغ ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

فوائد: چونکہ ایک معجزہ ظاہر ہوا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پہلے تو زاد سفر اتنا کم ہوگیا کہ لوگ اپنی سواریاں ذبح کرنے لگے پھر دعا کی برکت سے اتنا زیادہ ہوگیا کہ ہر ایک نے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا۔ (عون الباری:۲۶۶/۳)

١١٣٢ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ الأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ، جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ٢٤٨٦]

۱۱۳۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اشعری لوگ جب جہاد میں محتاج ہوجاتے ہیں یا مدینہ میں ان کے بال بچوں کے پاس کھانا کم رہ جاتا ہے تو سب لوگ اپنا اپنا موجودہ سامان ملا کر ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں پھر آپس میں ایک پیمانہ سے تقسیم کر لیتے ہیں اس عدل و مساوات کی وجہ سے وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ سفر و حضر میں زاد سفر کو اکٹھا کرنا پھر اندازے سے تقسیم کرنا مستحب ہے۔ (عون الباری:۲۶۷/۳)

٢ - باب: قِسْمَةُ الْغَنَمِ

باب ۲: بکریوں کا تقسیم کرنا

١١٣٣ : عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ

۱۱۳۳۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذِي الحُلَيْفَةِ، فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ، فَأَصَابُوا إِبِلًا وَغَنَمًا، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ، فَعَجِلُوا وَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُورَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَسَمَ، فَعَدَلَ عَشْرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ، فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ، فَأَهْوَى رَجُلٌ مِنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ ٱللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَٱصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا). فَقُلْتُ: إِنَّا نَرْجُو الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ قَالَ: (مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ ٱسْمُ ٱللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوهُ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الحَبَشَةِ).

[رواه البخاري: ٢٤٨٨]

ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے کہ لوگوں کو بھوک لگی انہیں کچھ اونٹ اور بکریاں ہاتھ لگیں راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری لوگوں میں تھے اس لئے لوگوں نے جلدی سے انہیں ذبح کرکے دیگیں چڑھادیں رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر حکم دیا کہ دیگوں کو الٹ دیا جائے پھر آپ نے تقسیم فرمائی تو دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا اتفاقاً ایک اونٹ بھاگ نکلا تو لوگ اس کے پیچھے دوڑے جس نے ان کو تھکا دیا اس وقت لشکر میں گھوڑے بھی کم تھے آخر کار ایک شخص نے اسے تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وحشی جانوروں کی طرح ان میں بھی کچھ وحشی ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو تم بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو میں نے کہا ہمیں اندیشہ ہے کہ کل دشمن سے مڈبھیڑ ہوگی اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم بانس کی کھپاچ سے ذبح کرلیں آپ نے فرمایا جو چیز خون بہادے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ البتہ دانت اور ناخن سے ذبح نہ کرو میں تمہیں اس کی وجہ بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ایک ہڈی ہے اور ناخن کفار حبشہ کی چھری ہے (جس سے وہ ذبح کرتے ہیں۔)

فوائد: اختیاری حالات میں تو جانور کو گلے سے ذبح کیا جائے البتہ اضطراری حالات میں کسی بھی مقام سے ذبح کیا جا سکتا ہے۔ نیز ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے اور اگر کسی کو بسم اللہ کے متعلق تردد ہو تو وہ کھاتے وقت اسے پڑھ لے۔ (عون الباری:۳/۲۷۰)

٣ - باب: تَقْوِيمُ الأَشْيَاءِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ

باب ۳: شرکاء کے درمیان مشترکہ چیزوں کی عدل کے ساتھ قیمت لگانا

١١٣٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ مَمْلُوكِهِ، فَعَلَيْهِ خَلاَصُهُ فِي مالِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مالٌ، قُوِّمَ المَمْلُوكُ قِيمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ ٱسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٢٤٩٢]

۱۱۳۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص مشترکہ غلام کو اپنے حصے کے مطابق آزاد کردے تو وہی اپنے مال سے اسے پوری رہائی دلائے اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو انصاف سے اس غلام کی قیمت لگائی جائے باقی حصہ کے لئے اس غلام سے مزدوری کرائی جائے لیکن اس پر سختی نہ کی جائے۔

فوائد: یعنی غلام کو ایسے کام پر مجبور نہ کیا جائے جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو جب وہ باقی ماندہ حصے کی قیمت ادا کر دے گا تو خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ (عون الباری:۲/۲۷۳)

٤ - باب: هَل يُقْرَعُ فِي القِسْمَةِ

باب ۴: کیا تقسیم میں قرعہ اندازی کی جاسکتی ہے؟

١١٣٥ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ ٱللهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ ٱسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلاَهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا ٱسْتَقَوْا مِنَ المَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا: لَو أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا، وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَما أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيعًا).

۱۱۳۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود پر قائم ہو اور جو ان میں مبتلا ہو گیا ہو ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی کو بذریعہ قرعہ تقسیم کر لیا بعض لوگوں کے حصہ میں اوپر کا طبقہ آیا جبکہ کچھ لوگوں نے نچلا حصہ لے لیا اب نچلے حصے والوں کو جب پانی کی ضرورت ہوتی تو وہ اوپر والوں کے پاس سے گزرتے ہوئے کہنے لگے کاش ہم اپنے حصے میں سوراخ کرلیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں سو اگر اوپر والے نیچے والوں کو ان کے ارادہ کے مطابق چھوڑ دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر

[رواه البخاري: ٢٤٩٣]

وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ بھی بچ جائیں گے اور دوسرے بھی الغرض سب محفوظ رہیں گے۔

فوائد: گناہ کا ارتکاب کرنا اور اسے سامنے ہوتا دیکھ کر ٹھنڈے پیٹ برداشت کر لینا جرم کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور دونوں ہی تباہی و بربادی کا باعث ہیں۔ (عون الباری: ۳/۲۷۳)

٥ - باب: الشَّرِكَةُ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ

باب ۵: غلہ وغیرہ میں شرکت

١١٣٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ هِشَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ وَكانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ بَايِعْهُ، فَقَالَ: (هُوَ صَغِيرٌ). فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ. كانَ يَخْرُجُ إِلَى السُّوقِ، فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ، فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَٱبْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، فَيَقُولَانِ لَهُ: أَشْرِكْنَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فَيَشْرَكُهُمْ، فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كما هِيَ، فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ. [رواه البخاري: ٢٥٠١، ٢٥٠٢]

۱۱۳۶۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہے ان کی والدہ زینب بنت حمید رضی اللہ عنہا اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئیں تھیں اور عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس سے بیعت لیجئے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ ابھی چھوٹے ہیں لیکن آپ نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی وہ اکثر بازار جاکر غلہ خریدا کرتے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما ان سے ملتے تو کہتے کہ ہم کو بھی شریک کر لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی ہے چنانچہ وہ ان کو شریک کر لیتے اکثر اوقات پورا پورا اونٹ حصہ میں آتا جس کو وہ اپنے گھر بھیج دیتے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ہر مملوکہ چیز میں شراکت ہو سکتی ہے۔ (عون الباری: ۳/۲۷۵)

كتاب الرهن في الحضر

بحالت اقامت گروی رکھنا

قرآن مجید میں گروی کے لئے سفر کی شرط اتفاقی ہے کیوکہ حضر میں گروی رکھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نیز گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت ہے البتہ چارہ ڈالنے کے عوض اس کا دودھ استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس پر سواری بھی کی جا سکتی ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔

١ - باب: الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ

باب ۱: گروی کے جانور پر سوار ہونا اور اس کا دودھ پینا

١١٣٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ). [رواه البخاري: ٢٥١٢]

۱۱۳۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سواری کا جانور اگر رھن ہے تو بقدر خرچ اس پر سواری کی جا سکتی ہے اور اگر دودھ والا جانور گروی ہے تو خرچ کے عوض اس کا دودھ پیا جا سکتا ہے سوار ہونے اور دودھ پینے والے کے ذمہ اس کا خرچہ ہے۔

فوائد: مرھونہ زمین سے فائدہ اٹھانا کسی حالت میں درست نہیں اگر اسے ٹھیکہ پر دے تو وہ رقم قرض سے منہا کر دی جائے تو ایسا کرنا جائز ہے یا خود کاشت کرے اور پیداوار تقسیم کر کے مالک کے حصہ کے مطابق اس کا قرضہ کم کر دے۔

٢ - باب: إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ

باب ٢: اگر راھن اور مرتھن کسی بات میں اختلاف کریں تو کیا کیا جائے؟

١١٣٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى: أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٢٥١٤]

١١٣٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ مدعی علیہ پر قسم واجب ہے

فوائد : گروی شدہ زمین میں اختلاف کی صورت یوں ہوگی کہ گروی رکھنے والا کہے کہ میں نے صرف زمین گروی رکھی ہے جبکہ گروی قبول کرنے والا دعویدار ہو کہ درخت بھی اس میں شامل ہیں اب دعویدار کو اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے دلیل یعنی گواہ پیش کرنا ہوں گے بصورت دیگر گروی رکھنے والے کی بات قسم لے کر تسلیم کر لی جائے گی۔

كتاب في العتق وفضله

غلام آزاد کرنے کے بیان میں

١١٣٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَءًا مُسْلِمًا، ٱسْتَنْقَذَ ٱللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٢٥١٧]

۱۱۳۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ آزاد کردہ غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو دوزخ سے آزاد کردے گا۔

فوائد : ایک روایت میں یہاں تک اضافہ ہے کہ غلام کی شرمگاہ کے عوض آزاد کرنے والے کی شرمگاہ کو جہنم سے آزادی مل جائے گی چونکہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ زنا کاری ہے اس لئے خصوصی طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ (عون الباری:۳/۲۸۲)

١ - باب: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ

باب ۱: کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟

١١٤٠ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (إِيمَانٌ بِٱللهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ). قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (أَغْلاَهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُها عِنْدَ أَهْلِهَا). قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: (تُعِينُ صَانِعًا، أَوْ تَصْنَعُ لأَخْرَقَ). قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: (تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى

۱۱۴۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے عرض کیا کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی قیمت زیادہ ہو اور اپنے مالک کی نظر میں نہایت پسندیدہ ہو میں نے عرض کیا اگر میں یہ نہ کر سکوں آپ نے فرمایا تو پھر کسی کاریگر کی مدد کر یا کسی بے ہنر اناڑی کو کوئی کام سکھا دے۔ میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا تو تم لوگوں کو نقصان نہ

نَفْسِكَ). [رواه البخاري: ٢٥١٨]

پہنچاؤ یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو نے اپنے اوپر کرنا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں صانع بمعنی کاریگر کے بجائے ضائع ہے اس کا معنی ہے کہ جو تباہ حال فقر وفاقہ میں مبتلا ہو اس کی مدد کی جائے۔ (عون الباری:۳/۲۸۴)

٢ - باب: إِذَا أَعْتَقَ عَبْداً بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ أَمَةً بَيْنَ شُرَكَاءَ

باب ۲: مشترکہ غلام یا لونڈی کو آزاد کر دینا

١١٤١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ، قُوِّمَ الْعَبْدُ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ، فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ، وَعَتَقَ عَلَيْهِ العَبْد، وإِلاَّ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ ما عَتَقَ). [رواه البخاري: ٢٥٢٢]

۱۱۴۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کردے پھر اس کے پاس پورے غلام کی قیمت جتنا مال بھی ہو تو انصاف کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے اور دوسرے شرکاء کا حصہ وہ ادا کرے پھر غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا ورنہ غلام جتنا آزاد ہو چکا ہے اتنا ہی آزاد رہے گا۔

٣ - باب: الخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ فِي العَتَاقَةِ وَالطَّلاَقِ وَنَحوِهِ

باب ۳: آزاد کرنے' طلاق دینے اور اسی طرح دیگر (معاملات) میں غلطی اور بھول ہو جائے

١١٤٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي ما وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا، ما لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ). [رواه البخاري: ٢٥٢٨]

۱۱۴۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو وہ باتیں معاف کردی ہیں جو ان کے دلوں میں وسوسہ کے طور پر آئیں تا وقتیکہ ان پر عمل نہ کریں یا زبان سے نہ نکالیں۔

فوائد: انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں اگر برائی پر آمادہ کریں تو اسے وسوسہ کہا جاتا ہے اور اگر کار خیر کی دعوت دیں تو یہ الہام ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیت کے بغیر اگر بھول چوک سے لفظ طلاق منہ سے نکل جائے تو اسے طلاق نہیں پڑتی۔

٤ - باب: إِذَا قَالَ لِعَبْدِهِ هُوَ لِلّٰهِ وَنَوَى العِتْقَ، وَالإِشْهَادِ بِالعِتْقِ

باب ۴: جب کوئی اپنے غلام سے کہے یہ اللہ کیلئے ہے اور نیت آزاد کرنے کی ہو نیز آزاد کرنے میں گواہ بنانا

١١٤٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ لَمَّا أَقْبَلَ يُرِيدُ الإِسْلَامَ، وَمَعَهُ غُلَامُهُ، ضَلَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ، فَأَقْبَلَ بَعْدَ ذَاكَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، هٰذَا غُلَامُكَ قَدْ أَتَاكَ). فَقَالَ: أَمَا إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ، قَالَ: فَهُوَ حِينَ يَقُولُ:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا
عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الكُفْرِ نَجَّتِ

[رواه البخاري: ٢٥٣٠]

۱۱۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہونے کے ارادہ سے آئے تو ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا لیکن راستہ میں بھول کر دونوں الگ الگ ہو گئے پھر وہ غلام اس وقت واپس آیا جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ تیرا غلام حاضر ہے اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ غلام آج سے آزاد ہے راوی کا بیان ہے کہ اس وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

ہے پیاری گو کٹھن ہے لمبی میری رات
پر دلائی اس نے دارالکفر سے مجھ کو نجات

فوائد: بخاری کی ایک روایت (۲۵۳۲) میں ہے کہ آپ گواہ رہیں وہ غلام اللہ کے لئے ہے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اس قسم کے غیر صریح الفاظ استعمال کرنے سے اس وقت آزادی معتبر ہوتی ہے جب اس کی نیت ہو۔

٥ - باب: عِتْقُ المُشْرِكِ

باب ۵: مشرک کا غلام آزاد کرنا

١١٤٤ : عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَعْتَقَ فِي الجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ، وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ، فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ، وَأَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ، قَالَ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ الحَدِيثَ وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي الزَّكَاةِ. [رواه

۱۱۴۴۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں سو غلام آزاد کئے اور ایک سو اونٹ لوگوں کو سواری کے لئے دیئے تھے جب وہ مسلمان ہوئے تو سو اونٹ مزید لوگوں کو سواری کے لئے دیئے اور سو غلام آزاد کئے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا پھر وہ تمام حدیث (۷۲۶) بیان کی جو کتاب

البخاري: ٢٥٣٨، وانظر حديث رقم: ١٤٣٦] الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

فوائد: کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے آخرت میں کوئی ثواب ملے گا لیکن مسلمان بندوں پر اس کی خاص مہربانی ہے کہ ان کے زمانہ کفر میں کی ہوئی نیکیاں برقرار رہتی ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

٦ - باب: مَنْ مَلَكَ مِنَ العَرَبِ رَقِيقاً

باب ٦: اگر کوئی شخص کسی عربی غلام کا مالک ہو جائے (تو کیا یہ درست ہے؟)

١١٤٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَغَارَ عَلَى بَنِي المُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ، وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى المَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى ذَرَارِيَّهُمْ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها. [رواه البخاري: ٢٥٤١]

١١٤٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ مصطلق پر اس وقت حملہ کیا جب وہ غفلت میں تھے اور ان کے جانوروں کو چشموں پر پانی پلایا جا رہا تھا لہٰذا آپ نے جنگی آدمیوں کو قتل کر دیا' ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور اس دن حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آپ کے ہاتھ آئیں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عرب کو غلام بنایا جا سکتا ہے کیونکہ بنو مصطلق عرب کے ایک قبیلے خزاعہ سے ہیں۔ (عون الباری: ٣/٢٩٠)

١١٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: ما زِلْتُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلاَثٍ، سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ فِيهِمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى ٱلدَّجَّالِ). قَالَ: وَجاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا). وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عائِشَةَ فَقَالَ: (أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ). [رواه البخاري: ٢٥٤٣]

١١٤٦۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں بنی تمیم سے برابر محبت کرتا رہتا ہوں جب سے ان کے متعلق میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین باتیں سنی ہیں آپ فرماتے تھے میری امت میں سے دجال پر یہی لوگ زیادہ سخت ہوں گے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کی طرف سے زکوۃ آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہماری قوم کی زکوۃ ہے اور ان میں ایک لونڈی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس کے متعلق آپ نے فرمایا اسے آزاد کر دے کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی

اولاد سے ہے۔

فوائد: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نذر مانی تھی کہ اسماعیلی غلام کو آزاد کروں گی کیونکہ حضرت اسماعیل کی اولاد سے کسی غلام کو آزاد کرنا اللہ کے ہاں بہت مقام رکھتا ہے۔ (عون الباری:۳/۲۹۲)

٧ - باب: كَرَاهِيَةُ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ

باب ۷: غلام پر دست درازی کرنا ناجائز ہے

١١٤٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَقُلْ أَحَدُكُمْ: أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ، أَسْقِ رَبَّكَ، وَلْيَقُلْ: سَيِّدِي ومَوْلاَيَ، وَلاَ يَقُلْ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي أَمَتِي، وَلْكِنْ: فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلاَمِي). [رواه البخاري: ٢٥٥٢]

۱۱۴۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے تو اپنے رب (مالک) کو کھانا کھلا' اپنے رب کو وضوء کرا اپنے رب کو پانی پلا بلکہ یوں کہے اپنے سردار اپنے آقا کو اور کوئی تم سے یوں نہ کہے میرا بندہ' میری بندی بلکہ یوں کہے میرا خادم' خادمہ اور میرا غلام۔

فوائد: اس لفظ کا استعمال اس لئے منع ہے کہ حقیقی ربوبیت تو صرف اللہ کو سزاوار ہے لہٰذا یہ لفظ کسی مخلوق کے لئے استعمال نہ کیا جائے لیکن قرآن کریم میں اضافت کے ساتھ یہ لفظ غیراللہ کے لئے استعمال ہوا ہے معلوم ہوا کہ نہی تحریمی نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۹۳)

٨ - باب: إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ

باب ۸: جب کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے

١١٤٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ، أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلاَجَهُ). [رواه البخاري: ٢٥٥٧]

۱۱۴۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لے کر آئے تو اگر اس کو اپنے ساتھ نہ کھلا سکے تو اسکو ایک دو لقمے یا کھانے کی چیز میں سے کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہئے کیونکہ اس نے اس کو تیار کرنے کی زحمت اٹھائی ہے۔

فوائد: خادم کو اپنے ساتھ بٹھانے کا حکم استحباباً ہے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم ایک دو لقمے اسے ضرور دینے چاہئیں۔ (عون الباری:۳/۲۹۵)

٩ - باب: إِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ

باب ۹: اگر اپنے غلام کو مارے تو چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے

١١٤٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ). [رواه البخاري: ٢٥٥٩]

۱۱۴۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم سے کوئی اگر کسی کو مار پیٹ کرے تو چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں لفظ ((ضَرَبَ)) ہے اس حدیث میں اگرچہ خادم کو مارنے کی صراحت نہیں مگر امام بخاری نے الادب المفرد کی ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے۔ (عون الباری:۲۹۶/۳)

١٠ - باب: مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ

باب ۱۰: مکاتب سے کونسی شرطیں جائز ہیں

١١٥٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ بَرِيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا جَاءَتْ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ، فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ، وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا، وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ، وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لَنَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (ابْتَاعِي، فَأَعْتِقِي، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ). قَالَ: ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: (مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا

۱۱۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس اپنی کتابت میں مدد لینے آئیں اور اس وقت تک انہوں نے اپنی کتابت میں سے کچھ نہیں ادا کیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تم اپنے مالک کے پاس جاؤ اگر وہ چاہیں میں تمہاری جانب سے ادا کردوں لیکن تمہاری ولاء مجھ کو ملے تو میں ادا کردوں گی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر اپنے آقا سے کیا تو اس نے انکار کردیا اور کہا اگر ان کو ثواب کی خواہش ہے تو ایسا کر دے مگر تمہاری ولاء ہمارے پاس رہے گی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تم اسے خرید کر آزاد کردو ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا پھر رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو ایسی شرطیں عائد کرتے ہیں جن کی اللہ کے قانون کی رو سے

لَيْسَتْ فِي كِتَابِ ٱللهِ، مَنِ ٱشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ ٱللهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ، شَرْطُ ٱللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ). [رواه البخاري: ٢٥٦١]

اجازت نہیں ہے جو شخص ایسی شرط لگائے گا جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو اس شرط کا اس کے لئے نفاذ نہ ہوگا چاہے وہ سو مرتبہ شرط لگائے اور اللہ کی شرط ہی سب سے زیادہ معقول اور مضبوط ہے۔

فوائد : اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مشروع شرائط کی کوئی حیثیت نہیں ہے البتہ جائز اور مشروع شرائط کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔ کسی شرط کا اللہ کی کتاب میں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا جواز یا وجوب کتاب اللہ سے ثابت نہ ہو۔ (عون الباری:۳/۲۹۹)

كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها

ہبہ کی فضیلت اور اس کی ترغیب

١ - باب: فَضْلُ الهِبَةِ

باب ۱: ہبہ کی فضیلت

١١٥١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا، وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ). [رواه البخاري: ٢٥٦٦]

۱۱۵۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن دوسری پڑوسن کی کسی چیز کو حقیر نہ خیال کرے گو وہ بکری کا کھر ہی ہو۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ہمسایہ کا تحفہ خوشی سے قبول کرنا چاہئے زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکالی جائے جس سے اس کی حقارت ہو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہمسایوں سے تحائف کا تبادلہ مسنون ہے۔

(عون الباری:۳/۳۰۲)

١١٥٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ، يَا ابْنَ أُخْتِي، إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلاَلِ، ثُمَّ الْهِلاَلِ، ثَلاَثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ نَارٌ، فَقُلْتُ: يَا خَالَةُ، مَا كَانَ يُعَيِّشُكُمْ؟ قَالَتِ الأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلاَّ أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ ٱللهِ

۱۱۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے کہا اے میرے بھانجے! بے شک ہم چاند دیکھتے پھر دوسرا چاند دیکھتے تھے اسی طرح دو مہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ تک نہ جلائی جاتی تھی عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا خالہ جان! ایسے حالات میں تمہاری زندگی کیسے گزرتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دو سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی پر گزر

ﷺ جِيرَانٌ مِنَ الأَنْصَارِ، كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ أَلْبَانِهَا فَيَسْقِينَا. [رواه البخاري: ٢٥٦٧]

اوقات ہوتا البتہ رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں چند انصار رہتے تھے جن کے پاس دودھ کی بکریاں تھیں وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ بھیج دیتے تو آپ وہ دودھ ہم کو بھی پلا دیا کرتے تھے۔

١١٥٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ، أَوْ كُرَاعٍ، لأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ). [رواه البخاري: ٢٥٦٨]

۱۱۵۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر مجھے دستی یا ران کے گوشت کی دعوت دی جائے تو میں قبول کرلوں گا اور اگر میرے پاس دستی یا ران کا گوشت بطور تحفہ بھیجا جائے تو بھی قبول کر لوں گا۔

فوائد: اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان قائم کیا ہے "تھوڑی سی چیز ہبہ کرنا" ھدیہ بھی ہبہ کی طرح ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تھوڑی چیز کا ہبہ کرنا بھی درست ہے اور اسے قبول بھی کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۳/۳۰۴)

٢ - باب: قَبُولُ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ

باب ۲: شکار کا تحفہ قبول کرنا

١١٥٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا، فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ: بِوَرِكِهَا أَوْ فَخِذَيْهَا، فَقَبِلَهُ، وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَكَلَ مِنْهُ. [رواه البخاري: ٢٥٧٢]

۱۱۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے مرالظہران میں ایک خرگوش بھگایا تو لوگ اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے تھک گئے بالآخر میں نے اسے پکڑ لیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کرکے اس کی رانیں رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیں آپ نے وہ قبول فرمالیں ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اس میں سے تناول فرمایا۔

فوائد: اس سے شیعہ کی بھی تردید ہوتی ہے جو خرگوش کا گوشت اس لئے نہیں کھاتے کہ اس کی مادہ کو خون آتا ہے لیکن یہ اس کے حرام ہونے کی دلیل نہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا ہے تو پھر اس کے حلال ہونے میں کیا شک ہے؟

٣ - باب: قَبُولُ الْهَدِيَّةِ

باب ۳: ھدیہ قبول کرنا

١١٥٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ

۱۱۵۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

عَنْهُمَا قَالَ: أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ، خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الأَقِطِ وَالسَّمْنِ، وَتَرَكَ الأَضُبَّ تَقَذُّرًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٥٧٥]

انہوں نے فرمایا ام حفید رضی اللہ عنہا نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھی رسول اللہ ﷺ کو پنیر، گھی اور کچھ سو سمار ھدیہ بھیجیں تو رسول ﷺ نے پنیر اور گھی تو کھالیا مگر سوسمار کو نفرت کرتے ہوئے چھوڑ دیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر کھائی گئی اگر وہ حرام ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس حدیث کی تائید کرتی ہے آپ نے سوسمار کو کراہت کی وجہ سے نہیں کھایا اسے حرام قرار نہیں دیا رسول اللہ ﷺ کا گھی اور پنیر کو کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے ھدیہ قبول فرمایا۔ (عون الباری:۳/۳۰۶)

١١٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ: (أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ). فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ، قَالَ لأَصْحَابِهِ: (كُلُوا). وَلَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، ضَرَبَ بِيَدِهِ ﷺ فَأَكَلَ مَعَهُمْ. [رواه البخاري: ٢٥٧٦]

۱۱۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اگر کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ اس کی بابت دریافت کرتے کہ یہ صدقہ ہے یا ھدیہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے تم کھالو اور خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو آپ اپنا ہاتھ بڑھا کر ان کے ساتھ خود بھی تناول فرماتے۔

١١٥٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ، فَقِيلَ: تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ، قَالَ: (هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ). [رواه البخاري: ٢٥٧٧]

۱۱۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ گوشت لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ میں ملا ہے آپ نے فرمایا اس کے لئے تو یہ صدقہ ہے لیکن ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

فوائد: اگرچہ وہ گوشت حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ کے طور پر ملا تھا مگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تحفہ کے طور پر بھیجا تھا معلوم ہوا کہ فقیر اگر صدقہ کی کوئی چیز مال دار کو تحفے کے طور پر بھیجے تو مال دار اسے استعمال میں لا سکتا ہے۔

٤ - باب: مَنْ أَهْدَى إِلَى صَاحِبِهِ وَتَحَرَّى بَعْضَ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ

باب ۴: اپنے کسی دوست کو قصداً اس دن تحفہ بھیجنا جب وہ کسی خاص اہلیہ کے پاس ہو

١١٥٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ نِسَاءَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ كُنَّ حِزْبَيْنِ: فَحِزْبٌ فِيهِ عائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ، وَٱلْحِزْبُ الآخَرُ فِيهِ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَكانَ المسْلِمُونَ قَدْ عَلِمُوا حُبَّ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ عائِشَةَ، فَإِذَا كانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ، يُرِيدُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَخَّرَهَا، حَتَّى إِذَا كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي بَيْتِ عائِشَةَ، بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ بِها إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي بَيْتِ عائِشَةَ، فَكَلَّمَ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ، فَقُلْنَ لَهَا: كَلِّمِي رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَيَقُولُ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ هَدِيَّةً، فَلْيُهْدِهَا إِلَيْهِ حَيْثُ كانَ مِنْ نِسَائِهِ، فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ لَهَا، فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا، فَسَأَلْنَهَا، فَقَالَتْ: ما قَالَ لِي شَيْئًا، فَقُلْنَ لَهَا: فَكَلِّمِيهِ، قَالَتْ: فَكَلَّمَتْهُ حِينَ دَارَ إِلَيْهَا أَيْضًا، فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا، فَسَأَلْنَها فَقَالَتْ: ما قالَ لِي شَيْئًا، فَقُلْنَ لَهَا: كَلِّمِيهِ حَتَّى يُكَلِّمَكِ، فَدَارَ إِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ،

۱۱۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے دو گروپ تھے' ایک میں حضرت عائشہ' حضرت حفصہ' حضرت صفیہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہن تھیں' دوسرے گروپ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ کی باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں اور مسلمانوں کو یہ معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے' لہٰذا اگر کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کو ہدیہ دینا چاہتا تو وہ اس وقت کا انتظار کرتا جب حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے تو ہدیہ دینے والا وہ ہدیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجتا' (ایک دن) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروپ نے گفتگو کی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں عرض کرو کہ آپ لوگوں سے فرمائیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دینا چاہے وہ بھیج دے خواہ آپ اپنی کسی بیوی کے پاس ہوں' چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے وہ بات کہہ دی جو ان کے گروپ نے انہیں کہی تھی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان کے گروپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا ان کے گروپ نے کہا پھر آپ سے عرض کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

فَقَالَ لَهَا: (لاَ تُؤْذِينِي فِي عائِشَةَ، فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ ٱمْرَأَةٍ إِلاَّ عَائِشَةَ). قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَتُوبُ إِلَى ٱللهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ تَقُولُ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ ٱللهَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ: (يَا بُنَيَّةُ، أَلاَ تُحِبِّينَ ما أُحِبُّ؟). قالَتْ: بَلَى، فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ، فَقُلْنَ: ٱرْجِعِي إِلَيْهِ فَأَبَتْ أَنْ تَرْجِعَ، فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ، فَأَتَتْهُ فَأَغْلَظَتْ، وَقَالَتْ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ ٱللهَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ ابْنِ أَبِي قُحافَةَ، فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتَّى تَنَاوَلَتْ عائِشَةَ وَهِيَ قاعِدَةٌ فَسَبَّتْهَا، حَتَّى إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَيَنْظُرُ إِلَى عَائِشَةَ هَلْ تَكَلَّمُ، قالَ: فَتَكَلَّمَتْ عائِشَةُ تَرُدُّ عَلَى زَيْنَبَ حَتَّى أَسْكَتَتْهَا، قَالَتْ: فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى عائِشَةَ، وَقالَ: (إِنَّهَا بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ). [رواه البخاري: ٢٥٨١]

اس کی جب باری آئی تو اس نے پھر آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے پھر کچھ نہ کہا اس کے گروپ نے پھر پوچھا تو انہوں نے کہا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا ان کے گروپ نے کہا جب تک آپ جواب نہ دیں آپ بات کرتی رہیں پھر جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری آئی تو انہوں نے پھر بات چیت کی تو آپ نے فرمایا تم مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی بیوی کے کپڑے میں مجھ پر وحی نہیں اتری۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے گزارش کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو تکلیف دینے سے اللہ سے توبہ کرتی ہوں اس کے بعد ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر ان کے ذریعہ حضور اکرم ﷺ تک یہ پیغام پہنچایا کہ آپ کی بیویاں آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی بابت انصاف کے لئے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے بات کی۔ تو آپ نے فرمایا اے بیٹی! کیا تجھے وہ بات پسند نہیں جو میں پسند کرتا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ تو وہ لوٹ کر ان کے پاس گئی اور انہیں بتایا انہوں نے پھر اس سے کہا آپ پھر حضور اکرم ﷺ کے پاس جائیں۔ اس نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا' تو انہوں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ تو اس نے آپ کے پاس آ کر سخت گفتگو کی اور کہا آپ کی بیویاں ابو قحافہ کی پوتی کے سلسلہ میں اللہ کے واسطہ سے آپ کے عدل کا تقاضا کرتی ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آواز بلند کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نشانہ بنایا وہ بیٹھی ہوئی تھیں انہیں خوب برا بھلا کہا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ جواب دیتی ہے یا نہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو جواب دینا شروع کیا۔ بالآخر اسے خاموش کرا دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر فرمایا آخر وہ بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔

فوائد : اس حدیث سے صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت معلوم ہوتی ہے بعض لوگ ان کے خلاف زبان درازی کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرتے رہتے ہیں۔

٥ - باب: مَا لاَ يُرَدُّ مِنَ الهَدِيَّةِ

باب ۵: کس قسم کے تحائف واپس نہ کیے جائیں

١١٥٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَرُدُّ الطِّيبَ. [رواه البخاري: ٢٥٨٢]

۱۱۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو واپس نہیں کرتے تھے۔

فوائد : ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ' تیل اور دودھ واپس نہ کرتے تھے حدیث میں تیل سے مراد خوشبو ہے آپ نے اسے واپس نہ کرنے کی تلقین کی ہے کیونکہ اس کے دینے سے آسانی اور نفع رسانی زیادہ ہے۔ (عون الباری:۳/۳۱۲)

٦ - باب: المُكَافَأَةُ فِي الْهِبَةِ

باب ۶: ھدیہ کا بدلہ دینا مسنون ہے

١١٦٠ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنها قالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يَقْبَلُ الهَدِيَّةَ وَيثِيبُ عَليها [رواه البخاري: ٢٥٨٥].

۱۱۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیہ قبول فرما لیتے اور اس کا کچھ بدلہ بھی دیتے تھے۔

فوائد : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا تقاضا ہے کہ ھدیہ قبول کر لے اور دینے والے کو کچھ بدلہ میں دے نیز دینے والا اگر ضرورت مند ہے تو اپنے ھدیہ کے بدلے کی توقع رکھ سکتا ہے۔ (عون

الباری:۳/۳۱۳)

٧ - باب: الإِشْهَادُ فِي الهِبَةِ

١١٦١ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً، فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لاَ أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَأَتَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَقالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ ٱبْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قالَ: (أَعْطَيْتَ سائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا؟)، قالَ: لاَ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَٱتَّقُوا ٱللهَ وَٱعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلاَدِكُمْ). قالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ. [رواه البخاري: ٢٥٨٧]

باب ۷: ھدیہ میں گواہ مقرر کرنا

۱۱۶۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں کہا کہ میرے والد نے مجھے کچھ عطیہ دیا تو میری والدہ حضرت عمرۃ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بناؤ لہٰذا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہے کچھ عطیہ دیا ہے عمرۃ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ اس پر میں آپ کو گواہ بنا لوں آپ نے پوچھا کیا تم نے اپنے تمام اولاد کو اتنا ہی دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ سن کر میرا باپ لوٹ آیا اور انہوں نے دی ہوئی وہ چیز واپس لے لی۔

فوائد: اولاد میں عدل وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تمام بچوں اور بچیوں کو برابری کی بنیاد پر تحائف دیئے جائیں ہاں اگر کوئی بچہ معذور یا محتاج ہے تو اسے کچھ زیادہ دینے میں چنداں حرج نہیں۔ (عون الباری:۳/۳۱۶)

٨ - باب: هِبَةُ الرَّجُلِ لامْرَأَتِهِ وَالمَرْأَةِ لِزَوجِهَا

١١٦٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (العَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ، يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ). [رواه البخاري: ٢٥٨٩]

باب ۸: بیوی خاوند کا آپس میں تحائف کا تبادلہ کرنا کیسا ہے؟

۱۱۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھبہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کرکے پھر اسے کھا جاتا ہے۔

فوائد: ھبہ دے کر واپس لینا حرام ہے البتہ باپ اپنے بچوں کو ھبہ دے کر واپس لے سکتا ہے (عون الباری:۳/۳۱۸)

٩ - باب: هِبَةُ المَرأةِ لِغَيرِ زَوْجِها وَعِتقِهَا إذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ

باب ٩: شوہر کی موجودگی میں عورت کا کسی کو ہدیہ دینا اور غلام آزاد کرنا

١١٦٣ : عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الحَارِثِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً، وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيهِ قَالَتْ: أَشَعَرْتَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي؟ قَالَ: (أَوَ فَعَلْتِ؟). قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: (أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لأَجْرِكِ). [رواه البخاري: ٢٥٩٢]

١١٦٣۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا جس کی بابت رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں لی تھی جب ان کی باری کے دن آپ تشریف لائے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا واقعی آزاد کر چکی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا اگر تو وہ لونڈی اپنے ننھیال کو دیتی تو تجھے زیادہ ثواب ہوتا۔

فوائد: اگر کوئی رشتہ دار محتاج ہو تو غلام آزاد کرنے کے بجائے انہیں بطور عطیہ دینے میں زیادہ فضیلت ہے۔ (عون الباری:٣/٣١٩)

١١٦٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ ٱمْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، تَبْتَغِي بِذَلِكَ رِضَا رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٥٩٣]

١١٦٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے اور آپ کا اپنی ہر بیوی کے لئے ایک دن رات مقرر تھا لیکن حضرت سودۃ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ کو دے دیا تھا انہیں اس میں رسول اللہ ﷺ کی رضا مندی مطلوب تھی۔

١٠ - باب: كَيْفَ يُقْبَضُ العَبْدُ وَالمَتَاعُ

باب ١٠: غلام لونڈی اور دیگر سامان پر کیسے قبضہ ہوتا ہے؟

١١٦٥ : عَنِ المِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: قَسَمَ

١١٦٥۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ قبائیں

النَّبِيُّ ﷺ أَقْبِيَةً، وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قَالَ: فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فَقَالَ: (خَبَأْنَا هٰذَا لَكَ). قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: (رَضِيَ مَخْرَمَةُ). [رواه البخاري: ٢٥٩٩]

تقسیم کیں لیکن حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے کوئی قبا نہ دی جس پر حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے بیٹے! تو رسول اللہ ﷺ کے پاس میرے ساتھ چل لہٰذا میں ان کے ساتھ چلا گیا انہوں نے کہا اندر جا اور رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے بلا لاؤ مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کو بلا لایا آپ باہر تشریف لائے تو ان قباؤں میں سے ایک قبا آپ کے پاس تھی اور آپ نے فرمایا ہم نے یہ تیرے لئے چھپا رکھی تھی اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مخرمہ رضی اللہ عنہ اسے دیکھ کر خوش ہو گئے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ہبہ میں دوسرے کی ملکیت اس وقت ثابت ہو گی جب وہ ہبہ اس کے قبضہ میں آجائے اس سے پہلے پہلے اس میں تصرف نہیں کیا جا سکتا۔ (عون الباری:۳/۳۲۱)

١١ - باب: هَدِيَّةُ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا

باب ۱۱: ایسے لباس کا تحفہ دینا جس کا پہننا ناجائز ہو

١١٦٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ بِنْتِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا، وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنِّي رَأَيْتُ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا)، فَقَالَ لِي: (مَا لِي وَلِلدُّنْيَا)، فَأَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ: لِيَأْمُرْنِي فِيهِ بِمَا شَاءَ، قَالَ: (تُرْسِلِي بِهِ إِلَى فُلَانٍ، أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ). [رواه البخاري: ٢٦١٣]

۱۱۶۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے مگر اندر داخل نہ ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا میں نے ان کے دروازے پر ایک ریشمی دھاری دار پردہ دیکھا تھا بھلا ہم لوگوں کو آرائش دنیا سے کیا غرض ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر یہ بات بیان کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں رسول اللہ ﷺ جو چاہیں مجھے اس کی بابت حکم فرمائیں؟ آپ نے فرمایا اس پردہ کو فلاں شخص کے پاس بھیج دو جو

ضرورت مند ہے۔

فوائد: اس پردہ میں تصاویر اور نقش و نگار تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا۔ (عون الباری:۳/۳۲۳)

۱۱۶۷ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةَ سِيَرَاءَ، فَلَبِسْتُهَا، فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي. [رواه البخاري: ٢٦١٤]

۱۱۶۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے مجھے ایک دھاری دار ریشمی جوڑا ہدیہ بھیجا جس کو میں نے پہن لیا پھر کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے چہرہ انور پر غصہ کے آثار ہیں میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ ریشمی جوڑا جن عورتوں میں تقسیم کیا وہ ان کی بیویاں نہ تھیں بلکہ ان کی رشتہ دار خواتین تھیں۔

١٢ - باب: قَبُولُ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

باب ۱۲: مشرکین کا ھدیہ قبول کرنا

۱۱۶۸ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟). فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ، فَعُجِنَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ، مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ، بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً؟ أَوْ قَالَ: أَمْ هِبَةً؟). قَالَ: لَا، بَلْ بَيْعٌ، فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً، فَصُنِعَتْ، وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى، وَايْمُ اللهِ، مَا فِي الثَّلَاثِينَ وَالْمِائَةِ إِلَّا وَقَدْ حَزَّ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ، فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ،

۱۱۶۸۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک سو تیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانا ہے؟ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا ایسا ہی کچھ غلہ تھا جسے گوندھا گیا اتنے میں پراگندہ بالوں والا ایک لمبا تڑنگا مشرک اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا ادھر آنکلا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ان کو فروخت کرے گا یا ھدیہ دے گا یا یہ فرمایا کہ بطور ھبہ دے گا اس نے کہا نہیں بلکہ فروخت کروں گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید لی جسے ذبح کیا گیا رسول اللہ ﷺ نے کلیجی وغیرہ کے متعلق حکم دیا کہ اس کو بھون لیا جائے اللہ کی قسم! ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے کلیجی کی بوٹیاں نہ دی ہوں جو موجود تھا اس کو دے دیں اور جو موجود نہ تھا اس کے لئے رکھ

فَأَكَلُوا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا، فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ، فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيرِ، أَوْ كما قالَ. [رواه البخاري: ٢٦١٨]

دیں پھر آپ نے گوشت کے دو پیالے تیار کیے سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر بھی دونوں پیالے بھرے بچ گئے ہم نے انہیں اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا یا راوی نے کچھ ایسا ہی لفظ کہا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا دریافت کرنا کہ تو اسے فروخت کرے گا یا بطور ھبہ دے گا اس سے معلوم ہوا کہ مشرک بت پرست سے ھدیہ لیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۳۲۶)

١٣ - باب: الْهَدِيَّةُ لِلْمُشْرِكِينَ

باب ۱۳: مشرکین کو تحفہ دینا

١١٦٩ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ، فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُ أُمِّي؟ قالَ: (نَعَمْ، صِلِي أُمَّكِ). [رواه البخاري: ٢٦٢٠]

۱۱۶۹۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میری والدہ میرے پاس آئی جو مشرک تھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ وہ اسلام کی طرف راغب ہے تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کروں آپ نے فرمایا ہاں اپنی ماں سے اچھا برتاؤ کرو

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی معاملات میں مشرک والدین سے حسن سلوک میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے۔

١٤ - باب

باب ۱۴:

١١٧٠ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما: أَنَّهُ شَهِدَ عِنْدَ مروانَ لِبَنِي صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَى صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً، فَقَضَى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ. [رواه البخاري: ٢٦٢٤]

۱۱۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے مروان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر بنی صہیب کے حق میں گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دونوں مکان اور ایک کمرہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو دیا تھا لہٰذا مروان رضی اللہ عنہ نے ان کی شہادت کی بنا پر ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

١٥ـ باب: مَا قِيلَ فِي الْعُمْرَىٰ وَالرُّقْبَىٰ

باب ۱۵: عمریٰ اور رقبیٰ کا بیان

١١٧١ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْعُمْرَى،

۱۱۷۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے عمریٰ کے بارے میں یہ فیصلہ

أَنَّهَا لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ. [رواه البخاري: ٢٦٢٥]

کیا کہ وہ اسی کا جس کو ہبہ کیا گیا ہو

فوائد: عمری یہ ہے کہ عمر بھر کسی کو رہنے کے لئے مکان دینا اور رقبی کسی کی موت سے مشروط کر کے کوئی چیز دینا حدیث میں صرف عمری کا ذکر ہے کہ وہ ایک ہبہ ہے جو واپس نہیں آسکتا رقبی کا بھی یہی حکم ہے۔ (عون الباری:۳/۳۲۹)

١٦ - باب: الاسْتِعَارَةُ لِلْعَرُوسِ عِنْدَ البِنَاءِ

باب ۱۶: شادی میں دلہن کو پہنانے کے لئے کوئی چیز عاریتاً لینا

١١٧٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَيْهَا أَيْمَنُ وَعَلَيْهَا دِرْعٌ مِنْ قِطْرٍ - وفي رِوايَةٍ: مِنْ قُطْنٍ - ثَمَنُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، فَقَالَتْ: ٱرْفَعْ بَصَرَكَ إِلَى جارِيَتِي ٱنْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهَا تُزْهَى أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ، وَقَدْ كانَ لِي مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَمَا كانَتِ ٱمْرَأَةٌ تُقَيَّنُ بِالمَدِينَةِ إِلاَّ أَرْسَلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيرُهُ. [رواه البخاري: ٢٦٢٨]

۱۱۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئی اور وہ ایک موٹے کپڑے کا کرتہ پہنے ہوئے تھیں ایک روایت میں ہے کہ روئی کا کرتہ جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی انہوں نے کہا میری اس لونڈی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو یہ گھر میں اس کو پہننے سے انکار کرتی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میرے پاس اس طرح کا ایک کرتہ تھا مدینہ میں جس عورت کو بناؤ سنگھار کی ضرورت ہوتی تو یہ کرتہ مجھ سے عاریتہ منگوا لیتی۔

١٧ - باب: فَضْلُ المَنِيحَةِ

باب ۱۷: دودھ کا جانور عاریتہ دینے کی فضیلت

١١٧٣ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا قَدِمَ المُهَاجِرُونَ المَدِينَةَ مِنْ مَكَّةَ، وَلَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ، وَكَانَتِ الأَنْصَارُ أَهْلَ الأَرْضِ وَالْعَقَارِ، فَقَاسَمَهُمُ الأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُعْطُوهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ، وَيَكْفُوهُمُ الْعَمَلَ وَالمَؤُونَةَ، وَكَانَتْ

۱۱۷۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار زمین اور جائیداد والے تھے اس لئے مہاجرین کو انصار نے اپنے مال اس شرط پر تقسیم کر دیئے کہ وہ انہیں ہر سال نصف پھل دیا کریں اور محنت ومشقت سب وہی کریں ان کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو عبداللہ

أُمُّهُ أُمُّ أَنَسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ، كَانَتْ أُمَّ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمُّ أَنَسٍ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِذَاقًا لَهَا، فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِتَالِ أَهْلِ خَيْبَرَ، فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِينَةِ، رَدَّ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِي كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ، فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُمِّهِ عِذَاقَهَا، وَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ. [رواه البخاري: ٢٦٣٠]

بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما کی بھی ماں تھیں رسول اللہ ﷺ کو کھجور کے کچھ درخت دیئے تھے جو آپ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دیئے جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی ماں تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ خیبر سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آئے تو مہاجرین نے انصار کو ان کی چیزیں واپس کردیں یعنی پھلدار درخت جو انہوں نے مہاجرین کو دیئے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کو بھی ان کے درخت واپس کر دیئے اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے ان کے عوض اپنے باغ سے کچھ درخت دے دیئے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دس گنا درخت دے کر راضی کیا۔ (عون الباری:۳/۳۳۵)

١١٧٤ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَرْبَعُونَ خَصْلَةً، أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا: رَجَاءَ ثَوَابِهَا، وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٢٦٣١]

۱۱۷۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چالیس عمدہ خصلتیں ہیں ان میں سے افضل خصلت دودھ والی بکری کا عاریتہ دینا ہے ان میں سے کسی بھی خصلت پر ثواب کی امید اور اللہ کے وعدے کو سچا جانتے ہوئے عمل بجا لائے تو اللہ اس کے سبب اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے

فوائد: رسول اللہ ﷺ باقی خصلتوں کو جانتے تھے لیکن ان کا شاید اس لئے ذکر نہیں کیا کہ لوگ دیگر کارہائے خیر بجالانے میں سستی نہ کریں۔ واللہ اعلم (عون الباری:۳/۳۳۶)

كتاب الشهادات
گواہی کے بیان میں

١ - باب: لاَ يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ

١١٧٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ). [رواه البخاري: ٢٦٥٢]

باب ا: اگر کوئی گواہ بنایا جائے تو کسی ظلم کی بات پر گواہی نہ دے

۱۱۷۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سب لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں' ان کے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم اٹھائیں گے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ گواہی دینا بڑی ذمہ داری ہے اس کے ادا کرنے سے پہلے خوب غور و فکر کرنا چاہئے اس حدیث کے آخر میں حضرت ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ ہمارے بزرگ ہمیں لڑکپن میں گواہی اور عہد وپیان پر مارا کرتے تھے بزرگوں کا اہتمام اس بناء پر تھا کہ گواہی علی وجہ البصیرت دی جائے اور اس سلسلہ میں کسی پر زیادتی نہ کی جائے۔

٢ - باب: مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ

١١٧٦ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟). ثَلاَثاً،

باب: جھوٹی گواہی کے متعلق کیا کہا گیا ہے؟

۱۱۷۶۔ حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کی اطلاع نہ دوں تین بار یہ

قالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ ٱللهِ، قالَ: (الإِشْرَاكُ بِٱللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ - وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ:- أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ). قالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.

[رواه البخاري: ٢٦٥٤]

فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور دیں۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا' پہلے آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے اور فرمایا خبردار! جھوٹی گواہی دینا اور مسلسل اس کی تکرار فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ کہنے لگے کاش آپ خاموش ہو جائیں۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی کی سنگینی اس بناء پر اہتمام سے بیان فرمائی کہ لوگ اس جرم کے ارتکاب میں بہت بے باک ہیں اور اسکے اسباب بھی بے شمار ہیں نیز اس کے نقصان کی لپیٹ میں بے شمار لوگ آجاتے ہیں۔ (عون الباری:۳/۳۴۲)

٣ - باب: شَهَادَةِ الأَعْمىٰ وَنِكَاحِهِ وَأَمْرِهِ وَإِنْكَاحِهِ وَمُبَايَعَتِهِ وَقَبُولِهِ فِي التَّأْذِينِ وَغَيْرِهِ وَمَا يُعْرَفُ بِالأَصْوَاتِ

باب ۳: نابینا کی گواہی' اس کا حکم دینا' اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح پڑھنا' خرید و فروخت کرنا اور اذان وغیرہ درست ہے نیز ایسی باتوں کا قبول کرنا جو آواز سے پہچانی جاتی ہیں۔

١١٧٧ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي المَسْجِدِ، فَقَالَ: (رَحِمَهُ ٱللهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً، أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا).

[رواه البخاري: ٢٦٥٥]

۱۱۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا اللہ اس پر رحمت فرمائے اس نے مجھے ایک سورت کی فلاں فلاں آیات یاد دلا دیں جو میں بھول گیا تھا۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی شخصیت کو دیکھے بغیر اس کی آواز پر اعتماد کیا اس طرح اندھا آدمی اگر آواز سنے تو اس کی شخصیت دیکھے بغیر گواہی دے سکتا ہے بشرطیکہ اس کی آواز کو پہچانتا ہو۔ (عون الباری:۳/۳۴۴)

١١٧٨ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا فِي رِوَايَةٍ قالَتْ: تَهَجَّدَ النَّبِيُّ ﷺ

۱۱۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے اس روایت میں مزید کہا کہ رسول اللہ

فِي بَيْتِي، فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: (يَا عَائِشَةُ، أَصَوْتُ عَبَّادٍ هٰذَا؟). قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (اللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا). [رواه البخاري: ٢٦٥٥]

ﷺ نے میرے گھر میں نماز تہجد پڑھی اتنے میں حضرت عباد رضی اللہ عنہ کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا کیا یہ عباد رضی اللہ عنہ کی آواز ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا اے اللہ! عباد رضی اللہ عنہ پر رحمت فرما۔

فوائد: معلوم ہوا کہ خود کو شامل کئے بغیر کسی دوست کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔ (الدعوات:٦٣٣٥)

٤ - باب: تَعْدِيلُ النِّسَاءِ بَعْضُهُنَّ بَعْضاً

باب ۴: خواتین کا ایک دوسرے کی صفائی دینا۔

١١٧٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزَاةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَهُ، بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجٍ وَأُنْزَلُ فِيهِ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ، وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ، فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي، أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ، فَلَمَسْتُ صَدْرِي، فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظِفَارِ قَدِ انْقَطَعَ، فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ، فَأَقْبَلَ الَّذِينَ يُرَحِّلُونَ لِي، فَاحْتَمَلُوا

١١٧٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب کسی سفر میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے پھر ان میں سے جس کا نام قرعہ سے نکل آتا اسی کو ساتھ لے جاتے لہٰذا ایک جہاد میں جو آپ کو درپیش تھا ہمارے درمیان قرعہ ڈالا تو میرا نام نکل آیا چنانچہ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی یہ واقعہ پردہ کا حکم اترنے کے بعد کا ہے اس لئے میں ہودج کے اندر بیٹھا دی جاتی اور اس کے سمیت ہی اتار لی جاتی تھی ہم اسی طرح چلتے رہے پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنے جہاد سے فارغ ہو کر سفر سے لوٹے حتی کہ ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے رات کو کوچ کا اعلان فرمایا جب لوگوں نے یہ اعلان سنا تو میں بھی کھڑی ہو گئی اور قضائے حاجت کے لئے چلی گئی حتی کہ لشکر سے آگے گزر گئی لیکن جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہو کر کجاوے کے پاس آئی سینہ پر جو ہاتھ پھیرا تو معلوم ہوا کہ ظفار کے کالے نگینوں والا میرا ہار

هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ، وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ، وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَثْقُلْنَ، وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ، وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِينَ رَفَعُوهُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا، فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ. فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ، فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونَنِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ، حِينَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ. حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُعَرِّسِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَاشْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ،

کہیں گم ہو گیا ہے بس میں اپنے ہار کو ڈھونڈھتی ہوئی واپس گئی مجھے اس کی تلاش میں دیر ہو گئی پھر جو لوگ میرا ہودج اٹھاتے تھے وہ آئے اور انہوں نے میرا ہودج اٹھا کر میرے اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ میں اس میں موجود ہوں اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں بھاری بھر کم نہ تھیں ان کے جسم پر زیادہ گوشت نہ ہوتا تھا اور وہ کھانا بھی تھوڑا کھاتی تھیں تو جب لوگوں نے میرا ہودج اٹھایا اسے معمول کے مطابق بوجھل خیال کر کے اٹھالیا اور اسے اونٹ پر لاد دیا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں اس زمانے میں ایک کمسن لڑکی تھی خیر وہ اونٹ کو ہانک کر روانہ ہو گئے لشکر کے نکل جانے کے بعد مجھے ہار مل گیا جب میں ان کے مقام پڑاؤ پر آئی تو وہاں کوئی نہ تھا پھر میں نے اپنی اس جگہ پر جانے کا قصد کر لیا جہاں میں پہلے تھی کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ لوگ جلد ہی مجھے تلاش کریں گے تو میرے پاس اسی جگہ لوٹ کر آئیں گے پھر جب میں بیٹھی ہوئی تھی نیند سے میری آنکھیں بھاری ہونے لگیں اور میں سو گئی۔

حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے آ رہے تھے وہ صبح کو میری جگہ پر آئے اور انہیں ایک آدمی سوتا ہوا دکھائی دیا تو میرے پاس آ گئے اور وہ مجھے حجاب کے حکم سے پہلے دیکھ چکے تھے لہٰذا مجھے پہچان گئے اور میں ان کے ((اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)) پڑھنے کی آواز سن کر بیدار ہوئی

وَيَرِيبُنِي فِي وَجَعِي: أَنِّي لَا أَرَى مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَمْرَضُ، إِنَّمَا يَدْخُلُ فَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُولُ: (كَيْفَ تِيكُمْ؟). لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ حَتَّى نَقَهْتُ، فَخَرَجْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ، مُتَبَرَّزُنَا، لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا، وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ، أَوْ فِي التَّنَزُّهِ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ أَبِي رُهْمٍ نَمْشِي، فَعَثَرَتْ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا، فَقَالَتْ: يَا هَنْتَاهْ أَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالُوا؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ، فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي، دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ، فَقَالَ: (كَيْفَ تِيكُمْ؟). فَقُلْتُ: ائْذَنْ لِي إِلَى أَبَوَيَّ، قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُ أَبَوَيَّ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ؟ فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ، هَوِّنِي عَلَى نَفْسِكِ الشَّأْنَ، فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ، عِنْدَ

انہوں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور اس کی اگلی ٹانگ پر پاؤں رکھا چنانچہ میں سوار ہو گئی اور وہ میرے اونٹ کو ہانکتے ہوئے پیادہ پا چلتے رہے اور ہم قافلہ میں ٹھیک دوپہر کے وقت پہنچے جب وہ لوگ آرام کے لئے فروکش ہو چکے تھے اب جس کی قسمت میں تباہی تھی وہ تباہ ہوا اور تہمت لگانے والوں کا سردار عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق تھا جب ہم مدینہ پہنچ گئے تو میں ایک ماہ تک بیمار رہی اور لوگ اس طوفان کا چرچا کرتے رہے مجھے اپنی بیماری کے دوران یوں شک پیدا ہوا کہ میں اپنے اوپر رسول اللہ ﷺ کی وہ مہربانیاں نہیں پاتی تھی جو بیماری کے وقت آپ کی طرف سے ہوا کرتی تھیں اب صرف آپ تشریف لاتے سلام کرتے اور کہتے کہ تم کیسی ہو؟ مجھ کو اس طوفان کی خبر تک نہ ہوئی یہاں تک کہ میں ناتواں ہو گئی ایک بار میں اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں رضی اللہ عنہا مناصع کی طرف گئیں جہاں رات کو پاخانے کے لئے جایا کرتے تھے ان دنوں ہمارے گھروں کے نزدیک بیت الخلاء نہ تھے ہمارا معاملہ جنگل جانے یا قضائے حاجت کرنے کی بابت قدیم عرب کی مثل تھا خیر میں اور مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں رضی اللہ عنہا جو ابو رہم کی بیٹی تھیں دونوں جا رہی تھیں کہ وہ اچانک چادر میں اٹک کر پھسلی کہنے لگی ہائے مسطح رضی اللہ عنہ تباہ ہو گیا میں نے کہا تم نے برا کہا کہ تم اس شخص کو گالی دیتی ہو جو جنگ بدر میں شریک ہو چکا ہے انہوں نے کہا اے بھولی بھالی! تجھے کچھ خبر بھی ہے لوگوں نے کیا طوفان اٹھا رکھا ہے؟ پھر انہوں

رَجُلٍ يُحِبُّهَا، وَلَهَا ضَرَائِرُ، إِلَّا أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا، فَقُلْتُ: سُبْحَانَ ٱللهِ، وَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: فَبِتُّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ، لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ فَدَعَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، حِينَ ٱسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ، يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ لَهُمْ، فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلُكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَلاَ نَعْلَمُ وَٱللهِ إِلاَّ خَيْرًا، وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لَمْ يُضَيِّقِ ٱللهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، فَدَعَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَرِيرَةَ، فَقَالَ: (يَا بَرِيرَةُ، هَلْ رَأَيْتِ فِيهَا شَيْئًا يَرِيبُكِ؟). فَقَالَتْ بَرِيرَةُ: لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، إِنْ رَأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنِ الْعَجِينِ، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ، فَٱسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي، فَوَٱللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا

نے مجھے اہل افک کی گفتگو سے مطلع کیا اس سے میری بیماری میں مزید اضافہ ہو گیا جب میں اپنے گھر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ نے سلام کہا اور پوچھا اب کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ اپنے والدین کے پاس جاکر اس خبر کی تحقیق کروں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے ہاں چلی آئی اور اپنی والدہ سے وہ سب باتیں بیان کیں جن کا لوگ چرچا کر رہے تھے انہوں نے کہا بیٹی! تو ایسی باتوں کی پرواہ نہ کر اللہ کی قسم! ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت کسی شخص کے پاس ہو اور وہ اس سے محبت رکھتا ہو اور اس عورت کی سوکنیں اس کی برائیاں نہ کرتی ہوں میں نے کہا سبحان اللہ! (میری سوکنوں نے تو ایسا نہیں کیا) بلکہ یہ تو اور لوگوں کا کیا ہوا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے وہ رات اس طرح گزاری کہ ساری رات نہ میرے آنسو تھمے اور نہ مجھے نیند آئی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا کیونکہ اس وقت کوئی وحی آپ پر نہیں اتری تھی آپ نے ان سے یہ صلاح مشورہ کیا کہ کیا میں اپنی اہلیہ کو چھوڑ دوں؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی دلی کیفیت کہ آپ اپنی ازواج مطہرات سے محبت فرماتے تھے اس کے مطابق مشورہ دیا اور عرض کیا

خَيْرًا، وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا ما عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلاَّ خَيْرًا، وَما كانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلاَّ مَعِي)، فَقامَ سَعْدُ بْنُ مُعاذٍ فَقالَ: يا رَسُولَ ٱللهِ، أَنا وٱللهِ أَعْذِرُكَ مِنْهُ: إِنْ كانَ مِنَ الأَوْسِ ضَرَبْنا عُنُقَهُ، وَإِنْ كانَ مِنْ إِخْوانِنا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنا فَفَعَلْنا فِيهِ أَمْرَكَ، فَقامَ سَعْدُ بْنُ عُبادَةَ، وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صالِحًا وَلٰكِنِ - ٱحْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ، فَقالَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ ٱللهِ لاَ تَقْتُلُهُ، وَلاَ تَقْدِرُ عَلَى ذٰلِكَ، فَقامَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ فَقالَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ ٱللهِ، وٱللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنافِقٌ تُجادِلُ عَنِ الْمُنافِقِينَ، فَثارَ الْحَيَّانِ: الأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ، حَتَّى هَمُّوا وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُمْ، حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ، وَبَكَيْتُ يَوْمِي لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، فَأَصْبَحَ عِنْدِي أَبَوايَ، وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا، حَتَّى أَظُنَّ أَنَّ الْبُكاءَ فالِقٌ كَبِدِي، قالَتْ: فَبَيْنا هُما جالِسانِ عِنْدِي وَأَنا أَبْكِي إِذِ ٱسْتَأْذَنَتِ ٱمْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصارِ فَأَذِنْتُ لَها، فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي، فَبَيْنا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مِنْ يَوْمِ

یارسول اللہ ﷺ! وہ آپ کی بیوی ہیں اللہ کی قسم! ہم ان میں اچھائی کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اللہ نے آپ پر ہرگز تنگی نہیں کی ہے اور عورتیں ان کے سوا بہت ہیں آپ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی سے پوچھیے وہ آپ سے سچ سچ بیان کر دے گی رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور پوچھا اے بریرہ رضی اللہ عنہا! کیا تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تم کو شک گزرا ہو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو یہ حق دے کر بھیجا ہے میں نے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر عیب لگاؤں ہاں یہ تو ہے کہ وہ ابھی کمسن لڑکی ہے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری اسے آکر کھا جاتی ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور عبد اللہ بن ابی کی شکایت کی آپ نے فرمایا اس شخص سے میرا کون بدلہ لے گا جس نے میری اہلیہ پر تہمت لگائی ہے اللہ کی قسم! میں تو اپنی اہلیہ کو اچھا ہی سمجھتا ہوں اور جس مرد سے تہمت لگاتے ہیں میں تو اسے بھی نیک خیال کرتا ہوں وہ میرے گھر میری عدم موجودگی میں نہ جاتا تھا پھر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! میں آپ کا اس سے بدلہ لیتا ہوں اگر وہ شخص اوس قبیلہ کا ہوا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر خزرجی بھائیوں سے ہے تو آپ جو حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے اس پر حضرت سعد بن عبادہ

قِيلَ فِيَّ ما قِيلَ قَبْلَها، وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لاَ يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ، قالَتْ: فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قالَ: (يا عائِشَةُ، لَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذا وَكَذا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ ٱللهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَٱسْتَغْفِرِي ٱللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذا ٱعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تابَ تابَ ٱللهُ عَلَيْهِ)، فَلَمَّا قَضى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَقالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى ما أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، وَقُلْتُ لأَبِي: أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، قالَ: وَٱللهِ ما أَدْرِي ما أَقُولُ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقُلْتُ لأُمِّي: أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فِيما قالَ، قالَتْ: وَٱللهِ ما أَدْرِي ما أَقُولُ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، قالَتْ: وَأَنا جارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لاَ أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ، فَقُلْتُ: إِنِّي وَٱللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ ما يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ، وَوَقَرَ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ، وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ، وَٱللهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَبَرِيئَةٌ، لاَ تُصَدِّقُونِي بِذٰلِكَ، وَلَئِنْ ٱعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ، وَٱللهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَبَرِيئَةٌ، لَتُصَدِّقُنِّي، وَٱللهِ ما أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلاَّ أَبا يُوسُفَ إِذْ قالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَٱللهُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾. ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلَى فِراشِي،

رضی اللہ عنہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور پہلے اچھے آدمی تھے کھڑے ہو گئے اور قومی حمیت سے غصہ میں آ کر کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ کہتا ہے تم نہ اسے قتل کر سکتے ہو اور نہ تم میں اتنی طاقت ہے یہ سن کر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اللہ کی قسم! تو جھوٹ کہتا ہے ہم ضرور اسے قتل کر ڈالیں گے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے یہ کہنا ہی تھا کہ اوس اور خزرج دونوں قبیلے بگڑ گئے یہاں تک کہ انہوں نے آپس میں لڑنے کا ارادہ کر لیا پھر رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور ان کو ٹھنڈا کیا یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اس کے بعد آپ بھی خاموش ہو رہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں پورا دن روتی رہی نہ آنسو تھمے اور نہ مجھے نیند آئی تھی صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے میں دو راتیں اور ایک دن سے مسلسل رو رہی تھی اور میں خیال کرتی تھی کہ یہ میرا رونا میرے کلیجے کو شق کر دے گا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ والدین میرے پاس ہی بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی۔ اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اجازت دے دی پھر وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اس سے پہلے جس دن سے یہ طوفان اٹھا تھا آپ میرے پاس بیٹھتے ہی نہ تھے آپ پورا ایک مہینہ اسی تردد میں رہے میرے بارے میں کوئی وحی

وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَرِّئَنِي ٱللهُ، وَلٰكِنْ وَٱللهِ ما ظَنَنْتُ أَنْ يُنْزِلَ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى، ولأنَا أَحْقَرُ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فِي أَمْرِي، وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي ٱلنَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي ٱللهُ بِها، فَوَٱللهِ مَا رَامَ مَجْلِسَهُ، وَلاَ خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَأَخَذَهُ ما كانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحاءِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي يَوْمٍ شَاتٍ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قالَ لِي: (يَا عَائِشَةُ، ٱحْمَدِي ٱللهَ، فَقَدْ بَرَّأَكِ ٱللهُ). فَقالَتْ لِي أُمِّي: قُومِي إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: لاَ وَٱللهِ لاَ أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلاَ أَحْمَدُ إِلاَّ ٱللهَ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ جَآءُو بِٱلْإِفْكِ﴾ الآيَاتِ، فَلَمَّا أَنْزَلَ ٱللهُ هٰذَا فِي بَرَاءَتِي، قالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ: وَٱللهِ لاَ أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا، بَعْدَ ما قالَ لِعَائِشَةَ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعالَى: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُوْلُواْ ٱلْفَضْلِ مِنكُمْ وَٱلسَّعَةِ أَن يُؤْتُوٓاْ أُوْلِي ٱلْقُرْبَىٰ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَلَا تُحِبُّونَ أَن

نہ اتری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے لہٰذا اگر اس سے بری ہو تو عنقریب ہی اللہ تمہیں بری کر دے گا اور اگر تم گناہ سے آلودہ ہو چکی ہو تو اللہ سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کرو کیونکہ بندہ اگر اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو ختم فرما چکے تو دفعتاً میرے آنسو خشک ہو گئے حتی کہ ایک قطرہ بھی نہ رہا اور میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے جواب دیں انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں؟ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ تم میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا جواب دو جو آپ نے فرمائی ہے انہوں نے بھی یہی کہا اللہ کی قسم! میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا کہوں؟ پھر میں نے کہا حالانکہ میں ایک کمسن لڑکی تھی اور زیادہ قرآن بھی نہ پڑھتی تھی اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ آپ نے لوگوں سے وہ بات سنی ہے جس کا لوگ چرچا کر رہے ہیں اور وہ تمہارے دل میں جم گئی ہے اور آپ نے اسے سچ سمجھ لیا ہے اور اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس سے بری ہوں اور اللہ میری برأت کو خوب جانتا ہے تو آپ لوگ مجھے سچا نہ جانیں گے اور اگر تمہاری خاطر میں کسی بات کا اقرار کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں

يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَكُمْ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَى وَٱللهِ إِنِّي لأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ ٱللهُ لِي، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ الَّذِي كَانَ يُجْرِي عَلَيْهِ.

وَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي، فَقَالَ: (يَا زَيْنَبُ، مَا عَلِمْتِ، مَا رَأَيْتِ؟). فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي، وَٱللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلاَّ خَيْرًا. قَالَتْ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي، فَعَصَمَهَا ٱللهُ بِالْوَرَعِ. [رواه البخاري: ٢٦٦١]

اس سے بری ہوں یقیناً میری اور تمہاری وہی مثال ہے جو یوسف علیہ السلام کے باپ کی تھی جس پر انہوں نے کہا تھا۔

"بس اچھی طرح صبر کرنا ہی میرا کام ہے اور تم جو باتیں بنا رہے ہو ان میں اللہ ہی میرا مددگار ہے"

پھر میں نے اپنے بستر پر کروٹ لی اور مجھے امید تھی کہ اللہ ضرور مجھے بری کرے گا مگر اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال تک نہ تھا کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی میں اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتی تھی کہ قرآن میں میرے معاملہ کا ذکر ہوگا بلکہ مجھے اس بات کی امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق کوئی خواب دیکھیں گے اور وہ خواب میری براءت کر دے گا پھر اللہ کی قسم! آپ ابھی اس جگہ سے الگ بھی نہ ہوئے تھے اور نہ اہل خانہ میں سے کوئی باہر نکلا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہوگئی اور وہی حالت آپ پر طاری ہوگئی جو نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی یعنی سردیوں میں بھی آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا تھا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حالت دور ہوئی تو آپ اس وقت مسکرا رہے تھے اور سب سے پہلے جو الفاظ آپ نے مجھ سے فرمائے وہ یہ تھے عائشہ رضی اللہ عنہا تم اللہ کا شکر ادا کرو بیشک اللہ نے تمہیں بری کر دیا ہے میری ماں نے مجھ سے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی ہو جاؤ میں نے کہا نہیں نہیں اللہ کی قسم! میں آپ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور نہ اللہ کے علاوہ کسی کا شکریہ ادا کروں گی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

نازل فرمائیں۔

”بے شک وہ لوگ جنھوں نے یہ بہتان باندھا ہے وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے...... آخر تک“

الغرض جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات میری براءت میں نازل فرمائیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں مسطح رضی اللہ عنہ کو اس کے بعد کچھ نہیں دیا کروں گا کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے باب میں طوفان اٹھایا اور وہ اس سے پہلے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کو رشتہ داری کیوجہ سے کچھ امداد دیا کرتے تھے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

”اور تم میں سے جو لوگ بزرگی اور وسعت والے ہیں اپنے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے باز نہ آئیں...... آخر تک“

تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! کیوں نہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخش دے چنانچہ انہوں نے مسطح رضی اللہ عنہ کو وہی کچھ دینا شروع کردیا جو پہلے دیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے معاملہ کی بابت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے زینب رضی اللہ عنہا! تم اس معاملہ کے متعلق کیا جانتی ہو اور تم نے کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کان اور آنکھ بچاتی ہوں اللہ کی قسم! میں اس میں بھلائی کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا میری ہمسر تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو پرہیز گاری کے باعث میری بدگوئی سے بچالیا۔

فوائد : حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس طوفان بدتمیزی سے پاکیزہ

قرار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ (عون الباری:۳/۳۵۶)

٥ - باب: إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلاً كَفَاهُ

باب ۵: جب ایک شخص دوسرے کی صفائی دے تو کافی ہے

١١٨٠ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (وَيْلَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ). مِرَارًا، ثُمَّ قَالَ: (مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مادِحًا أخاهُ لاَ مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلاَنًا، وَٱللهُ حَسِيبُهُ، وَلاَ أُزَكِّي عَلَى ٱللهِ أَحَدًا، أَحْسِبُهُ كَذَا وكَذَا، إِنْ كانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٢٦٦٢]

۱۱۸۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی کئی بار آپ نے یہی فرمایا پھر ارشاد ہوا! تم سے جو شخص اپنے بھائی کی تعریف کرنا ضروری خیال کرے تو اسے چاہئے یوں کہے کہ فلاں شخص کو میں ایسا سمجھتا ہوں اور اس کا حساب لینے والا تو اللہ ہی ہے اور میں اللہ پر کسی کی تعدیل نہیں کرتا میں سمجھتا ہوں وہ ایسا ایسا ہے بشرطیکہ وہ اس کا حال جانتا ہو۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کا تزکیہ ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا تزکیہ جائز رکھا ہے بشرطیکہ وہ میانہ روی سے کام لے اور مدح سرائی میں مبالغہ آمیزی سے پرہیز کرے۔ (عون الباری:۳/۳۶۲)

٦ - باب: بُلُوغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ

باب ۶: بچوں کی گواہی اور ان کے بالغ ہونے کا بیان

١١٨١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمْ يُجِزْنِي، ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الخَنْدَقِ، وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، فَأَجَازَنِي. [رواه البخاري: ٢٦٦٤]

۱۱۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوئے وہ اس وقت چودہ برس کے تھے وہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے شرکت کی اجازت نہ دی پھر مجھے خندق کے دن اپنے سامنے بلایا اس وقت میں پندرہ برس کا تھا تو آپ نے مجھے لشکر میں شرکت کی اجازت دے دی۔

فوائد : عورتوں کے لئے بلوغ کی علامت حیض اور مردوں کے لئے احتلام ہے یا کم از کم قمری مہینوں کے اعتبار سے پندرہ سال کا ہو جائے۔ (عون الباری:۳/۲۶۳)

٧ - باب: إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ

باب ۷: کچھ لوگ اگر قسم اٹھانے میں جلدی کریں تو ان کے متعلق کیا ضابطہ ہے

١١٨٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ، فَأَسْرَعُوا، فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ: أَيُّهُمْ يَحْلِفُ. [رواه البخاري: ٢٦٧٤]

۱۱۸۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں پر قسم پیش کی تو وہ جلدی ہی قسم اٹھانے کے لئے تیار ہو گئے لیکن آپ نے حکم دیا کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے کہ ان میں سے کون قسم اٹھائے گا؟

فوائد : ابو داؤد اور نسائی میں اس کی وضاحت ہے کہ دو آدمیوں نے کسی چیز کے متعلق دعویٰ کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے تو آپ نے قرعہ اندازی کے ذریعے ایک سے قسم لے کر وہ چیز اس کے حوالے کر دی۔ (عون الباری:۳/۲۶۵)

٨ - باب: كَيْفَ يَسْتَحْلِفُ

باب ۸: قسم کس طرح لی جائے؟

١١٨٣ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِٱللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ). [رواه البخاري: ٢٦٧٩]

۱۱۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم اٹھانا چاہے تو اللہ کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے۔

فوائد : اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھانا درست نہیں اگر غیر دانستہ طور پر منہ سے نکل جائے تو گناہ نہیں ہو گا اگر اللہ کی طرح کسی کو برتر و بزرگ سمجھ کر اس کی قسم اٹھاتا ہے تو یہ کفر ہے اپنے باپ دادا' بزرگ' ولی' کعبہ و جبرئیل یا پیغمبر کی قسم کھانا بھی ناجائز ہے۔ (عون الباری:۳/۲۶۶)

٩ - باب: لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

باب ۹: جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرا دے (اگر خلاف واقع بات کہہ دے) تو وہ جھوٹا نہیں

١١٨٤ : عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَيْسَ

۱۱۸۴۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص دو آدمیوں کے

الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا). [رواه البخاري: ٢٦٩٢]

درمیان صلح کرا دے اور اس میں کوئی اچھی بات منسوب کرے یا اچھی بات کہہ دے تو وہ جھوٹا نہیں ہے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ تین مواقع پر خلاف واقعہ بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لڑائی، باہمی صلح و آشتی اور بیوی خاوند کا ایک دوسرے کو خوش کرنے میں نیز مجبوری کے وقت بھی ایسا کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۳۶۸)

١٠ - باب: قَوْلُ الإِمَامِ لِأَصْحَابِهِ: اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ

باب ۱۰: امام کا ساتھیوں سے کہنا کہ ہمیں لے چلو ہم صلح کرا دیں

١١٨٥ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوا حَتَّى تَرَامَوْا بِالحِجَارَةِ، فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: (اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ). [رواه البخاري: ٢٦٩٣]

۱۱۸۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قبا آپس میں لڑ پڑے یہاں تک کہ انہوں نے باہم پتھر مارے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا ہمیں لے چلو تاکہ ان کی آپس میں صلح کرا دیں۔

فوائد: سنگین اختلافات کے وقت قابل اعتبار اہل علم کو چاہئے کہ وہ باہمی صلح کا اقدام کریں اور اس بات کا انتظار نہ کیا جائے کہ انہیں کوئی صلح کی دعوت دے۔ (عون الباری:۳/۳۶۹)

١١ - باب: كَيْفَ يُكْتَبُ: هٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَإِنْ لَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى قَبِيلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ

باب ۱۱: دستاویزات صلح یوں لکھی جائے: "یہ صلح نامہ ہے جس پر فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے صلح کی" نیز خاندان اور نسب نامہ لکھنا ضروری نہیں

١١٨٦ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ، حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا: هٰذَا

۱۱۸۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ میں عمرہ کا ارادہ فرمایا لیکن اہل مکہ نے اس بات کو نہ مانا کہ آپ مکہ میں داخل ہوں یہاں تک کہ آپ نے ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ تین دن مکہ میں قیام کریں گے جب صلح کی دستاویز لکھ چکے تو اس

ما قاضى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَقَالُوا: لَا نُقِرُّ بِهَا، فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ ٱللهِ ما مَنَعْنَاكَ، وَلٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ، فَقَالَ: (أَنَا رَسُولُ ٱللهِ، وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ)، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: (ٱمْحُ: رَسُولُ ٱللهِ). قَالَ: لَا وَٱللهِ لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ الْكِتَابَ، فَكَتَبَ: (هٰذَا ما قَاضى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ ٱللهِ، لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ، وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتْبَعَهُ، وَأَنْ لَا يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا)، فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الأَجَلُ، أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ ٱخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الأَجَلُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَتَبِعَتْهُمُ ٱبْنَةُ حَمْزَةَ: يَا عَمِّ يَا عَمِّ، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ، فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: دُونَكِ ٱبْنَةَ عَمِّكِ ٱحْمِلِيهَا، قَالَ: فَٱخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا، وَهِيَ ٱبْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ٱبْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي، وَقَالَ زَيْدٌ: ٱبْنَةُ أَخِي، فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا، وَقَالَ: (الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ). وَقَالَ لِعَلِيٍّ: (أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا

کے شروع میں یوں لکھا یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے کافر کہنے لگے کہ ہم اس کا اقرار نہیں کریں گے کیونکہ اگر ہمیں یقین ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو عمرہ سے نہ روکتے آپ تو صرف محمد ﷺ بن عبد اللہ ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد ﷺ بن عبد اللہ بھی ہوں پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دو انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں ہرگز اسے نہیں مٹاؤں گا آخر کار آپ نے کاغذ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس پر لکھا یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ ﷺ نے صلح کی ہے کہ مکہ میں کھلے ہتھیار لے کر داخل نہیں ہوں گے یعنی تلواریں میان میں ہوں گی اور اہل مکہ میں سے اگر کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اسے اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں گے اور اپنے ساتھیوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے گا تو اسے منع نہیں کریں گے۔ پھر (آئندہ سال) آپ مکہ میں داخل ہوئے اور مدت گزر گئی تو قریش حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے تم اپنے صاحب یعنی رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ ہمارے پاس سے چلے جائیں کیونکہ مدت اقامت ختم ہو چکی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے باہر آ گئے۔ پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ کے پیچھے چچا چچا کہتی ہوئی دوڑی تو اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو لے کر اٹھالو راوی کہتا ہے کہ

مِنْكَ). وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: (أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي). وَقَالَ لِزَيْدٍ: (أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا). [رواه البخاري: ٢٦٩٩]

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کی بابت جھگڑا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری چچا زاد بہن ہے جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا میری بھی چچا زاد بہن ہے نیز اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری بھتیجی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی خالہ کے حوالے کر دیا اور فرمایا خالہ ماں کی طرح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میری صورت وسیرت دونوں کے مشابہ ہو اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا تم ہمارے بھائی اور آزاد کردہ غلام ہو۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ صلح نامہ میں فلاں بن فلاں لکھنا ہی کافی ہے لمبا چوڑا نسب نامہ اور دیگر معلومات لکھنے کی ضرورت نہیں۔

١٢ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ

باب ۱۲: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ میرا بیٹا سید ہے

١١٨٧ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ، وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى، وَيَقُولُ: (إِنَّ ٱبْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ ٱللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ). [رواه البخاري: ٢٧٠٤]

۱۱۸۷۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا جبکہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے آپ کبھی تو لوگوں کی طرف اور کبھی ان کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی کہ ان کے

ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی دونوں جماعتوں میں صلح ہو گئی اور لوگ امن وامان سے زندگی بسر کرنے لگے۔

١٣ - باب: هَلْ يُشِيرُ الإِمَامُ بِالصُّلْحِ

باب ١٣: کیا (یہ درست ہے کہ) امام صلح کے لئے اشارہ کر دے

١١٨٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ، عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُولُ: وَٱللهِ لاَ أَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى ٱللهِ لاَ يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ). فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ. [رواه البخاري: ٢٧٠٥]

١١٨٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ جھگڑنے والوں کی بلند آوازیں دروازے پر سنیں معلوم ہوا کہ ایک شخص دوسرے سے قرض میں کچھ معافی چاہتا ہے اور اس کے متعلق نرمی کا مطالبہ کرتا ہے دوسرا کہتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا پھر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا وہ شخص کہاں ہے جو اللہ کی قسم اٹھا کر یوں کہہ رہا تھا کہ میں نیکی نہیں کروں گا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں۔ میرا حریف جو چاہے میں اس کو منظور کرتا ہوں۔

فوائد : اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام' رسول اللہ ﷺ کے اشاروں کو سمجھنے والے اور کارہائے خیر کو بڑھ چڑھ کر بجالانے والے تھے۔ (عون الباری:٣/٣٧٥)

كتاب الشروط
شروط کے بیان میں

١ - باب: الشُّرُوطُ فِي المَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

باب ا: عقد نکاح کرتے وقت مہر میں کوئی شرط لگانے کا بیان

١١٨٩ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ ما اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ). [رواه البخاري: ٢٧٢١]

١١٨٩۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام شرائط میں سب سے زیادہ پورا کرنے کے قابل وہ شرط ہے جس کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔

فوائد: اس سے مراد وہ شرائط ہیں جو کہ دائرہ شریعت میں ہوں ناجائز پابندیوں کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً ان عورتوں کی موجودگی میں عقد ثانی نہیں کیا جائے گا یا سفر میں عورت خاوند کے ہمراہ نہیں جائے گی وغیرہ۔ (عون الباری:۳/۴۷۶)

٢ - باب: الشُّرُوطُ الَّتِي لاَ تَحِلُّ فِي الحُدُودِ

باب ۲: حدود اللہ میں ناروا شرط کا بیان

١١٩٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خالِدٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قالاَ: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الأَعْرابِ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلاَّ قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ

١١٩٠۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں تاکہ آپ میرے لئے کتاب اللہ سے فیصلہ کر دیجئے

ٱللهِ، فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ - وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ -: نَعَمْ، فَٱقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ ٱللهِ، وَٱئْذَنْ لِي، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قُلْ)، قَالَ: إِنَّ ٱبْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا، فَزَنَى بِٱمْرَأَتِهِ، وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ٱبْنِي الرَّجْمَ، فَٱفْتَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ، فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي: أَنَّمَا عَلَى ٱبْنِي جَلْدُ مَائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى ٱمْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ ٱللهِ الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ٱبْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، ٱغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى ٱمْرَأَةِ هٰذَا، فَإِنِ ٱعْتَرَفَتْ فَٱرْجُمْهَا). قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهَا فَٱعْتَرَفَتْ، فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَرُجِمَتْ. [رواه البخاري: ٢٧٢٤، ٢٧٢٥]

دوسرا فریق جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا کہنے لگا۔ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرما دیں البتہ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا حال بیان کروں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا بیان کر اس نے کہا میرا بیٹا اس کے ہاں مزدوری کرتا تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا اور مجھ سے لوگوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر رجم واجب ہے تو میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے فدیہ دے، کر اس کو چھڑا لیا پھر میں نے اہل علم سے مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس کے لئے اسے جلا وطن ہو گا اور اس کی بیوی سنگسار کی جائے گی آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اللہ کی کتاب کے مطابق تمہارا فیصلہ کروں گا لونڈی اور بکریاں تو تجھے واپس مل جائیں گی مگر تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اے انیس رضی اللہ عنہ! تم اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اقرار کرے تو اسے سنگسار کر دینا۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ اس کے پاس گئے تو اس نے اقرار جرم کر لیا پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ سنگسار کر دی گئی۔

فوائد: کتاب اللہ سے مراد قانون شریعت ہے جو قرآن اور حدیث دونوں پر مشتمل ہے حجیت حدیث کے لئے یہ حدیث ایک زبردست دلیل کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ کے حوالہ سے یہ فیصلہ فرمایا ہے اور قرآن مجید میں یہ موجود نہیں ہے۔

٣ - باب: الاشْتِرَاطُ فِي الْمُزَارَعَةِ

باب ٣: مزارعت میں شرط لگانا

١١٩١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ

١١٩١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں

عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَامَ عُمَرُ خَطِيبًا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ كَانَ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ، وَقَالَ: (نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ ٱللّٰهُ)، وَإِنَّ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَالِهِ هُنَاكَ، فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ ٱللَّيْلِ. فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ، وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرُهُمْ، هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهْمَتُنَا، وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلَاءَهُمْ، فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِي أَبِي الْحُقَيْقِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ، وَعَامَلَنَا عَلَى الأَمْوَالِ، وَشَرَطَ ذٰلِكَ لَنَا. فَقَالَ عُمَرُ: أَظَنَنْتَ أَنِّي نَسِيتُ قَوْلَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ: (كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُو بِكَ قَلُوصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ). فَقَالَ: كَانَتْ هٰذِهِ هُزَيْلَةً مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ، قَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ ٱللّٰهِ، فَأَجْلَاهُمْ عُمَرُ، وَأَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ، مَالًا وَإِبِلًا وَعُرُوضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ٢٧٣٠]

نے کہا کہ جب اہل خیبر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں مروڑ دیئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے ان کے اموال کی بابت معاملہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ جب تک پروردگار تم کو یہاں رکھے گا تو ہم بھی تم کو قائم رکھیں گے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنا مال وہاں لینے گئے تو ان پر رات کے وقت حملہ کیا گیا اور ان کے دونوں ہاتھ پاؤں توڑ دیئے گئے یہودیوں کی علاوہ ہمارا کوئی دشمن وہاں نہیں ہے یقیناً وہی ہمارے دشمن ہیں اور ہمارا شبہ انہی پر ہے میں ان کو جلا وطن کر دینا ہی مناسب خیال کرتا ہوں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پختہ ارادہ کر لیا تو ابو حقیق یہودی کی اولاد میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین! کیا آپ ہم کو نکال دیں گے؟ حالانکہ محمد ﷺ نے تو ہم کو وہاں ٹھہرایا تھا اور یہاں کے اموال کی بابت ہم سے معاملہ کیا تھا اور اس بات کی ہم سے شرط کی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا یہ قول بھول گیا ہوں جو آپ نے تجھ سے فرمایا تھا کہ اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور تیرا اونٹ تجھے کئی راتوں مسلسل لئے پھرے گا؟ اس نے کہا یہ تو ابو القاسم (ﷺ) کا مذاق تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کر دیا اور پیداوار' اونٹ' سامان' پالان اور رسیوں کی قسم سے جو کچھ بھی ان کا تھا اس کی ان کو قیمت ادا

کر دی۔

فوائد: یہودیوں کو خیبر سے نکالنے کی ایک وجوہات تھیں جن میں ایک اس حدیث میں بیان ہوئی ہے نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی تھا کہ جزیرہ عرب میں دو دین یعنی دین اسلام اور دین یہود جمع نہیں ہو سکتے اس کے علاوہ مسلمان خود کفیل بھی ہو چکے تھے۔ (عون الباری: ۳/۳۸۲)

٤ - باب: الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وكِتَابَةِ الشُّرُوطِ

باب ۴: جہاد اور کفار سے صلح کرتے وقت شرطیں لگانا اور انہیں تحریر میں لانا

١١٩٢ : عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قالاَ: خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ زَمَنَ الحُدَيْبِيَةِ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ خالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ، فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةً، فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ)، فَوَٱللهِ ما شَعَرَ بِهِمْ خالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الجَيْشِ، فَٱنْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إِذَا كانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا، بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ، فَأَلَحَّتْ، فَقالُوا: خَلأَتِ الْقَصْوَاءُ، خَلأَتِ الْقَصْوَاءُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما خَلأَتِ الْقَصْوَاءُ، وَما ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ، وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حابِسُ الْفِيلِ)، ثُمَّ قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ ٱللهِ إِلاَّ أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا)، ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ، قالَ: فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ

۱۱۹۲۔ حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے زمانہ میں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے معجزانہ طور پر فرمایا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقام غمیم میں قریش کے سواروں کے ہمراہ موجود ہے اور یہ قریش کا ہراول دستہ ہے لہٰذا تم دائیں جانب کا راستہ اختیار کرو تو اللہ کی قسم! خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی یہاں تک کہ جب لشکر کا غبار ان تک پہنچا تو وہ فوراً قریش کو مطلع کرنے کے لئے وہاں سے دوڑا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ جب آپ اس پہاڑ پر پہنچے جس کے اوپر سے ہو کر مکہ میں اترتے تھے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی اس پر لوگوں نے اسے چلانے کے لئے حل حل کہا مگر اس نے کوئی حرکت نہ کی لوگ کہنے لگے قصواء بیٹھ گئی قصواء اڑ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصواء نہیں بیٹھی اور نہ ہی یوں اڑنا اس کی عادت ہے۔ مگر جس (اللہ) نے اصحاب الفیل کو روکا تھا اس نے قصواء کو بھی روک دیا ہے پھر آپ نے فرمایا قسم ہی اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر

بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ، يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا، فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ، وَشُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعَطَشُ، فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ، فَوَاللهِ ما زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ، فَبَيْنَما هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ جاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُزَاعَةَ، وَكَانُوا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ، فَقَالَ: إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ، وَمَعَهُمُ الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ، وَلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ، وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ، وَأَضَرَّتْ بِهِمْ، فَإِنْ شَاؤُوا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً، وَيُخَلُّوا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ، فَإِنْ أَظْهَرْ: فَإِنْ شَاؤُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِيما دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا، وَإِلاَّ فَقَدْ جَمُّوا، وَإِنْ هُمْ أَبَوْا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هٰذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي، وَلَيُنْفِذَنَّ اللهُ أَمْرَهُ). فَقَالَ بُدَيْلٌ: سَأُبَلِّغُهُمْ ما تَقُولُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًا، قَالَ: إِنَّا قَدْ

کفار قریش مجھ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کریں جس میں وہ اللہ کی طرف سے حرمت و عزت والی چیزوں کی تعظیم کریں تو اس کو ضرور منظور کروں گا۔ پھر آپ نے اس اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ جست لگا کر اٹھ کھڑی ہوئی آپ نے اہل مکہ کی طرف سے رخ پھیرا اور حدیبیہ کے (آخری) انتہائی حصہ میں ایک ندی پر پڑاؤ کیا جس میں بہت کم پانی تھا لوگ اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لینے لگے اور چند لمحات میں اس کو صاف کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ کی سامنے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ نے ایک تیر اپنی ترکش سے نکال دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو اس پانی میں گاڑ دیں پھر کیا تھا اللہ کی قسم! پانی جوش مارنے لگا اور سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور ان کی واپسی تک یہی حال رہا اسی حالت میں بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے چند آدمیوں کو لئے ہوئے آ پہنچا اور یہ رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ اور بااعتماد تہامہ کے لوگوں میں سے تھے اس نے کہا میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے عمیق چشموں پر فروکش ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں ہیں اور وہ لوگ آپ سے جنگ کرنا اور بیت اللہ سے آپ کو روکنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے نہیں بلکہ صرف عمرہ کرنے آئے ہیں اور بے شک قریش کو لڑائی نے کمزور کر دیا ہے اور ان کو بہت نقصان پہنچایا ہے لہٰذا اگر وہ چاہیں تو میں ان سے ایک مدت طے کر لیتا ہوں اور

جِئْنَاكُمْ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ، وَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ قَوْلًا، فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَعْرِضَهُ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا، فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ: لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ، وَقَالَ ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ: هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ أَوَ لَسْتُ بِالْوَلَدِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَهَلْ تَتَّهِمُونِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظٍ، فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ، اقْبَلُوهَا وَدَعُونِي آتِيهِ، قَالُوا: ائْتِهِ، فَأَتَاهُ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ، فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ: أَيْ مُحَمَّدُ، أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَرَى وُجُوهًا، وَإِنِّي لَأَرَى أَشْوَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: امْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ

وہ اس مدت میں میرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان حائل نہ ہوں اگر میں غالب ہو جاؤں اور وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں جس میں اور لوگ داخل ہو گئے ہیں ورنہ وہ مزید چند روز آرام حاصل کر لیں گے۔ اگر وہ یہ بات نہ مانیں تو قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو اس دین پر ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن کٹ جائے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کو جاری کرے گا اس پر بدیل نے کہا میں آپ کا پیغام ان کو پہنچا دیتا ہوں چنانچہ وہ قریش کے پاس جا کر کہنے لگا ہم یہاں اس شخص کے پاس سے آ رہے ہیں اور ہم نے ان کو کچھ کہتے ہوئے سنا ہے اگر تم چاہو تو تمہیں سناؤں اس پر کچھ بے وقوف لوگوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ تم ہمیں ان کی کسی بات کی خبر دو مگر ان میں سے عقلمند لوگوں نے کہا اچھا بتلاؤ تم کیا بات سن کر آئے ہو بدیل نے کہا میں نے اس کو ایسا ایسا کہتے سنا ہے پھر جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہ اس نے بیان کر دیا اتنے میں عروۃ بن مسعود ثقفی کھڑا ہوا اور کہنے لگا میری قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر باپ کی سی شفقت نہیں کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا کیا میں بیٹے کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ عروۃ نے کہا تم میرے متعلق کوئی شبہ رکھتے ہو انہوں نے کہا نہیں۔ عروہ نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے لئے

عَنْهُ وَنَدَعُهُ؟ فَقَالَ: مَنْ ذَا؟ قَالُوا: أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ، قَالَ: وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ: أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ: أَيْ غُدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ، وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ، وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَّا الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ)، ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَيْنَيْهِ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ،

بلایا مگر انہوں نے جب میرا کہا نہ مانا تو میں اپنے بال بچے تعلق دار اور پیروکاروں کو لے کر تمہارے پاس آ گیا۔ انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے عروہ نے کہا اس شخص یعنی بدیل نے تمہاری خیر خواہی کی بات کی ہے اس کو منظور کر لو اور اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں سب لوگوں نے کہا ٹھیک ہے تم اس کے پاس جاؤ چنانچہ وہ محمد ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا آپ نے اس سے بھی وہی گفتگو کی جو بدیل سے کی تھی عروہ یہ سن کر کہنے لگا اے محمد ﷺ! اگر تم اپنی قوم کی جڑ بالکل کاٹ دو گے تو کیا فائدہ ہو گا؟ کیا تم نے اپنے سے پہلے کسی عرب کو سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو؟ اور اگر دوسری بات ہوئی یعنی تم مغلوب ہو گئے تو اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھیوں کے منہ دیکھتا ہوں کہ یہ مختلف لوگ جنہیں بھاگنے کی عادت ہے تمہیں چھوڑ دیں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا جا اور لات کی شرمگاہ پر منہ مار! کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ عروہ نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں عروہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تمہارا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا ابھی تک بدلہ نہیں دے سکا تو میں تمہیں سخت جواب دیتا راوی کہتا ہے کہ پھر عروہ باتیں کرنے لگا اور جب بات کرتا تو رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو پکڑتا اس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ کے سر کے پاس کھڑے تھے جن

فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَٱللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ، وَٱللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ ما يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا، وَٱللهِ إِنْ يَتَنَخَّمُ نُخَامَةً إِلاَّ وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ٱبْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَٱقْبَلُوهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ: دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا ٱئْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هٰذَا فُلاَنٌ، وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ، فَٱبْعَثُوهَا لَهُ)، فَبُعِثَتْ لَهُ، وَٱسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّونَ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ: سُبْحَانَ ٱللهِ، ما يَنْبَغِي لِهٰؤُلاَءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ: رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ، فَمَا أَرَى أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ، فَقَالَ: دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا ٱئْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ

کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھا لہٰذا جب عروہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کی طرف بڑھاتا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ اس کے ہاتھ پر تلوار کا نچلا حصہ مارتے اور کہتے کہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے دور رکھ یہ سن کر عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں عروہ نے کہا اے دغاباز! کیا میں نے تیری دغا بازی کی سزا سے تجھ کو نہیں بچایا ہوا یوں کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کافروں کی کسی قوم کے ساتھ گئے تھے پھر انہیں قتل کر کے انکا مال لوٹا اور چلے آئے اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں لیکن جو مال تو لایا ہے اس سے مجھے کوئی غرض نہیں اس کے بعد عروہ گوشہ چشم سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب تھوکتے تھے تو صحابہ میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہی پڑتا تھا اور وہ اسے اپنے چہرے اور بدن پر ملتا تھا اور جب آپ انہیں کوئی حکم دیتے تو وہ فوراً اس کی تعمیل کرتے تھے اور جب آپ وضو کرتے تو وہ آپ کے وضو کا گرا ہوا پانی لینے پر جھپٹ پڑتے تھے اور ہر شخص اسے لینے کی خواہش کرتا وہ لوگ کبھی بات کرتے تو آپ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے اور آپ کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھتے تھے یہ حال دیکھ کر عروہ اپنے لوگوں کے پاس لوٹ کر گیا اور ان سے کہا لوگو! اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے دربار

عَلَيْهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هٰذَا مِكْرَزٌ، وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ). فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ). فَقَالَ: هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْكَاتِبَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اكْتُبْ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ). قَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللهِ مَا أَدْرِي مَا هِيَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: وَاللهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ). ثُمَّ قَالَ: (هٰذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ). فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ: مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَاللهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي، اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ). فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (عَلَى أَنْ تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوفَ بِهِ). فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً، وَلٰكِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَكَتَبَ،

میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ نیز نجاشی کے دربار بھی دیکھ آیا ہوں مگر میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جس طرح محمد ﷺ کے اصحاب حضرت محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں اللہ کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے پر مل لیتا ہے اور جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے لئے لڑتے مرتے ہیں اور جب گفتگو کرتے ہیں تو ان کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے بے شک انہوں نے تمہیں ایک اچھی بات کی پیش کش کی ہے تم اسے قبول کر لو۔ اس پر بنی کنانہ کے ایک آدمی نے کہا اب مجھے اس کے پاس جانے کی اجازت دو لوگوں نے کہا اچھا اب تم ان کے پاس جاؤ جب وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں لہٰذا تم قربانی کے جانور اس کے سامنے پیش کرو چنانچہ قربانی اس کے سامنے پیش کی گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لبیک پکارتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا زیب نہیں دیتا چنانچہ وہ بھی اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے

فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَعَلَى أَنَّهُ لاَ يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلاَّ رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، قَالَ الْمُسْلِمُونَ: سُبْحَانَ اللهِ، كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا، فَبَيْنَما هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِي قُيُودِهِ، وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: هٰذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ ما أُقَاضِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ)، قَالَ: فَوَاللهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَأَجِزْهُ لِي). قَالَ: مَا أَنَا بِمُجِيزِهِ لَكَ، قَالَ: (بَلَى فَافْعَلْ). قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ مِكْرَزٌ: بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ، قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ: أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا، أَلاَ تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ؟ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللهِ.

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَلَسْتَ نَبِيَّ اللهِ حَقًّا؟ قَالَ: (بَلَى)، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: (بَلَى)، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ: (إِنِّي

لگا میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا کہ ان کے گلے میں ہار پڑے اور کوہان زخمی ہیں میں تو ایسے لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا مناسب نہیں خیال کرتا پھر ان میں سے ایک اور شخص جس کا نام مکرز تھا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا مجھے اجازت دو کہ میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں لوگوں نے کہا اچھا تم بھی جاؤ اور جب وہ مسلمانوں کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مکرز ہے اور بد کردار آدمی ہے پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے لگا ابھی وہ آپ سے گفتگو کر ہی رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے پھر اس نے کہا کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان صلح کی دستاویز تحریر کریں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کاتب کو بلا کر اس سے فرمایا کہ لکھو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس پر سہیل نے کہا اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کون ہے؟ آپ اسی طرح لکھوائیں ((باسمک اللھم)) جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو وہی ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھوائیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((باسمک اللھم)) ہی لکھ دو پھر آپ نے فرمایا لکھو کہ یہ وہ تحریر ہے جس کی بنیاد پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم! اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم نہ تو آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ

رَسُولُ ٱللهِ، وَلَسْتُ أَعْصِيهِ، وَهُوَ نَاصِرِي). قُلْتُ: أَوَ لَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي البَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: (بَلَى، فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ العَامَ)، قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: (فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ)، قَالَ: فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَلَيْسَ هٰذَا نَبِيَّ ٱللهِ حَقًّا، قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي ٱلدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ، إِنَّهُ لَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ، وَهُوَ نَاصِرُهُ، فَٱسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ، فَوَٱللهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ، قُلْتُ: أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى، أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ العَامَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ أَعْمَالًا، قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: (قُومُوا فَٱنْحَرُوا ثُمَّ ٱحْلِقُوا). قَالَ: فَوَٱللهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ:

کرتے لہٰذا محمد بن عبد اللہ ﷺ لکھوائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں مگر تم نے میری تکذیب کی ہے اچھا محمد بن عبد اللہ ﷺ ہی لکھو لیکن اس شرط پر کہ تم ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل نہیں ہو گے تاکہ ہم کعبہ کا طواف کر لیں سہیل نے کہا اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ عرب باتیں کریں گے کہ ہم دباؤ میں آ گئے ہیں البتہ آئندہ سال یہ بات ہو جائے گی چنانچہ آپ نے یہی لکھوا دیا پھر سہیل نے کہا یہ شرط بھی ہے کہ ہماری طرف سے جو شخص تمہاری طرف آئے اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہو اس کو آپ نے ہماری طرف واپس کرنا ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! وہ کس لئے مشرکوں کو واپس کردیں جبکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیڑیاں پہنے ہوئے آہستہ آہستہ مکہ کی نشیبی طرف سے آتا ہوا معلوم ہوا یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں پہنچ گیا سہیل نے کہا اے محمد ﷺ سب سے پہلی بات جس پر ہم صلح کرتے ہیں کہ اس کو مجھے واپس کر دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا۔ سہیل نے کہا تو پھر اللہ کی قسم! ہم تم سے کسی بات پر صلح نہیں کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تم اس کی مجھے اجازت دے دو سہیل نے کہا میں اس کی اجازت نہیں دوں گا رسول اللہ ﷺ نے مکرر فرمایا نہیں تم مجھے اس کی اجازت دے دو اس نے

يَا نَبِيَّ ٱللهِ، أَتُحِبُّ ذٰلِكَ، ٱخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً، حَتّٰى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ، نَحَرَ بُدْنَهُ، وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ، فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَامُوا فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا، حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا، ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ مُهَٰجِرَٰتٍ فَٱمْتَحِنُوهُنَّ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿بِعِصَمِ ٱلْكَوَافِرِ﴾ فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ ٱمْرَأَتَيْنِ، كَانَتَا لَهُ فِي ٱلشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَٱلْأُخْرَى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، ثُمَّ رَجَعَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ إِلَى ٱلْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ، رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ، فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ، فَقَالُوا: ٱلْعَهْدَ ٱلَّذِي جَعَلْتَ لَنَا، فَدَفَعَهُ إِلَى ٱلرَّجُلَيْنِ، فَخَرَجَا بِهِ حَتّٰى بَلَغَا ذَا ٱلْحُلَيْفَةِ، فَنَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ ٱلرَّجُلَيْنِ: وَٱللهِ إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا، فَٱسْتَلَّهُ ٱلْآخَرُ، فَقَالَ: أَجَلْ، وَٱللهِ إِنَّهُ لَجَيِّدٌ، لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ، ثُمَّ جَرَّبْتُ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: أَرِنِي أَنْظُرْ

کہا میں نہیں دوں گا مکرز بولا اچھا یہ آپ کی خاطر اجازت دیتے ہیں۔ بالآخر ابو جندل رضی اللہ عنہ بول اٹھا اے مسلمانو! کیا میں مشرکین کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں؟ درحقیقت اسلام کی راہ میں اسے سخت تکلیف دی گئی تھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: کیا آپ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا تو پھر اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول اللہ ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا۔ وہ میرا پروردگار ہے میں نے عرض کیا: کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ نے فرمایا: ہاں مگر کیا میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ جائیں گے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا: تم (ایک وقت) بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے میں نے کہا تو پھر ہم دین کے متعلق یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بھلے آدمی! وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کی خلاف

إِلَيْهِ، فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ، فَضَرَبَهُ بِهِ حَتَّى بَرَدَ، وَفَرَّ الآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ رَآهُ: (لَقَدْ رَأَى هٰذَا ذُعْرًا)، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ، فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ: فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَدْ وَاللّٰهِ أَوْفَى اللّٰهُ ذِمَّتَكَ، قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ، ثُمَّ أَنْجَانِي اللّٰهُ مِنْهُمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَيْلُ أُمِّهِ، مِسْعَرَ حَرْبٍ، لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ)، فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيفَ الْبَحْرِ، قَالَ: وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ، فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ، فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُونَ بِعِيرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّامِ إِلَّا اعْتَرَضُوا لَهَا، فَقَتَلُوهُمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ، فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُنَاشِدُهُ بِاللّٰهِ وَالرَّحِمِ: لَمَّا أَرْسَلَ: فَمَنْ أَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنۢ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿الْحَمِيَّةَ

ورزی نہیں کرتے اللہ ان کا مددگار ہے لہٰذا وہ جو حکم دیں اس کی تعمیل کرو اور ان کے رکاب کو تھام لو کیونکہ اللہ کی قسم! وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا وہ ہم سے یہ بیان نہیں کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ جا کر اس کا طواف کریں گے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں کہا تھا مگر کیا یہ بھی کہا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے؟ میں نے کہا: نہیں اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم بیت اللہ پہنچو گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس (بے ادبی اور گستاخی کی تلافی کے لئے) بہت سے نیک عمل کئے راوی کا بیان ہے کہ جب صلح نامہ لکھا جا چکا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا اٹھو اور قربانی کے جانور ذبح کرو نیز سر کے بال منڈاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! یہ سن کر کوئی بھی نہ اٹھا پھر آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا جب ان میں سے کوئی نہ اٹھا تو آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا جو لوگوں سے آپ کو پیش آیا تھا۔ حضرت ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ یہ بات چاہتے ہیں تو باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی کے ساتھ کلام نہ فرمائیں بلکہ آپ اپنے قربانی کے جانور ذبح کر کے سر مونڈنے والے کو بلائیں تاکہ وہ آپ کا سر مونڈ دے چنانچہ آپ باہر تشریف لائے اور کسی سے گفتگو نہ کی حتی کہ آپ نے تمام کام کر لئے۔ قربانی کے جانور ذبح کئے سر مونڈنے والے کو بلایا جس نے آپ کا سر

حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾، وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللهِ، وَلَمْ يُقِرُّوا بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، وَحَالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ. [رواه البخاري: ٢٧٣١، ٢٧٣٢]

مونڈا چنانچہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھے اور انہوں نے قربانی کے جانور ذبح کئے پھر ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے ہجوم کیوجہ سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ ایک دوسرے کو ہلاک کر دیں گے اس کے بعد چند مسلمان خواتین آپ کے ہاں حاضر خدمت ہوئیں تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"مسلمانو! جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لو آیت کے آخری حصہ ((بعصم الكوافر)) تک"

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن اپنی دو مشرک عورتوں کو طلاق دے دی جو ان کے نکاح میں تھیں ان میں ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے نکاح کر لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آئے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ نامی ایک شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا جو قریشی تھا اور کفار مکہ نے بھی اس کے تعاقب میں دو آدمی بھیجے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلوا بھیجا کہ جو عہد آپ نے ہم سے کیا ہے اس کا خیال کریں لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں اسے لے کر ذوالحلیفہ پہنچے اور وہاں اتر کر کھجوریں کھانے لگے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے ایک سے کہا اللہ کی قسم! تیری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے اس نے سونت کر کہا بے شک عمدہ ہے میں اسے کئی دفعہ آزما چکا ہوں ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے دکھاؤ میں بھی تو دیکھوں کیسی اچھی ہے؟

چنانچہ وہ تلوار اس نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے اسی تلوار سے وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا دوسرا شخص بھاگتا ہوا مدینہ آیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں گھس آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ کچھ خوفزدہ ہے پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کہنے لگا اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی نہیں بچوں گا۔ اتنے میں ابو بصیر رضی اللہ عنہ بھی آپہنچا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ نے آپ کا عہد پورا کر دیا ہے آپ نے مجھے کفار کو واپس کر دیا تھا مگر اللہ نے مجھے نجات دی ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں کے لئے خرابی ہو یہ تو لڑائی کی آگ ہے اگر کوئی اس کا مدد گار ہوتا تو ضرور بھڑک اٹھتی جب ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو وہ سمجھ گئے کہ آپ اس کو پھر کفار کے حوالے کریں گے لہذا وہ سیدھا نکل کر سمندر کے کنارے جا پہنچا دوسری طرف سے ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے بھاگ کر اس سے مل گئے اس طرح جو شخص بھی قریش کا مسلمان ہو کر آتا وہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے مل جاتا تھا یہاں تک کہ وہاں ایک جماعت وجود میں آگئی پھر اللہ کی قسم! وہ قریش کے جس قافلہ کی بابت سنتے کہ وہ شام کی جانب جا رہا ہے اس کی گھات میں رہتے اس کے آدمیوں کو قتل کر کے ان کا ساز و سامان لوٹ لیتے پھر آخر کار قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا آپ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجیں کہ وہ ایذاء رسانی سے باز آجائے اور اب

سے جو شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے اس کو امن ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی بابت پیغام بھیجا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وہی اللہ جس نے عین مکہ میں تمہیں ان پر فتح دی اور ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے یہاں تک کہ ((حمية الجاهلية)) کے لفظ تک پہنچے۔"

اور جاہلانہ نخوت یہ تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو نہ مانا بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھنے نیز مسلمانوں اور کعبہ کی درمیان حائل ہوئے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ کسی بڑے اور اہم مقصد کے حصول کے لئے چھوٹی چھوٹی جذباتی باتوں کو قربان کر دینا چاہیئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی عظمت و حرمت کو برقرار رکھنے کے لئے کفار کی طرف سے بعض ناروا شرائط کو بھی قبول کر لیا۔

٥ - باب: مَا يَجُوزُ مِنَ الاشْتِرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الإِقْرَارِ

باب ٥: اقرار میں کس قسم کی شرط اور استثنا درست ہے

١١٩٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ للهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً إِلاَّ وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٢٧٣٦]

١١٩٣۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو نام ہیں جو شخص ان کو یاد کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فوائد: اس حدیث سے ان اسماء حسنی کی خبر دی گئی ہے جنہیں یاد کرنے اور ان کے مطابق عمل کرنے والے کو دخول جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ویسے ننادیں اسماء کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں۔ (عون الباری: ٣/٣١٢)

کتاب الوصایا
وصیتوں کے بیان میں

١ - باب: الْوَصَايَا

باب ا: وصیت کی اہمیت

١١٩٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (ما حَقُّ ٱمْرِىءٍ مُسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلاَّ وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ). [رواه البخاري: ٢٧٣٨]

۱۱۹۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کو کسی چیز کی وصیت کرنا ہو اسے جائز نہیں کہ وہ دو راتیں بھی یوں گذارے کہ وصیت اس کے پاس تحریری شکل میں موجود نہ ہو۔

فوائد: جس شخص کے پاس مال ودولت یا قابل وصیت کوئی اور چیز ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی وصیت کو ضبط تحریر میں لائے مال کی وصیت کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ناجائز کام اور شرعی وارث کے لئے وصیت نہ کرے اور نہ اس کی وصیت ۱/۳ سے زائد ہو۔

١١٩٥ : عَنْ عَمْرِو بْنِ الحَارِثِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، خَتَنِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، أَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ، قَالَ: ما تَرَكَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا، وَلاَ دِينَارًا، وَلاَ عَبْدًا، وَلاَ أَمَةً، وَلاَ شَيْئًا، إِلاَّ بَغْلَتَهُ البَيْضَاءَ، وَسِلاَحَهُ، وَأَرْضًا

۱۱۹۵۔ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سالے ہیں یعنی ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا' نہ کوئی دینار اور نہ کوئی لونڈی غلام اور نہ کوئی اور چیز صرف ایک سفید خچر' چند ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی جس کو

جَعَلَهَا صَدَقَةً. [رواه البخاري: ٢٧٣٩]

آپ وقف کر چکے تھے۔

فوائد: حدیث میں جن اشیاء کا ذکر ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگیوں میں ہی انہیں اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا البتہ لوگوں کو اس کی اطلاع وفات کے وقت ہوئی تھی۔ (عون الباری:۳/۴۱۷)

١١٩٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْصَى؟ فَقَالَ: لاَ، فَقِيلَ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ، أَوْ أُمِرُوا بِالْوَصِيَّةِ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ ٱللهِ. [رواه البخاري: ٢٧٤٠]

۱۱۹۶۔ حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت فرمائی تھی۔ انہوں نے کہا نہیں پھر ان سے کہا گیا کہ پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض ہوئی یا ان کو وصیت کا حکم کیسے دیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے امر خلافت یا مالی معاملات کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی اس کے علاوہ آپ نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ جزیرۂ عرب سے یہودیوں کو نکال دینا اور نمائندہ حضرات کی خاطر ومدارات کرنا وغیرہ۔ (عون الباری:۳/۴۱۸)

٢ - باب: الصَّدَقَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ

باب ۲: مرتے وقت صدقہ کرنا

١١٩٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: (أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ، تَأْمُلُ الْغِنَى، وَتَخْشَى الْفَقْرَ، وَلاَ تُمْهِلْ، حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ، قُلْتَ: لِفُلاَنٍ كَذَا، وَلِفُلاَنٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلاَنٍ). [رواه البخاري: ٢٧٤٨]

۱۱۹۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ صحت کی حالت میں جبکہ تمہیں مال کی خواہش دولت مندی کی آرزو اور تنگدستی کا ڈر ہو اس وقت صدقہ دو اور صدقہ دینے میں تاخیر نہ کرو کہ جب حلق میں دم آ جائے تو کہو فلاں کو یہ دینا اور فلاں کو اتنا دینا کیونکہ اس وقت تو وہ مال فلاں وارث کا ہو ہی چکا ہے۔

فوائد: اکثر اہل ثروت مالی معاملات میں زندگی اور موت کے وقت اللہ کی نافرمانی کرنے کا ارتکاب کرتے ہیں یعنی زندگی میں بخل سے کام لیتے ہیں اور موت کے وقت ناجائز وصیت کے ذریعے اپنے شرعی ورثاء کا حق مارتے ہیں۔ (عون الباری:۳/۴۲۰)

٣ - باب: هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالوَلَدُ فِي الأَقَارِبِ؟

باب ٣: کیا عورت اور بچے اقارب میں شامل ہیں

١١٩٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ﴾. قالَ: (يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - ٱشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ، لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ ٱللهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ ٱللهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ المُطَّلِبِ لاَ أُغْنِي عَنْكَ مِنَ ٱللهِ شَيْئًا، وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ ٱللهِ لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ ٱللهِ شَيْئًا، وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحمَّدٍ، سَلِينِي ما شِئْتِ مِنْ مالِي، لاَ أُغْنِي عَنْكِ مِنَ ٱللهِ شَيْئًا). [رواه البخاري: ٢٧٥٣]

١١٩٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے خبردار کریں" تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے گروہ قریش! یا ایسا ہی کوئی لفظ فرمایا تم اپنی جانیں بچاؤ کیونکہ میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اے اولاد عبد مناف! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکوں گا۔ اے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ! میں تمہیں بھی اللہ کی عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اے صفیہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں میں اللہ کے حضور تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا اور اے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ! تم میرا مال جتنا چاہو لے لو لیکن میں اللہ کی عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتا۔

فوائد : قرابت داروں میں عورتیں اور بچے شامل ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور اپنی بچی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو شامل فرمایا ہے لیکن وصیت میں وہ رشتہ دار شامل ہوں گے جو اس کے ترکہ سے شرعی وارث نہ ہوں۔

٤ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿وَٱبْتَلُوا۟ ٱلْيَتَٰمَىٰ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغُوا۟ ٱلنِّكَاحَ فَإِنْ ءَانَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَٱدْفَعُوٓا۟ إِلَيْهِمْ أَمْوَٰلَهُمْ﴾

باب ٤: ارشاد باری تعالیٰ! اور تم یتیموں کا امتحان لو تا آنکہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اگر تم ان میں صلاحیت دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو

١١٩٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أَبَاهُ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَكانَ يُقَالُ لَهُ

١١٩٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد گرامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک اچھا مال رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقہ کر دیا تھا اور وہ

ثَمْغٌ، وَكَانَ نَخْلًا، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي اسْتَفَدْتُ مَالًا، وَهُوَ عِنْدِي نَفِيسٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ، لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ، وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ). فَتَصَدَّقَ بِهِ عُمَرُ، فَصَدَقَتُهُ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَفِي الرِّقَابِ، وَالْمَسَاكِينِ، وَالضَّيْفِ، وَابْنِ السَّبِيلِ، وَلِذِي الْقُرْبَى، وَلَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُؤْكِلَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ بِهِ. [رواه البخاري: ٢٧٦٤]

ایک ثمغ نامی کھجوروں کا باغ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک عمدہ مال حاصل کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے صدقہ کر دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اصل درخت اس شرط پر صدقہ کر دو کہ وہ نہ فروخت کیے جائیں اور نہ بطور ہبہ دیئے جائیں اور نہ ہی ان میں وراثت جاری ہو بلکہ ان کا پھل کام میں لایا جائے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی شرط پر اسے وقف کر دیا تو ان کا یہ صدقہ اللہ کی راہ میں غلاموں کی آزادی' محتاجوں کی ضرورت' مہمانوں کی ضیافت اور قرابت داروں میں ہی خرچ کیا جاتا تھا اس کے متولی کو بھی اجازت تھی کہ اس پر کوئی حرج نہیں کہ دستور کے مطابق خود کھائے اور اپنے کسی دوست کو کھلائے بشرطیکہ وہ مال جمع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بات ثابت کی ہے کہ یتیم کا سرپرست اس کے مال میں محنت کر سکتا ہے تجارت میں لگا سکتا ہے اور اپنی محنت کا معاوضہ بھی دستور کے مطابق لے سکتا ہے۔

٥ - باب: قولُ الله تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ: "جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں انہیں عنقریب دوزخ میں ڈالا جائے گا

١٢٠٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: (الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ

۱۲۰۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سات ہلاکت خیز اور تباہ کن باتوں سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' اس جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا

الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ). [رواه البخاري: ٢٧٦٦]

ہو' سود کھانا' یتیم کا مال اڑا لینا' میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا اور پاکدامن اور بے خبر عورتوں کو بدکاری کی تہمت لگانا۔

فوائد: اس کے علاوہ پڑوسی کی بیوی سے زنا' والدین کی نافرمانی اور جھوٹی قسم بھی ہلاکت خیز گناہوں سے ہیں۔ (عون الباری:۳/۴۲۶)

٦ - باب: نَفَقَةُ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ

باب ۶: وقف کے منتظم کا خرچہ وقف جائیداد سے پورا کیا جائے

١٢٠١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا وَلا دِرْهَمًا، ما تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَؤُونَةِ عَامِلِي، فَهُوَ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٢٧٧٦]

۱۲۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے وارث نہ دینار تقسیم کریں اور نہ درہم اور جو کچھ میں اپنی بیویوں کے اخراجات اور جائیداد کا اہتمام کرنے والوں کی تنخواہ سے فاضل چھوڑوں وہ سب صدقہ ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جو وقف جائیداد کا متولی ہے اور اس کا انتظام وانصرام کرتا ہے وہ معروف طریقہ سے اپنی محنت کا معاوضہ وصول کر سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۲۷)

٧ - باب: إِذَا أَوْقَفَ أَرْضاً أَوْ بِئْراً أَوِ اشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ

باب ۷: اگر کوئی زمین یا مشروط طور پر کنواں وقف کرے کہ اس کا ڈول بھی دیگر مسلمانوں کی طرح اس میں پڑا کرے گا

١٢٠٢ : عَنْ عُثْمانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ حِينَ حُوصِرَ، أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، وَقالَ: أَنْشُدُكُمُ ٱللهَ، وَلاَ أَنْشُدُ إِلاَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ؟). فَحفرْتُها، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ قَالَ: (مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ؟). فَجَهَّزْتُهُ، قالَ: فَصَدَّقُوهُ

۱۲۰۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ محصور ہو گئے تو کہنے لگے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور یہ قسم صرف اصحاب رسول ﷺ کو دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص رومہ کا کنواں کھودے اس کو جنت ملے گی تو میں نے اس کو کھود دیا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص جیش عسرت یعنی غزوہ تبوک کا سامان کر دے وہ جنتی ہے تو میں نے اس کا سامان کر دیا یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

بِمَا قَالَ. [رواه البخاري: ٢٧٧٨]

نے ان کی تصدیق کی۔

فوائد: امام صاحب نے اس عنوان سے ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''کون ہے جو بئر رومہ خرید کر دے اور اس میں دیگر مسلمانوں کی طرح اپنا ڈول بھی ڈالے تو اسے اس کنویں سے بڑھ کر جنت میں صلہ ملے گا امام بخاری نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ وقفی جائیداد سے وقف کنندہ خود بھی دیگر مسلمانوں کی طرح استفادہ کر سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۲۸)

٨ - باب: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ شَهَٰدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ حِينَ ٱلْوَصِيَّةِ ٱثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ ءَاخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَٰسِقِينَ﴾

باب ۸: ارشاد باری تعالیٰ! ''مسلمانو! جب تم میں سے کوئی مرنے لگے تو وصیت کے وقت تم میں سے یا تمہارے غیروں سے دو عادل گواہ ہونے چاہئیں۔

١٢٠٣ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ ٱلدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِنْ ذَهَبٍ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ وُجِدَ الجَامُ بِمَكَّةَ، فَقَالُوا: ٱبْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيِّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ، فَحَلَفَا: لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، وَإِنَّ الجَامَ لِصَاحِبِهِمْ، قَالَ: وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ شَهَٰدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ﴾. [رواه

۱۲۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ باہر گیا تو وہ سہمی ایسی زمین میں فوت ہوا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا جب تمیم داری اور عدی اس کا ترکہ لائے تو اس میں سے ایک چاندی کا جام غائب تھا جس پر سنہری نقش تھے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے حلف لیا اس کے بعد وہ جام مکہ میں ملا اور لوگوں نے کہا کہ ہم نے تمیم اور عدی سے خریدا ہے تو دو شخص میت کے عزیزوں میں سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم اٹھائی کہ ہماری شہادت ان دونوں کی شہادت کے مقابلہ میں زیادہ وزنی ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ جام ہمارے عزیز ہی کا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے حق میں نازل ہوئی۔ ''مسلمانو! وصیت کے وقت تم پر گواہی لازم ہے

جبکہ تم میں سے کوئی قریب المرگ ہو۔" (مائدۃ:۱۰۶) البخاري: ۲۷۸۰]

فوائد: دوران سفر وصیت کے موقع پر جبکہ اہل اسلام عادل گواہ نہ مل سکیں تو ایسے حالات میں کفار کی گواہی پر اعتبار کیا جا سکتا ہے عام حالات میں گواہی کے لئے اسلام اور عدالت شرط ہے۔ (عون الباری:۳/۴۳۳)
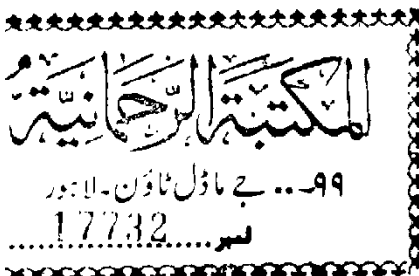
اسلامی تعلیمات کا انسائیکلوپیڈیا
اسلامی لائبریری (اردو)
ہر گھر اور لائبریری کی ضرورت
بیروت سے طبع شدہ
قیمت نہایت مناسب
دارالسلام

مختصر صحیح بخاری (اردو)

علوم اسلامیہ میں علم حدیث ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ متون حدیث کی جمع و ترتیب محدثین عظام کا ایک درخشندہ کارنامہ ہے جس سے نسلِ آدم قیامت تک سنت نبوی کے فیوض و برکات حاصل کرتی رہے گی۔ اس ذخیرۂ حدیث کی سرتاج **امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ** کی **الجامع الصحیح** ہے جسے قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ اس عظیم کارنامے کے بہت سے تراجم، شروح، اختصار، حواشی، تعلیقات اور فوائد لکھے جا چکے ہیں۔

اس ذخیرۂ علوم حدیث میں ایک عظیم کام وہ اختصار ہے جسے نویں صدی ہجری کے نامور محدث

امام زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدیؒ

نے تیار کیا ہے۔ جس کا پہلا مستند اردو ترجمہ مختصر اور جامع فوائد کے ساتھ اردو خواں طبقے کے سامنے ادارہ **دارالسلام** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قارئین کرام کو اس مفید علمی کوشش سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور

ہیڈ آفس: پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 00966 1 فیکس: 4021659
ای میل: Darussalam @ Naseej. Com.Sa

پاکستان: ① 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 092 42 فیکس: 7354072
ای میل: Daruslm @ Brain.Net.PK.

② رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 092 42

امریکہ: پوسٹ بکس: 79194، ہیوسٹن، ٹیکساس: 77279، (یو ایس اے) فون: 9359206 713 001 فیکس: 7220431
ای میل: Darsalam @ Dar - us - Salam. Com.

www.KitaboSunnat.com

التجرید الصریح لأحادیث الجامع الصحیح

امام ابوالعباس زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی

شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

دارالسلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

الریاض ہیوسٹن لاہور

فہرت کتب صحیح البخاری (باعتبار حروف تہجی)

243، 1

فہرست مضامین

جہاد اور جنگی حالات کے بیان میں

آغاز تخلیق کا بیان

پیغمبروں کے حالات کے بیان میں

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب

غزوات کے بیان میں

تفسیر قرآن کے بیان میں

فضائل قرآن کے بیان میں

نکاح کے بیان

طلاق کے بیان میں

اخراجات کے بیان میں

کھانے کے احکام ومسائل

عقیقہ کے بیان میں

ذبیحہ اور شکار کے بیان میں

قربانی کے بیان میں

مشروبات کا بیان

مریضوں کے بیان میں

علاج کے بیان میں

لباس کے بیان میں

آداب کے بیان میں

اجازت لینے کا بیان

دعاؤں کے بیان میں

نرم دلی کا بیان

تقدیر کے بیان میں

قسم اور نذر بیان میں

کفارۂ قسم کے بیان میں

مسائل وراثت کے بیان میں

حدود کے بیان میں

مسلمانوں سے لڑنے والے کافروں اور مرتدوں کے بیان میں

دیتوں کے بیان میں

مرتد اور باغیوں سے توبہ کرانے اور ان سے لڑائی کے بیان میں

خوابوں کی تعبیر کے بیان میں نیک لوگوں کے خواب

فتنوں کے بیان میں

احکام کے بیان میں۔

آرزوؤں کے بیان میں

کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنا

توحید (کے اتباع) اور جہمیہ وغیرہ گمراہ فرقوں کی تردید کے بیان میں

التجريد الصريح لأحاديث الجامع الصحيح

مختصر صحیح بخاری (اردو)

امام ابو العباس زین الدین احمد بن عبد اللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی

شیخ الحدیث حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

الریاض ہیوسٹن لاہور

کتاب الجهاد
جہاد اور جنگی حالات کے بیان میں

١ - باب: فَضْلُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ

١٢٠٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ، قَالَ: (لاَ أَجِدُهُ)، قَالَ: (هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ، فَتَقُومَ وَلاَ تَفْتُرَ، وَتَصُومَ وَلاَ تُفْطِرَ؟). قَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ٢٧٨٥]

باب۱: جہاد کی فضیلت

۱۲۰۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتائیں جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ آپ نے فرمایا میں تو کوئی ایسا کام نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کو نکلے تو تو اپنی مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے اور سستی نہ کرے اور برابر روزے رکھتا جائے افطار نہ کرے اس نے عرض کیا بھلا ایسا کون کر سکتا ہے؟

فوائد: اس روایت کے آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی ہے کہ مجاھد کا گھوڑا رسی میں بندھا ہوا جب چلتا ہے تو مجاھد کے لئے (اس کے ہر قدم پر) نیکیاں لکھی جاتی ہیں اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد تمام اعمال خیر سے افضل ہے لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی جہاد سے بھی افضل ہے یہ اس لئے کہ جہاد کی غرض وغایت ذکر الٰہی کو غالب کرنا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۳۵)

٢ - باب: أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ

باب ۲: سب لوگوں میں افضل وہ مومن ہے جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے

١٢٠٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ). قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ، يَتَّقِي ٱللهَ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ). [رواه البخاري: ٢٧٨٦]

۱۲۰۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کون شخص سب لوگوں میں افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مومن جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا وہ مومن جو کسی پہاڑ کے دامن میں رہتا ہو اللہ کی عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنی برائی سے محفوظ رکھتا ہو۔

فوائد : دور حاضر میں منکرین حدیث اور مخالفین دین کے اعتراضات کو جواب دیتے ہوئے دین اسلام کا دفاع کرنا اور صحیح قابل اعتماد لٹریچر کی اشاعت و ترویج بھی جہاد ہے کیونکہ ایسا کرنے سے نظریاتی حدود کی حفاظت ہوتی ہے۔

١٢٠٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، وَٱللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ، كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ، وَتَوَكَّلَ ٱللهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بِأَنْ يَتَوَفَّاهُ: أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يُرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ). [رواه البخاري: ٢٧٨٧]

۱۲۰۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو تہجد پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے یہ ذمہ لیا ہے کہ اس کو جب موت دے گا تو اسے جنت میں داخل کرے گا ورنہ سلامتی کے ساتھ ثواب اور مال غنیمت دے کر اس کو گھر لوٹائے گا۔

فوائد : اصل قدرو قیمت تو اخلاص اور صدق نیت کی ہے کیونکہ اس کے بغیر جہاد بے سود بلکہ

شہادت باعث ہلاکت ہوگی اگر اخلاص ہے تو جان نکلتے ہی بلا حساب وعذاب جنت میں پہنچ جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ شہید کی روح سبز رنگ کے پرندے میں ڈال کر اسے جنت میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

٣ - باب: دَرَجاتُ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ

باب ٣: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے مراتب

١٢٠٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ آمَنَ بِٱللهِ وَرَسُولِهِ، وَأَقامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضانَ، كانَ حَقًّا عَلَى ٱللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جاهَدَ في سَبِيلِ ٱللهِ، أَوْ جَلَسَ في أَرْضِهِ الَّتي وُلِدَ فِيهَا). فَقالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قالَ: (إِنَّ في الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا ٱللهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، ما بَيْنَ ٱلدَّرَجَتَيْنِ كما بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ ٱللهَ فَٱسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ، وَأَعْلَى الْجَنَّةِ - أُرَاهُ قَالَ:- وفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهارُ الْجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٢٧٩٠]

١٢٠٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے، نماز ادا کرے اور روزے رکھے تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ خواہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا جہاں پیدا ہوا ہو وہاں ہی بیٹھا رہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! تو پھر ہم لوگوں کو خوشخبری نہ سنائیں؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیے ہیں اور ہر دو درجوں کی درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر آسمان اور زمین کے درمیان ہے لہٰذا تم جب اللہ سے دعا مانگو تو اس سے فردوس طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا افضل اور بہترین حصہ ہے۔ راوی کا خیال ہے کہ آپ نے اس کے بعد فرمایا اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو جہاد نصیب نہیں لیکن دوسرے فرائض بجالانے میں کوتاہی نہیں کرتا اور اسی حالت میں موت آجاتی ہے تو وہ اللہ کے ہاں نعمتوں بھری جنت کا حقدار ہے بلکہ جنت فردوس مانگنے کی تلقین سے تو یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ خلوص نیت اور دیگر اعمال صالحہ کیوجہ سے غیر مجاہد بھی مجاہد کے درجے کو حاصل کر سکتا ہے۔ ((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْسَ)) (عون الباری: ۳/۴۴۳)

٤ - باب: الْغَدْوَةُ وَالرَّوْحَةُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَقَابُ قَوسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ

باب ۴: اللہ کی راہ میں صبح و شام چلنے اور جنت میں ایک کمان برابر جگہ کی فضیلت

١٢٠٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ ٱللهِ أَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيَا وَما فِيهَا). [رواه البخاري: ٢٧٩٢]

۱۲۰۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبح و شام چلنا تمام دنیا اور اس کے جملہ سازوسامان سے بہتر ہے۔

فوائد: بعض لوگ اس عالم رنگ وبو میں اپنے معیار زندگی کو اونچا کرنے کے پیش نظر جہاد میں حصہ نہیں لیتے انہیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ دنیا کے حصول کے لئے جس جہاد کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اس میں صرف صبح وشام کی شمولیت تمام دنیا اور اس کے جملہ سازو سامان سے بہتر ہے۔ (عون الباری:۳/۴۴۴)

١٢٠٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ)، وَقَالَ: (لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ ٱللهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ). [رواه البخاري: ٢٧٩٣]

۱۲۰۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک کمان برابر جگہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ کی راہ میں صبح و شام چلنا ان سب چیزوں سے بڑھ کر ہے جن پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے۔

٥ - باب: الْحُورُ الْعِينُ

باب ۵: خوبصورت بڑی آنکھ والی حوروں کا بیان

١٢١٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَوْ أَنَّ ٱمْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ٱطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ لأَضَاءَتْ ما بَيْنَهُمَا، وَلَمَلأَتْهُ رِيحًا، وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيَا وَما فِيهَا). [رواه البخاري: ٢٧٩٦]

۱۲۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ اگر اہل جنت میں سے کوئی عورت اہل زمین کی طرف رخ کرے تو آسمان اور زمین کی درمیانی فضاء روشن ہو جائے اور خوشبو سے مہک جائے۔ بے شک وہ دوپٹہ جو اس کی سر پر ہے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

فوائد : امام بخاری نے اس سے پہلے حدیث میں شہید کی دنیا میں دوبارہ جانے کی آرزو ذکر کی تھی اس حدیث میں وجہ بیان کی ہے کہ اس کے تصورات سے بڑھ کر اسے اللہ کے ہاں اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا ایک اور حدیث میں ہے کہ شہید کی بہتر حوروں سے شادی کر دی جائے گی۔ (عون الباری:۷/۴۴۴/۳)

٦ - باب: مَنْ يُنْكَبُ أَوْ يُطْعَنُ فِي سَبِيلِ اللهِ

باب ٦: جسے اللہ کی راہ میں چوٹ یا نیزہ لگے

١٢١١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، إِلَى بَنِي عامِرٍ فِي سَبْعِينَ، فَلَمَّا قَدِمُوا: قالَ لَهُمْ خالِي: أَتَقَدَّمُكُمْ، فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَإِلاَّ كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا، فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ، فَبَيْنَما يُحَدِّثُهُم عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَوْمَؤُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ، فَأَنْفَذَهُ، فَقالَ: ٱللهُ أَكْبَرُ، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ مالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحابِهِ فَقَتَلُوهُمْ إِلاَّ رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ.

فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ النَّبِيَّ ﷺ: أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ، فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضاهُمْ، فَكُنَّا نَقْرَأُ: أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنا، أَنْ قَدْ لَقِينا رَبَّنا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانا، ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ، فَدَعا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَباحًا، عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوانَ، وَبَنِي لِحْيانَ، وَبَنِي عُصَيَّةَ، الَّذِينَ عَصَوُا ٱللهَ تعالى وَرَسُولَهُ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٨٠١]

١٢١١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنی سلیم کے کچھ لوگوں کو جن کی تعداد ستر تھی قبیلہ بنی عامر کی طرف بھیجا جب لوگ وہاں پہنچے تو میرے ماموں نے ان سے کہا کہ میں پہلے جاتا ہوں اگر وہ مجھے امان دیں تا آنکہ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دوں تو ٹھیک ہے ورنہ تم مجھ سے قریب رہنا چنانچہ وہ آگے بڑھے اور کافروں نے انہیں امان دے دی وہ رسول اللہ ﷺ کا پیغام ان کو سنانے لگے اتنے میں انہوں نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے انہیں ایسا نیزہ مارا کہ آر پار کر دیا۔ انہوں نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم! میں اپنی مراد کو پہنچ گیا پھر وہ اس کے ساتھیوں پر پل پڑے اور انہیں بھی قتل کر دیا صرف ایک لنگڑا شخص بچا جو پہاڑ پر چڑھ گیا۔ پھر حضرت جبرائیل نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ وہ تو اپنے پروردگار سے مل چکے ہیں وہ ان سے راضی ہے اور وہ سب اس پر راضی ہیں ہم ایک مدت تک قرآن میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔

"ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے مل گئے ہیں اور وہ ہم سے خوش ہوا اور ہمیں

بھی خوش کر دیا۔"

اس کے بعد اس کا پڑھنا منسوخ ہو گیا پھر آپ نے چالیس روز تک قبیلہ رعل' ذکوان' بنی لحیان اور بنی عصیہ پر جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی بد دعا فرمائی۔

فوائد : بخاری کی اس روایت میں کسی راوی سے وہم ہوا ہے کیونکہ جن قراء کو تبلیغ دین کے لئے بھیجا گیا تھا وہ قبیلہ بنو سلیم سے نہیں بلکہ انصار سے تھے اور قبیلہ بنو سلیم نے تو ان سے غداری کا ارتکاب کیا تھا چنانچہ ایک روایت میں ہے آپ نے قبیلہ بنو سلیم پر بد دعا فرمائی۔ (عون الباری:۳/۴۴۸)

۱۲۱۲ : عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ في بَعْضِ المَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ، فَقَالَ: (هَلْ أَنْتِ إِلاَّ إِصْبَعٌ دَمِيتِ، وَفي سَبِيلِ ٱللهِ ما لَقِيتِ). [رواه البخاري: ٢٨٠٢]

۱۲۱۲۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی جہاد میں تھے کہ آپ کی انگلی زخم کی وجہ سے خون آلود ہو گئی اس پر آپ نے فرمایا: "تو ایک انگلی ہے جو خون آلود ہو گئی ہے جو مصیبت تو نے اٹھائی ہے یہ سب اللہ کی راہ میں ہے۔"

فوائد : بعض ملحدین نے اعتراض کیا ہے کہ یہ شاعرانہ کلام ہے حالانکہ قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق شاعر ہونے کی نفی کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ رجزیہ کلام ہے جو بلا قصد وارادہ موزون ہو گیا اس پر شعر کی تعریف صادق نہیں آتی۔ (عون الباری:۳/۴۵۰)

٧ - باب: مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ الله عَزَّ وَجَلَّ

باب ۷: اللہ کی راہ میں زخمی ہونے کی فضیلت

۱۲۱۳ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (وَٱلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يُكْلَمُ أَحَدٌ في سَبِيلِ ٱللهِ، وَٱللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ في سَبِيلِهِ، إِلاَّ ـ جاءَ يَوْمَ الْقِيامَةِ، وَاللَّوْنُ لَوْنُ ٱلدَّمِ، وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ). [رواه البخاري: ٢٨٠٣]

۱۲۱۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہ ہو گا اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اس کی راہ میں زخمی کون ہوتا ہے۔ مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون رستا ہو گا رنگت تو خون جیسی ہو گی مگر اس کی خوشبو کستوری کی سی ہو گی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ یہ برتری اور بلند مقام اس شخص کو ملے گا جو صرف اللہ کی رضا جوئی اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے لڑتا ہے اس میں ناموری اور ریاء کاری کا شائبہ تک نہ ہو جو شخص دین کی تعلیم دیتے ہوئے زخمی ہو جائے اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے۔ (عون الباری:۴۵۱/۳)

٨ - باب: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾

باب ۸: ارشاد باری تعالیٰ: "مسلمانوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا اب کوئی تو ان میں سے اپنا کام پورا کر چکے اور کوئی منتظر ہیں الغرض انہوں نے اپنی بات میں کچھ تبدیلی نہیں کی"

١٢١٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: غابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قِتالِ بَدْرٍ، فَقالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتالٍ قاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ، لَئِنِ اللهُ أَشْهَدَنِي قِتالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ اللهُ ما أَصْنَعُ. فَلَمَّا كانَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ، قالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلاَءِ، يَعْنِي أَصْحابَهُ، وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلاَءِ - يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعاذٍ، فَقالَ: يَا سَعْدُ بْنَ مُعاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ، إِنِّي أَجِدُ رِيحَها مِنْ دُونِ أُحُدٍ، قالَ سَعْدٌ: فَما اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ما صَنَعَ. قالَ أَنَسٌ: فَوَجَدْنا بِهِ بِضْعًا وَثَمانِينَ: ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً

۱۲۱۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! پہلی جنگ میں جو آپ نے مشرکوں کے خلاف لڑی میں اس میں ندارد! خیر اگر اللہ اب مجھے مشرکوں کے خلاف جنگ کا موقع دے تو وہ خود ملاحظہ فرما لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں چنانچہ جنگ احد کے دن جب کچھ مسلمان بھاگ نکلے تو انہوں نے کہا اے اللہ! مسلمانوں نے جو کیا اس سے تو میں معذرت کرتا ہوں اور مشرکوں نے جو کیا اس سے میں بیزار ہوں پھر جب وہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان سے ملے انہوں نے کہا اے سعد رضی اللہ عنہ! نضر کے پروردگار کی قسم! جنت تو قریب ہے اور میں احد کی اس جانب سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جو مردانگی اس نے دکھائی میں ویسی نہ دکھا سکا حضرت انس بن مالک

بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ، وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلاَّ أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ. قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نَرَى، أَوْ نَظُنُّ: أَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ: ﴿مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَـٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ﴾. إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

وَقَالَ: إِنَّ أُخْتَهُ، وَهِيَ الَّتِي تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ، كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لاَ تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَرَضُوا بِالأَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لأَبَرَّهُ).

[رواه البخاري: ٢٨٠٥، ٢٨٠٦]

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے اپنے چچا کو مقتول پایا اور اس کے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ تلوار، نیزہ اور تیر کے زخم لگے تھے اور مشرکین نے ان کے ہاتھ پاؤں اور ناک کان کاٹ ڈالے تھے کوئی بھی انہیں پہنچان نہ سکا صرف اس کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے اس کی شناخت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم کہتے تھے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے دیگر مسلمانوں کے حق میں ہی نازل ہوئی ہے۔

”مسلمانوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا آخر آیت تک۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کی بہن نے جن کا نام ربیع تھا ایک عورت کے سامنے کے دانت توڑ دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے اس اللہ کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا ہے میری بہن کے دانت نہیں توڑے جائیں گے چنانچہ مدعی دیت پر راضی ہو گئے اور انہوں نے قصاص معاف کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم اٹھا لیں تو اللہ اسے پورا کر دیتا ہے۔

فوائد : اس حدیث میں حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ایمانی قوت، اللہ پر اعتماد ویقین اور پارسائی وپرہیز گاری کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے اپنے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے سردھڑ کی بازی لگا دی۔ (عون الباری: ۳/۴۵۵)

۱۲۱۵ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ

۱۲۱۵۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اَللهُ عَنْهُ قَالَ: نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، فَفَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ، كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اَللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا، فَلَمْ أَجِدْهَا إِلاَّ مَعَ خُزَيْمَةَ الأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اَللهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ، وَهِيَ قَوْلُهُ: ﴿مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَـٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ﴾ [رواه البخاري: ٢٨٠٧]

انہوں نے بیان کیا کہ میں قرآن مجید کو مختلف پرچوں سے نقل کر کے یکجا کیا کرتا تھا تو سورۃ احزاب کی ایک آیت مجھے نہ ملی جسے میں رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا تلاش کے بعد وہ مجھے حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے دستیاب ہوئی جن کی شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں کے برابر قرار دیا تھا وہ آیت یہ تھی۔ ”مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اللہ کے ساتھ انہوں نے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا۔“

فوائد: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ آیت متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنی تھی جن میں حضرت عمر اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما بر سر فہرست ہیں البتہ تحریری شکل میں صرف خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے دستیاب ہوئی۔ (عون الباری:۳/۴۵۶)

٩ - باب: عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ

باب ۹: جنگ سے پہلے کوئی نیک عمل کرنے کا بیان۔

١٢١٦ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اَللهِ، أُقَاتِلُ وَأُسْلِمُ؟ قَالَ: (أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ)، فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اَللهِ ﷺ: (عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا). [رواه البخاري: ٢٨٠٨]

۱۲۱۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص ہتھیاروں سے لیس ہو کر آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد میں جاؤں یا پہلے اسلام قبول کروں آپ نے فرمایا پہلے اسلام قبول کرو۔ پھر جہاد کرو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا پھر جہاد میں شہید ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے کام تو تھوڑا کیا ہے لیکن ثواب بہت پایا۔

فوائد: بعض دفعہ معمولی سا عمل اللہ کے فضل و کرم سے بہت بڑے ثواب کا باعث بن جاتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ وہ کون ہے جس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی لیکن جنت میں پہنچ گیا؟ پھر خود ہی جواب دیتے کہ وہ حضرت عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ (عون الباری:۳/۴۵۷)

١٠ - باب: مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ

باب ١٠: اگر کوئی شخص اچانک تیر لگنے سے مرجائے (تو وہ شہید یا نہیں؟)

١٢١٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ أُمَّ ٱلرُّبَيِّعِ بِنْتَ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَتَتِ ٱلنَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ - وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ، أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ - فَإِنْ كَانَ فِي ٱلْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ، ٱجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي ٱلْبُكَاءِ؟ قَالَ: (يَا أُمَّ حَارِثَةَ، إِنَّهَا جِنَانٌ فِي ٱلْجَنَّةِ، وَإِنَّ ٱبْنَكِ أَصَابَ ٱلْفِرْدَوْسَ ٱلْأَعْلَى). [رواه البخاري: ٢٨٠٩]

١٢١٧۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ام ربیع رضی اللہ عنہا جو براء کی بیٹی اور حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان فرمائیے اور وہ غزوہ بدر میں اچانک تیر لگنے سے شہید ہو گئے تھے اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اگر کوئی دوسری بات ہے تو اس پر جی بھر کر رولوں آپ نے فرمایا اے ام حارثہ رضی اللہ عنہا جنت میں تو درجہ بدرجہ کئی باغ ہیں اور تیرا بیٹا فردوس اعلی میں ہے۔

فوائد: ام حارثہ رضی اللہ عنہا نے یہ خیال کا کہ میرا بیٹا دشمن کے ہاتھوں شہید نہیں ہوا شاید اسے بہشت نہ ملے جب انہیں پتہ چلا کہ میرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے تو ہنستی مسکراتی ہوئی واپس ہوئی اور کہنے لگی حارثہ تجھے مبارک ہو' حارثہ تیرے کیا ہی کہنے رضی اللہ عنہ (عون الباری:٣/٤٥٩)

واضح رہے کہ اس خاتون کا نام ام ربیع بنت براء کی بجائے حضرت ربیع بنت نضر ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں جنہوں نے اپنے شہید بھائی کو انگلی کے پوروں سے شناخت کیا تھا۔ (فتح الباری:٦/٢٦)

١١ - باب: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ ٱللهِ هِيَ ٱلْعُلْيَا

باب ١١: اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑنے کی فضیلت

١٢١٨ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ٱلرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَٱلرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَٱلرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِي سَبِيلِ

١٢١٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کوئی تو غنیمت کے لئے لڑتا ہے اور کوئی ناموری کے لئے جہاد کرتا ہے جبکہ کوئی شخص ذاتی بہادری دکھانے کے لئے میدان جنگ

ٱللهِ؟ قَالَ: (مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ ٱللهِ هِيَ ٱلْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ ٱللهِ). [رواه البخاري: ٢٨١٠]

میں کود پڑتا ہے تو فی سبیل اللہ مجاہد کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑے وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بوقت جنگ اللہ کے دین کو سربلند کرنے کی نیت ہو لوٹ کی خواہش' ناموری کی طلب اور حمیت وشجاعت کا اظہار مقصود نہ ہو کیونکہ ایسا کرنے سے ایک بہترین عمل کے ضیاع کا اندیشہ ہے۔ (عون الباری:۳/۴۶۰)

١٢ - باب: ٱلْغُسْلِ بَعْدَ الحَرْبِ وَالغُبَارِ

باب ۱۲: لڑائی اور غبار آلود ہونے کے بعد غسل کرنا

۱۲۱۹ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الخَنْدَقِ، وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَٱغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ، فَقَالَ: وَضَعْتَ السِّلَاحَ؟ فَوَٱللهِ ما وَضَعْتُهُ. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (فَأَيْنَ؟). قَالَ: هَا هُنَا، وَأَوْمَأَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ. قَالَتْ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٨١٣]

۱۲۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندق سے لوٹے تو آپ نے ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور ان کا سر گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا انہوں نے کہا آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے ہیں لیکن میں نے ابھی نہیں اتارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا پھر کہاں کا پروگرام ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرف انہوں نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔

فوائد: بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جن سے مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں مشترکہ دفاع کرنے کا معاہدہ ہوا تھا لیکن انہوں نے عین موقع پر عہد شکنی کرکے دغابازی کا ثبوت دیا اس لئے اللہ کے حکم سے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔

۱۳ - باب: الكَافِرُ يَقْتُلُ المُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ

باب ۱۳: کوئی کافر کسی مسلمان کو شہید کر کے خود مسلمان ہو جائے پھر اسلام پر کاربند رہتے ہوئے اللہ کی راہ میں مارا جائے تو اس کی کیا حیثیت ہے؟

۱۲۲۰ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يَضْحَكُ ٱللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ، يَقْتُلُ أَحَدُهُما الآخَرَ، يَدْخُلاَنِ الجَنَّةَ: يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ ٱللهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ ٱللهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ).
[رواه البخاري: ۲۸۲٦]

۱۲۲۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں کے حال پر تعجب کرتے ہیں کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوگا۔ پھر دونوں جنت میں بھی چلے جائیں گے پہلا اس لیے کہ اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور مارا گیا اور قاتل اس لئے کہ اللہ نے اسے توبہ کی توفیق دی وہ مسلمان ہو کر اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔

فوائد: مسند امام احمد کی روایت میں مزید وضاحت کہ ایک کافر ہو گا جو دوسرے مسلمان کو شہید کرے گا پھر وہ مسلمان ہو کر میدان کارزار میں کود پڑے گا اور اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ دے کر جنت میں پہنچ جائے گا۔ (عون الباری:۳/۴۶۴)

۱۲۲۱ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ ما ٱفْتَتَحُوهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَسْهِمْ لِي، فَقَالَ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ: لاَ تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ، فَقَالَ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ: وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ، تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ، يَنْعِي عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، أَكْرَمَهُ ٱللهُ عَلَى يَدَيَّ، وَلَمْ يُهِنِّي عَلَى يَدَيْهِ. [رواه البخاري: ۲۸۲۷]

۱۲۲۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ اس وقت خیبر میں تھے یہ فتح خیبر کا ذکر ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مال غنیمت میں میرا بھی حصہ لگایئے۔ اتنے میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! اس کا حصہ نہ لگائیں اس پر حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا کہ یہ تو ابن قوقل کا قاتل ہے تب سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کہا اس جانور پر تعجب ہے۔ جو ابھی پہاڑ کی چوٹی سے اترا ہے اور مجھ پر ایک مسلمان کے قتل کا عیب لگاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے اس کو عزت (شہادت) دی اور مجھ کو اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔

فوائد: حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں حضرت نعمان بن قوقل کو شہید کیا تھا پھر وہ حدیبیہ کے بعد خیبر سے پہلے مشرف باسلام ہوئے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جو بات کہی اس سے عنوان کی وضاحت ہو گئی کہ اسلام لانے کے بعد اس پر کاربند رہنا دخول جنت کا ذریعہ ہے خواہ شہادت ملے یا نہ ملے۔ (عون الباری:۳/۳۶۶)

١٤ - باب: مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ

باب ۱۴: جس نے جہاد کو (نفلی) روزے پر ترجیح دی

١٢٢٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: كانَ أَبُو طَلْحَةَ لاَ يَصُومُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ أَرَهُ مُفْطِرًا إِلاَّ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحى. [رواه البخاري: ٢٨٢٨]

۱۲۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جہاد کی وجہ سے نفلی روزے نہیں رکھا کرتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں نے ان کو عیدین کے علاوہ کبھی روزہ ترک کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

فوائد: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عہد رسالت میں نفلی روزے اس لئے نہیں رکھتے تھے کہ مبادا کمزور ہوجاؤں اور جنگ وقتال میں شریک نہ ہو سکوں آخر کار ایک سمندری سفر میں شہید ہوئے۔ شہادت کے سات دن بعد دفن کیا گیا لیکن جسم میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا۔ (عون الباری:۳/۳۶۷)

١٥ - باب: الشَّهادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ

باب ۱۵: قتل کے علاوہ شہادت کی (اور بھی) سات صورتیں ہیں

١٢٢٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (الطَّاعُونُ شَهادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ). [رواه البخاري: ٢٨٣٠]

۱۲۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا طاعون مسلمان کے لئے شہادت کا ذریعہ ہے۔

فوائد: امام بخاری نے طاعون کے علاوہ باقی صورتوں کی نشاندہی نہیں فرمائی دیگر احادیث کی روشنی میں ان کی تفصیل یہ ہے پیٹ کی بیماری، پانی میں غرق ہونا، بلندی سے گرنا، آگ میں جل جانا، پسلی کے درد سے موت کا واقع ہونا اور دوران زچگی وفات پانا۔ (عون الباری:۳/۳۶۸)

١٦ - باب: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَـٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُو۟لِى ٱلضَّرَرِ﴾ . . . إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُورًا رَّحِيمًا﴾

باب ۱۶: ارشاد باری تعالیٰ: "معذوروں کے علاوہ وہ مسلمان جو جہاد سے بیٹھ رہے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرتے ہیں برابر نہیں ہیں ﴿..... غفورًا رحيمًا﴾ تک۔

١٢٢٤ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَمْلَى عَلَيَّ: ﴿لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾، فَجاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمْلِيهَا عَلَيَّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهادَ لَجَاهَدْتُ، وَكَانَ رَجُلًا أَعْمى، فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ ﷺ، وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿غَيْرُ أُو۟لِى ٱلضَّرَرِ﴾. [رواه البخاري: ٢٨٣٥]

۱۲۲۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت لکھوائی۔

"وہ مسلمان جو جہاد سے بیٹھ رہے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرتے ہیں برابر نہیں ہو سکتے۔"

اتنے میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور آپ اس وقت مجھے یہی آیت لکھوا رہے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں قدرت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا اور وہ آنکھوں سے نابینا تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی اتارنا شروع کی اور اس وقت آپ کا زانو میرے زانو پر تھا وہ دفعۃً بھاری ہو گیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا ٹوٹ جائے پھر جب وہ حالت جاتی رہی تو اللہ نے نازل فرمایا۔ "معذوروں کے علاوہ۔"

فوائد: اللہ تعالیٰ نے ان آخری الفاظ کے ذریعہ جو لوگ لنگڑے' اندھے' اپاہج اور معذور تھے انہیں مستثنیٰ قرار دے دیا ہے اگر یہ لوگ جنگ میں شریک نہ ہوں تو ان کا درجہ کم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگ جہاد کی طاقت نہیں رکھتے۔

١٧ - باب: التَّحْرِيضُ عَلَى الْقِتَالِ

باب ۱۷: لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کا بیان

١٢٢٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۱۲۲۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى الخَنْدَقِ، فَإِذَا المُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ لَهُمْ، فَلَمَّا رَأَى ما بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالجوعِ، قَالَ: (اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الآخِرَهْ. فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ). فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا
عَلَى الْجِهَادِ ما بَقِينَا أَبَدَا

[رواه البخاري: ٢٨٣٤]

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب خندق کی طرف تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار سردی میں صبح صبح اسے کھود رہے ہیں ان کے پاس غلام بھی نہ تھے جو یہ کام کرتے آپ نے ان کی محنت اور بھوک کی حالت دیکھ کر فرمایا: "اے اللہ! عیش تو آخرت ہی کی ہے لہٰذا تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔" اس کے جواب میں مہاجرین اور انصار نے کہا: "ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے جہاد کے لئے جب تک ہم زندہ ہیں۔"

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے میں خود حصہ لیا تاکہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس معرکہ حق وباطل میں سرگرم عمل ہوں۔ (عون الباری:۳/۴۷۳)

١٨ - باب: حَفْرُ الخَنْدَقِ

باب ۱۸: خندق کھودنے کا بیان

١٢٢٦ : وَعَنْهُ في رِوايَةٍ أَنَّهُمْ كانوا يَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا
عَلَى الإِسْلَامِ ما بَقِينَا أَبَدَا

وَالنَّبِيُّ ﷺ يُجِيبُهُمْ، وَيَقُولُ: (اللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الآخِرَهْ. فَبَارِكْ فِي الأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ).

[رواه البخاري: ٢٨٣٥]

۱۲۲۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت ہے کہ مہاجرین اور انصار مدینہ کے گرد خندق کھود رہے تھے اور اپنی پیٹھ پر مٹی ڈھو رہے تھے اور یہ کہتے تھے۔

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اسلام پر جب تک ہم زندہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جواباً فرماتے تھے۔

"اے اللہ بھلائی تو آخرت ہی کی ہے لہٰذا تو مہاجرین اور انصار کو برکت عطا فرما۔"

فوائد: رسول اللہ ﷺ انصار اور مہاجرین کے لئے مختلف الفاظ میں متعدد دفعہ یہ دعا فرمائی مثلاً اے اللہ! تو انہیں عزت عطا فرما۔ (الجہاد:۳۱۰۰) تو ان کی اصلاح فرما (المناقب:۳۷۹۵)

١٢٢٧ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ

۱۲۲۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

الأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: (لَوْلاَ أَنْتَ ما اهْتَدَيْنَا، وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا، فَأَنْزِلَن سَكِينَةً عَلَيْنَا، وَثَبِّتِ الأَقْدَامِ إِنْ لاَقَيْنا، إِنَّ الأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا، إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا). [رواه البخاري: ٢٨٣٧]

جنگ احزاب کے دن مٹی اٹھاتے دیکھا اور مٹی نے آپ کے پیٹ کا گورا رنگ چھپا لیا تھا آپ یہ فرما رہے تھے ~

تو ہدایت گر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات
پاؤں جما دے ہمارے دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر یہ کافر ظلم سے چڑھ آئے ہیں
جب وہ بہکائیں ہم سنتے نہیں ان کی بات

فوائد: جنگ سے پہلے مردان کار کو قتل وجہاد پر آمادہ کرنے کے لئے رزمیہ اشعار پڑھنے میں چنداں حرج نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقعہ پر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اشعار پڑھے ہیں اگرچہ اس قسم کے اشعار غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

(الادب:٦١٤٨)

١٩ - باب: مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ

باب ١٩: جس شخص کو جہاد سے کوئی عذر روک لے

١٢٢٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ في غَزَاةٍ، فَقَالَ: (إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِينَةِ خَلْفَنَا، ما سَلَكْنَا شِعْبًا وَلاَ وَادِيًا إِلاَّ وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ). [رواه البخاري: ٢٨٣٩]

١٢٢٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک لڑائی میں شریک تھے تو آپ نے فرمایا کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں مگر جس گھاٹی یا میدان میں جائیں گے وہ (ثواب میں) ضرور ہمارے ساتھ ہوں گے کیونکہ وہ کسی عذر کی وجہ سے رک گئے ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر کسی معقول عذر کی بناء پر اچھا کام نہ کیا جا سکے تو اللہ تعالیٰ اس کی حسن نیت کی وجہ سے اچھے کام کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔ (عون الباری:٣/٤٧٦)

٢٠ - باب: فَضْلُ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللهِ

باب ٢٠: جہاد میں روزہ رکھنے کی فضیلت

١٢٢٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:

١٢٢٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

(مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ ٱللهِ، بَعَّدَ ٱللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا). [رواه البخاري: ٢٨٤٠]

ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا بھی روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے ستر برس کی مسافت کے برابر دور کر دیتا ہے۔

فوائد: اگر روزہ رکھنے سے کمزوری کا اندیشہ ہو تو ایسے مجاہد کے حق میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے لیکن اگر روزہ رکھنے کی عادت ہے اور اس سے کسی قسم کی کمزوری کا خطرہ نہیں تو روزہ رکھنا بڑی فضیلت کا حامل ہے۔ (عون الباری:۳/۴۷۷)

٢١ - باب: فَضْلُ مَنْ جَهَّزَ غَازِياً أَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرِ

باب ۲۱: غازی کا سامان کرنے یا اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھے انداز سے خبر گیری کرنے والے کی فضیلت

١٢٣٠ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خالِدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ ٱللهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ ٱللهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا). [رواه البخاري: ٢٨٤٣]

۱۲۳۰۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا سامان تیار کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے خود جہاد کیا اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح نگرانی کرتا ہے تو اس نے گویا خود ہی جہاد کیا ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ جتنا غازی کو ثواب ملے گا اتنا ہی مکمل طور پر اسے تیار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ثواب دے گا ایک روایت میں ہے کہ جو غازی کے سر پر سایہ کا بندوبست کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ تلے اسے جگہ دے گا۔ (عون الباری:۳/۴۷۹)

١٢٣١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: (إِنِّي أَرْحَمُهَا، قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي). [رواه البخاري: ٢٨٤٤]

۱۲۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اپنی بیویوں کے علاوہ کسی عورت کے گھر میں آمدورفت نہ رکھتے تھے مگر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر ترس آتا ہے کیونکہ اس کا بھائی میرے ہمراہ شہید ہوا تھا۔

فوائد: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی کا نام حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ تھا جسے مشرکین نے بئر معونہ کے

پاس شہید کر دیا تھا چونکہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے خود روانہ کیا تھا اس لئے آپ نے ان کی شہادت کو اپنے ہمراہ شہید ہونے سے تعبیر فرمایا۔ (عون الباری:۳/۴۸۱)

٢٢ - باب: التَّحَنُّطُ عِنْدَ القِتالِ

باب ۲۲: لڑائی کے وقت خوشبو لگانا

١٢٣٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَتى يَوْمَ الْيَمامَةِ ثابِتَ بْنَ قَيْسٍ، وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ، فَقالَ: يا عَمِّ، ما يَحْبِسُكَ أَنْ لاَ تَجِيءَ؟ قالَ: الآنَ يا ٱبْنَ أَخِي، وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ - يَعْنِي مِنَ الحَنُوطِ - ثُمَّ جاءَ فَجَلَسَ، فَذَكَرَ فِي الحَدِيثِ ٱنْكِشافًا مِنَ النّاسِ، فَقالَ: هٰكَذا عَنْ وُجُوهِنا حَتّى نُضارِبَ القَوْمَ، ما هٰكَذا كُنّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ، بِئْسَما عَوَّدْتُم أَقْرانَكُمْ.

[رواه البخاري: ٢٨٤٥]

۱۲۳۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ وہ جنگ یمامہ کے وقت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ اپنی دونوں رانیں کھول کر حنوط (خوشبو) لگا رہے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا چچا تم جنگ میں کیوں نہیں آتے؟ انہوں نے کہا بھتیجے ابھی آتا ہوں اور پھر خوشبو لگانے لگے آخرکار (مجاہدین کی صف میں) آکر بیٹھ گئے انہوں نے لوگوں کے بھاگنے کا ذکر کیا پھر اشارہ کیا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ ہم دشمن سے لڑیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم ایسا نہ کرتے تھے تم نے اپنے مدمقابلوں کو بری عادت ڈال دی ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ خطیب الانصار حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کفن پہن کر میدان کار زار میں کود پڑے اور اس قدر بے جگری سے لڑے کہ اپنی جان' جان آفرین کے سپرد کر دی۔ (عون الباری:۳/۴۸۳)

٢٣ - باب: فَضْلُ الطَّلِيعَةِ

باب ۲۳: دشمن کے حالات معلوم کرنے (جاسوسی) کی فضیلت

١٢٣٣ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ القَوْمِ؟). يَوْمَ الأَحْزابِ، فَقالَ الزُّبَيْرُ: أَنا، ثُمَّ قالَ: (مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ القَوْمِ؟). فَقالَ الزُّبَيْرُ: أَنا، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ

۱۲۳۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب میں فرمایا کہ میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں لاؤں گا۔ آپ نے پھر فرمایا میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گویا ہوئے میں لاؤں گا تب رسول اللہ

حَوَارِيًّا، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ). [رواه البخاري: ٢٨٤٦]

نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری (مخلص مددگار) ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو جاسوسی کے لئے بھیجا گیا تھا تو یہ اس روایت کے مخالف نہیں ہے کیونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بنو قریظہ کی خبر لانے کے لئے مامور ہوئے تھے جبکہ حضرت حذیفہ کو کفار قریش کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ (عون الباری:۳/۴۸۴)

٢٤ - باب: الجِهَادُ مَاضٍ مَعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

باب ۲۴: امام عادل ہو یا ظالم اس کی معیت میں جہاد قیامت تک جاری رہے گا

١٢٣٤ : عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (الخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الأَجْرُ وَالمَغْنَمُ). [رواه البخاري: ٢٨٥٢]

۱۲۳۴۔ حضرت عروۃ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر وابستہ ہے جن کے باعث ثواب بھی ملتا ہے اور غنیمت بھی حاصل ہوتی ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے خیرو برکت کو قیامت تک کے لئے گھوڑوں کے ساتھ وابستہ بیان فرمایا ہے پھر اس ضمن میں اجر وغنیمت کا بھی حوالہ دیا ہے جو جہاد کا نتیجہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ (عون الباری:۳/۴۸۷)

١٢٣٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الخَيْلِ). [رواه البخاري: ٢٨٥١]

۱۲۳۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خیر و برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے۔

فوائد: جہاد کے لئے جو گھوڑا رکھا جائے اس میں واقعی بڑی خیر وبرکت ہے دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل وکرم سے نوازے گا قیامت کے دن تو اس کے گوبر وپیشاب تک کو نامہ اعمال میں رکھ دیا جائے گا۔ (عون الباری:۳/۴۸۷)

٢٥ - باب: مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمِن رِّبَاطِ ٱلْخَيْلِ﴾

باب ۲۵: فرمان الٰہی: ”اور تیار بند گھوڑوں سے (سامان جہاد مہیا کرو)“ کے پیش نظر گھوڑا رکھنے کی فضیلت

١٢٣٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنِ

۱۲۳۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص

أَحْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، إِيمَانًا بِاللّٰهِ، وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٢٨٥٣]

ایمان کی وجہ سے اللہ کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے جہاد کے لئے گھوڑا رکھے تو اس کا کھانا پینا اور لید و پیشاب قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں رکھے جائیں گے۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے گھوڑا رکھتا ہے پھر اپنے ہاتھ سے اس کی خوراک کا بندوبست کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر دانے کے عوض اس کے نامہ اعمال میں نیکی لکھ دیتا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۸۹)

٢٦ - باب: اسْمُ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

باب ۲۶: گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا (کیسا ہے؟)

١٢٣٧ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اللُّخَيْفُ. [رواه البخاري: ٢٨٥٥]

۱۲۳۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے باغ میں رسول اللہ ﷺ کا ایک گھوڑا رہتا تھا جس کا نام لحیف یا لخیف تھا۔

فوائد : معلوم ہوا کہ جانوروں کے نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کے چوبیں گھوڑے تھے ہر ایک کا الگ الگ نام تھا ایک خچر تھا دلدل اور اونٹنی کا نام قصواء اور دوسری کا نام عضباء تھا۔ (عون الباری:۳/۴۹۲)

١٢٣٨ : عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ، فَقَالَ: (يَا مُعَاذُ، وَهَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ) وَسَرَدَ الحديث وقد تَقَدَّمَ (برقم: ١٠٥) [رواه البخاري: ٢٨٥٦ وانظر حديث رقم: ١٢٨]

۱۲۳۸۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ گدھے پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا اور اس گدھے کا نام عفیر تھا آپ نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے؟ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث (۱۰۵) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

١٢٣٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ،

۱۲۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ اہل مدینہ کو کچھ گھبراہٹ ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمارا ایک گھوڑا عاریتاً لیا

فَقَالَ: (ما رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا). [رواه البخاري: ٢٨٥٧]

تھا جسے مندوب کہا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا ہم نے تو کوئی خوف کی بات نہیں دیکھی البتہ ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح خوب تیز رو پایا۔

٢٧ - باب: مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ

باب ٢٧: گھوڑے کا جو منحوس ہونا بیان کیا جاتا ہے (اس کی کیا حقیقت ہے؟)

١٢٤٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلاثَةٍ: فِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَٱلدَّارِ). [رواه البخاري: ٢٨٥٨]

١٢٤٠۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے تین ہی چیزوں یعنی گھوڑے عورت اور گھر میں نحوست ہوتی ہے۔

فوائد: امام بخاری نے مسئلہ نحوست کو حل کرنے کے لئے عجیب انداز اختیار فرمایا ہے جس سے ان کی جلالت قدر اور دقت فہم کا اندازہ ہوتا ہے اس روایت میں کلمہ حصر اپنے اصل پر نہیں ہے پھر حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کر کے نحوست کا ممکن ہونا واضح کیا ہے پھر اگلی روایت میں گھوڑوں کی تین اقسام بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ یہ نحوست تمام گھوڑوں میں نہیں بلکہ ان میں ہو سکتی ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے نہ رکھے ہوں۔

٢٨ - باب: سِهَامُ الْفَرَسِ

باب ٢٨: (مال غنیمت میں) گھوڑے کے حصے

١٢٤١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ جَعَلَ لِلفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا. [رواه البخاري: ٢٨٦٣]

١٢٤١۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور اس کے سوار کا ایک حصہ (مال غنیمت میں) مقرر فرمایا تھا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ جنگ میں گھوڑے سمیت شرکت کرنے والے کو تین حصے اور پیدل شمولیت کرنے والے کو ایک حصہ دیا جائے گا ایک مجاہد کے پاس جتنے بھی گھوڑے ہوں گے اسے تین حصوں سے زیادہ نہیں ملے گا اور نہ اس سے کم کیا جائے گا۔ (عون الباری:٧/٤٩٧/٣)

١٢٤٢ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ

١٢٤٢۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ کیا تم غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے

حُنَيْنٍ؟ قَالَ: لٰكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ، إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا لَقِينَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوا، فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَائِمِ وَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ، فَأَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَفِرَّ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: (أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ). [رواه البخاري: ٢٨٦٤]

تھے؟ انہوں نے کہ لیکن رسول اللہ ﷺ نے پشت نہیں دکھائی قصہ یہ ہوا کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ بڑے تیر انداز تھے پہلے جو ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ نکلے لیکن مسلمان جب مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو انہوں نے سامنے سے تیر برسانا شروع کر دیئے ہم تو بھاگ گئے مگر رسول اللہ ﷺ نہیں بھاگے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ اپنے سفید خچر پر تھے اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے ہیں اندریں حالات رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے۔

ہوں میں پیغمبر بلا شک و خطر
اور عبد المطلب کا ہوں پسر

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "اگر کوئی لڑائی میں دوسرے کے جانور کو کھینچے" یعنی اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اس مقام پر شاید صاحب تجرید کو سہو یا کاتب سے غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس مقام پر یہ حدیث بلا عنوان بیان کی گئی ہے۔ (واللہ اعلم)

٢٩ - باب: نَاقَةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۲۹: رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی

١٢٤٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ، لاَ تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ، فَقَالَ: (حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لاَ يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ وَضَعَهُ). [رواه البخاري: ٢٨٧٢]

۱۲۴۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جسے عضباء کہا جاتا تھا کوئی اونٹنی اس کے آگے نہ بڑھ سکتی تھی آخر ایک دیہاتی نوجوان اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس سے آگے نکل گیا مسلمانوں پر یہ بات ناگوار گزری تاآنکہ آپ نے ان کی ناگواری پہنچان لی اور فرمایا کہ اللہ پر حق ہے دنیا کی جو چیز بلند ہے اسے پست کر دے۔

فوائد: اس میں اشارہ ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی چیز آخر زوال پذیر ہے لہٰذا اس میں دل جسپی رکھنے کی بجائے اپنی آخرت کو بہتر بنانے کی فکر کرنا چاہئے کہا جاتا ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔

٣٠ - باب: حَمْلُ النِّسَاءِ الْقِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

باب ٣٠: جہاد میں عورتوں کا مردوں کے لئے مشکیں بھر کر لے جانا

١٢٤٤ : عَنْ عُمَرَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِينَةِ، فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَعْطِ هٰذَا ٱبْنَةَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ الَّتِي عِنْدَكَ - يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُوم بِنْتَ عَلِيٍّ - فَقَالَ عُمَرُ: أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ، وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الأَنْصَارِ، مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ. قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. [رواه البخاري: ٢٨٨١]

۱۲۴۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ چادریں تقسیم کیں تو ایک عمدہ چادر بچ گئی جو لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے ان میں سے کسی نے کہا یا امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی کو دیجئے جو آپ کی بیوی ہے۔ ان کی مراد ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ حقدار ہیں ام سلیط ؓ ایک انصاری خاتون تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا کہ احد کے دن وہ ہمارے لئے مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں۔

فوائد: اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مردم شناسی اور عدل گستری کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بہترین چادر اپنی بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو دینے کے بجائے حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا کو ان کی خدمات کے صلہ میں عطا کی۔ رضی اللہ عنہم

٣١ - باب: مُدَاوَاةُ النِّسَاءِ الْجَرْحَى فِي الْغَزْوِ

باب ٣١: دوران جنگ عورتوں کا زخمیوں کا علاج کرنا کیسا ہے؟

١٢٤٥ : عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَنَسْقِي الْقَوْمَ، وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ الجَرْحَى والقَتْلَى إِلَى المَدِينَةِ. [رواه البخاري: ٢٨٨٢]

۱۲۴۵۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں جاتی تھیں مجاہدین کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں۔ نیز زخمیوں اور شہداء کو مدینہ واپس لانے میں مدد دیتی تھیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کسی دوسرے اجنبی مرد کا علاج کر سکتی ہے اس حدیث سے ایک فقہی ضابطہ بھی اخذ کیا گیا ہے کہ ضروریات کے پیش نظر ممنوعہ اشیاء کے استعمال میں کچھ گنجائش نکل آتی

ہے۔ (عون الباری:۳/۵۰۳)

٣٢ - باب: الحِرَاسَةُ فِي الغَزْوِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ

باب ۳۲: جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پاسبانی کرتے ہوئے پہرہ دینا

١٢٤٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ سَهِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ، قالَ: (لَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ؟)، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلاحٍ، فَقَالَ: (مَنْ هٰذا؟). فَقالَ: أَنا سَعْدُ ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ، وَنامَ النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٨٨٥]

۱۲۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات بیدار رہے تھے جب مدینہ پہنچے تو فرمایا کاش کہ میرے صحابہ میں سے کوئی نیک مرد آج کی رات میری پاسبانی کرے پھر اچانک ہم نے ہتھیار کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہوں اور آپ کی پاسبانی کے لئے آیا ہوں پھر رسول اللہ ﷺ محو استراحت ہو گئے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اسباب کی فراہمی توکل کے منافی نہیں ہے کیونکہ توکل دل کا فعل ہے جبکہ اسباب وذرائع کا استعمال اعضاء وجوارح سے متعلق ہے۔ (عون الباری:۳/۵۰۵)

١٢٤٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (تَعِسَ عَبْدُ ٱلدِّينَارِ، وَعَبْدُ ٱلدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَٱنْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلاَ ٱنْتَقَشَ، طُوبى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كانَ فِي ٱلْحِرَاسَةِ كانَ فِي ٱلْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كانَ فِي السَّاقَةِ كانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ ٱسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ). [رواه البخاري: ٢٨٨٧]

۱۲۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ درہم و دینار اور لباس کے پرستار ہلاک ہو جائیں انہیں دیا جائے تو خوش ہیں نہ دیا جائے تو ناراض ہیں اللہ کرے یہ ہلاک ہو جائیں سرنگوں ہو کر گر پڑیں اگر کانٹا چبھے تو کوئی نہ نکالے اور اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے جہاد کے لئے گھوڑے کی باگ پکڑی ہے اس کا سر پراگندہ اور پاؤں خاک آلود ہیں۔ اگر وہ پاسبان ہو تو پاسبانی کرے اور اگر لشکر کے پیچھے حفاظت پر مامور ہو تو لشکر کے پیچھے رہے اگر وہ جانے کی اجازت مانگے تو اجازت نہ ملے اگر وہ کسی کی سفارش کرے تو قبول

نہ کی جائے۔

فوائد: اپنے کام سے دلچسپی رکھنے والے واقعی گم نام اور خاموش طبع ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو کرسی کی چاہت اور شہرت کی طلب نہیں ہوتی دنیا داروں کے ہاں ان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی لیکن اللہ کے ہاں ان کا بہت اونچا مقام ہوتا ہے۔ ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ))

٣٣ - باب: الْخِدْمَةُ فِي الْغَزْوِ

باب ۳۳: جہاد میں خدمت کرنے کی فضیلت

١٢٤٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ رَاجِعًا وَبَدَا لَهُ أُحُدٌ، قَالَ: (هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ). [رواه البخاري: ٢٨٨٩]

۱۲۴۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ کی خدمت کے لئے خیبر گیا تھا پھر جب آپ وہاں سے واپس آئے تو احد پہاڑ نظر آیا تب آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں۔

فوائد: جبل احد کا رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جمادات میں بھی محبت بھرے جذبات پیدا کرنے پر قادر ہے جیسا کہ رسول اللہ کے فراق میں کھجور کا تنا سسکیاں بھر کر رونے لگا تھا۔ (عون الباری:۳/۵۰۷)

١٢٤٩ : عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، أَكْثَرُنَا ظِلاً الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ، وَأَمَّا الَّذِينَ صَامُوا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا، وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْطَرُوا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَٱمْتَهَنُوا وَعَالَجُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالأَجْرِ). [رواه البخاري: ٢٨٩٠]

۱۲۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے تو ہم لوگوں میں سے سب سے زیادہ سایہ میں وہی شخص تھا جس نے اپنی چادر سے سایہ کر لیا تھا اس دن روزہ داروں نے تو کچھ کام نہ کیا مگر جن لوگوں نے روزہ نہ رکھا تھا انہوں نے اونٹوں کو اٹھایا، کام کاج کیا اور فریضہ خدمت انجام دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج روزہ نہ رکھنے والے ثواب لے گئے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دوران سفر روزہ رکھنا اگرچہ جائز ہے تاہم اس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے تاکہ بوقت ضرورت دوسروں کے خدمت بجالانے میں کوتاہی نہ ہو۔ (عون الباری:۳/۵۰۸)

٣٤ - باب: فَضْلُ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ الله

باب ۳۴: اللہ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینے کی فضیلت

١٢٥٠ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ ٱللهِ خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيا وما عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيا وَما عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، أَوِ الْغَدْوَةُ، خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيا وَما عَلَيْهَا). [رواه البخاري: ٢٨٩٢]

۱۲۵۰۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دینا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑا رکھنے کی جگہ تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور صبح یا شام کے وقت اللہ کی راہ میں چلنا ساری دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

فوائد: ہم نے جہاد افغانستان کے دوران بے شمار عرب مجاہدین کو اس حدیث کا مصداق بنتے ہوئے دیکھا کہ وہ سنگلاخ اور دشوار گذار پہاڑوں کی چوٹیوں پر ڈیرہ جمائے سفید ریچھ (روس) کی نقل وحرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے۔

٣٥ - باب: مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الحَرْبِ

باب ۳۵: جس نے لڑائی میں کمزور اور نیک لوگوں کے ذریعہ سے مدد چاہی

١٢٥١ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ). [رواه البخاري: ٢٨٩٦]

۱۲۵۱۔ حضرت ابو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری جو کچھ مدد کی جاتی ہے اور تمہیں جو رزق دیا جاتا ہے وہ تمہارے کمزور لوگوں کی وجہ سے ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ اس وقت ارشاد فرمائے جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ وہ شجاعت وبہادری میں دوسروں سے بڑھ کر ہیں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ تھا کہ ان میں تواضع اور فروتنی کے جذبات پروان چڑھیں۔

١٢٥٢ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (يَأْتِي عَلَى

۱۲۵۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ

النَّاسِ زَمانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَأْتِي زَمانٌ، فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَأْتِي زَمانٌ، فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ). [رواه البخاري: ٢٨٩٧]

نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ جب جہاد کریں گے تو کہا جائے گا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کا صحبت یافتہ ہو؟ جواب دیا جائے گا کہ ہاں پھر اس کے ذریعہ (دعا کرنے سے) فتح ہو جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پوچھیں گے کیا تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت اٹھائی ہو؟ جواب دیا جائے گا ہاں اس کے ذریعہ سے (جب دعا مانگی جائے گی تو) فتح ہو گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا کی تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے رسول اللہ کے اصحاب کی صحبت اٹھانے والوں کو دیکھا ہو؟ جواب دیا جائے گا ہاں تو اس کی (دعا کے واسطہ سے) فتح ہو گی۔

فوائد: یہ خیر و برکت صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے حصہ میں آئی آج تو کوئی بادشاہ ایسا نہیں ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑتا ہو بلکہ آج کی لڑائیاں تو حکومت کے بچاؤ اور کرسی کے تحفظ کے لئے ہیں۔ ((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)) (عون الباری:۳/۵۱۱)

٣٦ - باب: التَّحْرِيضُ عَلَى الرَّمْيِ

باب ۳۶: تیر اندازی پر آمادہ کرنا

١٢٥٣ : عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ، حِينَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوا لَنَا: (إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ). [رواه البخاري: ٢٩٠٠]

۱۲۵۳۔ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بدر کے دن جب ہم کفار کے سامنے صف آراستہ ہوئے اور انہوں نے بھی ہمارے مقابلہ میں صف بندی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وہ لوگ تمہارے قریب آ جائیں تو پھر ان پر تیر اندازی کرنا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے کمالات سے نوازا تھا آپ فنون حرب میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ دشمن کو دیکھتے ہی گھبرا کر تیروں کی بارش نہ کرو بلکہ جب دیکھو کہ دشمن نشانہ کی زد میں ہے تو تیر مارو۔ (عون الباری:۳/۵۱۴)

٣٧ - باب: المِجَنُّ وَمَنْ يَتَّرِسُ بِتُرْسِ صَاحِبِه

باب ۳۷: جو شخص اپنی یا ساتھی کی ڈھال سے تحفظ حاصل کرے

١٣٥٤ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ ٱللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ، مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ خَاصَّةً، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلاَحِ وَالْكُرَاعِ، عُدَّةً فِي سَبِيلِ ٱللهِ. [رواه البخاري: ٢٩٠٤]

۱۳۵۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بنو نضیر کا مال ان مالوں میں سے تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے لئے غنیمت قرار دیا تھا اور مسلمانوں نے اسے حاصل کرنے کے لئے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے تھے لہٰذا یہ مال رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص تھا۔ آپ اس میں سے ایک سال کا خرچہ اپنے گھر والوں کو دے دیتے تھے اور جو باقی بچتا اس سے گھوڑے اور ہتھیار خرید کر جہاد کے سامان کی تیاری کرتے۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ ڈھال اور دیگر ہتھیاروں کا استعمال توکل کے خلاف نہیں ہے چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ مال غنیمت سے ہتھیار خرید کر سامان جہاد کی تیاری کرتے تھے۔

١٣٥٥ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي). [رواه البخاري: ٢٩٠٥]

۱۳۵۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ قربان کئے ہوں۔ انہی کے متعلق آپ کو یہ فرماتے سنا کہ اے سعد! تیر مارو تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق کے موقعہ پر یہی الفاظ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی استعمال کئے تھے شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا۔ (عون الباری: ۳/۵۱۴)

٣٨ - باب: مَا جَاءَ فِي حِلْيَةِ السُّيُوفِ

باب ۳۸: تلوار پر سونے چاندی کا ملمع کرنا۔

١٣٥٦ : عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحَ قَوْمٌ، مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوفِهِمُ ٱلذَّهَبَ وَلاَ

۱۳۵۶۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ سب فتوحات ان لوگوں نے حاصل کی ہیں جن کی تلواروں پر سونے چاندی کا ملمع نہ تھا

الْفِضَّةَ، إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعُلاَبِيَّ وَالآنُكَ وَالْحَدِيدَ. [رواه البخاري: ٢٩٠٩]

بلکہ ان کی تلواروں پر چمڑے' رانگ اور لوہے کا معمولی کام ہوتا تھا۔

فوائد: ابن ماجہ میں اس حدیث کو بیان کرنے کی وجہ ذکر کی گئی ہے کہ جب فاتح قوم حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو ان کی تلواروں پر چاندی کا ملمع تھا حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر بہت ناراض ہوئے اور یہ حدیث بیان کی۔ (عون الباری:۳/۵۱۵)

٣٩ - باب: مَا قِيلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَالقَمِيصِ فِي الحَرْبِ

باب ۳۹: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ اور قمیص کا بیان جو لڑائی میں پہنتے تھے

١٢٥٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ: (اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ اليَوْمِ)، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ، وَهُوَ فِي ٱلدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿سَيُهْزَمُ ٱلْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ ٱلدُّبُرَ ۝ بَلِ ٱلسَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَٱلسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ﴾. وفي رِوَايَةٍ: وَذٰلِكَ يَوْمَ بَدْرٍ. [رواه البخاري: ٢٩١٥]

۱۲۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ میں یہ فرما رہے تھے اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدے کا واسطہ دیتا ہوں کہ مسلمانوں کو فتح عطا فرما اے اللہ! اگر تیری یہی مرضی ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ ہو اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بس یہ آپ کو کافی ہے کہ آپ نے اپنے اللہ سے سخت الحاح اور زاری سے دعا کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے تھے اور یہ پڑھتے ہوئے باہر نکلے کہ عنقریب (کفار کی) جماعت شکست سے دو چار کی جائے گی اور وہ پیچھے بھاگ جائیں گے بلکہ قیامت کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت سخت اور تلخ چیز ہے۔" ایک اور روایت میں ہے کہ یہ واقعہ غزوہ بدر کا ہے۔"

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اس لئے عرض کیا کہ ان جانثاروں کی ہلاکت کے بعد قیامت تک اس زمین پر شرک ہی شرک رہے گا معبود حقیقی کو کوئی ماننے والا نہیں ہوگا۔ (عون الباری:۳/۵۱۶)

٤٠ - باب: الحَرِيرُ فِي الحَرْبِ

باب ۴۰: لڑائی میں ریشمی لباس پہننا

١٢٥٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۱۲۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے

قَالَ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيصٍ مِنْ حَرِيرٍ، مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا. [رواه البخاري: ٢٩١٩]

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خارش کی وجہ سے ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دی تھی۔

فوائد: اگلی روایت میں جوؤں کا ذکر ہے ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ پہلے جوئیں پڑی ہوں گی پھر خارش کا حملہ ہوا کہتے ہیں کہ ریشمی لباس جوئیں مار دیتا ہے اور خارش بھی ختم کر دیتا ہے۔ (عون الباری:۵۱۸/۳)

١٢٥٩ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: أَنَّهُمَا شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - يَعْنِي الْقَمْلَ - فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ. [رواه البخاري: ٢٩٢٠]

۱۲۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے انہیں ریشمی لباس پہننے کی اجازت دی تھی۔

٤١ - باب: مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ

باب ۴۱: جنگ روم کے متعلق جو کہا گیا ہے اس کا بیان

١٢٦٠ : عَنْ أُمِّ حَرَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنها: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا). قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: (أَنْتِ فِيهِمْ). قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ). فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: (لَا). [رواه البخاري: ٢٩٢٤]

۱۲۶۰۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ بحری جنگ لڑیں گے ان کے لئے جنت واجب ہے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں ان ہی میں ہوں؟ آپ نے فرمایا تم انہی میں ہو ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ قیصر روم کے دارالحکومت (قسطنطنیہ) پر حملہ آور ہوں گے وہ مغفرت یافتہ ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں بھی ان لوگوں میں ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

فوائد: سب سے پہلے جس نے قیصر روم کے دار الحکومت پر حملہ کیا وہ یزید بن معاویہ تھا اور اس کے ساتھ حضرت ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام بھی

تھے۔ (عون الباری:۳/۵۲۰) اور سب سے پہلے بحری جنگ لڑنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (علوی)

٤٢ - باب: قِتَالُ الْيَهُودِ

باب ۴۲: یہودیوں سے لڑنا کیسا ہے؟

١٢٦١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (تُقَاتِلُونَ الْيَهُودَ، حَتَّى يَخْتَبِئَ أَحَدُهُمْ وَرَاءَ الحَجَرِ، فَيَقُولُ: يَا عَبْدَ ٱللهِ، هٰذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ). وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ) وَذَكَرَ بَاقِي الحَدِيثَ. [رواه البخاري: ٢٩٢٥، ٢٩٢٦]

۱۲۶۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم یہودیوں سے جنگ کرو گے تا آنکہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپا ہو گا تو وہ کہہ دے گا اے مسلم! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر ڈالو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ تم یہودیوں سے جنگ کرو گے پھر راوی نے باقی حدیث کو ذکر کیا۔

فوائد : نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ایسا ہو گا کیونکہ تمام یہودی مسیح دجال کے ساتھ دیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور یہودیوں کو بھی نیست و نابود اور صفحہ ہستی سے مٹائیں گے۔ (عون الباری:۳/۵۲۱)

٤٣ - باب: قِتَالُ التُّرْكِ

باب ۴۳: ترکوں سے جنگ کرنا کیسا ہے؟

١٢٦٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ، صِغَارَ الأَعْيُنِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ، ذُلْفَ الأُنُوفِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ). [رواه البخاري: ٢٩٢٨]

۱۲۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی تا آنکہ تم ترکوں سے جنگ کرو گے۔ جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی' چہرے سرخ اور ناک چپٹی ہو گی اور ان کے چہرے چمڑے چڑھی ڈھالوں کی طرح چوڑے اور تہہ بہ تہہ ہوں گے نیز قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے کہ جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

فوائد : حدیث میں مذکور جملہ صفات ترکوں پر صادق آتی ہیں جو رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد تک کافر تھے بیہقی کی روایت میں صراحت ہے کہ اس حدیث کا مصداق قوم ترک ہے۔

(عون الباری:۳/۵۲۳)

٤٤ - باب: الدُّعاءُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بِالْهَزِيمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ

باب ۴۴: مشرکین کو شکست اور زلزلہ سے دو چار ہونے کی بد دعا دینا

١٢٦٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَعا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: (اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسابِ، اللّٰهُمَّ اَهْزِمِ الأَحْزَابَ، اللّٰهُمَّ اَهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ). [رواه البخاري: ٢٩٣٣]

۱۲۶۳۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب کے دن مشرکین کے لئے یہ بد دعا کی تھی۔ کتاب کے نازل کرنے والے! اور جلد حساب لینے والے اے اللہ! ان کافروں کو شکست دے انہیں ہزیمت سے دوچار کر دے اور ان کے پاؤں میدان سے اکھاڑ دے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے ان کی ہلاکت کی بد دعا کرنے کی بجائے انہیں شکست اور زلزلے سے دوچار ہونے کی دعا کی ہے کیونکہ شکست کے بعد وہ بالکل ختم نہیں ہوں گے پھر عین ممکن ہے کہ یہ خود یا ان کی اولاد میں سے کوئی مسلمان ہو جائے۔ (عون الباری: ۳/۵۲۴)

١٢٦٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها: أَنَّ الْيَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، فَلَعَنْتُهُمْ، فَقالَ: (ما لَكِ؟). قُلْتُ: أَوَ لَمْ تَسْمَعْ ما قالُوا؟ قالَ: (أَوَلَمْ تَسْمَعِي ما قُلْتُ؟ وَعَلَيْكُمْ). [رواه البخاري: ٢٩٣٥]

۱۲۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہودی ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السام علیک یعنی تم پر موت آئے تو میں نے ان پر لعنت کی۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے کہا ان لوگوں نے جو کہا وہ آپ نے نہیں سنا؟ آپ نے فرمایا تم نے نہیں سنا جو میں نے کہا یعنی "علیکم" تم پر ہی ہو۔

فوائد: بعض روایات میں اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں "ان کے خلاف ہماری بد دعا تو ضرور قبول ہو گی لیکن ہمارے خلاف ان کی بد دعا قبول نہیں ہو گی۔ (عون الباری: ۶/۱۲۵)

٤٥ - باب: الدُّعاءُ لِلْمُشْرِكِينَ بِالْهُدَى لِيَتَأَلَّفَهُمْ

باب ۴۵: مشرکین کیلئے ہدایت کی دعا کرنا تاکہ ان کو مانوس کیا جائے

١٢٦٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ، عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

۱۲۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ، فَٱدْعُ ٱللهَ عَلَيْهَا، فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ، قَالَ: (اللَّهُمَّ ٱهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ). [رواه البخاري: ٢٩٣٧]

اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قبیلہ دوس نے نافرمانی کی اور قبول اسلام سے انکار کر دیا لہذا آپ اللہ سے ان کے متعلق بد دعا کریں تب کہا گیا کہ قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا لیکن آپ نے فرمایا اے اللہ! قبیلہ دوس کو ھدایت فرما اور انہیں حق کی جانب لے آ۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ جب دیکھتے کہ مشرکین کی ایذا رسانی حد سے تجاوز کر گئی ہے تو ان پر بد دعا فرمائی اور جب مشرکین کا رویہ اتنا سنگین نہ ہوتا وہاں ان کی ہدایت کے لئے اللہ سے دعا کرتے جیسا کہ قبیلہ دوس کے لئے دعا فرمائی تو وہ بخوشی مشرف بالاسلام ہو گئے۔ (عون الباری:۶/۱۲۶)

٤٦ - باب: دُعَاءُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الإِسْلاَمِ وَالنُّبُوَّةِ، وَأَن لاَ يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً أَرْبَاباً مِنْ دُونِ اللهِ

باب ۴۶: رسول اللہ ﷺ کا لوگوں کو اسلام اور تصدیق نبوت کی دعوت دینا اور کہنا کہ کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے علاوہ معبود نہ بنائے

١٢٦٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: (لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ ٱللهُ عَلَى يَدَيْهِ)، فَقَامُوا يَرْجُونَ لِذٰلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى، فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَى، فَقَالَ: (أَيْنَ عَلِيٌّ؟). فَقِيلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهُ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ، فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ، فَقَالَ: نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: (عَلَى رِسْلِكَ، حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ٱدْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَٱللهِ لأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ

۱۲۶۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اب جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اس امید میں کھڑے ہو گئے کہ ان میں سے کس کو جھنڈا ملتا ہے؟ اور دوسرے دن ہر شخص کو یہی امید تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے گا مگر آپ نے فرمایا! حضرت علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ کہا گیا وہ تو آشوب چشم میں مبتلا ہیں آپ کے حکم سے انہیں بلایا گیا آپ نے ان کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب دھن لگایا جس سے وہ فورا صحت یاب ہو گئے۔ گویا ان کو کوئی شکایت ہی نہ تھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان کافروں سے جنگ کریں گے تاآنکہ وہ ہماری

مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ). [رواه البخاري: ٢٩٤٢]

طرح (مسلمان) ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا آرام سے چلو، جب تم ان کے میدان میں جاؤ تو انہیں دعوت اسلام دو اور ان کے فرائض سے انہیں آگاہ کرو اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے ایک شخص کو بھی ھدایت مل جائے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

فوائد: سرخ اونٹ عرب کے ہاں پسندیدہ اور مرغوب سرمایہ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ اگر اس قدر محبوب سرمایہ اللہ کی راہ میں صدقہ کر دے تو بھی اس ثواب کو نہیں پاسکتا جو کسی آدمی کے مسلمان ہونے سے تجھے ملے گا۔ (عون الباری:۳/۵۲۸)

٤٧ - باب: مَن أَرادَ غزوةً فورَّى بغيرِها وَمَن أَحبَّ الخُروجَ إِلَى السَّفر يومَ الخميس

باب ۴۷: جو شخص کسی جنگ کا ارادہ کرے لیکن ظاہر کسی دوسری کو کرے نیز جمعرات کے دن سفر کو جس نے بہتر خیال کیا۔

١٢٦٧ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَقَلَّما كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَخْرُجُ، إِذَا خَرَجَ في سَفَرٍ، إلاَّ يَوْمَ الخَمِيسِ. [رواه البخاري: ٢٩٤٩]

۱۲۶۷۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ کرتے تو جمعرات کے علاوہ دوسرے دنوں میں کم تشریف لے جایا کرتے تھے۔

فوائد: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جہاد کا ارادہ فرماتے تھے خاص مصلحت کے پیش نظر کسی دوسرے کام کا اظہار کرتے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو۔

٤٨ - باب: التَّوْدِيعُ

باب ۴۸: سفر کے وقت الوداع کہنا

١٢٦٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: بَعَثَنا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ في بَعْثٍ، فَقالَ لَنا: (إِنْ لَقِيتُمْ فُلانًا وَفُلانًا - لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُما - فَحَرِّقُوهُما بِالنَّارِ). قالَ: ثُمَّ أَتَيْناهُ نُوَدِّعُهُ حِينَ أَرَدْنا الخُرُوجَ،

۱۲۶۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے کسی لشکر کے ساتھ بھیجا اور ہم سے فرمایا جب تم قریش کے فلاں فلاں آدمیوں کو پاؤ تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ آپ نے ان کا نام بھی لیا تھا۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم سفر میں جانے لگے تو آپ

فَقَالَ: (إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلاَنًا وَفُلاَنًا بِالنَّارِ، وَإِنَّ النَّارَ لاَ يُعَذِّبُ بِهَا إِلاَّ ٱللهُ، فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا). [رواه البخاري: ٢٩٥٤]

کے پاس رخصت کے لئے آئے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں شخص کو آگ میں جلا دینا مگر آگ سے عذاب تو اللہ ہی کرتا ہے لہٰذا تم اگر ان کو گرفتار کرو تو قتل کر دینا۔

فوائد: یعنی بوقت سفر الوداع کہنا سنت ہے خواہ مسافر مقیم کو کہے خواہ اس کے برعکس ہو حدیث میں پہلی صورت کا بیان ہے دوسری صورت کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۲۹)

٤٩ - باب: السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلإِمَامِ

باب ۴۹: امام کی بات کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا

١٢٦٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ). [رواه البخاري: ٢٩٥٥]

۱۲۶۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا! امام کی بات کو سننا اور ماننا ضروری ہے تاوقتیکہ وہ کسی گناہ کا حکم نہ دے اگر کسی گناہ کا حکم دے تو اس کی بات سننا اور ماننا ضروری نہیں ہے۔

فوائد: یہ حدیث رد تقلید کے لئے زبردست دلیل ہے۔ (عون الباری:۳/۵۳۰)

٥٠ - باب: يُقَاتَلُ مِن وَرَاءِ الإِمَامِ وَيُتَّقَى بِهِ

باب ۵۰: امام کے زیر سایہ حملہ اور دفاع کیا جاتا ہے

١٢٧٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ). وَيَقُولُ: (مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ ٱللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى ٱللهَ، وَمَنْ يُطِعِ الأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي، وَإِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ، يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ، فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى ٱللهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا، وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ

۱۲۷۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم لوگ بعد میں آنے والے ہیں مگر مرتبہ میں سبقت لے جانے والے ہیں نیز آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کا کہا مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس شخص نے حاکم شریعت کی فرمانبرداری کی تو بلاشبہ اس نے میری اطاعت کی اور جو شخص حاکم شریعت کی نافرمانی کرے گا تو بلاشبہ اس نے میری نافرمانی کی اور امام تو ڈھال کی طرح ہے جس کے زیر

عَلَيْهِ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٢٩٥٧]

سایہ جنگ کی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ ہی دفاع کیا جاتا ہے اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم دے اور عدل کرے تو اسے ثواب ملے گا اور اگر وہ اس کے خلاف کرے تو اس کے سبب گناہ گار ہو گا۔

فوائد: حاکم شریعت کی ذات لوگوں کے لئے بایں طور ڈھال کی ہوتی ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی دوسرے پر ظلم نہیں کرتا دشمن بھی خوف زدہ رہتا ہے لہذا اس ڈھال کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ (عون الباری:۳/۵۲۳)

٥١ - باب: اَلْبَيْعَةُ فِي الحَرْبِ عَلَى أَن لا يَفِرُّوا

باب ۵۱: جنگ میں اس بات پر بیعت لینا کہ وہ راہ فرار اختیار نہ کریں

١٢٧١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ المُقْبِلِ، فَمَا ٱجْتَمَعَ مِنَّا ٱثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا، كَانَتْ رَحْمَةً مِنَ ٱللهِ. قيل لَهُ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ، عَلَى المَوْتِ؟ قَالَ: لاَ، بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ. [رواه البخاري: ٢٩٥٨]

۱۲۷۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بیعت رضوان کے بعد آئندہ سال جب دوبارہ وہاں آئے تو ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی بالاتفاق اس درخت کو شناخت نہ کیا جس کے نیچے ہم نے بیعت کی تھی اللہ کی اس میں کچھ مہربانی تھی پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کس بات پر بیعت لی تھی۔ کیا موت پر؟ انہوں نے کہا بلکہ ثابت قدم رہنے پر آپ نے ان سے بیعت لی تھی۔

فوائد: اس درخت کو شناخت نہ کرنے میں اللہ تعالی کی حکمت و مہربانی تھی ورنہ اندیشہ تھا کہ جاہل لوگ اس کی اتنی تعظیم بجالاتے کہ اس کے متعلق نفع دینے یا نقصان پہنچانے کا عقیدہ رکھ لیتے۔ (عون الباری:۳/۵۳۳)

١٢٧٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ زَمَنُ الحَرَّةِ أَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ ٱبْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى المَوْتِ، فَقَالَ: لاَ أُبَايِعُ عَلَى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري:

۱۲۷۲۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ واقعہ حرہ میں ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا لوگوں سے مر مٹنے پر بیعت لے رہا ہے تو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی سے اس شرط پر بیعت نہ کریں گے۔

[۲۹۵۹

فوائد : رسول اللہ ﷺ کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دینا جزو ایمان ہے لیکن ان کے علاوہ کسی دوسرے کو یہ اعزاز نہیں کہ اس کے لئے اپنی جان کا نذرانہ دے دیا جائے۔ (عون الباری:۳/۵۳۴)

۱۲۷۳ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ: (يَا ابْنَ الأَكْوَعِ أَلا تُبَايِعُ؟). قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (وَأَيْضًا)، فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ، قِيلَ لَهُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ. [رواه البخاري: ۲۹۶۰]

۱۲۷۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور اس کے بعد ایک درخت کے سائے کی طرف ہو گیا پھر جب ہجوم ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابن اکوع رضی اللہ عنہ! کیا تم بیعت نہیں کرو گے؟ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں تو بیعت کر چکا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا تو پھر سہی! لہٰذا میں نے آپ سے دوبارہ بیعت کی پھر ان سے کسی نے دریافت کیا کہ تم نے اس دن کس بات پر بیعت کی تھی انہوں نے کہا موت پر۔

فوائد : حضرت سلمہ بن اکوع بڑے جری' بہادر اور جفاکش انسان تھے رسول اللہ ﷺ نے ان سے دوسری مرتبہ بیعت لی تاکہ اللہ کی راہ میں خوشی خوشی اپنی جان کا نذرانہ پیش کریں۔ (عون الباری:۳/۵۳۵)

۱۲۷٤ : عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ أَنَا وَأَخِي فَقُلْتُ: بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: (مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا)، فَقُلْتُ: عَلامَ تُبَايِعُنَا؟ قَالَ: (عَلَى الإِسْلامِ وَالْجِهَادِ). [رواه البخاري: ۲۹۶۲، ۲۹۶۳]

۱۲۷۴۔ حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بھائی کو لایا اور میں نے عرض کیا کہ آپ ہم سے ہجرت پر بیعت لیں آپ نے فرمایا کہ ہجرت تو اہل ہجرت پر ختم ہو چکی ہے میں نے عرض کیا پھر آپ کس بات پر ہم سے بیعت لیں گے؟ آپ نے فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیعت کی کئی اقسام ہیں مثلاً بیعت اسلام' بیعت ہجرت اور بیعت جہاد وغیرہ لیکن رائج الوقت بیعت تصوف کا دین اسلام میں کوئی وجود نہیں ہے۔

٥٢ - باب: عَزْمُ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ

باب ۵۲: امام کا لوگوں کو اسی بات کا پابند کرنا جس کی وہ طاقت رکھتے ہوں

۱۲۷٥ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ

۱۲۷۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ أَتَانِي الْيَوْمَ رَجُلٌ، فَسَأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ ما دَرَيْتُ ما أَرُدُّ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا مُؤْدِيًا نَشِيطًا، يَخْرُجُ مَعَ أُمَرَائِنَا فِي الْمَغَازِي، فَيَعْزِمُ عَلَيْنَا فِي أَشْيَاءَ لَا نُحْصِيهَا؟ فَقُلْتُ لَهُ: وَاللّٰهِ ما أَدْرِي ما أَقُولُ لَكَ، إِلَّا أَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَعَسَى أَنْ لَا يَعْزِمَ عَلَيْنَا فِي أَمْرٍ مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَزَالَ بِخَيْرٍ ما اتَّقَى اللّٰهَ، وَإِذَا شَكَّ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلًا فَشَفَاهُ مِنْهُ، وَأَوْشَكَ أَنْ لَا تَجِدُوهُ، وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، ما أَذْكُرُ ما غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَالثَّغَبِ، شُرِبَ صَفْوُهُ وَبَقِيَ كَدَرُهُ. [رواه البخاري: ٢٩٦٤]

ہے انہوں نے کہا کہ آج میرے پاس ایک شخص نے آکر ایک مسئلہ پوچھا لیکن میں نہ سمجھا کہ کیا جواب دوں؟ اس نے کہا بتایئے! ایک تندرست و توانا آدمی جو ہتھیار سے آراستہ ہے وہ ہمارے امراء کے ساتھ جہاد میں جاتا ہے مگر وہ چند باتوں میں ایسے احکام دیتے ہیں جن پر ہم عمل پیرا نہیں ہو سکتے‘ میں نے ان سے کہا اللہ کی قسم! میری سمجھ سے باہر ہے کہ اس کے سوا میں تجھے کیا جواب دوں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاتے تھے تو آپ ہم کو ایک مرتبہ حکم فرماتے جس کو ہم کر لیا کرتے تھے اور بے شک تم میں سے ہر شخص نیکی پر رہے گا جب تک کہ اللہ سے ڈرتا ہے لیکن اگر اس کے دل میں کسی بات کا کھٹکا ہو تو وہ کسی ایسے شخص سے دریافت کرے جو اس کی تشفی کر دے لیکن عنقریب تمہیں ایسا آدمی نہ مل سکے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں کہ جتنی دنیا باقی ہے اس کی بابت میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ایک حوض کی طرح ہے جس کا صاف پانی پی لیا گیا ہے اور گدلا پانی باقی رہ گیا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حاکم وقت اگر شریعت کے مطابق کوئی حکم دے تو اس کی بجا آوری ضروری ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی بات پر گامزن تھے۔ (عون الباری:۳/۵۳۸)

٥٣ - باب: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ

باب ۵۳: رسول اللہ ﷺ جب صبح کو لڑائی شروع نہ کرتے تو اسے موخر کر دیتے تا آنکہ سورج ڈھل جاتا۔

١٢٧٦ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ

۱۲۷۶۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جہاد کے

اَللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ، الَّتِي لَقِيَ فِيهَا، اَنْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ قَالَ: (أَيُّهَا النَّاسُ، لاَ تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اَللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاَصْبِرُوا، وَاَعْلَمُوا أَنَّ الجَنَّةَ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوفِ)، ثُمَّ قَالَ: (اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ) إِلى آخِرِهِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ بَاقِي الدُّعَاءِ. (برقم: ١٢٦٣) [رواه البخاري: ٢٩٦٥، ٢٩٦٦]

موقع پر جس میں دشمن سے مقابلہ ہوا انتظار کیا یہاں تک کہ آفتاب ڈھل گیا۔ اس کے بعد آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا لوگو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو بلکہ اللہ سے عافیت مانگو لیکن اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو صبر کرو اور خوب جان لو کہ تلواروں کے سایہ تلے جنت ہے پھر آپ نے یوں دعا کی اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے ..... باقی دعا پہلے گزر چکی ہے۔ (۱۲۶۳)

فوائد: لڑائی کے لئے زوال آفتاب کا اس لئے انتظار کرتے کہ یہ وقت باد صبا چلنے کا ہے جو بالعموم فتح ونصرت کا باعث ہوتی تھی واللہ اعلم۔ (عون الباری:۳/۵۴۰)

٥٤ - باب: الأَجِيرُ

باب ۵۴: مزدور لے کر جہاد میں جانا

١٢٧٧ : عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا، فَقَاتَلَ رَجُلًا، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الآخَرِ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَهَا، فَقَالَ: (أَيَدْفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ). [رواه البخاري: ٢٩٧٣]

۱۲۷۷۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک آدمی کو اجرت پر رکھا تھا وہ ایک شخص سے لڑ پڑا ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا اور جب دوسرے نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کے اگلے دانت گر گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس کے دانت کا معاوضہ نہیں دلایا بلکہ فرمایا کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں ہی رہنے دیتا اور تو اونٹ کی طرح اس کو چبا ڈالتا۔

فوائد: ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ جنگ پر جانے کا اعلان کیا تو میں اس وقت بوڑھا تھا اور میرا کوئی خدمتگار بھی نہ تھا تو میں ایک شخص کو تین دینار کے عوض اپنے ساتھ جہاد کے لئے لے گیا۔ (عون الباری:۳/۵۴۱)

٥٥ - باب: مَا قِيلَ فِي لِوَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۵۵: رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کا بیان

١٢٧٨ : عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَا هُنَا أَمَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ. [رواه البخاري: ٢٩٧٦]

۱۲۷۸۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اسی جگہ جھنڈا گاڑنے کا حکم فرمایا تھا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا صرف جہاد کے لئے استعمال ہوتا تھا لیکن آج ہر تنظیم نے اپنا الگ جھنڈا بنالیا ہے جسے خاص مواقع پر لہرایا جاتا ہے اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

٥٦ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ»

باب ۵۶: فرمان نبوی! مجھے ایک ماہ کی مسافت پر بذریعہ رعب مدد دی گئی ہے

١٢٧٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا. [رواه البخاري: ٢٩٧٧]

۱۲۷۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایسی باتیں دے کر بھیجا گیا ہوں جو جامع ہیں اور بذریعہ رعب مجھ کو مدد دی گئی ہے۔ لہذا ایک دن جبکہ میں سو رہا تھا میرے پاس دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں لاکر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کر کے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو دنیا سے تشریف لے گئے اور اب تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔

فوائد: ان خزانوں سے مراد قیصر وکسریٰ کے خزانے ہیں جو مسلمانوں کے ہاتھ لگے یا اس سے مراد معدنیات ہیں جو زمین سے نکلتی ہیں سونا چاندی اور دیگر جواہرات اس میں شامل ہیں۔ (عون الباری:۳/۵۴۴)

٥٧ - باب: حَمْلُ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ، وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ﴾

باب ۵۷: جہاد میں زاد راہ ساتھ رکھنا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "زاد راہ ہمراہ رکھو عمدہ زاد راہ تو تقویٰ ہی ہے"

١٢٨٠ : عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ

۱۲۸۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے

ٱللهِ ﷺ في بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ، حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى المَدِينَةِ، قالَتْ: فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ، وَلاَ لِسِقَائِهِ ما نَرْبِطُهُمَا بِهِ، فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: وَٱللهِ ما أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلاَّ نِطَاقِي، قالَ: فَشُقِّيهِ بِٱثْنَيْنِ فَٱرْبِطِي: بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَبِالآخَرِ السُّفْرَةَ، فَفَعَلْتُ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ: ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ. [رواه البخاري: ٢٩٧٩]

مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا تو میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں آپ کے لئے ایک دسترخوان تیار کیا وہ کہتی ہیں کہ جب مجھے آپ کے دسترخوان اور پانی کے مشکیزے کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ قسم! مجھے اپنے کمر بند کے علاوہ کوئی چیز نہیں ملتی جس سے باندھوں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے کمر بند کے دو حصے کر لو ایک سے پانی کے ظرف کو باندھو اور دوسرے سے دسترخوان کو میں نے ایسا ہی کیا تو اسی وجہ سے میرا نام ذات النطاقین رکھا گیا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ سفر میں سامان خرچ ساتھ لے کر چلنا توکل کے منافی نہیں جیسا کہ بعض صوفیوں کا خیال ہے البتہ یہ سفر ہجرت تھا اور سفر جہاد کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۳۶)

٥٨ - باب: الرِّدْفُ عَلَى الْحِمَارِ

باب ۵۸: گدھے پر دو آدمیوں کا سوار ہونا۔

١٢٨١ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ، عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ. [رواه البخاري: ٢٩٨٧]

۱۲۸۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے گدھے پر سوار ہوئے جس کی زین پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ پیچھے سوار فرما لیا۔

١٢٨٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَمَعَهُ بِلاَلٌ، وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الحَجَبَةِ، حَتَّى أَنَاخَ في المَسْجِدِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ البَيْتِ فَفَتَحَ، وَدَخَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وباقي

۱۲۸۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ کی بلندی سے تشریف لائے تو آپ اپنی سواری پر اپنے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سوار کئے ہوئے تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو کعبہ کے دربانوں میں سے تھے پھر آپ نے مسجد میں اونٹ بٹھایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چابی

الحَدِيث قَدْ تَقَدَّمَ. (برقم: ٢٩٦) [رواه البخاري: ٢٩٨٨ وانظر حديث رقم: ٥٠٥]

لے آئیں چنانچہ کعبہ کھولا گیا اور رسول اللہ ﷺ اس میں داخل ہوئے باقی حدیث پہلے (۳۱۷) گزر چکی ہے۔

فوائد : اس حدیث میں اونٹنی پر دو آدمیوں کا سوار ہونا بیان کیا گیا ہے گدھے کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۴۸)

٥٩ - باب: كَرَاهِيَةُ السَّفَرِ بِالمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

باب ۵۹: دشمن کے ملک کی طرف قرآن مجید کے ساتھ سفر کرنا مکروہ ہے۔

١٢٨٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ. (برقم: ٢٩٦) [رواه البخاري: ٢٩٩٠]

۱۲۸۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ دشمن کے ملک کی طرف قرآن مجید لے کر سفر کیا جائے۔

فوائد : قرآن مجید کی عظمت و توقیر کے پیش نظر ایسا حکم دیا گیا مبادا کفار کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس کی بے حرمتی کریں اس بناء پر کافر کے ہاتھ قرآن مجید فروخت کرنا بھی منع ہے۔ (عون الباری:۳/۵۴۹)

٦٠ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيرِ

باب ۶۰: چلا کر تکبیر کہنے سے ممانعت

١٢٨٤ : عَنْ أَبِي مُوسى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ، هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ٱرْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ ٱرْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ وإِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ. [رواه البخاري: ٢٩٩٢]

۱۲۸۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو زور سے "لا الہ الا اللہ" اور "اللہ اکبر" کہتے جب ہماری آوازیں بلند ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں پر آسانی کرو کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ وہ تو تمہارے ساتھ ہے بے شک وہ سنتا ہے اور قریب ہی ہے۔

فوائد : اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے غائب کے مقابلہ میں قریب کو بیان کیا ہے حالانکہ غائب کے مقابلہ میں حاضر ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حاضر و ناظر صفات الٰہیہ میں سے نہیں ہے لیکن ہم لوگ اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔

٦١ - باب: التَّسْبِيحُ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

باب ٦١: نشیب میں اترتے وقت سبحان اللہ کہنا

١٢٨٥ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ الأَنْصارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. [رواه البخاري: ٢٩٩٣]

١٢٨٥۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے اور جب پستی میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

٦٢ - باب: يُكْتَبُ لِلْمُسافِرِ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الإِقامَةِ

باب ٦٢: مسافر کی اسی قدر عبادتیں لکھی جاتی ہیں جو وہ بحالت اقامت کرتا تھا

١٢٨٦ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ، أَوْ سافَرَ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ ما كانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا). [رواه البخاري: ٢٩٩٦]

١٢٨٦۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو وہ جس قدر عبادات بحالت اقامت اور دوران صحت کرتا تھا اس کے لئے وہ سب لکھی جاتی ہیں۔

فوائد: اگر کوئی بیماری یا سفر کی وجہ سے فرض کی ادائیگی سے عاجز رہے تو حدیث کی رو سے امید ہے کہ ثواب سے محروم نہیں کیا جائے گا مثلاً کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے لیکن کسی مجبوری کی بناء پر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو اس کے لئے قیام کا ثواب لکھا جائے گا۔ (عون الباری: ٣/٥٥٢)

٦٣ - باب: السَّيْرُ وَحْدَهُ

باب ٦٣: اکیلے سفر کرنا

١٢٨٧ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: (لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ ما فِي الْوَحْدَةِ ما أَعْلَمُ، ما سارَ راكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ). [رواه البخاري: ٢٩٩٨]

١٢٨٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تنہا چلنے کا جو نقصان مجھے معلوم ہے وہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو کوئی سوار بھی رات کے وقت اکیلا سفر نہ کرے۔

فوائد: امام بخاری نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک حدیث ذکر کی ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر جاسوسی کے لئے بھیجا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی جنگی ضرورت کے پیش نظر اکیلا سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عون الباری: ٣/٥٥٣)

٦٤ - باب: الجِهَادُ بِإِذْنِ الأَبَوَيْنِ

باب ۶۴: ماں باپ کی اجازت سے جہاد کرنا

١٢٨٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَٱسْتَأْذَنَهُ فِي ٱلْجِهَادِ، فَقَالَ: (أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ). [رواه البخاري: ٣٠٠٤]

۱۲۸۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے جہاد کی اجازت مانگی آپ نے پوچھا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا کہ انہی کی خدمت کرنے میں کوشش کرو۔

فوائد: والدین کی خدمت فرض عین اور جہاد فرض کفایہ ہے اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں اجازت نہ دیں تو جہاد کے لئے جانا جائز نہیں بشرطیکہ والدین مسلمان ہوں اگر جہاد فرض عین ہو جائے تو ان سے اجازت لینا ضروری نہیں۔ (عون الباری:۳/۵۵۴)

٦٥ - باب: مَا قِيلَ فِي الجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الإِبِلِ

باب ۶۵: اونٹ کی گردن میں گھنٹی وغیرہ لٹکانے کا بیان

١٢٨٩ : عَنْ أَبِي بَشِيرٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ رَسُولًا: (أَنْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ - أَوْ قِلَادَةٌ - إِلَّا قُطِعَتْ). [رواه البخاري: ٣٠٠٥]

۱۲۸۹۔ حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے جب سب لوگ اپنی اپنی خواب گاہوں میں چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی بندھن' تانت وغیرہ باقی نہ رہے بلکہ اسے کاٹ دیا جائے۔

فوائد: چونکہ اس طرح کی تانت میں گھنٹی باندھی جاتی تھی یا نظر بد سے بچنے کے لئے اسے استعمال کیا جاتا تھا لہٰذا منع کر دیا گیا ہے ممکن ہے اس لئے منع کیا ہو کہ بھاگتے وقت ان کے گلے نہ گھٹ جائیں۔

(عون الباری:۳/۵۵۵)

٦٦ - باب: مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً أَوْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ؟

باب ٦٦: جو شخص لشکر جہاد میں لکھ لیا جائے پھر اس کی اہلیہ حج کو جانے لگے یا کوئی اور عذر پیش آئے تو کیا اس کو اجازت دی جا سکتی ہے؟

١٢٩٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِٱمْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ ٱمْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ)، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللَّهِ، ٱكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ ٱمْرَأَتِي حَاجَّةً، قَالَ: (ٱذْهَبْ، فَحُجَّ مَعَ ٱمْرَأَتِكَ). [رواه البخاري: ٣٠٠٦]

١٢٩٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میرا نام فلاں فلاں جہاد کے لئے لکھ لیا گیا ہے لیکن میری اہلیہ حج کے لئے جا رہی ہے آپ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے ایک ضروری کام کو اہمیت دی کیونکہ جہاد میں اس کے بدلے کوئی دوسرا بھی شریک ہو سکتا تھا لیکن سفر حج میں اس کی بیوی کے ساتھ کوئی اور نہیں جا سکتا تھا۔ (عون الباری:٣/٥٥٧)

٦٧ - باب: الأَسَارَى فِي السَّلَاسِلِ

باب ٦٧: قیدیوں کو پابند سلاسل کرنا

١٢٩١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (عَجِبَ ٱللَّهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ). [رواه البخاري: ٣٠١٠]

١٢٩١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ ان لوگوں کے حال پر تعجب کرتا ہے جو جنت میں زنجیروں سے جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں پابہ زنجیر ہو کر مسلمانوں کے قیدی بنے پھر خوشی سے مسلمان ہوئے اور اسی اسلام پر انہیں موت آئی اور جنت میں داخل ہوئے یعنی ان کا پابند سلاسل ہونا جنت میں داخلے کا سبب بنا۔ (عون الباری:٣/٥٥٨)

٦٨ - باب: أَهْلُ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ فَيُصَابُ الوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ

باب ٦٨: اگر کافروں پر شبخوں مارتے وقت عورتیں بچے سوتے میں قتل ہو جائیں تو جائز ہے

١٢٩٢ : عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ بِالأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ، وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ ٱلدَّارِ يُبَيَّتُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ؟ قَالَ: (هُمْ مِنْهُمْ)، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: (لاَ حِمَى إِلَّا للهِ تَعَالَى وَلِرَسُولِهِ ﷺ). [رواه البخاري: ٣٠١٢]

١٢٩٢۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابواء یا ودان کے مقام میں میری طرف سے گزرے تو ان سے پوچھا گیا کہ جن مشرکین سے لڑائی ہے اگر شبخون میں ان کی عورتوں اور بچوں کو مارا جائے تو کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بھی تو انہی میں سے ہیں اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ سرکاری چراگاہ اللہ اور اس کی رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں۔

فوائد: یعنی مشرکین کے بچے اور عورتیں انہی میں شامل ہیں اگر ان کا بچہ یا عورت مسلمانوں کا مقابلہ کرے تو ان کا قتل ضروری ہے اسی طرح اگر مشرکین ان بچوں یا عورتوں کو بطور ڈھال استعمال کریں تو انہیں قتل کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:٣/٥٦٠)

٦٩ - باب: قَتْلُ الصِّبْيَانِ فِي الحَرْبِ

باب ٦٩: لڑائی میں بچوں کا قتل کر دینا کیسا ہے؟

١٢٩٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ ﷺ مَقْتُولَةً، فَأَنْكَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ. [رواه البخاري: ٣٠١٤]

١٢٩٣۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں ایک عورت مقتول پائی گئی تب آپ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمادیا۔

فوائد: بلاوجہ دانستہ طور پر عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا منع ہے اگر غیر دانستہ طور پر قتل ہو جائیں تو اس پر مواخذہ نہ ہو گا۔ (عون الباری:٣/٥٦٢)

٧٠ - باب: لا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ الله

باب ٧٠: اللہ کے عذاب سے کسی کو عذاب نہ دیا جائے

١٢٩٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا بِالنَّارِ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ ٱللهِ). وَلَقَتَلْتُهُمْ، كما قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ). [رواه البخاري: ٣٠١٧]

١٢٩٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہیں خبر ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو آگ میں جلا دیا ہے تو انہوں نے کہا اگر میں ہوتا تو انہیں ہرگز نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو عذاب نہ دو۔ ہاں میں ان کو قتل کروا دیتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین بدلے تو اسے قتل کر دو۔

فوائد: دور حاضر میں آلات حرب مثلاً توپ' راکٹ' گولہ بارود وغیرہ تمام آگ ہی کی قسم سے ہیں چونکہ کفار نے اس قسم کا اسلحہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے لہٰذا جواباً ایسا اسلحہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٧١ - باب

باب ٧١:

١٢٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى ٱللهُ إِلَيْهِ: أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِنَ الأُمَمِ تُسَبِّحُ اللهَ). [رواه البخاري: ٣٠١٩]

١٢٩٥۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انبیاء میں سے کسی نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ کھایا تو اس کے حکم سے چیونٹیوں کا بل جلا دیا گیا پھر اللہ نے ان پر وحی بھیجی کہ تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا لیکن تو نے ان کے ایک گروہ کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتی تھیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے چیونٹی اور شہد کی مکھی کو مار ڈالنے سے منع فرمایا ہے البتہ موذی جانور کو مارنا یا جلانا جائز ہے امام بخاری کا استدلال یہی معلوم ہوتا ہے۔ (عون الباری:٣/٥٦٥)

٧٢ - باب: حَرْقُ الدُّورِ وَالنَّخِيلِ

باب ٧٢: گھروں اور نخلستان کو جلانا

١٢٩٦ : عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ

١٢٩٦۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم مجھے

آللهِ ﷺ: (أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الخَلَصَةِ؟)، وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: (اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا). فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ آللهِ ﷺ يُخْبِرُهُ، فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ، أَوْ أَجْرَبُ. قَالَ: فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. [رواه البخاري: ٣٠٢٠]

ذی الخلصہ سے راحت کیوں نہیں دیتے؟ یہ قبیلہ خثعم میں ایک گھر تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کا فرمان سن کر قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ چلا جن کے پاس گھوڑے تھے لیکن میرا پاؤں گھوڑے پر نہیں جمتا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا جس سے میں نے آپ کی انگلیوں کے نشان اپنی سینہ پر دیکھے اور آپ نے فرمایا اے اللہ! اس کو گھوڑے پر جما دے اسے ہدایت کرنے والا اور ھدایت یافتہ بنا دے۔ الغرض حضرت جریر رضی اللہ عنہ وہاں گئے اور اس بت کو توڑ کر جلا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی کے ذریعہ اس کی اطلاع دی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے بیان کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپ کے پاس اس وقت آیا ہوں جبکہ وہ خارشی اونٹ کی طرح خاکستر ہو چکا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے پانچ دفعہ یہ دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے "قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور آدمیوں میں اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔"

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کے باغات اور مکانات جلانا درست ہے اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی کراہت منقول ہے ممکن ہے کہ انہیں قرائن سے ان کے فتح ہونے کا یقین ہو گیا ہو اس لئے باغات و مکانات تباہ کرنے کو مکروہ سمجھا۔ (عون الباری:۳/۵۶۷)

٧٣ - باب: الحَرْبُ خَدْعَةٌ

باب ٧٣: لڑائی ایک چال کا نام ہے

١٢٩٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ آللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (هَلَكَ كِسْرَى، ثُمَّ لاَ يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ،

١٢٩٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہو گیا اب اس کے بعد دوسرا کسریٰ

وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لاَ يَكُونُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ، وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ ٱللهِ». [رواه البخاري: ٣٠٢٧]

نہ ہو گا اور قیصر بھی ہلاک ہو گا اور اس کے بعد پھر دوسرا قیصر نہ ہو گا اور قیصرو کسریٰ کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کیے جائیں گے۔

فوائد: قریش اکثر تجارت پیشہ تھے اور بغرض تجارت شام اور عراق جاتے تھے جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اب قیصر اور کسریٰ کی حکومتیں ہماری تجارت میں حائل ہوں گی تو آپ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے یہ پیشین گوئی فرمائی۔ (عون الباری:۳/۵۶۸)

١٢٩٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمَّى النَّبِيُّ ﷺ الحَرْبَ خِدْعَةً. [رواه البخاري: ٣٠٢٩]

۱۲۹۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کو مکرو فریب کا نام دیا۔ (مراد چال اور تدبیر ہے)

فوائد: لڑائی میں جنگی چالوں کے ذریعے دشمن کو دھوکا دیا جا سکتا ہے لیکن اس سے مراد دغابازی کرنا یا عہد توڑنا نہیں کیونکہ ایسا کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ (عون الباری:۳/۵۶۹)

٧٤ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَىٰ إِمَامَهُ

باب ۷۴: جنگ میں باہمی جدال و اختلاف مکروہ ہے اور جو اپنے امام کی نافرمانی کرے اس کی سزا

١٢٩٩ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ - وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا - عَبْدَ ٱللهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ: «إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلاَ تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا القَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ، فَلاَ تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ»، فَهَزَمُوهُمْ، قَالَ: فَأَنَا وَٱللهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ، قَدْ بَدَتْ خَلاَخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ، رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ، فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ جُبَيْرٍ: الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيمَةَ،

۱۲۹۹۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن پچاس پیادوں پر حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کر کے تاکید فرمادی۔ اگر تم ہم کو اس حالت میں بھی دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا تا آنکہ میں تم سے کہلا بھیجوں اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کافروں کو مار بھگایا ہے اور پامال کر دیا ہے تب بھی تم نے اپنی جگہ پر قائم رہنا ہے تا آنکہ میں تمہیں پیغام بھیجوں چنانچہ مسلمانوں نے کافروں کو شکست دے کر بھگا دیا حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اللہ کی قسم! میں نے خود مشرک عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے

ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ: أَنَسِيتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ، فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ، فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً، سَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلًا، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُجِيبُوهُ، ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَّا هَؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوا، فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ وَاللهِ يَا عَدُوَّ اللهِ، إِنَّ الَّذِينَ عَدَدْتَ لَأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ، وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوؤُكَ، قَالَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ، إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً، لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي، ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ: أُعْلُ هُبَلْ، أُعْلُ هُبَلْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَلَا تُجِيبُونَهُ؟). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا

اٹھائے بھاگی جارہی تھیں نیز ان کی پازیب اور پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا لوگو! اب لوٹ کا مال اٹھاؤ' غنیمت کو اکٹھا کرو تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں اور تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھول گئے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم تو لوگوں کے پاس جاکر غنیمت کا مال لوٹیں گے۔ چنانچہ جب وہ لوگ وہاں گئے تو کافروں نے ان کے منہ پھیر دیئے اور شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پچھلی طرف بلا رہے تھے اور آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہ رہا تو کافروں نے ہمارے ستر آدمی شہید کر دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے بدر کے دن ایک سو چالیس آدمیوں کا نقصان کیا تھا۔ ستر کو پابند سلاسل اور ستر کو جہنم واصل کیا پھر ابو سفیان نے تین مرتبہ یہ آواز دی۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں زندہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جواب دینے سے منع کر دیا تھا اس کے بعد پھر ابو سفیان نے تین مرتبہ یہ آواز دی ---- کیا ان لوگوں میں ابو قحافہ کے بیٹے بھی ہیں؟ پھر تین بار آواز دی کہ ان لوگوں میں خطاب کے بیٹے بھی موجود ہیں؟ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹا اور کہنے لگا یہ لوگ تو قتل ہو گئے ہیں۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے تاب ہو کر کہنے لگے۔ اللہ کی قسم! تو نے غلط کہا ہے اے اللہ کے

نَقُولُ؟ قالَ: (قُولُوا: اَللّٰهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ)، قالَ: إِنَّ لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَلَا تُجِيبُونَهُ؟)، قالَ: قالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ما نَقُولُ؟ قالَ: (قُولُوا: اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ). [رواه البخاري: ٣٠٣٩]

دشمن! یہ سب جن کا تو نے نام لیا زندہ ہیں اور ابھی تیرا برا دن آنے والا ہے ابو سفیان نے کہا آج بدر کے دن کا بدلہ ہو گیا اور لڑائی تو ڈول کی طرح ہے لہٰذا تمہارے مردوں کے ناک' کان کاٹے گئے ہیں البتہ میں نے اس کا حکم نہیں دیا لیکن میں اسے برا بھی نہیں سمجھتا ہوں اس کے بعد ابو سفیان رجز پڑھنے لگا۔

اونچا ہو جا اے ہبل
تو اونچا ہو جا اے ہبل

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم اسے جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ؟ کیا جواب دیں آپ نے فرمایا تم یوں کہو۔

سب سے اونچا ہے وہ اللہ
سب سے رہے گا وہ اجل

پھر ابو سفیان نے یہ مصرعہ پڑھا۔

ہمارا عزیٰ ہے تمہارے پاس عزیٰ کہاں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو جواب نہیں دیتے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیا جواب دیں آپ نے فرمایا یوں کہو۔

ہمارا مولا ہے اللہ تمہارا مولا ہے کہاں

فوائد: واقعی اختلاف کرنے سے جنگی طاقت تباہ ہو جانے کے بعد دشمن غالب آ جاتا ہے امام بخاری نے اپنا مدعا یوں ثابت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ان کے ساتھیوں نے اختلاف کیا اور مورچہ سے ہٹ گئے نتیجہ کے طور پر سزا پائی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ (عون الباری:٣/٥٧٣)

٧٥ - باب: مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا صَبَاحَاهْ حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ

باب ۷۵: دشمن کو دیکھ کر باآواز بلند یا صباحاہ پکارنا تاکہ لوگ سن لیں

١٣٠٠ : عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قُلْتُ: وَيْحَكَ مَا بِكَ؟ قَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ ﷺ، قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ، فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا: يَا صَبَاحَاهْ يَا صَبَاحَاهْ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوهَا، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ:

أَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ،

وَالْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعِ

فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوقُهَا، فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سِقْيَهُمْ، فَابْعَثْ فِي إِثْرِهِمْ، فَقَالَ: (يَا ابْنَ الأَكْوَعِ: مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ، إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ). [رواه البخاري: ٣٠٤١]

۱۳۰۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں مدینہ سے غابہ کی طرف جا رہا تھا جب میں غابہ کی پہاڑی پر پہنچا تو مجھے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ملا۔ میں نے کہا تیری خرابی ہو تو یہاں کیسے آیا؟ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں۔ میں نے کہا انہیں کس نے پکڑا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے' اس کے بعد میں یاصباحاہ یاصباحاہ کہتا ہوا تین مرتبہ خوب چلایا تا آنکہ مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں میں رہنے والوں نے آواز کو سنا پھر میں دوڑتا ہوا ڈاکوؤں سے جا ملا۔ وہ اونٹنیاں لئے جا رہے تھے۔ پھر میں نے ان کو تیر مارنے شروع کئے اور میں یہ کہہ رہا تھا"

میں ہوں سلمہ بن اکوع جان لو
آج کمینے سب مریں گے مان لو۔

چنانچہ میں نے وہ اونٹنیاں ان سے چھین لیں قبل اس کے کہ وہ ان کا دودھ پیتے۔ میں انہیں ہانکتا ہوا لا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ڈاکو پیاسے ہیں میں نے انہیں پانی بھی نہیں پینے دیا۔ لہٰذا آپ جلد ہی ان کے تعاقب میں کسی کو بھیج دیں۔ آپ نے فرمایا اے ابن اکوع! تو ان پر غالب ہو چکا اب جانے دے وہ اپنی قوم میں پہنچ گئے وہاں ان کی مہمانی ہو

رہی ہے۔

فوائد : دور جاہلیت میں جب مصیبت آتی تو باآواز بلند ((يَا صَبَاحا يَا صَبَاحًا)) کہا جاتا یعنی یہ صبح مصیبت بھری ہے جلد آؤ اور مدد کرو اگر اس طرح کی آواز کفار و مشرکین کے خلاف استعمال کی جائے تو جائز ہے بصورت دیگر منع ہے۔ (عون الباری:۵۷۵/۳)

٧٦ - باب : فِكَاكُ الأَسِيرِ

باب ٧٦: قیدی کو رہا کرنا

١٣٠١ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (فُكُّوا الْعَانِيَ [يَعْنِي: الأَسِيرَ] وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ). [رواه البخاري: ٣٠٤٦]

١٣٠١۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیدی کو رہا کرو بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو۔

فوائد : دشمن کی قید سے مسلمان قیدی کو رہا کرانا ضروری ہے خواہ تبادلہ یا معاوضہ یا اور کسی طریقہ سے' اسی طرح بھوکے کو کھانا کھلانا بھی اخلاقی فرض ہے البتہ تیمار داری ایک امر مستحب ہے۔ (عون الباری:۵۷۶/۳)

١٣٠٢ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ إِلاَّ مَا فِي كِتَابِ ٱللهِ؟ قَالَ: لَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، مَا أَعْلَمُهُ إِلاَّ فَهْمًا يُعْطِيهِ ٱللهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ، وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ، قُلْتُ: وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفِكَاكُ الأَسِيرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. [رواه البخاري: ٣٠٤٧]

١٣٠٢۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ کی کتاب کے سوا کچھ اور وحی بھی تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے کہا نہیں اس ذات کی قسم جس نے دانہ پھاڑا اور روح کو پیدا کیا میں تو اس قسم کی وحی سے واقف نہیں ہوں البتہ کتاب اللہ کا فہم و بصیرت ایک دوسری چیز ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کو عطا فرماتا ہے یا جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ دیت کے احکام قیدی' کو رہا کرنا اور یہ کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے۔

فوائد : اس حدیث سے شیعہ حضرات کی بھی تردید ہوتی ہے جن کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بے شمار قرآنی آیات عام لوگوں کو نہیں بتائیں بلکہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کو ان سے آگاہ فرمایا یہ صریح جھوٹ ہے۔ (عون الباری:۵۷۷/۳)

٧٧ - باب: فِدَاءُ الْمُشْرِكِينَ

باب ۷۷: کافروں سے فدیہ لینا

١٣٠٣ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رِجالًا مِنَ الأَنْصارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لنا فَلْنَتْرُكْ لابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاهُ، فَقَالَ: (لاَ تَدَعُونَ مِنْه دِرْهَمًا). [رواه البخاري: ٣٠٤٨]

۱۳۰۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ حکم دیں تو ہم اپنے بھانجے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے ان کا فدیہ معاف کر دیں آپ نے فرمایا نہیں تم اس کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

فوائد: مسلمانوں کا حق وصول کرنے میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے حقیقی چچا سے بھی کوئی رعایت نہ کی اور اس سلسلہ میں انصار کی پیشکش کو بھی ٹھکرادیا اسی طرح دینی معاملات میں رشتہ داری کی بنیاد پر سفارش کرنے کا دروازہ بھی ہمیشہ کیلئے بند کر دیا۔ (عون الباری:۳/۵۷۸)

٧٨ - باب: الحَرْبِيُّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الإِسْلاَمِ بِغَيْرِ أَمانٍ

باب ۷۸: حربی کافر جب دارالاسلام میں امان لئے بغیر چلا آئے (تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟)

١٣٠٤ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ المُشْرِكِينَ وَهُوَ في سَفَرٍ، فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اطْلُبُوهُ وَاقْتُلُوهُ)، فَقَتَلَهُ فَنَفَّلَهُ سَلَبَهُ. [رواه البخاري: ٣٠٥١]

۱۳۰۴۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مشرکین کا ایک جاسوس آیا جبکہ آپ سفر میں تھے اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا پھر اٹھ کر چل دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے ڈھونڈ کر مار ڈالو۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا تو آپ نے انہیں جاسوس کا سامان بھی دلا دیا۔

فوائد: یہ جنگ ہوازن کا واقعہ ہے اس سے پہلے مال غنیمت کے احکام نازل ہو چکے تھے کہ وہ صرف اللہ کے لئے ہے رسول اللہ ﷺ نے اس قرآنی عام حکم کو خاص فرمایا کہ کافر کا سازوسامان اسے قتل کرنے والے کو ملتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۷۹)

٧٩ - باب: جَوَائِزُ الْوَفْدِ

باب ٧٩: آنے والوں (سفیروں) کو انعام دینا

٨٠ - باب: هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ

باب ٨٠: ذمیوں کی سفارش اور ان سے معاملہ کرنا

١٣٠٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ، ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ، فَقَالَ: (ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا). فَتَنَازَعُوا، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوا: هَجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: (دَعُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ)، وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ: (أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ). وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ.

[رواه البخاري: ٣٠٥٣]

١٣٠٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جمعرات کا دن! کیا ہے جمعرات کا دن! اس کے بعد وہ اتنا روئے کہ آنسوؤں سے زمین کی کنکریاں تر ہو گئیں پھر کہنے لگے رسول اللہ ﷺ کی بیماری جمعرات کے دن زیادہ ہو گئی۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ میرے پاس لکھنے کے لئے کچھ لاؤ تاکہ میں تمہیں ایک تحریر لکھوادوں کہ تم اس کے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو گے لیکن لوگوں نے اختلاف کیا تو آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے سامنے جھگڑنا زیبا نہیں۔ پھر لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ جدائی کی باتیں کر رہے ہیں آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی جانب تم مجھے بلا رہے ہو اور آپ نے اپنی وفات کے وقت تین باتوں کی وصیت فرمائی مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا اور قاصدوں کو اسی طرح انعام دینا جس طرح میں دیتا تھا راوی کہتا ہے میں تیسری بات بھول گیا۔

فوائد : بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق کچھ پروانہ تحریر کرانا چاہتے تھے کیونکہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اور اس (خلافت) کی تمنا کر بیٹھے کہ میں اس کا حق رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اللہ اور دیگر مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی اور کو تسلیم نہیں کریں گے۔ (عون الباری:٣/٥٨١)

٨١ - باب: كَيْفَ يُعْرَضُ الإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ

باب ٨١: بچے پر اسلام کیسے پیش کیا جائے؟

١٣٠٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ، فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: (إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلٰكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ). [رواه البخاري: ٣٠٥٧]

١٣٠٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو گئے اور اللہ کی شایان شان تعریف کی۔ اس کے بعد دجال کے ذکر میں فرمایا میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو اس سے ڈرایا تھا مگر میں تمہیں ایسی نشانی بتلاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتلائی تمہیں علم ہونا چاہئے کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ یک چشم نہیں ہے۔

فوائد: ظاہری طور پر یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں لیکن یہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے اس میں ابن صیاد کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس وقت وہ قریب البلوغ تھا اس طرح اس طرح عنوان سے مطابقت ہو گئی۔ (عون الباری:٣/٥٨٦)

٨٢ - باب: كِتَابَةُ الإِمَامِ النَّاسَ

باب ٨٢: مردم شماری کرنے کا بیان

١٣٠٧ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ). فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةِ رَجُلٍ، فَقُلْنَا: نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِينَا، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ. [رواه البخاري: ٣٠٦٠]

١٣٠٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنے لوگ بھی کلمہ اسلام پڑھتے ہیں ان کی مردم شماری کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ ہم نے ایک ہزار پانچ سو مردوں کے نام تحریر کئے پھر ہم نے اپنے دل میں کہا کیا ہم اب بھی کافروں سے ڈریں حالانکہ ہم پندرہ سو ہیں؟ پھر میں نے اپنی جماعت کو دیکھا کہ ہم اس قدر خوف میں مبتلا کر دیئے گئے کہ ہم میں سے کوئی مارے خوف کے اکیلا ہی نماز پڑھ لیتا ہے۔

فوائد: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس وقت کی جب ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اور نماز میں بہت تاخیر کرتا تھا تو تقویٰ شعار لوگ اول وقت اکیلے ہی نماز ادا کر لیتے تھے لیکن ہمارے دور میں تو حکمران نماز کا نام ہی نہیں لیتے۔

٨٣ - باب: مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلَى عَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا

باب ۸۳: جو شخص دشمن پر غالب ہو کر تین دن تک ان کے میدان میں ٹھہرا رہے

١٣٠٨ : عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. [رواه البخاري: ٣٠٦٥]

۱۳۰۸۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر غالب ہو جاتے تو تین دن تک اسی میدان میں ٹھہرے رہتے تھے۔

فوائد: تاکہ اس علاقہ کی فلاح وبہبود کے لئے مفید اصلاحات کو نافذ کیا جائے نیز اسلام کی شان وشوکت کا اظہار بھی مقصود ہوتا تین دن اس لئے ٹھہرتے کہ مسافرانہ حالت برقرار رہے کیونکہ اس سے زائد پڑاؤ اقامت میں شامل ہو جاتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۸۸)

٨٤ - باب: إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ

باب ۸۴: جب مشرک کسی مسلمان کا مال لوٹ لیں پھر وہ مسلمان اپنا مال پا لینے میں کامیاب ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

١٣٠٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَعْنِي بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٠٦٧]

۱۳۰۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ان کا ایک گھوڑا بھاگ نکلا اور اسے دشمن نے پکڑ لیا۔ پھر مسلمانوں نے کافروں پر جب غلبہ پایا تو گھوڑا انہیں واپس کر دیا گیا اس طرح رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے بعد ان کا ایک غلام بھی بھاگ کر روم کے کافروں سے مل گیا تھا جب مسلمان ان پر غالب ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ غلام انہیں واپس کر دیا۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کافر غلبہ کے بعد بھی مسلمانوں کے کسی مال کے مالک نہیں بن سکتے۔ (عون الباری:۳/۵۸۹)

٨٥ - باب: مَنْ تكلَّمَ بالفَارِسِيَّةِ والرَّطَانَةِ وقول الله تَعالى: ﴿وَٱخْتِلَٰفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَٰنِكُمْ﴾ وَقالَ: ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ﴾

باب ۸۵: ارشاد باری تعالیٰ "تمہارے رنگ اور زبانوں کے اختلاف میں بھی قدرت کی نشانی ہے (روم) ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر وہ اپنی قوم کی زبان بولتا تھا" لہٰذا فارسی یا کوئی اور عجمی زبان بولنا جائز ہے۔

١٣١٠ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ذَبَحْنا بُهَيْمَةً لَنا، وَطَحَنْتُ صاعًا مِنْ شَعِيرٍ، فَتَعالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ، فَصاحَ النَّبِيُّ ﷺ فَقالَ: (يَا أَهْلَ الخَنْدَقِ، إِنَّ جابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا، فَحَيَّهَلًا بِكُمْ). [رواه البخاري: ٣٠٧٠]

۱۳۱۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے (غزوہ خندق کے وقت) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا پیسا ہے لہٰذا آپ اور مزید چند لوگ تشریف لے چلیں تو رسول اللہ ﷺ نے بآواز بلند فرمایا اے اہل خندق! جابر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لئے ضیافت تیار کی ہے آؤ جلدی چلیں۔

فوائد: ان احادیث سے ان لوگوں کی تردید مقصود ہے جو عربی کے علاوہ دیگر زبانوں کے سیکھنے پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بعض اوقات فارسی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں سور فارسی کا لفظ ہے۔

١٣١١ : عَنْ أُمِّ خالِدٍ بِنْتِ خالِدِ ابْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ، قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (سَنَهْ سَنَهْ)، وَهِيَ بِالحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ، قالَتْ: فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَزَبَرَنِي أَبِي، قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (دَعْهَا)، ثُمَّ قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي). [رواه البخاري:

۱۳۱۱۔ حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت میرے جسم پر زرد رنگ کا کرتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنہ سنہ حبشی زبان میں اس کے معنی "اچھی ہے" کے ہیں حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے کھیلنے دو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے (مجھے دعا دی) فرمایا کرتا پرانا کرو اور پھاڑو' پھر کرتا پرانا کرو اور

[۳۰۷۱]

پھاڑو' پھر پرانا کرو اور پھاڑو (یعنی تیری عمر دراز ہو)

٨٦ - باب: الغُلُولُ وَقَولُ الله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ﴾

باب ٨٦: ارشاد باری تعالیٰ "جو غنیمت کے مال میں چوری کرے گا وہ اس کے سمیت قیامت کے دن آئے گا" کی روشنی میں مال غنیمت میں خیانت کرنے کا بیان

١٣١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْغُلولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ، قَالَ: (لاَ أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ، عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهَا حَمْحَمَةٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللهِ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، أَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ). [رواه البخاري: ٣٠٧٣]

١٣١٢۔ حضرت ابوھریرہ بنائٹھ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور آپ نے غنیمت میں خیانت کا ذکر فرمایا اور اسے بڑا سخت گناہ قرار دیا اور اس کے معاملہ کو بہت سنگین ظاہر کیا پھر فرمایا میں تم سے کسی شخص کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو اور وہ ممیا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا ہنہنا رہا ہو۔ پھر وہ شخص کہے کہ یارسول اللہ ﷺ میری فریاد رسی فرمایئے! اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتا کیونکہ میں تو تجھے اللہ کا پیغام پہنچا چکا ہوں اور یا اس کی گردن پر اونٹ بلبلا رہا ہو اور وہ شخص کہے یارسول اللہ ﷺ! میری مدد کیجئے اور میں کہہ دوں کہ میں اب کوئی اختیار نہیں رکھتا میں نے تو تجھے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یا اس کی گردن پر سونے چاندی جیسا خاموش مال ہو اور وہ شخص کہے یارسول اللہ ﷺ! میری فریاد رسی فرمایئے! اور میں کہہ دوں کہ میں اب کوئی اختیار نہیں رکھتا میں نے تجھے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے اور یا اس کی گردن پر کپڑا ہو جو اس کا گلا گھونٹ رہا ہو اور وہ شخص کہے یارسول اللہ ﷺ! میری فریادرسی فرمائیں اور میں

کہہ دوں کہ اب میں کوئی اختیار نہیں رکھتا میں تو تجھے اللہ کا پیغام پہنچا چکا ہوں۔

فوائد: ان احادیث میں خیانت کی سنگینی بیان کرنا مقصود ہے کہ قیامت کے دن بھرے مجمع میں خیانت پیشہ لوگوں کو بر سرعام ذلیل ورسوا کیا جائے گا نیز خیانت تھوڑی ہو یا زیادہ جرم میں سب برابر ہیں۔ (عون الباری:۳/۵۹۴)

٨٧ - باب: القَلِيلُ مِنَ الْغُلُولِ

باب ۸۷: مال غنیمت میں تھوڑی سی خیانت کرنا

١٣١٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: كانَ عَلَى ثَقَلِ رَسولِ ٱللهِ ﷺ رَجلٌ يُقالُ لَهُ كِرْكِرَةُ فَماتَ، فقالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هُوَ في النَّارِ)، فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا عَباءَةً قَدْ غَلَّهَا. [رواه البخاري: ٣٠٧٤]

۱۳۱۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کرکرہ نامی ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامان پر مقرر تھا جب وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے لوگ اس کا حال دیکھنے گئے تو انہوں نے اس کے سامان میں ایک چادر پائی جس کو اس نے خیانت کے طور پر مال غنیمت سے چرا لیا تھا۔

٨٨ - باب: اسْتِقْبالُ الغُزَاةِ

باب ۸۸: غازیوں کا استقبال کرنا

١٣١٤ : عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَالَ لابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَٱبْنُ عَبَّاسٍ؟ قالَ: نَعَمْ، فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ. [رواه البخاري: ٣٠٨٢]

۱۳۱۴۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہیں یاد ہے کہ جب ہم، تم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے استقبال کو گئے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں خوب یاد ہے کہ آپ نے ہمیں تو اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

فوائد: صحیح مسلم اور مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو چھوڑ کر عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ بٹھایا تھا یہ راوی کا وہم ہے امام بخاری کی روایت ترجیح یافتہ ہے۔ (عون الباری:۳/۵۹۷)

١٣١٥ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مَعَ الصِّبْيانِ إِلَى ثَنِيَّةِ

۱۳۱۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم بچوں کے ساتھ مل کر ثنیۃ الوداع تک رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لئے

الْوَدَاعِ. [رواه البخاري: ٣٠٨٣]

گئے تھے۔

فوائد: ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک سے واپس آئے تو بچوں نے آپ کا استقبال کیا تھا۔ (عون الباری:۳/۵۹۷)

١٣١٦ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيعًا، فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ جَعَلَنِي ٱللهُ فِدَاءَكَ، قَالَ: (عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ)، فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا، وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا، وَاكْتَنَفْنَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: (آيِبُونَ تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)، فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ، حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ. [رواه البخاري: ٣٠٨٦]

۱۳۱۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم عسفان سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا پھر اچانک آپ کی اونٹنی کا پاؤں پھسلا اور آپ دونوں گر پڑے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جلدی سے کود کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ پر مجھے قربان فرمائے چوٹ تو نہیں آئی؟ آپ نے فرمایا پہلے عورت کی خبر لو' لہٰذا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہی کپڑا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پر ڈال دیا پھر دونوں کے لئے سواری درست کی چنانچہ دونوں سوار ہوئے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے پھر جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا

"ہم واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے اپنے اللہ کی عبادت اور تعریف کرتے ہوئے"

آپ مسلسل یہی کلمات فرماتے رہے تاآنکہ کہ مدینہ میں داخل ہوئے۔

فوائد: یہ واقعہ غزوہ خیبر سے واپسی پر وقوع پذیر ہوا کیونکہ غزوہ عسفان ۶ھ میں ہوا جبکہ غزوہ خیبر ۷ھ کا ہے اور اسی سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ (عون الباری:۳/۵۹۸)

٨٩ - باب: الصَّلَاةُ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

باب ۸۹: سفر سے واپسی پر نماز پڑھنا

١٣١٧ : عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ

۱۳۱۷۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے دن چڑھے واپس

سَفَرٍ ضُحًى دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ. [رواه البخاري: ٣٠٨٨]

آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور بیٹھنے سے پہلے دو رکعات نفل ادا کرتے۔

فوائد: مقصد یہ تھا کہ سفر کی انتہاء مسجد کے ساتھ تعلق پر ہو اور اللہ کا شکریہ ادا کیا جائے کہ اس نے بخیر وعافیت واپس آنے کی توفیق دی۔

٩٠ - باب: فَرْضُ الْخُمُسِ

باب ٩٠: خمس کے فرض ہونے کا بیان۔

١٣١٨ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّه قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا نُورَثُ، ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)، وَكَانَ يُنْفِقُ مِنَ المالِ الذي أفاءَ اللهُ عَلَيْهِ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِم، ثُمَّ يَأْخُذُ ما بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مالِ ٱللهِ، ثُمَّ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ مِنَ الصَّحابَةِ: أَنْشُدُكُم باللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ ذٰلِكَ؟ قالوا: نَعَمْ، وكانَ في المَجْلِسِ عَلِيٌّ وعبّاسٌ وعُثمانُ وعَبْدُ الرَّحمٰنِ بن عَوْفٍ والزُّبَيْرُ وسَعْدُ بْنُ أَبي وقّاص، وَذَكَرَ حَديثَ عَلِيٍّ والعبّاس ومُنازَعَتَهُما، ولَيْس الإثباتُ بِهِ مِن شَرْطِنا. [رواه البخاري: ٣٠٩٤]

١٣١٨۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے جو اللہ نے آپ کو بطور فئی دیا تھا اس میں سے اپنے اہل خانہ کے سال بھر کے مصارف میں خرچ فرماتے اس کے بعد جو باقی رہتا اس کو اس مصرف میں خرچ فرماتے جہاں صدقہ خرچ کیا جاتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے یہ آسمان اور زمین قائم ہے کیا تم یہ جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہاں اس وقت مجلس میں حضرت علی، حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

نوٹ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے جھگڑے کی پوری حدیث ذکر کی جس کا لانا ہمارے فرائض میں شامل نہیں۔ (کیونکہ اخبار صحابہ ہمارا موضوع نہیں ہے)

فوائد: مال فئی میں سے اپنے اہل خانہ کے لئے سال بھر کے لئے غلہ اور کھجوریں رکھ لیتے اس کے باوجود بعض اوقات دیگر مصارف میں گھر کی ضروریات کے لئے رکھا ہوا سازو سامان خرچ ہو جاتا اور آپ

گھریلو ضروریات کے لئے قرضہ لینے پر مجبور ہو جاتے۔ (عون الباری:۶۰۲/۳)

٩١ - باب: ما ذُكر مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِن ذلِكَ مِمَّا لَمْ يُذكَر قِسمَتُهُ وَمِن شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ مما تَبَرَّكَ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُم بَعْدَ وَفاتِهِ

باب ۹۱: رسول اللہ ﷺ کی زرہ' عصا' پیالہ اور انگوٹھی کا ذکر جنہیں آپ کے بعد خلفاء نے استعمال کیا لیکن ان کی تقسیم منقول نہیں۔ اسی طرح آپ کے موئے مبارک' نعلین اور برتنوں کا بیان جن سے آپ کی وفات کے بعد صحابہ اور غیر صحابہ برکت حاصل کرتے رہے۔

١٣١٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَخْرَجَ إِلى الصَّحابَةِ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبالانِ، فَحَدَّثَ: أَنَّهُمَا نَعلا النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ٣١٠٧]

۱۳۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بغیر بالوں کے دو پرانی جوتیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے نکالیں۔ ان پر دو تسمے لگے ہوئے تھے اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی پاپوش مبارک تھیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی تمام چیزیں بابرکت تھیں ان سے برکت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ ان اشیاء کی خود ساختہ تصاویر کو بطور نمائش استعمال کرنا خلاف شرع ہے۔ چنانچہ آج کل ایک مخصوص مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ اکثر دوکانوں اور بسوں میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک' نعلین' لاٹھی اور مصلی وغیرہ کی تصاویر کے کارڈ لئے پھرتے ہیں اور ان کے متعلق لوگوں کو یہ بتاتے ہیں کہ ان کو گھر' دوکان یا دفتر وغیرہ میں رکھنے سے ہر قسم کی معیبت وبلا ٹل جاتی ہے تنگ دست کی تنگی دور ہو جاتی ہے اور ضرورت مند کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ خلاف شریعت ہے' شریعت میں ان تصورات وخیالات کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ تصویر سے اگر اصل کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے تو ہر گھر میں بیت اللہ کی تصویر رکھ کر' لاکھ نماز کا ثواب حاصل کیا جا سکتا۔ حجر اسود کی تصویر رکھ کر اس کا طواف کر لیا جائے۔ مکہ معظمہ جانے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

١٣٢٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها أَنَّهَا أَخْرَجَتْ كِساءً مُلَبَّدًا، وَقالَتْ: في هٰذَا نُزِعَ رُوحُ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ٣١٠٨]

۱۳۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک پیوند لگی ہوئی چادر نکالی اور بیان کیا کہ اس کو اوڑھے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

فوائد: پیوند لگی چادر بنظر تواضع یا اتفاقاً کبھی پہنی ہوگی کیونکہ قصداً ایسا کپڑا زیب تن کرنا ثابت نہیں

ہے بلکہ آپ کی عادت مبارک تھی کہ جو کپڑا میسر ہوتا اسے پہنتے خواہ مخواہ پھٹی پرانی پیوند لگی چادر پہننا آپ کے شایانِ شان نہ تھا۔ (عون الباری:۶۰۴/۳)

١٣٢١ : وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّهَا أَخْرَجَتْ إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنْ هٰذِهِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْمُلَبَّدَةَ. [رواه البخاري: ٣١٠٨]

۱۳۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک موٹا تہبند نکالا جو یمن میں بنتا تھا اور ایک چادر جس کو تم ملبدہ (موٹا یا پیونددار) کہتے ہو۔ (فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی ہیں)

١٣٢٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ ﷺ ٱنْكَسَرَ، فَٱتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ. [رواه البخاري: ٣١٠٩]

۱۳۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹے ہوئے پیالہ کو چاندی کے تار سے جوڑ لیا تھا۔

فوائد: صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں یہ عبارت موجود ہے "امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا پیالہ بصرہ میں کسی کے پاس دیکھا اور اس سے پانی نوش کیا"۔ (عون الباری:۱۰۳/۱۰)

٩٢ - باب: قوله تعالى: ﴿فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ﴾

باب ۹۲: ارشاد باری تعالیٰ "مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے" (یعنی رسول ﷺ اس کو تقسیم کرے گا)

١٣٢٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ، فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: لاَ نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ، وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْنًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وُلِدَ لِي غُلَامٌ، فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ، فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: لاَ نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْنًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

۱۳۲۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم انصار میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا اس پر انصار نے کہا ہم تجھے ابو القاسم ہر گز نہیں کہیں گے اور نہ ہی اس کنیت سے تیری آنکھ ٹھنڈی کریں گے۔ یہ سن کر وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے۔ اب انصار کہتے ہیں کہ ہم

(أَحْسَنَتِ الأَنْصَارُ، سَمُّوا بِٱسْمِي وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ). [رواه البخاري: ٣١١٥]

تجھے نہ تو ابو القاسم کہیں گے اور نہ ہی تیری آنکھ ٹھنڈی کریں گے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار نے اچھا کردار ادا کیا ہے میرے نام پر نام تو رکھ لو مگر میری کنیت مت اختیار کرو کیونکہ قاسم تو میں ہی ہوں۔

فوائد: مال خمس میں اللہ کا ذکر تعظیم کے لئے ہے اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حصے کا مالک ہوتا ہے یا صرف تقسیم کنندہ ہے۔ امام بخاری کا موقف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے مالک نہیں ہوتے بلکہ اس کی تقسیم آپ کے ذمہ ہوتی ہے۔

١٣٢٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَا أُعْطِيكُمْ وَلاَ أَمْنَعُكُمْ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ). [رواه البخاري: ٣١١٧]

۱۳۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو میں تمہیں کچھ دیتا ہوں اور نہ ہی تم سے کوئی چیز روک سکتا ہوں میں تو تقسیم کنندہ ہوں جہاں مجھے حکم دیا جاتا ہے وہیں صرف کرتا ہوں۔

١٣٢٥ : عَنْ خَوْلَةَ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ رِجَالاً يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ ٱللهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٣١١٨]

۱۳۲۵۔ حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں بے جا تصرف کرتے ہیں وہ قیامت کے دن دوزخ میں جائیں گے۔

فوائد: اس حدیث کے پیش نظر حاکم وقت کا یہ فرض ہے کہ وہ قومی خزانہ فضول کاموں میں صرف نہ کرے بلکہ عدل وانصاف کے ساتھ اسے صحیح مصرف میں خرچ کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۷/۳۰۶)

٩٣ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «أُحِلَّتْ لَكُمُ الغَنَائِمُ»

باب ۹۳: فرمان نبوی کہ تمہارے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے

١٣٢٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لاَ يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ ٱمْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلاَ

۱۳۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد کیا تو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے کسی عورت سے نکاح تو کیا ہو لیکن ابھی تک

أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلَا آخَرُ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ، وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا، فَغَزَا، فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ، أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اللَّهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ - يَعْنِي النَّارَ - لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: إِنَّ فِيكُمْ غُلولًا، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيكُمُ الغُلُولُ، فَلْتُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: فِيكم الغُلُولُ فَجَاؤُوا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعُوهَا، فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا، ثُمَّ أَحَلَّ اللهُ لَنَا الْغَنَائِمَ، رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا، فَأَحَلَّهَا لَنَا). [رواه البخاري: ٣١٢٤]

رخصتی نہ ہوئی ہو اور وہ رخصتی کا خواہاں ہو اور نہ وہ شخص جائے جس نے گھر کی چار دیواری تو کی ہو اور ابھی تک چھت نہ ڈالی ہو اور نہ ہی وہ شخص جس نے حاملہ بکریاں اور اونٹنیاں خریدی ہوں اور ان کے بچے جننے کا منتظر ہو۔ یہ کہہ کر وہ جہاد کے لئے گئے اور ایک گاؤں کے قریب اس وقت پہنچے کہ عصر کا وقت ہو چکا تھا یا نزدیک تھا انہوں نے آفتاب سے کہا کہ تو بھی اللہ کا محکوم ہے اور میں بھی اسی کا تابع فرمان ہوں۔ پھر یوں دعا کی اے اللہ! اس کو ہمارے لئے غروب سے روک دے۔ چنانچہ وہ روک لیا گیا تا آنکہ اللہ نے ان کو فتح دی۔ پھر انہوں نے مال غنیمت کو اکٹھا کیا پھر آگ آئی تاکہ اسے کھا جائے لیکن اس نے نہ کھایا۔ تو نبی علیہ السلام نے کہا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے لہٰذا اب ہر قبیلہ کا ایک ایک شخص مجھ سے بیعت کرے چنانچہ ایک شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چپک گیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے قبیلہ والوں نے چوری کی ہے۔ لہٰذا تمہارے قبیلہ کے سب لوگ مجھ سے بیعت کریں۔ پھر دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ ان کے ہاتھ سے چپک گئے۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا تم نے ہی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ پھر وہ سونے کا سر لائے جو گائے کے سر جیسا تھا اس کو انہوں نے رکھا تو آگ نے آکر مال غنیمت کو کھا لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا چونکہ اس نے ہماری عاجزی اور کم طاقتی کو ملاحظہ فرمایا اس لئے ہمارے لئے مال غنیمت کو جائز قرار دیا۔

فوائد : اس امت کے مسلمانوں کی اللہ کے حضور عاجزی اور فروتنی اس قدر رنگ لائی کہ مال غنیمت ان کے لئے حلال کر دیا گیا یہ اس امت کا خاصا ہے جو دوسری امتوں کو نہیں ملا۔ (عون الباری:۳/۶۱۱)

٩٤ - باب

باب ۹۴:

١٣٢٧ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ، وَهُوَ فِيهَا فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً، فَكَانَتْ سِهَامُهُمُ ٱثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا، أَوْ: أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا، وَنُفِّلوا بَعِيرًا بَعِيرًا. [رواه البخاري: ٣١٣٤]

۱۳۲۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فوج نجد کی طرف روانہ کی جس میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے اور انہوں نے بہت سے اونٹ غنیمت میں پائے ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ آئے پھر ایک ایک اونٹ انہیں مزید انعام میں دیا گیا۔

فوائد : بخاری میں یہ حدیث بلا عنوان نہیں ہے بلکہ اس پر یوں عنوان قائم کیا ہے "امام مال خمس کو اپنی صوابدید پر تقسیم کرنے کا مجاز ہے وہ کسی کو نمایاں خدمات کی وجہ سے زیادہ بھی دے سکتا ہے" چنانچہ اس حدیث میں ہے کہ تمام غازیوں کو مال غنیمت کے علاوہ ایک ایک اونٹ مزید دیا گیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا۔ (عون الباری:۳/۶۱۳)

١٣٢٨ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِالْجِعْرَانَةِ، إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: ٱعْدِلْ، فَقَالَ لَهُ: (لَقَدْ شَقِيتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ). [رواه البخاري: ٣١٣٨]

۱۳۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص نے آپ سے کہا کہ انصاف کیجئے! آپ نے فرمایا اگر میں عدل سے تقسیم نہ کروں تو بدبخت ہو جاؤں۔ اعاذہ اللہ

فوائد : چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صوابدید کے مطابق مال خمس کو تقسیم کرنے کا اختیار تھا اور آپ نے کسی کو اس کی نمایاں خدمات کی وجہ سے زیادہ دیا ہو گا تبھی اعتراض کیا گیا جو مبنی بر حقیقت نہ تھا۔

١٣٢٩ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَصَابَ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ، فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوتِ مَكَّةَ،

۱۳۲۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حنین کے قیدیوں میں سے دو لونڈیاں پائی تھیں اور ان کو مکہ کے کسی گھر میں چھوڑ دیا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ: فَمَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سَبْيِ حُنَيْنٍ، فَجَعَلُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، اُنْظُرْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: مَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّبْيِ، قَالَ: اذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ. [رواه البخاري: ٣١٤٤]

نے جنگ حنین کے قیدیوں پر احسان کیا تو وہ گلی کوچوں میں دوڑنے لگے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ! دیکھو کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں پر احسان کرتے ہوئے انہیں آزاد کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ اور ان دونوں لونڈیوں کو آزاد کر دو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مال خمس میں سے دو لونڈیاں دی تھیں جن کا اس حدیث میں ذکر ہے چنانچہ اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان بندی کی ہے' رسول اللہ کا مؤلفہ قلوب اور غیر مؤلفہ قلوب کو خمس سے کچھ دینا۔

٩٥ - باب: مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الأَسْلاَبَ وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلاً فَلَه سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ وَحُكمِ الإِمَامِ فِيهِ

باب ۹۵: جس نے کافر مقتول کے اسباب میں سے خمس نہ لیا نیز جس مسلمان نے کسی کافر کو قتل کیا تو اس کا سامان اداء خمس اور حکم امام کے بغیر ہی اسی کیلئے ہو گا

١٣٣٠ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَشِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بِغُلاَمَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ، حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا، تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا، فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ: يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لاَ يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الأَعْجَلُ مِنَّا، فَتَعَجَّبْتُ

۱۳۳۰۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں بدر کے دن میدان جنگ میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے انصار کے دو کمسن بچے نظر آئے میں نے یہ آرزو کی کہ کاش میں ان سے زبردست اور قوی کے درمیان ہوتا۔ اتنے میں مجھے ان میں سے ایک نے اشارہ سے پوچھا اے چچا! کیا تم ابو جہل کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں اے میرے بھتیجے! تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میرا جسم اس کے جسم

لِذٰلِكَ، فَغَمَزَنِي الآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلاَ، إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمانِي، فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلاَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ، فَقَالَ: (أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟). قالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ: (هَلْ مَسَحْتُما سَيْفَيْكُمَا؟). قالاَ: لاَ، فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ: (كِلاَكُمَا قَتَلَهُ، سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الجَمُوحِ)، وَكَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الجَمُوحِ. [رواه البخاري: ٣١٤١]

سے جدا نہ ہو گا تا آنکہ ہم میں سے جس کے لئے پہلے موت مقدر ہے وہ مر جائے۔ مجھے اس کی بات سے تعجب ہوا۔ پھر مجھے دوسرے نے اشارہ کیا اور اسی قسم کی بات اس نے بھی کی۔ الغرض تھوڑی دیر بعد میں نے ابو جہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں آ جا رہا ہے میں نے کہا دیکھو وہ آ پہنچا جس کو تم چاہتے ہو۔ پھر وہ دونوں اپنی تلواریں لے کر اس کی جانب بڑھے اور وار کرنے لگے حتی کہ اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے اور آپ سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کہنے لگا میں نے کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواروں کو صاف کر لیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ پھر آپ نے ان کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا کہ تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے پھر آپ نے اس کا سامان معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور یہ دونوں معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہما تھے۔

فوائد: ہوا یوں کہ معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کیا تھا چونکہ اس کار خیر میں معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ بھی شامل تھا اس لئے حوصلہ افزائی کے طور پر فرمایا کہ تم دونوں نے اسے جہنم واصل کیا ہے۔ (عون الباری:۷/۶۱۱/۳)

٩٦ - باب مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَغَيرِهِ

باب ۹۶: رسول اللہ ﷺ کا مؤلفہ قلوب وغیر مؤلفہ قلوب کو خمس وغیرہ سے کچھ دینا

١٣٣١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ، لأَنَّهُمْ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ). [رواه البخاري: ٣١٤٦]

۱۳۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قریش کو ان کی تالیف قلبی کے لئے زیادہ دیتا ہوں کیونکہ ان کی جاہلیت (کفر) کا زمانہ ابھی ابھی گزرا ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مال خمس امام وقت کی صوابدید پر موقوف ہے وہ جہاں مناسب خیال کرے تقسیم کرنے کا مجاز ہے۔ (عون الباری:۶۱۸/۳)

١٣٣٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ، قالُوا لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، حِينَ أَفَاءَ ٱللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ ما أَفاءَ، فَطَفِقَ يُعْطِي رِجالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الإِبِلِ، فَقَالُوا: يَغْفِرُ ٱللهُ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ. قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا ٱجْتَمَعُوا جاءَهُمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقالَ: (ما كَانَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟). قالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ: أَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، وَقَدْ تَقَدَّمَ الحَدِيثُ بِطُولِهِ. (برقم: ١٣٣١) [رواه البخاري: ٣١٤٧ وانظر حديث

۱۳۳۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ہوازن کے مال میں سے جتنا بھی بطور غنیمت دیا تو اس میں سے آپ نے قریش کے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ دیئے۔ اس پر بعض انصاری لوگ کہنے لگے کہ اللہ اپنے رسول اللہ ﷺ کو معاف کرے۔ آپ قریش کو اتنا دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے کافروں کا خون ٹپک رہا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی بات بیان کی گئی تو آپ نے انصار کو بلا کر ایک چمڑے کے خیمے میں جمع کیا لیکن ان کے ساتھ کسی اور کو نہ بلایا اور جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ ان کے عقلمند لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے سمجھ دار لوگوں نے کچھ نہیں کہا ہے۔ یہ مکمل حدیث (۱۶۷۳) آگے آ رہی ہے۔

رقم: ٤٣٣٤]

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا کا مال و متاع لے کر گھروں کو واپس جائیں اور تمہیں رسول اللہ ﷺ کی معیت نصیب ہو' اس پر تمام انصار خوش ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم (عون الباری:۳/۶۲۰)

١٣٣٣ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ النَّاسُ، مُقْبِلًا مِنْ حُنَيْنٍ، عَلِقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ، حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَوَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: (أَعْطُونِي رِدَائِي، فَلَوْ كَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا، وَلَا كَذُوبًا، وَلَا جَبَانًا).
[رواه البخاري: ٣١٤٨]

۱۳۳۳۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ دیگر کئی لوگ بھی آپ کے ہمراہ حنین سے لوٹ کر آ رہے تھے کہ چند دیہاتی رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگنے لگے اور ایسا لپٹے کہ آپ کو کیکر کے ایک درخت کی طرف دھکیل کر لے گئے۔ جس میں آپ کی چادر اٹک گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا میری چادر تو دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر اونٹ ہوتے تو میں وہ تم ہی میں تقسیم کر دیتا تم ہرگز مجھے بخیل' جھوٹا اور بزدل نہیں پاؤ گے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت انسان اپنے اوصاف حمیدہ بیان کر سکتا ہے بشرطیکہ اظہار فخر مقصود نہ ہو نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کم از کم قائدین حضرات کو بخل' جھوٹ اور بزدلی جیسے برے اوصاف سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۳/۶۲۱)

١٣٣٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيدَةً، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ أَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي

۱۳۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا۔ اس وقت آپ پر ایک موٹے حاشیہ کی نجرانی چادر تھی۔ ایک دیہاتی نے آپ کو گھیر لیا اور زور سے آپ کو کھینچا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی گردن اور کندھے کے درمیان زور سے کھینچے جانے کے باعث چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا تھا۔ پھر دیہاتی نے کہا اللہ کا وہ مال جو تمہارے پاس ہے اس

عِنْدَكَ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. [رواه البخاري: ٣١٤٩]

میں سے کچھ مجھے بھی دلاؤ۔ پھر آپ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور اسے کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قائدین حضرات کو برد باری' بلند حوصلگی' صبر اور جوانمردی جیسے اوصاف سے متصف ہونا چاہئے رسول اللہ ﷺ میں یہ اوصاف حمیدہ بدرجہ اتم موجود تھے۔ (عون الباری:٣/٦٢٢)

١٣٣٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ، آثَرَ النَّبِيُّ ﷺ أُنَاسًا فِي الْقِسْمَةِ، أَعْطَى الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ، فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ، قَالَ رَجُلٌ: وَٱللهِ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا، أَوْ مَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ ٱللهِ، فَقُلْتُ: وَٱللهِ لأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: (فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ ٱللهُ وَرَسُولُهُ، رَحِمَ ٱللهُ مُوسَى، قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ). [رواه البخاري: ٣١٥٠]

١٣٣٥۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو تقسیم میں زیادہ دیا تھا چنانچہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ اور عینیہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو بھی سو اونٹ دیئے ان کے علاوہ عرب شرفاء میں سے چند لوگوں کو اس طرح تقسیم میں کچھ زیادہ دیا تو ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس میں انصاف پیش نظر نہیں رکھا گیا یا اس میں اللہ کی رضا مقصود نہ تھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے ضرور آگاہ کروں گا۔ چنانچہ میں آپ کے پاس گیا اور آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا اگر اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کریں گے تو انصاف کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی مگر انہوں نے صبر کیا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اس گستاخ کو کوئی سزا نہ دی کیونکہ جرم ثابت کرنے کے لئے اقرار ہو یا کم از کم دو گواہ ہوں لیکن اس مقام پر صرف ایک گواہی تھی اور گستاخ نے بھی صحت جرم سے انکار کر دیا ہو گا۔ (عون الباری:٣/٦٢٣)

٩٧ - باب: مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

باب ٩٧: کافروں کے ملک میں کھانے کی چیز ملے تو کیا حکم ہے؟

١٣٣٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ

١٣٣٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نُصِيبُ فِي مَغَازِينَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ، فَنَأْكُلُهُ وَلاَ نَرْفَعُهُ. [رواه البخاري: ٣١٥٤]

انہوں نے فرمایا کہ ہم اپنی لڑائیوں میں شہد اور انگور پاتے تھے تو اسے کھا لیتے (قبضہ کے لئے) اسے اٹھا نہ رکھتے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کھانے پینے کی وہ اشیاء جن کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تقسیم سے قبل ان کا استعمال جائز ہے اس طرح جانوروں کے چارے کا بھی یہی حکم ہے۔ (عون الباری:۳/۶۲۴)

٩٨ - باب: الجِزْيَةُ وَالموادَعَةُ مَعَ أَهْلِ الذِّمَّةِ والحَرْبِ

باب۹۸: ذمی کافروں سے جزیہ لینا اور حربی و ذمی کافروں سے (کسی مصلحت کی بناء پر) صلح کرنا

١٣٣٧ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: فَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ، حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ. [رواه البخاري: ٣١٥٦، ٣١٥٧]

۱۳۳۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات سے ایک سال پیشتر اہل بصرہ کو خط لکھا کہ جس مجوسی نے اپنی محرم عورت کو بیوی بنایا ہو تو دونوں کے درمیان تفریق کر دو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہ لیتے تھے یہاں تک کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس امر کی شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

فوائد: مؤطا میں ہے کہ پارسیوں سے اہل کتاب جیسا سلوک کرو اس سے معلوم ہوا کہ ان کے وہی احکام ہیں جو اہل کتاب کے لئے ہیں۔ واللہ اعلم (عون الباری:۳/۶۲۵)

١٣٣٨ : عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ

۱۳۳۸۔ حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو عامر بن لوی قبیلے کے حلیف اور غزوہ بدر میں شریک ہو چکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا کہ وہاں کا جزیہ لے آئیں ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم بنا دیا تھا الغرض

الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ رَآهُمْ، وَقَالَ: (أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ). قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا، كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ). [رواه البخاري: ۳۱۵۸]

حضرت ابو عبیدہ بن جراح بڑاتئ بحرین کا مال لے کر آئے۔ انصار نے حضرت ابو عبیدہ بڑاتئ کے آنے کی خبر سنی تو انہوں نے نماز صبح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا میرے خیال میں تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ بڑاتئ کچھ مال لائے ہیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہاں آپ نے فرمایا تو پھر تم خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو اللہ کی قسم! مجھے تمہاری ناداری کا اتنا ڈر نہیں ہے بلکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تمہارے ہوتے ہوئے دنیا کشادہ کر دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے لئے کشائش کی گئی تھی اور پھر تم ایک دوسرے سے بڑھو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا اور وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسا کہ ان کو ہلاک کر دیا تھا۔

فوائد: مسلمانوں کا قومی سطح پر جتنا بھی نقصان ہوا ہے اگر بغور اس کا جائزہ لیا جائے تو اس میں منفی جذبات کار فرما نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی اسی مرض کی نشاندہی فرما رہے ہیں۔

۱۳۳۹ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ بَعَثَ النَّاسَ فِي أَفْنَاءِ الْأَمْصَارِ يُقَاتِلُونَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ، فَقَالَ: إِنِّي مُسْتَشِيرُكَ فِي مَغَازِيَّ هٰذِهِ، قَالَ: نَعَمْ، مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِينَ مَثَلُ طَائِرٍ: لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلَانِ، فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ

۱۳۳۹۔ حضرت عمر بن خطاب بڑاتئ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں کو بڑے بڑے شہروں میں مشرکین سے جنگ کے لئے بھیجا پھر جب ہرمزان مسلمان ہو گیا تو حضرت عمر بڑاتئ نے کہا کہ میں تجھ سے اپنی ان جنگی کاروائیوں کی بابت مشورہ کرتا ہوں ہرمزان نے کہا بہت خوب! ان ملکوں کی اور جو لوگ وہاں مسلمانوں کے دشمن ہیں ان کی مثال ایک پرندے کی ہے جس کا ایک سر دو بازو اور دو پاؤں ہوں اگر ایک بازو توڑ دیا جائے تو وہ پرندہ

وَالرَّأْسُ، فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْآخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَالرَّأْسُ، وَإِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ، فَالرَّأْسُ كِسْرَى، وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ، وَالْجَنَاحُ الْآخَرُ فَارِسُ، فَمُرِ الْمُسْلِمِينَ فَلْيَنْفِرُوا إِلَى كِسْرَى، فَنَدَبَ عُمَرُ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ، وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرَى فِي أَرْبَعِينَ أَلْفًا، فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقَالَ: لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ، فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: سَلْ عَمَّا شِئْتَ، قَالَ: مَا أَنْتُمْ؟ قَالَ: نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ، كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيدٍ، وَبَلَاءٍ شَدِيدٍ، نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الْجُوعِ، وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ، وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرَضِينَ - تَعَالَى ذِكْرُهُ، وَجَلَّتْ عَظَمَتُهُ - إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ، فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا، رَسُولُ رَبِّنَا ﷺ: أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهُ أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ، وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا ﷺ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا: أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ، وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ.

دونوں پاؤں سر اور ایک ہی بازو سے حرکت کرے گا اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیں تب بھی اس کے دونوں پاؤں اور سر کھڑے ہو جائیں گے لیکن اگر سر کچل دیا جائے تو نہ پاؤں کچھ کام کے رہیں گے' نہ بازو اور نہ سر دیکھئے ان دشمنوں کا سر کسریٰ ہے اور ایک بازو قیصر اور دوسرا بازو فارس ہے۔ لہٰذا آپ مسلمانوں کو حکم دیں کہ پہلے وہ کسریٰ کی جانب کوچ کریں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ایک جماعت کو جمع کیا اور نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا اور جب یہ دشمن کی سرزمین میں پہنچے تو کسریٰ کا ایک عامل چالیس ہزار فوج لے کر ان کے مقابلہ میں آیا اور اس کی طرف سے ایک ترجمان کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ تم میں سے کوئی ایک شخص مجھ سے بات کرے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا پوچھ جو چاہتا ہے۔ اس نے کہا تم کون ہو؟ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم عرب لوگ ہیں ہم سخت بدبختی اور مصیبت میں گرفتار تھے۔ بھوک کے مارے چمڑہ اور کھجور کی گٹھلیاں چوستے تھے۔ اون اور بال پہنتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے ہم لوگ اسی حالت میں مبتلا تھے کہ زمین و آسمان کے مالک نے ہماری ہی قوم کا ایک رسول ہمارے پاس بھیجا۔ جس کے والدین کو ہم جانتے تھے۔ پھر ہمارے پروردگار کے رسول اور ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب تک تم اکیلے اللہ کی عبادت نہ کرو یا جزیہ نہ دو اس وقت تک ہم تم سے جنگ کریں اور ہمارے نبی ﷺ نے ہمارے

فَقَالَ النُّعْمَانُ: رُبَّمَا أَشْهَدَكَ ٱللهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ، وَلٰكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ، ٱنْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الأَرْوَاحُ، وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ. [رواه البخاري: ٣١٥٩، ٣١٦٠]

پروردگار کا یہ پیغام پہنچایا کہ جو کوئی ہم سے مارا جائے گا وہ بہشت کی ایسی نعمتوں میں پہنچ جائے گا جو اس نے کبھی نہ دیکھی ہوں گی اور جو شخص ہم میں زندہ رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک بنے گا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ گفتگو ختم کر کے جب فوراً لڑائی شروع کرنا چاہی تو سردار لشکر حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم تو اکثر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں کسی موقع پر شرمندہ یا ذلیل نہیں کیا اور میں نے بھی اکثر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہو کر دیکھا کہ آپ دن کے اول وقت میں جنگ نہ کرتے تھے بلکہ انتظار فرماتے یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت آ جاتا۔

فوائد: اس حدیث سے باہمی مشورے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتبہ میں بڑا آدمی اپنے سے کم تر کا مشورہ لے سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۶۳۵)

٩٩ - باب: إِذَا وَادَعَ الإِمَامُ مَلِكَ القَرْيَةِ هَلْ يَكُونُ ذٰلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ

باب ۹۹: جب امام کسی بستی کے بادشاہ سے صلح کرے تو کیا یہ صلح تمام بستی والوں سے تصور ہو گی؟

١٣٤٠ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَبُوكَ، وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، وَكَسَاهُ بُرْدًا، وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ. [رواه البخاري: ٣١٦١]

۱۳۴۰۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تبوک کا جہاد کیا اور ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سفید خچر تحفہ دیا تھا تو آپ نے بھی اسے ایک چادر بطور خلعت پہنائی نیز آپ نے اس کا ملک اسی کے نام لکھ دیا تھا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جب آپ تبوک جا رہے تھے تو حاکم ایلہ کا قاصد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے جزیہ دینے پر آپ سے صلح کر لی اسطرح تمام اہالیان ایلہ امن اور صلح میں آ گئے۔

(عون الباری:۶۳۶/۳)

١٠٠ - باب: إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ

١٣٤١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عامًا). [رواه البخاري: ٣١٦٦]

باب ۱۰۰: کسی ذمی کافر کو ناحق قتل کرنے میں کتنا گناہ ہے؟

۱۳۴۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی عہد والے کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا اور بے شک جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔

١٠١ - باب: إِذَا غَدَرَ المُشْرِكُونَ بِالمُسْلِمِينَ هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ

١٣٤٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ يَهُودَ)، فَجُمِعُوا لَهُ، فَقَالَ: (إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ؟). فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ أَبُوكُمْ؟) قَالُوا: فُلاَنٌ فَقَالَ: (كَذَبْتُمْ، بَلْ أَبُوكُمْ فُلاَنٌ). قَالُوا: صَدَقْتَ، قَالَ: (فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ؟) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا القَاسِمِ، وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا، فَقَالَ لَهُمْ: (مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟) قَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا، ثُمَّ تَخْلُفُونَا فِيهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

باب ۱۰۱: اگر کافر مسلمانوں سے دغا کریں تو کیا انہیں معافی دی جا سکتی ہے؟

۱۳۴۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری تحفہ بھیجی جس میں زہر ملا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ یہاں جتنے یہودی ہیں ان سب کو اکٹھا کرو چنانچہ وہ سب آپ کے سامنے اکٹھے کئے گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم سے ایک بات پوچھنے والا ہوں کیا تم سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا فلاں شخص آپ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تمہارا باپ فلاں شخص ہے۔ انہوں نے کہا بے شک آپ سچ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا اب اگر تم سے کچھ پوچھوں تو سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ابو القاسم! اگر ہم نے جھوٹ بولا تو آپ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں گے۔ جیسا کہ آپ نے پہلے

(ٱخْسَؤُوا فِيهَا، وَٱللهِ لاَ نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا)، ثُمَّ قالَ: (هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، قالَ: (هَلْ جَعَلْتُمْ في هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا؟) قالُوا: نَعَمْ، قالَ: (ما حَمَلَكُمْ عَلَى ذٰلِكَ؟) قالُوا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كاذِبًا نَسْتَرِيحُ، وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

[رواه البخاري: ٣١٦٩]

باپ کے متعلق ہمارا جھوٹ معلوم کر لیا تھا۔ پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ دوزخی کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ہم چند روز کے لئے دوزخ میں جائیں گے۔ پھر ہمارے بعد تم اس میں ہمارے جانشین ہو گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس میں ذلیل ہی رہو گے اللہ کی قسم! ہم کبھی اس میں تمہاری جانشینی نہیں کریں گے۔ آپ نے پھر فرمایا اگر اب میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو سچ کہو گے؟ انہوں نے کہا ہاں ابو القاسم! آپ نے فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا تمہیں اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ ان لوگوں نے کہا ہماری خواہش تھی کہ آپ اگر جھوٹے نبی ہیں تو ہم کو آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپ حقیقت میں نبی ہیں تو آپ کو کچھ نقصان نہ ہو گا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس یہودی عورت کو قتل کرنے کی اجازت مانگی جس نے بکری میں زہر ملایا تھا تو آپ نے اجازت نہ دی بلکہ آپ نے معاف کر دیا کیونکہ آپ کسی سے ذاتی انتقام نہ لیتے تھے بالآخر ایک صحابی کے بدلے میں اسے قتل کروا دیا۔ (عون الباری: ۳/۶۳۹)

١٠٢ - باب: المُوَادَعَةُ وَالمُصَالَحَةُ مَعَ المُشْرِكِينَ بِالمَالِ وَغَيْرِهِ وَإِثْمُ مَنْ لَمْ يَفِ بِالعَهْدِ

باب ۱۰۲: مشرکوں سے مال وغیرہ سے صلح کرنے' لڑائی چھوڑ دینے نیز بدعہدی کے گناہ کا بیان

١٣٤٣ : عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: ٱنْطَلَقَ عَبْدُ ٱللهِ ابْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا إِلَى خَيْبَرَ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا، فَأَتَى

۱۳۴۳۔ حضرت سہل بن حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور محیصہ بن مسعود بن زید رضی اللہ عنہ خیبر کی طرف گئے ان دنوں یہودیوں سے صلح تھی پھر دونوں کسی طرح جدا جدا ہو گئے۔ اچانک محیصہ رضی اللہ عنہ جب عبد اللہ بن

مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيلًا، فَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ: (كَبِّرْ كَبِّرْ)، وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ، فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ: (أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ قَاتِلِكُمْ، أَوْ صَاحِبِكُمْ؟) قَالُوا: وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ؟ قَالَ: (فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ)، فَقَالُوا: كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ، فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ. [رواه البخاري: ٣١٧٣]

سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ اپنے خون میں لت پت ہے۔ کسی نے ان کو قتل کر ڈالا تھا خیر محیصہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دفن کر دیا اس کے بعد وہ مدینہ آئے تو عبد الرحمن بن سہل اور محیصہ' حویصہ جو مسعود کے بیٹے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے عبد الرحمٰن نے گفتگو کرنا چاہی۔ تو آپ نے فرمایا بڑے کو بات کرنے دو چونکہ وہ سب سے چھوٹے تھے اس لئے چپ ہو گئے۔ تب محیصہ اور حویصہ نے آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کیا تم قسم اٹھا کر قاتل کے خون کا استحقاق ثابت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم کیونکر قسم اٹھا سکتے ہیں جبکہ ہم وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی ہم نے انہیں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر یہودی پچاس قسمیں اٹھا کر اپنی براءت کر لیں گے۔ انہوں نے عرض کیا وہ تو کافر ہیں ہم ان کی قسموں کا کیسے اعتبار کریں؟ آخر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے پاس سے دیت ادا کر دی۔

فوائد: اس حدیث میں قسامہ کا بیان ہے جس میں عام دعاوی کے برعکس مدعی قسم کے ذریعے اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہے اگر وہ قسم نہ دے تو پھر مدعی علیہ کو قسم دینا پڑتی ہے نیز اس میں پچاس قسم دینا ہوتی ہیں۔ (عون الباری:۳/۶۴۱)

١٠٣ - باب: هل يُعفى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ

باب ۱۰۳: ذمی اگر جادو کرے تو کیا اسے معاف کیا جا سکتا ہے؟

١٣٤٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُحِرَ، حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ. [رواه البخاري: ٣١٧٥]

۱۳۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے ایک کام کیا ہے حالانکہ وہ کام نہ کیا ہوتا تھا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ چونکہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے اور آپ کو اس جادو سے کچھ نقصان بھی نہیں پہنچا تھا اس لئے آپ نے اسے چھوڑ دیا اگر جادو سے کسی دوسرے کو نقصان پہنچے تو جادوگر کو سزا دی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:۳/۶۴۲)

١٠٤ - باب: مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ

باب ۱۰۴: دغابازی سے اجتناب کرنا

١٣٤٥ : عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ: (ٱعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ المَقْدِسِ، ثُمَّ مُوتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ، ثُمَّ ٱسْتِفَاضَةُ المَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لاَ يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلاَّ دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الأَصْفَرِ، فَيَغْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ ٱثْنَا عَشَرَ أَلْفًا). [رواه البخاري: ٣١٧٦]

۱۳۴۵۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا کہ چھ نشانیاں قیامت سے پیشتر ہوں گی ان کو شمار کر لو' ایک تو میری وفات' دوسرے فتح بیت المقدس' تیسرے وبا جو تم میں اس طرح پھیلے گی جیسے بکریوں کی بیماری قعاص پھیلتی ہے' چوتھے مال کی اس قدر فراوانی کہ اگر کسی کو سو اشرفیاں دی جائیں گی تو بھی خوش نہ ہو گا' پانچویں ایک فتنہ جس سے عرب کا کوئی گھر نہ بچے گا' چھٹے نمبر پر وہ صلح جو تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہو گی اور وہ بے وفائی کریں گے اور اپنے جھنڈے لے کر تم سے لڑنے آئیں گے اور ان کے ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار فوج ہو گی۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ دغا بازی کرنا کافروں کا کام ہے اور یہ قیامت کی علامت ہے مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

١٠٥ - باب: إِثْمُ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ

باب ۱۰۵: اس شخص کا گناہ جس نے عہد کیا پھر دغابازی کی

١٣٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَيْفَ بِكُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا؟ فَقِيلَ لَهُ: وَكَيْفَ

۱۳۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جبکہ تم نہ دینار حاصل کر سکو گے اور نہ درہم

تَرَى ذٰلِكَ كائِنًا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قالَ: إِي وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ، عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ المَصْدُوقِ، قالُوا: عَمَّ ذَاكَ؟ قالَ: تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ ٱللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ ﷺ، فَيَشُدُّ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوبَ أَهْلِ ٱلذِّمَّةِ، فَيَمْنَعُونَ ما فِي أَيْدِيهِمْ. [رواه البخاري: ٣١٨٠]

دریافت کیا گیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم کیا سمجھتے ہو کہ ایسا کیونکر ہوگا؟ انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ صادق و مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے مجھے معلوم ہوا لوگوں نے کہا کس طرح؟ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ توڑ دیا جائے گا۔ یعنی مسلمان دغابازی کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ذمیوں کے دل سخت کر دے گا اور جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہے وہ جزیہ کے طور پر نہیں دیں گے۔

فوائد: دور حاضر میں مسلمان اسی قسم کے حالات سے گذر رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری کے نتیجہ میں سخت نقصان اٹھایا ہے کافروں سے جزیہ لینا تو درکنار بلکہ اس کے برعکس عالمی غنڈہ امریکہ مسلمانوں سے ٹیکس وصول کر رہا ہے اور مسلم حکومتوں کو اس نے اپنے گھر کی لونڈی بنا کر رکھا ہوا ہے۔

١٠٦ - باب: إِثْمُ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالفَاجِرِ

باب ۱۰۶: ہر برے بھلے سے غداری کرنے والے کا گناہ

١٣٤٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ وَأَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لِكُلِّ غادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قالَ أَحَدُهُما: يُنْصَبُ، وَقالَ الآخَرُ: يُرَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُعْرَفُ بِهِ). [رواه البخاري: ٣١٨٦، ٣١٨٧]

۱۳۴۷۔ حضرت عبداللہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن غدار کے لئے ایک جھنڈا ہو گا ان راویوں میں سے ایک کا بیان ہے کہ وہ جھنڈا نصب کیا جائے گا اور دوسرے کا بیان ہے کہ وہ قیامت کے دن دکھایا جائے گا جس سے دغاباز کی شناخت ہو گی۔

فوائد: ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ جھنڈا غدار کی مقعد پر لگایا جائے تاکہ اہل محشر اس کی غداری سے مطلع ہوں اور اس پر نفریں اور لعنت کریں۔ (عون الباری: ۷/۶۴۳)
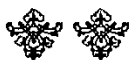
كتاب بدء الخلق
آغاز تخلیق کا بیان

١ - باب: مَا جاءَ في قَوْلِ الله تَعالَى: ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ﴾

١٣٤٨ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قالَ: جاءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقالَ: (يَا بَنِي تَمِيمٍ أَبْشِرُوا)، قالُوا: بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ، فَجاءَهُ أَهْلُ الْيَمَنِ، فَقَالَ: (يَا أَهْلَ الْيَمَنِ، اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)، قالُوا: قَبِلْنَا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ بَدْءَ الخَلْقِ وَالْعَرْشِ، فَجاءَ رَجُلٌ فَقالَ: يا عِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ، لَيْتَنِي لَمْ أَقُمْ.

[رواه البخاري: ٣١٩٠]

باب ا: ارشاد باری تعالیٰ "وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا

۱۳۴۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بنو تمیم کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے بنی تمیم! تم خوش ہو جاؤ انہوں نے کہا آپ نے ہمیں بشارت تو دے دی مال بھی دیجئے اس سے آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا پھر آپ کے پاس یمن کے کچھ لوگ آئے تو آپ نے ان سے بھی فرمایا: اے اہل یمن! تم بشارت قبول کرو کیونکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا انہوں نے کہا ہم نے اسے قبول کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے آفرینش اور عرش کی باتیں بیان فرمائیں اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا اے عمران رضی اللہ عنہ! تمہاری اونٹنی کھل گئی ہے اسے پکڑو تو میں اٹھ کر چلا گیا لیکن میرے دل مین حسرت رہ گئی کہ کاش

میں نہ اٹھا ہوتا تو بہتر ہوتا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اسلام لانے کی وجہ سے انہیں اخروی کامیابی کی خوشخبری سنائی انہوں نے اسے دنیا کے مال ومتاع کی بشارت خیال کیا رسول اللہ ﷺ ان کی حرص و آز اور دنیا طلبی پر آزردہ خاطر ہوئے۔

١٣٤٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - في رواية - قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (كانَ ٱللهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ، وَكانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ، وَكَتَبَ في ٱلذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ، وَخَلَقَ السَّماواتِ وَالأَرْضَ). فَنادَى مُنادٍ: ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ٱبْنَ الحُصَيْنِ، فَٱنْطَلَقْتُ فَإِذَا هِيَ يَقْطَعُ دُونَهَا السَّرَابُ، فَوَٱللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَرَكْتُهَا. [رواه البخاري: ٣١٩١]

۱۳۴۹۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اول اللہ کی ذات تھی اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور لوح محفوظ میں اس نے ہر بات لکھ دی اور اس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص نے آواز دی اے ابن حصین رضی اللہ عنہ! تمہاری اونٹنی بھاگ گئی ہے لہٰذا میں چلا گیا تو دیکھا کہ وہ اونٹنی سراب سے آگے جا چکی تھی اللہ کی قسم! میری خواہش تھی کہ کاش! اس اونٹنی کو چھوڑ دیتا (اور وہاں سے نہ اٹھتا تو بہتر تھا)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پانی اور عرش کو پیدا فرمایا پھر دیگر کائنات کی تخلیق فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا عرش بھی مخلوق ہے۔ (عون الباری:۶/۴)

١٣٥٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (قالَ ٱللهُ تعالى: يَشْتِمُنِي ٱبْنُ آدَمَ، وَما يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتِمَنِي، وَيُكَذِّبُنِي، وَما يَنْبَغِي لَهُ، أَمَّا شَتْمُهُ فَقَوْلُهُ: إِنَّ لِي وَلَدًا، وَأَمَّا تَكْذِيبُهُ فَقَوْلُهُ: لَيْسَ يُعِيدُنِي كَمَا بَدَأَنِي). [رواه البخاري: ٣١٩٣]

۱۳۵۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ارشاد ہے ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ اسے زیبا نہیں کہ مجھے گالی دے اور میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ اسے زیبا نہیں کہ وہ میری تکذیب کرے۔ اس کا مجھے گالی دینا تو اس کا یہ کہنا ہے کہ میری اولاد ہے اور اس کی تکذیب یہ کہنا ہے کہ اللہ دوبارہ مجھے زندہ نہیں کرے گا جیسے اس نے مجھے پہلے پیدا کیا تھا۔

فوائد: انسان کو اپنی نمود و نمائش اور شہرت کے لئے اولاد کی ضرورت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے تمام عیوب سے پاک ہے لہٰذا اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا گویا اس طرف نقص کو منسوب کرنا ہے۔ ((العیاذ باللہ))

۱۳۵۱ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَمَّا قَضى ٱللهُ الخَلْقَ كَتَبَ في كِتَابِهِ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي). [رواه البخاري: ۳۱۹٤]

۱۳۵۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سب مخلوق کو پیدا کر چکا تو اس نے اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں جو اسی کے پاس عرش پر ہے یہ لکھا میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کے لکھنے سے مراد یہ ہے کہ اس نے قلم کو حکم دیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش کی تخلیق قلم سے پہلے ہوئی ہے جس کے ذریعے نوشتہ تقدیر کو ضبط تحریر میں لایا گیا۔ (عون الباری:۱۲/۴)

٢ - باب: مَا جاءَ في سَبْعِ أَرَضِينَ

باب ۲: سات زمینوں کا بیان

۱۳۵۲ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (الزَّمَانُ قَدِ ٱسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ ٱللهُ السَّماوَاتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ ٱثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ). [رواه البخاري: ۳۱۹۷]

۱۳۵۲۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا زمانہ گھوم کر پھر اسی حالت پر آگیا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بنائے تھے سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں تین تو مسلسل ہیں یعنی ذوالقعد ذوالحجہ' محرم اور چوتھا رجب جس کی قبیلہ مضر بہت تعظیم کرتا ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

٣ - باب: صِفَةُ الشَّمْسِ وَالقَمَرِ بِحُسْبَانٍ

باب ۳: ارشاد باری تعالیٰ "سورج اور چاند ایک حساب کے پابند ہیں

۱۳۵۳ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي ذَرٍّ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ: (تَدْرِي أَيْنَ

۱۳۵۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب یہ آفتاب غروب ہوتا ہے تو کیا تمہیں معلوم ہے وہ

تَذْهَبُ؟) قُلْتُ: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: (فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنَ لَهَا، وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلاَ يُقْبَلَ مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلاَ يُؤْذَنُ لَهَا، وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلاَ يُقْبَلَ مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلاَ يُؤْذَنَ لَهَا، يُقَالُ لَهَا: اَرْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾). [رواه البخاري: ٣١٩٩]

کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے تاکہ عرش کے نیچے سجدہ کرے پھر اللہ سے طلوع کی اجازت مانگتا ہے تب اسے اجازت دی جاتی ہے لیکن قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے لیکن قبول نہ کیا جائے اور اجازت مانگے مگر نہ دی جائے بلکہ اس سے کہا جائے کہ جدھر سے آیا ہے ادھر ہی لوٹ جا پھر وہ مغرب سے طلوع ہو گا اور ارشاد باری تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے ''اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔''

فوائد: زمین بیضوی شکل میں گول ہے اور اللہ کے عرش نے اسے گھیر رکھا ہے اس لئے سورج ہر آن اللہ کے عرش کے نیچے رہتا ہے اور ہر وقت اپنے مالک کے لئے سجدہ ریز اور آگے بڑھنے کا طلب گار رہتا ہے لیکن ہر ملک کا مشرق و مغرب الگ الگ ہے اس لئے طلوع و غروب کے وقت کو سجدہ کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ (عون الباری:۱۷،۱۸/۴)

١٣٥٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٣٢٠٠]

۱۳۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج اور چاند لپیٹ دیئے جائیں گے یعنی تاریک ہو جائیں گے۔

فوائد: یعنی ان دونوں کو بے نور کر کے آگ میں پھینک دیا جائے گا تاکہ ان کی عبادت کرنے والوں کو شرمسار کیا جائے کہ جن کی تم عبادت کرتے تھے ان کا حال دیکھ لو۔ (عون الباری:۱۹/۴)

٤ - باب: مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ﴾

باب ۴: ارشاد باری تعالیٰ: ''اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت (بارش) کے آگے آگے خوشخبری لئے ہوئے بھیجتا ہے۔''

١٣٥٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ

۱۳۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً فِي السَّمَاءِ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ، وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ، فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ سُرِّيَ عَنْهُ، فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَا أَدْرِي لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾، الآيَةَ).

[رواه البخاري: ٣٢٠٦]

نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کوئی ابر کا ٹکڑا آسمان پر دیکھتے تو کبھی آپ آگے بڑھتے' کبھی پیچھے ہٹتے اور کبھی اندر آتے کبھی باہر جاتے اور آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا مگر جب بارش برسنے لگتی تو آپ کی موجودہ کیفیت ختم ہو جاتی میں نے آپ کی اس حالت کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا شاید ایسا ہی ہو جیسا کہ ایک قوم نے کہا تھا۔

"پھر انہوں نے جب اس کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم کو سیراب کر دے گا آخر آیت تک۔"

فوائد: پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے "بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے یہ ہوا کا طوفان ہے جس میں درد ناک عذاب چلا آرہا ہے اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر ڈالے گا" (الاحقاف:۵۲)

٥ - باب: ذِكْرُ المَلاَئِكَةِ صَلَوَاتُ الله عَلَيهِم

باب ۵: فرشتوں کا بیان

١٣٥٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ: (إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ ٱللهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: ٱكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ إِلاَّ ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ

۱۳۵٦۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کہ صادق و مصدوق تھے۔ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔ چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنے ہی وقت تک منجمد خون رہتا ہے پھر اتنے ہی روز تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے اس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کا عمل' اس کا رزق اور اس کی عمر لکھ دے اور یہ بھی لکھ دے کہ بدبخت ہے یا نیک بخت اس کے بعد اس میں روح پھونک دی جاتی ہے پھر

عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّى ما يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٣٢٠٨]

تم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جو نیک عمل کرتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے مگر اس پر نوشتۂ تقدیر غالب آ جاتا ہے اور وہ دوزخیوں کا کام کر بیٹھتا ہے ایسے ہی کوئی شخص برے کام کرتا رہتا ہے تاآنکہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر تقدیر کا فیصلہ غالب آ جاتا ہے تو وہ اہل جنت کے سے کام کرنے لگتا ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے بھی اپنا ایک وجود رکھتے ہیں وہ اللہ کے معزز بندے اور جسم لطیف کے مالک ہیں اور ہر شکل میں ظاہر ہو سکتے ہیں ان پر ایمان لانا اصول ایمان سے ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ (عون الباری:۲۳/۴)

١٣٥٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَحَبَّ اللهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الأَرْضِ). [رواه البخاري: ٣٢٠٩]

۱۳۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب اللہ بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس کو دوست رکھو تو جبرائیل علیہ السلام اس کو دوست رکھتے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام اہل آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس سے محبت رکھو۔ چنانچہ تمام اہل آسمان اس سے محبت رکھتے ہیں پھر زمین میں بھی اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

فوائد: اس روایت کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے عداوت رکھتا ہے تو جبرئیل کو آواز دیتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے عداوت رکھتا ہوں تو بھی اس سے عداوت رکھ تو جبرئیل اس سے دشمنی رکھتے ہیں پھر حضرت جبرئیل تمام اہل آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے دشمنی رکھتے ہیں لہٰذا تم بھی اس سے عداوت رکھو' پھر اس کے متعلق یہ نفرت وعداوت زمین میں بھی رکھ دی جاتی ہے۔ (عون الباری:۲۴/۴)

١٣٥٨ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ المَلائِكَةَ تَنْزِلُ في الْعَنَانِ - وَهُوَ السَّحابُ - فَتَذْكُرُ الأَمْرَ قُضِيَ في السَّماءِ، فَتَسْتَرِقُ الشَّياطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ، فَتُوحِيهِ إِلَى الكُهَّانِ، فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ). [رواه البخاري: ٣٢١٠]

١٣٥٨۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے ابر میں آتے ہیں اور اس کام کا ذکر کرتے ہیں جس کا آسمان پر فیصلہ کیا گیا ہوتا ہے۔ شیاطین کیا کرتے ہیں چپکے سے فرشتوں کی باتیں اڑا لیتے ہیں اور کاہنوں سے آ کر بیان کرتے ہیں اور وہ کم بخت سچی بات میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا دیتے ہیں (اسے اپنے مریدوں سے بیان کرتے ہیں)

فوائد: اس حدیث میں ان فنکاروں کی شعبدہ بازی سے پردہ اٹھایا گیا ہے جو آئے دن ضعیف الاعتقاد لوگوں کی گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔

١٣٥٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا كانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ، كانَ عَلَى كُلِّ بابٍ مِنْ أَبْوابِ المَسْجِدِ المَلائِكَةُ، يَكْتُبُونَ الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ، فَإِذَا جَلَسَ الإِمامُ طَوَوُا الصُّحُفَ، وَجاؤُوا يَسْتَمِعُونَ ٱلذِّكْرَ). [رواه البخاري: ٣٢١١]

١٣٥٩۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو سب سے پہلے آئے یا اس کے بعد آئے اس کو لکھ لیتے ہیں پھر جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے صحیفے لپیٹ کر خطبہ سننے کے لئے آ جاتے ہیں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ آغاز خطبہ کے وقت یا اس کے بعد آنے والے لوگ جمعہ کے اضافی ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

١٣٦٠ : عَنِ الْبَراءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: (اهْجُهُمْ - أَوْ هَاجِهِمْ - وَجِبْرِيلُ مَعَكَ). [رواه البخاري: ٣٢١٣]

١٣٦٠۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مشرکوں کی ہجو کرو یا ان کی ہجو کا جواب دو بہر صورت حضرت جرائیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

فوائد: ابتداءً کفار سے اس قسم کا الجھاؤ درست نہیں البتہ جوابی کاروائی میں ان کی ہجو اور مذمت کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:۴/۲۷)

١٣٦١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: (يَا عَائِشَةُ، هٰذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ). فَقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ ٱللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا أَرَى. تُرِيدُ النَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٢١٧]

۱۳۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں تو انہوں نے یوں جواب دیا "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" آپ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی اور مراد ان کی رسول اللہ ﷺ ہیں۔

فوائد: اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ (عون الباری:۴/۲۸)

١٣٦٢ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ لِجِبْرِيلَ: (أَلَا تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا؟) قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ٣٢١٨]

۱۳۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا تم ہمارے پاس جتنا اب آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ راوی کا بیان ہے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
"ہم تو اس وقت آتے ہیں جب تیرے مالک کا حکم ہوتا ہے۔"

فوائد: قرآن مجید کے سیاق وسباق سے اس آیت کا مفہوم سمجھ میں نہیں آسکتا رسول اللہ ﷺ کی وضاحت سے یہ عقدہ حل ہوا جس سے پتہ چلتا ہے کہ احادیث سے بالا بالا قرآن فہمی کا دعویٰ ضلالت وگمراہی ہے۔

١٣٦٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ، حَتَّى ٱنْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ). [رواه البخاري: ٣٢١٩]

۱۳۶۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے ایک قرأت میں قرآن پڑھایا تھا۔ پھر میں مسلسل ان سے مزید چاہتا رہا یہاں تک کہ سات قرائتوں تک پہنچا۔

فوائد: اہل عرب کی زبان اگرچہ ایک ہے تاہم مختلف قبائل کے لب ولہجے مختلف ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر آسانی کرتے ہوئے انہیں سات محاوروں کے مطابق پڑھنے کی اجازت دی اور یہ اختلاف باہمی تضاد کے ہم معنی نہیں ہے۔ (عون الباری:۴/۳۰)

١٣٦٤ : عَنْ يَعْلَى رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ

۱۳۶۴۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: وَنَادَوْا يَا مَالِ. [رواه البخاري: ٣٢٣٠]

نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

"وہ پکاریں گے اے مالک! (تیرا رب ہمارا کام تمام کر دے (تو اچھا ہے)"

فوائد: مالک وہ فرشتہ ہے جو دوزخ کی جنرل نگرانی کے لئے تعینات ہے۔ (عون الباری:۳۱/۴)

١٣٦٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهَا قالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ قالَ: (لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ ما لَقِيتُ، وَكانَ أَشَدُّ ما لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ٱبْنِ عَبْدِ يَالِيلَ ابْنِ عَبْدِ كُلاَلٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى ما أَرَدْتُ، فَٱنْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إلا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ ٱللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَما رَدُّوا بِهِ عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ ٱللهُ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبالِ، لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ ٱلْجِبالَ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الأَخْشَبَيْنِ؟ فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ ٱللهُ مِنْ أَصْلاَبِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ ٱللهَ وَحْدَهُ، لا

١٣٦٥۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا احد سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر کبھی آیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری قوم کی طرف سے جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں ان میں سب سے زیادہ مصیبت عقبہ کے دن کی تھی۔ جبکہ میں نے خود کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا اور اس نے میرا کہا نہ مانا میں رنجیدہ منہ چلتا ہوا وہاں سے لوٹا (مجھے ہوش نہیں تھا کہ کدھر جا رہا ہوں؟) جب قرن ثعالب پہنچا تو ذرا ہوش آیا میں نے اوپر سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک ابر کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کر دیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں انہوں نے مجھے آواز دی کہ اللہ نے وہ جواب سن لیا ہے جو تمہاری قوم نے تمہیں دیا ہے اور اس نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے۔ آپ اسے کافروں کی بابت جو چاہیں حکم دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا پھر کہا اے محمد ﷺ! تم جو چاہو (میں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوں) اگر تم چاہو تو مکہ کے دونوں جانب جو پہاڑ ہیں۔ ان پر رکھ دوں۔ میں نے کہا نہیں بلکہ میں

يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا). ارواه البخاري: ٣٢٣١]

امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ہی ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ وحدہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

فوائد: یہ واقعہ نبوت کے دسویں سال پیش آیا جبکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور جناب ابو طالب فوت چکے تھے اور کفار کی ایذاء رسانی میں شدت آگئی تو آپ اہل طائف کے پاس گئے۔ (عون الباری:۴/۳۲)

١٣٦٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي قَوْلِ ٱللهِ تَعَالَى: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰٓ إِلَىٰ عَبْدِهِۦ مَآ أَوْحَىٰ﴾ قَالَ: أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ، لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ. [رواه البخاري: ٣٢٣٢]

۱۳۶۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اللہ کے قول "وہ دو قوسین بلکہ اس سے بھی قریب تر تھا پس اس نے اپنے بندہ کی طرف جو وحی کرنا تھی کی" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصلی حالت میں دیکھا اور اس کے دو پروں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ (عون الباری:۴/۳۴)

١٣٦٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فِي قَولِ اللهِ تعالى: ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِ ٱلْكُبْرَىٰٓ﴾، قَالَ: رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ سَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ. [رواه البخاري: ٣٢٣٣]

۱۳۶۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے اللہ کے قول "انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سبز بچھونا دیکھا تھا جس نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا۔

فوائد: نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے وسیع وعریض سبز بچھونے پر حضرت جبرئیل کو بیٹھے دیکھا تھا۔ (عون الباری:۴/۳۴)

١٣٦٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ، وَلٰكِنْ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ، وَخَلْقِهِ سَادًّا مَا بَيْنَ الأُفُقِ. [رواه البخاري: ٣٢٣٤]

۱۳۶۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو شخص خیال کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے تو اس نے برا خیال کیا بلکہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل پیدائشی شکل و صورت میں دیکھا انہوں نے

آسمان کی کناروں کو بھر دیا تھا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو ایک نور ہے میں اسے کیونکر دیکھ سکتا ہوں؟ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف کی تائید ہوتی ہے اگرچہ جمہور اس کے خلاف ہیں۔

۱۳۶۹ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ). [رواه البخاري: ۳۲۳۷]

۱۳۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے جس کی وجہ سے خاوند رات بھر اس سے ناراض رہے تو فرشتے اس عورت پر صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔

فوائد: حدیث میں رات کا ذکر عام حالات کے پیش نظر ہے وگرنہ یہ وعید تو حقوق زوجیت کے انکار پر ہے خواہ دن کے وقت ہو۔ (عون الباری:۴/۳۵)

۱۳۷۰ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسَى رَجُلًا آدَمَ، طُوَالًا جَعْدًا، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا، مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبِطَ الرَّأْسِ، وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَالدَّجَّالَ، فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ: ﴿فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ﴾). [رواه البخاري: ۳۲۳۹]

۱۳۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک گندمی رنگ' دراز قامت' مضبوط اور گھٹے ہوئے جسم والے ہیں۔ گویا وہ قبیلہ شنوءہ کے مرد ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا کہ وہ میانہ قامت متوسط بدن سرخ و سفید رنگت اور سیدھے بالوں والے آدمی ہیں اور میں نے اس فرشتہ کو بھی دیکھا جو دوزخ کا داروغہ ہے اور دجال کو بھی دیکھا۔ یہ سب نشانیاں اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھلائیں لہٰذا تم ان کے لقاء میں شک نہ کرو۔

فوائد: ان احادیث سے مقصود فرشتوں کے اوصاف بیان کرنا ہے اور اس حدیث میں جہنم کے نگران حضرت مالک کا ذکر ہے۔

٦ - باب: مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

باب ٦: جنت کا بیان نیز یہ کہ وہ پیدا ہو چکی ہے

١٣٧١ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ، فَإِنَّهُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ). [رواه البخاري: ٣٢٤٠]

١٣٧١۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی مر جاتا ہے تو اسے اس کا مقام صبح و شام دکھایا جاتا ہے اگر جنتی ہے تو جنت میں اور اگر جہنمی ہے تو جہنم میں۔

فوائد: بعض معتزلہ کا خیال ہے کہ جنت اب موجود نہیں اسے قیامت کے دن پیدا کیا جائے گا امام بخاری ان کی تردید میں ان احادیث کو لائے ہیں کہ جنت کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا ہے ابو داؤد کی ایک روایت میں تو اس کی صراحت ہے۔ (عون الباری: ۴/۳۷)

١٣٧٢ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اطَّلَعْتُ فِي الجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ). [رواه البخاري: ٣٢٤١]

١٣٧٢۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو وہاں اکثریت فقراء کی تھی اور دوزخ کو دیکھا تو وہاں عورتیں زیادہ تھیں۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنت موجود ہے تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا ممکن ہے کہ آپ نے معراج کی رات دیکھا ہو۔ (عون الباری: ۴/۳۸)

١٣٧٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِذْ قَالَ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا).

١٣٧٣۔ حضرت ابوهریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جبکہ آپ نے فرمایا میں نے بحالت نیند اپنے آپ کو جنت میں دیکھا کہ ایک عورت جنت کے گوشے میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ مجھے ان کی غیرت کا خیال آیا تو واپس آ گیا۔ اس پر

فَبَكَىٰ عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ. [رواه البخاري: ٣٢٤٢]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جنت پیدا ہو چکی ہے اور اس میں سازو سامان بھی موجود ہے نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قطعی طور پر جنتی ہونا بھی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ (عون الباری:۳۹/۴)

١٣٧٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَا يَبْصُقُونَ فِيهَا وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُسَبِّحُونَ ٱللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا). [رواه البخاري: ٣٢٤٥]

۱۳۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا۔ ان کی صورت چودھویں کے چاند کی طرح ہو گی جو وہاں نہ تھوکیں گے اور نہ بلغم نکالیں گے اور نہ ہی بول و براز کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے اور کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگے گا اور ان کا پسینہ مشک جیسا ہو گا اور ان میں سے ہر ایک کے لئے دو بیویاں ہوں گی۔ لطافت حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا مغز گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا نیز ان میں باہمی اختلاف ہو گا نہ دشمنی ان سب کے دل ایک ہوں گے اور وہ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کریں گے۔

فوائد: جنت میں ایک ادنیٰ درجہ کے رہائشی کے لئے خدمت گذاری کے طور پر دس ہزار خادم ہو گا جن کے ہاتھوں میں سونے چاندی کی پلیٹیں ہوں گی۔ (عون الباری:۴۱/۴)

١٣٧٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (وَالَّذِينَ عَلَى إِثْرِهِمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً، قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ، لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يُرَى مُخُّ

۱۳۷۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بعد جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ جگمگاتے ستاروں کی طرح ہوں گے ان سب کے دل محبت میں ایک شخص کے دل کی طرح ہوں گے۔ ان میں نہ کسی بات کا اختلاف ہو گا اور نہ دشمنی ان میں سے ہر ایک کے لئے دو دو بیویاں

سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ، يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا، لَا يَسْقَمُونَ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ)، وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ. [رواه البخاري: ٣٢٤٦ وانظر حديث رقم: ٣٢٤٥]

ہوں گی۔ لطیف حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلی کا مغز گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا وہ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کریں گے۔ نہ کبھی بیمار ہوں گے اور نہ ناک سے ریزش گرائیں گے۔ پھر انہوں نے باقی حدیث کو ذکر فرمایا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی وہاں صرف حسن کو دوبالا اور حصول لذت کے لئے کنگھی کی جائے گی کیونکہ بالوں میں میل کچیل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (عون الباری:۴/۱۴۱)

١٣٧٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيَدْخُلَنَّ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا، أَوْ سَبْعُمَائَةِ أَلْفٍ، لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ، وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ). [رواه البخاري: ٣٢٤٧]

۱۳۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یقیناً میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ آدمی ایک ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح پر نور ہوں گے۔

فوائد: بخاری کی ہی ایک روایت (۶۵۴۱) میں ان خوش قسمت حضرات کے یہ وصف بیان ہوئے ہیں کہ وہ دم جھاڑ نہیں کرائیں گے' آگ سے داغنے کو ذریعہ علاج نہیں بنائیں گے' بد شگونی نہیں لیں گے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں گے نیز بعض روایات میں ہے کہ ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید ہوں گے۔ اسی طرح بلا حساب جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد چار کروڑ نو لاکھ بنتی ہے اس تعداد پر مزید اللہ کی طرف سے اضافہ ہو گا۔

١٣٧٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جُبَّةُ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: (وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا). [رواه البخاري: ٣٢٤٨]

۱۳۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک باریک ریشمی جبہ تحفہ دیا گیا جبکہ آپ ریشمی کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا کرتے تھے۔ لوگ (اس کی عمدگی اور بناوٹ دیکھ کر) بہت خوش ہوئے تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں حضرت محمد ﷺ کی جان ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جنت میں ملنے

والے رومال اس سے کہیں بہتر ہوں گے۔

فوائد: لباس میں رومال کی حقیقت بہت کم تر خیال کی جاتی ہے کیونکہ اس سے ہاتھ صاف کئے جاتے ہیں یا چہرے کی گرد وغبار دور کی جاتی ہے جنت میں گھٹیا کپڑے کی یہ حقیقت ہو گی تو بہترین اور اعلیٰ کپڑوں کی خوبصورتی اور زیبائش تو ہمارے تصورات سے بالا ہے۔ (عون الباری:۴/۴۷)

١٣٧٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ فِي الجَنَّةِ لَشَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عامٍ لاَ يَقْطَعُهَا). [رواه البخاري: ٣٢٥١]

۱۳۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جنت میں ایک درخت اتنا بڑا ہے کہ اگر سوار اس کے سایہ میں سو برس تک چلے تب بھی اسے طے نہ کر سکے۔

فوائد: ایک روایت میں اس درخت کا نام طوبی بتایا گیا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر تیار شدہ تیز رفتار گھوڑا سو سال تک بھی سرپٹ دوڑتا رہے تو بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔ (عون الباری:۴/۴۸)

١٣٧٩ : وفي رِوايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ مِثْل ذٰلِكَ، قَالَ: (وَٱقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾). [رواه البخاري: ٣٢٥٢]

۱۳۷۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں اسی طرح وارد ہے مگر آخر میں انہوں نے فرمایا اگر تم اسکی صداقت چاہتے ہو تو اللہ کا یہ ارشاد پڑھ لو "اور لمبے لمبے سایے۔"

١٣٨٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (إِنَّ أَهْلَ الجَنَّةِ يَتَراءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كما تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ ٱلدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الأُفُقِ، مِنَ المَشْرِقِ أَوِ المَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ ما بَيْنَهُمْ). قالوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ، قالَ: (بَلَى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا المُرْسَلِينَ). [رواه البخاري: ٣٢٥٦]

۱۳۸۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اہل جنت بالا خانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح لوگ آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے پر چمکتا ہوا ستارہ دیکھتے ہیں کیونکہ آپس میں فرق مراتب (ضرور) ہو گا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ تو حضرات انبیاء علیہم السلام کے مقام ہیں ان کے مراتب پر کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا آپ نے فرمایا کیوں نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی (وہ یقیناً

ان مراتب کو حاصل کریں گے۔)

فوائد: یہ امتیازی خصوصیت صرف اس امت کے خوش قسمت افراد کو نصیب ہو گی کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق انہی سے ممکن ہے۔ (عون الباری: ۴/۵۰)

٧ - باب: صِفَةُ النَّارِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

باب ۷: دوزخ کا بیان نیز اس بات کی وضاحت کہ وہ پیدا ہو چکی ہے۔

١٣٨١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (الحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَٱبْرُدُوهَا بِالمَاءِ). [رواه البخاري: ٣٢٦٣]

۱۳۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخار دوزخ کی بھاپ سے آتا ہے لہٰذا تم اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

فوائد: حدیث میں بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنے کی کیفیت بیان نہیں ہوئی مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بخار زدہ کے سینے پر پانی چھڑکتی تھیں اطباء کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ صفراوی بخار میں بیمار کو ٹھنڈا پانی پلایا جائے اور اس پر چھڑکاؤ بھی کیا جائے۔ (عون الباری: ۴/۵۱)

١٣٨٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ)، قِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنْ كانَتْ لَكافِيَةً، قالَ: (فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا، كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا). [رواه البخاري: ٣٢٦٥]

۱۳۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری دنیا کی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ دنیا کی آگ ہی کافی تھی۔ آپ نے فرمایا وہ آگ اس پر انہتر حصے زیادہ کر دی گئی ہے اور ہر حصہ اس آگ کے برابر گرم ہے۔

فوائد: مسند امام احمد کی روایت میں ہے کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلہ میں سو درجہ زیادہ حرارت اپنے اندر رکھتی ہے واضح رہے کہ دنیوی آگ کی بعض اقسام ایسی ہیں کہ چند منٹوں میں لوہے کو پگھلا دیتی ہیں۔ ((اعاذنا الله منها))

١٣٨٣ : عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ القِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كما يَدُورُ ٱلحِمَارُ

۱۳۸۳۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو دوزخ میں اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ اس طرح گھومتا

بِرَحاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلانُ ما شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنا بِالمَعْرُوفِ وَتَنْهانا عَنِ المُنْكَرِ؟ قالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالمَعْرُوفِ وَلاَ آتِيهِ، وَأَنْهاكُمْ عَنِ المُنْكَرِ وَآتِيهِ». [رواه البخاري: ٣٢٦٧]

پھرے گا جس طرح گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے پھر اہل دوزخ اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے اے فلاں! تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم نہ دیتا تھا اور برے کاموں سے نہ روکتا تھا؟ وہ جواب دے گا ہاں! لیکن میں تمہیں اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا مگر خود میں اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور تمہیں برے کاموں سے روکتا تھا مگر خود ان کا مرتکب ہوتا تھا۔

فوائد: اس سخت وعید کے پیش نظر ان علماء وخطباء کو غور کرنا چاہئے جو اپنے علم و وعظ کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ (عون الباری: ۴/۵۳)

٨ - باب: صِفَةُ إِبْلِيسَ وجُنُودِهِ

باب ٨: ابلیس اور اس کے لشکر کا بیان

١٣٨٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ ﷺ، حَتَّى كانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَما يَفْعَلُه، حَتَّى كانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا، ثُمَّ قالَ ﷺ: «أَشَعَرْتِ أَنَّ ٱللهَ أَفْتَانِي فِيما فِيهِ شِفَائِي، أَتَانِي رَجُلانِ: فَقَعَدَ أَحَدُهُما عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُما لِلآخَرِ: ما وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قالَ: مَطْبُوبٌ، قالَ وَمَنْ طَبَّهُ؟ قالَ: لَبِيدُ ابْنُ الأَعْصَمِ، قالَ: فِيما ذَا؟ قالَ: في مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ، قالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قالَ: في بِئْرِ ذَرْوَانَ»، فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ، فَقالَ لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَ: «نَخْلُهَا كَأَنَّهُ رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ».

۱۳۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ کی یہ حالت ہو گئی کہ آپ یہ خیال کرتے کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں لیکن کر نہیں سکتے تھے۔ پھر آپ نے ایک دن خوب دعا فرمائی۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا! اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج مجھے ایسی چیز بتائی ہے جس میں میری شفاء ہے یعنی میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس شخص کو کیا مرض ہے؟ دوسرے نے جواب دیا اس پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے کہا اس پر کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم یہودی نے اس نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ کنگھی' آپ کے موئے

فَقُلْتُ: اسْتَخْرَجْتَهُ؟ فَقَالَ: (لَا، أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللهُ، وَخَشِيتُ أَنْ يُثِيرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا). ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ. [رواه البخاري: ٣٢٦٨]

مبارک اور نر کھجور کے خوشہ کے پوست میں۔ اس نے کہا یہ کہاں رکھا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا ذروان نامی کنویں میں ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کنویں کے پاس تشریف لے گئے اور واپس آ کر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا وہاں کی کھجوریں شیاطین کے سر کی مانند ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا! آپ نے اس کو نکلوایا فرمایا نہیں اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے لوگوں میں فساد پھیلے گا اس کے بعد وہ کنواں بند کر دیا گیا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے کنویں سے نکلوایا لیکن رد عمل کے طور پر اس یہودی سے باز پرس نہیں کی مبادا مسلمان جذبات افروختہ ہو کر اسے قتل کر دیں معلوم ہوا کہ شرانگیزی کے ڈر سے اپنے جذبات کو قربان کر دینا چاہیے۔ (عون الباری:۴/۵۵) نوٹ: آپ پر جادو بیویوں کے سلسلہ میں ہوا تھا کہ آپ ان کے پاس نہ جا سکیں' آپ سمجھتے تھے میں ان سے تعلق قائم کر سکتا ہوں لیکن تعلق قائم کر نہیں سکتے تھے۔ نیز استخراج سے مراد اس جادو کی تشہیر اور اشاعت ہے۔ (علوی)

١٣٨٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا، مَنْ خَلَقَ كَذَا، حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ). [رواه البخاري: ٣٢٧٦]

۱۳۸۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے یہ کس نے پیدا کیا؟ وہ کس نے پیدا کیا؟ تاآنکہ یہ سوال کرنے لگتا ہے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ لہٰذا جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے تو انسان کو اعوذ باللہ پڑھنا چاہیے اور اس شیطانی خیال کو ترک کر دینا چاہیے۔

فوائد: شیطانی خیالات دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ایسے ہوتے ہیں جنہیں استقرار نہیں ہوتا اور نہ ہی ان سے کوئی شبہ جنم لیتا ہے یہ تو عدم دلچسپی سے ختم ہو جاتے ہیں اگر دل میں جم جائیں اور شبہات کا پیش خیمہ ہوں تو اللہ کی پناہ میں آنا چاہیے۔ (عون الباری:۴/۵۷)

١٣٨٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ

۱۳۸۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ، فَقَالَ: (هَا، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ). [رواه البخاري: ٣٢٧٩]

ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ مشرق کی جانب اشارہ کر کے فرماتے تھے فتنہ یہاں ہے فساد اسی طرف سے نکلے گا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان کرتے وقت مشرق کی طرف اشارہ فرمایا اس سے مراد سرزمین عراق ہے جو مدینہ سے مشرق میں ہے اور شروع سے آج تک فتنوں کی آماجگاہ ہے۔

١٣٨٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ، أَوْ: كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ، وَأَغْلِقْ بَابَكَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا). [رواه البخاري: ٣٢٨٠]

١٣٨٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب رات شروع ہو یا اس کا اندھیرا چھا جائے تو تم اپنے بچوں کو باہر نکلنے سے روک لو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو اس وقت بچوں کو چھوڑ دو اور بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کرو اور بسم اللہ پڑھ کر ہی چراغ گل کر دو اور اللہ کا نام لے کر مشکیزے کا منہ باندھ دو پھر اللہ کا نام لے کر کھانے کا برتن ڈھانک دو اگر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہ ملے تو اور کوئی چیز (لکڑی وغیرہ) اس پر رکھ دو۔

فوائد: رات کو سوتے وقت اگر نقصان کا اندیشہ نہ ہو مثلاً قندیل چھت سے لٹک رہا ہے یا بجلی کا بلب جل رہا ہے تو ضرورت کے پیش نظر اس کا گل کرنا ضروری نہیں ہے۔ (عون الباری: ۴/۶۰)

١٣٨٨ : عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ، فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا

١٣٨٨۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کرنے لگے پھر ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک ایسی دعا جانتا ہوں۔ اگر یہ شخص اسے پڑھ

يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِٱللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، ذَهَبَ عَنْهُ ما يَجِدُ)، فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: تَعَوَّذْ بِٱللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَقَالَ: وَهَلْ بِي جُنُونٌ؟. [رواه البخاري: ٣٢٨٢]

لے تو اس کا غصہ جاتا رہے اگر یہ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کر اس نے کہا کیا میں دیوانہ ہوں (کہ شیطان سے پناہ مانگوں)

فوائد: اس آدمی کے خیال کے مطابق شیطان سے اس وقت پناہ مانگی جاتی ہے جب انسان دیوانگی میں گرفتار ہو شاید اسے معلوم نہ تھا کہ غصہ کوئی فرزانگی کی علامت نہیں بلکہ یہ بھی جنون اور دیوانہ پن ہی کی ایک قسم ہے۔ (عون الباری:۶۱/۴)

١٣٨٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ ما ٱسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ: هَا، ضَحِكَ الشَّيْطَانُ). [رواه البخاري: ٣٢٨٩]

۱۳۸۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جمائی لینا ایک شیطانی حرکت ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو حتی الامکان اسے روکے کیونکہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتے ہوئے ہا کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

فوائد: اگر جمائی نہ رک سکے تو انسان کو چاہئے کہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے تاکہ شیطان کو اس کے ساتھ کھل کھیلنے کا موقع نہ ملے واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ بلکہ کسی بھی نبی کو جمائی نہیں آئی ہے۔

(عون الباری:۶۲/۴)

١٣٩٠ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ ٱللهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِٱللهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لاَ تَضُرُّهُ). [رواه البخاري: ٣٢٩٢]

۱۳۹۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر تم میں سے کوئی پریشان خواب دیکھے جس سے وہ ڈر محسوس کرے تو اسے اپنی بائیں جانب تھوک دینا چاہئے اور اس کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے۔ اس طرح وہ اس کو نقصان نہیں دے گا۔

فوائد: شیطان چاہتا ہے کہ برے خواب کے ذریعے مسلمان کو پریشان کر کے اپنے رب سے اس کو بدگمان کر دیا جائے اس لئے ایسی حالت میں رسول ﷺ نے تلقین فرمائی ہے کہ اللہ کی پناہ میں آنا

چاہیے۔ (عون الباری:۳/۶۴)

١٣٩١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا ٱسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ). [رواه البخاري: ٣٢٩٥]

۱۳۹۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرے کیونکہ شیطان اس کی ناک میں رات بسر کرتا ہے۔

فوائد: شیطان کا رات گذارنا حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ دل اور دماغ تک جانے کا یہی ایک رستہ ہے بیداری کے وقت اگر ہدایت نبوی کے مطابق عمل کیا جائے تو اس کی شب باشی کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔

٩ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ﴾

باب ۹: ارشاد باری تعالیٰ: ”اس نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے“

١٣٩٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: (ٱقْتُلُوا الْحَيَّاتِ، وَٱقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ، وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ).

قَالَ عَبْدُ ٱللهِ: فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لِأَقْتُلَهَا، فَنَادَانِي أَبُو لُبَابَةَ: لَا تَقْتُلْهَا، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ. قَالَ: إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ، وَهِيَ الْعَوَامِرُ. [رواه البخاري: ٣٢٩٧، ٣٢٩٨]

۱۳۹۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا سانپوں کو مار ڈالو خصوصاً وہ سانپ جو دو دھاری والا اور دم کٹا ہو اسے کسی صورت میں زندہ نہ چھوڑو کیونکہ یہ دونوں آنکھ کی بینائی ختم کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں ایک سانپ مارنے کی تاک میں تھا کہ مجھے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ اس کو نہ مارنا میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ بولے آپ نے بعد میں ان سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے جو گھروں میں رہتے ہیں اور انہیں عوامر کہا جاتا ہے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ گھر میں رہنے والے سانپ کو تین مرتبہ یا تین دن تک کہتے رہو کہ ہمیں پریشان نہ کرو یہاں سے چلے جاؤ اگر پھر بھی نہ جائیں تو انہیں مار ڈالو۔ (عون الباری:۳/۶۷)

١٠ - باب: خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ

باب ١٠: مسلمان کا عمدہ مال بکریاں ہیں جنہیں چرانے کیلئے پہاڑ کی چوٹیوں پر لے جاتے ہیں

١٣٩٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلاَءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالإِبِلِ، وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ). [رواه البخاري: ٣٣٠١]

١٣٩٣۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفر کا سرچشمہ مشرق کی طرف ہے اور فخر و تکبر گھوڑے اور اونٹ رکھنے والے ان چرواہوں میں ہے جو جنگلات میں رہتے ہیں اور اونٹ کے بالوں سے گھر بناتے ہیں اور بکریاں رکھنے والوں میں غربت و مسکنت ہوتی ہے۔

فوائد: بکریاں پالنے میں بہت خیر و برکت ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا کہ بکریاں رکھو کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ (عون الباری: ۴/۲۹)

١٣٩٤ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَشَارَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ، فَقَالَ: (الإِيمَانُ يَمَانٍ هَا هُنَا، أَلاَ إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ، عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الإِبِلِ، حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ، فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ). [رواه البخاري: ٣٣٠٢]

١٣٩٤۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ایمان یمن میں ہے۔ اس طرف آگاہ رہو کہ سختی اور سنگدلی ان کاشتکاروں میں ہے جو اونٹوں کے پاس اس ملک میں رہتے ہیں جہاں سے شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں یعنی ربیعہ اور مضر کی قوموں میں۔

فوائد: اہل یمن بلا جنگ وجدال بلکہ برضا و رغبت مسلمان ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی ویسے بھی وہاں بڑے بڑے اہل علم اور عاملین بالحدیث گذرے ہیں جیسا کہ علامہ شوکانی اور علامہ صنعانی وغیرہ اس دور میں مقبل عبد الهادی ہیں جو کتاب و سنت میں ہمہ وقت کوشاں ہیں راقم نے ایک یمنی کو دیکھا تھا جو کتب ستہ کا حافظ تھا۔

١٣٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَٱسْأَلُوا ٱللهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا

١٣٩٥۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ کا فضل طلب کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ

سَمِعْتُمْ نَهِيقَ ٱلْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِٱللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا). [رواه البخاري: ٣٣٠٣]

کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ مرغ کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ نماز کے وقت بیدار کر دیتا ہے نیز دوسری روایت میں ہے کہ جب کتا بھونکے تو بھی شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ (عون الباری: ۲/۷۲)

١٣٩٦ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لاَ يُدْرَى ما فَعَلَتْ، وَإِنِّي لاَ أُرَاهَا إِلاَّ الْفَأْرَ، إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ، وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ). فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ لِي مِرَارًا، فَقُلْتُ: أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ؟. [رواه البخاري: ٣٣٠٥]

۱۳۹۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا تھا۔ نامعلوم ان کا کیا حشر ہوا میرے خیال میں یہ چوہے ہیں کیونکہ جب ان کے سامنے اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو اسے نہیں پیتے اور جب ان کے سامنے بکریوں کا دودھ رکھا جاتا ہے تو اسے پی جاتے ہیں راوی کہتا ہے کہ جب میں نے یہ حدیث حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا آیا تم نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں پھر انہوں نے مجھ سے مکرر پوچھا تو میں نے کہا کیا میں تورات پڑھا کرتا ہوں؟

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے یہ بات اپنے خیال کے مطابق ارشاد فرمائی تھی بعد میں بذریعہ وحی بتایا گیا کہ مسخ شدہ قوموں کی نسل باقی نہیں بلکہ انہیں چند دنوں کے بعد صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ (عون الباری: ۲/۷۳)

١١ - باب: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الأُخْرَى شِفَاءً

باب ۱۱: جب تم میں سے کسی کے کھانے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اس کو ڈبو دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے

١٣٩٧ : وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

۱۳۹۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا وَقَعَ ٱلذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالأُخْرَى شِفَاءً). [رواه البخاري: ٣٣٢٠]

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے چاہئے کہ اس کو ڈبو دے پھر نکال پھینکے کیونکہ اس کے دونوں پروں میں سے ایک میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔

فوائد : ایک روایت میں کھانے اور برتن کے الفاظ بھی ہیں ابو واقد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ مکھی گرتے وقت بیماری والے پر کو نیچے کرتی ہے طب جدید نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ اس کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں تریاق ہے اگرچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی فرنگی طب کی تصدیق کا محتاج نہیں ہے۔

١٣٩٨ : وعَنْه رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (غُفِرَ لامْرَأَةٍ مُومِسَةٍ، مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ، قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، فَنَزَعَتْ خُفَّهَا، فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا، فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ، فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ). [رواه البخاري: ٣٣٢١]

١٣٩٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک زانیہ صرف اس لئے بخش دی گئی کہ اس کا گزر ایک کتے پر ہوا جو ایک کنویں کے کنارے بیٹھا پیاس کی وجہ سے زبان نکالے ہانپ رہا تھا اور مرنے کے قریب تھا تو اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اس کو اپنے دوپٹے سے باندھ کر اس کے لئے کنویں سے پانی نکالا بس اسی بات پر وہ بخش دی گئی۔

فوائد : یہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ بڑے بڑے گناہوں کو معمولی سے کار خیر کی بناء پر معاف کر دیتا ہے بشرطیکہ وہ خلوص سے کیا گیا ہو چنانچہ اس بدکار عورت کو اس کے خلوص کی بناء پر معاف کر دیا گیا۔ (عون الباری: ۴/۷۷)

کتاب احادیث الانبیاء
پیغمبروں کے حالات کے بیان میں

١ - باب: خَلْقُ آدَمَ وَذُرِّيَّتِه

باب ا: آدم اور اس کی اولاد کی پیدائش

١٣٩٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (خَلَقَ ٱللهُ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، ثُمَّ قالَ: ٱذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولٰئِكَ مِنَ المَلَائِكَةِ، فَٱسْتَمِعْ ما يُحَيُّونَكَ، تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، فَقَالَ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا: السَّلامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ ٱللهِ، فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ ٱللهِ، فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الآنَ). [رواه البخاري: ٣٣٢٦]

١٣٩٩۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے جب آدم کو پیدا فرمایا تو اس کا قد ساٹھ ہاتھ تھا پھر اللہ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں کو سلام کرو نیز سنو وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں؟ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ پس آدم علیہ السلام نے کہا "السلام علیکم" فرشتوں نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ انہوں نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا۔ خیر جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ سب آدم کی صورت پر ہوں گے گو لوگ ابتدائے پیدائش سے اب تک جسامت میں کم ہو رہے ہیں۔

فوائد: دخول جنت کے وقت اہل جنت کا حضرت آدم علیہ السلام جیسا قد کاٹھ، شکل وصورت اور حسن وجمال ہو گا دنیا میں جو قد کی پستی، رنگ کی سیاہی اور بدصورتی ہے جاتی رہے گی۔ (عون الباری:۹/۴۷۹)

١٤٠٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: بَلَغَ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ سَلَامٍ، رَضِيَ

١٤٠٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو یہ خبر

اَللّٰهِ عَنْهُ مَقْدَمُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ قَالَ: مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ، وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (خَبَّرَنِي بِهِنَّ آنِفًا جِبْرِيلُ)، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الْوَلَدِ: فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ الْمَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا)، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، إِنْ عَلِمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُونِي عِنْدَكَ، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ الْبَيْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ؟) قَالُوا: أَعْلَمُنَا، وَابْنُ أَعْلَمِنَا، وَأَخْيَرُنَا، وَابْنُ أَخْيَرِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ؟) قَالُوا: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ

پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ میں آپ سے تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ جن کو نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا پھر انہوں نے پوچھا کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ سب سے پہلی غذا کونسی ہے جو اہل جنت تناول کریں گے؟ بچہ کس سبب سے اپنے ددھیال اور ننھیال کے مشابہ ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ باتیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ابھی ابھی بتائی ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا فرشتوں میں سے حضرت جبرائیل تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ایک آگ ہے۔ جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب لے جائے گی اور پہلی غذا جو اہل جنت تناول کریں گے وہ مچھلی کی کلیجی کا زائد ٹکڑا ہے اور بچے کی مشابہت کا سبب یہ ہے کہا جب مرد عورت سے ہم بستر ہوتا ہے تو اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جاتا ہے تو بچہ ددھیال کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جاتا ہے تو بچہ ننھیال کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فورا بول اٹھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہود بہت بہتان طراز ہیں۔ اگر ان کو میرے مسلمان ہونے کی اطلاع ہو گئی تو اس سے پہلے کہ آپ ان سے میرے متعلق کوئی سوال کریں۔ وہ

إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَقَالُوا: شَرُّنَا، وَابْنُ شَرِّنَا، وَوَقَعُوا فِيهِ. [رواه البخاري: ٣٣٢٩]

آپ کے سامنے مجھ پر کوئی بہتان لگا دیں گے چنانچہ جب یہودی آئے تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ گھر میں چھپ گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ہم سب سے بڑے عالم اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں اور ہم سب سے بہتر اور بہترین باپ کی اولاد ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائیں (تو پھر کیا ہو گا؟) انہوں نے کہا اللہ انہیں مسلمان ہونے سے بچائے یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آئے اور کہنے لگے " اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله " پھر یہود کہنے لگے عبد اللہ رضی اللہ عنہ تو ہم سب میں برا اور بد ترین باپ کا بیٹا ہے اور انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحم مادر میں پانی کا پہلے جانا تذکیر و تانیث کا باعث ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رحم مادر میں پانی کا غالب آنا شکل وصورت کا سبب ہے۔ (فتح الباری:۲۷۳/۷)

١٤٠١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَوْلاَ بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْلاَ حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا). [رواه البخاري: ٣٣٣٠]

۱۴۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کبھی گوشت خراب ہو کر نہ سڑتا اور اگر حضرت حواء نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی۔

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ گوشت میں خراب ہونے کی خاصیت اس واقعہ کے بعد پیدا ہوئی بلکہ خاصیت تو پہلے بھی تھی لیکن اس کا ظہور بنی اسرائیل کی اس حرکت سے ہوا کیونکہ ان سے پہلے کسی نے بھی گوشت کی ذخیرہ اندوزی نہ کی تھی۔ خیانت کا مقصد یہ ہے کہ ایسی بات کا مشورہ دینا جو خاوند کے لئے نقصان دہ ہو' یہ عورت کی سرشت میں داخل ہونے کی وجہ سے حوا کی تمام بیٹیوں میں موجود ہے۔

١٤٠٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ: إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ: أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي، فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ). [رواه البخاري: ٣٣٣٤]

۱۴۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دوزخی سے فرمائے گا جو سب اہل جہنم میں سے ہلکے عذاب والا ہو گا۔ اگر تجھے دنیا تمام کی چیزیں مل جائیں تو کیا تو اس عذاب کے عوض انہیں فدیہ میں دے گا؟ وہ کہے گا ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اس سے بہت کم چیز تجھ سے مانگی تھی جب تو ابھی آدم کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تو شرک سے باز نہ آیا۔

فوائد: آدم کی پشت میں اس سے جس چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے "اور جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔ (الاعراف:۱۷۲)

١٤٠٣ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ). [رواه البخاري: ٣٣٣٥]

۱۴۰۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ظلم سے قتل کیا جاتا ہے اس کا کچھ وبال حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر ضرور ہوتا ہے کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل ناحق کی رسم ڈالی۔

فوائد: اس کا ذکر قرآن مجید (مائدہ:۲۷) میں ہے۔

٢ - باب: قَوْلُ اللهِ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ: "اور آپ سے لوگ ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہو میں اس کا کچھ حال تمہیں سناتا ہوں۔ ہم نے اسے زمین میں اقتدار عطا کر رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے

١٤٠٤ : عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ: (لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ)، وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا، قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: (نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ). [رواه البخاري: ٣٣٤٦]

۱۴۰۴۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھبرائے ہوئے ان کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ عرب کی خرابی اس آفت سے ہونے والی ہے جو بالکل قریب آ لگی ہے آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے سوراخ بنا کر اس کی مقدار بتائی۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! نیک لوگوں کی موجودگی میں کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے آپ نے فرمایا ہاں جب برائی زیادہ پھیل جائے گی۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث کو قصہ یاجوج وماجوج کے زیر عنوان ذکر کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کثرت معاصی کے نتیجہ میں جب اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے تو بروں کے ساتھ نیکوں کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔

١٤٠٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: يَا آدَمُ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ

۱۴۰۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن ارشاد ہو گا اے آدم! وہ عرض کریں گے حاضر ہوں مستعد ہوں! سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ ارشاد ہو گا دوزخ کا لشکر نکالو حضرت آدم عرض کریں گے

تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَعِنْدَهُ يَشِيبُ الصَّغِيرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وما هُمْ بِسُكَارَى، وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ)، قالوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَأَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ؟ قَالَ: (أَبْشِرُوا، فَإِنَّ مِنكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)، فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: (أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)، فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: (أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)، فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: (ما أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ، أَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ). [رواه البخاري: ٣٣٤٨]

دوزخ کا لشکر کتنا ہے؟ اللہ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو صد ننانوے پس اس وقت مارے خوف کے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرادے گی اور تم لوگوں کو بے ہوش ہوتے دیکھو گے حالانکہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایک آدمی ہم میں سے کون ہو گا؟ آپ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ کیونکہ وہ ایک شخص تم میں سے ہو گا اور ایک ہزار یاجوج ماجوج کے ہوں گے پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ اہل جنت میں ایک چوتھائی تم لوگ ہو گے۔ ہم نے اس پر نعرہ تکبیر بلند کیا اور آپ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا تیسرا حصہ ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے یہ سن کر ہم لوگوں نے پھر اللہ اکبر کہا۔ آپ نے فرمایا لوگوں میں تم ایسے ہو جیسے ایک سیاہ بال سفید گائے کی کھال پر یا ایک سفید بال سیاہ گائے کی کھال پر۔

فوائد: معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج وماجوج اس کثرت سے ہوں گے کہ امت محمدیہ ان کے مقابلہ میں ہزارواں حصہ ہو گی ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ اہل جنت کی جنت میں ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں امت محمدیہ کی اور بیس صفیں دیگر امتوں سے ہوں گی۔ (عون الباری:۴/۸۹)

٣ - باب

باب ۳:

١٤٠٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّكُمْ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، ثُمَّ قَرَأَ:

۱۴۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن تم لوگ ننگے پاؤں برہنہ بدن

﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ وَعْدًا عَلَيْنَآ إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ﴾، وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، وَإِنَّ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: أَصْحَابِي أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُولُ كما قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ٱلْحَكِيمُ﴾). [رواه البخاري: ٣٣٤٩]

اور بغیر ختنہ جمع کئے جاؤ گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

”جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا اس طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے جس کو ہم پورا کریں گے۔“

اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور ایسا ہو گا کہ میرے چند اصحاب بائیں طرف کھینچ لئے جائیں گے۔ میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں جواب دیا جائے گا کہ جب تمہاری وفات ہو گئی تو یہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ پھر میں وہی کہوں گا جیسا کہ نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔

”میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا۔ آخر آیت الحکیم تک۔“

فوائد: ان سے مراد غالباً وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت صدیقی میں اسلام سے مرتد ہوگئے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا تھا۔ (عون الباری:۹۱/۴)

١٤٠٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ: لاَ تَعْصِنِي، فَيَقُولُ أَبُوهُ: فَالْيَوْمَ لاَ أَعْصِيكَ، فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لاَ تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الأَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى: إِنِّي حَرَّمْتُ الجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا إِبْرَاهِيمُ، ما

١٤٠٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن حضرت ابراھیم علیہ السلام جب اپنے باپ آزر سے ملیں گے تو آزر کے چہرے پر اس وقت سیاہی اور گرد و غبار ہو گا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام ان سے کہیں گے میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟ اس کا باپ جواب دے گا اب میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام عرض کریں گے اے پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تجھے ذلیل

تَحْتَ رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ). [رواه البخاري: ٣٣٥٠]

نہیں کروں گا اور اب میرے رحمت سے انتہائی دور باپ کی ذلت سے زیادہ کونسی رسوائی ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے تو کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا اے ابراھیم علیہ السلام! تمہارے پاؤں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک بجو نجاست میں لتھڑا ہوا پائیں گے۔ پھر اس کی ٹانگ سے گھسیٹ کر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ انسان اگر کفر پر مرا ہو تو اس کے بیٹے کا بلند مرتبہ ہونا اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا اور نہ ہی باپ کا بلند مرتبہ ہونا نفع دے سکتا ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کا واقعہ ہے۔ (عون الباری:۹۳/۴)

١٤٠٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: (أَتْقَاهُمْ). فَقَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: (فَيُوسُفُ نَبِيُّ ٱللهِ، ابْنُ نَبِيِّ ٱللهِ، ابْنِ نَبِيِّ ٱللهِ، ابْنِ خَلِيلِ ٱللهِ). قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: (فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَ؟ خِيَارُهُمْ فِي الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ، إِذَا فَقُهُوا). [رواه البخاري: ٣٣٥٣]

۱۴۰۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! (اللہ کے ہاں) لوگوں میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا جو ان سب میں اللہ کا خوف زیادہ رکھتا ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم یہ بات نہیں پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا(تو سب سے زیادہ بزرگ) یوسف پیغمبر ہیں جو خود نبی تھے' باپ نبی' دادا نبی' پردادا نبی' اللہ کے خلیل۔ لوگوں نے عرض کیا ہم یہ بات بھی نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا کہ خاندان عرب کی بابت پوچھتے ہو؟ ان سب میں سے جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھا وہی اسلام میں بھی بہتر ہے بشرطیکہ وہ علم دین حاصل کریں۔

فوائد: شرافت کی درجہ بندی بایں طور ہے کہ جو دور جاہلیت میں شریف النفس تھا اور اسلام لانے کے بعد بھی اس نے شرافت کو داغدار نہیں کیا وہ اللہ کے ہاں اچھا مقام رکھتا ہے اگر اسکے ساتھ دینی بصیرت بھی شامل ہو جائے تو اس کا مقام تو بہت ہی اونچا ہے البتہ بے دینی کی صورت میں شرافت نسبی کا

کوئی مقام نہیں ہے۔ (عون الباری:۹۵/۴)

١٤٠٩ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيلٍ، لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا، وَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ ﷺ) [رواه البخاري: ٣٣٥٤].

۱۴۰۹۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات خواب میں میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر ہم ایک طویل القامت شخص کے پاس پہنچے اس کے دراز قد ہونے کی وجہ سے ہم اس کا سر نہیں دیکھ سکتے تھے اور وہ حضرت ابراھیم علیہ السلام تھے۔

فوائد : حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طویل القامت ہونے سے مراد ان کا عالی مرتبہ ہونا ہے اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ شکل وصورت اور اخلاق وسیرت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ (عون الباری:۹۶/۴)

١٤١٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَٱنْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ، وَأَمَّا مُوسَى فَجَعْدٌ آدَمُ، عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ، مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ انْحَدَرَ فِي الْوَادِي). [رواه البخاري: ٣٣٥٥]

۱۴۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم حضرت ابراھیم علیہ السلام کو دیکھنا چاہتے ہو تو اپنے صاحب یعنی میری طرف دیکھ لو۔ رہے موسیٰ علیہ السلام تو وہ گٹھے ہوئے جسم والے گندمی رنگ کے آدمی تھے۔ سرخ اونٹ پر سوار تھے۔ جس کی نکیل کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی رسی کی تھی گویا میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ نشیبی علاقہ میں اتر رہے ہیں۔

١٤١١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً - بِالْقَدُّومِ). [رواه البخاري: ٣٣٥٦]

۱۴۱۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ خود ایک بسولے سے کیا تھا جبکہ وہ اسی برس کے تھے۔

فوائد : دوسری روایت میں ہے کہ ختنہ کرنے سے جب ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف ہوئی تو اس کا اظہار کیا پھر اللہ تعالیٰ سے گویا ہوئے کہ الٰہی تیرے حکم میں تاخیر کرنا مجھے ناگوار تھا اس لئے تعمیل حکم میں جلدی کی ہے۔ (عون الباری:۹۷/۴)

١٤١٢ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: (بِالْقَدُومِ) مُخَفَّفَةً. [رواه البخاري: ٣٣٥٦]

۱۴۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری روایت لفظ قدوم دال کی تخفیف کے ساتھ آیا ہے۔

فوائد: مسلم کی جملہ روایات میں یہ لفظ تخفیف کے ساتھ ہے جس کا معنی بسولہ ہے البتہ تشدید کے ساتھ یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک مقام کا نام اور راجح بات یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں آلہ کا نام ہے۔ (عون الباری:۴/۹۷)

١٤١٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ، ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ. قَوْلُهُ: ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾. وَقَوْلُهُ: ﴿بَلْ فَعَلَهُۥ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا﴾. وَقَالَ: بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ، إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: أُخْتِي، فَأَتَى سَارَةَ وَذَكَرَ بَاقِي الْحَدِيثَ. [رواه البخاري: ٣٣٥٨ وانظر حديث رقم: ٢٢١٧]

۱۴۱۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے تین مرتبہ کے علاوہ کبھی توریہ نہیں کیا ان میں سے دو تو خالص اللہ کے لئے تھے ایک ان کا یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اور دوسرا یہ کہنا کہ ان بتوں میں سے بڑے بت نے یہ کام کیا ہے (یہ دونوں تو اللہ کے لئے تھے) پھر آپ نے فرمایا تیسرا اس وقت جبکہ حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام دونوں میاں بیوی جا رہے تھے کہ ان کا ایک ظالم بادشاہ کی طرف سے گزر ہوا۔ اس بادشاہ سے کہا گیا کہ یہاں ایک شخص آیا ہے اور اس کے ساتھ ایک خوبرو عورت ہے چنانچہ اس بادشاہ نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا اور سارہ کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہے؟ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میری بہن ہے اس کے بعد آپ سارہ کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر انہوں نے باقی حدیث (۱۰۴۳) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دینی مقصد کے لئے بطور تعریض والزام ایسی گفتگو کرنا جو بظاہر خلاف واقعہ ہو ایسا جھوٹ نہیں جس پر وعید آئی ہے ایسا کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ بعض اوقات ضروری ہوتا ہے۔

١٤١٤ : وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ أُمِّ

۱۴۱۴۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

شَرِيكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ، وَقَدْ تَقَدَّم، وزادَ هُنا: (وكانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلامُ) (راجع: ٨٩). [رواه البخاري: ٣٣٥٩]

رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیا یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے لیکن یہاں اتنا اضافہ ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پھونک سے آگ تیز کرتا تھا۔

فوائد: گرگٹ کی سرشت میں ایذاء رسانی شامل ہے اور اس کی یہ فطرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ میں بالکل نمایاں ہو چکی تھی اس لئے شریعت اسلامیہ میں اسے مار دینے کا حکم ہے۔

نوٹ: یہ حدیث بخاری میں پہلے (۳۳۰۷) گذر چکی ہے لیکن تجرید میں پہلی دفعہ آئی ہے مصنف کا پہلے گزر جانے کا حوالہ سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔

١٤١٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: أَوَّلَ ما ٱتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ ٱتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ، ثُمَّ جاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِٱبْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ، حَتَّى وَضَعَهما عِنْدَ الْبَيْتِ، عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ في أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا ماءٌ، فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ، وَسِقَاءً فِيهِ ماءٌ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا، فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ، أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي، الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرارًا، وَجَعَلَ لاَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ لَهُ: آللهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قالَ: نَعَمْ، قالَتْ: إِذَنْ لاَ يُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ، فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى

١٤١٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا عورتوں نے جب کمربند تیار کیا تو وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے سیکھا ہے کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے ہی کمربند استعمال کیا تھا ان کی غرض یہ تھی کہ سارہ علیہا السلام ان کا سراغ نہ پائیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اسے اور اس کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے آئے اس وقت حضرت ہاجرہ علیہا السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں اور ان دونوں کو خانہ کعبہ کے پاس ایک بڑے درخت کے نیچے چاہ زمزم پر مسجد حرام کی جگہ چھوڑ دیا اس وقت مکہ میں تو آدمی کا نام و نشان نہ تھا اور نہ ہی پانی موجود تھا خیر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کو وہاں چھوڑ گئے ان کے قریب ہی ایک تھیلا کھجوروں کا اور ایک مشکیزہ پانی کا رکھ دیا۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو حضرت اسماعیل کی والدہ آپ کے پیچھے روانہ ہوئیں اور کہنے لگیں اے ابراہیم علیہ السلام! تم کہاں جا رہے ہو؟ ہمیں ایک ایسے

إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ، اَسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ، ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَآ إِنِّىٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِى بِوَادٍ غَيْرِ ذِى زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ ٱلْمُحَرَّمِ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿يَشْكُرُونَ﴾، وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى، أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ، فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا)، فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا، فَقَالَتْ صَهٍ - تُرِيدُ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسَمَّعَتْ، فَسَمِعَتْ أَيْضًا، فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ

جنگل میں چھوڑ کر جا رہے ہو جہاں آدمی کا پتہ تک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز ملتی ہے انہوں نے کئی بار پکار پکار کر یہ کہا مگر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے ان سے کہا کیا یہ حکم آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے؟ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کہا "ہاں" حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے کہا پھر تو اب ہم کو وہ ضائع نہیں کرے گا اس کے بعد وہ لوٹ آئیں اور حضرت ابراھیم علیہ السلام چلے گئے پھر جب وہ ثنیہ (گھاٹی) کے پاس پہنچے جہاں سے وہ انہیں نہ دیکھ سکتے تھے تو انہوں نے کعبہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھائے اور ان الفاظ میں دعا کرنے لگے۔

"اے میرے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو بے آب و گیاہ وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس چھوڑ دیا ہے تاآنکہ لفظ ﴿ يشكرون ﴾ تک دعا کرتے رہے۔"

ادھر ام اسماعیل علیہا السلام کا یہ حال گزرا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی اور اس پانی میں سے خود پیتی رہی لیکن جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو خود بھی پیاسی ہوئی اور بچہ کو بھی پیاس لگی بچہ کو دیکھا کہ وہ مارے پیاس کے لوٹ پوٹ ہو رہا ہے یعنی تڑپ رہا ہے۔ بچے کی یہ حالت ان کے لئے ناقابل دید تھی اس لئے اٹھ کر چلی تو صفا پہاڑی کو بہ نسبت دیگر پہاڑوں کے قریب پایا۔ وہ اس پر کھڑی ہو کر وادی کی طرف دیکھنے لگی تاکہ وہ کسی کو دیکھے لیکن اسے وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ مجبورا وہاں سے اتر کر نشیب میں پہنچی تو اپنا دامن اٹھا

مَوْضِعِ زَمْزَمَ، فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ - أَوْ قَالَ: بِجَنَاحِهِ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ، وَتَقُولُ بِيَدِهَا هٰكَذَا، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ. قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَرْحَمُ ٱللهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا). قَالَ: فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا، فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ، فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ ٱللهِ، يَبْنِي هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ ٱللهَ لَا يُضِيعُ أَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ، تَأْتِيهِ السُّيُولُ، فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ، أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ، مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا، فَقَالُوا: إِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ، لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ فَأَقْبَلُوا، قَالَ وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ، فَقَالُوا: أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، وَلٰكِنْ لَا

کر بہت شدت کے ساتھ دوڑیں جیسے کوئی سخت مصیبت زدہ انسان دوڑتا ہے۔ پھر نشیب سے گزر کر مروہ پہاڑی پر چڑھی اور اس پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ کوئی آدمی نظر آجائے لیکن وہاں بھی کوئی آدمی نظر نہ آیا پھر انہوں نے اس طرح سات چکر لگائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اس لئے صفامروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح جب ساتویں مرتبہ مروہ پر پہنچی تو انہوں نے ایک آواز سنی خود بخود کہنے لگیں خاموش! پھر انہوں نے خوب کان لگا کر سنا تو ایک آواز سنائی دی اس کے بعد کہنے لگیں تو نے آواز تو سنا دی لیکن کیا تو ہماری فریاد رسی کر سکتا ہے؟ پھر اچانک انہوں نے زم زم کی جگہ ایک فرشتہ دیکھا جس نے اپنی ایڑی یا پر سے زمین کھو دی فوراً وہاں سے پانی نکل کر بہنے لگا۔ وہ پھر اس کے گرد منڈیر بنا کر اسے حوض کی شکل دینے لگیں اور پانی کے چلو بھر بھر کر اپنی مشک میں ڈالنے لگیں۔ مگر ان کے چلو بھرنے کے بعد پانی کا چشمہ جوش مارنے لگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو اس کے حال پر چھوڑ دیتی یا یہ فرمایا کہ وہ پانی کا چلو نہ بھرتی تو زمزم سطح زمین پر ایک بہنے والا چشمہ رہتا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہاجرہ نے پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ پلایا اس کے بعد فرشتے نے ان سے کہا تم ہلاکت کا خوف نہ کرو۔ یہاں اللہ گھر ہے جس کو یہ بچہ اور اس کا والد بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے آدمیوں کو ضائع نہیں کرے گا اس وقت کعبہ کا یہ

حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ، قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَأَلْفَى ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ)، فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ، وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ، وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ، فَلَمَّا أَدْرَكَ الْحُلُمَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ، فَشَكَتْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا، فَقَالَ: هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا، فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ، قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ، قَالَ: ذَاكَ أَبِي، وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ، فَطَلَّقَهَا، وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى، فَلَبِثَ

حال تھا کہ وہ ایک ٹیلے کی طرح سطح زمین سے اونچا تھا جب سیلاب آتے تو اس کی دائیں بائیں جانب کٹ جاتے تھے۔ پھر ہاجرہ نے ایک مدت اسی طرح گزاری یہاں تک کہ قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ ان کی طرف سے گزرے یا یوں فرمایا کہ جرہم کی کچھ آدمی کداء کے راستے سے واپس آ رہے تھے تو وہ مکہ کے نشیب میں اتر گئے۔ اتنے میں انہوں نے کچھ پرندوں کو ایک جگہ چکر لگاتے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ پرندے ضرور پانی پر گھوم رہے ہیں حالانکہ ہم اس وادی کو جانتے ہیں اور یہاں ہم نے کبھی پانی دیکھا تک نہیں تب انہوں نے ایک دو آدمی بھیجے تو وہ پانی پر پہنچ گئے۔ پھر انہوں نے لوٹ کر ان لوگوں کو اطلاع دی لہٰذا وہ سب لوگ چل پڑے آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کو پانی پر موجود پا کر دریافت کیا کہ آپ ہمیں اپنے پاس قیام کرنے کی اجازت دیتی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اس شرط پر کہ تمہارا پانی پر کچھ حق نہ ہو گا انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس قبیلہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کو الفت پسند پایا اس لئے انہوں نے اپنے گھر والوں کو وہاں بلا کر بود و باش اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے وہاں کئی گھر بن گئے اور لڑکا بھی جوان ہو گیا اور اس نے ان سے عربی زبان بھی سیکھ لی اور ان لوگوں کے نزدیک حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک پسندیدہ اخلاق آدمی ثابت ہوئے۔ جب وہ اچھی طرح جوان ہو گئے تو اپنے خاندان کی ایک عورت سے اس کی شادی کر دی۔ اس دوران

عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ، فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ، وَأَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ. فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ: اللَّحْمُ. قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ: الْمَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ، وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ)، قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ، قَالَ: فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ، قَالَتْ: نَعَمْ، هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ، قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ، أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ انتقال کر گئیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنے بیوی بچوں کو دیکھنے آئے لیکن اس وقت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہو سکی۔ پھر آپ نے اس کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ہمارے لئے اسباب معاش کی تلاش میں باہر گئے ہیں۔ پھر آپ نے اس سے ان کی گزر اوقات کے متعلق دریافت کیا تو بیوی نے کہا کہ ہم سخت مصیبت اور تکلیف میں ہیں اور ہمارے حالات بہت دگرگوں ہیں۔ غرض اس نے حضرت ابراھیم علیہ السلام سے بہت شکایت کی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا جب تمہارے شوہر آئیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور اپنے دروازے کی چوکھٹ بدلنے کا پیغام دینا پھر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر آئے تو انہوں نے اپنے باپ کی خوشبو پائی اہلیہ سے پوچھا یہاں کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں اس طرح کا ایک بوڑھا آیا تھا اور اس نے آپ کے متعلق مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے اسے آپ کے متعلق بتا دیا تھا۔ پھر اس نے احوال زندگی کے متعلق پوچھا تو میں نے بتایا کہ زندگی بڑی تنگی اور مصیبت میں گزرتی ہے۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ پھر اس نے تمہیں کیا وصیت فرمائی؟ اہلیہ نے کہا کہ انہوں نے مجھے آپ کا سلام دیا اور دروازے کی چوکھٹ بدلنے کا پیغام دیا تھا۔ اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ میرے والد محترم تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے علیحدگی اختیار کر لوں۔ لہٰذا تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ الغرض حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اسے طلاق دے کر ان

قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَا كَما يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ، ثُمَّ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ ٱللهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ: فَٱصْنَعْ ما أَمَرَكَ رَبُّكَ، قَالَ: وَتُعِينُنِي؟ قَالَ: وَأُعِينُكَ، قَالَ: فَإِنَّ ٱللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا، وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى ما حَوْلَهَا، قَالَ: فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِٱلْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي، حَتَّى إِذَا ٱرْتَفَعَ الْبِنَاءُ، جاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ ٱلْحِجَارَةَ، وَهُمَا يَقُولانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ﴾. [رواه البخاري: ٣٣٦٤]

میں سے ہی ایک دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ پھر اللہ کو جتنے دن منظور تھا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنے ملک میں ٹھہرے اس کے بعد دوبارہ تشریف لائے لیکن مکان پر انہیں پھر نہ پایا تو ان کی بیوی کے پاس گئے اور پوچھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کہاں ہیں؟ اس نے کہا کہ ہمارے لئے معاش کی تلاش میں باہر نکلے ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تمہاری گزر اوقات کیسی ہوتی ہے اور دیگر حالات کے متعلق بھی دریافت کیا تو اس نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ ہم اچھی حالت اور کشادگی میں ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم کیا کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت پھر پوچھا کہ تم کیا پیتے ہو؟ اس نے کہا پانی۔ پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی کہ اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت وہاں غلہ نہ ہوتا تھا اگر غلہ ہوتا تو اس میں بھی ان کے لئے دعا کرتے اور آپ نے فرمایا کہ اہل مکہ کے علاوہ جو شخص بھی ان دو چیزوں پر مداومت کرے گا اسے یہ چیزیں موافق نہ آئیں گی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارے شوہر آ جائیں تو اسے میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھے۔ پھر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ انہوں نے کہا ایک بوڑھے شخص خوش وضع ہمارے پاس آئے تھے اور اس نے ان کی تعریف کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے مجھ سے تمہاری بابت پوچھا تھا۔ میں نے بتلا دیا کہ وہ فلاں کام گئے ہیں۔ پھر اس نے ہماری

بسر اوقات کے متعلق پوچھا تو میں نے کہہ دیا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے تمہیں کسی بات کی وصیت کی تھی؟ بیوی نے کہا ہاں انہوں نے تمہیں سلام اور اپنے دروازے کی چوکھٹ قائم رکھنے کا پیغام دیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا وہ میرے والد محترم تھے اور چوکھٹ تم ہو انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے پاس رکھوں۔ پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام جس قدر اللہ نے چاہا ان سے غائب رہے اس کے بعد پھر تشریف لائے اور اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام زمزم کے پاس ایک بڑے درخت کے نیچے بیٹھے اپنے تیر درست کر رہے تھے تو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر دونوں نے وہی کچھ کیا جو باپ بیٹے کے ساتھ اور بیٹا اپنے باپ کے ساتھ کرتا ہے۔ پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کہا اے اسماعیل علیہ السلام! اللہ نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ کے پروردگار نے حکم دیا ہے اسے ضرور کریں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا تم میری مدد کرو گے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں میں آپ کی مدد کروں گا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ یہاں گھر بناؤں اور انہوں نے ایک ٹیلہ کی طرف اشارہ فرمایا جو اپنے آس پاس کی چیزوں سے قدرے بڑا اونچا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت ان دونوں نے بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام تو پتھر لاتے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام

تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب دیواریں اونچی ہو گئیں تو حضرت اسماعیل علیہ السلام یہ پتھر (جسے مقام ابراھیم کہا جاتا ہے) لائے اور اسے ان کے لئے رکھ دیا۔ چنانچہ حضرت ابراھیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر دیتے تھے وہ دونوں یہ کہتے جاتے تھے۔

اے ہمارے پروردگار! تم ہم سے اس خدمت کو قبول فرما یقیناً تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ بیٹے کے درمیان کس قدر الفت اور ہم آہنگی تھی اور باپ کی خیر خواہی اور بیٹے کی رمز شناسی دونوں ہی بے مثال ہیں۔

١٤١٦ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الأَرْضِ أَوَّلُ؟ قَالَ: (الْمَسْجِدُ الحَرَامُ). قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: (الْمَسْجِدُ الأَقْصَى). قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: (أَرْبَعُونَ سَنَةً، ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلاةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ، فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ). [رواه البخاري: ٣٣٦٦]

١٤١٦۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟ تو آپ نے فرمایا مسجد حرام۔ میں نے عرض کیا پھر کونسی؟ تو آپ نے فرمایا مسجد اقصی۔ میں نے پوچھا ان دونوں میں کتنی مدت کا فاصلہ تھا۔ آپ نے فرمایا چالیس سال کا۔ مگر جہاں بھی تمہیں نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لو کیونکہ اس وقت فضیلت اسی میں ہے۔

فوائد : اس مقام پر ایک اشکال ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمائی اور بیت المقدس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا اور ان کے درمیان چالیس سال سے زیادہ فاصلہ ہے دراصل ان حضرات نے از سرنو تعمیر نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے تجدید فرمائی تھی جبکہ بیت اللہ حضرت ابراھیم اور بیت المقدس حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے تعمیر ہو چکے تھے۔ (عون الباری:۱۱۹/۱۴)

١٤١٧ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ

١٤١٧۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر درود شریف کیسے پڑھیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو۔

عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ). [رواه البخاري: ٣٣٦٩]

"اے اللہ ! محمد ﷺ اور ان کی ازواج و اولاد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی تھی اور محمد ﷺ اور اس کی ازواج و اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد پر برکت نازل فرمائی تھی۔ بے شک تو خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔

فوائد : دوران تشہد پڑھے جانے والے درود میں جو آل کا لفظ ہے اس سے مراد ازواج مطہرات نیز دیگر ذریت واولاد جن پر صدقہ حرام ہے۔ (عون الباری: ۴/۱۲۲)

١٤١٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ، وَيَقُولُ: (إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ). [رواه البخاري: ٣٣٧١]

۱۴۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کلمات ذیل سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دم کرتے اور فرماتے کہ تمہارے دادا حضرت ابراھیم علیہ السلام بھی انہی کلمات سے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پناہ مانگتے تھے۔ میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعے ہر شیطان ' زہریلے جانور اور ہر ضرر رساں نظر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

فوائد : اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کسی مخلوق کی پناہ نہیں لیتے تھے۔ (عون الباری: ۴/۱۲۳)

٤ - باب: قوله: ﴿وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَٰهِيمَ﴾ الآية

باب ۴: ارشاد باری تعالیٰ: "اے پیغمبر! ان لوگوں کو حضرت ابراھیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ سناؤ۔"

١٤١٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (نَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي

۱۴۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم حضرت ابراھیم علیہ السلام سے زیادہ اس قول کے حقدار تھے جب انہوں

كَيْفَ تُحْيِ ٱلْمَوْتَىٰۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىۖ﴾، وَيَرْحَمُ ٱللهُ لُوطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ ما لَبِثَ يُوسُفُ، لأَجَبْتُ ٱلدَّاعِيَ).

[رواه البخاري: ٣٣٧٢]

نے عرض کیا! اے اللہ مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے؟ تو اللہ نے فرمایا کیا تم ایمان نہیں لائے؟ ابراھیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں ایمان تو لایا ہوں لیکن چاہتاہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے وہ زبردست رکن (اللہ تعالیٰ) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں قید خانہ میں اتنا عرصہ رہتا جتنا حضرت یوسف علیہ السلام رہے تو میں فورا بلانے والے کی بات کو مان لیتا۔

فوائد: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی وقت بھی اللہ کی قدرت احیاء موتی میں شک نہیں ہوا تھا وہ صرف علم الیقین سے عین الیقین تک جانا چاہتے تھے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کا زبردست سہارا خود اللہ تعالیٰ تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جو کچھ آپنے فرمایا وہ انکساری کے طور پر تھا آپ کے اندر تو صبر واستقلال بدرجہ اتم موجود تھا۔ (عون الباری:۴/۱۲۶'۱۲۵)

٥ - باب: قَوْلُ الله تعالى: ﴿وَٱذْكُرْ فِى ٱلْكِتَٰبِ إِسْمَٰعِيلَ إِنَّهُۥ كَانَ صَادِقَ ٱلْوَعْدِ﴾

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ: ''اور کتاب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کرو بے شک وہ وعدہ کے سچے تھے''

١٤٢٠ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱرْمُوا بَنِي إِسْماعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلاَنٍ)، قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ما لَكُمْ لاَ تَرْمُونَ؟) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ؟ قَالَ: (ٱرْمُوا

۱۴۲۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر قبیلہ اسلم کے چند لوگوں پر ہوا جو تیر اندازی کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اولاد اسماعیل علیہ السلام! تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارے باپ بھی بڑے تیر انداز تھے اور میں فلاں فریق کی طرف ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر دوسرے فریق نے ہاتھ روک لئے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا ہوا تیراندازی کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کیا یا

وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ). [رواه البخاري: ٣٣٧٣]

رسول اللہ ﷺ! کس طرح تیر اندازی کریں جبکہ آپ اس فریق کے ساتھ ہیں؟ پھر آپ نے فرمایا تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

فوائد : جزیرہ عرب کے سکان بنو اسماعیل ہیں جبکہ شام اور فلسطین کے باشندے بنو اسرائیل ہیں حضرت اسماعیل نے عربی زبان یمن کے ایک جرہم نامی قبیلہ سے سیکھی تھی جیسا کہ بخاری میں اس کی صراحت ہے۔

٦ - باب: قوله تعالى: ﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا﴾

باب٦: اور قوم ثمود کی طرف ان کے قومی بھائی حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا

١٤٢١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، لَمَّا نَزَلَ ٱلْحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، أَمَرَهُمْ أَنْ لاَ يَشْرَبُوا مِنْ بِئْرِهَا، وَلاَ يَسْتَقُوا مِنْهَا، فَقَالُوا: قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَٱسْتَقَيْنَا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَطْرَحُوا ذٰلِكَ ٱلْعَجِينَ، وَيُهَرِيقُوا ذٰلِكَ ٱلْمَاءَ. [رواه البخاري: ٣٣٧٨]

۱۴۲۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ جنگ تبوک کے موقع پر مقام حجر میں فروکش ہوئے تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ یہاں کے کنویں سے نہ پانی پئیں اور نہ ہی برتنوں میں بھریں۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم نے تو اس پانی سے آٹا گوندھا ہے اور اسے برتنوں میں بھر لیا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس آٹے کو پھینک دو اور وہ پانی بھی بہا دو۔

فوائد : مبادا اس پانی کی وجہ سے تم بھی سنگدلی کا شکار ہو جاؤ یا جسمانی طور پر کسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ۔ (عون الباری:۴/۱۲۸)

٧ - باب: ﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ ٱلْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ﴾ الآية

باب ۷: ارشاد باری تعالیٰ: "کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام مرنے لگے تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا.... الآیۃ"

١٤٢٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (ٱلْكَرِيمُ، ابْنُ ٱلْكَرِيمِ، ابْنِ ٱلْكَرِيمِ، ابْنِ ٱلْكَرِيمِ،

۱۴۲۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف

يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ). [رواه البخاري: ٣٣٨٢]

بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم علیہ السلام ہیں۔

فوائد: اس حدیث میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر خیر ہے کہ وہ کریم النفس باپ کے بیٹے تھے۔

٨ - باب: حَدِيثُ الْخِضْرِ مَعَ مُوسَىٰ عَلَيهِ السَّلَامُ

باب ٨: حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ

١٤٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ، فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ). [رواه البخاري: ٣٤٠٢]

۱۴۲۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خضر کا نام اس لئے خضر رکھا گیا کہ وہ ایک مرتبہ خشک زمین پر بیٹھے۔ جب وہاں سے چلے تو وہ سرسبز ہو کر لہلہانے لگی۔

فوائد: حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق اکثریت کا خیال ہے کہ وہ اب بھی زندہ ہیں لیکن راجح بات یہ ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ (عون الباری:۳/۱۳۹)

٩ - باب

باب ۹:

١٤٢٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ نَجْنِي الْكَبَاثَ، وَإِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (عَلَيْكُمْ بِالأَسْوَدِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ)، قَالُوا: أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ؟ قَالَ: (وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا؟). [رواه البخاري: ٣٤٠٦]

۱۴۲۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیلو کا پھل چن رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ سیاہ پھل تلاش کرو کیونکہ وہ اچھا ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا آپ نے کیا بکریاں چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

فوائد: ہر پیغمبر کو اس لئے بکریاں چرانے کا موقع فراہم کیا گیا تاکہ انہیں لوگوں کی نگہبانی کرنے کا طریقہ آجائے نیز اس میں اشارہ ہے کہ نبوت دنیا طلب اور شہرت پسند لوگوں کو نہیں دی جاتی بلکہ منکسر اور متواضع حضرات کو دی جاتی ہے۔ (عون الباری:۳/۱۴۰)

١٠ - باب: قول الله تعالى: ﴿وَضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱمْرَأَتَ فِرْعَوْنَ﴾ إلى قوله ﴿وَكَانَتْ مِنَ ٱلْقَٰنِتِينَ﴾

باب ۱۰: ارشاد باری تعالیٰ: "اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے اہلیہ فرعون کی مثال بیان کی"

١٤٢٥ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ: إِلاَّ آسِيَةُ ٱمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ). [رواه البخاري: ٣٤١١]

۱۴۲۵۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں تو بہت سے کامل گزرے ہیں۔ لیکن عورتوں میں آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران کے علاوہ کوئی عورت کامل نہیں ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی دوسرے تمام کھانوں پر۔

فوائد: کمال سے مراد ولایت کا وہ آخری درجہ ہے جو نبوت سے نیچے ہو کیونکہ نبوت صرف مردوں کے لئے ہے کوئی عورت نبی نہیں ہوتی اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برتری اور فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ (عون الباری:۴/۱۳۱)

١١ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ﴾ إلى قوله ﴿وَهُوَ مُلِيمٌ﴾

باب ۱۱: ارشاد باری تعالیٰ: "بے شک حضرت یونس علیہ السلام رسولوں میں سے تھے آخر آیت ﴿وهو مليم﴾ تک

١٤٢٦ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ما يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ: إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى)، وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ. [رواه البخاري: ٣٤١٣]

۱۴۲۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی شخص کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کہے میں (یعنی آنحضرت ﷺ) یونس بن متی سے بہتر ہوں آپ نے ان کو باپ کی طرف منسوب فرمایا۔

فوائد: بعض مؤرخین نے متی حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام بتایا ہے امام بخاری اس کی تردید فرماتے ہیں کہ یہ ان کے والد کا نام ہے واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد فروتنی اور تواضع کے

طور پر ہے وگرنہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ (عون الباری:۴/۱۳۴)

١٢ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى:
﴿وَءَاتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾

باب ۱۲: ارشاد باری تعالیٰ! ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی

١٤٢٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ، وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ) [رواه البخاري: ٣٤١٧].

۱۴۲۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت اس قدر آسان کر دی گئی تھی کہ وہ جب اپنی سواریوں کی بابت حکم دیتے کہ ان پر زین رکھی جائے تو اس سے پہلے کہ سواریوں پر زین رکھی جائے۔ وہ تلاوت زبور سے فارغ ہو چکے ہوتے۔ نیز وہ اپنے ہاتھ کی کمائی کے علاوہ کچھ نہ کھاتے تھے۔

فوائد: حضرت داؤد علیہ السلام وقت کے بادشاہ تھے اس کے باوجود وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے گذر اوقات کرتے تھے ان کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے لوہے کو موم کر دیا تھا اس لئے وہ زرہیں بنایا کرتے تھے۔

(عون الباری:۴/۱۳۶)

١٣ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَٰنَ نِعْمَ ٱلْعَبْدُ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ﴾

باب ۱۳: ارشاد باری تعالیٰ "اور ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان علیہ السلام نامی فرزند عطا فرمایا وہ ایک اچھا بندہ جو رجوع کرنے والا تھا

١٤٢٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ ٱسْتَوْقَدَ نَارًا، فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ ٱلدَّوَابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ). وَقَالَ: (كَانَتِ ٱمْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ٱبْنَاهُمَا، جَاءَ ٱلذِّئْبُ فَذَهَبَ بِٱبْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِٱبْنِكِ،

۱۴۲۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میری اور ان لوگوں کی مثال اس شخص جیسی ہے جو آگ جلائے تو پروانے اور یہ کیڑے پتنگے اس میں گرنے لگیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے دو بچے بھی تھے۔ ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ اس کی سہیلی نے کہا کہ بھیڑیا تیرے بچے کو

وَقَالَتِ الأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لاَ تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللهُ، هُوَ ابْنُهَا، فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى). [رواه البخاري: ٢٤٢٦، ٣٤٢٧]

لے گیا ہے۔ دوسری بولی کہ نہیں وہ تیرے بچے کو لے گیا ہے۔ پھر دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مقدمہ لے گئیں تو انہوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا پھر وہ دونوں حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں اور انہیں واقعہ سے مطلع کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا میرے پاس ایک چھری لاؤ تاکہ میں بچے کو کاٹ کر تمہارے درمیان تقسیم کر دوں۔ چھوٹی بولی اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کریں یہ اسی کا بیٹا سہی تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچے کا فیصلہ چھوٹی کے حق میں کر دیا۔

فوائد: زندہ رہنے والا بچہ بڑی عورت کے پاس تھا اور چھوٹی کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل نہ تھی اس لئے حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کی گھبراہٹ کو دیکھا تو حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے ایک حیلہ نکالا چنانچہ وہ معاملہ کی تہہ تک پہنچ گئے اور بچہ چھوٹی عورت کے حوالے کر دیا۔ (عون الباری:۴/۱۳۹)

١٤ - باب: قوله تعالى: ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰكِ﴾ إلى قوله ﴿أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ﴾

باب ۱۴: جب فرشتوں نے مریم سے کہا اللہ نے تمہیں برگزیدہ کیا ہے آخر تک کہ مریم کی کون کفالت کرے گا؟

١٤٢٩ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ). [رواه البخاري: ٣٤٣٢]

۱۴۲۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مریم بنت عمران اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امت کی عورتوں میں سب سے بہتر ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جنت کی عورتوں میں سے افضل خدیجہ' فاطمہ' مریم اور آسیہ ہیں اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک فرشتے نے بشارت دی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت میں عورتوں کی سردار ہوں گی۔ (عون الباری:۴/۱۴۲)

١٤٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱۴۳۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے

يَقُولُ: (نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ). [رواه البخاري: ٣٤٣٤]

ہوئے سنا کہ قریش کی عورتیں ان تمام عورتوں سے بہتر ہیں جو اونٹ پر سوار ہوتی ہیں کیونکہ یہ سب عورتوں سے زیادہ بچے پر شفقت کرتی ہیں اور شوہر کے مال کا زیادہ خیال رکھنے والی ہیں۔

فوائد: اس حدیث میں عرب عورتوں میں سے قریش کی عورتوں کو افضل قرار دیا گیا ہے کیونکہ عرب کی عورتیں ہی اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مریم علیہا السلام کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ (عون الباری:۴/۱۴۳)

١٥ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ﴾ إلى ﴿وَكِيلًا﴾

باب ۱۵: ارشاد باری تعالیٰ: ''اے اہل کتاب! اپنے دین میں زیادتی نہ کرو آخر آیت ﴿وکیلاً﴾ تک

١٤٣١ : عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ ٱللهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ ٱللهُ الجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ). [رواه البخاري: ٣٤٣٥]

۱۴۳۱۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف پہنچایا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں۔ نیز جنت برحق اور جہنم برحق ہے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا خواہ وہ جس طرح کے اعمال کرتا ہو۔

فوائد: اگرچہ تمام ارواح اللہ کی طرف سے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک خاص روح ہیں جس کا مقام دیگر ارواح سے زیادہ ہے چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے خلاف عادت کلمہ کن سے پیدا کیا ہے اس لئے انہیں روح اللہ کہا جاتا ہے۔ (عون الباری:۴/۱۴۴)

١٦ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَٱذْكُرْ فِي ٱلْكِتَٰبِ مَرْيَمَ إِذِ ٱنتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾ الآية

باب ١٦: قرآن پاک میں حضرت مریم کا ذکر پڑھو جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہوئیں۔ آخر آیت تک

١٤٣٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي المَهْدِ إِلَّا ثَلاثَةٌ: عِيسٰى، وكَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ، كَانَ يُصَلِّي، جاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ، فَقَالَ: أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي، فَقَالَتِ: اللَّهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ المُومِسَاتِ، وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ ٱمْرَأَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَوَلَدَتْ غُلاَمًا، فَقَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلاَمَ، فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا غُلاَمُ؟ قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ؟ قَالَ: لاَ، إِلَّا مِنْ طِينٍ، وَكَانَتِ ٱمْرَأَةٌ تُرْضِعُ ٱبْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ، فَقَالَتِ: اللَّهُمَّ ٱجْعَلِ ٱبْنِي مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ (ثُمَّ مَرَّ

١٤٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گہوارہ میں صرف تین بچوں نے گفتگو کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوسرے بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک شخص تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اس نے اسے بلایا جریج نے دل میں سوچا کہ میں نماز پڑھوں یا والدہ کو جواب دوں (آخر اس نے جواب نہ دیا) اس کی ماں نے بد دعا دی اور کہا اے اللہ! یہ اس وقت تک نہ مرے تاآنکہ تو اسے زنا کار عورتوں کی صورت دکھائے۔ پھر ایسا ہوا کہ جریج اپنے عبادت خانہ میں تھا۔ ایک فاحشہ عورت آئی اور اس نے بد کاری کے متعلق گفتگو کی لیکن جریج نے انکار کر دیا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اس سے منہ کالا کیا اور پھر اس نے ایک بچہ جنا اور یہ کہہ دیا کہ بچہ جریج کا ہے لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کے عبادت خانہ کو توڑ پھوڑ دیا۔ اسے نیچے اتارا اور خوب گالیاں دیں۔ جریج نے وضو کیا نماز پڑھی پھر اس بچے کے پاس آکر کہا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا "چرواہا" یہ حال دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ ہم تیرا عبادت خانہ سونے کی اینٹوں سے بنائے دیتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں مٹی سے بنا دو تیسرے یہ کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی

بِأَمَةٍ، فَقَالَتِ: اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هٰذِهِ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، وَهٰذِهِ الْأَمَةُ يَقُولُونَ: سَرَقْتِ، زَنَيْتِ، وَلَمْ تَفْعَلْ). [رواه البخاري: ٣٤٣٦]

تھی تو ادھر سے ایک خوش وضع سوار گزرا عورت اسے دیکھ کر کہنے لگی اے اللہ! میرے بچے کو بھی ایسا کر دے تو اس بچے نے ماں کا پستان چھوڑ کر سوار کی طرف منہ کر کے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا پھر وہ ماں کا پستان چوسنے لگا۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ اپنی انگلی چوس کر دودھ پینے کی کیفیت بتارہے ہیں۔ پھر ایک لونڈی ادھر سے گزری تو ماں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا بچے نے پھر پستان چھوڑ کر کہا یااللہ! مجھے اس جیسا کر دے اس کی ماں نے کہا بچہ دراصل بات کیا ہے؟ بچے نے کہا وہ سوار متکبرین میں سے ایک متکبر اور خود پسند تھا اور یہ لونڈی بے قصور ہے لوگ اسے کہتے ہیں تو نے چوری کی ہے تو نے زنا کیا ہے حالانکہ اس نے کچھ نہیں کیا ہے۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ گھوارہ میں اس بچے نے بھی گفتگو کی تھی جس کی ماں کو اصحاب الاخدود آگ کے الاؤ میں ڈالنے لگے تھے۔ (عون الباری:۴/۱۵۱)

١٤٣٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (رَأَيْتُ عِيسٰى وَمُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ، فَأَمَّا عِيسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ، وَأَمَّا مُوسٰى فَآدَمُ جَسِيمٌ سَبْطٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ). [رواه البخاري: ٣٤٣٨]

۱۴۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے (شب معراج) عیسیٰ' موسیٰ اور ابراھیم علیہم السلام کو دیکھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ اور گٹھے بدن اور چوڑے سینے والے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے دراز قد اور سیدھے بالوں والے ہیں گویا قبیلہ زط کے لوگوں میں سے ہیں۔

فوائد: قبیلہ زط دراصل جٹ کا معرب ہے جنہیں جاٹ بھی کہا جاتا ہے برصغیر میں دراز قد' جسامت اور طاقت میں مشہور ہیں۔ (عون الباری:۴/۱۵۲) نیز یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نہیں بلکہ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ (فتح الباری:۶/۴۸۵)

١٤٣٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ في المَنَامِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ، كَأَحْسَنِ ما يُرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ، رَجِلُ الشَّعَرِ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ ماءً، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقالُوا: هٰذَا المَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا، أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى، كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِٱبْنِ قَطَنٍ، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قالُوا: المَسِيحُ ٱلدَّجَّالُ). [رواه البخاري: ٣٤٤٠]

۱۴۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے آج رات کو سوتے میں کعبہ کے قریب دکھایا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایسے گندمی رنگ کا تھا کہ گندمی رنگ والوں میں اس سے بہتر کوئی اور شخص نہ تھا اور اس کے بال کان کی لو سے نیچے لٹکے ہوئے دونوں شانوں کے درمیان پڑے تھے۔ مگر بال سیدھے تھے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے شانوں پر رکھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ مسیح بن مریم ہیں۔ پھر میں نے ان کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا جو بہت سخت پیچ دار بالوں والا داہنی آنکھ سے کانا اور ابن قطن کافر سے بہت مشابہ تھا۔ وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ ایک شخص کے کندھے پر رکھے کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو بھی طواف کرتے دیکھا حالانکہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو گا لیکن یہ اس وقت ہو گا جب وہ باقاعدہ ظہور کرے گا اس سے پہلے حرمین میں آسکتا ہے۔ (عون الباری:۴/۱۵۴)

١٤٣٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ في رواية أخرى قالَ: لاَ وَٱللهِ، ما قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعِيسٰى أَحْمَرُ، وَلٰكِنْ قالَ: (بَيْنَما أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ، سَبْطُ الشَّعَرِ، يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، يَنْطُفُ

۱۴۳۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرخ رنگ کا نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ اس وقت جب میں بحالت خواب کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ تو اچانک دیکھا کہ ایک آدمی گندمی رنگ کا ہے جس کے بال سیدھے

رَأْسُهُ ماءً، أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ ماءً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قالُوا: ٱبْنُ مَرْيَمَ، فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ، فَإِذا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ، جَعْدُ الرَّأْسِ، أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُمْنٰى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا: قالُوا: هٰذَا ٱلدَّجَّالُ، وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ٱبْنُ قَطَنٍ). [رواه البخاري: ٣٤٤١]

اور وہ دو آدمیوں کے درمیان چل رہا ہے اور اپنے سر سے پانی نچوڑ رہا ہے یا اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابن مریم علیہ السلام ہیں میں مڑ کر دیکھنے لگا تو مجھے ایک اور شخص نظر آیا جو سرخ رنگ فربہ جسم اور پیچدار بالوں والا دائیں آنکھ سے کانا گویا اس کی آنکھ ایک پھولا ہوا انگور ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ دجال ہے وہ لوگوں میں ابن قطن کافر سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔

فوائد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ کے ہوں گے ممکن ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بایں الفاظ نہ سنا ہو یا وہ بھول گئے ہوں۔ (عون الباری:۴/۱۵۴)

۱۴۳۶ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِٱبْنِ مَرْيَمَ، وَالأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ، لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ). [رواه البخاري: ٣٤٤٢]

۱۴۳۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ابن مریم علیہ السلام کا سب سے قریب تر ہوں اور تمام نبی باہمی پدری بھائی ہیں میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

فوائد: اقتداء اور پیروی کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب ہیں اور زمانے کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قریب ہے۔ (عون الباری:۴/۱۵۵)

۱۴۳۷ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ: (أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ فِي ٱلدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَالأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ). [رواه البخاري: ٣٤٤٣]

۱۴۳۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے قریب تر ہوں۔ تمام نبی آپس میں پدری بھائی ہیں ان کی مائیں جدا جدا ہیں۔ مگر دین سب کا ایک ہے۔

فوائد: عقائد اور اصول دین میں تمام انبیاء کرام متفق ہیں البتہ فروعات ومسائل میں الگ الگ

ہیں۔ (عون الباری:۴/۱۵۶)

۱۴۳۸ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ: أَسَرَقْتَ؟ قَالَ: كَلَّا وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ عِيسَى: آمَنْتُ بِاللّٰهِ، وَكَذَّبْتُ عَيْنِي). [رواه البخاري: ٣٤٤٤]

۱۴۳۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے میں نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ کی تکذیب کرتا ہوں۔

فوائد: چونکہ چور نے اللہ کے نام کی قسم اٹھا کر اپنی برأت کا اظہار کیا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے نام کی لاج رکھتے ہوئے اسے سچا سمجھا اور اپنی آنکھ کو جھوٹا قرار دیا۔ (عون الباری:۴/۱۵۸)

۱۴۳۹ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَا تُطْرُونِي، كما أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ). [رواه البخاري: ٣٤٤٥]

۱۴۳۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاری نے حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا کیونکہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں بلکہ تم یوں کہا کرو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

فوائد: سورت جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا بندہ ہی کہا گیا ہے لیکن آج نام نہاد مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مدح سرائی میں اس قدر غلو کیا ہے کہ آپ کو منصب الوہیت پر پہنچا دیا ہے۔ ((اعاذنا الله منه))

١٧ - باب: نُزُولُ عِيسَى ابنِ مَرْيَمَ عَلَيهِمَا السَّلَامُ

باب ۱۷: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا

١٤٤٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ،

۱۴۴۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا۔ جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں

وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ). [رواه البخاري: ٣٤٤٩]

نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہاری ہی قوم سے ہو گا۔

فوائد: نزول عیسیٰ علیہ السلام علامات قیامت سے ہے اس وقت امام مہدی بھی موجود ہوں گے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہوں گے اور ابن ماجہ کی ایک ضعیف روایت اس کے لئے بطور دلیل پیش کی جاتی ہے مذکورہ حدیث اس کی تردید کے لئے ہے۔ (عون الباری:۱۶۱/۴)

١٤٤١ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ مَعَ ٱلدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا، فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ). [رواه البخاري: ٣٤٥٠]

۱۴۴۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی لیکن جس کو لوگ دیکھیں گے کہ آگ ہے وہ در حقیقت ٹھنڈا پانی ہو گا اور جسے لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے۔ وہ آگ ہو گی جو جلاوے گی۔ لہٰذا جو شخص تم میں سے اسے پائے تو اسے چاہئے کہ جس کو وہ آگ خیال کرتا ہے اس میں کود جائے۔ کیونکہ وہ تو بہت ٹھنڈا اور شیریں پانی ہو گا۔

فوائد: دجال کی اس شعبدہ بازی سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لے گا بالآخر اس ملعون کی عاجزی اور درماندگی کو اللہ تعالیٰ نمایاں کر دے گا اور اسے برسرعام رسوا کرے گا۔ (عون الباری:۱۶۲/۴)

١٨ - باب: مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

باب ۱۸: بنی اسرائیل کے حالات و واقعات کا بیان

١٤٤٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ المَوْتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا، وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتَحَشَتْ، فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا، ثُمَّ

۱۴۴۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ایک شخص مرنے لگا۔ جب زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے اہل خانہ کو وصیت کی کہ میں جب مرجاؤں تو میرے لئے بہت سی لکڑیاں جمع کر کے ان میں آگ لگا دینا (اور مجھے جلا دینا) اور جب آگ میرے گوشت کو کھا جائے اور میری ہڈی تک پہنچ جائے اور وہ بھی جل کر

انْظُرُوا يَوْمًا رَاحًا فَأَذْرُوهُ فِي الْيَمِّ، فَفَعَلُوا، فَجَمَعَهُ اللَّهُ فَقَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ). [رواه البخاري: ٣٤٥٢]

کوئلہ ہو جائے تو اس کوئلہ کو پیسنا پھر کسی تیز ہوا والا دن دیکھ کر اسے دریا میں بہا دینا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے ذرات جمع کر کے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا کہ تیرے خوف سے آخر اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دایا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں وضاحت ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ شخص کفن چور تھا اس نے اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنے بیٹوں کو اس کاروائی کی وصیت کی بالآخر اللہ نے اسے معاف کر دیا۔

١٤٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ)، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: (فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ). [رواه البخاري: ٣٤٥٥]

۱۴۴۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی حکومت حضرات انبیاء علیہم السلام چلاتے تھے۔ جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو اس کا جانشین دوسرا نبی ہو جاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہو گا۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا پھر آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی خلیفہ ہو جائے تو اس کی بیعت کر لو۔ پھر اس کے بعد جو پہلے ہو اس کی بیعت پوری کرو۔ انہیں ان کا حق دو اگر وہ ظلم کریں تو اللہ ان سے پوچھے گا کہ انہوں نے اپنی رعایا کا حق کیسے ادا کیا؟

فوائد: اس عالم رنگ وبو میں مسلمانوں کے بیک وقت دو خلیفہ نہیں ہو سکتے جب ایک خلیفہ کی خلافت شرعی طریقہ سے منعقد ہو جائے تو وفاداری اور جانثاری اسی سے وابستہ کی جائے صحیح مسلم میں ہے کہ دوسرے کو قتل کر دیا جائے۔ (عون الباری:۱۶۵/۴)

١٤٤٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ

۱۴۴۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً تم مسلمان بھی اپنے سے پہلے لوگوں کی بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ پیروی کرو گے۔ اگر وہ کسی سوسمار کے بل میں

لَسَلَكْتُمُوهُ). قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَمَنْ؟). [رواه البخاري: ٣٤٥٦]

داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اس میں گھس جاؤ گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا پہلے لوگوں سے مراد یہود و نصاری ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور کون ہو سکتے ہیں؟

فوائد: افسوس کہ دور حاضر کے مسلمان اس حدیث کے مصداق اندھا دھند یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں ملکی سطح پر بھی ہمارے ہاں انگریز کا قانون رائج ہے۔

١٤٤٥ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٣٤٦١]

۱۴۴۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری باتیں لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل سے جو سنو اسے بھی بیان کرو۔ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے گا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کر لے۔

فوائد: آغاز اسلام میں رسول اللہ ﷺ نے روایات بنی اسرائیل سے منع فرمایا تھا لیکن جب حقانیت اسلام دلوں میں سما گئی تو محدود پیمانے پر صرف ایسی باتیں بیان کرنے کی اجازت دی جو قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہوں۔ (عون الباری:۴/۱۶۷)

١٤٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ). [رواه البخاري: ٣٤٦٢]

۱۴۴۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود و نصاری بالوں کو خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو یعنی خضاب کیا کرو۔

فوائد: یہ حدیث صرف داڑھی اور سر کے بالوں سے متعلق ہے کیونکہ کپڑوں اور ہاتھ پاؤں رنگنے درست نہیں ہیں پھر سیاہ خضاب کی بھی ممانعت ہے جیسا کہ مسلم کی روایت ہے البتہ سفید بالوں کا بھی بعض احادیث سے جواز ملتا ہے۔

١٤٤٧ : عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ، فَجَزِعَ، فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ،

۱۴۴۷۔ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص تھا۔ اسے زخم لگ گیا تھا۔ اس نے بے قرار ہو کر ایک چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ چنانچہ خون بند نہ ہوا اور وہ مر گیا تو اللہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٣٤٦٣]

تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے جان دینے میں عجلت کی ہے اس لئے میں نے بھی جنت کو اس پر حرام کر دیا ہے۔

فوائد: ہماری جان ایک امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حوالے کی ہے اس میں بے جا تصرف ناجائز اور حرام ہے خودکشی کرنے والا بھی اپنی جان پر زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے اس لئے وعید شدید کا سزا وار ٹھہرا۔ (عون الباری:۴/۱۷۰)

١٤٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى، بَدَا لِلّٰهِ تعالى أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الأَبْرَصَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا، وَجِلْدًا حَسَنًا، فَقَالَ: أَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الإِبِلُ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ: يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا، وَأَتَى الأَقْرَعَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعَرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هٰذَا، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ، وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا، قَالَ: فَأَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: البَقَرُ، قَالَ: فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا، وَقَالَ: يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا، وَأَتَى الأَعْمَى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ يَرُدُّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي،

۱۴۴۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک کوڑھی ایک اندھا اور ایک گنجا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو آزمانا چاہا چنانچہ ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جو پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تجھے کیا چیز پیاری ہے؟ اس نے کہا کہ اچھا رنگ اور خوبصورت کھال کیونکہ لوگ مجھ سے نفرت و کراہت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کا مرض جاتا رہا اور اسے اچھا رنگ اور خوبصورت کھال عنائت ہو گئی۔ پھر فرشتے نے کہا تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اونٹ۔ لہٰذا اسے حاملہ اونٹنی دے دی گئی فرشتے نے کہا تجھے اس میں برکت دی جائے گی پھر فرشتہ گنجے کے پاس گیا اور اس سے کہا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا اچھے بال ہوں اور یہ گنجا پن جاتا رہے کیونکہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس پر بھی ہاتھ پھیرا اس کا گنجا پن جاتا رہا اور بہترین بال نکل آئے۔ پھر فرشتے نے کہا کہ تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے وہ کہنے لگا۔ گائے بیل چنانچہ فرشتہ نے اسے

فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَرَدَّ ٱللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ، قَالَ: فَأَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الغَنَمُ، فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا، فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنْ إِبِلٍ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ، تَقَطَّعَتْ بِيَ ٱلْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلاَ بَلاَغَ الْيَوْمَ إِلاَّ بِٱللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الحَسَنَ وَالْجِلْدَ الحَسَنَ وَالمَالَ، بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي. فَقَالَ لَهُ: إِنَّ الْحُقُوقَ كَثِيرَةٌ، فَقَالَ لَهُ: كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ ٱللَّهُ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ ٱللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ، وَأَتَى الأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا، فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ ٱللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ، وَأَتَى الأَعْمَى فِي صُورَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَٱبْنُ سَبِيلٍ، وَتَقَطَّعَتْ بِيَ ٱلْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلاَ بَلاَغَ الْيَوْمَ إِلاَّ بِٱللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ

ایک حاملہ گائے دے کر کہا کہ تجھے اس میں برکت دی جائے گی۔ اس کے بعد وہ فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تجھے کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھے واپس کر دے تاکہ میں اس کے ذریعہ لوگوں کو دیکھوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی واپس کر دی۔ اب یہ پوچھا کہ تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے وہ بولا بکریاں۔ فرشتے نے اسے ایک حاملہ بکری دے دی چنانچہ ان دونوں کی اونٹنی اور گائے بچے جننے لگیں اور اس کی بکری بھی۔ پھر تو اس کوڑھی کے پاس جنگل بھر اونٹ ہو گئے اور گنجے کے پاس جنگل بھر گائیں اور اندھے کے پاس جنگل بھر بکریاں۔ اس کے بعد وہی فرشتہ انسانی شکل و صورت میں کوڑھی کے پاس گیا اور کہا میں ایک مسکین ہوں سفر میں سامان وغیرہ ختم ہو گیا ہے اور میں اللہ کی مدد اور تیری عنائت کے بغیر اپنے ٹھکانے پر نہیں پہنچ سکتا ہوں۔ لہٰذا میں تجھ سے اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ اچھی جلد اور اچھا مال دیا ہے۔ مجھے ایک اونٹ دے دے تاکہ میں اس پر سوار ہو کر سفر کر سکوں۔ کوڑھی نے کہا مجھ پر اور بہت سے حقوق ہیں۔ فرشتے نے کہا گویا میں تجھے پہنچانتا ہوں تو کوڑھی تھا۔ سب لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو محتاج بھی تھا اللہ تعالیٰ نے تجھے سب کچھ دے دیا۔ اس نے کہا واہ! میں تو بزرگوں کے وقت سے مالدار چلا آ رہا ہوں۔ فرشتے

بِهَا فِي سَفَرِي، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمى فَرَدَّ ٱللهُ بَصَرِي، وَفَقِيرًا فَقَدْ أَغْنَانِي، فَخُذْ ما شِئْتَ، فَوَٱللهِ لاَ أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ للهِ، فَقَالَ: أَمْسِكْ مالَكَ، فَإِنَّمَا ٱبْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ ٱللهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ). [رواه البخاري: ٣٤٦٤].

نے کہا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پھر ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ پھر وہی فرشتہ اسی شکل و صورت میں گنجے کے پاس گیا۔ اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا۔ گنجے نے بھی ویسا ہے جواب دیا جیسا کوڑھی نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ بعد میں وہ فرشتہ اس صورت و حال میں اندھے کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں ایک مسافر ہوں اور دوران سفر معاش ختم ہو گئی ہے۔ لہٰذا اب میں اللہ کی مدد اور تیری توجہ کے بغیر اپنے وطن نہیں پہنچ سکتا ہوں۔ مجھے اس اللہ کے نام پر ایک بکری دے دے جس نے تیری آنکھیں دوبارہ روشن کیں۔ تاکہ میں اس کے ذریعے اپنا سفر طے کر سکوں اندھے نے کہا بے شک میں اندھا تھا۔ اللہ نے مجھے بینائی دی' میں محتاج تھا اللہ نے مجھے مالدار کر دیا۔ لہٰذا جو تو چاہے لے لے اللہ کی قسم! آج جو ضرورت والی چیز بھی اللہ کے نام پر لے گا۔ تیرے اوپر کوئی تنگی نہ ہو گی۔ فرشتے نے کہا بس تو اپنا مال اپنے پاس ہی رہنے دے صرف تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا۔ پس اللہ تجھ سے راضی ہو گیا ہے اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو کفران نعمت سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اس کا انجام نعمت کا چھن جانا ہے لہٰذا ہمیں اللہ کی نعمتوں کا اعتراف پھر ان کا شکر بجالاتے رہنا چاہئے کیونکہ اس طرح خیر و برکت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (عون الباری:۱۶۷/۴)

١٤٤٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (كانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً

۱۴۴۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس

وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لاَ، فَقَتَلَهُ، فَجَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا، فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ، فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا، فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي، وَأَوْحَى اللهُ إِلَى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي، وَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوُجِدَ إِلَى هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَغُفِرَ لَهُ). [رواه البخاري: ٣٤٧٠]

نے ننانوے آدمی قتل کیے تھے۔ پھر وہ مسئلہ پوچھنے نکلا تو پہلے ایک درویش کے پاس گیا اور اس سے کہا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ درویش نے کہا نہیں پھر اس شخص نے درویش کو بھی قتل کر دیا۔ پھر مسئلہ پوچھنے چلا تو اس سے کسی نے کہا کہ تو فلاں بستی میں جا لیکن راستے میں ہی اسے موت آ گئی اور مرتے وقت اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کر دیا اب اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا کہ اس شخص کے قریب ہو جا اور اس بستی کو جہاں سے وہ نکلا تھا یہ حکم دیا کہ اس سے دور ہو جا۔ پھر فرشتوں سے فرمایا کہ تم ان دونوں بستیوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لو تو وہ اس بستی سے بالشت بھر قریب نکلا جہاں توبہ کرنے جا رہا تھا اس بناء پر اسے معاف کر دیا گیا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قتل ناحق بھی توبہ سے معاف ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ حقداروں کو خود اپنی طرف سے اچھا بدلہ دے کر انہیں راضی کر دے گا جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے۔

(عون الباری:۴/۱۷۷)

١٤٥٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الأَرْضَ، وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ، وَقَالَ الَّذِي لَهُ الأَرْضُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الأَرْضَ وَمَا

۱۴۵۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے زمانہ میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی تھی۔ جس نے زمین خریدی تھی اس نے زمین میں ایک گھڑا پایا۔ جو سونے سے بھرا ہوا تھا تو اس نے فروخت کنندہ سے کہا کہ تم اپنا سونا مجھ سے لے لو۔ کیونکہ میں نے تجھ سے صرف زمین خریدی تھی سونا نہیں خریدا تھا۔ مالک زمین نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب تجھے فروخت کر

فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ أَحَدُهُما: لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الآخَرُ: لِي جارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الجَارِيَةَ، وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا). [رواه البخاري: ٣٤٧٢]

دیا تھا۔ آخر دونوں جھگڑتے جھگڑتے ایک شخص کے پاس گئے۔ جس کے پاس مقدمہ لے کر گئے تھے۔ اس نے پوچھا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ان دونوں میں سے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے تو اس نے یوں فیصلہ کیا کہ اس لڑکے کا نکاح لڑکی سے کر دو اور اس مال کو ان دونوں پر خرچ کرو اور کچھ خیرات بھی کرو۔

فوائد: ہماری شریعت میں ایسے مال کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ اگر قرائن سے معلوم ہو جائے کہ دور جاہلیت کا مدفون خزانہ ہے تو رکاز ہے اگر دور اسلام کا ہے تو لقطہ کے حکم میں ہو گا اگر پتہ نہ چل سکے تو اسے بیت المال میں جمع کر دیا جائے جو مسلمانوں کی اجتماعی ضروریات میں صرف کیا جائے۔ (عون الباری:۴/۱۸۱)

١٤٥١ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: قِيلَ لَهُ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أُسَامَةُ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الطَّاعُونُ رِجْسٌ، أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَوْ: عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ). [رواه البخاري: ٣٤٧٣]

١٤٥١۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا یوں فرمایا کہ ان لوگوں پر بھیجا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے لہٰذا جب تم سنو کہ کسی ملک میں طاعون پھیلا ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب اس ملک میں پھیلے جہاں تم رہتے ہو تو بھاگنے کی نیت سے وہاں سے مت نکلو۔

فوائد: جس جگہ طاعون پھیلی ہو وہاں سے بغرض تجارت، حصول علم اور جہاد وغیرہ کے لئے نکلنا جائز ہے۔ (عون الباری:۴/۱۸۲)

١٤٥٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ: (عَذَابٌ يَبْعَثُهُ ٱللهُ عَلَى

١٤٥٢۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ایک عذاب ہے اللہ جن پر چاہتا

مَنْ يَشَاءُ، وَأَنَّ ٱللهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ، فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيبُهُ إِلاَّ ما كَتَبَ ٱللهُ لَهُ، إِلاَّ كانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ). [رواه البخاري: ٣٤٧٤]

ہے اسے بھیجتا ہے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے باعث رحمت بنا دیا ہے۔ جب کہیں طاعون پھیلے تو جو بھی مسلمان اپنے اس شہر میں صبر کر کے بغرض ثواب قیام کرے۔ نیز اس کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو مصیبت قسمت میں لکھ دی ہے وہی پیش آئے گی تو اسے شہید کا ثواب ملے گا۔

فوائد: طاعون سے مرنا شہادت صغریٰ ہے زمانہ طاعون میں ثواب کی نیت سے وہاں قیام کرنا بھی باعث برکت ہے مذکورہ حدیث میں ایسے شخص کو بشارت شہادت دی گئی ہے اگرچہ زمانہ طاعون کے بعد کسی اور بیماری کی وجہ سے فوت ہو۔ (عون الباری:۴/۱۸۳)

١٤٥٣ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: (اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ). [رواه البخاري: ٣٤٧٧]

۱۴۵۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نبیوں میں سے ایک نبی کا حال بیان کر رہے ہیں۔ انہیں ایک قوم نے اتنا مارا کہ خون آلود کر دیا۔ مگر وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے اور کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ لاعلم ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دعوت و تبلیغ پر گالیاں سننا اور ماریں کھانا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔

١٤٥٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: (بَيْنَما رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الخُيَلاَءِ خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الأَرْضِ إِلَى يَوْمِ القِيامَةِ). [رواه البخاري: ٣٤٨٥]

۱۴۵۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی ازار کو تکبر سے لٹکاتا ہوا جا رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ شخص پہلے لوگوں یعنی بنی اسرائیل سے تھا بعض محدثین نے اس سزا کو قارون سے وابستہ کیا ہے۔ (عون الباری:۴/۱۵۸)

١٩ - باب: المَنَاقِبُ

باب ۱۹: فضائل کا بیان۔

١٤٥٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۱۴۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ

عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: (تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا، وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً، وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَيَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ). [رواه البخاري: ٣٤٩٣، ٣٤٩٤]

رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے جو ان میں سے زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے۔ وہ اسلام میں بھی اچھے اور شریف ہیں بشرطیکہ وہ علم دین حاصل کریں اور تم حکومت کے لائق اس شخص کو پاؤ گے جو اسے بہت ناپسند کرتا ہو اور لوگوں میں سے بد ترین وہ شخص ہے جو دو رخا پن اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور دوسرے لوگوں میں دوسرا منہ لے کر جاتا ہے۔

فوائد: شرافت نسبی علم کے بغیر عزت واحترام کے لائق نہیں اصل شرافت تو دین کا علم حاصل کرنے سے ملتی ہے پھر دینی معاملات میں رائے زنی کرنا نری جہالت ہے۔ اعاذنا اللّٰہ منہ

١٤٥٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ، وَالنَّاسُ مَعَادِنُ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا، تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهَذَا الشَّأْنِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ). [رواه البخاري: ٣٤٩٥، ٣٤٩٦]

١٤٥٦۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ امامت و خلافت میں قریش کے تابع ہیں۔ ان کا مسلمان ان کے مسلمان کے اور ان کا کافر ان کے کافر کے تابع فرمان ہے۔ لوگوں کا حال تو کانوں کی طرح ہے جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کا علم حاصل کریں اور تم حکومت کے سلسلہ میں جو اسے بہت ناپسند کرتا ہو یہاں تک کہ اس کو حکومت مل جائے سب سے بہتر پاؤ گے۔

فوائد: جب حکومت کی خواہش نہ رکھنے والے کو منصب امارت سونپ دیا جائے تو اللہ کی مدد اس کے شامل حال ہوتی ہے پھر مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے پیش نظر اس کے دل سے منصب کی کراہت بھی دور کر دی جاتی ہے۔ (عون الباری:۳/۱۸۹)

٢٠ - باب: مَنَاقِبُ قُرَيْشٍ

باب ۲۰: قریش کے فضائل کا بیان

١٤٥٧ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقَدْ بَلَغَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا،

١٤٥٧۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ان کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما یہ بیان کرتے ہیں کہ عنقریب عرب کا بادشاہ قحطانی

يُحَدِّثُ: أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالَى، وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأُولٰئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ هٰذَا الأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا أَكَبَّهُ اللهُ عَلَى وَجْهِهِ، مَا أَقَامُوا الدِّينَ). [رواه البخاري: ٣٥٠٠]

ہو گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ میں آئے اور کھڑے ہو گئے۔ پھر اللہ کی ایسی تعریف کی جو اس کو مناسب ہے بعد میں کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم سے کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جو نہ تو کتاب اللہ میں ہیں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ خبردار! یہ جاہل لوگ ہیں ایسی آرزوں سے بچو جو صاحب آرزو کو گمراہ کرتی ہیں ان سے اجتناب کرو اور ان کے خیالات سے پرہیز کرو جن خیالات نے ان لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خلافت اور سرداری قریش میں رہے گی جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اسے سرنگوں اور زیر کر دے گا تاوقتیکہ وہ شریعت کو قائم رکھیں گے۔

فوائد: قریش کی سرداری کو اقامت دین کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے چنانچہ جب قریش نے اس شرط کی پابندی نہ کی تو ان سے خلافت بھی جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ صدیوں تک قریشی حکمران رہے۔ واللہ المستعان۔ (عون الباری:۱۹۱/۴)

١٤٥٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (قُرَيْشٌ، وَالأَنْصَارُ، وَجُهَيْنَةُ، وَمُزَيْنَةُ، وَأَسْلَمُ، وَأَشْجَعُ، وَغِفَارُ، مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللهِ وَرَسُولِهِ). [رواه البخاري: ٣٥٠٤]

۱۴۵۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش' انصار' جہینہ' مزینہ' اسلم' اور غفار کے لوگ میرے دوست ہیں اور ان کا دوست اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں ہے۔

١٤٥٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا يَزَالُ هٰذَا الأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ). [رواه البخاري: ٣٥٠١]

۱۴۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ یہ خلافت قریش میں باقی رہے گی جب تک ان میں دو آدمی بھی دیندار رہیں گے۔

فوائد: دور حاضر میں قریشی حکمران نہیں ہیں البتہ انکے استحقاق کے متعلق کسی کو بھی مجال انکار نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی واقعہ کی خبر نہیں دی بلکہ حکماً فرمایا کہ ان میں حکومت رہنی چاہیے۔ (عون الباری: ۴/۱۹۳)

١٤٦٠ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ). [رواه البخاري: ٣٥٠٢]

۱۴۶۰۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے بنی مطلب کو مال دیا اور ہمیں نظر انداز کر دیا حالانکہ ہم اور وہ آپ کے نزدیک برابر ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔

فوائد: حضرت جبیر بنو نوفل اور حضرت عثمان بنو عبد شمس سے تھے' رسول اللہ ﷺ مال خمس سے قرابت داری کا حصہ صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیتے تھے حالانکہ بنو نوفل بنو عبد شمس' بنو ھاشم اور بنو مطلب کا جد اعلیٰ عبد مناف ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب تو دور جاہلیت اور دور اسلام میں شئی واحد کی طرح رہے ہیں البتہ بنو نوفل اور بنو عبد شمس ان سے الگ ہو گئے تھے اس لئے وہ قرابت داروں کا حصہ لینے کے حق دار نہیں ہیں۔

٢١ - باب

باب ۲۱:

١٤٦١ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ٱدَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ - إِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ٱدَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٣٥٠٨]

۱۴۶۱۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص دانستہ طور پر اپنے آپ کو حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے تو وہ کفر کرتا ہے اور جو شخص ایسی قوم میں سے ہونے کا دعوی کرے جس میں اس کا کوئی رشتہ نہ ہو تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی ایسی چیز کا دعوئی کرنا حرام ہے جو اس کی نہ ہو خواہ اس کا تعلق مال و متاع سے ہو یا علم و فضل سے یا حسب و نسب سے بعض لوگ اپنی قوم کے علاوہ کسی دوسری قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں وہ بھی اس وعید کی زد میں آتے ہیں۔

١٤٦٢ : عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ ما لَمْ تَرَهُ، أَوْ يَقُولَ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ما لَمْ يَقُلْ). [رواه البخاري: ٣٥٠٩]

۱۴۶۲۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ ظاہر کرے یا اپنی آنکھ کی طرف ایسی بات دیکھنے کی نسبت کرے جو اس نے نہیں دیکھی۔ یا رسول اللہ ﷺ پر ایسی بات لگائے جو آپ نے نہیں فرمائی ہے۔

فوائد : اس حدیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے کو سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اس لئے جھوٹا خواب بیان کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ (عون الباری:۴/۱۹۷)

٢٢ - باب: ذِكْرُ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

باب ۲۲: اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ اور اشجع قبیلوں کا بیان

١٤٦٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: (غِفَارُ غَفَرَ ٱللهُ لَها، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا ٱللهُ، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ ٱللهَ وَرَسُولَهُ). [رواه البخاري: ٣٥١٣]

۱۴۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا کہ قبیلہ غفار کو اللہ بخش دے اور قبیلہ اسلم کو اللہ سلامت رکھے مگر قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

فوائد : قبیلہ غفار حاجیوں کا سامان چرایا کرتا تھا ان کے اسلام لانے کی وجہ سے اللہ نے انہیں معاف کر دیا اور قبیلہ عصیہ نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا اور بئر معونہ میں قراء صحابہ کو شہید کر ڈالا تھا۔ (عون الباری:۴/۱۹۷)

١٤٦٤ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ الأَقْرَعَ ابْنَ حابِسٍ قالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّمَا تَابَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ، مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ - وَأَحْسِبُهُ - وَجُهَيْنَةَ، قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَرَأَيْتَ إِنْ كانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ، خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَبَنِي عامِرٍ، وَأَسَدٍ، وَغَطَفَانَ، خابُوا

۱۴۶۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جو حاجیوں کا مال اسباب چرایا کرتے تھے یعنی اسلم، غفار اور مزینہ کے لوگ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے جہینہ کا بھی ذکر کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بتا اگر اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ یہ سب بنو تمیم، بنو عامر اور غطفان سے بہتر ہوں تو وہ ناکام اور

وَخَسِرُوا؟) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ٣٥١٦]

برباد ہوئے۔ اقرع بولا ہاں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان سے کہیں بہتر ہیں۔

فوائد : اسلم' غفار' مزنیہ اور جہنیہ پہلے اسلام لائے اور ان کے اخلاق وعادات بھی اچھے تھے اس لئے وہ دیگر قبائل سے بہتر اور افضل قرار پائے۔ (عون الباری:۴/۱۹۸)

١٤٦٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ، أَوْ قَالَ: شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ ٱللهِ - أَوْ قَالَ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ - مِنْ أَسَدٍ، وَتَمِيمٍ، وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ). [رواه البخاري: ٣٥٢٣]

۱۴۶۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلم اور غفار اور کچھ لوگ مزینہ اور جہینہ کے یا یوں فرمایا کہ کچھ لوگ جہینہ یا مزینہ کے اللہ کے ہاں یا یوں فرمایا قیامت کے دن قبیلہ اسد' تمیم' ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

فوائد : پہلی حدیث میں مطلق طور پر بعض قبائل کو افضل قرار دیا گیا تھا اس میں کچھ تخصیص کی گئی ہے یعنی اسلام لانے والے افضل ہیں یا اس وقت افضل قرار دیئے گئے تھے۔ (عون الباری:۴/۱۹۹)

٢٣ - باب: ذِكْرُ قَحْطَانَ

باب ۲۳: قحطان کا بیان

١٤٦٦ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ، يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ). [رواه البخاري: ٣٥١٧]

۱۴۶۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت نہ آئے گی تاوقتیکہ قحطان کا ایک شخص بادشاہ ہو کر لوگوں کو اپنی لاٹھی سے نہ ہانکے گا۔

فوائد : یہ شخص حضرت مہدی کے بعد آئے گا اور انہی کے نقش قدم چل کر حکومت کرے گا۔ (عون الباری:۴/۲۰۰)

٢٤ - باب: مَا يُنْهَى عَنْ دَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ

باب ۲۴: جاہلیت کی سی باتوں سے ممانعت

١٤٦٧ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ حَتَّى

۱۴۶۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد میں تھے اس وقت آپ ﷺ کے پاس مہاجرین میں سے

كَثُرُوا، وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلٌ لَعَّابٌ، فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا، فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَدَاعَوْا، وَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: يَا لَلأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ ثُمَّ قَالَ: مَا شَأْنُهُمْ؟) فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الأَنْصَارِيَّ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (دَعُوهَا فَإِنَّهَا خَبِيثَةٌ)، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا؟ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ، فَقَالَ عُمَرُ: أَلاَ نَقْتُلُ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا الْخَبِيثَ؟ لِعَبْدِ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ). [رواه البخاري: ٣٥١٨]

بہت سے لوگ جمع ہو گئے چونکہ مہاجرین میں سے ایک شخص بہت ظریف الطبع تھا۔ اس نے ایک انصاری کی دبر پر ضرب لگائی انصاری کو بہت غصہ آیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ ہر ایک نے اپنے اپنے لوگوں کو بلایا انصاری نے کہا اے جماعت انصار! میری مدد کو پہنچو اور مہاجر نے کہا اے جماعت مہاجرین! میری مدد کے لئے دوڑو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ جاہلیت کی سی احمقانہ باتیں کیسی ہیں؟ پھر پوچھا قصہ کیا ہے؟ لوگوں نے آپ ﷺ سے ایک مہاجر کے انصاری کو تھپڑ رسید کرنے کا حال بیان کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاہلیت کی ایسی ناپاک باتیں چھوڑ دو اس پر عبد اللہ بن ابی بن سلول کہنے لگا۔ یہ مہاجر ہمارے خلاف اپنی قوم کو پکارتے ہیں۔ اچھا اگر ہم مدینہ واپس ہو گئے تو جو ہم میں زیادہ عزت دار ہو گا وہ ذلیل کو نکال باہر کرے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! حکم ہو تو ہم اس ناپاک پلید کا سر قلم کر دیں یعنی عبد اللہ بن ابی کا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لوگ چرچا کریں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

فوائد: اگرچہ عبد اللہ بن ابی مردود منافق تھا مگر بظاہر مسلمانوں میں شریک تھا اس کے قتل سے لوگوں میں نفرت پھیلنے کا اندیشہ تھا ایسے حالات میں اسلام لانے میں تامل کریں گے۔ (عون الباری:۴/۲۰۱)

٢٥ - باب: قِصَّةُ خُزَاعَةَ

باب ۲۵: قبیلہ خزاعہ کے قصہ کا بیان

١٤٦٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

۱۴۶۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو بن لحی بن قمعہ بن

(عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبُو خُزَاعَةَ). [رواه البخاري: ٣٥٢٠]

خندف قبیلہ خزاعہ کا باپ تھا۔

فوائد: خزاعہ عرب کا ایک مشہور آدمی تھا جس کے نسب میں اختلاف ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ وہ عمرو بن لحی کی اولاد سے ہے۔ (عون الباری:۴/۲۰۲)

۱۴۶۹ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (رَأَيْتُ عَمْرَو ابْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَيٍّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ). [رواه البخاري: ٣٥٢١]

۱۴۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے عمرو بن لحی خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیاں دوزخ میں کھینچ رہا تھا اور یہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے اس اونٹنی کو آزاد کر دینے کی رسم نکالی جو پانچ بچے جنم دے ڈالے۔

فوائد: ایک روایت میں عمرو بن لحی کے متعلق مزید وضاحت ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے دین اسماعیل کو مسخ کیا اس نے بیت اللہ میں بتوں کو نصب کیا' سائبہ کو آزاد کیا' بحیرہ' وصیلہ اور حام جیسی قبیح رسومات کو جاری کیا۔ (عون الباری:۴/۲۰۳)

٢٦ - باب: قِصَّةُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۲۶: ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

۱۴۷۰ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ، فَبَلَغَنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِأَخِي: انْطَلِقْ إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ كَلِّمْهُ وَأْتِنِي بِخَبَرِهِ، فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ، فَقُلْتُ: مَا عِنْدَكَ؟ فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهَى عَنِ الشَّرِّ، فَقُلْتُ لَهُ: لَمْ تَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ، فَأَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا، ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَى مَكَّةَ، فَجَعَلْتُ لَا أَعْرِفُهُ، وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ

۱۴۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قبیلۂ غفار کا ایک شخص تھا۔ جب ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو نبوت کا دعوی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بھائی سے کہا تم جاکر ان سے ملاقات کرو اور ان سے گفتگو کر کے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کرو۔ چنانچہ وہ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ پھر جب لوٹ کر آئے تو میں نے ان سے کہا بتاؤ کیا خبر لائے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اچھی بات کا حکم دیتا ہے اور بری بات سے منع کرتا ہے۔ میں نے کہا اتنی سی خبر سے تو میری تسلی نہیں

عَنْهُ، وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ: كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيبٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلَا أُخْبِرُهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ، قَالَ: فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ، فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: انْطَلِقْ مَعِي، قَالَ: فَقَالَ: مَا أَمْرُكَ، وَمَا أَقْدَمَكَ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ، قَالَ فَإِنِّي أَفْعَلُ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ، فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ، فَقَالَ لَهُ: أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ، هٰذَا وَجْهِي إِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِي، ادْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ، قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ كَأَنِّي أُصْلِحُ نَعْلِي وَامْضِ أَنْتَ، فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ: اعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ، فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِي، فَقَالَ لِي: (يَا أَبَا

ہوتی۔ آخر میں نے ایک سامان کی تھیلی اور ایک لاٹھی اٹھائی اور خود مکہ کی طرف چلا۔ لیکن میں وہاں آپ کو نہ پہنچانتا تھا اور یہ بھی مناسب نہ سمجھا کہ آپ کے متعلق کسی سے دریافت کروں لہٰذا میں زمزم کا پانی پیتا اور مسجد میں رہا کرتا۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور کہنے لگے تم مسافر معلوم ہوتے ہو' میں نے کہا: ہاں انہوں نے کہا میرے ساتھ گھر چلو چنانچہ میں ان کے ساتھ ہو لیا نہ تو وہ مجھ سے کوئی بات پوچھتے اور نہ ہی میں ان سے کچھ بیان کرتا۔ اس طرح صبح ہو گئی تو میں پھر کعبہ میں گیا تاکہ میں کسی سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کروں لیکن کوئی شخص مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق کچھ بیان نہ کرتا۔ پھر اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا میری طرف گزر ہوا انہوں نے کہا کیا ابھی تک اس شخص کو یعنی تجھے اپنا ٹھکانہ نہیں ملا؟ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا نہیں! انہوں نے کہا تم میرے ساتھ چلو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تمہارا کام کیا ہے؟ اور اس شہر میں کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ اگر آپ میری بات کو پوشیدہ رکھیں تو تم سے بیان کروں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسا کروں گا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ ہمیں یہ خبر ملی کہ یہاں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں جو دعویٰ نبوت کرتے ہیں۔ تب میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا کہ وہ ان سے بات کریں۔ مگر وہ لوٹ کر آیا اور قابل تشفی کوئی خبر نہ لایا۔ چنانچہ

ذَرٍّ، اكْتُمْ هٰذَا الأَمْرَ، وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ، فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا فَأَقْبِلْ)، فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ، فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيهِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هٰذَا الصَّابِىءِ، فَقَامُوا فَضُرِبْتُ لِأَمُوتَ، فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: وَيْلَكُمْ، تَقْتُلُونَ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ، وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلَى غِفَارٍ، فَأَقْلَعُوا عَنِّي، فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ، فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالأَمْسِ، فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هٰذَا الصَّابِىءِ، فَصُنِعَ بِي مِثْلَ مَا صُنِعَ بِالأَمْسِ، وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ، وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالأَمْسِ. قَالَ: فَكَانَ هٰذَا أَوَّلَ إِسْلاَمِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ اللهُ. [رواه البخاري: ٣٥٢٢]

میں نے چاہا کہ خود ان سے ملوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مطمئن رہو کہ تم مقصود کو پہنچ گئے ہو۔ میں اب انہی کے پاس جا رہا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلے آؤ۔ جہاں میں جاؤں وہاں تم بھی چلے آنا اگر میں کسی ایسے شخص کو دیکھوں جس سے نقصان کا اندیشہ ہو گا تو میں کسی دیوار کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا۔ گویا میں اپنی جوتی درست کر رہا ہوں۔ مگر آپ وہاں سے چلتے رہیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ چلا تا آنکہ میں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا مجھے مسلمان کر لیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میں فوراً ہی مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے اسلام کو چھپاؤ اور اپنے شہر لوٹ جاؤ اور جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر پہنچے تو آ جانا۔ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں تو یہ بات لوگوں میں پکار پکار کر کہوں گا۔ چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیت اللہ گئے جہاں قریش تھے اور ان سے کہا اے گروہ قریش! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو انہوں نے کہا کہ اس بے دین کی خبر لو۔ چنانچہ وہ اٹھے اور مجھے خوب پیٹا تاکہ مر جاؤں اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا اور وہ مجھ پر گر پڑے اور کافروں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تمہاری خرابی ہو۔ قبیلہ غفار کے ایک

آدمی کو مارے ڈالتے ہو حالانکہ یہ قبیلہ تمہاری تجارت گاہ اور گزر گاہ ہے تب وہ لوگ میرے پاس سے ہٹے۔ پھر جب میں دوسرے روز صبح کو اٹھا تو واپس آ کر پھر وہی بات کہی جو گزشتہ روز کہی تھی اور انہوں نے پھر کہا کہ اس بے دین کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔ پھر میرے ساتھ پہلے روز جیسا سلوک کیا گیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو مجھ پر جھک گئے اور انہوں نے ویسی ہی گفتگو کی جیسی کل کی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی ابتداء تھی اللہ ان پر رحم فرمائے۔

فوائد: قریش تجارت پیشہ تھے ملک شام جانے کے لئے راستہ میں قبیلہ غفار پڑتا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قریش کو خبردار کیا کہ اگر قبیلہ غفار بگڑ گیا تو تمہاری تجارت درہم برہم ہو جائے گی اسی طرح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو قریش کی ظلم وتشدد سے نجات ملی۔

٢٧ - باب: مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الإِسْلاَمِ وَالجَاهِلِيَّةِ

باب ۲۷: کافر یا مسلمان باپ دادا کی طرف اپنی نسبت قائم کرنے کا بیان

١٤٧١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ﴾، جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ، يُنَادِي: (يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ)، لِبُطُونِ قُرَيْشٍ. [رواه البخاري: ٣٥٢٥]

۱۴۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

"اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ" تو رسول اللہ ﷺ تمام اہل عرب کو قبیلہ قبیلہ کر کے پکارنے لگے۔ بنی فہر کے لوگو! بنی عدی کے لوگو! یہ سب قریش کے خاندان سے تھے۔

فوائد: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کا واقعہ مروی ہے حالانکہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کا واقعہ دو دفعہ پیش آیا مکہ میں آغاز اسلام کے وقت اور پھر مدینہ پہنچ کر۔ (عون الباری:۴/۲۰۷)

٢٨ - باب: مَنْ أَحَبَّ أَنْ لاَ يُسَبَّ نَسَبُهُ

باب ۲۸: جو اس بات کو پسند کرے کہ اس کے نسب کو گالی نہ دی جائے۔

١٤٧٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالت: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ في هِجَاءِ المُشْرِكِينَ، قالَ: (كَيْفَ بِنَسَبِي؟). فَقالَ حَسَّانُ: لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كما تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ العَجِينِ. [رواه البخاري: ٣٥٣١]

س ۱۴۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نسب کا کیا کرو گے؟ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں آپ کو ان سے ایسے نکال لوں گا جس طرح آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیروں کی بارش سے مشرکین کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی ہجویہ اشعار سے ہوتی ہے لہٰذا آپ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ' حضرت کعب بن مالک اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم کو اس کام پر مامور فرمایا۔ (عون الباری:۴/۲۰۸)

٢٩ - باب: ما جاءَ في أسماءِ رسُولِ الله ﷺ

باب ۲۹: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کا بیان

١٤٧٣ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا المَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنا الْعَاقِبُ). [رواه البخاري: ٣٥٣٢]

۱۴۷۳۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور ماحی ہوں میرے ذریعے اللہ کفر کو مٹاتا ہے میں حاشر ہوں تمام لوگ میرے پیچھے جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں یعنی سب کے بعد آنے والا میرے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار اسماء گرامی ہیں لیکن بدعتی حضرات نے آپ کی طرف چند ایسے نام منسوب کر رکھے ہیں جن میں غلو پایا جاتا ہے جیسے اسے عرش الٰہی کی قندیل' وغیرہ اسی طرح کے اسلوب وانداز سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ (عون الباری:۴/۲۱۱)

١٤٧٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

۱۴۷۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ، يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا، وَأَنَا مُحَمَّدٌ). [رواه البخاري: ٣٥٣٣]

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور ان کی لعنت کو مجھ سے کس طرح پھیرتا ہے۔ وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ﷺ ہوں۔

فوائد: کفار قریش شدت عداوت کی بناء پر آپ کو محمد ﷺ کے نام سے یاد نہ کرتے تھے کیونکہ اس نام سے آپ کی تعریف اور مدح کا پہلو نمایاں ہوتا ہے جو انہیں ناگوار تھا وہ آپ کو مذمم کہتے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا نام ہی نہیں مجھے اس کی کیا پرواہ ہے۔ (عون الباری:۴/۲۱۳)

٣٠ - باب: خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ﷺ

باب ۳۰: رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبین ہونے کا بیان

١٤٧٥ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ، كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا، فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ). [رواه البخاري: ٣٥٣٤]

۱۴۷۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے گویا ایک شخص نے مکان بنا کر اسے مکمل اور مزین کر دیا صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی اب جو لوگ گھر میں جاتے تو تعجب کرتے کہ اگر اس اینٹ کی خالی جگہ نہ ہوتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا۔

١٤٧٦ : وفي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ زِيَادَةٌ: (.. إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ...) وقَالَ فِي آخِرِهِ: (..فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ). [رواه البخاري: ٣٥٣٥]

۱۴۷۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے مگر ایک کونے میں اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو اس روایت کے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبین ہوں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قصر نبوت رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات سے پایہ تکمیل کو پہنچا اگرچہ اس میں نقب زنی کرنے والے بے شمار پیدا ہوئے برصغیر میں انگریز کے گماشتے اور پروردہ غلام احمد قادیانی نے بھی دعویٰ نبوت کیا لعنة اللّٰہ علیه وعلی امثاله

٣١ - باب: وَفَاةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۳۱: رسول اللہ ﷺ کی وفات کا بیان

١٤٧٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۴۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. [رواه البخاري: ٣٥٣٦]

نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔

فوائد: اس عنوان کی یہاں کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ اس کا مقام کتاب المغازی کے بعد ہے چونکہ یہاں آپ کے نام اور صفات بیان کرنا مقصود تھا اور اہل کتاب کے ہاں آپ کی جملہ صفات میں سے یہ بھی مشہور تھا کہ آخر الزماں نبی کی عمر تریسٹھ برس ہوگی اس مناسبت سے امام بخاری نے اس حدیث کو بیان فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔ (عون الباری:٦/٥٥٩)

٣٢ - باب

باب ٣٢:

١٤٧٨ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ وهو ابْنُ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ، جَلْدًا مُعْتَدِلًا -: قَدْ عَلِمْتُ: ما مُتِّعْتُ بِهِ سَمْعِي وَبَصَرِي إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، إِنَّ خالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ ٱبْنَ أُخْتِي شَاكٍ، فَٱدْعُ ٱللهَ لَهُ، قالَ: فَدَعَا لِي. [رواه البخاري: ٣٥٤٠]

١٤٧٨۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے چورانوے سال کی عمر میں فرمایا جبکہ وہ اچھے طاقتور اور معتدل حال تھے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ میرے حواس کان آنکھ سب اب تک کام کر رہے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی تھیں اور انہوں نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ! میرا بھانجا بیمار ہے تو آپ ﷺ اللہ سے اس کے لئے دعا فرما دیں تو آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی تھی۔

فوائد: یہ حدیث بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں اگر آپ کی توجہ مبذول کرانا مقصود ہو تو یارسول اللہ ﷺ! کہا جائے آپ کو نام یا کنیت سے یاد نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ (عون الباری:٦/٥٦١)

٣٣ - باب: صِفَةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ٣٣: رسول اللہ ﷺ کی سیرت و صورت کا بیان

رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق مستند کتاب ((الرسول کانک تراہ)) ہے جس کا اردو ترجمہ "آئینہ جمال نبوت" کے نام سے بندہ عاجز نے کیا اور دار السلام نے اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

١٤٧٩ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الحَارِثِ

١٤٧٩۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ، وَقَالَ: بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. [رواه البخاري: ٣٥٤٢]

ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عصر کی نماز ادا کر کے پا پیادہ باہر تشریف لے گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں میں کھیلتے دیکھا تو اسے اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں شکل و صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنس رہے تھے۔

فوائد: ترمذی کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نصف اعلیٰ یعنی سر، چہرہ اور سینہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مشابہت تھی اور آپ کے نصف اسفل میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ مشابہ تھے الغرض دونوں شہزادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تصویر تھے۔ (فتح الباری:۶/۹۷)

۱۴۸۰ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يُشْبِهُهُ، فَقِيلَ لَهُ: صِفْهُ لِي، قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ، وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قَلُوصًا، قَالَ: فَقُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا. [رواه البخاري: ٣٥٤٤]

۱۴۸۰۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب اچھی طرح دیکھا ہے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کریں، تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کا رنگ سفید تھا اور آپ کے کچھ بالوں کی رنگت بدل گئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا تھا، لیکن قبل اس کے کہ ہم ان پر قبضہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے ایفاء عہد کرتے ہوئے تیرہ اونٹنیاں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں۔ (عون الباری:۴/۲۱۸)

۱۴۸۱ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ، قِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ. [رواه البخاري:

۱۴۸۱۔ حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت یافتہ ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ بتائیے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیریں لب اور ٹھوڑی کے درمیان کچھ بال سفید تھے۔

[٣٥٤٦

١٤٨٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلاَ بِالْقَصِيرِ، أَزْهَرَ اللَّوْنِ، لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلاَ آدَمَ، لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَلاَ سَبْطٍ رَجِلٍ، أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ٱبْنُ أَرْبَعِينَ، فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ. [رواه البخاري: ٣٥٤٧]

۱۴۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں متوسط تھے نہ دراز قد اور نہ پست قامت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ چمکدار تھا نہ خالص سفید اور نہ نرا گندمی۔ آپ کے بال بھی درمیانہ تھے نہ سخت پیچ دار اور نہ بہت سیدھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ پر وحی نازل ہوئی۔ دس سال مکہ میں رہے (وحی اترتی رہی) اور دس برس مدینہ میں رہے اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

فوائد: بعض روایات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی صحیح یہ ہے کہ آپ تیرہ سال مکہ میں ٹھہرے اور تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (عون الباری:۴/۲۲۱)

١٤٨٣ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلاَ بِالْقَصِيرِ، وَلاَ بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ، وَلَيْسَ بِالآدَمِ، وَلَيْسَ بِالجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلاَ بِالسَّبْطِ، بَعَثَهُ ٱللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَذَكَرَ تَمَامَ الحَدِيثِ. [رواه البخاري: ٣٥٤٨]

۱۴۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو دراز قد تھے اور نہ پست قامت اور نہ خالص سفید رنگ کے تھے اور نہ گندمی رنگ کے اور آپ کے بال نہ تو بہت پیچدار اور نہ بالکل سیدھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد باقی حدیث بیان کی۔

١٤٨٤ : عَنِ ٱلْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُمْ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلاَ بِالْقَصِيرِ.

۱۴۸۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوب رو اور جسمانی اعتبار سے نہایت متناسب الاعضاء تھے۔ نہ بہت دراز قامت اور نہ

[رواه البخاري: ٣٥٤٩]

ہی پست قد تھے۔

١٤٨٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: لَا، إِنَّما كانَ شَيْءٌ في صُدْغَيْهِ. [رواه البخاري: ٣٥٥٠]

١٤٨٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا نہیں (آپ کے بالوں میں سفیدی کہاں تھی؟) صرف آپ ﷺ کی کنپٹیوں میں کچھ بال سفید تھے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب نہیں لگایا آپ کے لب زیریں اور ٹھوڑی کے درمیان' کنپٹی اور سر میں چند سفید بال تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیریں لب نمایاں طور پر سفیدی نظر آتی تھی۔ (عون الباری:٢٢٢/۴)

١٤٨٦ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْبُوعًا، بَعِيدَ ما بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، رَأَيْتُهُ في حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ. [رواه البخاري: ٣٥٥١]

١٤٨٦۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میانہ قامت تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان کشادگی تھی۔ آپ کے بال کان کی لو تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو ایک دفعہ سرخ (دھاری دار) جوڑا پہنے دیکھا آپ سے زیادہ کسی کو حسین اور خوبصورت نہیں دیکھا۔

فوائد: ہم نے بریکٹ میں دھاری دار اس لئے لکھا ہے کہ خالص سرخ رنگ کا لباس زیب تن کرنا منع ہے۔ (عون الباری:٢٢٣/۴)

١٤٨٧ : وَفي رِوايَةٍ عَنْهُ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَكانَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ، قَالَ: لَا، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ. [رواه البخاري: ٣٥٥٢]

١٤٨٧۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت میں ہے کہ ان سے پوچھا گیا۔ آیا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح (لمبا اور پتلا) تھا۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی طرح (گول اور چمکدار) تھا۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ انور کو روشن اور چمکدار ہونے کی بناء پر سورج سے تشبیہ دی ہے۔ (عون الباری:٢٢٣/۴)

١٤٨٨ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي

١٤٨٨۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی بطحاء میں نماز

بِالبَطْحَاءِ وبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، قَدْ تَقَدَّمَ هٰذا الحَدِيث، وفي هٰذِهِ الرِّوايَة قَال: فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُونَ بِهِمَا وُجوهَهُمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي، فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ، وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ المِسْكِ. (راجع: ٣١٣) [رواه البخاري: ٣٥٥٣]

پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ کے سامنے برچھا گاڑا ہوا تھا۔ یہ حدیث (۳۱۳) پہلے گزر چکی ہے اور اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ لوگ آپ کے ہاتھ پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے چنانچہ میں نے آپ کا ہاتھ لے کر اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر سے طبعی طور پر خوشبو آتی تھی اگرچہ آپ نے خوشبو نہ بھی استعمال کی ہو چنانچہ رسول اللہ ﷺ جس راستہ سے گذرتے وہ خوشبو سے مہک اٹھتا لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ یہاں سے رسول اللہ ﷺ گذرے ہیں۔ (عون الباری:۴/۲۲۴)

١٤٨٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ، قَرْنًا فَقَرْنًا، حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ). [رواه البخاري: ٣٥٥٧]

۱۴۸۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں یکے بعد دیگرے بنی آدم کے بہترین زمانوں میں ہوتا آیا ہوں۔ یہاں تک وہ زمانہ آیا جس میں میں پیدا ہوا ہوں۔

فوائد: یعنی پہلے اولاد اسماعیل پھر کنانہ اور قریش آخر میں بنی ہاشم میں منتقل ہوا۔ (عون الباری:۴/۲۲۵)

١٤٩٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَسْدِلُ شَعَرَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيما لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ رَأْسَهُ. [رواه البخاري: ٣٥٥٨]

۱۴۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے اور مشرکین اپنے سر کے بالوں کی مانگ نکالتے۔ لیکن اہل کتاب اپنے سر کے بالوں کو لٹکائے رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو جس بات کے متعلق کوئی حکم نہ آتا تو اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ بھی سر میں مانگ نکالنے لگے تھے۔

فوائد: اہل کتاب کی موافقت اس لئے آپ کو پسند تھی کہ وہ کم از کم سماوی دین پر عمل پیرا ہونے

کے دعویدار تھے اس کے برعکس مشرکین کے ہاں تو بت پرستی کا چرچا تھا۔ (عون الباری:۴/۲۲۶)

۱٤۹۱ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُولُ: (إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلاَقًا). [رواه البخاري: ۳۵۵۹]

۱۴۹۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ ہی بد زبان بنتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عادتاً اور تکلفاً فحش گو نہ تھے۔ (عون الباری:۴/۲۲۷)

۱٤۹۲ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا. [رواه البخاري: ۳۵٦۰]

۱۴۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کبھی دو باتوں کا اختیار دیا جاتا تو آپ اسی بات کو اختیار فرماتے جو آسان ہوتی۔ بشرطیکہ گناہ نہ ہو لیکن اگر وہ بات گناہ ہوتی تو آپ سب لوگوں سے اس سے زیادہ دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا ہاں۔ اگر اللہ کی حرمت کے خلاف کام کیا جاتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا انتقام لیتے تھے۔

فوائد: عبد اللہ بن خطل اور عقبہ بن ابی معیط کا قتل ذاتی انتقام کا نتیجہ نہ تھا بلکہ دینی حرمات کی پامالی ان کے قتل کا محرک تھی۔ (عون الباری:۴/۲۲۸)

۱٤۹۳ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا مَسِسْتُ حَرِيرًا وَلاَ دِيبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ ﷺ، وَلاَ شَمِمْتُ رِيحًا قَطُّ أَوْ عَرْفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ أَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ۳۵٦۱]

۱۴۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی موٹے یا باریک ریشم کو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ میں نے کبھی کوئی خوشبو یا عطر رسول اللہ ﷺ کی خوشبو یا عطر سے اچھی سونگھی۔

۱٤۹٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

۱۴۹۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس دوشیزہ سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جو پردے میں رہتی ہو۔

[رواه البخاري: ٣٥٦٢]

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا سراپا شرم وحیا ہونا حدود اللہ کے علاوہ دیگر معاملات میں تھا کیونکہ حدود اللہ کے نفاذ میں کبھی آپ نے رواداری کا مظاہرہ نہیں فرمایا۔ (عون الباری:۲۳۰/۴)

١٤٩٥ : وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ. [رواه البخاري: ٣٥٦٢]

۱۴۹۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بات آپ کو ناگوار گزرتی تو اسے آپ کے چہرے سے پہنچان لیا جاتا تھا۔

١٤٩٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ ٱشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ [رواه البخاري: ٣٥٦٣]

۱۴۹۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو معیوب نہیں کہا۔ اگر آپ کا دل چاہتا تو تناول فرمالیتے ورنہ چھوڑ دیتے تھے۔

فوائد: ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ کھانا کھاتے وقت مرچ نمک کی کمی کا شکوہ کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں ہمیں اس روش کا جائزہ لینا چاہیے۔ (عون الباری:۲۳۱/۴)

١٤٩٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا، لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ. [رواه البخاري: ٣٥٦٧]

۱۴۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی گننے والا آپ ﷺ کی باتیں شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔

١٤٩٨ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ. [رواه البخاري: ٣٥٦٨]

۱۴۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح جلدی جلدی باتیں نہ کرتے تھے جیسے تم لوگ کرتے ہو۔

فوائد: حدیث کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کے متعلق زود بیانی پر انکار فرمایا مگر رسول اللہ ﷺ کی دعا کے نتیجہ میں حضرت ابو ہریرہ کا حافظہ بہت قوی تھا اس لئے احادیث جلدی جلدی بیان کر دیتے تھے۔ (عون الباری:۲۳۲/۴)

٣٤ - باب: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

باب ۳۴: رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بظاہر سوتی تھیں لیکن دل بیدار رہتا تھا

١٤٩٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۱۴۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس

يُحَدِّثُ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ: جَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ، وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ، وَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيْرَهُمْ. فَكَانَتْ تِلْكَ، فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى جَاؤُوا لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذَٰلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ. [رواه البخاري: ٣٥٧٠]

رات کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئی کہ نزول وحی سے پہلے آپ کے پاس تین آدمی آئے۔ آپ اس وقت مسجد حرام میں سو رہے تھے۔ ان تینوں میں سے ایک نے کہا وہ کون شخص ہے؟ دوسرے نے کہا وہی جو ان سب سے بہتر ہیں۔ تیسرے نے کہا جو آخر میں تھا ان سب میں بہتر کو لے چلو۔ اس رات اتنی ہی باتیں ہوئیں۔ آپ نے ان لوگوں کو دیکھا نہیں یہاں تک کہ وہ کسی دوسری رات پھر آئے بایں حالت کہ آپ کا دل بیدار تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں تو سو جاتی تھیں لیکن آپ کا دل نہ سوتا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی حال ہے کہ ان کی آنکھیں سو جاتی ہیں اور ان کے دل نہیں سوتے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے اپنے ذمے یہ کام لیا۔ پھر وہ آپ ﷺ کو آسمان کی طرف چڑھا کر لے گئے۔

فوائد: اس روایت کی بناء پر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بحالت خواب معراج ہوا تھا لیکن یہ استدلال اس لئے غلط ہے کہ ممکن ہے فرشتہ کی آمد کے وقت آپ محو استراحت ہوں اس کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کرنے میں شریک راوی منفرد ہے لہٰذا یہ الفاظ شاذ ہیں۔ (عون الباری: ۴/۲۳۴)

٣٥ - باب: عَلَامَاتُ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

باب ۳۵: رسول اللہ ﷺ کے معجزات اور نبوت کے نشانات کا بیان

١٥٠٠: وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ بِإِنَاءٍ، وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ. قِيلَ لِأَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ:

۱۵۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ مقام زوراء میں تشریف رکھتے تھے۔ وہاں آپ کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا۔ جس

ثَلاَثِمِائَةٍ، أَوْ زُهَاءَ ثَلاَثِمِائَةٍ. [رواه البخاري: ٣٥٧٢]

سے تمام لوگوں نے وضو کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم اس وقت کتنے آدمی تھے تو انہوں نے کہا تین سو یا تین سو کے قریب آدمی تھے۔

فوائد: انگلیوں کے درمیان سے پانی کے سوتے پھوٹنے کا معجزہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور کسی نبی کو یہ معجزہ نہیں ملا۔ (عون الباری:۴/۲۳۶)

١٥٠١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الآيَاتِ بَرَكَةً، وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا، كُنَّا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَلَّ المَاءُ، فَقَالَ: (ٱطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ). فَجَاؤُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ: (حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ المُبَارَكِ، وَالْبَرَكَةُ مِنَ ٱللهِ)، فَلَقَدْ رَأَيْتُ المَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ. [رواه البخاري: ٣٥٧٩]

١٥٠١۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم تو معجزات کو باعث برکت خیال کرتے تھے اور تم سمجھتے ہو کہ کفار کو ڈرانے کے لئے ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ پانی کم ہو گیا آپ نے فرمایا کہ کچھ بچا ہوا پانی تلاش کر لاؤ چنانچہ لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی باقی تھا۔ آپ نے اپنا دست مبارک پانی میں ڈال دیا اور اس کے بعد فرمایا کہ مبارک پانی کی طرف آؤ اور برکت تو اللہ کی طرف سے ہے میں نے دیکھا۔ انگشت ہائے مبارک سے پانی پھوٹ رہا تھا اور بسا اوقات ہمیں کھاتے وقت کھانے میں تسبیح کی آواز آتی تھی۔

فوائد: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تسبیح سنانا آپ کا معجزہ تھا ویسے تو قرآن کریم کی تصریح کے مطابق ہر چیز ہی اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ (عون الباری: ۴/۲۳۸)

١٥٠٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ..) وَقَدْ تَقَدَّمَ الحَدِيثُ بِطُولِهِ، وَقَالَ فِي آخِرِ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: (وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ، لأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ

١٥٠٢۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی تاآنکہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے۔ جن کی جوتیاں بالوں سے بنی ہوں گی یہ حدیث (۱۲۶۲) پہلے گزر چکی ہے لیکن اتنا اضافہ ہے کہ تم لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ صرف میرا ایک مرتبہ کا دیدار آدمی کو اپنے اہل

مِثْلُ أَهْلِهِ وَمالِهِ). (راجع: ١٢٦٢). [رواه البخاري: ٣٥٨٧، ٣٥٨٩ وانظر حديث رقم: ٢٩٢٨]

وعیال اور مال و اسباب سے بھی زیادہ محبوب ہو گا۔

فوائد: یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ ادنی سا مسلمان بھی رسول اللہ ﷺ کے رخ انور کی جھلک دیکھنے کے لئے بے چین و بے تاب ہے۔ (عون الباری:۴/۲۳۹)

١٥٠٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ قالَ: (لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقاتِلُوا خُوزًا وَكِرْمَانَ مِنَ الأَعاجِمِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ، فُطْسَ الأُنُوفِ، صِغَارَ الأَعْيُنِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ). [رواه البخاري: ٣٥٩٠]

۱۵۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی تاآنکہ تم عجم کے شہروں میں سے خوز اور کرمان پر حملہ آور ہو گے۔ وہاں کے باشندوں کے چہرے سرخ' ناک اٹھی ہوئی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے تہہ بہ تہہ تیار شدہ ڈھال کی طرح ہیں اور ان کے جوتے بالوں سے بنے ہوئے ہوں گے۔

فوائد: اگرچہ ترک اقوام کے بھی یہی اوصاف بیان کئے گئے ہیں تاہم مقامات کی تعیین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی اور قوم کے اوصاف ہیں کیونکہ خوز اور کرمان ترک اقوام کے علاقے نہیں ہیں۔ (عون الباری:۴/۲۴۰)

١٥٠٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ). قالوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قالَ: (لَوْ أَنَّ النَّاسَ ٱعْتَزَلُوهُمْ). [رواه البخاري: ٣٦٠٤]

۱۵۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو یہ قبیلہ قریش ہلاک کر دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا پھر ہمارے لئے اس وقت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کاش کہ اس وقت لوگ ان سے الگ رہیں۔

فوائد: اس حدیث میں قریش ناپختہ کار اور نوخیز مراد ہیں جو اقتدار کے بھوکے ہوں گے اور ہوس ملک گیری کی خاطر قتل وغارت اور خونریزی سے بھی اجتناب نہیں کریں گے ارشاد نبوی کے مطابق ایسے حالات میں ان سے الجھنے کی بجائے اپنے دین کو بچانے کی فکر کرنا چاہیے۔ (عون الباری:۴/۲۴۳)

١٥٠٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أيضًا، في رواية قَالَ: سَمِعْتُ

۱۵۰۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے انہوں نے کہا کہ میں نے صادق و

الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: (هَلاَكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ). إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِي فُلاَنٍ وَبَنِي فُلاَنٍ. [رواه البخاري: ٣٦٠٥]

مصدوق ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ پر ہو گی۔ اگر میں چاہوں تو ان کا نام بھی بتا سکتا ہوں کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں۔

فوائد: بعض لوگوں نے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو بھی اس حدیث کا مصداق ٹھہرایا ہے حالانکہ کتاب الفتن کی حدیث(۷۰۵۸) میں ہے کہ مروان رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث سنی تو کہنے لگے کہ ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

۱۵۰۶ : عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: (نَعَمْ). قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: (نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ). قُلْتُ: مَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: (قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)، قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: (نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا)، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ: (هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا).

قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: (تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ)، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ: (فَاعْتَزِلْ

۱۵۰۶۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق دریافت کیا کرتے تھے۔ جبکہ میں آپ سے شر کی بابت پوچھا کرتا تھا۔ صرف اس اندیشہ سے کہ مبادا مجھے پہنچ جائے چنانچہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر یعنی اسلام عطا فرمایا تو کیا اس خیر کے بعد کوئی اور شر بھی آنے والی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ اس شر کے بعد پھر کوئی خیر ہو گی۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر اس میں کچھ کدورت ہو گی۔ میں نے عرض کیا وہ کدورت کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا کچھ لوگ میرے طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کریں گے۔ تمہیں ان کے کچھ افعال اچھے معلوم ہوں گے اور کچھ برے۔ پھر میں نے عرض کیا اس خیر کے بعد کیا اور شر بھی ہو گی۔ فرمایا ہاں کچھ لوگ جہنم کے دروازوں کی طرف آنے کی دعوت دیں گے جو ان کی بات مان لے گا اس کو وہ جہنم میں گرا دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! مجھے ان لوگوں کا حال بیان کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے

تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ). [رواه البخاري: ٣٦٠٦]

اور ہماری ہی طرح گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے یہ زمانہ ملے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو مضبوط پکڑے رہنا۔ میں نے عرض کیا اگر ان کی کوئی جماعت اور امام نہ ہو؟ آپ نے فرمایا تو اس وقت تمام فرقوں سے علیحدگی اختیار کر لینا۔ اگرچہ اس سے تیری نوبت درخت کی جڑ چبانے تک پہنچ جائے تاآنکہ اسی حالت میں تجھے موت آ جائے۔

فوائد: اس حدیث کو بنیاد بنا کر کراچی کے ایک فرقہ نے جماعت المسلمین کا خوشنما لقب اختیار کیا ہے جو اپنے علاوہ تمام اہل اسلام کی تکفیر کرتا ہے حالانکہ اس حدیث سے اہل اسلام کی حکومت اور ان کا خلیفہ مراد ہے چنانچہ مسند امام احمد (۵/۴۰۳) میں اس کی صراحت ہے۔

١٥٠٧ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ، حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٣٦١١]

١٥٠٧۔ حضرت علی بنالٹنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں تو آپ پر جھوٹ بولنے سے مجھ کو یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں آسمان سے گر جاؤں اور جب میں تم سے وہ باتیں کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہوئی ہیں تو (کوئی نقصان نہیں کیونکہ) لڑائی ایک پر فریب چال ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آخر زمانہ کچھ نو عمر بے وقوف پیدا ہوں گے جو زبان سے بہترین خلائق کی باتیں کریں گے۔ لیکن اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور ایمان ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ ایسے لوگوں سے جہاں ملاقات ہو تو انہیں قتل کرنے کی کوشش کرنا کیونکہ قیامت کے دن اس شخص کو ثواب ملے گا جو ان کو قتل کرے گا۔

فوائد: خوارج اور ان کے فتنہ کی طرف اشارہ ہے انہوں نے ان الحکم الا للہ کی آڑ میں حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی تکفیر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآنی آیت مبنی بر حقیقت ہے البتہ اسے غلط معنی پہنائے گئے ہیں۔ (عون الباری:۲۴۶/۴)

۱۵۰۸ : عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، قُلْنَا لَهُ: أَلاَ تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلاَ تَدْعُو ٱللهَ لَنَا؟ قالَ: (كانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الأَرْضِ، فَيُجْعَلُ فِيهِ، فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ، وَما يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الحَدِيدِ ما دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ، وَما يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَٱللهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذا الأَمْرَ، حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ، لاَ يَخَافُ إِلَّا ٱللهَ، أَوِ الذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ). [رواه البخاري: ۳۶۱۲]

۱۵۰۸۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے سایہ تلے اپنی چادر سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ ہم نے آپ سے کفار کی ایذاء کے متعلق شکایت کی، ہم نے عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں مانگتے اور اللہ سے ہمارے لئے دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا تم لوگوں سے قبل کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں کہ ان کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا۔ پھر اس میں انہیں کھڑا کر دیا جاتا۔ آرا لایا جاتا اور ان کے سر پر رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے لیکن اس قدر سختی ان کو ان کے دین سے برگشتہ نہ کرتی تھی۔ پھر ان کے گوشت کے نیچے ہڈی اور پٹھوں پر لوہے کی کنگھیاں کھینچ دی جاتیں تھیں لیکن یہ اذیت بھی انہیں ان کے دین سے نہ ہٹا سکتی تھی۔ اللہ کی قسم! یہ دین ضرور کامل ہو گا۔ اس حد تک کہ اگر کوئی مسافر صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گا تو اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا اور نہ کوئی اپنی بکریوں کے لئے بھیڑیئے کا خوف کرے گا مگر تم جلدی کرتے ہو۔

۱۵۰۹ : عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ٱفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ، مُنَكِّسًا رَأْسَهُ،

۱۵۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کو اس کی خبر لا کر دوں گا چنانچہ وہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اسے اپنے گھر

فَقَالَ: ما شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا. فَرَجَعَ المَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ: (اذْهَبْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَٰكِنْ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٣٦١٣]

میں سرنگوں بیٹھا پایا تو اس شخص نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا برا حال ہے یہ اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند کرتا ہے لہٰذا اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ دوزخیوں سے ہے۔ چنانچہ وہ شخص واپس آیا اور آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ اس نے ایسا کہا ہے۔ پھر وہ شخص دوسری مرتبہ بڑی بشارت لے کر گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تم دوزخیوں میں سے نہیں بلکہ تم جنتی ہو۔

فوائد: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو ہم چلتا پھرتا جنتی شمار کرتے تھے حتی کہ جنگ یمامہ کے وقت انہوں نے کفن پہنا' خوشبو لگائی اور میدان کار زار میں کود پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ (عون الباری:۴/۲۴۹)

١٥١٠ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ، وفي الدَّارِ الدَّابَّةُ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَسَلَّمَ الرَّجُلُ، فَإِذَا ضَبَابَةٌ، أَوْ سَحَابَةٌ، غَشِيَتْه، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (اقْرَأْ فُلَانُ، فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ، أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ). [رواه البخاري: ٣٦١٤]

۱۵۱۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے سورۃ کہف پڑھی تو سواری بدکنے لگی جو ان کے گھر میں بندھی ہوئی تھی۔ اس پر اس آدمی نے سلامتی کی دعا کی تو اچانک اس کے سر پر ایک ابر سایہ کئے ہوئے تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے شخص! تو پڑھتا ہی رہتا کیونکہ یہ ایک سکون و اطمینان ہوتا ہے جو قرآن کی برکت سے نازل ہوا کرتا ہے۔

فوائد: بخاری کتاب فضائل القرآن میں اس طرح کا ایک واقعہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے بھی پیش آیا جب کہ وہ رات کے وقت سورۃ بقرۃ کی تلاوت کر رہے تھے ممکن ہے کہ یہ واقعہ بھی انہی سے متعلق ہو۔ (عون الباری:۴/۲۵۰)

١٥١١ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى

۱۵۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کے لئے

أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ: (لَا بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ). فَقَالَ لَهُ: (لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ)، قَالَ: قُلْتَ: طَهُورٌ؟ كَلَّا، بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ، أَوْ تَثُورُ، عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ، تُزِيرُهُ الْقُبُورَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَنَعَمْ إِذًا). [رواه البخاري: ٣٦١٦]

تشریف لے گئے اور رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو یہ فرمایا کرتے کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ پاکیزگی کا باعث ہو گا۔ لہٰذا آپ نے اس سے بھی یہی کہا کچھ حرج نہیں اگر اللہ نے چاہا تو یہ گناہ کی معافی کا سبب ہے اس نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کر دے گی ہرگز نہیں۔ یہ تو ایک سخت بخار ہے جو ایک بوڑھے کو لپیٹ میں لئے ہوئے ہے اور اسے قبر میں لے جائے گا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اب ایسا ہی ہو گا۔

فوائد: چنانچہ وہ اگلے دن چل بسا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی۔ (عون الباری:۲۵۲/۴)

۱۵۱۲: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ: مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ، فَأَمَاتَهُ اللهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوهُ

۱۵۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک نصرانی شخص نے مسلمان ہو کر سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھ لی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے لئے کتابت وحی کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ پھر نصرانی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ صرف وہی کچھ جانتے ہیں جو میں نے ان کے لئے لکھ دیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے اسے موت دے دی تو لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اس کی لاش باہر پھینک دی ہے۔ لوگوں نے کہا یہ تو محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے کیونکہ ان کے پاس سے بھاگ آیا تھا۔ اس لئے ہمارے ساتھی کی قبر انہوں نے کھود ڈالی ہے۔ پھر انہوں نے اسے قبر میں رکھ کر بہت گہرائی میں

خارِجَ الْقَبْرِ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَه فِي الأَرْضِ ما ٱسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَعَلِمُوا: أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ. [رواه البخاري: ٣٦١٧]

دفن کر دیا۔ مگر صبح کو زمین نے اس کی لاش پھر باہر پھینک دی۔ اس پر لوگوں نے یہی کہا کہ یہ تو محمد ﷺ اور اسے کے ساتھیوں کا فعل ہے۔ انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر اکھاڑی ہے کیونکہ وہ ان کے پاس سے بھاگ آیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کی قبر پھر اور زیادہ گہری کھودی جتنا کہ ان کے امکان میں تھا۔ لیکن صبح کے وقت اس کی لاش پھر زمین نے باہر پھینک دی تھی۔ تب لوگوں نے یقین کیا کہ یہ آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے لہٰذا اس کو اسی طرح ڈال دیا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ اپنے حواریوں میں رہتے ہوئے اچانک گردن ٹوٹنے سے اس کی موت واقع ہوئی تھی۔ (عون الباری:۳/۲۵۳)

١٥١٣ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْماطٍ؟)، قُلْتُ: وَأَنَّى يَكُونُ لَنا الأَنْماطُ؟ قالَ: (أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الأَنْماطُ)، فَأَنَا أَقُولُ لَهَا أَخِّرِي عَنَّا أَنْماطَكِ، فَتَقُولُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الأَنْماطُ)، فَأَدَعُهَا. [رواه البخاري: ٣٦٣١]

۱۵۱۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں۔ میں نے عرض کیا ہم لوگوں کے پاس کہاں؟ آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے چنانچہ ایک وقت آیا کہ میں اپنی بیوی سے کہتا تھا کہ اپنے قالین کو ہمارے پاس سے ہٹا دے تو وہ کہتی ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ تھا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ اس لئے میں ان کو کیوں الگ رکھ دوں چنانچہ میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہوں۔

فوائد: انماط جمع ہے نمط کی وہ کپڑا جو پردے کے طور پر لٹکایا جائے یا نیچے بچھایا جائے حقیقی ضرورت کے پیش نظر اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں البتہ دیوار پوشی اور اظہار نمائش کے لئے درست نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۵۴)

١٥١٤ : عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ،

۱۵۱۴۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِأُمَيَّةَ بن خَلَفٍ: إِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ، قَالَ: إِيَّايَ؟، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَٱللهِ ما يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذا حَدَّثَ، فَقَتَلَهُ ٱللهُ بِبَدْرٍ، وفي الحَديثِ قِصَّةٌ هٰذا مَضْمونُ الحَديثِ منها. [رواه البخاري: ٣٦٣٢]

کہ انہوں نے امیہ بن خلف سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بزعم خویش وہ تجھے قتل کریں گے۔ امیہ نے پوچھا کیا مجھے؟ انہوں نے کہا ہاں امیہ نے کہا اللہ کی قسم! محمد ﷺ جو بات کہتے ہیں تو وہ جھوٹ نہیں کہتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے غزوہ بدر میں قتل کر دیا۔ اس حدیث میں ایک واقعہ بھی ہے مگر اصل حدیث کا مضمون یہی ہے۔

فوائد: چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی امیہ غزوہ بدر میں نہیں جانا چاہتا تھا مگر ابو جہل زبردستی ساتھ لے آیا چنانچہ وہیں واصل جہنم ہوا۔

١٥١٥ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلامُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُمِّ سَلَمَةَ: (مَنْ هٰذا؟) أَوْ كَما قالَ، قالَ: قالَتْ: هٰذا دِحْيَةُ، قالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: ايْمُ ٱللهِ ما حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ ٱللهِ ﷺ يُخْبِرُ عَنْ جِبْرِيلَ، أَوْ كما قالَ: [رواه البخاري: ٣٦٣٤]

١٥١٥۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے باتیں کرنے لگے۔ پھر اٹھ کر چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کون تھے؟ انہوں نے کہا کہ یہ دحیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! میں انہیں دحیہ رضی اللہ عنہ خیال کرتی رہی یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا کہ آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے روایت کر رہے تھے یا جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

فوائد: حضرت جبرئیل علیہ السلام جب انسانی شکل میں تشریف لاتے تو اکثر حضرت دحیہ کلبی علیہ السلام کی صورت اختیار کرتے۔ (عون الباری:۳/۲۵۶)

١٥١٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ في

١٥١٦۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے لوگوں کو پاک صاف زمین میں مجتمع دیکھا اتنے میں حضرت ابو بکر

صَعِيدٍ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ، فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ). [رواه البخاري: ٣٦٣٤]

رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر ان کے نکالنے میں کمزوری پائی جاتی تھی۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے پھر وہ ڈول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور وہ ڈول ان کے لیتے ہی ایک بہت بڑا ڈول بن گیا اور میں نے لوگوں میں سے کسی زور آور کو نہیں دیکھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح طاقت کے ساتھ پانی بھرتا ہو۔ انہوں نے اتنا پانی بھرا کہ سب لوگوں نے اپنے اونٹ سیر کر کے بٹھا دیئے۔

فوائد: اس میں اشارہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھوڑا ہو گا مرتدین کی سرکوبی کی وجہ سے فتوحات بھی نہ ہو سکیں۔ (عون الباری: ۴/۲۵۷)

٣٦ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿يَعْرِفُونَهُۥ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَآءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ ٱلْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

باب ۳۶: ارشاد باری تعالیٰ: ”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ آپ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں مگر ان میں سے ایک گروہ دیدہ دانستہ حق کو چھپا رہا ہے۔“

١٥١٧ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ الْيَهُودَ جَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟) فَقَالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ، فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا، فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهُ

۱۵۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم رجم کی بابت تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ یہود نے کہا کہ ہم زنا کاروں کو رسوا کرتے ہیں اور انہیں کوڑے لگاتے ہیں یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم ہے تورات لاؤ چنانچہ وہ لائے اور اسے کھولا۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ لیا اور اس کے ماقبل اور مابعد کا مضمون پڑھ دیا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَرُجِمَا. [رواه البخاري: ٣٦٣٥]

اپنا ہاتھ تو ہٹاؤ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اس جگہ رجم کی آیت موجود تھی۔ اس وقت بولے اے محمد ﷺ! ٹھیک ہے تورات میں یقیناً آیت رجم موجود ہے لہٰذا ان دونوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے رجم کا حکم دیا اور انہیں سنگسار کر دیا گیا۔

فوائد: یہودی بدنیت ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لے کر آئے تھے کیونکہ انہیں پتہ چلا تھا کہ یہ نبی اپنی امت کے لئے تخفیف لے کر آیا ہے تاکہ رجم سے ہلکی سزا پر گذارا ہو جائے گا بالآخر رجم کی سزا کا سامنا کرنا پڑا۔ (عون الباری:۴/۲۵۸)

٣٧ - باب: سُؤَالُ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ آيَةً فَأَرَاهُم انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

باب ۳۷: مشرکین کے مطالبہ پر حضور اکرم ﷺ کا بطور نشانی چاند کا شق ہوتے دکھانا

١٥١٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ شِقَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ٱشْهَدُوا). [رواه البخاري: ٣٦٣٦]

۱۵۱۸۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ رہنا۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم مکہ میں تھے کہ چاند کے ایک ٹکڑے کو منیٰ کے پہاڑوں پر گرتے دیکھا ہے۔ (عون الباری:۴/۲۵۹)

١٥١٩ : عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً، فَٱشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ، وَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوِ ٱشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ. [رواه البخاري: ٣٦٤٢]

۱۵۱۹۔ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک اشرفی دی تاکہ اس سے آپ کے لئے ایک بکری خریدے انہوں نے اس کے عوض آپ کے لئے دو بکریاں خرید لیں۔ پھر ایک بکری ایک اشرفی میں فروخت کر دی اور آپ کے پاس ایک بکری اور ایک اشرفی لے آئے آپ نے ان کے لئے ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دعا کی چنانچہ پھر وہ اگر مٹی بھی خریدتے تو

اس میں بھی انہیں نفع ہوتا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کے اس سودے کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اسے پسند فرما کر دعا دی کہ اللہ اس کی خرید وفروخت کے معاملات میں برکت عطا فرمائے۔ (عون الباری:۴/۲۶۰)

نوٹ: اسلام میں منافع کی شرح کی تعیین نہیں کی گئی کیونکہ اس کا تعلق حالات اور ظروف سے ہے جو بدلتے رہتے ہیں عمومی اصول دیا ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کا خیر خواہ اور ہمدرد ہونا چاہئے اور اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرنی چاہئے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ لہٰذا انسان خریدتے وقت جتنا نفع دوسرے کو دینا چاہتا ہے' فروخت کرتے وقت دوسروں سے اتنا منافع لے لے۔ (علوی)

كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ ورضي عنهم ومن صحب النبي ﷺ اوراه من المسلمين فهو من اصحابه

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب

مسلمانوں میں جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اختیار کی یا آپ کو دیکھا تو وہ صحابی ہے۔ (بشرطیکہ بحالت اسلام فوت ہوا ہو)

١ - باب

باب ١:

١٥٢٠ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّهَا تَقُولُ: الْمَوْتَ، قَالَ ﷺ: (إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ) رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [رواه البخاري: ٣٦٥٩]

١٥٢٠۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ پھر آپ کے پاس آئے۔ اس نے کہا اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں اس سے اس کی مراد وفات تھی آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آنا۔

فوائد: اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کا اشارہ ملتا ہے نیز اس میں ان شیعہ حضرات کی تردید ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنانے کی وصیت کی تھی۔ (فتح الباری:۲۸/۷)

١٥٢١ : عَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ

١٥٢١۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا

إِلاَّ خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ، وَأَبُو بَكْرٍ. [رواه البخاري: ٣٦٦٠]

جبکہ آپ کے ساتھ پانچ غلاموں' دو عورتوں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔

فوائد: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا مطلب ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آزاد لوگوں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اسلام کا برسر عام اظہار کیا تھا ویسے بے شمار ایسے مسلمان موجود تھے جو اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے۔ (فتح الباری:۲۹/۷)

۱۵۲۲ : عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ جالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ، حَتَّى أَبْدَى عَنْ رُكْبَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غامَرَ)، فَسَلَّمَ وَقالَ: يا رَسولَ اللهِ إِنَّهُ كانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الخَطَّاب شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي فَأَبَى عَلَيَّ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقَالَ: (يَغْفِرُ اللهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ)، ثَلاَثًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتَى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلَ: أَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ؟ فَقَالُوا: لاَ، فَأَتَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَمَعَّرُ، حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَاللهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ، مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ. وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي). مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا. [رواه البخاري: ٣٦٦١]

۱۵۲۲۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ اٹھائے ہوئے آئے یہاں تک کہ آپ کا گھٹنا ننگا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہا کہ میرے اور ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا تھا۔ میں نے جلدی سے انہیں سخت سست کہہ دیا۔ پھر میں شرمندہ ہوا (اور ان سے معذرت کی) لیکن انہوں نے انکار کر دیا اب میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر ایسا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرمندہ ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پر آئے اور دریافت کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ یہاں موجود ہیں؟ گھر والوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور انہیں سلام کیا انہیں دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ ایسا متغیر ہوا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور دو زانو بیٹھ کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم میں نے ہی زیادتی کی تھی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف

پیغمبر بنا کر بھیجا تو تم لوگوں نے مجھے جھوٹا کہہ دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے سچا کہا اور انہوں نے اپنے مال اور جان سے میری خدمت کی۔ کیا تم میری خاطر میرے دوست کو ستانا چھوڑ سکتے ہو؟ اور آپ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔ اس ارشاد گرامی کی بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پھر کسی نے نہیں ستایا۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انسان کے سامنے اس کی تعریف کرنا جائز ہے لیکن یہ اس وقت جب اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اگر اس تعریف سے اس کے اندر خود پسندی کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے تو اجتناب کرنا چاہئے۔ (فتح الباری:۷/۳۱)

١٥٢٣ : عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: (عَائِشَةُ). فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: (أَبُوهَا)، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ). فَعَدَّ رِجَالًا. [رواه البخاري: ٣٦٦٢]

۱۵۲۳۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں غزوہ ذات السلاسل میں امیر بنا کر بھیجا تھا وہ کہتے ہیں کہ جب میں واپس آپ کے پاس آیا تو میں نے عرض کیا کہ سب لوگوں میں سے کون شخص آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا! میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے کون؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے والد گرامی (ابو بکر رضی اللہ عنہ) میں نے پوچھا پھر کون؟ پھر فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس طرح درجہ بہ درجہ آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔

فوائد : واقعہ یہ تھا کہ جس مہم میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا گیا تھا اس دستے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اسی بناء پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال گذرا کہ شاید وہ ان سب سے افضل ہیں۔ اسی لئے انہیں امیر بنایا گیا ہے۔ (فتح الباری:۷/۳۲)

١٥٢٤ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي

۱۵۲۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تکبر کی نیت سے اپنا کپڑا نیچے لٹکائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گویا ہوئے

إِلاَّ أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ: (إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلاَءَ). [رواه البخاري: ٣٦٦٥]

میرے کپڑے کا ایک گوشہ لٹک جاتا ہے۔ ہاں خوب خیال رکھوں تو شاید نہ لٹکے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا بطور تکبر نہیں کرتے ہو۔

فوائد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نحیف جسم والے تھے اس بناء پر کمر میں کچھ جھکاؤ تھا کوشش کے باوجود بعض اوقات آپ کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو جاتی ایسے حالات میں انسان وعید شدید کی زد میں نہیں آتا۔ (فتح الباری:۱۰/۲۶۶)

١٥٢٥ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ، قَالَ: فَقُلْتُ: لأَلْزَمَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ وَلأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ، فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: خَرَجَ وَوَجَّه هَا هُنَا، فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ، أَسْأَلُ عَنْهُ، حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ، حَتَّى قَضَى رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلاَّهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، فَقُلْتُ: لأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ، هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ؟ فَقَالَ: (ائْذَنْ لَهُ

۱۵۲۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے گھر وضو کیا اور باہر نکلے دل میں کہنے لگے کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ خیر وہ مسجد میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہیں باہر اس طرف تشریف لے گئے ہیں لہٰذا میں آپ کے قدموں کے نشانات پر آپ کے متعلق پوچھتا ہوا رواں ہوا اور چاہ اریس تک جا پہنچا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا چنانچہ جب آپ رفع حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کر چکے تو میں آپ کے پاس گیا تو آپ چاہ اریس یعنی اس کی منڈیر کے درمیان کنویں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنویں میں لٹکا رکھا تھا۔ میں آپ کو سلام کر کے لوٹ آیا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا ذرا ٹھہر جائیے۔ میں نے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ). فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: ٱدْخُلْ، وَرَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كما صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ ٱللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا -- يُرِيدُ أَخَاهُ - يَأْتِ بِهِ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ؟ فَقَالَ: (ٱئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)، فَجِئْتُ فَقُلْتُ لَهُ: ٱدْخُلْ، وَبَشَّرَكَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ ٱللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ، فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: (ٱئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلَى بَلْوَى

ابو بکر رضی اللہ عنہ اجازت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو آنے دو اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی دو۔ لہٰذا میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا اندر آ جایئے اور رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب آپ کے ساتھ منڈیر پر بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اس طرح اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے لٹکا رکھے تھے اور اپنی پنڈلیاں بھی کھول دیں۔ میں واپس جا کر بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی کو گھر میں وضو کرتے چھوڑ آیا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر اللہ کو اس کی بھلائی منظور ہے تو ضرور اس کو یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی دروازہ ہلا رہا ہے۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ! میں نے کہا ذرا ٹھہر جایئے' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ کو سلام عرض کر کے گزارش کی کہ عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں اور آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت اور جنت کی بشارت دے دو۔ اس پر میں نے واپس جا کر کہا اندر آ جایئے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کنویں کی منڈیر پر آپ کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے۔ پھر میں واپس آ کر دروازے پر بیٹھ گیا اور دل میں وہی کہنے لگا کہ اگر اللہ فلاں کے ساتھ بھلائی چاہے گا تو اسے

تُصِيبُهُ)، فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: أَدْخُلْ، وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالجَنَّةِ، عَلَى بَلْوَى تُصِيبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِيءَ، فَجَلَسَ وُجَاهَهُ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ. [رواه البخاري: ٣٦٧٤]

لے آئے گا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور دروازے کو حرکت دینے لگا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ! میں نے کہا ٹھہریے چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو آپ نے فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور جو آزمائش انہیں پہنچے گی اس کے بدلہ میں جنت کی بشارت بھی دے دو۔ چنانچہ میں آیا اور ان سے کہا کہ آ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اندر آ گئے اور انہوں نے منڈیر کو بھرا ہوا دیکھا تو وہ آپ کے سامنے دوسری جانب بیٹھ گئے۔

فوائد: اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق واضح پیشین گوئی ہے کہ وہ ایک سنگین فتنہ کی زد میں آئیں گے مسند امام احمد میں پوری صراحت ہے کہ آپ کو ظلم کے طور پر شہید کر دیا جائے گا چنانچہ یہ پیشین گوئی واضح طور پر ثابت ہوئی۔ (فتح الباری:۷/۳۶)

١٥٢٦ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ). [رواه البخاري: ٣٦٧٣]

١٥٢٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو وہ ان کے مد یا نصف مد کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔

فوائد: اس سے مقصود مہاجرین اولین اور انصار کی فضیلت بیان کرنا ہے جن میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بر سر فہرست ہیں ان حضرات نے مسلمانوں پر ایسے وقت میں خرچ کیا جب کفار کا غلبہ تھا اور مسلمان مال و دولت کے محتاج تھے۔

١٥٢٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ،

١٥٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ احد پہاڑ پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق

فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: (اُثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ). [رواه البخاري: ٣٦٧٥]

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اتنے میں پہاڑ کو جنبش ہوئی آپ نے فرمایا اے احد! ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر اس وقت ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ آپ نے احد پہاڑ پر پاؤں مارا اور مذکورہ بالا ارشاد فرمایا بلاشبہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما شہید ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقام صدیقیت پر فائز فرمایا۔

١٥٢٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ، نَدْعُو اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ، إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ: رَحِمَكَ اللهُ، إِنِّي كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِأَنِّي كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (كُنْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ). فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا، فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [رواه البخاري: ٣٦٧٧]

١٥٢٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا اور ہم اللہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا مغفرت کر رہے تھے جبکہ ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا جا چکا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے میرے پیچھے سے آکر اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور کہنے لگا۔ اللہ تم پر رحم کرے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تمہیں تمہارے ساتھیوں کے ہمراہ رکھے گا۔ کیونکہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ فلاں جگہ پر میں تھا اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کیا۔ میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما چلے۔ مجھے اس لئے امید ہے کہ اللہ تمہیں ان کے ساتھ رکھے گا۔ پھر میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ کلمات کہنے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے مدت خلافت دو سال تین ماہ اور چند دن تھی کہتے ہیں کہ آپ نے سردی کے دن غسل فرمایا پھر پندرہ دن تک بخار رہا اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ (فتح الباری:٧/٤٩)

٢ - باب: مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٢٩ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ، ٱمْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا بِلَالٌ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ). فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَعَلَيْكَ أَغَارُ. [رواه البخاري: ٣٦٧٩]

۱۵۲۹۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو بحالت خواب جنت میں داخل ہوتے دیکھا اور وہاں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیساء کو بھی دیکھا اور میں نے ایک شخص کے چلنے کی آواز سن کر دریافت کیا یہ کون ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں نے وہاں ایک محل دیکھا اس کے صحن میں ایک جوان عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ کسی نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ محل میں داخل ہو کر اسے دیکھوں مگر اے عمر! تمہاری غیرت مجھے یاد آگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی مجلس میں رونے لگے شاید یہ خوشی و مسرت کی وجہ سے ہو ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کی وجہ سے تو ہمیں ہدایت اور بلند رتبہ عطا ہوا ہے۔ (فتح الباری:۷/۵۵)

١٥٣٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: (وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟) قَالَ: لَا شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ، فَقَالَ: (أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ). قَالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا

۱۵۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا سامان مہیا کیا ہے؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں البتہ میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بس تو قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہو گا جن سے محبت رکھتا ہے۔

بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: (أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ). قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ. [رواه البخاري: ٣٦٨٨]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم کسی بات سے اتنے خوش نہ ہوئے جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے خوش ہوئے کہ جس کو تو محبوب رکھتا ہے انہی کے ساتھ ہو گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس محبت کی وجہ سے میں ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان کے سے عمل نہیں کئے ہیں۔

فوائد: اے اللہ! ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں اس لئے قیامت کے دن ہمیں بھی ان کی رفاقت میسر فرما اگرچہ ہم ان حضرات جیسے کارہائے خیر بجا لانے سے قاصر ہیں۔

١٥٣١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ، يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ، فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ). [رواه البخاري: ٣٦٨٩]

١٥٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے ہوئے تھے۔ جن کو الہام ہوا کرتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ ہوتے تھے لہٰذا اگر میری امت میں کوئی اس قابل ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق محدث کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں درست باتوں کا الہام ہوتا تھا ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق جاری ہوتا تھا۔ (فتح الباری: ۷/۶۲)

٣ - باب: مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۳: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٣٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ:

١٥٣٢۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان کی پاس اہل مصر میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ احد کے دن میدان سے بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے

تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى: (هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ). فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، فَقَالَ: (هٰذِهِ لِعُثْمَانَ). فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ. [رواه البخاري: ٣٦٩٩]

کہا ہاں بے شک۔ پھر اس نے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ وہ جنگ بدر سے غائب تھے؟ اور اس میں شریک نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں جانتا ہوں۔ پھر اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور اس میں شریک نہ ہوئے تھے انہوں نے فرمایا ہاں تب اس شخص نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ادھر آ میں تجھ سے بیان کرتا ہوں احد سے بھاگ جانے کی بابت تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اور بخش دیا۔ رہا بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے حبالۂ عقد میں رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر تھیں۔ وہ بیمار ہوئیں تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر حصہ اور ثواب ملے گا اور ان کا بیعت رضوان سے غائب رہنا تو اگر کوئی شخص مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ باعزت ہوتا تو آپ اسے روانہ کر دیتے لہٰذا ان کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا تو آپ چلے گئے اور جب بیعت رضوان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر اسے اپنے بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا کہ اب ان باتوں کو بھی اپنے ساتھ لے جا۔

فوائد: مسند بزار کی روایت کے مطابق ایک مرتبہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بھی یہی

اعتراضات کیے تھے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود ان کو وہی جواب دیا جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے معترض کو دیا۔ (فتح الباری: ۷/۷۳)

٤ - باب: مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۱۵۳۳ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ فاطِمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا شَكَتْ ما تَلْقىٰ مِنْ أَثَرِ الرَّحىٰ، فَأَتىٰ النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ، فَٱنْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا، فَلَمَّا جاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عائِشَةُ بِمَجِيءِ فاطِمَةَ، فَجاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ لِأَقُومَ، فَقالَ: (عَلىٰ مَكانِكُمَا)، فَقَعَدَ بَيْنَنَا، حَتّىٰ وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلىٰ صَدْرِي، وَقالَ: (أَلاَ أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمانِي، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضاجِعَكُمَا، تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلاَثِينَ، وَتُسَبِّحَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَتَحْمَدَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ). [رواه البخاري: ۳۷۰۵]

باب ۴: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۵۳۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن اس تکلیف کی شکایت کی جو انہیں چکی پینے کی وجہ سے ہوتی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس گئیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا تو ان سے کہہ دیا کہ میں اس مقصد کے لئے آئی تھی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہمارے گھر تشریف لائے جبکہ ہم دونوں اپنی خوابگاہ میں لیٹ چکے تھے۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنی جگہ پر رہو اور آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپکے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی بات کی تعلیم نہ دوں جو تمہاری مطلوبہ چیز سے کہیں بہتر ہو؟ جب تم اپنی خوابگاہ میں جاؤ تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر' تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

فوائد: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس وظیفہ کو پابندی سے پڑھتا رہے اسے کبھی تھکاوٹ کا احساس نہیں ہو گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے اسے تجویز فرمایا تھا۔ (فتح الباری: ۳/۲۹۱)

٥ - باب: مَنَاقِبُ قَرَابَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

١٥٢٤ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي النِّسَاءِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا، فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ: يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ؟ قَالَ: أَوَ هَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ؟). فَانْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ: (فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي). [رواه البخاري: ٣٧٢٠]

باب ۵: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۵۲۴۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایسا ہوا جنگ احزاب کے دن مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو (کمسن ہونے کی وجہ سے) عورتوں میں چھوڑ دیا گیا۔ پھر میں نے جو نظر دوڑائی تو دیکھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہیں اور دو یا تین بار بنی قریظہ کی طرف گئے اور واپس لوٹے۔ جب اختتام جنگ پر میں لوٹا تو میں نے کہا ابو جان! میں نے آپ کو دیکھا کہ بار بار ادھر آتے جاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا بیٹا تو نے مجھے دیکھا تھا میں نے کہا جی ہاں انہوں نے فرمایا ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا ہے جو بنی قریظہ کے پاس جائے اور میرے پاس ان کی خبر لائے۔ چنانچہ میں گیا اور جب میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ یکجا جمع کر کے فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے وقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے ماں باپ یکجا جمع کر کے فرمایا تھا "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں" (فتح الباری:۸۱/۷)

٦ - باب: ذِكْرُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

١٥٢٥ : عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فِي بَعْضِ تِلْكَ الأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ. [رواه البخاري:

باب ۶: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

۱۵۲۵۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بعض اوقات بوقت جنگ رسول اللہ ﷺ کے پاس میرے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی بھی باقی نہ رہتا تھا۔

[۳۷۲۲، ۳۷۲۳]

فوائد: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام سے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے آخر وقت راضی رہے۔ (بخاری:۳۷۰۰)

۱۵۳۶ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ وقَى النَّبِيَّ ﷺ بِيَدِهِ فَضُرِبَ فيها حتَّى شَلَّتْ. [رواه البخاري: ۳۷۲٤]

۱۵۳۶۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا تھا۔ اس ہاتھ میں اتنے تیر لگے کہ وہ شل ہو گیا۔

فوائد: یہ غزوہ احد کا واقعہ ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس دن ستر سے زیادہ زخم لگے تھے اور ایک انگلی بھی کٹ گئی تھی۔ (فتح الباری:۷/۸۳)

۷ باب: مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الزُّهرِيِّ رَضِيَ الله عَنْهُ

باب ۷: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۵۳۷ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَمَعَ لِي النَّبِيُّ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ. [رواه البخاري: ۳۷۲٥]

۱۵۳۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے دونوں ماں باپ جمع کر دیئے تھے۔ (یعنی فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں)

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کیا تھا شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم نہ ہو کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا تھا یا احد کے دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا تھا اس دن کسی اور کو یہ اعزاز حاصل نہیں ہوا تھا۔ واللہ اعلم (فتح الباری:۷/۸۴)

۸ - باب: ذِكْرُ أَصْهَارِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۸: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کا تذکرہ

۱۵۳۸ : عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فاطِمَةُ، فَأَتَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ

۱۵۳۸۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب ابو جہل کی بیٹی سے منگنی کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ کی برادری کہتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کی حمایت میں غصہ

لاَ تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ يَقُولُ: (أَمَّا بَعْدُ، أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي، وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا، وَٱللهِ لاَ تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ ٱللهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ)، فَتَرَكَ عَلِيٌّ ٱلْخِطْبَةَ. [رواه البخاري: ٣٧٢٩]

نہیں فرماتے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے میں اس وقت سن رہا تھا۔ جب آپ نے تشہد کے بعد فرمایا میں نے ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹی کا نکاح کر دیا تو اس نے مجھ سے جو بات کی اسے سچا کر دکھایا اور بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا جگر گوشہ ہے اور میں یہ بات گوارہ نہیں کرتا کہ اسے رنج پہنچے اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی ایک شخص کے پاس نہیں رہ سکتیں یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس منگنی کو ترک کر دیا۔

فوائد: حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب سے نکاح کرتے وقت یہ شرط کی تھی کہ ان کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کروں گا انہوں نے اس شرط کو پورا کیا شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی شرط کی ہو مگر آپ بھول گئے ہوں جب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو شرط یاد آنے پر اپنے ارادہ سے باز رہے۔ (فتح الباری:۸۶/۷)

١٥٣٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: (حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَىٰ لِي). [رواه البخاري: ٣٧٢٩]

١٥٣٩۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے قبیلہ عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور دامادی میں اس کے عمدہ اوصاف کی تعریف فرمائی کہ انہوں نے مجھ سے جو بات کہی اسے سچا کر دکھایا اور مجھ سے جو وعدہ کیا اس کو پورا کیا۔

فوائد: حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ جب غزوہ بدر میں قیدی بن کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رہا کرتے وقت کہا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو واپس مدینہ بھیج دینا چنانچہ انہوں نے اس وعدہ کے مطابق انہیں مدینہ روانہ کر دیا تھا۔ (فتح الباری:۳۹۹/۴)

٩ - باب: مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب ۹: نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٤٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنْ تَطْعُنُوا فِي إِمَارَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَٱيْمُ ٱللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ). [رواه البخاري: ٣٧٣٠]

۱۵۴۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر جمع کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس کا سردار مقرر کیا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری پر اعتراض کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اس کے باپ کی سرداری پر بھی اعتراض کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ سرداری کے لئے نہایت موزوں شخص تھے اور مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے بعد یہ اسامہ رضی اللہ عنہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

فوائد: یہ لشکر روم کی طرف جانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض الموت میں تیار کیا تھا اور فوراً روانہ ہونے کی تاکید بھی فرمائی تھی وہ لشکر ابھی مدینہ کے قریب ہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو واپس آ گیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے روانہ کیا۔ (فتح الباری:۷/۸۷)

١٥٤١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ، وَالنَّبِيُّ ﷺ شَاهِدٌ، وَأُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ، فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَعْجَبَهُ، فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ. [رواه البخاري: ٣٧٣١]

۱۵۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک قیافہ شناس میرے پاس آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی میرے پاس موجود تھے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے باپ حضرت زید رضی اللہ عنہ دونوں لیٹے ہوئے تھے تو اس نے کہا یہ دونوں پاؤں باہم ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس بات سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوئی۔ پھر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا اظہار فرمایا۔

فوائد: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا رنگ سفید تھا جبکہ ان کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا رنگ سیاہ تھا اس وجہ سے منافقین طعنہ دیتے تھے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے نہیں ہیں۔ رسول

اللہ ﷺ قیافہ شناس کی بات سے خوش ہوئے کیونکہ اس سے منافقین کے غلط پروپیگنڈے کی تردید ہوتی تھی۔ (فتح الباری: ۳۰۲/۴)

نوٹ: روایت میں اختصار ہے' قیافہ شناس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں نہیں آیا تھا اس واقعہ کی اطلاع باہر سے آکر آپ نے دی تھی جیسا کہ آخری الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے۔ (علوی)

١٠ - باب: ذِكْرُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب ۱۰: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

١٥٤٢ : وعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا النَّبِيَّ ﷺ؟ فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: (إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ قَطَعُوهُ، لَوْ كانَتْ فاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا). [رواه البخاري: ٣٧٣٣]

۱۵۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو لوگوں نے کہا کہ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کون عرض کرے گا؟ آخر کسی کو آپ سے گفتگو کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کا یہی طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی معزز چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے اور (میں تو) اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

فوائد: اس حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ ایسے معاملات میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کو رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کی جرأت نہیں تھی کیونکہ آپ رسول اللہ کے بہت پیارے اور چہیتے تھے۔ (فتح الباری: ۸۸/۷)

١٥٤٣ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ، فَيَقُولُ: (اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا، فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا). [رواه البخاري: ٣٧٣٥]

۱۵۴۳۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھا لیتے اور فرماتے اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی ایک ران پر بٹھاتے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھا کر یوں دعا کرتے "اے اللہ! میں ان پر بہت شفقت کرتا ہوں تو بھی ان

پر رحم فرما" (فتح الباری: ۷/۹۷)

۱۱ - باب: مَنَاقِبُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب ۱۱: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

۱۵٤٤ : عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: (إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ). [رواه البخاري: ۳۷٤۰، ۳۷٤۱]

۱۵۴۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ اچھے نیک بخت آدمی ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بڑا اچھا آدمی ہے اگر رات کو تہجد پڑھتا ہوتا اس کے بعد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۳۹)

۱۲ - باب: مَنَاقِبُ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب ۱۲: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کی خوبیاں

۱۵٤٥ : عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ غُلَامٌ فِي مَسْجِدٍ بِالشَّامِ وكَانَ قَدْ قَالَ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صالِحًا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ - يَعْنِي حُذَيْفَةَ - قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ، أَوْ مِنْكُمْ، الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ، يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي عَمَّارًا، قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ، أَوْ مِنْكُمْ، صَاحِبُ السِّوَاكِ، أَوْ السِّرَارِ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَقْرَأُ: ﴿وَٱلَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ٥ وَٱلنَّهَارِ إِذَا

۱۵۴۵۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام کی مسجد میں ان کے پاس ایک نوجوان آکر بیٹھ گیا۔ اس نے پہلے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے کوئی نیک ہم نشین عطا فرما تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تم کن لوگوں میں سے ہو؟ اس نے کہا میں اہل کوفہ سے ہوں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم میں وہ رازدان نہیں ہیں جو ایسے رازوں سے واقف تھے جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا ہاں پھر انہوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبان پر شیطان کی شر سے نجات دی ہے یعنی عمار رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا ہاں پھر انہوں نے کہا کیا تم میں صاحب السواک یا صاحب السرار یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں ہیں اس نے کہا ہاں موجود

تَجَلَّى﴾. قَالَ: (وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى). قَالَ: مَا زَالَ بِي هٰؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَسْتَنْزِلُونَنِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٧٤٣]

ہیں۔ پھر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی کو کس طرح پڑھتے ہیں؟ اس نے کہا والذکر والانثی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں کے لوگ بھی عجیب ہیں کہ مجھے اس بات سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

فوائد: حضرت خیثمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مدینہ منورہ آیا تو میں نے بھی یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے کوئی اچھا ہم نشین عطا فرما تو میری ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی انہوں نے بھی حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کے متعلق وہی فرمایا جو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ (فتح الباری:۷/۱۱۷)

١٣ - باب: مَنَاقِبُ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۱۳: حضرت ابو عبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٤٦ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنَّ أَمِينَنَا، أَيَّتُهَا الأُمَّةُ، أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ). [رواه البخاري: ٣٧٤٤]

۱۵۴۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اس امت کے امین حضرت ابو عبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد: اگرچہ امانت ودیانت کا وصف دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی موجود تھا لیکن سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بطور خاص اس وصف کے حامل تھے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حیادار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منصف مزاج ہونا بیان ہوا ہے۔ (فتح الباری:۷/۱۱۷)

١٤ - باب: مَنَاقِبُ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب ۱۴: حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

١٥٤٧ : عَنِ البَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ، يَقُولُ: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ). [رواه البخاري: ٣٧٤٩]

۱۵۴۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے شانہ مبارک پر تھے اور آپ فرماتے تھے اے اللہ! میں

اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

فوائد : ایک روایت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ران پر مجھے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھا کر فرماتے اے اللہ! ان پر رحم فرما ان پر رحم فرما میں خود بھی ان پر شفقت کرتا ہوں۔ (فتح الباری:۱۳۰/۷)

۱۵٤٨ : عَنْ أَنسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا. [رواه البخاري: ٣٧٥٢]

۱۵۴۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ اور کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے مشابہ نہ تھا۔

فوائد : بخاری کی ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی اور شخص رسول اللہ ﷺ سے ہم شکل نہ تھا جو اس روایت کے خلاف ہے موافقت یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ حصہ یعنی اوپر والے میں حضرت حسن زیادہ مشابہ تھے اور کچھ حصہ یعنی سینے سے نیچے تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ زیادہ ہم شکل تھے۔ (فتح الباری:۱۳۲/۷)

۱۵٤٩ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ ٱلْمُحْرِمِ يَقْتُلُ ٱلذُّبَابَ؟ فَقَالَ: أَهْلُ ٱلعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ ٱلذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ٱبْنَ ٱبْنَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هُما رَيْحَانَتَايَ مِنَ ٱلدُّنْيَا). [رواه البخاري: ٣٧٥٣]

۱۵۴۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے محرم کی بابت سوال کیا کہ اگر وہ مکھی مار ڈالے تو کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اہل عراق مکھی کے قتل کا مسئلہ پوچھتے ہیں جبکہ انہوں نے نواسہ رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں نواسوں کی بابت فرمایا تھا یہ دونوں دنیا میں میرے خوشبودار پھول ہیں۔

فوائد : ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلاتے اور انہیں پھول کی طرح سونگتے اور اپنے جسم سے چمٹا لیتے۔ (فتح الباری:۱۳۳/۷)

١٥ - باب: ذِكْرُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا

باب ۱۵: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ

۱۵٥٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ: (اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ

۱۵۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے سے لگا کر فرمایا: اے اللہ! اسے حکمت (قرآن و

اَلْحِكْمَةَ). [رواه البخاري: ٣٧٥٦]

حدیث) سکھا۔

١٥٥١ : وَفِي رِوَايَةٍ: (اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ). [رواه البخاري: ٣٧٥٦]

١٥٥١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یوں ہے اے اللہ اسے قرآن کا علم عطا فرما۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے نتیجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کی تفسیر میں یگانہ زمانہ تھے حتی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں ترجمان القرآن کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ (فتح الباری:۷/۱۲۶)

١٦ - باب: مَنَاقِبُ خالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ الله عَنْهُ

باب ١٦: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٥٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَٱبْنَ رَوَاحَةَ وَذَكَرَ باقي الحَدِيثِ وقَدْ تَقَدَّمَ، ثُمَّ قَالَ: فَأَخَذَها - يَعْنِي الرَّايَةَ - سيفٌ مِنْ سُيوفِ ٱللهِ حتَّى فَتَحَ ٱللهُ عَلَيْهِمْ. (راجع: ٦٣٩) [رواه البخاري: ٣٧٥٧]

١٥٥٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید' حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی خبر لوگوں سے بیان فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پھر باقی حدیث (٦٣٩) بیان کی ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور پھر آپ نے فرمایا کہ اب اس جھنڈے کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے لیا ہے تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یوں دعا کی "اے اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد فرما" (فتح الباری:۷/۳۱۵)

١٧ - باب: مَنَاقِبُ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ

باب ١٧: حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم بن معقل رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٥٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (ٱسْتَقْرِئُوا القُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ

١٥٥٣۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے ان کا نام لیا اور

عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ - فَبَدَأَ بِهِ - وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ). [رواه البخاري: ٣٧٥٨]

حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام ہے، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے۔

فوائد: حضرت سالم رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے بہترین قاری تھے اور جو مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے۔ حضرت سالم نے مسجد قباء میں ان کی امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ (فتح الباری: ۷/۱۲۸)

١٨ - باب: فَضْلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

باب ۱۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

١٥٥٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ، ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي كِتَابِ التَّيَمُّمِ (برقم: ٢٢٣). [رواه البخاري: ٣٧٧٣ وانظر حديث رقم: ٣٣٤]

۱۵۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لیا تھا جو گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو تلاش کرنے کے لئے اپنے چند ایک اصحاب رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا جنہیں راستہ میں نماز کا وقت آ گیا (چونکہ پانی نہ تھا) اس لئے انہوں نے وضو کے بغیر نماز پڑھ لی۔ پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے شکایت کی تو اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی اس کے بعد راوی نے باقی حدیث (۲۲۳) ذکر کی جو باب تیمم میں پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ تمہیں جزائے خیر سے نوازے۔ اللہ کی قسم! جب بھی تم پر کوئی مصیبت آئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا اور مسلمانوں کے لئے اس میں خیر و برکت نازل فرمائی۔

١٩ - باب:- مَنَاقِبُ الْأَنْصَارِ

باب ۱۹: انصار کے مناقب

١٥٥٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا

۱۵۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بعاث کا دن وہ تھا کہ اللہ تعالیٰ

قَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ ﷺ، فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَأُهُمْ، وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوا، فَقَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ ﷺ فِي دُخُولِهِمْ فِي الإِسْلَامِ. [رواه البخاري: ٣٧٧٧]

نے رسول اللہ ﷺ کی خاطر اس کو پہلے واقع کر دیا تھا۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو انصار کی جماعت منتشر اور ان کے اشراف مقتول اور زخمی ہو چکے تھے گویا رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اس دن کو اس لئے واقع کر دیا کہ وہ لوگ اب اسلام کو قبول کریں۔

فوائد: بعاث مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے وہاں اوس اور خزرج کے درمیان گھسان کا معرکہ ہوا تھا پہلے خزرج کو فتح ہوئی پھر اوس کے رئیس نے اپنے قبیلے کو مضبوط کیا تو انہیں فتح ہوئی یہ ہجرت سے چار پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ (فتح الباری:۷/۱۳۸)

٢٠ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِنَ الأَنْصَارِ»

باب ۲۰: فرمان نبوی ''اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا''

١٥٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِنَ الأَنْصَارِ). [رواه البخاري: ٣٧٧٩]

۱۵۵۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک شخص ہوتا۔

فوائد: اس سے مراد انصار کی دل جوئی اور اسلام پر ان کی ثابت قدمی کا بیان ہے تاکہ لوگوں کو ان کے احترام ووفاء پر آمادہ کیا جائے حتی کہ آپ نے ان کا ایک فرد ہونا پسند فرمایا۔ (فتح الباری:۷/۱۴۰)

٢١ - باب: حُبُّ الأَنْصَارِ مِنَ الإِيمَانِ

باب ۲۱: انصار سے محبت رکھنا جزو ایمان ہے۔

١٥٥٧ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ). [رواه البخاري: ٣٧٨٣]

۱۵۵۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے وہی محبت رکھے گا جو مومن ہو گا اور ان سے دشمنی وہی رکھے گا جو منافق ہو گا۔ اس بناء پر جو شخص ان سے محبت رکھے گا۔ اس سے اللہ بھی دوستی رکھے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے عداوت رکھے گا۔

فوائد: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض رکھنا منافقت کی علامت ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۸۴)

٢٢ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لِلأَنْصَارِ: «أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ»

باب ۲۲: انصار کے متعلق ارشاد نبوی کہ "تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو"

١٥٥٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُمْثِلًا فَقَالَ: (اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ)، قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [رواه البخاري: ٣٧٨٥]

۱۵۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ (انصاری) عورتوں اور بچوں کو شادی سے واپس آتے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے۔ اللہ گواہ ہے تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔

١٥٥٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فِي رِوَايَةٍ، قَالَ: جَاءَتِ ٱمْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَكَلَّمَهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)، مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ٣٧٨٦]

۱۵۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک انصاری خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی جس کے ہمراہ ایک بچہ تھا تو رسول اللہ ﷺ اس سے باتیں کرنے لگے پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

١٥٦٠ : عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ، وَإِنَّا قَدِ ٱتَّبَعْنَاكَ، فَٱدْعُ ٱللهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا، فَدَعَا بِهِ. [رواه البخاري: ٣٧٨٧]

۱۵۶۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہر نبی کے کچھ اتباع ہوا کرتے ہیں اور ہم نے آپ کی پیروی کی ہے اب جو لوگ ہمارے پیروکار ہیں ان کے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ انہیں بھی ہماری ہی طرح کر دے تو آپ نے ان کے متعلق دعا فرمائی۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر ((باب اتباع الانصار)) قائم کیا ہے۔ انصار کا مطلب یہ تھا کہ جیسا ہمارا درجہ اور مقام ہے اسی طرح ہمارے غلام' حلیف اور تعلق دار لوگوں کو بھی وہی مرتبہ حاصل ہو چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے بایں الفاظ دعا فرمائی۔ اے اللہ ان کے

پیروکار لوگوں کو بھی انہی میں سے بنا دے۔ (بخاری:۳۷۸۸)

۲۳ - باب: فَضْلُ دُورِ الأَنْصَارِ

باب ۲۳: انصار کے گھرانوں کی فضیلت

۱۵۶۱ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ خَيْرَ دُورِ الأَنْصَارِ) فَذَكَرَ الحَدِيثَ، وَقَدْ تَقَدَّمَ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عبادَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ اللهِ، خُيِّرَ دُورُ الأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا، فَقَالَ: (أَوَ لَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الخِيَارِ) (راجع: ۷٥٤). [رواه البخاري: ۳۷۹۱]

۱۵۶۱۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا انصار میں سے بہترین گھرانہ ... (بنو نجار ہیں پھر بنو عبد الاشہل پھر بنی حارث پھر خزرج پھر بنی ساعدہ اور یوں تو انصار کے تمام گھرانوں میں بھلائی ہے) پھر وہ پوری حدیث (۷۵۴) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔ پھر راوی نے کہا کہ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! انصار کے گھرانوں کی فضیلت تو بیان کر دی گئی تو ہم سب سے آخر میں کر دیئے گئے آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات کافی نہیں کہ تم اچھے لوگوں میں ہو گئے ہو۔

فوائد: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنو ساعدہ سے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو سب سے آخر میں بیان کیا تھا۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس کے سردار تھے اسی لئے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ (فتح الباری:۷/۱۴۵)

۲٤ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لِلأَنْصَارِ: «اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الحَوْضِ»

باب ۲۴: انصار کے متعلق ارشاد نبوی: ”صبر کرنا تاوقتیکہ حوض کوثر پر مجھ سے تمہاری ملاقات ہو

۱۵٦۲ : عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ قَالَ: (سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الحَوْضِ). [رواه

۱۵۶۲۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے عامل کیوں نہیں بناتے جیسا کہ آپ نے فلاں شخص کو عامل بنا دیا ہے تو آپ نے فرمایا عنقریب تم میرے بعد حق تلفی دیکھو گے لہٰذا صبر کرنا تاآنکہ حوض کوثر پر مجھ سے تمہاری ملاقات

البخاري: ٣٧٩٢]

ہو۔

فوائد: چنانچہ انصار جن کی نصرت اور تائید سے اسلام کی ترقی ہوئی تھی انہیں نظر انداز کر کے غیر مستحق اور نالائق لوگوں کو عہدوں اور مناصب پر فائز کیا گیا اس طرح رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ (فتح الباری: ۷/۱۴۷)

١٥٦٣ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فِي رِوَايَةٍ: (وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ). [رواه البخاري: ٣٧٩٣]

۱۵۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: تم سے حوض کوثر پر ملنے کا وعدہ ہے۔

٢٥ - باب: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

باب ۲۵: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوں“

١٥٦٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: ما مَعَنَا إِلَّا المَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هٰذَا)، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَنَا، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: ما عِنْدَنَا إِلاَّ قُوتُ صِبْيَانِي، فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ، فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (ضَحِكَ ٱللهُ اللَّيْلَةَ، أَوْ

۱۵۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے اپنی بیویوں کے پاس آدمی بھیجا (کہ کھانے کے لئے کچھ لائے) انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس تو پانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس کو اپنے ساتھ لے جائے؟ یا فرمایا کہ اس کی ضیافت کرے؟ ایک انصاری نے عرض کیا میں اس کی مہمانی کروں گا۔ چنانچہ وہ شخص اسے اپنے ساتھ لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خوب خاطر مدارات کرو وہ کہنے لگی۔ ہمارے پاس تو اپنے بچوں کے کھانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ انصاری نے کہا تم کھانا تیار کر کے چراغ جلا دینا اور بچے جب کھانا مانگیں تو انہیں بہلا کر سلا دینا چنانچہ اس نے کھانا تیار کر کے چراغ روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر اس طرح اٹھی جیسے چراغ درست کر رہی ہو لیکن

عَجِبَ، مِنْ فَعَالِكُمَا). فَأَنْزَلَ ٱللّٰهُ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾. [رواه البخاري: ٣٧٩٨]

اس کو گل کر دیا ان دونوں نے مہمان کو یہ باور کرایا جیسے میاں بیوی دونوں کھانا کھا رہے ہیں حالانکہ وہ بھوکے سوئے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ نے فرمایا کہ آج رات تم دونوں کے کام پر اللہ تعالیٰ ہنسا (یا فرمایا) تعجب کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود تنگی میں ہوں اور جنہیں نفس کی لالچ سے بچا لیا گیا وہی کامیاب ہیں۔"

فوائد: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے صفت ضحک اور تعجب کا اثبات ہے اور یہ صفات بایں طور پر ثابت ہیں جیسا کہ اس کی شان کے شایان ہو اس کی کوئی تاویل نہ کی جائے۔

٢٦ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ: «اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ»

باب ۲۶: انصار کے متعلق ارشاد نبوی: "ان کے خوب کار کی قدر کرو اور خطا کار سے درگزر کرو"

١٥٦٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمْ وَهُمْ يَبْكُونَ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ، قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، فَحَمِدَ ٱللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أُوصِيكُمْ

۱۵۶۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گزر انصار کی مجالس میں سے کسی ایسی مجلس پر ہوا کہ وہ رو رہے تھے۔ انہوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو انصار کہنے لگے ہم کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھنا یاد آیا ہے (آپ بیمار تھے) یہ سن کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ اپنے سر پر چادر کا حاشیہ باندھے ہوئے تھے۔ پھر آپ منبر پر چڑھے بس یہ آخری دفعہ منبر پر چڑھنا تھا اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا لوگو! میں تمہیں انصار

بِالأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضَوا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ). [رواه البخاري: ٣٧٩٩]

کی بابت وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ میری جان و جگر ہیں۔ انہوں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے البتہ ان کا حق باقی رہ گیا ہے لہٰذا تم ان کے نیکو کار کی نیکی قبول کرو اور ان کے خطا کار سے در گزر کرو۔

١٥٦٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ، حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ، وَتَقِلُّ الأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ). [رواه البخاري: ٣٨٠٠]

١٥٦٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں کندھوں پر ایک چادر لپیٹ کر باہر تشریف لائے۔ آپ کے سر پر ایک چکنے کپڑے کی پٹی باندھی ہوئی تھی حتی کہ منبر پر فروکش ہوئے۔ اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! اور قومیں تو بڑھتی جائیں گی مگر انصار کم ہوتے جائیں گے۔ اتنے کم رہ جائیں گے جیسے کھانے میں نمک لہٰذا تم میں سے اگر کسی کو ایسی حکومت ملے جو کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہو تو وہ انصار کے اچھے آدمی کی قدر کرے اور برے کے قصور سے در گزر کرے۔

فوائد: بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ اخذ کیا ہے کہ انصار کو کبھی حکومت نہیں ملے گی لیکن یہ موقف واضح نہیں ہے۔ نیز اس سے مراد وہ انصار ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاں جگہ دے کر دین اسلام کی مدد کی واقعی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ انصار دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ (فتح الباری:۷/۱۵۳)

٢٧ - باب: مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۲۷: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٦٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ). [رواه

١٥٦٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو

البخاري: ٣٨٠٣]

عرش الٰہی جھوم گیا تھا۔

فوائد: یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس وقت بیان کی جب انہیں کسی نے حضرت براء بن عازب کے متعلق بیان کیا کہ وہ عرش سے مراد ان کی چارپائی لیتے ہیں جس پر ان کی لاش پڑی تھی اس روایت سے وضاحت ہوگئی کہ اس سے عرش الٰہی ہی مراد ہے۔ (بخاری:۳۸۰۳)

٢٨ - باب: مَنَاقِبُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۲۸: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٦٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُبَيٍّ: (إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾). قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: (نَعَمْ). فَبَكَى. [رواه البخاري: ٣٨٠٩]

۱۵۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سورۃ ((لم یکن الذین کفروا)) تجھے پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا تھا؟ آپ نے فرمایا ہاں تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

فوائد: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رو پڑے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی جماعت میں ان کا نام لیا ہے یا اللہ سے ڈرتے ہوئے گریہ طاری ہوا کہ اتنی بڑی نعمت کا کیونکر شکریہ ادا کروں گا۔ (فتح الباری:۷/۱۵۹)

٢٩ - باب: مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۲۹: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٦٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ: أُبَيٌّ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو زَيْدٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ. فَقِيلَ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُومَتِي. [رواه البخاري: ٣٨١٠]

۱۵۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جن چار آدمیوں نے قرآن یاد کیا تھا وہ سب انصاری تھے۔ حضرت ابی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو زید اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ ابو زید کون تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا تھے۔

فوائد: یہ حدیث ایک گذشتہ حدیث (۱۵۵۳) کے خلاف نہیں جس میں ذکر ہے کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھو وہاں ابو زید اور زید بن ثابت کے بجائے حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت سالم کا

ذکر ہے کیونکہ اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ قبیلہ انصار کے متعلق بیان کر رہے ہیں۔ (فتح الباری: ۷/۱۶۰)

٣٠ - باب: مَنَاقِبُ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۳۰: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٧٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ الْقِدِّ، يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: (انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ). فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ يُصِبْكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ، وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيآنِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ، إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا. [رواه البخاري: ٣٨١١]

۱۵۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب احد کے دن مسلمان رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ چمڑے کی ایک ڈھال لے کر رسول اللہ ﷺ کے آگے آڑ بنے ہوئے تھے اور وہ بڑے تیر انداز اور اچھے کمان کش تھے۔ اس دن دو تین کمانیں توڑ چکے تھے جب کوئی شخص تیروں سے بھرا ہوا ترکش لے کر ادھر آ نکلتا تو آپ اس سے فرماتے کہ یہ سب تیر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ڈال دو۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر اٹھا کر کافروں کی طرف دیکھنے لگے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا نبی اللہ ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ اپنا سر مت اٹھائیں مبادا آپ کو کافروں کا تیر لگ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے موجود ہے اور میں نے اس جنگ میں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ یہ دونوں اپنے دامن اٹھائے ہوئے تھیں اور میں ان دونوں کے پازیب دیکھ رہا تھا۔ یہ دونوں پانی کی مشکیں بھر کر اپنی پیٹھ پر لاتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں ڈال کر پھر لوٹ جاتیں اور انہیں بھر کر پھر آتی تھیں اور ان کو پیاسوں کے منہ میں ڈال دیتیں اور اس دن حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گری تھی۔

فوائد: چونکہ یہ جنگ اور سخت پریشانی کا وقت تھا ایسے حالات میں اگر عورت کی پنڈلیاں کھل جائیں

تو چنداں حرج کی بات نہیں نیز اس وقت ابھی حجاب کے احکام بھی نازل نہیں ہوئے تھے۔

٣١ - باب: مَنَاقِبُ عَبْدِاللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۳۱: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٧١ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، إِلَّا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ. قَالَ: وَفِيهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِۦ﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ٣٨١٢]

۱۵۷۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی ایسے شخص کی بابت جو زمین پر رہتا ہو یہ کہتے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔ سوائے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور یہ آیت انہی کے حق میں نازل ہوئی۔ "اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اسی طرح کی گواہی بھی دی ہے۔"

فوائد: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے علاوہ بے شمار لوگوں کو دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی جن میں عشرہ مبشرہ ہیں ان میں راوی حدیث حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں لیکن حضرت سعد نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب عشرہ مبشرہ میں سے کوئی بھی زندہ نہ تھا اور اپنا نام ذکر نہیں کیا کیونکہ اپنی تعریف خود اپنے منہ سے موزوں نہیں ہوتی۔ (فتح الباری:۷/۱۲۶)

١٥٧٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ - ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا - وَسْطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، أَسْفَلُهُ فِي الأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِي: ٱرْقَهْ، قُلْتُ: لَا أَسْتَطِيعُ، فَأَتَانِي مِنْصَفٌ، فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي، فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيلَ لِي: ٱسْتَمْسِكْ، فَٱسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا

۱۵۷۲۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا جو میں نے آپ سے بیان کیا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں انہوں نے اس کی کشادگی اور شادابی بیان کی۔ پھر کہا کہ اس کے درمیان میں ایک لوہے کا ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں دوسرا آسمان میں ہے۔ اوپر کی طرف ایک کنڈا لگا ہوا ہے خواب میں مجھ سے کہا گیا کہ تم اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا مجھ سے نہیں چڑھا جاتا۔ پھر میرے پاس ایک خادم آیا۔ اس نے پیچھے کی طرف سے میرے کپڑے اٹھا دیئے آخر میں اوپر چڑھ گیا اور اس کی چوٹی پر پہنچ کر میں نے کنڈے کو

لفي يَدِي، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الإِسْلَامِ، وَذٰلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقىٰ، فَأَنْتَ عَلَى الإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ). [رواه البخاري: ٣٨١٣]

تھام لیا مجھ سے کہا گیا کہ اسے مضبوطی سے پکڑے رہنا جب میں بیدار ہوا تو یہ کنڈا تھامے ہوئے تھا میں نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے یوں تعبیر فرمائی کہ وہ باغ تو دین اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور کنڈا عروۃ وثقی ہے اور تم اپنی موت تک اسلام پر قائم رہو گے۔

فوائد: اسی روایت کے شروع میں ہے کہ لوگ حضرت عبد اللہ بن سلام کو جنتی کہتے تھے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ تم مرتے دم تک اسلام پر قائم رہو گے۔ (بخاری:۳۸۱۳)

٣٢ - باب: تَزْوِيجُ النَّبِيِّ ﷺ خَدِيجَةَ وَفَضْلُهَا رَضِيَ الله تَعَالَى عَنْهَا

باب ۳۲: رسول اللہ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور ان کی فضیلت کا بیان

١٥٧٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ما غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ ما غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، وَما رَأَيْتُهَا، وَلٰكِنْ كانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ، ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ، فَيَقُولُ: (إِنَّهَا كانَتْ، وَكانَتْ، وَكانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ). [رواه البخاري: ٣٨١٨]

۱۵۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا تک نہیں۔ مگر وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ اس کا ذکر بہت کیا کرتے تھے اور جب کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کی ٹکڑے کاٹ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلوں کو بھیجتے تھے۔ جب کبھی میں آپ سے کہتی کہ گویا دنیا میں کوئی عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا تھی ہی نہیں تو آپ فرماتے وہ ایسی ہی تھیں اور میری اولاد انہی کے بطن سے ہوئی۔

فوائد: حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ، عبد اللہ اور قاسم رضی اللہ عنہم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے جبکہ ابراہیم رضی اللہ عنہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے۔ (فتح الباری:۷/۱۷۰)

١٥٧٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هٰذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ

۱۵۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا

أَتَتْ، مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلاَمَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لاَ صَخَبَ فِيهِ وَلاَ نَصَبَ. [رواه البخاري: ٣٨٢٠]

رسول اللہ ﷺ! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس سالن یا کھانے کا ایک برتن لا رہی ہیں۔ جب وہ لے کر آئیں تو انہیں ان کے پروردگار اور میری طرف سے سلام کہنا اور انہیں جنت میں موتی کے ایک محل کی بشارت دینا۔ جس میں نہ تو شور ہو گا نہ ہی کوئی تکلیف ہو گی۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بایں الفاظ جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی والے ہیں البتہ حضرت جبرئیل اور یا رسول اللہ ﷺ آپ پر بھی سلامتی ہو" (فتح الباری: ۷/۱۷۲)

١٥٧٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، أُخْتُ خَدِيجَةَ، عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ، فَقَالَ: (اللّٰهُمَّ هَالَةَ). قَالَتْ: فَغِرْتُ، فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ، حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ، هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ خَيْرًا مِنْهَا. [رواه البخاري: ٣٨٢١]

١٥٧٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ رسول اللہ ﷺ سے (اندر آنے کی) اجازت مانگی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آ گیا۔ آپ اچانک تھرتھرانے لگے اور فرمایا اے اللہ! یہ تو ہالہ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے رشک آیا اور میں نے عرض کیا آپ قریش کی ایک بوڑھی کو یاد کرتے ہیں جس کے (دانت گر کر) صرف سرخ سرخ مسوڑھے رہ گئے تھے۔ عرصہ دراز سے وہ بھی مر چکی ہے اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی عنایت فرما دی ہے۔

فوائد: مسند امام احمد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر خفا ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اللہ کی قسم! آئندہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بھلائی کے ساتھ کروں گی۔ (فتح الباری: ۷/۱۷۳)

٣٣ - باب: ذِكْرُ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ

باب ٣٣: ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر

١٥٧٦ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا كَانَ عَلَى

١٥٧٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا آئیں اور عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ! ایک وقت دنیا میں

ظَهْرِ الأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، ثُمَّ ما أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، وباقي الحديث قَدْ تَقَدَّمَ. (برقم: ١٠٤١) [رواه البخاري: ٣٨٢٥ وانظر حديث رقم: ٢٤٦٠]

کسی خاندان کی ذلت مجھے آپ کے خاندان کی ذلت سے زیادہ پسند نہ تھی لیکن اب روئے زمین پر کسی خاندان کی عزت مجھے آپ کے خاندان کی عزت سے زیادہ محبوب نہیں۔ آپ نے فرمایا واقعی قسم اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!..... باقی حدیث (پہلے گزر چکی ہے۔)

فوائد: جس میں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی کنجوسی اور معروف طریقہ کے مطابق اس کے مال سے بلا اجازت خرچ کرنے کا ذکر ہے۔ (بخاری:۳۸۲۵)

٣٤ - باب: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ الله عَنْهُ

باب ۳۵: زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا قصہ

١٥٧٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحَ، قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ، فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سُفْرَةٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ: إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلا آكُلُ إِلَّا ما ذُكِرَ ٱسْمُ ٱللهِ عَلَيْهِ، وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كانَ يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ، وَيَقُولُ: الشَّاةُ خَلَقَهَا ٱللهُ، وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ، وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الأَرْضِ، ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ ٱسْمِ ٱللهِ، إِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ. [رواه البخاري: ٣٨٢٦]

۱۵۷۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے بلدح کے دامن میں ملے ابھی آپ پر نزول وحی کا آغاز نہ ہوا تھا۔ وہاں جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے اسے تناول فرمانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید رضی اللہ عنہ نے بھی کہا کہ میں وہ چیز نہیں کھاتا جو تم اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ میں تو صرف وہی چیز کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو نیز زید بن عمرو قریش کے ذبیحہ پر اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا اسی نے اس کے لئے آسمان سے پانی اور اپنی زمین میں گھاس پیدا فرمائی۔ پھر تم اسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو ان مشرکین کے کام پر انکار کرتے تھے اور انہیں بڑا گناہ خیال کرتے تھے۔

فوائد: طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعید بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ

ﷺ سے زید بن عمرو بن نفیل کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر فوت ہوا اس لئے اللہ نے رحم کرتے ہوئے اسے معاف کر دیا۔ (فتح الباری: ۷/۱۷۷)

٣٥ - باب: أَيَّام الجاهِلِيَّة

باب ۳۵: زمانہ جاہلیت کا بیان

١٥٧٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَلاَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلاَ يَحْلِفْ إِلَّا بِٱللهِ)، فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا، فَقَالَ: (لاَ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ). [رواه البخاري: ٣٨٣٦]

۱۵۷۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص قسم اٹھانا چاہے وہ اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہ اٹھائے۔ جبکہ قریش اپنے باپ دادا کی قسم اٹھایا کرتے تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ تم اپنے باپ دادا کی قسم نہ اٹھایا کرو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے آپ کی نبوت تک کا وقت دور جاہلیت کہلاتا ہے کیونکہ اس میں لوگ بکثرت جہالت کا شکار تھے اللہ کے علاوہ اپنے باپ دادا کے نام کی قسم اٹھانا بھی دور جاہلیت کی یاد ہے اس لئے منع فرمایا۔ (فتح الباری: ۷/۱۸۴)

١٥٧٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ، كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ ما خَلاَ ٱللهَ بَاطِلُ، وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ). [رواه البخاري: ٣٨٤١]

۱۵۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید شاعر کی کہی بات ہے۔ آگاہ رہو کہ جو اللہ کے ماسوا ہے وہ فنا ہو جائے گا۔ اور (جاہلیت کا شاعر) امیہ بن ابی صلت جو مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

٣٦ - باب: مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۳۶: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا بیان

١٥٨٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ ٱبْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ سَنَةً، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ، ثُمَّ تُوُفِّيَ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٨٥١]

۱۵۸۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی۔ پھر آپ تیرہ سال تک مکہ میں رہے اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور آپ وہاں دس برس رہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

فوائد: آپ کا سلسلہ نسب محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن

کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں پندرہ برس قیام کیا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ نبوت کے بعد تیرہ سال تک مکہ میں ٹھہرے اس طرح آپ کی کل عمر تریسٹھ برس ہے۔ (فتح الباری: ۷/۲۰۲)

٣٧ - باب: مَا لَقِيَ النَّبِيُّ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ

باب ۳۷: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جو تکلیفیں اٹھائیں ان کا بیان

١٥٨١ : عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَدْ سُئِلَ عَنْ أَشَدِّ ما صَنَعَهُ الْمُشْرِكونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ قالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي في حِجْرِ الكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ في عُنُقِهِ، فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ، وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ﴾ . الآيَةَ. [رواه البخاري: ٣٨٥٦]

۱۵۸۱۔ حضرت ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ بتلاؤ سب سے زیادہ سخت اذیت کونسی تھی جو مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روا رکھی؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈال کر بہت زور سے آپ کا گلا گھونٹا۔ اس دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سامنے سے آکر اس کے دونوں شانے پکڑ لئے اور اسے پیچھے دھکیل کر رسول اللہ ﷺ سے ہٹا دیا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔"

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ بے ہوش ہو گئے تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم ایسے شخص کو مارتے ہوئے جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ (فتح الباری: ۷/۲۰۳)

٣٨ - باب: ذِكْرُ الْجِنِّ

باب ۳۸: جنات کا بیان

١٥٨٢ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وقد سُئِل: مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ آذَنَتْ بِهِمْ

۱۵۸۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جنوں کی اطلاع کس نے دی تھی کہ انہوں نے آج رات قرآن سنا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ایک درخت نے

شَجَرَةٌ. [رواه البخاري: ٣٨٥٩]

آپ کو ان کی اطلاع دی تھی۔

١٥٨٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِدَاوَةً لِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ، قَدْ تَقَدَّم. (برقم: ١٢٤) [رواه البخاري: ٣٨٦٠ وانظر حديث رقم: ١٥٥]

۱۵۸۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آپ کے وضو اور استنجا کے لئے ایک پانی کا لوٹا اٹھا کر جا رہے تھے۔ باقی حدیث (۱۲۴) گزر چکی ہے۔

١٥٨٤ : وزادَ في هٰذِهِ الرِّوايَةِ قَوْلَهُ: (إِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِينَ، وَنِعْمَ الْجِنُّ، فَسَأَلُونِي الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللهَ لَهُمْ أَنْ لاَ يَمُرُّوا بِعَظْمٍ، وَلاَ رَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا). [رواه البخاري: ٣٨٦٠]

۱۵۸۴۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی کچھ اضافہ کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس شہر نصیبین کے جن آئے اور وہ کیسے اچھے جن تھے۔ انہوں نے مجھ سے زاد راہ کی خواہش کی تو میں نے ان کے لئے اللہ سے یہ دعا کی کہ جس ہڈی یا گوبر پر سے ان کا گزر ہو تو اس پر وہ کھانا پائیں گے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے پاس جن کئی بار حاضر ہوئے ایک بار بطن نخلہ میں جہاں آپ قرآن پڑھ رہے تھے دوسری بار حجون میں تیسری بار بقیع میں چوتھی بار مدینہ منورہ کے باہر اس میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے پانچویں مرتبہ ایک سفر میں جس میں بلال بن حارث رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ (فتح الباری: ۴/۳۶۷)

٣٩ - باب: هِجْرَةُ الحَبَشَةِ

باب ۳۹: ہجرت حبشہ کا بیان

١٥٨٥ : عَنْ أُمِّ خالِدٍ بِنْتِ خالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالَتْ: قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الحَبَشَةِ وَأَنا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ خَمِيصَةً لَهَا أَعْلاَمٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ الأَعْلاَمَ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: (سَنَاهْ سَنَاهْ). يَعْنِي حَسَنٌ حَسَنٌ. [رواه البخاري: ٣٨٧٤]

۱۵۸۵۔ حضرت ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب میں حبشہ سے مدینہ آئی تو اس وقت میں ایک کمسن بچی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک منقش چادر اوڑھنے کے لئے عنائت فرمائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس کے بیل بوٹوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے یہ کیسے اچھے ہیں یہ کیسے اچھے ہیں۔

فوائد: حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت ہوئی پہلی دفعہ نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں بارہ مرد اور چار عورتیں روانہ ہوئیں' ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ دوسری دفعہ تین سو اسی آدمی اور اٹھارہ عورتوں نے ہجرت کی۔ (فتح

الباری:۳۶۸/۴)

۴۰ - باب: قِصَّةُ أَبِي طَالِبٍ

باب ۴۰: قصہ ابو طالب کا بیان۔

۱۵۸۶ : عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: ما أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: (هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلاَ أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ۳۸۸۳]

۱۵۸۶۔ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع پہنچایا جو آپ کی حمایت کیا کرتا تھا اور آپ کی خاطر غصے ہوا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ ٹخنوں تک آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ آگ کی تہہ میں بالکل نیچے ہوتا۔

۱۵۸۷ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ، فَقَالَ: (لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ، يَغْلِي مِنْهُ دِماغُهُ). [رواه البخاري: ۳۸۸۵]

۱۵۸۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا امید ہے کہ قیامت کے دن ان کو میری سفارش کچھ فائدہ دے گی کہ اسے کم گہری آگ میں رکھا جائے گا جس میں ان کے ٹخنے ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ مگر اس سے بھی اس کا دماغ ابلنے لگے گا۔

فوائد: ابو طالب نے مرتے وقت آخری الفاظ یوں کہے تھے کہ عبد المطلب کے دین پر مرتا ہوں اور حضرت علی نے رسول اللہ ﷺ کو بایں الفاظ خبر دی کہ آپ کا چچا جو گمراہ تھا وہ مرگیا ہے تو آپ نے فرمایا اسے دفن کر دو۔ (فتح الباری:۲۳۴/۷)

۴۱ - باب: حَدِيثُ الإِسْرَاءِ

باب ۴۱: اسراء یعنی بیت المقدس تک جانے کا بیان

۱۵۸۸ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ، قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلاَ اللهُ لِي بَيْتَ

۱۵۸۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے معراج کی بابت میری تکذیب کی تو میں حطیم میں کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت

الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ). [رواه البخاري: ٣٨٨٦]

المقدس کو میرے سامنے کر دیا چنانچہ میں ان لوگوں کو اس کی نشانیاں بتانے لگا اور اس وقت میں اسے دیکھ رہا تھا۔

فوائد: بیہقی میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کفار قریش کے سامنے واقعہ معراج بیان کیا تو انہوں نے انکار کر دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی آپ کی تصدیق کر دی اس دن سے آپ کا لقب صدیق ہو گیا۔ (فتح الباری:۷/۲۳۹)

٤٢ - باب: الْمِعْرَاجُ

باب ۴۲: قصہ معراج کا بیان

١٥٨٩ : عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَبِيَّ ٱللهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ: (بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ، وَرُبَّمَا قَالَ فِي ٱلْحِجْرِ، مُضْطَجِعًا، إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ - قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ - ما بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ - قَالَ الراوي: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ - فَٱسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ، ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ ٱلْحِمَارِ أَبْيَضَ - قَالَ الرَّاوِي رحمه ٱلله تعالى: هُوَ الْبُرَاقُ - يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَٱنْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ ٱلدُّنْيَا فَٱسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ

۱۵۸۹۔ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے اس شب کا حال بیان کیا جس میں آپ کو معراج ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا ایسا ہوا کہ میں حطیم یا حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے یہاں تک چاک کر دیا راوی کہتا ہے حلقوم سے زیر ناف تک۔ پھر اس نے میرا دل نکالا اس کے بعد سونے کا ایک طشت لایا گیا۔ جو ایمان سے بھرا ہوا تھا میرا دل دھویا گیا اور پھر اسے ایمان سے بھر کر اپنی جگہ رکھ دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ براق تھا جو اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا تو میں اس پر سوار ہوا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے آسمان دنیا پر پہنچ کر انہوں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد ﷺ پوچھا گیا کیا یہ بلائے گئے ہیں؟ کہا ہاں۔ پھر جواب ملا مرحبا ان کی آمد خوش آئند

فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا آدَمُ، فَقَالَ: هٰذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيىٰ وَعِيسَى، وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ، قَالَ: هٰذَا يَحْيىٰ وَعِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ، قَالَ: هٰذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ

اور مبارک ہو۔ پھر وہ دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں گیا تو حضرت آدم علیہ السلام ملے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیتے فرمایا اچھے بیٹے خوش آمدید! اس کے بعد حضرت جرائیل علیہ السلام مجھے اوپر لے کر چڑھے تاآنکہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ جواب دیا جرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پوچھا گیا انہیں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید اور جس سفر پر تشریف لائے ہیں وہ مبارک اور خوش گوار ہو اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملے جو دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یحیی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ چنانچہ میں نے سلام کیا اور ان دونوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے میرا استقبال کیا اور فرمایا مرحبا اے بھائی اور نبی محترم خوش آمدید! پھر حضرت جرائیل علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید! جس سفر پر وہ تشریف لائے ہیں وہ خوشگوار اور مبارک ہو۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو حضرت

مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِدْرِيسُ، قَالَ: هٰذَا إِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي، حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ، قَالَ: هٰذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسَى، قَالَ: هٰذَا مُوسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكَىٰ، قِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ

یوسف علیہ السلام ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجیے میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے نیک طینت بھائی اور نبی محترم خوش آمدید۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے کر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا ہے کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد ﷺ پوچھا انہیں دعوت دی گئی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ کہا گیا خوش آمدید! اور جس سفر پر آئے ہیں وہ مبارک اور خوشگوار ہو۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجیے میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا اے برادر گرامی اور نبی محترم خوش آمدید۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر پانچویں آسمان پر چڑھے دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد ﷺ پوچھا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں کہا گیا انہیں خوش آمدید! اور جس سفر پر آئے ہی وہ خوش گوار اور مبارک ہو جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ہارون علیہ السلام ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجیے میں نے ان کو سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا اے معزز بھائی اور

الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: هٰذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، قَالَ: هٰذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ، ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ، فَإِذَا هو يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ: هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِي أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَ أُمِرْتَ؟

نبی محترم خوش آمدید!۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چھٹے آسمان پر چڑھے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید! سفر مبارک ہو جب میں وہاں پہنچا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے بھی سلام کا جواب دے کر کہا اخی المکرم اور نبی محترم خوش آمدید۔ پھر میں جب آگے بڑھا تو وہ رونے لگے۔ پوچھا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ ایک نو عمر جسے میرے بعد رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اس کی امت جنت میں میری امت سے زیادہ تعداد میں داخل ہوگی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر لے کر چڑھے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں کہا گیا انہیں خوش آمدید اور جس سفر پر تشریف لائے ہیں وہ خوشگوار اور مبارک ہو۔ پھر میں وہاں پہنچا تو حضرت ابراھیم علیہ السلام ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ حضرت ابراھیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے لہٰذا میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا اے نبی اور بیٹے خوش آمدید۔ پھر مجھے

قَالَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلٰكِنْ أَرْضَى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَانِي مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي).

سدرۃ المنتہی تک بلند کیا گیا تو دیکھا کہ اس کے پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح بڑے ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے اور وہاں چار نہریں تھیں جن میں دو تو بند اور دو کھلی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بند نہریں تو جنت کی ہیں اور جو کھلی ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور میرے سامنے لایا گیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر میرے سامنے ایک پیالہ شراب کا' ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شہد کا لایا گیا تو میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فطرت اسلام ہے۔ جس پر آپ اور آپ کی امت قائم ہے۔ پھر مجھ پر شب و روز کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں واپس لوٹا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر میرا گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا مجھے دن رات میں پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ہر دن پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکتی اللہ کی قسم! میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور میں بنی اسرائیل کے ساتھ بھرپور کوشش کر چکا ہوں لہٰذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کریں چنانچہ میں لوٹ کر گیا اور اللہ نے مجھے دس نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو

وقَدْ تَقَدَّمَ حديثُ الإسْراء عَنْ أَنَسٍ فِي أَوَّلِ كِتابِ الصَّلاة وَفِي كُلٍّ واحِدٍ مِنْهما ما لَيْسَ في الآخَرِ. (راجع: ٢٢٨) [رواه البخاري: ٣٨٨٧ وانظر حديث رقم: ٣٤٩]

انہوں نے پھر ویسا ہی کہا۔ میں پھر گیا اور اللہ نے مجھے دس نمازیں اور معاف کر دیں میں پھر موسی علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا چنانچہ میں لوٹ کر گیا تو مجھے دس نمازیں اور معاف ہوئیں۔ پھر میں موسی علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا چنانچہ میں لوٹ کر گیا تو مجھے ہر دن میں دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹا تو موسی علیہ السلام نے پھر ویسا ہی کہا میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر میں موسی علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا ہر دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے انہوں نے کہا آپ کی امت ہر دن میں پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکتی۔ میں تم سے پہلے لوگوں کا خوب تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل پر بہت زور ڈال چکا ہوں۔ تم ایسا کرو پھر اپنے پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کرو میں نے جواب دیا میں اپنے رب سے کئی دفعہ درخواست کر چکا ہوں اور اب مجھے شرم آتی ہے لہٰذا میں راضی ہوں اور اس کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جب میں آگے بڑھا تو ایک منادی نے (خود پروردگار نے) آواز دی کہ میں نے حکم جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کر دی حدیث معراج (۲۲۸) شروع کتاب الصلوٰۃ میں بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ گزر چکی ہے لیکن ایک روایت میں بعض ایسی باتیں ہیں جو دوسری روایت میں نہیں ملتیں اس

لئے یہاں درج کی ہے۔

فوائد: علماء سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات جسم اور روح دونوں کے ساتھ بحالت بیداری ہوا۔ (فتح الباری:۷/۱۳۷)

١٥٩٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿وَمَا جَعَلْنَا ٱلرُّءْيَا ٱلَّتِيٓ أَرَيْنَٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾. قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ، أُرِيهَا رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ المَقْدِسِ، قَالَ: ﴿وَٱلشَّجَرَةَ ٱلْمَلْعُونَةَ فِي ٱلْقُرْءَانِ﴾. قَالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ.
[رواه البخاري: ٣٨٨٨]

١٥٩٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ ارشاد الٰہی: "اور وہ خواب جو ہم نے آپ کو دکھایا صرف لوگوں کی آزمائش کے لئے تھا" اس سے مراد خواب نہیں بلکہ یہ آنکھ کی رؤیت تھی جو رسول اللہ ﷺ کو اسی رات دکھائی گئی تھی جس رات آپ کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں الشجرۃ الملعونہ سے مراد تھوہر کا درخت ہے۔

فوائد: مشرکین مکہ کے لئے یہ بات بھی باعث فتنہ تھی کہ "زقوم" کا درخت آگ میں پروان چڑھے گا حالانکہ آگ درخت کو بھسم کر دیتی ہے یہ زقوم اہل جہنم کا طعام ہو گا جو پیٹ میں گرم پانی کی طرح کھولے گا۔ (فتح الباری:۸/۲۵۱)

٤٣ - باب: تَزْوِيجُ النَّبِيِّ ﷺ عَائِشَةَ وَقُدُومِهَا الْمَدِينَةَ وبِنَائِهِ بِهَا

باب ۴۳: رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ سے نکاح کرنا پھر مدینہ تشریف لانے کے بعد ان کی رخصتی کا بیان

١٥٩١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا المَدِينَةَ، فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الحَارِثِ بْنِ الخَزْرَجِ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ، وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا،

١٥٩١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو میں چھ برس کی تھی۔ پھر ہم مدینہ آئے اور بنی حارث کے محلہ میں اترے تو مجھے بخار آنے لگا۔ جس نے میرے بال گرا دیئے۔ پھر جب میرے کندھوں تک بال ہو گئے تو میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا میرے پاس آئیں۔ میں اپنی ہم عمر سہیلیوں سے جھولا جھول رہی تھی میری والدہ نے مجھے آواز

لَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ. [رواه البخاري: ٣٨٩٤]

دی تو میں ان کے پاس چلی آئی اور مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کیوں بلا رہی ہیں؟ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے گھر کے دروازہ پر کھڑا کر دیا اس وقت میرا سانس پھول رہا تھا یہاں تک کہ جب میرا سانس درست ہوا تو اس نے کچھ پانی میرے منہ اور سر پر ڈالا پھر اسے صاف کر کے گھر کے اندر لے گئی۔ گھر میں چند انصاری خواتین موجود تھیں۔ انہوں نے کہا مبارک ہو مبارک ہو تمہارا نصیب اچھا ہے۔ پھر میری ماں نے مجھے ان کے حوالے کر دیا انہوں نے میرا بناؤ سنگار کیا پھر اچانک رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت تشریف لائے تو میں خوف زدہ ہو گئی انہوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا۔ اس وقت میری عمر نو برس تھی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقد نکاح چھ برس کی عمر میں ہوا اور نو سال کی عمر میں شادی ہوئی جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ (فتح الباری:۲۲۶/۷)

١٥٩٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: (أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيُقَالُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُ عَنْهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ). [رواه البخاري: ٣٨٩٥]

۱۵۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے دو بار خواب میں دیکھا کہ تم ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے میں ہو اور ایک شخص مجھ سے کہتا ہے کہ یہ آپ کی اہلیہ ہیں۔ میں نے اس کپڑے کو کھولا تو دیکھا کہ تم ہو پھر میں نے کہا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ عقد نکاح سے پہلے اپنی منگیتر کو ایک نظر دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ اس کے متعلق صریح احادیث بھی وارد ہیں۔ (فتح الباری:۹۹/۹)

٤٤ - باب: هِجْرَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُم إِلَى المَدِينَةِ

باب ۴۴: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا

١٥٩٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُما يَدِينَانِ ٱلدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ طَرَفَي النَّهَارِ، بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ٱبْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الحَبَشَةِ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ٱبْنُ الدَّغِنَةِ، وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي، فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي، قَالَ ٱبْنُ ٱلدَّغِنَةِ: فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَأَنَا لَكَ جَارٌ، ٱرْجِعْ وَٱعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ، فَرَجَعَ وَٱرْتَحَلَ مَعَهُ ٱبْنُ ٱلدَّغِنَةِ، فَطَافَ ٱبْنُ ٱلدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الْكَلَّ، وَيَقْرِي الضَّيْفَ، وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ

۱۵۹۳۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہوش میں اپنے والدین کو دین حق کی پیروی کرتے ہوئے ہی دیکھا ہے اور ہم پر کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرتا تھا کہ صبح و شام دونوں وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ آتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو سخت اذیت دی جانے لگی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے ملک حبش جانے لگے۔ جب مقام برک الغماد پہنچے تو انہیں ابن دغنہ ملا جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ زمین کی سیر و سیاحت اور اپنے پروردگار کی عبادت کروں۔ ابن دغنہ کہنے لگا کہ تمہارے جیسا شخص نہ تو نکلنے پر مجبور ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نکال سکتا ہے کیونکہ تم تو جو چیز لوگوں کے پاس نہیں ہوتی وہ انہیں مہیا کرتے ہو اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو' ناداروں کی کفالت کرتے ہو' مہمان نوازی کرتے ہو اور راہ حق میں کسی کو مصیبت آئے تو تم اس کی مدد کرتے ہو لہٰذا تمہارا حامی میں ہوں تم مکہ لوٹ چلو اور اپنے شہر میں رہ کر اپنے پروردگار کی عبادت کرو چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ابن دغنہ کے ساتھ مکہ لوٹ آئے۔ پھر ابن دغنہ رات کے وقت قریش کے سرداروں سے ملا اور ان سے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا

بِجِوَارِ ٱبْنِ ٱلدَّغِنَةِ، وَقالُوا لابْنِ ٱلدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ ما شَاءَ، وَلاَ يُؤْذِينَا بِذٰلِكَ وَلاَ يَسْتَعْلِنْ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَقَالَ ذٰلِكَ ٱبْنُ ٱلدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، وَلاَ يَسْتَعْلِنُ بِصَلاَتِهِ وَلاَ يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ، ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ، فَٱبْتَنَىٰ مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ، وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً، لاَ يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ، وَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى ٱبْنِ ٱلدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ، عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ، فَٱبْتَنَىٰ مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، فَأَعْلَنَ بِالصَّلاَةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ، وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَٱنْهَهُ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذٰلِكَ، فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ، وَلَسْنَا

شخص نہ تو نکلنے پر مجبور ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی نکال سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو لوگوں کو وہ چیزیں مہیا کرتا ہے جو ان کے پاس نہیں ہوتیں رشتہ داروں سے اچھا سلوک اور بے کسوں کی کفالت کرتا ہے اور جب کبھی کسی کو حق کے راستہ میں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی مدد کرتا ہے نیز مہمان نواز ہے۔ غرض قریش نے ابن دغنہ کی پناہ مسترد نہ کی اور اس سے کہا کہ تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سمجھا دو وہ گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کریں اور وہیں نماز یا جو چاہیں ادا کریں۔ علانیہ یہ کام کر کے ہمارے لئے اذیت کا باعث نہ بنیں کیونکہ علانیہ کرنے سے ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں کے بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ ابن دغنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام پہنچایا اور اسی شرط پر مکہ میں رہ گئے وہ اپنے گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کرتے نماز علانیہ نہ ادا کرتے اور نہ ہی اپنے گھر کے سوا کہیں اور تلاوت کرتے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی وہاں نماز ادا کرتے اور قرآن پاک کی تلاوت فرماتے پھر ایسا ہوا کہ مشرکین عورتیں اور بچے بکثرت ان کے پاس جمع ہو جاتے۔ سب کے سب تعجب کرتے اور آپ کی طرف متوجہ رہتے چونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑی گریہ زاری کرنے والے شخص تھے۔

جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا یہ حال دیکھ کر سرداران

مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الاسْتِعْلاَنَ، قالَتْ عائِشَةُ: فَأَتَى ٱبْنُ ٱلدَّغِنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذٰلِكَ، وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي، فَإِنِّي لاَ أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ، وَأَرْضَى بِجِوَارِ ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُسْلِمِينَ: (إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لاَبَتَيْنِ)، - وَهُمَا الحَرَّتَانِ - فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ المَدِينَةِ، وَرَجَعَ عامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الحَبَشَةِ إِلَى المَدِينَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ المَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي)، فَقالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَلْ تَرْجُو ذٰلِكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي؟ قالَ: (نَعَمْ). فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ - وَهُوَ الخَبَطُ - أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

قالَتْ عائِشَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: فَبَيْنَما نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي نَحْرِ

قریش گھبرا گئے بالآخر انہوں نے ابن دغنہ کو بلا بھیجا اس کے آنے پر انہوں نے شکایت کی کہ ہم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تمہاری وجہ سے اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کریں۔ مگر انہوں نے اس سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی ہے۔ جس میں علانیہ نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے بگڑ نہ جائیں تم انہیں منع کرو اگر وہ یہ منظور کر لیں کہ اپنے گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کریں گے تو امان برقرار بصورت دیگر اگر نہ مانیں اور اس پر ضد کریں کہ علانیہ عبادت کریں گے تو تم اپنی پناہ اس سے واپس مانگ لو کیونکہ ہم لوگ تمہاری پناہ توڑنا پسند نہیں کرتے اور ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی علانیہ عبادت کو کسی صورت میں برقرار نہیں رکھ سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ابن دغنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تم سے کس بات پر معاہدہ کیا تھا لہٰذا تم اس پر قائم رہو یا پھر میری امان مجھے واپس کر دو کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ یہ خبر سنیں کہ جس کو میں نے امان دی تھی اسے پامال کر دیا گیا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیری امان واپس کرتا ہوں اور میں صرف اللہ کی امان پر خوش ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے وہاں کھجوروں

الظَّهِيرَةِ، قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ: هٰذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَقَنِّعًا، فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللهِ ما جاءَ بِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: (أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ)، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ، بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ)، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الصُّحْبَةَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (نَعَمْ). قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخُذْ - بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ - إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (بِالثَّمَنِ)، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُما أَحَثَّ الْجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا، فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ، فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ، قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ، فَكَمَنَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، يَبِيتُ عِنْدَهُما عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ، ثَقِفٌ لَقِنٌ، فَيُدْلِجُ مِنْ

کے درخت ہیں اور اس کے دونوں طرف پتھریلے میدان ہیں یعنی سیاہ پتھر ہیں لہٰذا یہ سن کر جس نے ہجرت کی تو مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور اکثر لوگ جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ بھی مدینہ لوٹ آئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ کی تیاری کی تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جاؤ کیونکہ امید ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائے گی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے روک لیا اور اپنی دونوں اونٹنیوں کو چار ماہ تک کیکر کے درخت کے پتے کھلاتے رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دن ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دوپہر کے وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں کسی نے کہا دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر چادر اوڑھے تشریف لا رہے ہیں اور آپ پہلے کبھی اس وقت ہمارے پاس نہ آتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ان پر میرے ماں باپ قربان ہوں وہ اس وقت کسی خاص ضرورت سے ہی آئے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ کو اجازت دی گئی پھر آپ نے اندر آکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے لوگوں سے کہو ذرا باہر چلے جائیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہاں تو آپ

عِنْدِهِما بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبائِتٍ، فَلاَ يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعاهُ، حَتَّى يَأْتِيَهُما بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلاَمُ، وَيَرْعى عَلَيْهِما عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ، فَيُرِيحُها عَلَيْهِما حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ، فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ، وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا، حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلاَثِ، وَٱسْتَأْجَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي ٱلدِّيلِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ، هَادِيًا خِرِّيتًا، وَٱلْخِرِّيتُ المَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ، قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلاَثٍ، وَٱنْطَلَقَ مَعَهُمَا عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، وَٱلدَّلِيلُ، فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ.

قالَ سُرَاقَةُ بْنُ مالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، الْمُدْلِجِيُّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: جاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ، دِيَةَ كُلِّ

ہی کے گھر والے ہیں آپ نے فرمایا مجھے تو ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے بھی ساتھ لیجئے گا آپ نے فرمایا ہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تو پھر میری ان دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیں آپ نے فرمایا اچھا مگر قیمتاً لوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر ہم نے جلدی سے دونوں کا سامان سفر تیار کیا اور دونوں کے لئے چمڑے کی ایک تھیلی میں کھانا وغیرہ رکھ دیا اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اپنی پیٹی (ازار بند) کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اس سے تھیلے کا منہ بند کیا اس وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین رکھا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں جا کر چھپے اور تین دن تک وہاں چھپے رہے حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بھی رات کو ان کے پاس رہتے وہ ایک ذہین اور زیرک نوجوان تھے۔ وہ رات کے پچھلے حصہ میں واپس چلے آتے صبح قریش کے ساتھ مکہ میں اس طرح گھل مل جاتے جیسے رات کو وہیں رہے ہیں۔ پھر وہ پھر جتنی باتیں انہیں نقصان پہنچانے کی سنتے انہیں یاد رکھتے رات کی تاریکی آتے ہی یہ باتیں ان دونوں کو پہنچا دیتے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ بھی ان کے آس پاس اس طرح بکریاں چراتا کہ جب کچھ رات گزر جاتی تو وہ بکریوں کو ان کے پاس لے جاتا وہ رات کو تازہ اور

وَاحِدٍ مِنْهُمَا، لِمَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ، فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ، أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ، وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا، انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا، ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ، فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ، فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِي، فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ، فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ، حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا، فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي، حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي، فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا: أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي، وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ، تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ، سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي

گرم گرم دودھ پی کر رات بسر کرتے۔ پھر صبح کو اندھیرے ہی میں ان بکریوں کو ہانک لے جاتا تھا چنانچہ وہ ان تین راتوں میں ہر شب ایسا ہی کرتا رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی دیل کے ایک شخص کو مزدور مقرر فرمایا یہ بنی عبد بن عدی میں سے تھا۔ جو بڑا واقف کار راہبر تھا وہ عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور کفار قریش کی دین پر تھا۔ پھر ان دونوں نے اس کو امین بنا کر اپنی سواریاں دے دیں اور اس سے تین دن بعد یعنی تیسرے دن کی صبح کو غار ثور پر دونوں سواریوں کو لانے کا عہد لے لیا۔ چنانچہ وہ حسب وعدہ تیسری رات کی صبح کو اونٹنیاں لے کر حاضر ہوا دونوں صاحب عامر بن فہیرہ اور راستہ بتانے والے شخص کو لے کر روانہ ہوئے اور اس راہبر نے ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا۔ حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ادھر ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے جو رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس امر کا اعلان کر رہے تھے کہ جو شخص انہیں قتل کر دے یا گرفتار کر کے لائے تو ہر ایک کے بدلے ایک سو اونٹ اس کو دیئے جائیں گے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میں بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں انہی میں سے ایک شخص آکر ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا اور ہم بیٹھے تھے اس نے کہا اے سراقہ! بے شک میں نے ابھی چند لوگوں کو ساحل سمندر پر دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ محمد ﷺ اور اس کے اصحاب ہیں سراقہ کہتے ہیں

الأَرْضِ، حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ، فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا، فَلَمَّا ٱسْتَوَتْ قَائِمَةً، إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِالأَزْلَامِ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَنَادَيْتُهُمْ بِالأَمَانِ فَوَقَفُوا، فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الحَبْسِ عَنْهُمْ، أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ، وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالمَتَاعَ، فَلَمْ يَرْزَآنِي وَلَمْ يَسْأَلَانِي، إِلَّا أَنْ قَالَ: (أَخْفِ عَنَّا). فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ، فَأَمَرَ عَامِرَ ابْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ.

فَلَقِيَ الزُّبَيْرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي رَكْبٍ مِنَ المُسْلِمِينَ، كَانُوا تُجَّارًا قَافِلِينَ مِنَ الشَّأْمِ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ، وَسَمِعَ المُسْلِمُونَ بِالمَدِينَةِ بِمَخْرَجِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ، فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الحَرَّةِ، فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ،

میں سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو یہ وہی ہیں۔
مگر میں نے ایسے ہی اس سے کہا: وہ نہ ہوں گے۔ بلکہ تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہو گا جو ابھی ہمارے سامنے سے گئے ہیں۔ اس کے بعد میں تھوڑی دیر تک اس مجلس میں ٹھہرا رہا پھر کھڑا ہوا۔ اپنے گھر جا کر خادمہ سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا لے کر باہر جائے اور اس کو ٹیلہ کے پیچھے لے کر کھڑی رہے۔ پھر میں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور مکان کی پچھلی جانب سے نکلا۔ نیزے کی نوک زمین سے لگا کر اس کا اوپر کا حصہ جھکا دیا اس طرح میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ پھر اسے ہوا کی طرح سرپٹ دوڑایا تاکہ مجھے جلدی پہنچائے لیکن جب میں ان کے قریب ہو گیا تو میرے گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ میں گھوڑے سے گر پڑا۔ پھر میں نے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس میں سے تیر نکال کر فال لی کہ میں ان لوگوں کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں؟ تو وہ بات نکلی جو مجھے ناگوار تھی۔ مگر میں پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کی بات نہ مانی چنانچہ میرا گھوڑا مجھے لے کر پھر قریب پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پڑھنے کی آواز سنی اور آپ ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ادھر ادھر بہت دیکھ رہے تھے اتنے میں میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور خود میں اس کے اوپر سے گر پڑا۔ میں نے گھوڑے کو ڈانٹا تو بہت مشکل سے اس کے پاؤں نکلے۔ مگر جب وہ سیدھا ہوا تو

فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ، فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ، أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ، لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ، فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ، هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ، فَثَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السِّلَاحِ، فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ، فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ، حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَذٰلِكَ يَوْمَ الاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ، وَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَامِتًا، فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ - مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ - يُحَيِّي أَبَا بَكْرٍ، حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ، فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ، فَلَبِثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، وَأَسَّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ حَتَّى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ،

اس کے اگلے دونوں پاؤں سے دھوئیں کی طرح غبار نمودار ہوا جو آسمان تک پھیل گیا میں نے پھر تیروں سے فال لی تو پھر وہی نکلا جس کو میں برا جانتا تھا آخر میں نے انہیں امان کے ساتھ آواز دی تو وہ کھڑے ہو گئے۔ پھر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا اور جب مجھے ان تک پہنچنے میں رکاوٹیں پیش آئیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ضرور بول بالا ہو گا چنانچہ میں نے آپ کو بتایا کہ آپ کی قوم نے آپ کے متعلق سو اونٹ مقرر کر رکھے ہیں اور پھر میں نے آپ سے وہ سب باتیں بیان کر دیں جو وہ لوگ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے تھے بعد ازاں میں نے انہیں زاد راہ اور کچھ سامان پیش کیا لیکن انہوں نے نہ تو میرے مال میں کمی کی اور نہ کچھ مانگا البتہ یہ ضرور کہا کہ ہمارا حال پوشیدہ رکھنا میں نے ان سے درخواست کی کہ میرے لئے ایک تحریر امن لکھ دیں تو آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا جس نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سند لکھ دی اور پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ پھر راستے میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سوداگر مسلمانوں کی جماعت سے ہوئی جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت شام سے آ رہی تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے ادھر اہل مدینہ کو آپ کے تشریف لانے کی خبر پہنچی تو وہ لوگ مقام حرۃ تک ہر روز صبح تک آپ کے استقبال کے لئے آتے اور آپ کا انتظار کرتے پھر دوپہر کی گرمی انہیں واپس

وَهُوَ يُصَلِّي فِيهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ، لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ: (هٰذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ الْمَنْزِلُ)، ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالَا: بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا، ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا، وَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِي بُنْيَانِهِ وَيَقُولُ، وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ: (هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالُ خَيْبَرْ، هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ. وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَهْ، فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ). [رواه البخاري: ٣٩٠٥، ٣٩٠٦]

جانے پر مجبور کر دیتی چنانچہ حسب معمول ایک روز بہت انتظار کے بعد واپس آ گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھے تھے کہ ایک یہودی اپنی کسی چیز کی تلاش میں مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو سفید لباس میں دیکھا۔ جتنا آپ نزدیک ہو رہے تھے اتنا ہی دور سے سراب کم ہوتا جاتا تب اس یہودی سے نہ رہا گیا اور وہ فوراً باآواز بلند پکار اٹھا اے جماعت عرب! یہ ہے تمہارا مقصود جس کا تم شدت سے انتظار کر رہے تھے یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیار لے کر آپ کے استقبال کو دوڑے۔ چنانچہ مقام حرہ میں ان سے ملاقات کی۔ انہیں ساتھ لئے دائیں جانب مڑے اور بنی عمرو بن عوف کے ہاں اترے یہ واقعہ ماہ ربیع الاول سوموار کے دن کا ہے۔

الغرض حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں سے ملنے لگے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے یہاں تک کہ وہ انصاری جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا تھا تو وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہی سلام کرتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کو دھوپ آ گئی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ پر اپنی چادر کا سایہ کیا۔ تب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہنچانا چنانچہ آپ قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں تقریباً دس راتیں قیام پذیر رہے اور آپ نے وہیں اس مسجد کی بنیاد ڈالی جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اس کے بعد آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھ گئے تو اور لوگ آپ کے ساتھ

چل رہے تھے' تو وہ مدینہ میں مسجد الرسول ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ اس وقت کچھ مسلمان وہاں نماز پڑھتے تھے۔ یہ زمین دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی تھی اور وہاں کھجوریں خشک کرتے تھے۔ یہ دونوں بچے اسعد بن زرارۃ کے زیر تربیت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاں اونٹنی بیٹھ گئی اس کے متعلق فرمایا ان شاء اللہ ہمارا یہی مقام ہو گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں بچوں کو بلوایا اور کھجوروں کے خشک کرنے کی جگہ کا ان سے بھاؤ کیا تاکہ اسے مسجد بنا سکیں۔ ان دونوں نے کہا ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم یہ زمین آپ کو ہبہ کر دیتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہبہ لینا قبول نہ فرمایا بلکہ قیمت دے کر ان سے خرید لی اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے اور فرماتے۔

یہ بوجھ اٹھانا کوئی خیبر کا بوجھ اٹھانا نہیں ہے بلکہ یہ تو باعث ثواب اور پاکیزہ کام ہے اے رب ہمارے قبول فرما اور یہ بھی فرماتے تھے اے اللہ اجر تو آخرت کا ہی اجر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ بیعت عقبہ کے تقریباً ۳ ماہ بعد ربیع الاول کے شروع میں بروز جمعرات ہجرت کے لئے مدینہ منورہ روانہ ہوئے ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار قبا پہنچے چند دن یہاں قیام فرمایا پھر جمعہ کے دن مدینہ منورہ متوجہ ہوئے راستہ میں قبیلہ سالم بن عوف کے ہاں جمعہ ادا کیا۔ (فتح الباری:۳۹۸/۳)

۱۵۹٤ : عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا: أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ:

۱۵۹۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (بوقت ہجرت) وہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے حاملہ تھیں انہوں نے فرمایا کہ میں اس وقت (مکہ سے)

فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ، فَوَلَدْتُهُ بِهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ. [رواه البخاري: ٣٩٠٩]

نکلی جب وضع حمل کا وقت قریب آپہنچا تھا۔ پھر مدینہ آئی اور قبا میں قیام کیا تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وہیں پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی۔ پھر میں نے اسے آپ کی گود میں رکھ دیا تو آپ نے ایک کھجور منگوائی اسے چبا کر اس میں اپنا لعاب ملایا اور نو مولود کے منہ میں ڈال دیا۔ اس طرح سب سے پہلے جو چیز اس کے شکم میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب دھن تھا۔ پھر آپ نے اس کے منہ میں کھجور ڈالنے کے بعد اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ یہ (مہاجرین کا) زمانہ اسلام میں پہلا بچہ تھا جو پیدا ہوا۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مہاجرین کے پہلے نومولود تھے اور انصار کے پہلے نومولود مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ تھے ہجرت حبشہ کے بعد پہلے نومولود عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ تھے جو وہیں پیدا ہوئے تھے۔ (فتح الباری:۲۹۲/۷)

١٥٩٥ : عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا، قَالَ (اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ، اثْنَانِ اللهُ ثَالِثُهُمَا). [رواه البخاري: ٣٩٢٢]

۱۵۹۵۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں غار ثور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جب میں نے اپنا سر اٹھایا تو کچھ لوگوں کے پاؤں دیکھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ان میں سے کسی نے بھی اپنی نگاہ نیچے کی تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! خاموش رہو ہم دو آدمی ایسے ہیں جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی اس تسلی کو قرآن کریم نے بایں الفاظ بیان کیا ہے: "آپ فکر مند نہ ہوں یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں" اور جسے اللہ کی معیت حاصل ہو اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟

٤٥ - باب: مَقْدَمُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ

باب ۴۵: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ میں تشریف لانا

١٥٩٦ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۱۵۹۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ، فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ، فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، حَتَّى جَعَلَ الإِمَاءُ يَقُلْنَ، قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَمَا قَدِمَ حَتَّى قَرَأْتُ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾. فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ. [رواه البخاري: ٣٩٢٥]

انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے تھے۔ وہ دونوں لوگوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔ پھر حضرت بلال' حضرت سعد اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بیس صحابہ کرام کو ساتھ لئے ہوئے مدینہ پہنچے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی۔ میں نے اہل مدینہ کو کسی بات سے اتنا خوش نہیں دیکھا تھا جتنا رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے وہ خوش ہوئے۔ لونڈیاں تک کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جب آپ کا قدوم میمون ہوا تو میں سبح اسم ربک الاعلی اور مفصل کی کئی سورتیں پڑھ چکا تھا۔

فوائد: مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے تو قبیلہ نجار کی بچیاں خوشی سے یہ اشعار پڑھ رہی تھیں: ''ہم قبیلہ نجار کی لڑکیاں ہیں زہے قسمت ہمیں محمد ﷺ کا پڑوس نصیب ہوا ہے'' (فتح الباری:۷/۳۰۷)

٤٦ - باب: إِقَامَةُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

باب ۴۶: مہاجر کا اداء اعمال حج کے بعد مکہ میں ٹھہرنا

١٥٩٧ : عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ). [رواه البخاري: ٣٩٣٣]

۱۵۹۷۔ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجر کو طواف وداع کے بعد تین دن تک مکہ میں رہنے کی اجازت ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر کسی مقام پر تین دن تک پڑاؤ کرتا ہے تو اس پر احکام سفر جاری رہیں گے اقامت کے احکام تین دن کے زائد پڑاؤ پر ہوں گے۔ (فتح الباری:۷/۳۱۲)

٤٧ - باب: إِتْيَانُ الْيَهُودِ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ

١٥٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لآمَنَ بِيَ الْيَهُودُ).

[رواه البخاري: ٣٩٤١]

باب ۴۷: رسول اللہ ﷺ کی مدینہ تشریف لانے پر یہودیوں کا آپ کے پاس آنا

۱۵۹۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر دس یہودی بھی مجھ پر ایمان لے آتے تو سب یہودی مسلمان ہو جاتے۔

فوائد: مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے اور ان میں دس آدمی بڑا اثر ورسوخ رکھتے تھے بنو نضیر میں ابویا سر بن اخطب' اس کا بھائی حی بن اخطب' کعب بن اشرف' رافع بن ابی الحقیق' بنو قینقاع میں عبد اللہ بن حنیف' فخاص' رفاعہ بن زید اور بنو قریظہ میں زبیر بن باطیا' کعب بن اسد اور شمویل بن زید اگر یہ سردار مسلمان ہو جاتے تو مدینہ کے تمام یہودی جو انکے پیروکار تھے وہ بھی مسلمان ہو جاتے لیکن ان میں سے کسی کو اسلام نصیب نہ ہوا۔ (فتح الباری:۷/۳۲۲)

كتاب المغازي
غزوات کے بیان میں

١ - باب: غَزْوَةُ الْعُشَيْرَةِ

باب ا: غزوہ عشیرہ

١٥٩٩ : عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قِيلَ لَهُ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ؟ قَالَ: تِسْعَ عَشْرَةَ، قِيلَ: كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ، قِيلَ: فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ؟ قَالَ: الْعُشَيْرُ أَوِ الْعُسَيْرَةُ. [رواه البخاري: ٣٩٤٩]

۱۵۹۹۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے کتنی لڑائیاں لڑی ہیں؟ انہوں نے کہا انیس۔ پھر ان سے پوچھا گیا ان میں سے کتنے غزوات میں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے کہا سترہ میں پھر ان سے پوچھا گیا سب سے پہلے غزوہ کون سا تھا۔ انہوں نے کہا عسیرہ یا عشیرہ۔

فوائد: غزوہ اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت کی ہو۔ صحیح روایات کے مطابق غزوات کی تعداد اکیس ہے عین ممکن ہے کہ ابواء اور بواط میں عدم شرکت کی وجہ سے انہیں بیان نہیں کیا کیونکہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس وقت چھوٹی عمر کے تھے۔ (فتح الباری:۷/۳۲۸)

٢ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ "جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے ﴿...... شدید العقاب﴾ تک

١٦٠٠ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۱۶۰۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ میں ایسی بات دیکھی اگر وہ بات مجھے

مَشْهَدًا، لأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: لاَ نَقُولُ كما قالَ قَوْمُ مُوسى: (اذهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا)، وَلكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ. [رواه البخاري: ٣٩٥٢]

حاصل ہوتی تو کسی نیکی کو اس کے برابر نہ سمجھتا۔ (سب سے زیادہ وہ مجھ کو پسند ہوتی) ہوا یہ کہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ لوگوں کو مشرکین سے لڑنے کی ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا بس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا کہ تو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم ایسا نہیں کہیں گے بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے لڑیں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک روشن ہوگیا تھا اور آپ ان پاکیزہ جذبات سے بہت خوش ہوئے تھے۔

فوائد: ہوا یوں کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن قافلہ لوٹنے کے لئے لوگوں کو ہمراہ لے کر مدینہ سے نکلے تھے۔ وادی صفراء میں پہنچ کر پتہ چلا کہ قافلہ بچ کر نکل گیا ہے اور دیگر مشرکین لڑائی کے لئے تیار ہیں آپ کو خیال آیا کہ شاید میرے صحابہ لڑائی کے لئے تیار نہ ہوں کیونکہ وہ لڑائی کے ارادہ سے نہیں نکلے تھے۔ ایسے حالات میں مقداد رضی اللہ عنہ نے اپنے پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا۔ (فتح الباری: ۷/۳۳۵)

٣ - باب: عِدَّةُ أَصْحَابِ بَدْرٍ

باب ۳: شرکاء بدر کی تعداد

١٦٠١ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا: عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ، الَّذِينَ جَازُوا مَعَهُ النَّهَرَ، بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلاثَمِائَةٍ.

قَالَ الْبَرَاءُ: لاَ وَاللهِ ما جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلاَّ مُؤْمِنٌ. [رواه البخاري: ٣٩٥٧]

۱۶۰۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب کی تعداد جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے حضرت طالوت کے ان ساتھیوں کے برابر تھی جو نہر سے پار ہو گئے تھے اور وہ تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! طالوت کے ساتھ اہل ایمان کے علاوہ کوئی دوسرا نہر سے پار نہیں ہوا تھا۔

فوائد: غزوہ بدر میں مہاجرین ساٹھ سے زیادہ تھے اور انصار کی تعداد دو سو چالیس سے متجاوز تھی اور ان کے مقابلہ میں کفار کی تعداد ان سے کہیں زیادہ ہر قسم کے اسلحہ سے لیس لیکن مسلمان بے سرو

سامان اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ (فتح الباری: ۳۴۰/۷)

٤ - باب: قَتْلُ أَبِي جَهْلٍ

باب ۴: ابو جہل کے قتل کا بیان۔

١٦٠٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ يَنْظُرُ ما صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ؟). فَانْطَلَقَ ٱبْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ٱبْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ، قَالَ: أَأَنْتَ أَبُو جَهْلٍ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجلٍ قَتَلْتُمُوهُ، أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ. [رواه البخاري: ٣٩٦٢]

۱۶۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو دیکھے کہ ابو جہل کا کیا حال ہوا؟ یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گئے دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اس کو اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا ہو رہا تھا یعنی قریب المرگ تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو ابو جہل ہے؟ پھر آپ نے اس کی داڑھی پکڑ لی اس نے فخریہ کہا بھلا مجھ سے بڑھ کر کون شخص ہے جس کو تم نے قتل کیا یا یوں کہنے لگا اس شخص سے بڑھ کر کون ہے جس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو؟

فوائد: مستدرک حاکم کی روایت میں ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں ابو جہل کے پاس گیا تو وہ آخری سانس لے رہا تھا میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا اور کہا اے اللہ کے دشمن! اللہ نے تجھے رسوا کر کے رکھ دیا ہے پھر میں نے اس کا سر قلم کیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ (فتح الباری: ۳۴۴/۷)

١٦٠٣ : عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ نَبِيَّ ٱللهِ ﷺ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ، فَقُذِفُوا في طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبِثٍ، وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا، ثُمَّ مَشَى وَتَبِعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا: ما نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ

۱۶۰۳۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن چوبیس قریشی سرداروں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک کنویں میں پھینک دینے کا حکم دیا اور آپ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ کسی قوم پر فتح حاصل کرتے تو اس میدان میں تین دن تک قیام فرماتے پھر فتح بدر کے تیسرے دن ہی آپ نے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا آپ کی اونٹنی پر کجاوہ کس دیا گیا۔ پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا کہ

حاجَتِهِ، حَتَّى قامَ عَلى شَفَةِ الرَّكِيِّ، فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ: (يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ، وَيَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ، أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ ٱللهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا ما وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، فَهَلْ وَجَدْتُمْ ما وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا)، قالَ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ما تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، ما أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ٣٩٧٦]

ہمیں اندازہ ہو چکا تھا کہ آپ کسی نئے کام کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں تا آنکہ آپ کنویں کے کنارے پر جا کر ٹھہر گئے اور مقتولین کفار کو نام بنام مع ان کی ولدیت اس طرح پکارنے لگے اے فلاں بن فلاں کیا تم کو یہ آسان نہ تھا کہ تم اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہم سے تو جس ثواب و اجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پالیا۔ تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ کیا تھا۔ تم نے بھی وہ پالیا ہے یا نہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ایسی لاشوں سے گفتگو کرتے ہیں جن میں روح نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے میں جو باتیں کر رہا ہوں تم ان کو مردوں سے زیادہ نہیں سنتے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں راوی حدیث حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقتولین کو ڈانٹ پلانے' ذلیل کرنے' انتقام لینے' آہیں بھرنے اور شرمندہ کرنے کے لئے زندہ کر دیا تھا۔

٥ - باب: شُهُودُ المَلَائِكَةِ بَدْرًا

باب ۵: فرشتوں کا جنگ بدر میں حاضر ہونا

١٦٠٤ : عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، قالَ: جاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ما تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قالَ: (مِنْ أَفْضَلِ المُسْلِمِينَ)، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قالَ: وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ المَلَائِكَةِ. [رواه البخاري: ٣٩٩٢]

۱۶۰۴۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جنگ بدر میں حاضر تھے انہوں نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر پوچھا کہ آپ اہل بدر کو کیسا جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں یا اس کی مانند کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو غزوہ بدر میں حاضر ہوئے وہ بھی

دیگر فرشتوں سے افضل ہیں۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مسلمان کسی کافر کو مارنے کے لئے دوڑ رہا تھا اتنے میں اس پر کوڑا لگنے کی آواز آئی اور کافر گرتے ہی مرگیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی تھی۔ (فتح الباری:۳۶۳/۷)

١٦٠٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ : (هٰذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ، عَلَيْهِ أَدَاةُ الحَرْبِ). [رواه البخاري: ٣٩٩٥]

۱۶۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور لڑائی کے ہتھیار لگائے ہوئے ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سرخ گھوڑے پر سوار تھے جس کی پیشانی کے بال گندھے ہوئے تھے اور زرہ پہنے گرد و غبار سے اٹے ہوئے تھے۔ (فتح الباری:۳۶۴/۷)

٦ - باب

باب ۶:

١٦٠٦ : عَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقِيتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لاَ يُرَى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ، وَهُوَ يُكْنىٰ أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ، فَقَالَ: أَنا أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ، فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ، قَالَ: لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ، ثُمَّ تَمَطَّأْتُ، فَكَانَ الجَهْدُ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ ٱنْثَنىٰ طَرَفَاهَا، فَسَأَلَهُ إِيَّاهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَخَذَهَا، ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ، فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ أَخَذَهَا، ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ

۱۶۰۶۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن عاص سے مقابل ہوا جو ہتھیاروں سے اس طرح لیس تھا کہ اس کی آنکھوں کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہ دیتا تھا اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ اس نے کہا میں ابو ذات الکرش یعنی بہادری کا باپ ہوں میں نے اس پر نیزے سے وار کیا اس کی آنکھوں پر ایسا نشانہ لگایا کہ وہ مرگیا۔ پھر میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھا اور انگڑائی لینے والے کی طرح نیزہ نکالنے کے لئے دراز ہوا بڑی مشکل سے اپنا نیزہ نکالا اس کے دونوں کنارے ٹیڑھے ہو چکے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ نیزہ مانگا تو انہوں نے آپ کو دے دیا جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ نیزہ لے لیا۔ پھر حضرت زبیر سے وہی نیزہ حضرت ابو بکر

وَقَعَتْ عِندَ آلِ عَلِيٍّ، فَطَلَبَهَا عَبْدُ ٱللهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ، فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى قُتِلَ. [رواه البخاري: ٣٩٩٨]

نے مانگا تو انہوں نے ان کو دے دیا اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو وہی نیزہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مانگا تو انہوں نے ان کو بھی دے دیا۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ نیزہ لے لیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مانگا تو انہیں بھی دے دیا پھر جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو وہ نیزہ آل علی رضی اللہ عنہ کی پاس رہا آخر کار اس نیزہ کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لے لیا اور وہ ان کے پاس ان کی شہادت تک رہا۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد ان کا سازوسامان عبد الملک بن مروان کے پاس پہنچا دیا گیا تھا شاید یہ تاریخی نیزہ اسی سامان کے ہمراہ وہاں پہنچا دیا گیا ہو۔

١٦٠٧ : عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ، [فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي] وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ، يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا تَقُولِي هٰكَذَا، وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ). [رواه البخاري: ٤٠٠١]

۱۶۰۷۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس صبح کو تشریف لائے جو میری شب زفاف کے بعد تھی اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے جس طرح تو میرے پاس بیٹھا ہے اور کچھ بچیاں اس وقت دف بجا رہی تھیں اور میرے ان بزرگوں کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں جو بدر میں مقتول ہو گئے تھے ان میں سے ایک بچی (گاتے گاتے) یہ کہنے لگی

ہم میں ہے ایک نبی جو جانتا ہے کل کی بات۔

اس وقت آپ نے فرمایا اس طرح نہ کہو بلکہ وہی کہو جو تم پہلے کہہ رہی تھیں۔

فوائد: اس حدیث سے خوشی کے موقع پر گانے کا جواز ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ گانے والی معروف گلو کارہ نہ ہوں بلکہ چھوٹی بچیاں ہوں اور ایسے اشعار پڑھے جائیں جن میں بہادری اور شجاعت کا ذکر ہو اس کے علاوہ خلاف شریعت مضامین پر بھی مشتمل نہ ہوں۔

١٦٠٨ : عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ

۱۶۰۸۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک تھے

اَللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: (لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلاَ صُورَةٌ).

[رواه البخاري: ٤٠٠٢]

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا کسی (جاندار) کی تصویر ہو۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت فرمائی ہے کہ تصویر سے مراد کسی جاندار کی صورت گری ہے کیونکہ اس سے خالق ومصور کائنات سے مشابہت ہوتی ہے۔

١٦٠٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لاَ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا

١٦٠٩۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے مرنے سے بیوہ ہوئیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور بدر میں بھی شریک تھے اور مدینہ میں فوت ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا اور کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو اپنی دختر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تم سے کر دوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس پر غور کروں گا۔ پھر میں کئی راتیں ٹھہرا رہا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ ان دنوں (دوسرا) نکاح نہ کروں۔ پھر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا اگر تم چاہو تو میں اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تم سے کر دوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا مجھے ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ غصہ آیا۔ مگر میں چند راتیں ہی ٹھہرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا جس پر میں نے فورا ان کا نکاح آپ سے کر دیا۔ پھر مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے کہا شاید تم مجھ سے

عَرَضْتَ، إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا. [رواه البخاري: ٤٠٠٥]

ناراض ہو گئے ہو کیونکہ تم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور میں نے کچھ جواب نہ دیا تھا۔ میں نے کہا ہاں مجھے رنج تو ہوا تھا انہوں نے فرمایا کہ دراصل بات یہ تھی کہ مجھے تمہاری پیش کش قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہ تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا راز فاش کرنا مجھے منظور نہ تھا۔ ہاں اگر رسول اللہ ﷺ اپنا ارادہ ترک کر دیتے تو میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ضرور قبول کر لیتا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق زیادہ خفگی اس لئے ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے اس معاملہ پر غور و فکر کرنے کی مہلت مانگی پھر معذرت کر دی جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سرے سے کوئی جواب ہی نہ دیا اس کے علاوہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تعلق خاطر بھی زیادہ تھا اس لئے ناراضگی بھی زیادہ ہوئی۔ (فتح الباری:۸/۴۳۸)

١٦١٠ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ). [رواه البخاري: ٤٠٠٨]

۱۶۱۰۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رات کو سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لے تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

فوائد: اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری چونکہ بدر کے رہائشی تھے اس لئے انہیں بدری کہا جاتا ہے غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے لیکن صحیح بخاری (حدیث:۴۰۰۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت بھی کی تھی۔

١٦١١ : عَنِ المِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو الْكِنْدِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، حَلِيفِ بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ

۱۶۱۱۔ حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو بنی زہرہ کے حلیف اور غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر میں کسی کافر سے لڑوں اور لڑائی میں وہ میرا ایک ہاتھ تلوار سے اڑا دے پھر مجھ سے خوفزدہ ہو کر ایک درخت کی پناہ

فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، أَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (لَا تَقْتُلْهُ). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (لَا تَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ). [رواه البخاري: ٤٠١٩]

لے کر مجھ سے کہے میں تو اللہ کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں اب میں اسے قتل کروں جب وہ ایسا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا اسے قتل نہ کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر کاٹنے کے بعد یہ کلمہ کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے ہرگز قتل نہ کرو ورنہ اس کو وہ درجہ حاصل ہو گا جو تجھے اس کے قتل سے پہلے حاصل تھا اور تیرا حال وہ ہو جائے گا جو کلمہ اسلام پڑھنے سے قبل اس کا تھا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جو انسان کلمہ شہادت ادا کر کے مسلمان ہو جاتا ہے اس کا خون اور مال محفوظ ہو جاتا ہے اس کے احوال باطن کرید کرنے کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے حالات میں فرمایا کہ کیا تو نے اس کے دل پھاڑ کر دیکھا تھا کہ اس میں کفر پوشیدہ ہے۔ (فتح الباری:۴/۴۴۱)

١٦١٢ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ: (لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ ابْنُ عَدِيٍّ حَيًّا، ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هٰؤُلَاءِ النَّتْنَى، لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ). [رواه البخاري: ٤٠٢٤]

۱۶۱۲۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے معاملہ میں ارشاد فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان پلید لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اس کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیتا۔

فوائد: بعض روایات میں اس کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب طائف سے واپس لوٹے تو مطعم کی پناہ میں داخل ہوئے تھے۔ اس نے آپ کو بچانے کے لئے اپنے چاروں بیٹوں کو مسلح کر کے بیت اللہ کے کونوں پر کھڑا کر دیا تھا جس سے قریش ڈر گئے اور آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ (فتح الباری:۷/۳۷۶)

٧ - باب: حَدِيثُ بَنِي النَّضِيرِ وغدرِهم برَسُولِ اللّٰه ﷺ

باب ۷: قصہ بنی نضیر اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی غداری کا بیان

١٦١٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۶۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

عَنْهُمَا قَالَ: حَارَبَتِ النَّضِيرُ وَقُرَيْظَةُ، فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ، حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ، وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِالنَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوا، وَأَجْلَى يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ: بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ، وَكُلَّ يَهُودِ الْمَدِينَةِ. [رواه البخاري: ٤٠٢٨]

نے فرمایا کہ جب بنی نضیر اور بنی قریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کی تو آپ نے بنی نضیر کو جلا وطن کر دیا اور بنی قریظہ پر احسان کرتے ہوئے انہیں رہنے دیا لیکن انہوں نے دوبارہ آپ سے لڑائی کی تو آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں' بچوں اور مال و اسباب کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر ان میں سے بعض رسول اللہ ﷺ سے مل گئے تو آپ نے انہیں امن دے دیا اور وہ مسلمان ہو گئے پھر آپ نے مدینہ کے تمام یہود بنی قینقاع جو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم سے تھے اور یہود بنی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلا وطن فرما دیا۔

فوائد: یہود مدینہ کے تین بڑے قبیلے تھے اور تینوں نے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ صلح کر رکھا تھا چنانچہ غزوہ بدر کے بعد بنو قینقاع نے اس کی خلاف ورزی کی تو انہیں اذرعات کی طرف نکال دیا گیا اس کے بعد بنو نضیر نے نقض عہد کیا اور غزوہ خندق کے موقع پر بنو قریظہ نے بھی اس معاہدہ صلح کو سبوتاژ کیا تو آپ نے ان سب کو جلا وطن کر دیا۔ (فتح الباری: ۷/۳۸۴)

١٦١٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ، وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ، فَنَزَلَتْ: ﴿مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَآئِمَةً عَلَىٰٓ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ ٱللَّهِ﴾. [رواه البخاري: ٤٠٣١]

۱۶۱۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے درخت جلائے اور کچھ کاٹ دیئے جو کہ بویرہ میں تھے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

جو درخت تم نے کاٹے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم ہی سے تھا۔

فوائد: بویرہ کو بویلہ بھی کہتے ہیں یہ ایک مشہور مقام مدینہ اور تیماء کے درمیان واقع تھا جہاں قبیلہ بنو نضیر کے باغات تھے۔ (فتح الباری: ۷/۳۸۷)

١٦١٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ

۱۶۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے

مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: أَلاَ تَتَّقِينَ اللّٰهَ، أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: (لاَ نُورَثُ، ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ - يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ - إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هٰذَا المالِ)، فَانْتَهَى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى ما أَخْبَرْتُهُنَّ. [رواه البخاري: ٤٠٣٤]

پاس اپنا آٹھواں حصہ اس مال غنیمت میں سے طلب کرنے کو بھیجا جو اللہ نے اپنے رسول کو بطور فے دیا تھا تو میں انہیں منع کرتی اور کہتی رہی کہ کیا تمہیں اللہ کا ڈر نہیں ہے اور کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہے اور جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ اس سے آپ کی اپنی ذات مراد تھی صرف آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھا سکتے ہیں چنانچہ سب ازواج نبی ﷺ میرے کہنے سے رک گئیں۔

فوائد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے رشتہ داروں سے رسول اللہ ﷺ کے عزیز واقارب زیادہ محبوب ہیں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہی سنا ہے کہ ہماری جائیداد کا کسی کو وارث نہ بنایا جائے بلکہ ہمارا متروکہ مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہوگا لہٰذا میں اس حدیث کے پیش نظر آپ کی متروکہ جائیداد کو تقسیم نہیں کر سکتا۔ (صحیح بخاری:۴۰۳۶)

٨ - باب: قَتْلُ كَعْبِ بنِ الأَشْرَف

باب ٨: کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا بیان

١٦١٦ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (مَنْ لِكَعْبِ ابْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)، فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ: (نَعَمْ). قَالَ: فَائْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا، قَالَ: (قُلْ). فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا، وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ، قَالَ: وَأَيْضًا وَاللّٰهِ

١٦١٦۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف کی کون خبر لیتا ہے؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت تکلیف دی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کا کام تمام کر دوں؟ آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں جو مناسب سمجھوں کہوں۔ آپ نے فرمایا تجھے اختیار ہے چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے

لَتَمَلُّنَّهُ، قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ، فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ. فَقَالَ: نَعَمْ، ارْهَنُونِي، قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ؟.

قَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ، هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ، وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ، قَالَتْ: إِنِّي أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ، قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ، إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ. قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ، فِي رِوَايَةٍ: أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ. فَقَالَ: إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ

اور کہنے لگے کہ یہ شخص ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور اس نے ہمیں بڑی مشقت میں مبتلا کر رکھا ہے لہٰذا میں تجھ سے کچھ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب بولا ابھی تو تم اس سے اور بھی تکلیف اٹھاؤ گے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تو ہم نے اس کا اتباع کر لیا ہے۔ ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے جب تک دیکھ نہ لیں کہ آگے کیا رنگ ڈھنگ ہوتا ہے اس وقت تو میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ ایک یا دو وسق قرض لوں۔ کعب بن اشرف نے کہا اچھا تو میرے پاس کوئی چیز گروی رکھو۔ انہوں نے کہا تم کیا چیز رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا اپنی عورتیں رھن رکھ دو انہوں نے کہا ہم اپنی عورتیں تیرے پاس کیسے رہن رکھ دیں؟ تو عرب میں بہت خوبصورت آدمی ہے کعب نے کہا تو پھر اپنے بیٹے میرے ہاں گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بیٹے تیرے پاس رہن رکھ دیں ان کو گالی دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ انہیں ایک یا دو وسق کے عوض رھن رکھا گیا تھا اور یہ بات ہمارے لئے باعث شرم و عار ہے البتہ ہم اپنے ہتھیار تیرے پاس گروی رکھ سکتے ہیں۔ پس ہتھیار لے کر آنے کا وعدہ اس سے کیا پھر رات کے وقت کعب کے رضاعی بھائی ابونائلہ رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے۔ کعب نے ان کو ایک قلعہ کی طرف بلایا پھر خود ان کے پاس آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا تو اس وقت کہاں جا رہا ہے؟ کعب نے جواب دیا یہ تو صرف محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا رضاعی بھائی ابو

بِشَعْرِهِ فَأَشَمُّهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ. وَقَالَ مَرَّةً: ثُمَّ أُشِمُّكُمْ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا، أَيْ أَطْيَبَ، قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ. فَقَالَ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ: دُونَكُمْ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ. [رواه البخاري: ٤٠٣٧]

نائلہ رضی اللہ عنہ ہے۔ بیوی نے کہا میں تو ایسی آواز سنتی ہوں جس سے خون ٹپکتا ہے کعب نے کہا خطرے کی بات نہیں وہاں پر میرا دوست محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ رضی اللہ عنہ ہے۔ کرم پیشہ انسان اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو فوراً اس دعوت کو قبول کر لیتا ہے راوی کا بیان ہے کہ ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو اور آدمی لے کر آئے تھے اور ایک روایت کے مطابق ساتھ والے شخص ابو عبس بن جبر' حارث بن اوس اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب کعب یہاں آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا جب تم یہ دیکھو کہ میں نے اس کے سر کو مضبوطی سے تھام لیا ہے تو تم نے جلدی سے اس کا کام تمام کر دینا ہے۔ راوی نے ایک دفعہ یوں بیان کیا کہ پھر میں تمہیں سونگھاؤں گا الغرض کعب ان کے پاس سر کو چادر سے لپیٹے ہوئے آیا جس میں سے خوشبو کی مہک اٹھ رہی تھی تب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آج کی طرح خوشبو دار ہوا نہیں سونگھی۔ کعب نے کہا میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو سب عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی بے نظیر ہے۔ پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس نے کہا ہاں تب انہوں نے خود بھی سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے دوبارہ سونگھنے کی اجازت

ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے مضبوط پکڑ لیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا ادھر آؤ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس کے قتل کرنے کی خوشخبری سنائی۔

فوائد : کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حصہ لیا محمد بن مسلمہ' ابو نائلہ' ابو عبس بن جبر' حارث بن اوس اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم خود رسول اللہ ﷺ نے بقیع تک ان کے ساتھ آئے پھر اللہ کے نام پر انہیں روانہ کیا اور دعا فرمائی اے اللہ! ان کی مدد فرما۔ (فتح الباری: ۷/۳۹۲)

نوٹ: وہ کافروں کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لئے اپنے اشعار کے ذریعہ اشتعال دلواتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ مسلمان عورتوں کے بارے میں نازیبا اشعار کہتا تھا۔ (علوی)

٩ - باب: قَتْلُ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ، ويقال سلام بن أبي الحُقَيق

باب ٩: ابو رافع عبد اللہ بن ابی الحقیق کے قتل کا بیان جسے سلام بن ابی الحقیق بھی کہا جاتا ہے

١٦١٧ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللهِ ﷺ وَيُعِينُ عَلَيْهِ، وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لِأَصْحَابِهِ: اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ، فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ، يَا عَبْدَ

١٦١٧۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند انصار کو ابو رافع یہودی کے پاس بھیجا اور ان پر عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ ابو رافع رسول اللہ ﷺ کو سخت اذیت دیا کرتا تھا اور آپ کے مخالفین کی اعانت کرتا تھا۔ زمین حجاز میں اس کا قلعہ تھا وہ اس میں رہا کرتا تھا جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور شام کے وقت لوگ اپنے مویشی واپس لا چکے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اپنی جگہ پر بیٹھو میں جاتا ہوں اور دربان سے مل کر نرم نرم باتیں کر کے قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں چنانچہ وہ قلعہ کی طرف روانہ ہوئے اور

اللهِ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الأَغَالِيقَ عَلَى وَتِدٍ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الأَغَالِيقِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ: إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ، فَقُلْتُ: أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ: لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ: فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظُبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ

دروازے کے قریب پہنچ کر خود کو کپڑوں میں اس طرح چھپایا گویا قضاء حاجت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت اہل قلعہ اندر جا چکے تھے دربان نے اپنا آدمی سمجھ کر آواز دی کہ اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آجا میں دروازہ بند کر رہا ہوں۔ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں قلعہ کے اندر داخل ہوا اور چھپ گیا جب سب لوگ اندر آ چکے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں کھونٹی پر لٹکا دیں۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اٹھ کر چابیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ ادھر ابو رافع کے پاس رات کو داستان گوئی ہوا کرتی تھی وہ اپنے بالا خانہ میں رہتا تھا جب داستان گو اس کے پاس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف چلنے لگا اور جب کوئی دروازہ کھولتا تھا تو اندر کی طرف سے اسے بند کر لیتا تھا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر لوگوں کو میری خبر ہو جائے تو مجھ تک ابو رافع کو قتل کرنے سے پہلے نہ آ سکیں۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک تاریک مکان میں اپنے بچوں کے درمیان سو رہا ہے چونکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کس جگہ پر ہے؟ اس لئے میں نے ابو رافع کہہ کر آواز دی اس نے جواب دیا کون ہے؟ میں آواز کی طرف جھکا اور اس پر تلوار سے زوردار وار کیا جبکہ میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ اس ضرب سے کچھ کام نہ نکلا اور وہ چلانے لگا تو میں مکان سے باہر آ گیا تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر داخل ہوا پھر میں نے کہا اے ابو رافع! یہ کیسی آواز

رِجْلِي، وَأَنَا أَرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الأَرْضِ، فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ: أَقَتَلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ: أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ اللَّهُ أَبَا رَافِعٍ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: (ابْسُطْ رِجْلَكَ). فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ. [رواه البخاري: ٤٠٣٩]

تھی؟ اس نے کہا تیری ماں پر مصیبت پڑے ابھی ابھی کسی نے اس مکان میں مجھ پر تلوار کا وار کیا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے پھر ایک اور بھرپور وار کیا مگر وہ بھی خالی گیا اگرچہ اس کو زخم لگ چکا تھا لیکن وہ اس سے مرا نہیں تھا۔ اس لئے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی (خوب زور دیا تو) وہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے مار ڈالا ہے تو میں پھر ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی تک پہنچ گیا۔ چاندنی رات تھی یہ خیال کر کے کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں۔ نیچے پاؤں رکھا تو دھڑام سے نیچے آ گرا جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنی پگڑی سے اسے باندھا اور باہر نکل کر دروازے پر بیٹھ گیا اپنے دل میں کہا کہ میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک مجھے یقین نہ ہو جائے کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ للذا جب صبح کے وقت مرغ نے اذان دی تو موت کی خبر سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ لوگو! حجاز کے سوداگر ابو رافع کے مرنے کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ یہ سنتے ہی میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور ان سے کہا یہاں سے جلدی بھاگو اللہ نے ابو رافع کو (ہمارے ہاتھوں) قتل کر دیا ہے۔ پھر وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ کو تمام قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا اپنا ٹوٹا ہوا پاؤں پھیلاؤ چنانچہ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ نے اپنا دست مبارک اس پر پھیر دیا۔ جس سے وہ ایسا ہو گیا کہ گویا مجھے اس کی

کبھی شکایت ہی نہ تھی۔

فوائد : اوس اور خزرج کی جاہلانہ رقابت اسلام لانے کے بعد مسابقت فی الخیرات میں بدل چکی تھی چونکہ دشمن دین کعب بن اشرف کو انصار اوس نے قتل کیا تھا اس لئے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لئے خزرج نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں حضرت مسعود بن سنان' عبد اللہ بن انیس' ابو قتادة' خزاعی بن اسود اور عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا۔ (فتح الباری:۷/۳۹۷)

١٠ - باب: غَزْوَةُ أُحُدٍ

باب ۱۰: غزوہ احد

١٦١٨ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قالَ: قالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ، فَأَيْنَ أَنا؟ قالَ: (في الجَنَّةِ). فَأَلْقَى تَمَراتٍ في يَدِهِ، ثُمَّ قاتَلَ حَتَّى قُتِلَ. [رواه البخاري: ٤٠٤٦]

۱۶۱۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا فرمایئے اگر میں جہاد میں مارا جاؤں تو کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا تو جنت میں جائے گا یہ سن کر اس نے فوراً اپنے ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں پھر لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

فوائد : اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دین اسلام سے محبت کا پتہ چلتا ہے چنانچہ وہ اللہ کی جنت لینے کے لئے اپنی جان پر کھیل جاتے اور اللہ کی خاطر شہادت کے لئے بہت بے قرار رہتے تھے۔ (فتح الباری:۷/۴۱۱)

١١ - باب: ﴿إِذْ هَمَّت طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾

باب ۱۱: ارشاد باری تعالیٰ "جب تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہار دینے کا ارادہ کیا اور اللہ ان دونوں کا مددگار تھا مسلمانوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے

١٦١٩ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَعَهُ رَجُلانِ يُقاتِلانِ عَنْهُ، عَلَيْهِما ثِيابٌ بِيضٌ، كَأَشَدِّ الْقِتالِ، ما رَأَيْتُهُما قَبْلُ وَلا بَعْدُ. [رواه البخاري: ٤٠٥٤]

۱۶۱۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ دو سفید پوش تھے جو بڑی مستعدی سے آپ کا دفاع کر رہے تھے۔ جنہیں میں نے نہ تو اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی بعد ازیں دیکھا ہے۔

فوائد : مسلم کی روایت میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بایں طور دفاع کرنے والے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ (فتح الباری:۳۱۵/۷)

١٦٢٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَثَلَ لِي رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: (ٱرْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي). [رواه البخاري: ٤٠٥٥]

۱۶۲۰۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ترکش سے تیر نکال کر دیئے اور فرمایا اے سعد! تیر چلائے جا تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

فوائد : مستدرک حاکم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے آگے بٹھایا اور اپنے تیر میرے حوالے کیے میں ان سے کافروں کے بدن چھلنی کرتا۔ (فتح الباری:۳۱۶/۷)

١٢ - باب: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ ٱلْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ﴾.

باب ۱۲: ارشاد باری تعالیٰ: "آپ کے اختیار میں کچھ نہیں ہے وہ چاہے انہیں معاف کرے یا انہیں سزا دے کیونکہ وہ لوگ ظالم ہیں

١٦٢١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شُجَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: (كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ؟). فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ ٱلْأَمْرِ شَيْءٌ﴾. [رواه البخاري: ٤٠٦٩]

۱۶۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک زخمی ہو گیا تو آپ نے فرمایا بھلا وہ قوم کیسے فلاح سے ہمکنار ہو گی جس نے اپنے نبی ﷺ کا سر زخمی کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
اے نبی ﷺ! آپ کو کچھ اختیار نہیں ہے آخر تک

١٦٢٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الأَخِيرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا)، بَعْدَ ما يَقُولُ: (سَمِعَ ٱللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا

۱۶۲۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ جب نماز فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو یوں بد دعا کرتے۔ اے اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت بھیج یہ بد دعا آپ سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہنے کے بعد کرتے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَلَكَ الْحَمْدُ). فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾. [رواه البخاري: ٤٠٦٩]

نازل فرمائی۔ اے نبی ﷺ! آپ کو کچھ اختیار نہیں ہے وہ چاہے تو انہیں معاف کرے یا انہیں سزا دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

فوائد: ان دونوں احادیث میں آیت کریمہ کا سبب نزول بیان ہوا ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ نے قبیلہ لحیان' رعل' ذکوان اور عصیہ پر بددعا شروع کی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح الباری:۳۲۴/۷)

١٣ - باب: قَتْلُ حَمزَةَ بنِ عَبدِ المطَّلِبِ رَضيَ الله عَنْهُ

باب ۱۳: حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

١٦٢٣ : عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ ابْنِ الْخِيَارِ أَنَّهُ قَالَ لِوَحْشِيٍّ: أَلاَ تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ، فَقَالَ لِي مَوْلاَيَ جُبَيْرُ ابْنُ مُطْعِمٍ: إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّي فَأَنْتَ حُرٌّ، قَالَ: فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ، وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ أُحُدٍ، بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ، خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ، فَلَمَّا أَنِ اصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ، خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ: هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: يَا سِبَاعُ، يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ، أَتُحَادُّ اللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ؟ قَالَ: ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ، فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّاهِبِ، قَالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنِّي رَمَيْتُهُ

۱۶۲۳۔ حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تو ہمیں قتل حمزہ رضی اللہ عنہ کی خبر نہیں بتائے گا؟ اس نے کہا ہاں بتاؤں گا۔ ان کے قتل کا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تو میرے آقا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اگر تو میرے چچا کے بدلہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مار ڈالے تو تو آزاد ہے۔ اس نے کہا کہ جب قریش کے لوگ کوہ عینین کی لڑائی کے سال نکلے۔ عینین احد پہاڑ کے بازو میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ دونوں کے درمیان ایک نالہ ہے۔ اس وقت میں بھی لڑنے والوں کی ہمراہ نکلا جب لوگوں نے لڑائی کے لئے صف بندی کی تو سباع نے صف سے نکل کر کہا کوئی ہے لڑنے والا۔ یہ سنتے ہی حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور کہنے لگے اے سباع اے ام انمار کے بیٹے! جو عورتوں کا

بِحَرْبَتِي، فَأَضَعُهَا فِي ثُنَّتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ، قَالَ: فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ، فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتَّى فَشَا فِيهَا الْإِسْلَامُ، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى الطَّائِفِ، فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ رَسُولًا، فَقِيلَ لِي: إِنَّهُ لَا يَهِيجُ الرُّسُلَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: (آنْتَ وَحْشِيٌّ؟) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ؟) قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ ما قَدْ بَلَغَكَ، قَالَ: (فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي؟) قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ، قُلْتُ: لَأَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ، لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِئُ بِهِ حَمْزَةَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ ما كَانَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثَلْمَةِ جِدَارٍ، كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ، ثَائِرُ الرَّأْسِ، فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي، فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، قَالَ: وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ. [رواه البخاري: ٤٠٧٢]

ختنہ کرتی تھی۔ کیا تو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے۔ وحشی کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور جیسے کل کا دن گزر جاتا ہے اس طرح اسے صفحہ ہستی سے نابود کر دیا۔ وحشی کہتا ہے کہ پھر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے ایک پتھر کی آڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میرے قریب آئے تو میں نے اپنے نیزے سے اس پر وار کیا اور ان کو نیزہ ایسا پیوست کیا کہ ان کی دونوں سرینوں کے پار ہو گیا وحشی نے کہا بس یہ ان کا آخری وقت تھا۔ پھر جب قریش مکہ واپس آئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آ کر مکہ میں مقیم ہو گیا۔ یہاں تک کہ مکہ میں بھی دین اسلام پھیل گیا۔ اس وقت میں طائف چلا گیا لیکن جب اہل طائف نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد روانہ کئے اور مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ قاصدوں کو کچھ نہیں کہتے لہٰذا میں بھی ان کے ہمراہ ہو گیا اور جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا وحشی تو ہی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو نے ہی شہید کیا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ کو تو سب کیفیت پہنچ چکی ہے فرمایا کیا تو اپنا منہ مجھ سے چھپا سکتا ہے؟ وحشی کا بیان ہے کہ پھر میں اٹھ کر باہر آ گیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور مسیلمہ کذاب نمودار ہوا تو میں نے سوچا کہ مسیلمہ کے مقابلہ کے لئے چلنا چاہئے شاید اسے قتل

کر کے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بدلہ اتار سکوں۔ پھر میں مسلمانوں کے ہمراہ نکلا اور مسیلمہ کے لوگوں نے جو کیا سو کیا وہاں پر میں نے اتفاقاً ایک ایسے شخص کو دیکھا جو پراگندہ بالوں کے ساتھ ایک شکستہ دیوار کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ گویا وہ خاکستری رنگ والے اونٹ کی مانند ہے میں نے اپنا نیزہ اس کے منہ پر یوں مارا کہ اس کی دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھ کر اس کے دونوں شانوں کے پار کر دیا۔ پھر ایک انصاری نے دوڑ کر اس کی کھوپڑی پر تلوار کا وار کر دیا۔

فوائد: اگرچہ اسلام لانے سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں تاہم حضرت وحشی کے دل میں اللہ کا ڈر تھا اس نے سوچا کہ جس طرح میں نے زمانہ کفر میں بڑے آدمی کو شہید کیا اسی طرح زمانہ اسلام میں کسی خبیث انسان کو مار کر اس کا بدلہ چکاؤں گا۔

١٤ - باب: مَا أَصَابَ النَّبِيَّ مِنَ الجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ

باب ۱۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن جو زخم لگے ان کا بیان

١٦٢٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱشْتَدَّ غَضَبُ ٱللهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ - يُشِيرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ - ٱشْتَدَّ غَضَبُ ٱللهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي سَبِيلِ ٱللهِ). [رواه البخاري: ٤٠٧٣]

۱۶۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے والے دانتوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اللہ کا بڑا غضب ہے اس قوم پر جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور اللہ کا سخت غصہ ہے اس آدمی پر جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں قتل کیا۔

فوائد: طبرانی کی روایت میں ہے کہ کفار مکہ میں سے عبد اللہ بن قمئہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو زخمی کیا اور آپ کے اگلے دو دانت توڑے تو فرمایا اللہ تجھے ضرور ذلیل وخوار کرے گا چنانچہ ایک پہاڑی بکرے نے اسے سینگ مار مار کر ہلاک کر دیا۔ (فتح الباری: ۷/۴۲۳)

١٥ - باب: الَّذِينَ استجابوا لله وَالرَّسُول

باب ۱۵: ارشاد باری تعالیٰ: "وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر لبیک کہا

١٦٢٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: لَمَّا أَصابَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ما أَصابَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَٱنْصَرَفَ عَنْهُ المُشْرِكُونَ، خافَ أَنْ يَرْجِعُوا، قالَ: (مَنْ يَذْهَبُ في إِثْرِهِمْ؟) فَٱنْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا، قالَ: كانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما. [رواه البخاري: ٤٠٧٧]

۱۶۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو جنگ احد میں جو صدمہ پہنچنا تھا وہ پہنچ چکا اور مشرکین واپس چلے گئے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا واپس آ جائیں اس لئے فرمایا کون ہے جو ان کفار کے تعاقب میں جائے۔ یہ سن کر ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے حکم پر لبیک کہا؟ ان میں ابو بکر اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار مکہ کا تعاقب کرنے والوں میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عمار بن یاسر، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت ابو عبیدہ، حضرت حذیفہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ (فتح الباری:۷/۴۳۳)

١٦ - باب: غَزْوَةُ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ

باب ۱۶: غزوہ خندق جس کا نام احزاب بھی ہے

١٦٢٦ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: إِنَّا يَوْمَ الخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجاؤُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقالُوا: هٰذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ في الخَنْدَقِ، فَقالَ: (أَنَا نازِلٌ). ثُمَّ قامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ لاَ نَذُوقُ ذَواقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ المِعْوَلَ فَضَرَبَ فِي الْكُدْيَةِ، فَعادَ كَثِيبًا أَهْيَلَ. [رواه البخاري:

۱۶۲۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم خندق کے دن زمین کھود رہے تھے کہ اچانک ایک سخت چٹان نمودار ہوئی۔ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! خندق میں ایک سخت چٹان نکل آئی ہے؟ آپ نے فرمایا میں خود اتر کر اسے دور کرتا ہوں چنانچہ آپ کھڑے ہوئے تو بھوک کی وجہ سے آپ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے اور ہم بھی تین دن سے بھوکے پیاسے تھے۔ آپ نے

[٤١٠١] کدال ہاتھ میں لی اور اس چٹان پر ماری تو مارتے ہی ریت کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئی۔

فوائد: مسند امام احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر جب کدال ماری تو چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا آپ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ اب میں علاقہ شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں اور مجھے اس کی چابیاں سونپ دی گئی ہیں۔ پھر دوسری ضرب لگائی تو فرمایا' اب میں ایران کے سفید محلات کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے اس اس کی چابیاں دے دی گئی ہیں اسی طرح آپ نے تیسری ضرب لگائی تو یمن کے متعلق بھی ایسا فرمایا۔ (فتح الباری:۷/۴۵۸)

١٦٢٧ : عَنْ سُلَيْمَانُ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ: (نَغْزُوهُمْ وَلاَ يَغْزُونَنَا). [رواه البخاري: ٤١٠٩]

۱۶۲۷۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا اب ہم ہی کافروں پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہیں کر سکیں گے۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب تمام کفار شکست خوردہ ہو کر واپس ہو گئے تھے واقعی یہ آپ کا معجزہ تھا اس کے بعد کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کی اس میں سکت نہ رہی۔

١٦٢٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: (لاَ إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ وَحْدَهُ، أَعَزَّ جُنْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلاَ شَيْءَ بَعْدَهُ). [رواه البخاري: ٤١١٤]

۱۶۲۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے۔

اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور وہ یگانہ ہے جس نے اپنے لشکر کو غالب کر کے اپنے بندے کی مدد کی اور جماعت کفار کو مغلوب کیا۔ اس کی سی ہستی کسی کی نہیں ہے۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بایں الفاظ دعا فرمائی' اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے' جلدی حساب لینے والے لشکر کفار کو شکست سے دو چار کر' اے اللہ! انہیں شکست دے اور ان کے قدم اکھاڑ دے۔ (صحیح بخاری:۴۱۱۵)

١٧ - باب: مَرْجَعُ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الأَحْزَابِ وَمَخْرَجُهُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ

باب ۱۷: رسول اللہ ﷺ کا جنگ احزاب سے واپس آ کر بنو قریظہ کا محاصرہ کرنا

١٦٢٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ

۱۶۲۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن

عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلأَنْصَارِ: (قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ، أَوْ خَيْرِكُمْ). فَقَالَ: (هٰؤُلاَءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ). فَقَالَ: تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَتَسْبِي ذَرَارِيَّهُمْ، قَالَ: (قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللهِ. وَرُبَّمَا قَالَ: بِحُكْمِ الْمَلِكِ). [رواه البخاري: ٤١٢١]

معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہو کر قلعہ سے اتر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر آئے اور جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بنو قریظہ آپ کے فیصلے پر راضی ہو کر اترے ہیں انہوں نے کہا جو ان میں سے لڑائی کے قابل ہیں انہیں تو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے آپ نے فرمایا تو نے وہی فیصلہ کیا جیسا کہ اللہ کا حکم تھا یا یہ فرمایا کہ جیسا کہ بادشاہ (اللہ) کا حکم تھا۔

فوائد: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ بنو قریظہ کا معاہدہ صلح تھا اس لئے ان کا انتخاب کیا گیا پھر مسلمانوں نے ان کے قتل کے لئے نالیاں کھو دیں جو خون سے بھر گئیں اس طرح دغا بازوں کی گردنیں اڑائی گئیں اور ان کی عورتوں بچوں کو غلام بنایا گیا۔

١٨ - باب: غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ

باب ۱۸: غزوہ ذات الرقاع

١٦٣٠ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِي الْغَزْوَةِ السَّابِعَةِ، غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ. [رواه البخاري: ٤١٢٥]

۱۶۳۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں غزوہ یعنی غزوہ ذات الرقاع میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی۔

فوائد: غزوہ ذات الرقاع سات ہجری میں غزوہ خیبر کے بعد ہوا کیونکہ اس میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے اور یہ حبشہ سے خیبر کے بعد تشریف لائے تھے امام بخاری کا بھی یہی رجحان ہے جیسا کہ ان کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے۔

١٦٣١ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ، بَيْنَنَا بَعِيرٌ

۱۶۳۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی جنگ میں نکلے جبکہ چھ چھ آدمیوں کو صرف

نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا، وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي، وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ، لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلَى أَرْجُلِنَا. [رواه البخاري: ٤١٢٨]

ایک ایک اونٹ ملا تھا۔ ہم باری باری اس پر سوار ہوتے تھے چلتے چلتے ہمارے پاؤں چھلنی ہو چکے تھے۔ میرے تو دونوں پاؤں چھلنی ہونے کے بعد ان کے ناخن بھی گر چکے تھے ہم نے اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹ لئے اس لڑائی کا نام ذات الرقاع اسی وجہ سے رکھا گیا تھا۔

فوائد: صحابہ کرام کی للہیت اور خلوص نیت کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس قسم کے واقعات کو بیان کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم نے اللہ کی راہ میں اس لئے تکلیفیں نہیں اٹھائی کہ اسے افشاء کریں اور لوگوں کے سامنے اس کا ڈھنڈورا پیٹیں۔

١٦٣٢ : عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا، فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ. [رواه البخاري: ٤١٢٩]

۱۶۳۲۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۃ ذات الرقاع میں شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف اس طرح پڑھی کہ ایک گروہ نے آپ کے ساتھ صف بنائی اور ایک گروہ دشمن کے سامنے صف بستہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی۔ پھر آپ کھڑے رہے اور وہ اپنی اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور دشمن کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر دوسرا گروہ آیا اور آپ نے انہیں باقی ماندہ دوسری رکعت پڑھائی۔ پھر آپ بیٹھے رہے جب انہوں نے اپنی نمازیں پوری کر لیں تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

فوائد: صلوٰۃ خوف کے متعلق کتب حدیث میں مختلف کیفیات آئی ہیں احوال و ظروف کے پیش نظر جو صورت مناسب ہو اس پر عمل کرنا چاہئے اور یہ امیر وقت کی صوابدید پر موقوف ہے۔

١٦٣٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ

۱۶۳۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نجد کی طرف رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیا جب رسول اللہ ﷺ واپس

اَللهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ. قَالَ جَابِرٌ: فَنِمْنَا نَوْمَةً، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُونَا فَجِئْنَاهُ، فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا، فَقَالَ لِي: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللهُ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ). ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٤١٣٥]

آئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا اور ایک ایسے جنگل میں دوپہر ہو گئی جس میں خار دار درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہیں پڑاؤ کیا اور ہم لوگ جنگل میں پھیل گئے اور درختوں کا سایہ تلاش کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ ایک ببول کے درخت کے نیچے اترے اور اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تھوڑی ہی دیر سوئے ہوں گے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آواز دی۔ ہم آپ کے پاس آئے تو دیکھا کہ ایک اعرابی آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا اور اس نے میری تلوار سونت لی میں بیدار ہوا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ کہنے لگا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا میرا اللہ بچائے گا اور دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے کچھ سزا نہ دی۔

فوائد: امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسری روایت میں صراحت کی ہے کہ اس اعرابی کا نام غورث بن حارث تھا دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اس کے ہاتھوں بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ (فتح الباری: ۷/۴۹۲)

١٩ - باب: غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ

باب ۱۹: غزوہ بنی مصطلق کا بیان جو قوم خزاعہ سے ہے اور اس کو جنگ مریسیع کہتے ہیں

١٦٣٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ، وَاشْتَدَّتْ

۱۶۳۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم غزوہ بنی مصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے تو ہمیں عرب کی لونڈیاں ہاتھ لگیں۔ پھر ہم کو عورتوں کی خواہش ہوئی ہمارے لئے مجرد رہنا مشکل ہو گیا۔ ہم نے چاہا

عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ، وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ، فَسَأَلْنَاهُ، عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: (ما عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَفْعَلُوا، ما مِنْ نَسَمَةٍ كائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيامَةِ إِلا وَهِيَ كائِنَةٌ). [رواه البخاري: ٤١٣٨]

کہ عزل کریں پھر ہم نے سوچا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود ہیں تو پھر ہم آپ سے پوچھے بغیر کیونکر عزل کریں چنانچہ ہم نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ عزل نہ کرنے میں تمہیں کوئی نقصان نہیں (اور نہ ہی کرنے میں تمہیں کوئی فائدہ ہے) کیونکہ جو روح قیامت تک پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

فوائد: اس حدیث کو خاندانی منصوبہ بندی کے لئے بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا بلکہ بعض روایات میں عزل کرنے کو خفیہ طور پر زندہ درگور کرنے سے تعبیر فرمایا ہے نیز یہ ایک انفرادی معاملہ ہے اس پر قومی تحریک کی بنیاد استوار کرنا حماقت ہے۔

٢٠ - باب: غَزْوَةُ أَنْمارٍ

باب ۲۰: غزوہ انمار کا بیان

١٦٣٥ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَنْصارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ أَنْمارٍ، يُصَلِّي عَلَى راحِلَتِهِ، مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ، مُتَطَوِّعًا. [رواه البخاري: ٤١٤٠]

۱۶۳۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ غزوہ انمار میں سواری پر قبلہ کی طرف منہ کرکے نفلی نماز پڑھ رہے تھے۔

فوائد: معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ انمار جنگ مریسیع کے دوران ہی پیش آیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپ بنو مصطلق کی طرف جا رہے تھے تو آپ نے مجھے کہیں کام کے لئے روانہ فرمایا جب واپس آیا تو آپ اپنی سواری پر نماز پڑھ رہے تھے۔ (فتح الباری:۴۹۵/۷)

٢١ - باب: غَزْوَةُ الْحُدَيْبِيَةِ وقَوْلُ اللهِ تَعالَى: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ الآية

باب ۲۱: غزوہ حدیبیہ کا بیان اور ارشاد باری تعالیٰ "اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے راضی ہوا جبکہ وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے"

١٦٣٦ : عَنِ الْبَراءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ،

۱۶۳۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ تو فتح سے مراد فتح

وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا، وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ، فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهَا، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا، فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا. [رواه البخاري: ٤١٥٠]

مکہ لیتے ہو یقیناً فتح مکہ بھی فتح ہے مگر ہم تو بیعت رضوان کو فتح سمجھتے ہیں جو حدیبیہ کے دن ہوئی ہوا یہ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں تھا جس کا پانی ہم نے اتنا کھینچا کہ اس میں قطرہ تک نہ چھوڑا یہ خبر آپ کو پہنچی تو آپ وہاں تشریف لائے اور اس کے کنارے بیٹھ کر ایک برتن میں پانی منگوایا وضو کیا اور اس میں کلی کر کے دعا فرمائی۔ پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا ہم نے اسے تھوڑی دیر تک کے لئے چھوڑ دیا۔ پھر اس نے ہماری چاہت کے مطابق ہمیں اور ہماری سواریوں کو خوب سیراب کر دیا۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کنویں کے پانی کا ایک ڈول منگوایا اس میں کلی فرمائی اور لعاب دھن ڈالا اور دعا بھی فرمائی بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ نے کنویں کی گہرائی میں ایک تیر گاڑا تو پانی جوش مارنے لگا۔ آپ نے یہ سب کام کئے تھے۔ (فتح الباری:۷/۵۰۷)

١٦٣٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ: (أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الأَرْضِ). وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ، وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ. [رواه البخاري: ٤١٥٤]

۱۶۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حدیبیہ کے دن ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اہل زمین سے افضل ہو اور ہم اس دن چودہ سو آدمی تھے اگر آج مجھ میں بینائی ہوتی تو تمہیں اس درخت کی جگہ دکھاتا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اصحاب شجرہ میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہیں ہو گا ایک روایت میں یہ بشارت جنگ بدر اور صلح حدیبیہ کے شرکاء کو دی گئی ہے۔ (فتح الباری:۷/۵۰۸)

١٦٣٨ : عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أُتُوا بِسَوِيقٍ، فَلاكُوهُ.

۱۶۳۸۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو اصحاب شجرہ سے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس ستو لائے گئے تو انہوں نے ان کو گھول کر پی لیا۔

[رواه البخاري: ٤١٧٥]

فوائد: یہ واقعہ غزوہ خیبر سے واپسی پر پیش آیا اس مقام پر یہ حدیث لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کو اصحاب شجرہ سے ثابت کیا جائے۔

١٦٣٩ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ، نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ، قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِينَ، وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي، فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، وَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: (لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ، لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾). [رواه البخاري: ٤١٧٧]

١٦٣٩۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا انہوں نے پھر پوچھا تب بھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا تیسری بار پوچھا مگر پھر بھی کوئی جواب نہ دیا آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود سے مخاطب ہو کر کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! تجھے تیری ماں روئے تو نے رسول اللہ ﷺ سے تین بار عرض کیا مگر آپ نے ایک دفعہ بھی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے اونٹ کو ایڑی لگائی اور مسلمانوں سے آگے بڑھ گیا اور مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں میری بابت کچھ قرآن میں حکم نہ آ جائے۔ مگر میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرا تھا کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے پکار رہا تھا۔ مجھے مزید خطرہ لاحق ہوا کہ شاید میرے بارے میں کچھ قرآن اترا آخر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ جو مجھے دنیا کی تمام نعمتوں سے محبوب تر ہے۔ پھر آپ نے یہ سورت تلاوت فرمائی۔

”انا فتحنا لک فتحا مبینا“

فوائد: یہ آیات صلح حدیبیہ سے واپسی کے وقت نازل ہوئیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام ضجنان یا کراع الغمیم یا جحفہ میں ان کا نزول ہوا یہ تینوں مقام قریب واقع ہیں۔ (فتح الباری: ۷/۳۴۸)

١٦٤٠ : عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عامَ الحُدَيْبِيَةِ في بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحابِهِ، فَلَمَّا أَتى ذَا الحُلَيْفَةِ، قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ، وَبَعَثَ عَيْنًا لَهُ مِنْ خُزَاعَةَ، وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى كانَ بِغَدِيرِ الأَشْطَاطِ أَتاهُ عَيْنُهُ، قالَ: إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوا لَكَ جُمُوعًا، وَقَدْ جَمَعُوا لَكَ الأَحابِيشَ، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ، وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، وَمانِعُوكَ. فَقَالَ: (أَشِيرُوا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ، أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيلَ إِلَى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّونَا عَنِ الْبَيْتِ، فَإِنْ يَأْتُونَا كانَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوبِينَ؟) قالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، خَرَجْتَ عامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ، لاَ تُرِيدُ قَتْلَ أَحَدٍ، وَلاَ حَرْبَ أَحَدٍ، فَتَوَجَّهْ لَهُ، فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ. قالَ: (ٱمْضُوا عَلَى ٱسْمِ ٱللهِ).

[رواه البخاري: ٤١٧٨، ٤١٧٩]

۱۶۴۰۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال دس سو سے زیادہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر (مدینہ سے) روانہ ہوئے۔ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو قربانیوں کے گلے میں ہار ڈالا اور ان کے کوہان چیر کر نشان زدہ کیا پھر وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا اور قوم خزاعہ کے ایک جاسوس کو روانہ کیا رسول اللہ ﷺ آگے بڑھتے رہے جب آپ غدیر اشطاط پر پہنچے تو آپ کا جاسوس آیا اور کہنے لگا قریش کے لوگوں نے فوجیں اکٹھی کی ہیں اور یہ فوجیں متفرق قبیلوں سے لی گئیں ہیں۔ یہ سب آپ سے لڑیں گے بیت اللہ میں نہیں آنے دیں گے بلکہ آپ کو روکیں گے اس وقت آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا مجھے مشورہ دو کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ میں کافروں کے اہل وعیال کی طرف میلان کروں (قیدی بناؤں) جو کہ ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ ہم سے لڑنے کے لئے آئے تو اللہ نے مشرکوں کی کمک کو الگ کر دیا اگر وہ ہمارے مقابلہ میں نہ آئے تو ہم ان کو انکے اہل وعیال سے محروم (مفلس) بنا چھوڑیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو بیت اللہ کی زیارت کا عزم لے کر نکلے تھے کسی کو مارنا یا لوٹنا تو نہیں چاہتے لہٰذا آپ بیت اللہ کے لئے چلیں اگر کوئی ہمیں بیت اللہ سے روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ کے نام پر چلو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کو جاسوس کے طور پر نامزد کیا تھا اس کا نام بشر بن سفیان الخزاعی تھا۔ (فتح الباری:۷/۵۱۹)

١٦٤١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ أَرْسَلَهُ يَوْمَ الحُدَيْبِيَةِ لِيَأْتِيَهُ بِفَرَسٍ كَانَ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَوَجَدَ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، وَعُمَرُ لاَ يَدْرِي بِذٰلِكَ، فَبَايَعَهُ عَبْدُ ٱللَّهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الفَرَسِ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ، وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَٱنْطَلَقَ، فَذَهَبَ مَعَهُ حَتَّى بَايَعَ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ، فَهِيَ الَّتِي يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ أَبِيهِ.

[رواه البخاري: ٤١٨٦]

۱۶۴۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ان کے والد نے انہیں اپنا گھوڑا لانے کے لئے روانہ کیا' جو ایک انصاری کے پاس تھا انہوں نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے ہیں۔ حضرت عمر کو یہ معلوم نہ تھا لہٰذا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پہلے آپ کی بیعت کی' پھر گھوڑا لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت جنگ کرنے کے لئے زرہ پہنے ہوئے تھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں یہ خبر سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی' بس اتنی سی بات ہے جس کی وجہ سے لوگ یوں کہتے ہیں کہ عبد اللہ اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوئے (حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے۔)

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے چونکہ بیعت پہلے کی تھی اس لئے لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ شاید عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ اس حدیث میں وضاحت کی گئی ہے کہ بیعت پہلے کرنے کی وجوہات کچھ اور تھیں۔

١٦٤٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، حِينَ ٱعْتَمَرَ، فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ وَصَلَّى فَصَلَّيْنَا مَعَهُ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ، فَكُنَّا

۱۶۴۲۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے جبکہ آپ نے عمرہ کیا۔ آپ نے طواف کیا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا۔ آپ نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ

نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ. [رواه البخاري: ٤١٨٨]

نماز ادا۔ پھر آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی تو ہم آپ کو اہل مکہ سے چھپائے ہوئے تھے۔ مبادا آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے۔

فوائد: یہ عمرۃ القضاء کا واقعہ ہے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بھی اصحاب شجرہ سے تھے اور آئندہ سال عمرۃ القضاء میں بھی شریک تھے۔ (فتح الباری: ۷/۵۲۳)

٢٢ - باب: غَزْوَةُ ذَاتِ قَرَدٍ

باب ۲۲: غزوہ ذات القرد کا بیان

١٦٤٣ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالأُولَى، وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ، قَالَ: فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَذَكَرَ الحَدِيثَ بِطُولِهِ، وقَدْ تَقَدَّمَ، وَقَالَ هُنَا فِي آخِرِهِ قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا المَدِينَةَ. (راجع: ١٣٠٠) [رواه البخاري: ٤١٩٤ وانظر حديث رقم: ٣٠٤١]

۱۶۴۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں صبح کی اذان سے پہلے مدینہ سے روانہ ہوا اور مقام ذی قرد میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں چرتی تھیں۔ راستہ میں مجھے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام ملا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں ہیں۔ پھر وہ تمام حدیث (۱۳۰۰) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے اور یہاں اس کے آخر میں راوی نے مزید کہا ہے کہ پھر ہم لوٹے تو رسول اللہ ﷺ مجھ کو اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا کر مدینہ تک لائے۔

فوائد: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور تیر انداز تھے لوٹ مار کرنے والوں کو تیر مارتے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔ "میں اکوع کا فرزند ہوں اور آج کمینہ خصلت لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے۔

٢٣ - باب: غَزْوَةُ خَيْبَرَ

باب ۲۳: غزوہ خیبر کا بیان

١٦٤٤ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَسِرْنَا لَيْلًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ القَوْمِ لِعَامِرٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ

۱۶۴۴۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے اور رات بھر چلتے رہے۔ پھر کسی نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے کہا اے عامر رضی اللہ عنہ! تو ہم کو اپنے شعر کیوں نہیں سناتا؟ حضرت عامر رضی اللہ عنہ

هُنَيْهَاتِكَ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا حَدَّاءً، فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

اللَّهُمَّ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (مَنْ هَذَا السَّائِقُ؟). قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الأَكْوَعِ، قَالَ: (يَرْحَمُهُ اللَّهُ). قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لَوْلاَ أَمْتَعْتَنَا بِهِ؟ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ، أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَا هَذِهِ النِّيرَانُ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟). قَالُوا: عَلَى لَحْمٍ، قَالَ: (عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟). قَالُوا: لَحْمُ حُمُرِ الإِنْسِيَّةِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا). قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ: (أَوْ ذَاكَ). فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا، فَتَنَاوَلَ بِهِ

شاعر' حدی خواں تھے اپنی سواری سے اتر کر حدی خوانی کے لئے یہ شعر سنانے لگے۔

گر نہ ہوتی تیری رحمت اے شاہ عالی صفات
تو نمازیں ہم نہ پڑھتے اور نہ دیتے ہم زکوۃ
تجھ پر صدقے جب تلک ہم زندہ رہیں
بخش دے ہم کو لڑائی میں عطا کر ثبات
اپنی رحمت ہم پہ نازل کر شہ والا صفات
جب وہ ناحق چیخیں' سنتے نہیں ہم ان کی بات
چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہی ہے نجات

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کون گا رہا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ آپ نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے۔ ایک شخص سن کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! اب تو عامر کے لئے شہادت یا جنت لازم ہو گئی۔ آپ نے ہم کو ان سے اور فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا؟ خیر ہم خیبر پہنچے اور اہل خیبر کا محاصرہ کر لیا اس دوران ہمیں سخت بھوک لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیبر پر فتح دی جب اس دن کی شام ہوئی جس دن خیبر فتح ہوا تھا تو مسلمانوں نے آگ سلگائی۔ آپ نے پوچھا یہ کیسی آگ ہے؟ اور یہ کس چیز کے نیچے جلا رہے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا گوشت پکا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کس جانور کا گوشت؟ انہوں نے کہا گھریلو گدھوں کا گوشت پکا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس گوشت کو پھینک دو اور ہنڈیوں کو توڑ دو کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم ایسا نہ کریں کہ

سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ، فَرَجَعَ ذُبَابُ سَيْفِهِ، فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ: (مَا لَكَ؟) قُلْتُ لَهُ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لأَجْرَيْنِ - وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ - إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ). وَفي رواية: (نَشَأَ بِهَا). [رواه البخاري: ٤١٩٦]

گوشت کو پھینک کر ہنڈیوں کو دھو لیں۔ آپ نے فرمایا یہی کر لو۔ پھر جب قوم صف بندی کر چکی تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار جو چھوٹی تھی ایک یہودی کی پنڈلی پر ماری جس کی نوک پلٹ کر حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر لگی۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ اس زخم سے فوت ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب سب لوگ واپس آئے تو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے مغموم دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں بے کار گئیں۔ آپ نے فرمایا کون کہتا ہے؟ وہ جھوٹا ہے حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو تو دوہرا ثواب ملے گا۔ آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا کہ عامر رضی اللہ عنہ تو بڑی محنت اور کوشش سے جہاد کرتا تھا۔ اس جیسے عربی جوان جو مدینہ میں رہتے ہوں ایک روایت میں ہے جس نے وہاں نشوونما پائی ہو بہت ہی کم ہیں۔

فوائد: مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے عامر رضی اللہ عنہ! تیرا پروردگار تجھے بخشش دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو مخاطب کر کے یوں فرماتے تو وہ جنگ میں ضرور شہید ہو جاتا تھا چنانچہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ بھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔ (فتح الباری:۷/۵۳۲)

١٦٤٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَتَى خَيْبَرَ لَيْلًا، وتَقَدَّمَ في الصَّلَاةِ، وزَادَ هُنَا: فَقَتَلَ النَّبِيُّ ﷺ المُقَاتِلَةَ وَسَبَى ٱلذُّرِّيَّةَ. (راجع: ٢٤٣) [رواه البخاري: ٤١٩٧ وانظر حديث رقم: ٣٧١]

۱۶۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر پہنچے یہ حدیث (۲۴۳) کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اتنا اضافہ ہے کہ لڑائی کرنے والوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

فوائد : اس روایت کے آخر میں ہے کہ ان قیدیوں میں حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو پہلے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے ان کو لے لیا اور اس سے نکاح کیا نیز اس کی آزادی کو حق مہر قرار دیا۔ (صحیح بخاری:۴۲۰۰)

١٦٤٦ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ خَيْبَرَ، أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ: ٱللهُ أَكْبَرُ ٱللهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللهُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱرْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، إِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا، وَهُوَ مَعَكُمْ). وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِٱللهِ، فَقَالَ لِي: (يَا عَبْدَ ٱللهِ ابْنَ قَيْسٍ). قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الجَنَّةِ؟) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ ٱللهِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، قَالَ: (لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِٱللهِ). [رواه البخاري: ٤٢٠٦]

۱۶۴۶۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر پر چڑھائی کی تو لوگ ایک اونچی جگہ پر آئے انہوں نے بآواز بلند تکبیر کہی یعنی ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه)) کہنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا اپنے آپ پر آسانی کرو کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم تو ایسے اللہ کو پکارتے ہو جو سنتا ہے اور نزدیک ہے وہ تو تمہارے ساتھ ہے اس وقت میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا آپ نے میری آواز سن لی میں کہہ رہا تھا۔ ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه)) آپ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیسؓ! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتلایئے۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ نے فرمایا وہ ہے۔ ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه))

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ "حاضروناظر" کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے غائب کے مقابلہ میں اللہ کی صفت "قریب" ذکر کی ہے حالانکہ غائب کے مقابلہ میں حاضر ہے۔

١٦٤٧ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱلْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ

۱۶۴۷۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کا مقابلہ ہوا دونوں طرف سے لوگ خوب

فَاقْتَتَلُوا، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ لاَ يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلاَ فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقِيلَ: مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلاَنٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ: (وَمَا ذَاكَ؟) قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: (إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ

لڑے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کی طرف لوٹے اور دوسرے اپنے لشکر کی طرف لوٹے تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک ایسا آدمی دکھائی دیا جو کسی اکے دکے آدمی کو نہ چھوڑتا اس کے پیچھے جا کر اپنی تلوار سے اسے مار دیتا تھا کہا گیا اس نے تو آج وہ کام کر دکھایا ہے جو ہم میں سے کوئی نہ کر سکا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ راوی کا بیان ہے چنانچہ وہ شخص اس کے ساتھ چلا جب وہ ٹھہرتا تو وہ بھی ٹھہر جاتا اور جب چلنے لگتا تو یہ بھی چلنے لگتا راوی کہتا ہے کہ وہ شخص سخت زخمی ہو گیا تو جلد مرنے کے لئے اس نے یوں کیا کہ اپنی تلوار کا دستہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی چھاتی سے لگائی اوپر سے اپنا وزن ڈال کر خود کو ہلاک کر ڈالا۔ پھر وہ دوسرا شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ اس شخص نے کہا وہ شخص جس کا آپ نے ابھی ابھی ذکر کیا تھا کہ وہ دوزخیوں سے ہے اور لوگوں پر آپ کا یہ کہنا شاق گزرا تھا۔ پھر میں نے ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے لئے اس کی خبر گیری کرتا ہوں چنانچہ میں اس کے پیچھے نکلا تو دیکھا کہ وہ شخص لڑتے لڑتے سخت زخمی ہو گیا۔ پھر اس نے جلد مرجانے کے لئے یوں کیا کہ اس نے اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر لگایا اور

لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٤٢٠٣، ٤٢٠٧]

اپنا وزن ڈالا اور ہلاک ہو گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے جبکہ ایک آدمی لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں جیسے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

فوائد: طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے متعلق فرمایا یہ منافق ہے اور اپنے نفاق پر پردہ ڈالے ہوئے ہے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں ظاہری عمل کے بجائے خلوص نیت کی زیادہ قیمت ہے۔ (فتح الباری:۷/۵۴۰)

١٦٤٨ : وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قُمْ يَا فُلَانُ، فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، إِنَّ ٱللهَ يُؤَيِّدُ ٱلدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ). [رواه البخاري: ٤٢٠٤]

۱۶۴۸۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں وہی جائے گا جو مومن ہو گا اور اللہ کی قدرت ہے کہ وہ کبھی فاجر آدمی سے بھی دین کی تائید کرا دیتا ہے۔

فوائد: اس سے ظاہری نمود و نمائش اور ریاکاری کی مذمت ثابت ہوتی ہے اللہ اس سے محفوظ رکھے۔

١٦٤٩ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ضُرِبْتُ ضَرْبَةً فِي سَاقِي يَوْمَ خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا ٱشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ. [رواه البخاري: ٤٢٠٦]

۱۶۴۹۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے دن مجھے پنڈلی پر چوٹ لگ گئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس پر تین مرتبہ دم فرما دیا۔ پھر مجھے آج تک کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

فوائد: اس حدیث کے ایک راوی حضرت یزید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ میں حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا ایک گہرا نشان دیکھا دریافت کرنے پر انہوں نے یہ حدیث بیان کی۔

١٦٥٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى

۱۶۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ اور خیبر کے درمیان تین شب قیام فرمایا انہی میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے زفاف ہوا۔ میں نے مسلمانوں کو آپ کے

وَلِيمَتِهِ، وَما كانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلاَ لَحْمٍ، وَما كانَ فِيهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِلاَلًا بِالأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ، فَأُلْقِيَ عَلَيْنَا التَّمْرُ وَالأَقِطُ وَالسَّمْنُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُهُ؟ قَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ. فَلَمَّا ٱرْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ، وَمَدَّ ٱلْحِجَابَ. [رواه البخاري: ٤٢١٣]

ولیمہ کے لئے بلایا تو اس میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت بلکہ صرف آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دستر خواں بچھانے کا حکم کیا چنانچہ جب بچھا دیا گیا تو اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ اب مسلمان کہنے لگے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین میں سے ہیں یا کنیز ہیں؟ پھر خود ہی کہنے لگے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پردے میں رکھیں گے تو امہات المومنین میں سے ہیں اگر پردے میں نہ رکھیں گے تو لونڈی ہیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لئے اپنے پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان پر پردہ لٹکا دیا۔

فوائد: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نام زینب تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے لئے منتخب فرمایا تو اس کا نام صفیہ پڑ گیا اور یہی اصل نام پر غالب آگیا اسے استبراء رحم تک حضرت حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرایا گیا۔ (فتح الباری:۴/۵۴۸)

١٦٥١ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ. [رواه البخاري: ٤٢١٦]

۱۶۵۱۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن نکاح متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے کہ ممانعت فرمائی ہے۔

فوائد: آغاز اسلام میں خاص ضرورت کے پیش نظر متعہ جائز تھا غزوہ خیبر کے موقع پر اسے حرام کر دیا گیا پھر مخصوص حالات کی بناء پر فتح مکہ کے وقت اس کی اجازت دی گئی بالآخر قیامت تک کے لئے اسے حرام کر دیا گیا۔ (فتح الباری:۴/۵۰۲)

١٦٥٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا. [رواه البخاري: ٤٢٢٨]

۱۶۵۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن مال غنیمت سے گھوڑے کے سوار کو دو حصے اور پیادے کو ایک حصہ عنایت فرمایا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں حضرت نافع نے اس کی تفصیل بیان کی ہے کہ اگر مجاہد کے پاس

گھوڑا ہوتا تو اسے تین حصے ملتے اگر وہ اکیلا ہوتا تو اسے صرف ایک حصہ دیا جاتا۔

۱۶۵۳ : عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ، أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالآخَرُ أَبُو رُهْمٍ، فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ مِنْ قَوْمِي، فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، وَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا، يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ. وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا، عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: آلْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ، آلْبَحْرِيَّةُ هٰذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ، قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ: كَلَّا وَاللّٰهِ، كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ

۱۶۵۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ یمن میں تھے جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مکہ سے روانگی کی اطلاع ملی ہم بھی ہجرت کر کے آپ کی طرف چل پڑے۔ ایک میں اور دو میرے بھائی میں ان میں سے چھوٹا تھا۔ ایک کا نام ابو بردہ اور دوسرے کا نام ابو رہم تھا ہمارے ساتھ میری قوم کے ترپین افراد اور تھے۔ ہم سب کشتی میں سوار ہوئے تو ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کی سر زمین حبشہ میں جا اتارا وہاں ہماری ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ہم نے ان کے پاس ہی قیام کیا۔ پھر ہم سب اکٹھے روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے اس وقت ملاقات ہوئی۔ جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے اور دوسرے لوگ ہم اہل سفینہ سے کہنے لگے کہ ہم ہجرت کے اعتبار سے تم پر سبقت رکھتے ہیں اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ساتھ آئیں تھیں وہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ملاقات کے لئے گئیں اور اسماء نے بھی نجاشی کی طرف جماعت مہاجرین کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو اس وقت حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کے پاس موجود تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہی حبشہ سے ہجرت کر کے آنے والی؟

جاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارِ - أَوْ فِي أَرْضِ - الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ، وَذٰلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ ﷺ، وَايْمُ اللهِ لاَ أَطْعَمُ طَعَامًا وَلاَ أَشْرَبُ شَرَابًا، حَتَّى أَذْكُرَ ما قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَسْأَلُهُ، وَاللهِ لاَ أَكْذِبُ وَلاَ أَزِيغُ وَلاَ أَزِيدُ عَلَيْهِ. فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: (فَمَا قُلْتِ لَهُ). قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: (لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وِلأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ - أَهْلَ السَّفِينَةِ - هِجْرَتَانِ). [رواه البخاري: ٤٢٣٠، ٤٢٣١]

سمندری راستہ سے آنے والی؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں وہی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اس بناء پر ہم رسول اللہ ﷺ پر تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا غصہ میں آ گئیں اور کہنے لگیں اللہ کی قسم! ہرگز نہیں تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تم میں سے اگر کوئی بھوکا ہوتا تو آپ اسے کھانا کھلاتے تھے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت فرماتے تھے اور ہم ایسی جگہ میں یا یوں فرمایا ہم سرزمین حبشہ کے ایسے ایسے علاقہ میں رہتے تھے جو نہ صرف دور تھا۔ بلکہ دین اسلام سے وہاں نفرت تھی یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر برداشت کیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھ پر کھانا پینا حرام ہے جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے ان باتوں کا ذکر نہ کر لوں جو آپ نے کہی ہیں اور وہاں ہمیں ایذا دی جاتی اور خوف و ہراس میں مبتلا رہتے تھے۔ میں یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ سے بیان کروں گی اور آپ سے دریافت کروں گی اللہ کی قسم! میں نہ جھوٹ بولوں گی نہ غلط کہوں گی اور نہ ہی اپنی طرف سے کوئی بات بڑھاؤں گی۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اور یہ باتیں کی ہیں آپ نے فرمایا تو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دیا انہوں نے عرض کیا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اور یہ کہا۔ آپ نے فرمایا وہ تم سے زیادہ مجھ پر حق نہیں رکھتے ان

کی اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو! صرف تمہاری دو ہجرتیں ہوئی ہیں۔

فوائد : حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور اس کے دیگر ساتھی میرے پاس آتے اور اس فرمان نبوی کو بار بار سنتے کیونکہ اس میں ان کی عظمت کو بیان کیا گیا تھا۔

١٦٥٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي لأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ، إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ، أَوْ قَالَ: الْعَدُوَّ، قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ). [رواه البخاري: ٤٢٣٢]

١٦٥٤۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اشعری لوگوں کے قرآن پڑھنے کی آواز کو پہچانتا ہوں جب وہ رات کو گھروں میں آتے ہیں اور میں ان کی قیام گاہوں کو ان کی تلاوت قرآن کی آواز سے رات کے وقت پہنچان لیتا ہوں گو دن کو جب وہ اترتے ہیں میں نے ان کے ٹھکانے نہ دیکھے ہوں اور ان میں ایک شخص حکیم ہے جب وہ کسی جماعت یا دشمن سے لڑتا ہے تو ان سے کہتا ہے ہمارے ساتھی تم سے کہتے ہیں کہ ہمارا انتظار کرو۔

فوائد : مطلب یہ ہے کہ وہ حکیم بڑا بہادر اور دلیر انسان ہے دشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے بھاگتا نہیں بلکہ یہ کہتا ہے کہ ذرا صبر کرو اور ہمارے ساتھیوں کا انتظار کرو تاکہ دشمن کے پاؤں اکھڑ جائیں اور وہ مقابلہ میں نہ آئیں۔ (فتح الباری:۷/۵۵۷)

١٦٥٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ أَنِ ٱفْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا، وَلَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا. [رواه البخاري: ٤٢٣٣]

١٦٥٥۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فتح خیبر کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خیبر کی غنیمت سے حصہ دیا اور ہمارے سوا کسی اور کو جو بوقت فتح حاضر نہ تھا حصہ نہیں دیا گیا۔

فوائد : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس طرح حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جو حبشہ سے ہجرت کر کے آئے تھے انہیں غنائم خیبر میں شریک کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ باہمی فیصلہ کے بعد پھر انہیں حصہ دار بنایا گیا۔ (فتح الباری:۴/۵۰۴)

٢٤ - باب: عُمْرَةُ الْقَضَاءِ

باب ۲۴: عمرہ قضاء کا بیان

١٦٥٦ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ، وَمَاتَتْ بِسَرِفَ. [رواه البخاري: ٤٢٥٨]

۱۶۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے سر زمین حرم میں نکاح فرمایا اور سرزمین حرم سے نکلنے کی بعد ان سے خلوت کی اور وہ مقام سرف میں فوت ہوئیں۔

فوائد: عمرۃ القضاء اس بناء پر ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت کفار قریش کے فیصلہ کے مطابق ادا کیا گیا تھا یہ اس لئے نہیں کہ اسے قضاء کے طور پر ادا کیا تھا۔ (فتح الباری:۷/۵۰۷) نیز رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح بحالت احرام نہیں بلکہ اس سے پہلے کیا تھا جیسا کہ خود حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ (فتح الباری:۹/۷۱)

٢٥ - باب: غَزْوَةُ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ

باب ۲۵: غزوہ موتہ کا بیان

١٦٥٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَّرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ، وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ ٱللهِ بْنُ رَوَاحَةَ). قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى، وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ، مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ. [رواه البخاري: ٤٢٦١]

۱۶۵۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر فرمایا اگر زید شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اس جنگ میں موجود تھا جب ہم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی لاش تلاش کی دیکھا تو لاشوں میں پڑی ہوئی تھی اور ہم نے ان کے جسم پر نیزوں اور تیروں کے نوے سے زیادہ زخم دیکھے۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بعد اسلامی جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں لیا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد فرما" پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔ (فتح الباری:۷/۵۸۶)

٢٦ - باب: بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ

باب ۲۶: رسول اللہ ﷺ کا حرقات کی

ابْنَ زَيْدٍ إِلَى الحُرَقَاتِ

طرف اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو روانہ فرمانا

١٦٥٨ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، فَكَفَّ الأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ؟) قُلْتُ: كَانَ مُتَعَوِّذًا، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا، حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. [رواه البخاري: ٤٢٦٩]

١٦٥٨۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قبیلہ حرقہ کی طرف روانہ کیا تو ہم نے صبح سویرے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دی۔ پھر ایسا ہوا کہ میں اور ایک انصاری شخص حرقہ کے ایک شخص سے بھڑ گئے جب ہم نے اس کو گھیر لیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا یہ سنتے ہی انصاری نے تو ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کر ڈالا۔ پھر جب ہم اس جنگ سے لوٹ کر آئے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اے اسامہ رضی اللہ عنہ! کیا تو نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا وہ تو اپنے بچاؤ کے لئے ایسا کہہ رہا تھا۔ مگر آپ بار بار یہی فرماتے رہے حتی کہ میں نے یہ خواہش کی کہ کاش میں اس دن سے قبل مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دعائے استغفار کی اپیل کی تو آپ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تیرا کیا موقف ہو گا؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کلمہ گو مسلمان کے متعلق اقدام قتل کس قدر سنگین جرم ہے۔ (فتح الباری:۲۰۳/۱۲)

١٦٥٩ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ، مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ، وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا. [رواه البخاري: ٤٢٧٠]

١٦٥٩۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سات مرتبہ جہاد کیا ہے اور نو مرتبہ آپ کے روانہ کردہ لشکروں کے ساتھ مل کر لڑا ہوں۔ ان میں ایک دفعہ ہم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر تھے اور ایک مرتبہ ہم پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سردار بنے تھے۔

فوائد : جن سات غزوات میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے وہ

یہ ہیں: غزوہ خیبر' حدیبیہ' حنین' قرد' فتح مکہ' غزوہ طائف' اور غزوہ تبوک۔ (فتح الباری:۷/۵۹۱)

٢٧ - باب: غَزْوَةُ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ

١٦٦٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلَافٍ، وَذٰلِكَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِينَ وَنِصْفٍ مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ، فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى مَكَّةَ، يَصُومُ وَيَصُومُونَ، حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ، وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ، أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوا. [رواه البخاري: ٤٢٧٦]

باب ۲۷: ماہ رمضان میں غزوہ مکہ

۱۶۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں دس ہزار اصحاب کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور یہ مدینہ میں آپ کے آنے کے ساڑھے آٹھ برس بعد کا واقعہ ہے۔ اس سفر میں آپ اور آپ کے ساتھ آنے والے مسلمان روزہ سے تھے۔ پھر جب آپ مقام کدید پہنچے جو عفان اور قدید کے درمیان ایک چشمہ ہے تو وہاں آپ اور آپ کی ساتھیوں نے روزہ افطار کیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اثناء سفر روزہ افطار کیا جا سکتا ہے چنانچہ امام زہری اس حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ شرعی احکام میں رسول اللہ ﷺ کے آخری فعل کو لیا جائے گا۔

١٦٦١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَمَضَانَ إِلَى حُنَيْنٍ، وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُونَ، فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ، فَلَمَّا ٱسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ، دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ مَاءٍ، فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحَتِهِ، أَوْ: عَلَى رَاحِلَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ، فَقَالَ الْمُفْطِرُونَ لِلصُّوَّامِ: أَفْطِرُوا. [رواه البخاري: ٤٢٧٧]

۱۶۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف ماہ رمضان میں روانہ ہوئے اور آپ کے ہمراہ لوگوں کا ایک حال نہ تھا۔ کچھ روزہ رکھے ہوئے تھے جبکہ بعض روزہ کے بغیر تھے جب آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو دودھ یا پانی کا برتن منگوایا اور اسے اونٹنی یا اپنی ہتھیلی پر رکھا۔ پھر آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو بے روزہ لوگوں نے روزہ داروں سے کہا اب روزہ افطار کر لو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ دس رمضان کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوتے اور رمضان کے وسط میں مکہ مکرمہ پہنچے پھر انیس دن یہاں پڑاؤ کیا پھر اوائل شوال میں حنین کا رخ کیا اس لئے روایت میں رمضان کا ذکر محل تامل ہے۔ (فتح الباری:۷/۵۹۷)

٢٨ - باب: أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ ﷺ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ

١٦٦٢ : عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عامَ الْفَتْحِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا، خَرَجَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَلْتَمِسُونَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَأَقْبَلُوا يَسِيرُونَ حَتَّى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ، فَإِذَا هُمْ بِنِيرَانٍ كَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: ما هٰذِهِ، لَكَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ: نِيرَانُ بَنِي عَمْرٍو، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ، فَرَآهُمْ نَاسٌ مِنْ حَرَسِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَأَدْرَكُوهُمْ فَأَخَذُوهُمْ، فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَأَسْلَمَ أَبُو سُفْيَانَ، فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ: (أَحْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ، حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ). فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ، فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، كَتِيبَةً كَتِيبَةً عَلَى أَبِي سُفْيَانَ، فَمَرَّتْ كَتِيبَةٌ، قَالَ: يَا عَبَّاسُ مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: هٰذِهِ غِفَارُ، قَالَ: مَا لِي وَلِغِفَارَ، ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ، قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُزَيْمٍ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ،

باب ٢٨: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا کہاں نصب کیا

١٦٦٢۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے سال روانہ ہوئے اور قریش کو یہ خبر پہنچی تو ابوسفیان' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقار آپ کے متعلق معلومات لینے کو نکلے۔ چلتے چلتے جب مرالظہران پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ آگ جگہ جگہ بکثرت روشن ہے گویا وہ عرفہ کی آگ ہے۔ ابو سفیان نے کہا یہاں جگہ جگہ آگ کیوں روشن ہے؟ یہ جگہ جگہ آگ کے یہ الاؤ تو میدان عرفات کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ بدیل بن ورقاء نے کہا یہ بنی عمرو کی آگ معلوم ہوتی ہے ابو سفیان نے کہا بنی عمرو کے لوگ تو اس سے بہت کم ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے پاسبانوں نے انہیں دیکھ کر انہیں گرفتار کر لیا اور پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو گھوڑوں کے ہجوم کی جگہ رکھنا تاکہ وہ مسلمانوں کی شان و شوکت بچشم خود ملاحظہ کرے۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو ایسی ہی جگہ ٹھہرایا۔ اب ان کے قریب سے وہ قبائل جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے گروہ در گروہ گزرنے لگے اور جب پہلا قبیلہ گزرا تو حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے پوچھا عباس رضی اللہ عنہ! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ

وَمَرَّتْ سُلَيْمٌ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا، قَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ، عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا أَبَا سُفْيَانَ، الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ، الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ. فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ. ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيبَةٌ، وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ، فِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، وَرَايَةُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، فَلَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِي سُفْيَانَ قَالَ: أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟ قَالَ: (مَا قَالَ؟). قَالَ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: (كَذَبَ سَعْدٌ، وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ، وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيهِ الْكَعْبَةُ). قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهُ بِالْحَجُونِ.

فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلزُّبَيْرِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، هَا هُنَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ؟

قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ، وَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ كُدًا، فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ: حُبَيْشُ ابْنُ الْأَشْعَرِ، وَكُرْزُ بْنُ جَابِرٍ

قبیلہ غفار ہے۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ان سے کوئی غرض نہیں۔ پھر قبیلہ جہینہ گزرا تو ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کہا پھر قبیلہ سعد بن ہزیم گزرا تو بھی اس نے یہی کہا۔ پھر قبیلہ سلیم گزرا تو بھی اس نے یہی کہا۔ آخر میں ایک ایسا لشکر گزرا کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے اس جیسا لشکر کبھی نہ دیکھا تھا پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہ یہ انصاری ہیں اور ان کے امیر حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ ہیں جو جھنڈا تھامے ہوئے ہیں پھر سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو سفیان رضی اللہ عنہ آج تو گردنیں مارنے کا دن ہے۔ آج کعبہ میں کفار کا قتل جائز ہو گا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اے عباس رضی اللہ عنہ تحفظ و حفاظت کا دن اچھا ہے۔ پھر ایک سب سے چھوٹی جماعت آئی اس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے تو اس نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے؟ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ نے غلط کہا ہے یہ تو وہ دن ہے کہ اللہ اس میں کعبہ کو بزرگی دے گا اور اس دن کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حجون میں اپنا جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابو عبد اللہ! کیا اس جگہ جھنڈا

الْفِهْرِيُّ. [رواه البخاري: ٤٢٨٠]

گاڑنے کا تجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا تھا کہ کداء کی بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہوں اور خود رسول اللہ ﷺ کداء (کے نشیبی علاقہ) کی طرف سے داخل ہوئے۔ اس دن حضرت خالد بن ولید کی فوج سے دو مرد یعنی حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر الفہری رضی اللہ عنہما شہید ہوئے۔

فوائد : جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر جرار لے کر مکہ میں داخل ہوئے تو اہل مکہ نے معمول کا مقابلہ کیا نتیجہ میں بارہ تیرہ کافر مارے گئے اور باقی بھاگ نکلے جبکہ مسلمانوں سے بھی حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم (فتح الباری: ۷/۶۰۳)

١٦٦٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ، وَقَالَ: لَوْلاَ أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كما رَجَّعَ. [رواه البخاري: ٤٢٨١]

۱۶۶۳۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی پر سوار دیکھا اس وقت سورۃ فتح (بڑی خوش الحانی) سے پڑھ رہے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ اگر لوگوں کے جمع ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی اسی طرح ترجیع کے ساتھ پڑھ کر سناتا جیسے انہوں نے پڑھ کر سنایا تھا۔

فوائد : ایک لفظ کو آہستہ پھر باآواز بلند پڑھنے کو ترجیع کہتے ہیں راوی حدیث حضرت معاویہ بن قرۃ نے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے لب ولہجہ کے مطابق تھوڑی سی قرأت کی بعض روایات میں صوتی طریقہ کو بیان بھی کیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۷/۶۰۷)

١٦٦٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلاَثُمِائَةِ نُصُبٍ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ: ﴿جَاءَ ٱلْحَقُّ وَزَهَقَ ٱلْبَٰطِلُ﴾. ﴿جَاءَ ٱلْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ

۱۶۶۴۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ آپ اپنے ہاتھ کی چھڑی سے ان بتوں کو مارتے اور فرماتے دین حق آیا اور باطل مٹ گیا حق آچکا اور باطل سے نہ شروع میں کچھ ہو

﴿الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾. [رواه البخاري: ٤٢٨٧]

سکا اور نہ آئندہ اس سے کچھ ہو سکتا ہے۔

فوائد: بیت اللہ کے اندر حضرت ابراہیم' حضرت اسماعیل' حضرت عیسی اور حضرت مریم علیہم السلام کی تصاویر تھیں جبکہ بیت اللہ کے باہر بے شمار مجسمے نصب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوس کے کنارہ سے اشارہ کرتے حتی کہ تمام مجسمے زمین بوس ہو گئے۔ (فتح الباری:۱۱۶/۷)

٢٩ - باب:

باب ۲۹:

١٦٦٥ : عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا بِمَا مَمَرَّ النَّاسِ، وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ: مَا لِلنَّاسِ، مَا لِلنَّاسِ؟ مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُونَ: يَزْعَمُ أَنَّ ٱللهَ أَرْسَلَهُ، أَوْحَى إِلَيْهِ. أَوْ: أَوْحَى ٱللهُ بِكَذَا، فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ، وَكَأَنَّمَا يُقَرُّ فِي صَدْرِي، وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ، فَيَقُولُونَ: اتْرُكُوهُ وَقَوْمَهُ، فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ، فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ، بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ، وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: جِئْتُكُمْ وَٱللهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَقًّا، فَقَالَ: صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، وَصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا، فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي، لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ،

۱۶۶۵۔ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک چشمہ پر رہائش پذیر تھے جو لوگوں کے لئے عام گزر گاہ تھا۔ ہماری طرف سے جو مسافر سوار گزرتے ہم ان سے پوچھتے رہتے کہ اب لوگوں کا کیا حال ہے ؟ اور اس شخص کی کیا کیفیت ہے؟ لوگ جواب دیتے وہ کہتا ہے اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ اس کی طرف وحی اتارتا ہے یا یوں کہا کہ اللہ نے اس پر یہ وحی بھیجی ہے عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہ کلام خوب یاد کر لیا کرتا۔ گویا کوئی اسے میرے سینے میں جما دیتا ہے اور اہل عرب مسلمان ہونے کے لئے فتح مکہ کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی قوم کو چھوڑ دو اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب آ گئے تو وہ نبی برحق ہیں۔ پھر جب مکہ فتح ہوا تو ہر ایک قوم نے چاہا کہ وہ پہلے مسلمان ہو جائے اور میرے باپ نے مسلمان ہونے میں اپنی قوم سے بھی جلدی کی جب میرا باپ مسلمان ہو کر آیا تو اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی قسم! میں نبی برحق سے ملاقات کر کے تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ اس نے فرمایا ہے کہ فلاں وقت یہ نماز اور فلاں وقت وہ نماز

فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ، وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ، كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ: أَلَا تُغَطُّونَ عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ؟ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا، فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذَلِكَ الْقَمِيصِ. [رواه البخاري: ٤٣٠٢]

پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جس کو زیادہ قرآن یاد ہو۔ وہ جماعت کرائے انہوں نے اس پر غور کیا تو مجھ سے زیادہ کسی کو قرآن پڑھنے والا نہ پایا کیونکہ میں مسافر سواروں سے سن سن کر بہت یاد کر چکا تھا۔ لہٰذا سب نے مجھے امام منتخب کر لیا حالانکہ میں اسی وقت چھ سات برس کا تھا۔ ایسا ہوا کہ اس وقت میرے تن پر صرف ایک چادر تھی وہ بھی جب میں سجدہ کرتا تو سکڑ جاتی (تو میرا ستر کھل جاتا) قبیلہ کی ایک عورت نے یہ منظر دیکھ کر کہا تم اپنے قاری کا سرین ہم سے کیوں نہیں چھپاتے آخرکار انہوں نے ایک کپڑا خرید کر میرا کرتہ بنایا اور میں جتنا اس کرتے سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے کبھی خوش نہیں ہوا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچہ فرائض اور نوافل میں امامت کا فریضہ ادا کر سکتا ہے جبکہ بعض لوگوں نے بلاوجہ اس موقف سے اختلاف کیا ہے۔ (فتح الباری:۶۱۸/۷)

٣٠ - باب: قول الله: ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

باب ۳۰: غزوہ حنین کا بیان اور ارشاد باری تعالیٰ "خاص کر حنین کے دن مدد کی کہ جب تم اپنی کثرت تعداد پر اترا رہے تھے"

١٦٦٦: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: أَنَّهُ كَانَ بِيَدِهِ ضَرْبَةٌ، قَالَ: ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ [رواه البخاري: ٤٣١٤]

۱۶۶۶۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ہاتھ پر تلوار کے زخم کا نشان تھا انہوں نے فرمایا کہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ تلوار کا زخم مجھے لگا تھا۔

فوائد: بخاری میں ہے کہ راوی حدیث اسماعیل بن ابی خالد نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی کلائی پر ایک زخم کا نشان دیکھا تو اس کی وجہ دریافت کی انہوں نے بتایا کہ میں غزوہ حنین اور دیگر جنگوں (مثلاً حدیبیہ اور خندق) میں شریک رہا ہوں۔ (فتح الباری:۶۲۳/۷)

٣١ - باب: غَزْوَةُ أَوْطَاسٍ

١٦٦٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ، فَانْتَهَى إِلَيْهِم فَلَقِيَ دُرَيْدَ ابْنَ الصِّمَّةِ، فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ، قَالَ أَبُو مُوسَى: وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ، فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ، رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي، فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى، فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ: أَلَا تَسْتَحِي، أَلَا تَثْبُتُ، فَكَفَّ، فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ: قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ، قَالَ: فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ، فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ المَاءُ، قَالَ يَا ابْنَ أَخِي: أَقْرِىءِ النَّبِيَّ ﷺ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِي. وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ، فَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ، فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ، وَقَالَ: قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي، فَدَعَا

باب ۳۱: غزوہ اوطاس کا بیان

۱۶۶۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر ایک لشکر کے ہمراہ اوطاس کی طرف روانہ کیا جو وہاں پہنچ کر درید بن صمہ سے نبرو آزما ہوئے۔ درید جنگ میں مارا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست سے دو چار کیا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تھا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں ایک جشمی آدمی کا تیر لگا جو کہ وہاں پیوست ہو کر رہ گیا۔ میں ان کے پاس گیا اور پوچھا چچا جان! تجھے کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے قبیلہ بنو جشم کے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتلایا کہ فلاں شخص میرا قاتل ہے۔ جس نے مجھے تیر مارا ہے میں دوڑ کر اس کے پاس جا پہنچا۔ مگر جب اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ نکلا میں اس کے پیچھے ہو لیا اور کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ آخر وہ رک گیا۔ پھر میرے اور اس کے درمیان تلوار کے دو وار ہوئے بالآخر میں نے اسے مار ڈالا۔ پھر واپس آکر میں نے ابو عامر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا اب یہ تیر تو نکالو میں نے تیر نکالا تو زخم سے پانی بہنے لگا۔ انہوں نے مجھے کہا میرے بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میری طرف سے سلام عرض کرنا اور آپ سے کہنا کہ میرے لئے بخشش کی دعا

بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: (اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ). وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ). فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ، فَقَالَ: (اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا). [رواه البخاري: ٤٣٢٣]

فرمائیں۔ پھر ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھے لوگوں پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور تھوڑی دیر کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے گھر حاضر ہوا اس وقت آپ بان سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جس پر بستر (نہیں) تھا اور چارپائی کی بان کے نشانات آپ کے پہلو اور پشت پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے تمام حالات بیان کئے اور حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بھی عرض کیا اور ان کی دعا مغفرت کی درخواست بھی پہنچائی تو آپ نے پانی طلب کیا وضو کر کے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی اے اللہ! عبید یعنی ابو عامر رضی اللہ عنہ کو بخش دے میں آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔ پھر فرمایا اے اللہ! اسے قیامت کے دن انسانوں میں سے اکثر پر برتری عطا کر۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے گناہ بخش دے اور روز قیامت انہیں مقام عزت عطا فرما۔

فوائد: غزوہ حنین کے بعد قبیلہ ہوازن کے شکست خوردہ لوگ بھاگ کر کچھ تو وادی اوطاس کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگوں نے طائف کا رخ کر لیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عامر اشعری کو امیر بنا کر وادی اوطاس کی طرف روانہ کیا۔ (فتح الباری:۸/۶۳۸)

٣٢ - باب: غَزْوَةُ الطَّائِفِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ

باب ۳۲: غزوہ طائف کا بیان جو شوال آٹھ ہجری میں ہوا

١٦٦٨ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لِعَبْدِ

۱۶۶۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک مخنث بیٹھا

ٱللهِ بْنِ أُمَيَّةَ: يَا عَبْدَ ٱللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ ٱللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا، فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمانٍ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ). [رواه البخاري: ٤٣٢٤]

ہوا تھا اور عبد اللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا۔ اے عبد اللہ! اگر کل اللہ تعالیٰ طائف فتح کر دے تو تم دختر غیلان کو لے لینا کیونکہ جب وہ سامنے سے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور جب وہ پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیکھتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آئندہ یہ مخنث تمہارے پاس ہرگز نہ آئے۔

فوائد: اس مخنث کا نام ہیت تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ سے نکال دیا تھا جب وہ بوڑھا ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر جمعہ مدینہ میں آنے کی اسے اجازت دے دی۔ (فتح الباری:۷/۵۲۴)

١٦٦٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ الطَّائِفَ، فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا، قَالَ: (إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ ٱللهُ). فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوا: نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً: (نَقْفُلُ). فَقَالَ: (اغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ). فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ، فَقَالَ: (إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ ٱللهُ). فَأَعْجَبَهُمْ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٣٢٥]

۱۶۶۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو دشمن سے کچھ نہ پا سکے۔ آخر آپ نے فرمایا ہم ان شاء اللہ کل یہاں سے لوٹ جائیں گے۔ یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری اور کہنے لگے ہم فتح کے بغیر کیوں واپس جائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا صبح جنگ کرو چنانچہ انہوں نے جنگ کی اور زخمی ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کل ان شاء اللہ ہم واپس چلیں گے۔ یہ سن کر لوگ بہت خوش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو ہنسی آ گئی۔

فوائد: کافر قلعہ بند تھے وہ اندر سے مسلمانوں پر تیر چلاتے اور لوہے کے گرم ٹکڑے پھینکتے تھے ایسے حالات میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا یہ لوگ لومڑی کی طرح اپنے بل میں گھس گئے ہیں اگر یہاں ٹھہریں گے تو ان پر قابو پانا ناممکن ہے چھوڑنے کی صورت میں وہ آپ کا نقصان نہیں کر سکیں گے۔ (فتح الباری:۷/۶۴۱)

١٦٧٠ : عَنْ سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَا: سَمِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ،

۱۶۷۰۔ حضرت سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو اپنے باپ کے علاوہ دانستہ خود کو کسی

وَهُوَ يَعْلَمُ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ). اور سے منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے۔

[رواه البخاري: ٤٣٢٦]

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ جب زیاد نے خود کو حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا تو ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ حالانکہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے واضح رہے کہ زیاد حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا مادری بھائی تھا۔ (فتح الباری:۵۵/۱۲)

١٦٧١ : وفي رواية: أَمَّا أَحَدُهُما فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ في سَبِيلِ ٱللهِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ في أُناسٍ فَجاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَفي رِوايَة: فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَالِثَ ثَلاثَةٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الطَّائِفِ. [رواه البخاري: ٤٣٢٧]

۱۶۷۱۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ان دونوں (سعد و ابی بکرہ رضی اللہ عنہما) راویوں میں ایک تو وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر چلایا اور دوسرا وہ ہے جو قلعہ طائف کی دیوار سے چند آدمیوں کے ساتھ پھلانگ گیا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے جو ۲۳ ویں آدمی تھے۔ ان لوگوں میں جو طائف کے قلعہ سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

فوائد: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہ شخص تھے جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہی جو طائف کے قلعہ سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ (صحیح بخاری:۴۳۲۶)

١٦٧٢ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلاَلٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلاَ تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ: (أَبْشِرْ). فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ، فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلاَلٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: (رَدَّ الْبُشْرَى، فَاقْبَلاَ أَنْتُما). قَالاَ: قَبِلْنَا، ثُمَّ دَعَا

۱۶۷۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جبکہ آپ جعرانہ میں ٹھہرے تھے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس وقت ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا کریں۔ آپ نے فرمایا تیرے لئے بشارت ہے وہ بولا یہ کیا بات ہے؟ آپ اکثر یہی فرماتے رہتے ہیں "خوش ہو جا" یہ سن کر معلوم ہوا جیسا کہ آپ غصہ میں ہیں۔ حضرت بلال

بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: (اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا). فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا، فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً. [رواه البخاري: ٤٣٢٨]

رضی اللہ عنہ اور ابو موسی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اس اعرابی نے بشارت قبول نہیں کی۔ لہٰذا تم دونوں قبول کر لو۔ ان دونوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔ پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھوئے اور اس میں کلی بھی کی۔ پھر فرمایا اس میں سے تم دونوں پیو کچھ اپنے منہ اور سینہ پر ڈالو اور خوش ہو جاؤ۔ ہم دونوں پیالہ لے کر تعمیل حکم کرنے لگے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پس پردہ پکارا کہ اپنی ماں یعنی میرے لئے بھی چھوڑ دینا تو انہوں نے کچھ پانی بچا کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔

فوائد: مقام جعرانہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نہیں بلکہ مکہ اور طائف کے درمیان ہے شاید کسی راوی سے سہواً ایسا ہوا ہے۔ (فتح الباری ۸/۴۶)

١٦٧٣: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ [رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ]، فَقَالَ: (إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: (لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الأَنْصَارُ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ، أَوْ شِعْبَ الأَنْصَارِ). [رواه البخاري: ٤٣٣٤]

۱۶۷۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے کچھ لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا قریش ابھی نو مسلم اور تازہ مصیبت اٹھائے ہوئے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مال غنیمت سے ان کی دل جوئی کروں۔ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ دوسرے لوگ تو دنیا لے جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر گھروں کی طرف لوٹو۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو اس پر راضی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اگر اور لوگ وادی کے اندر چلیں اور انصار پہاڑی راستے پر چلیں تو میں بھی انصار کی وادی یا گھاٹی کو ہی اختیار کروں گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ انصار میرے لئے استر ہیں اور دیگر لوگ ابرہ کی حیثیت رکھتے ہیں پھر آپ نے انصار کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انصار' انکے بیٹیوں اور پوتوں پر رحمت نازل فرما' اس پر

انصار بہت خوش ہوئے۔ (فتح الباری:۸/۵۲)

٣٣ - باب: بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ

باب ۳۳: رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجنے کا بیان

١٦٧٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ، فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: صَبَأْنَا صَبَأْنَا، فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ، وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، فَقُلْتُ: وَٱللهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي، وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْنَاهُ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَقَالَ: (اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ). مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ٤٣٣٩]

۱۶۷۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ وہ اچھی طرح یوں نہ کہہ سکے کہ ہم اسلام لائے بلکہ یوں کہنے لگے کہ ہم نے اپنا دین بدل ڈالا جس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا اور بعض کو قید کر کے ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک قیدی دے دیا۔ پھر ایک روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اپنے قیدی کو ہرگز قتل نہیں کروں گا اور نہ ہی میرا کوئی ساتھی اپنے قیدی کو مارے گا پھر ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ قصہ بیان کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی اے اللہ! میں خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے بری الذمہ ہوں دو بار یہی فرمایا۔

فوائد: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے چونکہ اجتہادی غلطی ہوئی تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے خود کو بری الذمہ قرار دیا لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں کہا البتہ قوم کے افراد بے گناہ مارے گئے تھے اس لئے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے ان کا خون بہا دے کر اس کی تلافی فرمائی۔ (فتح الباری:۸/۵۸)

٣٤ - باب: سَرِيَّةُ عَبْدِاللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ. وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهَا سَرِيَّةُ الأَنْصَارِيِّ

باب ۳۴: عبد اللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہما کے سریہ کا بیان اور اسی کو ”سریہ انصار“ کہا جاتا ہے

١٦٧٥ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۱۶۷۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

قال: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سرِيَّةً وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهَا رَجُلًا مِنَ الأَنْصارِ، وَأَمرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ، فَغَضِبَ، فَقَالَ: أَلَيْسَ أَمرَكُمُ النَّبِيُّ أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا، فَجَمَعُوا، فَقَالَ: أَوْقِدُوا نَارًا، فَأَوْقَدُوهَا، فَقَالَ: ادْخُلُوهَا، فَهَمُّوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا، وَيَقُولُونَ: فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ، فَسَكَنَ غَضَبُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: (لَوْ دَخَلُوهَا ما خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، الطَّاعَةُ فِي المَعْرُوفِ). [رواه البخاري: ٤٣٤٠]

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اس کا سالار ایک انصاری شخص کو مقرر فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کرو۔ اتفاقا اس کو غصہ آیا تو کہنے لگا کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری اطاعت کا حکم نہیں دیا تھا۔ لوگوں نے کہا کیوں نہیں! تب اس نے کہا تم میرے لئے لکڑیاں جمع کرو۔ انہوں نے جمع کر دیں اس نے کہا اب آگ سلگاؤ انہوں نے آگ بھی سلگائی۔ پھر اس نے کہا کہ اس میں کود پڑو۔ انہوں نے کودنے کا ارادہ کیا مگر بعض ایک دوسرے کو روکنے لگے اور انہوں نے کہا ہم آگ سے راہ فرار کر کے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہیں وہ یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آگ بجھ گئی اور اس کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر وہ اس آگ میں گھس جاتے تو قیامت تک اس سے نہ نکل سکتے کیونکہ اطاعت اسی کام میں ضروری ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہو۔

فوائد: مسند امام احمد میں ہے کہ اس لشکر کا سالار حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا لیکن وہ انصاری اس معنی میں ہیں کہ انہوں نے دین اسلام کے معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی مدد فرمائی تھی اصل میں وہ مہاجرین سے تعلق رکھتے ہیں عین ممکن ہے کہ روایت میں انصار کا لفظ کسی راوی کا وہم ہو۔ (فتح الباری:۸/۵۹)

٣٥ - باب: بَعْثُ أَبِي مُوسَىٰ وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب ۳۵: حضرت ابو موسی اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو حجۃ الوداع سے پہلے یمن روانہ کرنے کا بیان

١٦٧٦ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ وَمُعَاذَ

۱۶۷۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو

ابْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلاَفٍ، قَالَ: وَالْيَمَنُ مِخْلاَفَانِ، ثُمَّ قَالَ: (يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا). فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ، قَالَ: وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ فِي أَرْضِهِ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ بِهِ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسَى، فَجَاءَ يَسِيرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ، وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ، وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَيَّمَ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلاَمِهِ، قَالَ: لاَ أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، قَالَ: إِنَّمَا جِيءَ بِهِ لِذٰلِكَ فَانْزِلْ، قَالَ: ما أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ، كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ أَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا، قَالَ: فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ قَالَ: أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ، فَأَقْرَأُ ما كَتَبَ اللهُ لِي، فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كما أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي. [رواه البخاري: ٤٣٤١، ٤٣٤٢]

یمن کی طرف بھیجا اور ہر ایک کو یمن کی ایک ولایت پر حاکم بنا دیا اور اس وقت یمن دو ولایت پر مشتمل تھا۔ پھر آپ نے فرمایا دیکھو لوگوں پر آسانی کرنا سختی سے کام نہ لینا انہیں خوش رکھنا نفرت نہ دلانا۔ خیر ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے کام پر روانہ ہوا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے جو کوئی اپنے علاقہ کا دورہ کرتے کرتے اپنے ساتھی کے قریب آ جاتا تو اس سے ضرور ملاقات کرتا اسے سلام کرتا ایک بار ایسا ہوا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے علاقہ کا دورہ کرتے کرتے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گئے تو وہ اپنے خچر پر سوار ہو کر حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔ وہاں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ! یہ کون ہے؟ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گیا تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک اسے کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاتا میں خچر سے نہیں اتروں گا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اترو تو سہی اسے قتل کرنے کی لئے یہاں لایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا میں اس کے مارے جانے سے پہلے ہرگز نہیں اتروں گا چنانچہ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ تب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اترے اور پوچھا اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ! تم قرآن کیسے پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا میں تو تھوڑا

تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں۔ پھر حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے معاذ رضی اللہ عنہ تم کس طرح تلاوت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا میں اول شب میں سو جاتا ہوں۔ پھر اٹھ بیٹھتا ہوں پھر جتنا اللہ کو منظور ہوتا ہے پڑھ لیتا ہوں۔ سوتا بھی ثواب کی نیت ہوں جیسے اٹھتا بھی ثواب کی نیت سے ہوں۔

فوائد : عبادات میں طاقت اور ہمت حاصل کرنے کے لئے جو کچھ بھی کیا جائے گا وہ باعث ثواب ہے ایسے حالات میں سونے' کھانے اور آرام کرنے میں بھی ثواب کی امید کی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری:۸/۷۲)

١٦٧٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا، فَقَالَ: (وَمَا هِيَ؟) قَالَ: الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ، فَقَالَ: (كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ). [رواه البخاري: ٤٣٤٣]

۱۶۷۷۔ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان شرابوں کا حکم دریافت کیا جو یمن میں تیار ہوتی ہیں۔ آپ نے پوچھا وہ کونسی شرابیں ہیں؟ انہوں نے کہا بتع یعنی شہد سے تیار ہونے والی شراب اور مزر یعنی جو سے تیار ہونے والی شراب۔ آپ نے فرمایا ہر وہ شراب جو نشہ آور ہو حرام ہے۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنا ان کی ذہانت وفطانت کی زبردست دلیل ہے جبکہ شیعہ اور خوارج واقعہ صفین کو بنیاد بنا کر انہیں غفلت شعار ثابت کرتے ہیں۔ قاتلهم الله انى يوفكون

٣٦ - باب: بَعْثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ

باب ۳۶: حضرت علی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجنے کا بیان

١٦٧٨ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ، فَقَالَ

۱۶۷۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن کی طرف روانہ کیا۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعینات فرمایا نیز

ﷺ: (مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ، مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ). فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ، قَالَ: فَغَنِمْتُ أَوَاقِيَّ ذَوَاتِ عَدَدٍ. [رواه البخاري: ٤٣٤٩]

ارشاد فرمایا کہ خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے کہہ دینا ان میں سے جو تیرے ساتھ جانا چاہے وہ یمن چلا جائے اور جو چاہے مدینہ واپس آ جائے راوی کا بیان ہے کہ میں بھی انہی لوگوں میں تھا۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن چلے گئے تھے اور مجھے کئی اوقیہ چاندی مال غنیمت سے حاصل ہوئی تھی۔

فوائد: مسند اسماعیلی میں ہے کہ جب ہم لوٹ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن گئے تو قوم ہمدان سے ہمارا مقابلہ ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ کا خط پڑھ کر سنایا تو وہ مسلمان ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو دی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ہمدان سلامت رہے۔ (فتح الباری:۸/۶۶)

١٦٧٩ : عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا، وَقَدِ ٱغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلاَ تَرَى إِلَى هٰذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: (يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟) فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (لاَ تُبْغِضْهُ، فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ). [رواه البخاري: ٤٣٥٠]

۱۶۷۹۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس خمس لینے سے بھیجا اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہاں غسل کیا۔ میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تب آپ نے فرمایا اے بریدہ رضی اللہ عنہ! کیا تو علی رضی اللہ عنہ سے عداوت رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عداوت نہ رکھ کیونکہ اس کا خمس میں اس سے زیادہ حق ہے۔

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا سمجھنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے مال غنیمت سے اپنے لئے ایک لونڈی کا انتخاب کیا پھر اس سے ہم بستر ہوئے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ مال غنیمت میں سے ایسا کرنا خیانت ہے۔ (فتح الباری:۸/۶۷)

١٦٨٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ

۱۶۸۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب

أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ، لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ، وَأَقْرَعَ بْنِ حابِسٍ، وَزَيْدِ الخَيْلِ، وَالرَّابِعُ: إِمَّا عَلْقَمَةُ، وَإِمَّا عامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ، قالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً). قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الإِزارِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ ٱتَّقِ ٱللهَ، قَالَ: (وَيْلَكَ، أَوَ لَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ ٱللهَ). قالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ. قَالَ خالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قالَ: (لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي). فَقَالَ خالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ ما لَيْسَ فِي قَلْبِهِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوبَ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ). قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ، فَقَالَ: (إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِيءِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ ٱللهِ

رضی اللہ عنہ نے یمن سے سونے کا ایک ٹکڑا صاف کئے ہوئے چمڑے میں لپٹا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ وہ ابھی مٹی سے علیحدہ نہیں کیا گیا تھا راوی کا بیان ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیا عینیہ بن بدر' اقرع بن حابس' زید الخیل اور چوتھا علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہم ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ کے اصحاب میں سے کسی نے کہا ہم ان لوگوں سے اس سونے کے زیادہ حقدار تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا تم لوگ مجھ پر اعتماد نہیں کرتے ہو حالانکہ اس پروردگار کو مجھ پر اعتبار ہے جو آسمانوں پر ہے اور صبح و شام میرے پاس آسمانی خبر (وحی) آتی رہتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت ایک اور شخص کھڑا ہوا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی' رخسار پھولے ہوئے' پیشانی ابھری ہوئی' گھنی داڑھی' سر منڈا اور اونچی ازار باندھے ہوئے تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے ڈریئے آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو کیا تمام روئے زمین کے لوگوں میں اللہ سے ڈرنے کا میں زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ راوی کہتا ہے پھر وہ شخص چلا گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں کیونکہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بہت سے نمازی ایسے ہوئے ہیں کہ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کسی کے دل ٹٹولنے

رَطْبًا، لَا يَجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كما يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ - وَأَظُنُّهُ قَالَ - لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ). [رواه البخاري: ٤٣٥١]

یا پیٹ چیرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ نے اس کی طرف دیکھا جبکہ وہ پیٹھ موڑ کر جارہا تھا اور فرمایا اس شخص کی نسل سے ایسی قوم نکلے گی کہ کتاب اللہ کی تلاوت سے ان کی زبان تر ہوگی حالانکہ وہ کتاب ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گی۔ وہ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میرے خیال کے مطابق آپ نے یہ بھی فرمایا اگر وہ قوم مجھے ملے تو میں انہیں قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اس مردود کی نسل سے پیدا ہونے والے مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی خوارج کے حق میں پوری ہوئی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں کیفر کردار تک پہنچایا۔ (فتح الباری:۶۹/۸)

٣٧ - باب: غَزْوَةُ ذِي الخَلَصَةِ

باب ۳۷: غزوۂ ذی الخلصہ کا بیان۔

١٦٨١ : تَقَدَّمَ حَدِيث جَرِيرٍ في ذٰلِكَ، وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ: (أَلا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الخَلَصَةِ؟) وَذَكَرَ في هٰذِهِ الرِّوَايَةِ، قالَ جَرِيرٌ: وَكَانَ ذُو الخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيلَةَ، فِيهِ نُصُبٌ يُعْبَدُ.

قالَ: وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيرٌ الْيَمَنَ، كانَ بِهَا رَجُلٌ يَسْتَقْسِمُ بِالأَزْلَامِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ هَا هُنَا، فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ، قالَ: فَبَيْنَما هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيرٌ، فَقَالَ: لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ: أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، أَوْ لأَضْرِبَنَّ

١٦٨١۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث (۱۲۹۳) پہلے گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے اس کے فرمان کا ذکر ہے کہ کیا تم مجھے ذی الخلصہ کو اجاڑ کر بے فکر نہیں کرو گے؟ مگر اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ذوالخلصہ یمن میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا بت خانہ تھا۔ وہاں متعدد بت تھے۔ جن کی لوگ عبادت کرتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ جب جریر رضی اللہ عنہ یمن پہنچے تو وہاں ایک شخص تیروں کے ذریعے فال نکال رہا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا قاصد یہاں آ پہنچا ہے اگر تو اس کے ہتھے چڑھ گیا تو تیری گردن اڑا دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک

عُنُقَكَ؟ قَالَ: فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ. (راجع: ١٢٩٦) [رواه البخاري: ٤٣٥٧]

دن ایسا ہوا کہ وہ فال کھول رہا تھا۔ اتنے میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے انہوں نے کہا کہ فال کے ان تیروں کو توڑ کر کلمہ شہادت پڑھ لے نہیں تو میں تیری گردن اڑادوں گا چنانچہ اس نے تیر توڑ کر کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

فوائد: اس روایت کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ احمس کے ایک ابو ارطاۃ نامی شخص کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا اس نے آپ کو خوش خبری دی کہ قبیلہ احمس نے ذو الخلصہ کو جلا کر خارش زدہ اونٹ کی طرح کر دیا ہے پھر آپ نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور ان کے شہسواروں کے لئے خیر و برکت کی پانچ مرتبہ دعا فرمائی۔ (صحیح بخاری:۴۳۵۷)

٣٨ - باب: ذَهَابُ جَرِيرٍ إِلَى الْيَمَنِ

باب ۳۸: حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی یمن روانگی

١٦٨٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ بِالْيَمَنِ، فَلَقِيتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ: ذَا كَلاَعٍ وَذَا عَمْرٍو، فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ لِي ذُو عَمْرٍو: لَئِنْ كَانَ الَّذِي تَذْكُرُ مِنْ أَمْرِ صَاحِبِكَ، لَقَدْ مَرَّ عَلَى أَجَلِهِ مُنْذُ ثَلاَثٍ. وَأَقْبَلاَ مَعِي حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ، فَقَالُوا: قُبِضَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَٱسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ، وَالنَّاسُ صَالِحُونَ. فَقَالاَ: أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُودُ إِنْ شَاءَ ٱللهُ، وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ. [رواه البخاري: ٤٣٥٩]

۱۶۸۲۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں یمن تھا کہ وہاں کے دو اشخاص ذو کلاع اور ذو عمرو سے ملا۔ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے حالات سنانے لگا تو ذو عمرو نے مجھ سے کہا جو کچھ تو نے اپنے صاحب کے حالات مجھ سے بیان کئے ہیں۔ اگر وہ درست ہیں تو ان کو فوت ہوئے تین دن گزر چکے ہیں۔ پھر وہ دونوں میرے ساتھ آئے ابھی تھوڑا سا سفر ہی کیا تھا کہ ہمیں کچھ آدمی مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہم نے ان سے حالات دریافت کئے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی ہے اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ باقی سب خیریت ہے یہ سن کر ذو الکلاع اور ذو عمرو نے کہا اپنے صاحب سے کہنا کہ ہم یہاں تک آئے تھے اور ان شاء اللہ پھر آئیں

گے۔ اس کے بعد وہ دونوں یمن کی طرف واپس چلے گئے۔

فوائد: اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے ان باتوں کی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ تم انہیں اپنے ساتھ کیوں نہیں لائے اس کے بعد ایک مرتبہ ذو عمرو نے مجھے کہا کہ جریر رضی اللہ عنہ! تم اہل عرب میں اس وقت خیر وبرکت رہے گی جب تک تم میں نظام امارت قائم رہے گا لیکن جب امارت کے لئے تلوار تک بات پہنچ جائے تو خیر وبرکت اٹھ جائے گی۔ (صحیح بخاری:۴۳۵۹)

٣٩ - باب: غَزْوَةُ سِيفِ الْبَحْرِ

١٦٨٣ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قالَ: بَعَثَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ، وَهُمْ ثَلاثُمِائَةٍ، فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ، فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الجَيْشِ فَجُمِعَ، فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ، فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ، فَقُلْتُ: ما تُغْنِي عَنكُم تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ، ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِينِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ، فَأَكَلَ مِنْه الْقَوْمُ ثَمانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلاعِهِ فَنُصِبَا، ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا. [رواه البخاري: ٤٣٦٠]

باب ۳۹: غزوہ سیف البحر کا بیان

۱۶۸۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔ اس لشکر میں تین سو آدمی تھے خیر ہم مدینہ سے نکلے ابھی راستہ ہی میں تھے کہ زاد راہ ختم ہو گیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنا اپنا زاد سفر ایک جگہ جمع کر دیں اس کے باوجود زاد سفر کھجور کے دو تھیلوں کے برابر جمع ہوا اس میں سے وہ ہمیں ہر روز تھوڑا تھوڑا دیتے رہے حتی کہ وہ بھی ختم ہو گیا۔ پھر تو ہم کو ہر روز ایک ایک کھجور ملتی تھی ان سے کہا گیا بھلا تمہارا ایک کھجور سے کیا کام چلتا ہو گا۔ انہوں نے کہا ایک کھجور بھی غنیمت تھی جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو اس کی قدر معلوم ہوئی۔ پھر سمندر کی طرف گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بڑے ٹیلے کی طرح ایک مچھلی موجود ہے۔ ہمارا تمام لشکر اس میں سے اٹھارہ دن تک کھاتا رہا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کی دو پسلیاں کھڑی کی جائیں دیکھا تو وہ اس قدر اونچی تھیں کہ سواری پر کجاوہ رکھ کر اسے نیچے سے گزارا گیا تو وہ سواری ان کے

نیچے سے صاف نکل گئی۔

فوائد: اس روایت کے آخر میں ہے کہ اس وقت لشکر میں ایک فیاض اور دریا دل قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نامی آدمی تھا جس نے ایسے حالات میں متعدد اونٹ ذبح کر کے اہل لشکر کو کھلائے بالآخر امیر لشکر نے اسے روک دیا۔ (صحیح بخاری:۴۳۶۱)

١٦٨٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، في رواية، أَنَّهُ قالَ: فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، وَٱدَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ، حَتَّى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا. [رواه البخاري: ٤٣٦١]

وَعَنْهُ في رواية أخرى: قالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: كُلُوا، فَلَمَّا قَدِمْنَا المَدِينَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (كُلُوا، رِزْقًا أَخْرَجَهُ ٱللهُ، أَطْعِمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ). فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ بِعُضْوٍ فَأَكَلَهُ. [رواه البخاري: ٤٣٦٢]

۱۶۸۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ سمندر نے ہماری طرف ایک مچھلی کو پھینک دیا جس کو عنبر کہا جاتا ہے۔ ہم اسے پندرہ دن تک کھاتے رہے۔ اور اس کی چربی سے ہم نے مالش کی تو ہمارے جسم اصل حالت پر آ گئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا گوشت کھاؤ جب ہم مدینہ لوٹ کر آئے تو رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا اسے کھاؤ اگر تمہارے پاس کچھ بچا ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ یہ سن کر کسی نے آپ کو اس کا ایک ٹکڑا لا کر دیا تو آپ نے بھی اسے تناول فرمایا۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سمندر کی مری ہوئی مچھلی کھانا درست ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے اسے حرام کہا ہے کیونکہ ایسا بحالت اضطرار کیا گیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے تناول فرمایا حالانکہ آپ مضطر نہ تھے۔ (فتح الباری:۴/۵۵۱)

٤٠ - باب: غزوة عيينة بن حصن

باب ۴۰: غزوۂ عینیہ بن حصن کا بیان

١٦٨٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الأَقْرَعَ ابْنَ حَابِسٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: ما أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي، قَالَ عُمَرُ: ما أَرَدْتُ

۱۶۸۵۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب بنو تمیم کے چند سوار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان کا امیر قعقاع بن معبد بن زرارہ کو بنا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اقرع بن حابس کو امیر مقرر فرمائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تم محض میری مخالفت کرنا چاہتے ہو۔

خِلَافَكَ، فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَنَزَلَ فِي ذٰلِكَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا﴾. حَتَّى انْقَضَتْ. [رواه البخاري: ٤٣٦٧]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میری غرض مخالفت کی نہیں ہے دونوں اتنا جھگڑے کہ آوازیں بلند ہوئیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بناؤ۔ آخر تک۔

فوائد: بنو تمیم کے وفد کے آنے کی یہ وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف عیینہ بن حصن کو چند سواروں کے ہمراہ روانہ کیا جن میں کوئی مہاجر یا انصاری نہ تھا اس نے چند آدمیوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا اس بناء پر یہ وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (فتح الباری:۸/۸۴)

٤١ - باب: وَفْدُ بَنِي حَنِيفَةَ وَحَدِيثُ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ

باب ۴۱: وفد بنی حنیفہ اور ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا بیان

١٦٨٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟) فَقَالَ: عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ، إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ، فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتُرِكَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: (مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟) قَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ: إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ، فَقَالَ: (مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟) فَقَالَ: عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ، فَقَالَ: (أَطْلِقُوا

۱۶۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف چند سوار روانہ کئے تو وہ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے۔ جس کو ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا۔ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے۔ پوچھا اے ثمامہ تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا میرا اچھا خیال ہے۔ اگر آپ مجھے مار دیں گے تو ایسے شخص کو ماریں گے جو خونی ہے اور اگر آپ احسان رکھ کر مجھے چھوڑ دیں گے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا چاہئے طلب فرمائیں۔ یہ سن کر آپ نے اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ دوسرے دن پوچھا اے ثمامہ کیا خیال ہے؟ اس نے کہا میرا خیال وہی ہے جو کل عرض کر چکا ہوں کہ اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان مند پر

ثُمَامَةَ). فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، يَا مُحَمَّدُ، وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ، وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ، وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي، وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ، فَمَاذَا تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ: صَبَوْتَ، قَالَ: لَا وَاللهِ، وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَا وَاللهِ، لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٣٧٢]

احسان کریں گے۔ آپ نے پھر اسے رہنے دیا اور تیسرے دن پوچھا اے ثمامہ تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا وہی جو میں آپ سے پہلے بیان کر چکا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا ثمامہ کو چھوڑ دو تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ آخر وہ مسجد کے قریب ایک تالاب پر گیا وہاں غسل کر کے مسجد میں آ گیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں ہے اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اے محمد! اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مجھے روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسی اور سے دشمنی نہ تھی اور اب مجھے آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے اللہ کی قسم! مجھے آپ کے دین سے بڑھ کر کوئی اور دین برا معلوم نہ ہوتا تھا اور اب آپ کا دین مجھے سب سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر برا نہ تھا اور اب آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے اس وقت گرفتار کیا جب میں عمرہ کی نیت سے جارہا تھا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے مبارک باد دی نیز اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ جب وہ عمرہ کرنے کے لئے مکہ آیا تو کسی نے اس سے کہا تو بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! تمہارے پاس اب رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔

فوائد: حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے واپس یمامہ جا کر یہ حکم نامہ جاری کر دیا کہ اہل مکہ کو غلہ نہ بھیجا جائے آخر اہل مکہ نے تنگ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ آپ تو قرابت داری کا حکم دیتے ہیں ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں روا رکھا جا رہا ہے؟ چنانچہ آپ نے پھر اس پابندی کو ختم کرا دیا۔ (فتح الباری:۸/۸۸)

١٦٨٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ، وَفِي يَدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قِطْعَةُ جَرِيدٍ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: (لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ ٱللهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ ٱللهُ، وَإِنِّي لأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ، وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ يُجِيبُكَ عَنِّي). ثُمَّ ٱنْصَرَفَ عَنْهُ. قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّكَ أَرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ). فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي المَنَامِ: أَنِ ٱنْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي). أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ، وَالآخَرُ

١٦٨٧۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مسیلمہ الکذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنا خلیفہ نامزد کریں تو میں ان کا فرمانبردار ہو جاؤں گا اور وہ اپنی قوم کے بیشتر لوگوں کو بھی ساتھ لایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے اور آپ کے دست مبارک میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ مسیلمہ اور اس کی ساتھیوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا اگر تو مجھ سے یہ چھڑی مانگے گا تو میں تجھے نہ دوں گا اور اللہ نے جو تیری تقدیر میں لکھ دیا ہے اس سے نہیں بچ سکتا اور اگر تو روگردانی کرے گا تو اللہ تجھے تباہ کر دے گا بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے جس کا حال اللہ مجھے (خواب میں) دکھلا چکا ہے اور اب میری طرف سے یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تجھ سے گفتگو کرے گا۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب دریافت کیا کہ یہ تو وہی شخص ہے جس کا حال مجھے خواب میں بتایا گیا ہے تو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ میں نے بحالت خواب اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ میں اس سے فکر مند

مُسَيْلِمَةُ. [رواه البخاري: ٤٣٧٣، ٤٣٧٤]

ہوا پھر خواب ہی میں مجھے بذریعہ وحی ارشاد ہوا کہ ان دونوں پر پھونک مارو میں نے پھونک ماری وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر سمجھی کہ میرے بعد دو جھوٹے شخص نبوت کا دعوی کریں گے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

فوائد: اسود عنسی تو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں واصل جہنم ہوا البتہ مسیلمہ کذاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہلاک ہوا اسے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (فتح الباری:۸/۹۰)

١٦٨٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الأَرْضِ، فَوُضِعَ فِي كَفَّيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ ٱنْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ). [رواه البخاري: ٤٣٧٥]

١٦٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بحالت خواب مجھے روئے زمین کے تمام خزانے دے دیئے گئے اور سونے کے دو کنگن میرے ہاتھوں میں پہنائے گئے جو مجھے برے معلوم ہوئے۔ پھر مجھے بذریعہ وحی حکم ہوا کہ میں ان پر پھونک ماروں میں نے ان پر پھونکا تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ دو کذاب ہیں۔ جن کے درمیان میں خود ہوں اور وہ دونوں صاحب صنعاء (عنسی) اور صاحب یمامہ (مسیلمہ) ہیں۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر انسان خواب میں خود کو عورتوں کے زیورات پہنے دیکھے تو اس کی تعبیر پریشانی اور قلق واضطراب ہے۔ (فتح الباری:۸/۹۰)

٤٢ - باب: قِصَّةُ أَهْلِ نَجْرَانَ

باب ۴۲: قصہ اہل نجران کا بیان

١٦٨٩ : عَنْ حُذَيْفَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ، صَاحِبَا نَجْرَانَ، إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يُرِيدَانِ أَنْ يُلَاعِنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَا تَفْعَلْ، فَوَٱللهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا. قَالَا: إِنَّا

١٦٨٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عاقب اور سید سرداران نجران رسول اللہ ﷺ کے پاس مباہلہ کے ارادہ سے آئے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا مباہلہ مت کرو کیونکہ اگر وہ سچے نبی ہیں اور ہم ان سے مباہلہ کریں تو ہماری اور ہماری اولاد سب کی خرابی ہو گی چنانچہ دونوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ

نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا، وَٱبْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا، وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا. فَقَالَ: (لأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ). فَٱسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ: (قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ). فَلَمَّا قَامَ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الأُمَّةِ). [رواه البخاري: ٤٣٨٠]

ﷺ جو آپ ہمیں فرمائیں گے۔ وہ ہم ادا کرتے رہیں گے آپ ہمارے ساتھ کسی امانت دار کو بھیج دیں از راہ کرم کسی خائن کو نہ بھیجیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے ہمراہ ایک ایسے امانت دار کو بھیجوں گا جو اعلیٰ درجہ کا امین ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگے کہ وہ کون خوش قسمت ہے؟ تو آپ نے فرمایا اے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ! کھڑے ہو جاؤ۔ پھر جب کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا یہ شخص اس امت میں سب سے زیادہ امین ہے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نصاریٰ نجران سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ کپڑوں کے ہزار جوڑے ماہ رجب میں اور اتنی ہی تعداد ماہ صفر میں ادا کریں گے اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی بھی دیں گے۔ (فتح الباری:۸/۹۵)

١٦٩٠ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هٰذِهِ الأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ). [رواه البخاري: ٤٣٨٢]

۱۶۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو بایں وجہ لائے ہیں تاکہ اس کے سبب وورد کا علم ہو جائے یعنی وفد نجران کی آمد اس حدیث کے بیان کرنے کا سبب ہے۔ (فتح الباری:۸/۹۵)

٤٣ - باب: قُدُومُ الأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ

باب ۴۳: اہل یمن اور اشعری لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا

١٦٩١ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ نَفَرٌ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ فَٱسْتَحْمَلْنَاهُ، فَأَبَى أَنْ يَحْمِلَنَا، فَٱسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ

۱۶۹۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم چند اشعری لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہمیں سواری دیں۔ آپ نے انکار کر دیا ہم نے پھر سواری کا مطالبہ کیا تو آپ نے قسم اٹھائی کہ آپ ہمیں

أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ، فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ، فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا: تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَمِينَهُ، لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا أَبَدًا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا؟ قَالَ: (أَجَلْ، وَلٰكِنْ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا) وَفِي رِوَايَةٍ: (وَتَحَلَّلْتُهَا). [رواه البخاري: ٤٣٨٥]

سواری نہیں دیں گے۔ تھوڑی دیر بعد ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مال غنیمت کے کچھ اونٹ آئے تو آپ نے ہمارے لئے پانچ اونٹوں کا حکم دیا جب ہم اونٹ لے چکے تو آپس میں مشورہ کیا کہ چونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹ لیتے وقت قسم یاد نہ دلائی تھی اس لئے ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ آخر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ میں تمہیں کبھی سواری نہیں دوں گا لیکن آپ نے ہمیں سواری دے دی۔ آپ نے فرمایا مجھے قسم یاد تھی مگر میرا قاعدہ یہ ہے کہ اگر میں کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں۔ پھر اس کے خلاف کرنا اچھا سمجھتا ہوں تو اس مناسب کام کو اختیار کر لیتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

فوائد: یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس وقت بیان فرمائی جب آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے مرغی کا گوشت نہ کھانے کی قسم اٹھا رکھی ہے تو آپ نے اسے فرمایا کہ میں تجھے قسم کا علاج بتاتا ہوں پھر یہ حدیث بیان کی۔ (صحیح بخاری:۴۳۸۵)

١٦٩٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا، الإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الإِبِلِ، وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ). [رواه البخاري: ٤٣٨٨]

۱۶۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے یمن کے لوگ تمہارے پاس آئے ہیں جو رقیق القلب اور نرم مزاج ہیں ایمان یمن ہی کا عمدہ اور حکمت بھی یمن ہی کی اچھی ہے فخر اور تکبر اونٹ والوں میں ہے اور اطمینان و سہولت بکری والوں میں ہے۔

فوائد: اس حدیث سے اہل یمن کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ حق بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ان کے صاحب ایمان ہونے کی علامت ہے۔

٤٤ - باب: حَجَّةُ الْوَدَاعِ

باب ۴۴: حجۃ الوداع کا بیان

١٦٩٣ : حَدِيث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ صَلاةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الكَعْبَةِ قَدْ تَقَدَّم، وذكر في هٰذِهِ الرِّوايَةِ قالَ: وَعِنْدَ المَكانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَاءُ. (راجع: ٢٥٨، ٢٩٦) [رواه البخاري: ٤٤٠٠ وانظر حديث رقم: ٤٦٨]

۱۶۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث (۲۹۶) جس میں رسول اللہ ﷺ کا کعبہ میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ پہلے گزر چکی ہے لیکن اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے جہاں نماز پڑھی تھی۔ اس کے پاس ہی سرخ رنگ کا سنگ مرمر بچھا ہوا تھا۔

فوائد: اس حدیث کے آغاز میں صراحت ہے کہ آپ فتح مکہ کے وقت تشریف لائے جو کہ آٹھ ہجری کو ہوا اور حجۃ الوداع دس ہجری کو ہوا نامعلوم اس حدیث کو حجۃ الوداع میں کیوں لایا گیا ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۰۶)

١٦٩٤ : عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا، حَجَّةَ الْوَدَاعِ. [رواه البخاري: ٤٤٠٤]

۱۶۹۴۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس جنگیں لڑیں اور ہجرت کے بعد آپ نے ایک ہی حج کیا یعنی حجۃ الوداع اس کے بعد آپ نے کوئی حج نہیں کیا۔

فوائد: ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں رہتے ہوئے کوئی حج ترک نہیں کیا بلکہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دور جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کو میدان عرفات میں وقوف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۰۷)

١٦٩٥ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (الزَّمانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّماوَاتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ. أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟).

۱۶۹۵۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا زمانہ گھوم کر آج پھر اس حالت پر آ گیا ہے جو حالت اس دن تھی جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں چار مہینے حرمت والے ہیں تین تو ایک دوسرے کے بعد مسلسل آتے ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا قبیلہ مضر کا رجب ہے جو جمادی الثانی

قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: (أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟). قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: (فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟). قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: (أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟). قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: (فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟). قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: (أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟). قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: (فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ - قَالَ الراوي: وَأَحْسِبُهُ قَالَ - وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ، فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ). مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ٤٤٠٦]

اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ کچھ دیر خاموش ہو گئے تو ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ اس کا کوئی نیا نام تجویز فرمائیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا یہ مہینہ ذوالحجہ کا نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بجا ارشاد! پھر آپ نے دریافت کیا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں؟ پھر آپ خاموش ہو گئے اور اتنی دیر تک کہ ہمیں گمان گزرنے لگا شاید اس کا کوئی نیا نام تجویز فرمائیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا یہ بلدۃ امین یعنی مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بجا ارشاد! پھر آپ نے دریافت کیا آج کا یہ دن کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ پھر خاموش رہے جس سے ہمیں خیال ہوا کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بجا ارشاد! آپ نے فرمایا تو جان رکھو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری ابروئیں تمہارے لئے اسی طرح حرام و محترم ہیں جس طرح آج کا یہ دن تمہارے اس محترم شہر اور قابل احترام مہینہ میں حرام و محترم ہے اور یاد رکھو عنقریب تم کو اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے۔ سو وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پرس فرمائے گا تو خیال رہے کہ تم میرے بعد دوبارہ ایسے گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں لڑنے لگو اور ایک

دوسرے کی گردنیں مارنے لگو خبردار! ہر حاضر و موجود پر لازم ہے کہ وہ یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچائے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے کہ بہت ممکن ہے کوئی ایسا شخص جس تک یہ احکام پہنچائے جائیں۔ وہ سامعین سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ پھر آپ نے دو مرتبہ دریافت فرمایا ہاں تو کیا میں نے اللہ کی احکام پہنچا دیئے ہیں؟

فوائد: کفار کی یہ عادت تھی کہ مطلب برآری کے لئے اپنی مرضی سے مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے تھے اگر کسی قبیلہ سے ماہ محرم میں لڑنا ہوتا تو اسے ماہ صفر کی جگہ لے جاتے اتفاق سے جس سال آپ نے حج ادا کیا تو اس وقت ذوالحجۃ کا مہینہ اپنے مقام پر تھا تب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔

١٦٩٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حلَقَ رَأْسَهُ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ. [رواه البخاري: ٤٤١١]

۱۶۹۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر منڈوائے جبکہ بعض نے قصر کیا یعنی بال کتروائے۔

فوائد: اگرچہ مناسک حج سے فراغت کے بعد بال کتروانا بھی جائز ہے تاہم بال منڈوانا افضل ہے۔

٤٥ - باب: غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ العُسْرَةِ

باب ۴۵: غزوہ تبوک کا بیان اسے غزوہ عسرت بھی کہا جاتا ہے

١٦٩٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَسْأَلُهُ الحُمْلاَنَ لَهُمْ، إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ، وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ، فَقَالَ: (وَٱللهِ لاَ أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ). وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلاَ

۱۶۹۷۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا مجھے میرے دوستوں نے جو جیش عسرت یعنی غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جانے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس سواریوں کے لئے بھیجا میں نے آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرے دوستوں نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ انہیں سواریاں مہیا کریں آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تمہیں کوئی سواری دینے والا نہیں

أَشْعُرُ، وَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنْعِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي: أَيْ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ، فَأَجَبْتُهُ، فَقَالَ: أَجِبْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَدْعُوكَ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: (خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ، وَهٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ - لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ - فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ، فَقُلْ: إِنَّ اللهَ، أَوْ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوهُنَّ). فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ، فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ، وَلٰكِنِّي وَاللهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتَّى يَنْطَلِقَ مَعِي بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، لَا تَظُنُّوا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا لِي: وَاللهِ إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ، وَلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ، فَانْطَلَقَ أَبُو مُوسَى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ، حَتَّى أَتَوُا الَّذِينَ سَمِعُوا قَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَنْعَهُ إِيَّاهُمْ، ثُمَّ إِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ، فَحَدَّثُوهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهِ أَبُو مُوسَى. [رواه البخاري: ٤٤١٥]

اتفاق سے آپ اس وقت غصہ میں تھے لیکن مجھے معلوم نہ تھا میں بہت رنجیدہ ہو کر واپس لوٹا۔ مجھے ایک رنج تو یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سواریاں نہیں دی اور دوسرا یہ رنج تھا کہ کہیں آپ میرے سواری مانگنے سے ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا تھا وہ ان سے کہہ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد میں سنتا ہوں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پکار رہے ہیں۔ اے عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ! میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یاد فرمایا ہے ان کے پاس جاؤ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو چھ تیار اونٹوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لے جاؤ۔ ان دو اونٹوں کو اور ان دو اونٹوں کو یعنی دو دفعہ فرمایا آپ نے یہ اونٹ اسی وقت حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ سے خریدے تھے۔ آپ نے مزید فرمایا ان اونٹوں کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ اللہ یا اس کے رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ اونٹ سواری کے لئے دیئے ہیں۔ پھر میں ان اونٹوں کو لے کر ان کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری سواری کے لئے یہ اونٹ عنائت فرمائے ہیں لیکن اللہ کی قسم! میں تمہیں ہرگز چھوڑنے والا نہیں ہوں تاآنکہ تم میں سے کچھ لوگ میرے ساتھ اس شخص کے پاس چلیں جس نے رسول اللہ ﷺ کی گفتگو سنی تھی تاکہ تمہیں یہ خیال نہ ہو کہ میں نے اپنی طرف سے تمہیں ایسی بات کہہ دی تھی جو رسول اللہ

ﷺ نے نہ کہی تھی۔ انہوں نے کہا نہیں اس اہتمام کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہم تجھے سچا سمجھتے ہیں اور اگر تم تصدیق کرانا چاہتے ہو تو ہم ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ چند آدمیوں کو لے کر ان لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پہلی گفتگو اور آپ کا انکار سنا تھا۔ مگر اس کے بعد سواری عنائت فرمائی تو انہوں نے بھی اسی طرح بیان کیا جس طرح حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا یعنی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کام کے نہ کرنے کی قسم اٹھالی جائے تو اگر اس کام میں خیروبرکت کا پہلو نمایاں ہو تو ایسی قسم کا توڑ دینا پسندیدہ امر ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۱۲)

١٦٩٨ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ، وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا، فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ فَقَالَ: (أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي).

[رواه البخاري: ٤٤١٦]

۱۶۹۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کی طرف تشریف لے جانے لگے تو آپ نے مدینہ منورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ میرے پاس تیرا وہی درجہ ہو جو موسی علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کا تھا۔ صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو گا۔

فوائد: اس حدیث سے شیعہ حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت بلا فصل کا استدلال کیا ہے جو کئی لحاظ سے محل نظر ہے: ① حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اس لئے خلافت کا قیاس صحیح نہیں۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دنیوی معاملات اور گھریلو دیکھ بھال کیلئے جانشین نامزد کیا تھا جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں اور دیگر گھریلو خواتین کو بلا کر تلقین کی کہ علی رضی اللہ عنہ کی بات کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔ ③ دینی معاملات یعنی نماز پنجگانہ کی امامت کے لئے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نامزد فرمایا اس لحاظ سے تو خلافت کے یہ حقدار تھے۔

④ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہوا حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بالآخر بیعت کرکے اس اجماع کو قبول کر لیا۔ ⑤ احادیث میں واضح طور پر ایسے ارشادات ملتے ہیں کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بننا آپ کی مرضی کے عین مطابق تھا۔ (واللہ اعلم)

٤٦ - باب: حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾

باب ۴۶: قصہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان اور ارشاد باری تعالیٰ: ''اور ان تینوں سے اللہ خوش ہوا جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا۔''

١٦٩٩ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ، وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ، حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا، كَانَ مِنْ خَبَرِي: أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَاللهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِي قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ، حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا، حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، غَزَاهَا

۱۶۹۹۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں شریک رہا۔ صرف غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گیا تھا۔ البتہ غزوہ بدر میں بھی میں شریک نہیں تھا لیکن جنگ بدر سے پیچھے رہ جانے پر اللہ تعالیٰ نے کسی پر عتاب نہیں فرمایا کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایک قافلہ کا ارادہ کرکے باہر نکلے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وقت طے کئے بغیر مسلمانوں کا سامنا دشمن سے کرا دیا تھا۔ میں تو عقبہ کے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جہاں میں نے اسلام پر قائم رہنے کا مضبوط قول و اقرار کیا تھا۔ اگرچہ لوگوں میں غزوہ بدر کی شہرت زیادہ ہے لیکن میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ مجھے بیعت عقبہ کے بدلے میں غزوہ بدر میں شرکت کا موقع ملا ہوتا اور میرا قصہ یہ ہے کہ میں جس زمانے میں غزوہ تبوک سے پیچھے رہا اتنا طاقتور اور خوشحال تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا اللہ کی قسم! اس سے پہلے میرے پاس دو اونٹنیاں کبھی جمع نہ ہوئی تھیں۔ جبکہ اس موقع پر میرے پاس دو اونٹنیاں موجود تھیں

رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ، وَٱسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا، وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيرًا، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ، فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ كَثِيرٌ، وَلاَ يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حافِظٌ، قَالَ كَعْبٌ: فَمَا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفَى لَهُ، ما لَمْ يَنْزِلَ فِيهِ وَحْيُ ٱللهِ، وَغَزَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةِ حِينَ طَابَتِ الثِّمارُ وَالظِّلاَلُ، وَتَجَهَّزَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ، فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمادَى بِي حَتَّى ٱشْتَدَّ بِالنَّاسِ ٱلْجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جِهَازِي شَيْئًا، فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوا لِأَتَجَهَّزَ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، ثمَّ غَدَوْتُ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفارَطَ الْغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ، وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ، فَلَمْ يُقَدَّرْ لِي ذٰلِكَ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ

رسول اللہ ﷺ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی غزوہ میں جانے کا ارادہ کرتے تو اس کو مکمل طور پر ظاہر نہ کرتے بلکہ کسی اور مقام کا نام لیا کرتے تھے۔ لیکن یہ غزوہ چونکہ سخت گرمی میں ہوا اور طویل بیابان کا سفر تھا اور دشمن زیادہ تعداد میں تھے۔ اس لئے آپ نے مسلمانوں سے یہ معاملہ صاف صاف بیان فرما دیا تاکہ اس جنگ کے لئے اچھی طرح تیار ہو جائیں اور انہیں وہ سمت بھی بتلا دی جس سمت آپ جانا چاہتے تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان کثیر تعداد میں تھے اور کوئی رجسٹر و دفتر وغیرہ نہ تھا جس میں ان کے نام محفوظ ہوتے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صورت حال ایسی تھی کہ جو شخص لشکر میں سے غائب ہونا چاہتا وہ یہ سوچ سکتا تھا کہ اگر بذریعہ وحی آپ کو اطلاع نہ دی گئی تو میری غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہ چل سکے گا اور رسول اللہ ﷺ نے اس جنگ کا ارادہ ایسے وقت میں کیا تھا۔ جب پھل پک چکے تھے اور ہر طرف سایہ عام تھا خیر آپ نے اور آپ کے ساتھ دیگر مسلمانوں نے بھی سفر کا سامان تیار کرنا شروع کیا لیکن میری کیفیت یہ تھی کہ میں صبح کے وقت اس ارادہ سے نکلتا کہ میں بھی باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر تیاری کروں گا۔ لیکن جب شام کو واپس آتا تو کوئی فیصلہ نہ کر سکا ہوتا۔ پھر میں اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دے لیتا کہ میں تیاری مکمل کرنے پر پوری طرح قادر ہوں اسی طرح وقت گزرتا رہا حتی کہ لوگوں نے زور شور سے تیاری کر لی۔

خُرُوجِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيهِمْ، أَحْزَنَنِي أَنِّي لَا أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ، فَقَالَ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ: (مَا فَعَلَ كَعْبٌ؟) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ، حَبَسَهُ بُرْدَاهُ، وَنَظَرُهُ فِي عِطْفَيْهِ. فَقَالَ مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا. فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي، وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ: بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا، وَاسْتَعَنْتُ عَلَى ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ، وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيهِ كَذِبٌ، فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ، وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَادِمًا، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ، فَيَرْكَعُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ، فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ، وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ

پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمان روانہ ہو گئے اور میں اپنی تیاری کے سلسلہ میں کچھ بھی نہ کر سکا۔ پھر میں نے اپنے دل میں یہ کہا کہ میں آپ کی روانگی کے ایک یا دو دن بعد تیاری مکمل کر لوں گا اور ان سے جاملوں گا۔ لیکن ان کے روانہ ہو جانے کے بعد بھی یہی کیفیت رہی کہ صبح کے وقت تیاری کے خیال سے نکلتا لیکن جب گھر لوٹتا تو وہی کیفیت ہوتی یعنی کچھ بھی نہ کر سکا ہوتا۔ پھر دوسری صبح کو بھی اسی خیال سے نکلتا لیکن جب واپس آتا تو کچھ نہ کیا ہوتا۔ میری کیفیت مسلسل یہی رہی یہاں تک کہ مسلمان تیز تیز چل کر آگے بڑھ گئے میں نے پھر ارادہ کیا کہ میں بھی چل پڑوں اور ان سے جاملوں۔ کاش کہ میں نے ایسا کر لیا ہوتا لیکن یہ سعادت میرے مقدر میں ہی نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد حالت یہ تھی کہ جب میں باہر لوگوں کے پاس جاتا اور ان میں چل پھر کر دیکھتا تو جو بات مجھے غمگین کرتی یہ تھی کہ جو شخص نظر آتا وہ صرف ایسا ہوتا جس پر نفاق کا الزام تھا یا پھر وہ ضعیف اور کمزور لوگ ہوتے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دے دیا تھا ادھر رسول اللہ ﷺ نے راستہ میں تو مجھے کہیں بھی یاد نہ فرمایا۔ مگر جب تبوک پہنچ گئے اور ایک موقع پر لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے تو فرمایا کعب رضی اللہ عنہ نے یہ کیا کیا؟ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کہا اے صحت و خوشحالی کی دو چادروں نے روک رکھا ہے اور وہ اپنی ان چادروں کے کناروں کو دیکھنے میں مشغول ہو

اَللّٰهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ، وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ، فَجِئْتُهُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ: (تَعَالَ). فَجِئْتُ أَمْشِي حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: (مَا خَلَّفَكَ، أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟) فَقُلْتُ: بَلٰى، إِنِّي وَاللّٰهِ - يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ - لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ، وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ، لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهِ عَنِّي، لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ، وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ، إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللّٰهِ، لَا وَاللّٰهِ، مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ، وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيكَ). فَقُمْتُ، وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُونِي، فَقَالُوا لِي: وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَا تَكُونَ اعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُونَ، قَدْ كَانَ كَافِيكَ ذَنْبَكَ

گا۔ یہ سن کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تم نے بہت بری بات کہی ہے یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم ہم نے کعب میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا یہ گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر جب یہ خبر ملی کہ آپ واپس آنے والے ہیں تو خیال ہوا کہ کوئی حیلہ سوچنا چاہئے تاکہ میں آپ کی خفگی سے بچ جاؤں اور اس سلسلہ میں میں نے اپنے خاندان کے ہر صاحب امر شخص سے مدد مانگی۔ پھر یہ اطلاع ملی کہ آپ مدینہ کے قریب آ گئے ہیں تو یہ خیال باطل میرے قلب سے نکل گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ جھوٹ بول کر آپ کی ناراضگی سے نہ بچ سکوں گا۔ اس لئے سچ بولنے کا ارادہ کر لیا رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے اور آپ کا دستور تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے تشریف فرما ہوتے چنانچہ جب آپ نماز سے فراغت کے بعد ملاقات کے لئے بیٹھے تو پیچھے رہ جانے والوں نے آنا شروع کیا اور قسمیں اٹھا کر آپ کے سامنے طرح طرح کے عذر پیش کرنے لگے۔ ان لوگوں کی تعداد اسی سے کچھ زیادہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیان کردہ عذر ہائے لنگ کو قبول کر لیا۔ ان سے بیعت لی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کی نیتوں کو اللہ کے حوالے کر دیا الغرض میں بھی آپ کی خدمت میں

اَسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ. فَوَاللّٰهِ ما زَالُوا يُؤَنِّبُونَنِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِي أَحَدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، رَجُلاَنِ قَالاَ مِثْلَ ما قُلْتَ، فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلُ ما قِيلَ لَكَ، فَقُلْتُ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلاَلُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ، قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، فِيهِمَا أُسْوَةٌ، فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُمَا لِي، وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلاَمِنَا أَيُّهَا الثَّلاَثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوا لَنَا، حَتَّى تَنَكَّرَتْ فِي نَفْسِي الأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِي أَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذٰلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلاَةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَطُوفُ فِي الأَسْوَاقِ وَلاَ يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ، وَآتِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلاَمِ عَلَيَّ أَمْ لاَ؟ ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ، فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى

حاضر ہوا۔ میں نے جب آپ کو سلام کیا تو آپ مسکرائے لیکن ایسی مسکراہٹ جس میں غصے کی آمیزش تھی۔ پھر فرمایا ادھر آؤ میں آگے بڑھا اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا تم کیوں پیچھے رہ گئے؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا بجا ارشاد! اللہ کی قسم! میں اگر آپ کے علاوہ کسی اور دنیاوی شخصیت کے سامنے ہوتا تو میں ضرور یہ خیال کرتا کہ میں کسی عذر بہانے سے اس کے غضب سے نجات پا سکتا ہوں کیونکہ میں قوت گویائی اور دلیل بازی میں ماہر ہوں۔ لیکن اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے جھوٹ بول کر آپ راضی کو بھی کر لوں تو عنقریب اللہ آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کر دے گا اور آپ مجھ سے پھر ناراض ہو جائیں گے۔ لیکن اگر میں آپ سے ساری بات سچ سچ بیان کر دوں تو آپ مجھے سے ناراض تو ہوں گے تاہم مجھے امید ہے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی قسم! مجھے کوئی معذوری نہ تھی اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ کی قسم! میں اتنا تومند اور خوشحال کبھی نہ تھا جتنا اس موقع پر تھا۔ جس میں میں آپکے ساتھ جانے سے رہ گیا میری یہ گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص ہے جس نے صحیح بات بتائی ہے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اچھا جاؤ اور انتظار کرو تاآنکہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ صادر فرمائے چنانچہ

صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ، وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي، حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ، مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ، وَهُوَ ٱبْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَٱللهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ، أَنْشُدُكَ بِٱللهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أُحِبُّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ، فَقَالَ: ٱللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ ٱلْجِدَارَ.

قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ الْمَدِينَةِ، إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّأْمِ، مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ، يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ، حَتَّى إِذَا جَاءَنِي دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، فَإِذَا فِيهِ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ ٱللهُ بِدَارِ هَوَانٍ، وَلَا مَضْيَعَةٍ، فَٱلْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ. فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا: وَهٰذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا، حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِينَ، إِذَا رَسُولُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ:

میں اٹھ گیا اور جب میں جانے لگا تو بنی سلمہ کے کچھ لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور ساتھ چلنے لگے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہمارے علم میں نہیں ہے کہ تم نے آج سے پہلے کبھی کوئی گناہ کیا ہو تو تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عذر پیش کرنے سے کیوں قاصر رہے جیسا کہ دوسرے پیچھے رہ جانے والوں نے آپ کی خدمت میں عذر پیش کئے ہیں۔ تم نے جو گناہ کیا تھا اس کی تلافی کے لئے تو رسول اللہ ﷺ کا تمہارے لئے استغفار ہی کافی تھا۔ اللہ کی قسم! ان لوگوں نے مجھے اتنی ملامت کی کہ ایک دفعہ تو میں نے ارادہ کر لیا کہ میں واپس جاؤں اور جو کچھ میں نے آپ سے کہا تھا اس کے متعلق کہوں کہ وہ جھوٹ تھا۔ پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا کیا یہ معاملہ جو میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ بھی ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے ہاں دو اور شخصوں نے بھی وہی کچھ کہا ہے جو تم نے کہا ہے اور ان کو بھی وہی جواب ملا جو آپ کو ملا ہے۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ایک حضرت مرارۃ بن ربیع العمری رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہ ہیں گویا انہوں نے میرے سامنے دو ایسے نیک شخصوں کی نام لئے جو غزوہ بدر میں شرکت کر چکے تھے اور ان کا طرز عمل میرے لے قابل تقلید مثال تھا چنانچہ ان دونوں کا ذکر سن کر میں (نے اپنا ارادہ بدل دیا اور) آگے چل پڑا اور رسول اللہ ﷺ نے باقی تمام پیچھے رہ جانے والوں میں سے صرف ہم تینوں

إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ ٱمْرَأَتَكَ، فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لاَ، بَلِ ٱعْتَزِلْهَا وَلاَ تَقْرَبْهَا. وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: ٱلْحَقِي بِأَهْلِكِ، فَتَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ ٱللهُ فِي هٰذَا الأَمْرِ.

قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتِ ٱمْرَأَةُ هِلاَلِ ابْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ هِلاَلَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قَالَ: (لاَ، وَلٰكِنْ لاَ يَقْرَبْكِ). قَالَتْ: إِنَّهُ وَٱللهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ، وَٱللهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هٰذَا. فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوِ ٱسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فِي ٱمْرَأَتِكَ، كَمَا أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلاَلِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ؟ فَقُلْتُ: وَٱللهِ لاَ أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، وَمَا يُدْرِينِي مَا يَقُولُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا ٱسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ؟ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، حَتَّى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنْ كَلاَمِنَا، فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلاَةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، وَأَنَا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ

کے ساتھ بات چیت کرنے سے لوگوں کو منع فرمایا دیا تھا۔ للہذا لوگ ہم سے دور دور رہنے لگے اور ہمارے لئے اس حد تک بدل گئے کہ میں محسوس کرنے لگا کہ یہ کوئی اجنبی سرزمین ہے۔ ہم پچاس دن تک اس حال میں رہے دوسرے دونوں ساتھی تو تھک ہار کر گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہے لیکن میں چونکہ سب میں جوان اور طاقتور تھا للہذا باہر نکلا کرتا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوا کرتا اور بازاروں میں پھرا کرتا تھا لیکن مجھ سے کوئی شخص بات نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا اس وقت جب آپ نماز کے بعد لوگوں کے ساتھ تشریف فرما ہوتے۔ میں جب آپ کو سلام کرتا تو اپنے دل میں یہی سوچتا رہتا کہ آیا میرے سلام کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک متحرک ہوئے تھے یا نہیں ؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور دزدیدہ نظروں سے آپ کی طرف دیکھتا رہتا۔ جس وقت میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ دوسری طرف دیکھنے لگتے۔ جب لوگوں کی یہ بے اعتنائی بہت طویل اور ناقابل برداشت ہوگئی تو ایک دن میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا۔ یہ صاحب میرے چچازاد بھائی اور میرے محبوب ترین دوست تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا لیکن اللہ کی قسم! انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے ان سے کہا اے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ

مِنْ بُيُوتِنَا، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الحَالِ الَّتِي ذَكَرَ ٱللهُ تَعالىٰ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ، أَوْفَى عَلَى جَبَلِ سَلْعٍ، بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ، قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ، وَآذَنَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِتَوْبَةِ ٱللهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلاَةَ الْفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُونَ، وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا، وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ، فَأَوْفَى عَلَى الجَبَلِ، وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ، فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُما بِبُشْرَاهُ، وَٱللهِ ما أَمْلِكُ غَيْرَهُما يَوْمَئِذٍ، وَٱسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، وَٱنْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا، يُهَنُّونَنِي بِالتَّوْبَةِ يَقُولُونَ: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ ٱللهِ عَلَيْكَ، قَالَ كَعْبٌ: حَتَّى دَخَلْتُ المَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ ٱللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّانِي، وَٱللهِ ما قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ

کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم مجھے اللہ اور اس کی رسول ﷺ کا دوست جانتے ہو؟ لیکن وہ خاموش رہے میں نے ان سے دوبارہ یہی سوال کیا لیکن وہ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر یہی بات دہرائی تو کہنے لگے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور میں منہ موڑ کر واپس چلا آیا اور دیوار پھلانگ کر باہر آ گیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں مدینہ کے بازار سے گزر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ علاقہ شام کا ایک نبطی جو مدینہ میں غلہ فروخت کرنے آیا تھا۔ لوگوں سے پوچھ رہا ہے کوئی شخص ہے جو مجھے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا گھر بتا سکے؟ لوگ میری طرف اشارہ کر کے اسے بتانے لگے جب وہ میرے پاس آیا تو اس نے مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا۔ جس میں لکھا ہوا تھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر زیادتی کی ہے حالانکہ تمہیں اللہ نے اس لئے نہیں بنایا کہ تم ذلیل و خوار اور برباد رہو لہٰذا تم ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہیں شایان شان عزت و مرتبہ دیں گے۔ میں نے جب یہ خط پڑھا تو دل میں کہا یہ بھی ایک امتحان ہے اور وہ خط لے کر تنور کی طرف گیا اور اسے نذر آتش کر دیا۔ پھر جب پچاس دنوں میں سے چالیس راتیں گزر گئیں تو میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک قاصد آیا اور کہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی رفیقہ حیات سے کنارہ کش ہو جاؤ۔

غَيْرُهُ، وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ، قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ: (أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ). قَالَ: قُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ: (لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ). وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِ اللّٰهِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ).

قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيتُ. فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي، مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هٰذَا كَذِبًا، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي اللّٰهُ فِيمَا بَقِيتُ. وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ

میرے دونوں ساتھیوں کو بھی اس قسم کا حکم دیا گیا تھا میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے میکے چلی جاؤ اور جب تک اللہ اور اس کا رسول اللہ ﷺ اس معاملہ کا فیصلہ صادر نہ کر دے وہیں مقیم رہو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ ایک ناتواں اور بوڑھا شخص ہے اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے تو کیا آپ یہ بھی ناپسند فرمائیں گے کہ میں ان کی خدمت کرتی رہوں! آپ نے فرمایا نہیں لیکن تم ان کے قریب نہ جانا۔ اس نے عرض کیا اللہ کی قسم! اسے تو کسی بات کا ہوش ہی نہیں اور جس دن سے یہ معاملہ پیش آیا ہے وہ مسلسل رو رہے ہیں۔ یہ سن کر میرے بعض اہل خانہ نے مشورہ دیا کہ اگر تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے سلسلہ میں اجازت لے لو تو کیا حرج ہے؟ جیسے آپ نے حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو خدمت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے ہرگز اجازت نہ طلب کروں گا۔ نامعلوم میرے اجازت طلب کرنے پر آپ کیا جواب دیں؟ کیونکہ میں ایک نوجوان آدمی ہوں الغرض اس کے بعد دس دن اور گزر گئے حتی کہ جس دن سے رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ہمارے ساتھ بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس دن سے

عَلَى ٱلنَّبِيِّ وَٱلْمُهَـٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ﴾ إِلَى قَـوْلِـهِ: ﴿وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّـٰدِقِينَ﴾. فَوَٱللهِ ما أَنْعَمَ ٱللهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ، بَعْدَ أَنْ هَدَانِي ٱللهُ لِلإِسْلَامِ، أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كما هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا، فَإِنَّ ٱللهَ قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا - حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ - شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿سَيَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ لَكُمْ إِذَا ٱنقَلَبْتُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ ٱلْقَوْمِ ٱلْفَـٰسِقِينَ﴾.

قَالَ كَعْبٌ: وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولٰئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ حَلَفُوا لَهُ، فَبَايَعَهُمْ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَأَرْجَأَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى ٱللهُ فِيهِ، فَبِذٰلِكَ قَالَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَى ٱلثَّلَـٰثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُوا۟﴾. وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ ٱللهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ، إِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا، وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا، عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَٱعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ. [رواه البخاري: ٤٤١٨]

پچاس دن پورے ہو گئے تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے ایک گھر کی چھت پر نماز فجر سے فراغت کے بعد بیٹھا تھا اور میری حالت بعینہ وہی تھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ میں اپنی جان سے تنگ تھا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود میرے لئے تنگ ہو چکی تھی کہ اچانک میں نے کسی پکارنے والے کی آواز سنی جو کوہ سلع پر چڑھ کر اپنی بلند ترین آواز میں پکار رہا تھا۔ اے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ! خوش ہو جاؤ میں یہ سنتے ہی سجدہ میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ آزمائش کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ دراصل رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد اعلان فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی ہے لہٰذا لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لئے دوڑ پڑے۔ کچھ لوگ خوشخبری دینے کے لئے میرے دوسرے دونوں ساتھیوں کے طرف گئے اور ایک شخص گھوڑا دوڑا کر میری طرف چلا اور ایک دوڑنے والا جو قبیلہ اسلم کا فرد تھا دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس کی آواز گھوڑے سے تیز نکلی۔ لہٰذا یہ شخص جس کی آواز میں میں نے خوشخبری سنی تھی۔ میرے پاس پہنچا تو میں نے اپنے کپڑے اتار کر خوشخبری دینے والے کو انعام میں پہنا دیئے۔ اللہ کی قسم! میرے پاس اس دن ان کپڑوں کے علاوہ اور کوئی جوڑا نہ تھا لہٰذا میں نے دو کپڑے ادھار لے کر پہنے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے کے لئے چل پڑا اور لوگ گروہ در گروہ مجھ سے ملتے اور توبہ قبول ہونے کی مبارک دیتے ہوئے کہتے تم کو مبارک ہو کہ اللہ

تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی اور تمہیں معاف کر دیا۔
حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور لوگ آپ کے اردگرد بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ اور کوئی شخص میری طرف اٹھ کر نہیں آیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے اس سلوک کو میں کبھی نہیں بھولا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے خوشی سے دمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ارشاد فرمایا تم کو آج کا دن مبارک ہو۔ یہ دن ان تمام دنوں میں سے سب سے بہتر ہے جو تمہاری پیدائش کے بعد سے آج تک تم پر گزرے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ معافی اللہ کی طرف سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک اس طرح دمک اٹھتا تھا۔ جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہو اور ہم اس چہرے کو دیکھ کر جان لیا کرتے تھے کہ آپ خوش ہیں۔ الغرض جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس توبہ کی خوشی میں میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور صدقہ دے دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب نہیں کچھ مال اپنے پاس بھی

رکھو کیونکہ ایسا کرنا تمہاری لئے بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کیا اچھا میں اپنا وہ حصہ جو خیبر میں ہے روک لیتا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف سچ بولنے کی برکت سے نجات دی ہے۔ اس لئے میں اپنی اس توبہ کی خوشی میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ سچ بات کہوں گا چنانچہ اللہ کی قسم! میرے علم میں کوئی مسلمان نہیں ہے جس کا سچ بولنے کی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اتنا عمدہ امتحان لیا ہو جتنا میرا اس دن سے لیا ہے جس دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو یہ عہد کیا تھا۔

میں نے جس دن رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کہی اس دن سے آج تک کبھی قصداً جھوٹ نہیں بولا اور مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی ماندہ زندگی میں بھی مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں۔

”تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول کر لی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول تک سچ بولنے والوں کا ساتھ دو۔“

اللہ کی قسم! جب سے مجھے اللہ نے دین اسلام کی رہنمائی فرمائی ہے اس کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جو نصیحتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سب سے بڑی نصیحت میرے نقطہ نگاہ سے یہ ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کی توفیق عطا ہوئی اور میں جھوٹ بول کر ہلاک نہ ہوا جیسے

دوسرے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نزول وحی کے وقت ان لوگوں کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جس سے زیادہ برے الفاظ کسی اور کے لئے استعمال نہیں فرمائے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ تمہارے لئے جلد ہی اللہ کی قسمیں اٹھائیں گے جب تم ان کی طرف لوٹو گے اس آیت تک تحقیق اللہ تعالیٰ بدکردار لوگوں سے راضی نہیں ہو گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہم تینوں کا معاملہ ان لوگوں کے معاملہ سے موخر کر دیا گیا تھا جن کے عذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قسموں کی وجہ سے قبول کر لئے تھے۔ اور ان سے بیعت لے لی تھی اور ان کے گناہ معاف ہونے کی دعا بھی فرمادی تھی اور ہمارے مقدر کا فیصلہ معلق کر دیا تھا تاآنکہ اللہ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے اور وہ تینوں جن کا فیصلہ موخر کر دیا گیا تھا ان کی توبہ بھی قبول کی گئی۔

اس آیت میں خُلِّفُوْا سے مراد یہ نہیں ہے کہ انہیں جہاد سے پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا بلکہ اس سے مراد یہی ہے کہ انہیں معلق کر دیا گیا تھا اور ان کے مقدر کا فیصلہ موخر کر دیا گیا تھا جبکہ ان لوگوں کے عذر قبول کر لئے گئے تھے جنہوں نے قسمیں اٹھا اٹھا کر عذر پیش کئے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اداء فرض میں تساہل کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ بسا اوقات انسان تساہل میں کسی ایسے قصور کا مرتکب ہو جاتا ہے جس کا شمار بڑے گناہوں میں ہوتا ہے نیز اس سے پتہ چلتا ہے کہ کفر واسلام کی کشمکش کا معاملہ کس قدر نزاکت کا حامل ہے اس میں کفر کا ساتھ دینا تو درکنار بلکہ جو شخص اسلام کا ساتھ دینے میں کسی ایک موقع بھی کوتاہی برت جاتا ہے اسکی بھی زندگی کی عبادت گزاریاں

خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔

٤٧ - باب: كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ

باب ۴۷: حضور اکرم ﷺ کا شاہ ایران (کسریٰ) اور شاہ روم (قیصر) کو خط لکھنا

١٧٠٠ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَيَّامَ الْجَمَلِ، بَعْدَ ما كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ فارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى، قَالَ: (لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً). [رواه البخاري: ٤٤٢٥]

۱۷۰۰۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جنگ جمل میں مجھے اس بات نے نفع پہنچایا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا جبکہ میں اصحاب جمل کے ساتھ شریک ہو کر لڑائی کے لئے تیار تھا اور وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے اوپر کسریٰ کی بیٹی کو سربراہ مملکت بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا جو قوم کسی عورت کو اپنے اوپر حاکم بنائے گی وہ کبھی فلاح سے ہمکنار نہ ہو گی۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو سربراہ مملکت بنانا جائز نہیں ہے' خلاف ورزی کی صورت میں برے انجام سے دوچار ہونا یقینی ہے جیسا کہ پاکستان اس کا دو بار تلخ تجربہ کر چکا ہے۔ زنانہ حکومت کی وجہ سے جو ملک میں نحوست پھیلی ہے اس کی ابھی تک تلافی نہیں ہو سکی۔

٤٨ - باب: مَرَضُ النَّبِيِّ ﷺ وَوَفَاتُهُ

باب ۴۸: رسول اللہ ﷺ کی بیماری اور وفات کا بیان۔

١٧٠١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَعا النَّبِيُّ ﷺ فاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ: أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي

۱۷۰۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے کان میں بات کی تو وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ بلایا اور کچھ آہستہ سے فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ ہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا پہلے آپ نے یہ فرمایا کہ اس مرض میں میری روح قبض ہو گی تو یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر دوسری

فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ يَتْبَعُهُ، فَضَحِكْتُ [رواه البخاري: ٤٤٣٣، ٤٤٣٤]

دفعہ یہ فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! میرے بعد اہل بیت میں سب سے پہلے تیری روح قبض ہوگی یعنی تو مجھ سے ملے گی یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

فوائد: ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ کان میں یہ کہا تھا کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تم جنت میں عورتوں کی سردار ہوگی گویا ہنسنے کے دو اسباب تھے۔ (فتح الباری:۸/۱۳۵)

١٧٠٢ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ ٱلدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ، يَقُولُ: ﴿مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللّٰهُ عَلَيْهِم﴾. الآيَةَ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ. [رواه البخاري: ٤٤٣٥]

۱۷۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتی کہ کوئی پیغمبر اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک اس کو اختیار نہیں دیا جاتا کہ دنیا اختیار کرے یا آخرت۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کے قریب سنا جب آپ کا گلا بیٹھ گیا تھا کہ آپ یہ پڑھتے ہیں۔ یا اللہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام کیا تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

فوائد: چنانچہ آپ نے آخرت کو اختیار فرمایا جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی صراحت ہے۔ (صحیح بخاری:۴۴۳۶)

١٧٠٣ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَحِيحٌ يَقُولُ: (إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ، ثُمَّ يُحَيَّا، أَوْ يُخَيَّرَ). فَلَمَّا ٱشْتَكَى وَحَضَرَهُ ٱلْقَبْضُ، وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ: (اللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى). فَقُلْتُ: إِذًا لَا يَخْتَارُنَا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيثُهُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ. [رواه البخاري: ٤٤٣٧]

۱۷۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت صحت میں فرماتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوا جب تک جنت میں اس کا مقام اسے نہیں دکھایا جاتا۔ پھر اسے زندگی یا (موت کا) اختیار دیا جاتا ہے جب آپ بیمار ہوئے اور وفات کا وقت قریب آیا تو آپ میری ران پر سر رکھے ہوئے تھے پہلے آپ پر غشی طاری ہوئی۔ پھر افاقہ ہو گیا تو چھت کی طرف دیکھ کر فرمایا اے اللہ! مجھے میرے رفیق اعلے سے ملا دے اس وقت میں نے دل میں کہا اب آپ ہمارے پاس رہنا پسند نہیں کریں گے اور اس سے مجھے آپ کی اس حدیث کی تصدیق ہو

گئی جو آپ بحالت صحت فرمایا کرتے تھے۔

فوائد : ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت جبرئیل' میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کی رفاقت کو پسند فرمایا۔ (فتح الباری:۷/۱۳۷)

١٧٠٤ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ إِذَا ٱشْتَكَىٰ نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالمعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ، فَلَمَّا ٱشْتَكَى وَجَعَهُ ٱلَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، طَفِقْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ ٱلَّتِي كَانَ يَنْفُثُ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ. [رواه البخاري: ٤٤٣٩]

۱۷۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو معوذات (اخلاص' الفلق' الناس) پڑھ کر خود پر دم کیا کرتے تھے۔ پھر جب آپ کی علالت نے شدت اختیار کر لی تو میں خود معوذات پڑھ کر آپ کے دست مبارک پر دم کر کے آپ کے جسم اطہر پر آپ ہی کا دست مبارک برکت کی توقع میں پھیرا کرتی تھی۔

فوائد : دوسری روایت میں ہے کہ ایک راوی نے حضرت امام زہری سے دریافت کیا کہ دم کیسے کیا جائے تو آپ نے بتایا' یہ سورتیں پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرے پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے (اور سارے بدن) پر پھیرے۔ (صحیح بخاری:۵۷۳۵)

١٧٠٥ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : قَالَتْ أَصْغَيْتُ إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي وَٱرْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ). [رواه البخاري: ٤٤٤٠]

۱۷۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے قریب مجھ سے اپنی کمر لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں نے غور سے سنا تو آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے۔
"اے اللہ ! مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور مجھے میرے رفیق اعلیٰ سے ملا دے"

فوائد : امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ بھی استنباط کیا ہے کہ اگر موت کے آثار نظر آنے لگیں تو اچھی موت کی تمنا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے علاوہ موت کی تمنا کرنا جائز نہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۱۳۰)

١٧٠٦ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - فِي رِوَايَةٍ - قَالَتْ: مَاتَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي، فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ ٱلْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ ٱلنَّبِيِّ

۱۷۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک وفات کے وقت میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان تھا اور جب سے میں نے رسول اللہ

ﷺ. [رواه البخاري: ٤٤٤٦]

ﷺ پر موت کی سختی دیکھی ہے۔ اس کے بعد میں موت کی سختی کو کسی کے لئے برا نہیں سمجھتی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ پر موت بہت سخت واقع ہوئی اور اس سختی میں آپ کے لئے دوگنا اجر ہو گا آپ پانی لے کر بار بار منہ پر پھیرتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ موت میں بہت سختیاں ہیں اے اللہ! میری مدد فرما۔ (فتح الباری:۸/۱۴۰)

۱۷۰۷ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ ٱلَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الحَسَنِ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ ٱللهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ ٱبْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَٱللهِ بَعْدَ ثَلاَثٍ عَبْدُ الْعَصَا، وَإِنِّي وَٱللهِ لأَرَى رَسُولَ ٱللهِ ﷺ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا، إِنِّي لأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ عِنْدَ المَوْتِ، ٱذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هٰذَا الأَمْرُ، إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ، فَأَوْصَى بِنَا. فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّا وَٱللهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَمَنَعَنَاهَا لاَ يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَٱللهِ لاَ أَسْأَلُهَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٤٤٧]

۱۷۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آئے جبکہ آپ مرض وفات میں مبتلا تھے لوگوں نے پوچھا اے ابو الحسن رضی اللہ عنہ! رسول اللہ ﷺ اب کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا الحمد للہ اچھے ہیں۔ تب حضرت حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اللہ کی قسم! تم تین دن کے بعد محکوم اور لاٹھی کے غلام بن جاؤ گے کیونکہ اللہ کی قسم! میرے خیال کے مطابق رسول اللہ ﷺ عنقریب اس مرض سے وفات پا جائیں گے۔ میں عبدالمطلب کی اولاد کا منہ دیکھ کر پہچان لیتا ہوں جب وہ مرنے والے ہوتے ہیں۔ آؤ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اس امر کے متعلق دریافت کر لیں کہ آپ کے بعد کون آپ کا خلیفہ ہو گا؟ اگر آپ نے ہم لوگوں کو خلافت دی تو معلوم ہو جائے گا اور اگر آپ نے کسی دوسرے کو خلافت سونپی تو بھی معلوم ہو جائے گا اور ہمارے متعلق حسن سلوک کی اسے وصیت فرمائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر ہم آپ سے اس کی بابت دریافت کریں اور آپ نے ہمیں محروم فرما دیا تو آپ کے بعد لوگ ہمیں کبھی خلیفہ نہ بنائیں گے۔ اللہ کی قسم! میں تو رسول اللہ ﷺ سے

خلافت کے متعلق سوال نہیں کروں گا۔

فوائد: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ہاتھ پھیلاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا نہ کیا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کاش! میں عباس رضی اللہ عنہ کا کہا مان لیتا۔ (فتح الباری:۸/۱۴۳)

نوٹ: اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں آپ نے وصیت فرمائی تھی اور آپ کے پاس وحی تھی تو انہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ آپ نے اگر ہمیں محروم کر دیا تو آپ کے بعد لوگ ہمیں کبھی خلیفہ نہ بنائیں گے۔ (علوی)

١٧٠٨ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ مِنْ نِعَمِ ٱللهِ عَلَيَّ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي، وَفِي يَوْمِي، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَأَنَّ ٱللهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ: دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ ٱلرَّحْمٰنِ، وَبِيَدِهِ ٱلسِّوَاكُ، وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ ٱلسِّوَاكَ، فَقُلْتُ: آخُذُهُ لَكَ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ: (أَنْ نَعَمْ). فَتَنَاوَلْتُهُ، فَٱشْتَدَّ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ: أُلَيِّنُهُ لَكَ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ: (أَنْ نَعَمْ). فَلَيَّنْتُهُ، فَأَمَرَّهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ - يَشُكُّ عُمَرُ - فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي ٱلْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ، يَقُولُ: (لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ). ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ: (فِي ٱلرَّفِيقِ ٱلْأَعْلَى). حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ. [رواه البخاري: ٤٤٤٩]

١٧٠٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے احسانات میں سے ایک احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری باری کے دن میرے گھر میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کا سر میرے پھیپھڑے اور گردن کے درمیان تھا اور اللہ نے آخری وقت میرا اور آپ کا لعاب دہن ملا دیا کیونکہ میرے بھائی عبد الرحمن رضی اللہ عنہ ایک تازہ مسواک پکڑے ہوئے آئے۔ میں اس وقت آپ کو سہارا دیئے ہوئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ مسواک کو ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہے ہیں اور مجھے معلوم تھا کہ آپ مسواک کو پسند کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ مسواک آپ کے لئے لے لوں۔ آپ نے سر مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا ہاں۔ چنانچہ میں نے وہ مسواک لے کر آپ کو دی لیکن آپ کو سخت محسوس ہوئی اس لئے میں نے کہا میں اسے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے فرمایا ہاں۔ میں نے اسے چبا کر نرم کر دیا۔ پھر آپ نے اسے دانتوں پر پھیرا اور آپ کے سامنے ایک پانی کا مشکیزہ یا پیالہ تھا۔ اس میں آپ ہاتھ تر کر کے منہ پر پھیرتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ موت میں بڑی

سختیاں ہوتی ہیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ! مجھے میرے رفیق اعلیٰ سے ملا دے یہاں تک کہ آپ کی روح مبارک نکل گئی اور ہاتھ نیچے ڈھلک گیا۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دنیا کے آخری اور آخرت کے پہلے دن میرا اور رسول اللہ ﷺ لعاب دھن اکٹھا کر دیا۔ (صحیح بخاری:۴۴۵۱) اس میں اشارہ تھا کہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ دنیا و آخرت میں ایک جگہ رہیں گے۔

١٧٠٩ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَدَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِي مَرَضِهِ، فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا: أَنْ لاَ تَلُدُّونِي، فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: (أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي). قُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ: (لاَ يَبْقَى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ). [رواه البخاري: ٤٤٥٨]

١٧٠٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو بیماری کی حالت میں بصورت لدود دوا پلانا چاہی تو آپ نے منع فرمایا۔ ہم سمجھے کہ آپ کا منع کرنا ایسا ہے جیسے ہر مریض دوا سے کراہت کرتا ہے۔ پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا میں تمہیں منع کرتا رہا کہ مجھے لدود کی صورت میں دوا مت پلاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ مریض تو منع کیا ہی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا گھر میں کوئی آدمی باقی نہ رہے سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے صرف عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو کیونکہ وہ اس وقت موجود نہ تھے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے تمام اہل خانہ کو ادب سکھانے کے لئے ان کے منہ میں دوا ڈالنے کا اہتمام فرمایا تاکہ آئندہ ایسی حرکت نہ کریں یہ اقدام قصاص یا انتقام کی وجہ سے نہ تھا۔ (فتح الباری:۸/۱۴۷)

١٧١٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاكَرْبَ أَبَاهُ، فَقَالَ لَهَا: (لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ). [رواه البخاري: ٤٤٦٢]

١٧١٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر جب مرض کی شدت ہوئی تو آپ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی اف میرے باپ کی تکلیف! آپ نے فرمایا تیرے باپ کو اس دن کے بعد پھر تکلیف نہیں ہوگی۔

فوائد: اس روایت کے آخر میں ہے کہ جب آپ فوت ہو گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شدت غم سے

کہنے لگی۔ "ہائے ابو جان! آپ نے اپنے پروردگار کا بلاوا قبول کر لیا' ہائے پدر محترم! آپ نے جنت فردوس میں ٹھکانہ بنایا' ہائے پیارے باپ! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر سناتی ہوں۔

(صحیح بخاری:۴۴۶۲)

٤٩ - باب: وَفَاةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۴۹: رسول اللہ ﷺ کی وفات کا بیان

١٧١١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ٱبْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ. [رواه البخاري: ٤٤٦٦]

۱۷۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

فوائد : بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر مکہ میں دس سال قرآن نازل ہوتا رہا اور دس سال مدینہ میں ٹھہرے۔ یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نہیں کیونکہ پہلی روایت میں مدت فترۃ وحی کو شامل نہیں کیا گیا جو تین سال ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۵۱)

کتاب تفسیر القرآن

تفسیر قرآن کے بیان میں

١ - باب: مَا جَاءَ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

١٧١٢ : عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمعَلَّى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ: (أَلَمْ يَقُلِ ٱللهُ: ﴿ٱسْتَجِيبُواْ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾؟). ثُمَّ قَالَ لِي: (لأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْآنِ، قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ). ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، قُلْتُ لَهُ: أَلَمْ تَقُلْ: (لأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟) قَالَ: (﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾: هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ). [رواه البخاري: ٤٤٧٤]

باب ۱: سورة فاتحہ کی تفسیر کا بیان

۱۷۱۲۔ حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا لیکن میں اس وقت حاضر نہ ہو سکا۔ نماز پڑھ کر گیا تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نماز پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نہیں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو جب وہ تمہیں اس حیات بخش چیز کی دعوت دے۔ پھر فرمایا کہ میں تیرے مسجد سے باہر جانے سے پیشتر تمہیں ایک ایسی سورت بتاؤں گا جو ساری سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر میرا ہاتھ تھام لیا جب آپ نے مسجد سے باہر آنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا تھا میں تجھے ایک سورت بتاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا وہ سورۃ الحمد یعنی فاتحہ ہے۔ اس میں سات آیات ہیں جو ہر رکعت میں بار بار

پڑھی جاتی ہیں اور یہی سورت وہ بڑا قرآن ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے ایسی سورت نہ بتاؤں کہ اس طرح کی سورت تورات' انجیل' زبور اور فرقان میں نازل نہیں ہوئی۔ اس حدیث میں سورۃ فاتحہ کی عظمت کا بیان ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۵۸)

تفسیر سورۃ البقرہ

٢ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ ''پس تم دانستہ طور پر اللہ کے شریک نہ بناؤ

١٧١٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ ٱللهِ؟ قالَ: (أَنْ تَجْعَلَ للهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ). قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قالَ: (وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ). قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قالَ: (أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جارِكَ). [رواه البخاري: ٤٤٧٧]

۱۷۱۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو کسی غیر اللہ کو اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ وہ تیرا خالق ہے۔ میں نے عرض کیا واقعی یہ تو بری بات اور بڑا گناہ ہے۔ میں نے پھر پوچھا اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بچوں کو اس لئے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہوں گے۔ میں نے پھر عرض کیا اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بد کاری کرے۔

فوائد : بخاری کی ایک روایت میں صحابی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کی تصدیق بایں الفاظ نازل فرمائی ''اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ ہی کسی ناحق جان کو قتل کرتے ہیں اور وہ زنا بھی نہیں کرتے اور جو انسان یہ کام کرے گا اس نے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا قیامت کے دن اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری:۷۵۳۲)

٣ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ﴾

باب ۳: ارشاد باری تعالیٰ: "اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تمہارے لئے من و سلوی اتارا"

١٧١٤ : عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ). [رواه البخاري: ٤٤٧٨]

۱۷۱۴۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھمبی "من" کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کی مرض کیلئے شفاء ہے۔

فوائد: کھمبی کا خالص پانی استعمال کرنا بینائی کے لئے بہت مفید ہے یہ خاصیت اس بناء پر ہے کہ اس کی حلت میں ذرا بھر بھی شبہ نہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خالص حلال کا استعمال نظر کے لئے بہت مفید ہے اور حرام اس کے لئے نقصان دہ ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۶۴)

٤ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ﴾

باب ۴: ارشاد باری تعالیٰ: "جب ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ"

١٧١٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ﴾. فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ، فَبَدَّلُوا، وَقَالُوا: حِنْطَةٌ، حَبَّةٌ فِي شَعَرَةٍ). [رواه البخاري: ٤٤٧٩]

۱۷۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے داخل ہو جاؤ تو وہ سرین کے بل گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے اور معافی مانگنے کی بجائے وہ بالی میں دانہ کہنے لگے۔

فوائد: اس طرح ان ظالموں نے تعمیل حکم کے بجائے کردار وگفتار میں مخالفت کی اس پر مستزاد وہ تحریف کے بھی مرتکب ہوئے چنانچہ اس پاداش میں وہ سنگین سزا سے دوچار ہوئے۔

٥ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ: "ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی کوئی اور آیت بھیج دیتے ہیں"

١٧١٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ، وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ، وَذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُولُ: لاَ أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا﴾. [رواه البخاري: ٤٤٨١]

۱۷۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم لوگوں میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بڑے قاری اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بہترین قاضی ہیں لیکن ہم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک بات نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ میں تو قرآن کی کسی آیت کی تلاوت نہیں چھوڑوں گا۔ جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
"ہم جس آیت کو منسوخ کرتے یا فرموش کرا دیتے ہیں......" آخر تک

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں نسخ ثابت ہے لیکن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بعض ایسی آیات بھی پڑھتے تھے جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی لیکن انہیں نسخ کی خبر نہ پہنچی تھی۔

٦ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ﴾

باب ۶: ارشاد باری تعالیٰ: "یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے"

١٧١٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (قَالَ اللهُ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّي لاَ أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدٌ، فَسُبْحَانِي

۱۷۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ابن آدم نے مجھے جھوٹا قرار دیا ہے اور مجھے گالی دی ہے۔ حالانکہ اسے یہ زیبا نہیں ہے جھوٹا اس طرح قرار دیا کہ اس کے خیال کے مطابق میں اسے قیامت کے دن اصلی حالت پر نہیں اٹھا سکتا اور گالی دینا یہ ہے کہ

أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا). [رواه البخاري: ٤٤٨٢]

وہ کہتا ہے "میری بھی (اللہ کی) اولاد ہے حالانکہ میں اس بات سے پاک ہوں کہ کسی کو بیوی یا بچہ ٹھہراؤں۔

فوائد: خیبر کے یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور نجران کے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرزند الٰہی اور مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح الباری:۸/۱۶۸)

٧ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾

باب ۷: ارشاد باری تعالیٰ: "اور جس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے اسے نماز کی جگہ بنالو"

١٧١٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: وَافَقْتُ ٱللهَ فِي ثَلاثٍ، أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلاثٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لَوِ ٱتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ ٱلْبَرُّ وَٱلْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ ٱلْمُؤْمِنِينَ بِٱلْحِجَابِ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ آيَةَ ٱلْحِجَابِ، قَالَ: وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ بَعْضَ نِسَائِهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ، قُلْتُ: إِنِ ٱنْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبْدِلَنَّ ٱللهُ رَسُولَهُ ﷺ خَيْرًا مِنْكُنَّ، حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ، قَالَتْ: يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ، حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ؟ فَأَنْزَلَ ٱللهُ: ﴿عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا

۱۷۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری تین باتیں بالکل وحی کے مطابق ہوئیں یا اللہ تعالیٰ نے تین باتوں میں میرے ساتھ اتفاق کیا (اول) میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز قرار دے لیں تو بہت اچھا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بناؤ (دوم) میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس اچھے برے سب قسم کے لوگ آتے ہیں اگر آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دے دیں تو مناسب ہے اس وقت اللہ تعالیٰ آیت حجاب نازل فرمائی (سوم) اور جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ کسی بیوی پر ناراض ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا دیکھو تم اس قسم کی باتوں سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ اپنے رسول اللہ ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں بدل کر دے گا۔ لیکن جب میں آپ کی ایک اہلیہ کے پاس گیا تو وہ بول انھیں اے عمر

مِنكُنَّ مُسْلِمَٰتٍ﴾ الآيَةَ. [رواه البخاري: ٤٤٨٣]

رضی اللہ عنہ! تم جو نصیحت کرتے ہو تو کیا رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
"اگر پیغمبر تمہیں طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ ان کا پروردگار تمہارے بدلے میں ان کو تم سے بہتر بیویاں دے دے جو مسلمان ہوں" آخر تک۔

فوائد: مقام ابراہیم بیت اللہ سے متصل تھا رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اپنے پہلے مقام پر رہا حضرت عمر نے رضی اللہ عنہ دیکھا کہ اس سے طواف کرنے والوں اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو آپ نے اسے پیچھے ہٹا دیا۔ (فتح الباری:۸/۱۶۹)

٨ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قُولُوٓا ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾

باب ۸: ارشاد باری تعالیٰ: "تم کہو کہ ہم اللہ پر اور جو کتاب ہم پر نازل کی گئی اس پر ایمان لائے"

١٧١٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لأَهْلِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلاَ تُكَذِّبُوهُمْ، وَ﴿قُولُوٓا ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ الآيَةَ). [رواه البخاري: ٤٤٨٥]

۱۷۱۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہودی اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھا کرتے اور اس کا ترجمہ مسلمانوں کے لئے عربی زبان میں کرتے تو آپ نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کو سچا سمجھو نہ جھوٹا کہو بلکہ مجمل طور پر کہو "ہم اللہ پر اور جو کتاب ہم پر نازل کی گئی ہے اس پر ایمان لائے ہیں" آخر تک۔

فوائد: یہ حکم نبوی یہودیوں کی ایسی باتوں کے متعلق ہے جن کے صحیح یا غلط ہونے کا احتمال ہو لیکن جو باتیں ہماری شریعت کے مطابق ہیں ان کی تصدیق اور جو باتیں ہماری شریعت کے مخالف ہیں ان کی تکذیب کرنا اس حکم میں شامل نہیں۔ (فتح الباری:۸/۱۷۰)

٩ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ﴾

باب ٩: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو

١٧٢٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيامَةِ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: ما أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ، فَيَقُولُ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ، فَيَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ: ﴿وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾). [رواه البخاري: ٤٤٨٧]

١٧٢٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا تو وہ عرض کریں گے پروردگار میں حاضر ہوں جو ارشاد ہو بجالاؤں گا پروردگار فرمائے گا کیا تم نے لوگوں کو ہمارے احکام بتا دیئے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا اس نے میرا حکم پہنچایا تھا وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں تو اللہ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا تیرا کوئی گواہ ہے! وہ عرض کریں گے کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت گواہ ہے۔ پھر اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں گے اللہ تعالیٰ اس ارشاد گرامی کا یہی مطلب ہے اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو..... آخر آیت تک۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت سے دریافت کرے گا تمہیں اس بات کا علم کیسے ہوا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ تمام رسولوں نے اپنی اپنی امت کو اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا اور ان کی خبر صحیح ہے۔ (فتح الباری:٨/١٧٢)

نوٹ: اس سے ثابت ہوا کہ شہادت کے لئے کس چیز کی روئیت (دیکھنا) یا وہاں حاضر ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ علم واطلاع ہونا کافی ہے' وگرنہ امت محمدیہ' نوح علیہ السلام کے حق میں گواہی کیسے دے گی۔ کیا وہ حاضر ناظر تھی؟ (علوی)

۱۰ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾

باب ۱۰: ارشاد باری تعالیٰ: ''پھر جہاں سے لوگ واپس ہوتے ہیں وہاں سے تم بھی واپس ہوا کرو''

۱۷۲۱ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ، وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ، فَلَمَّا جَاءَ الإِسْلَامُ، أَمَرَ ٱللهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ، ثُمَّ يَقِفَ بِهَا، ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا. [رواه البخاري: ٤٥٢٠]

۱۷۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قریش اور ان کے ہم مشرب مزدلفہ میں وقوف کرتے اور انہیں حمس کہا جاتا تھا۔ پھر جب اسلام کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ پہلے عرفات جائیں وہاں ٹھہریں پھر وہاں سے لوٹ کر مزدلفہ آئیں۔

فوائد: حمس، احمس کی جمع ہے جس کا معنی دین میں مضبوط اور پختہ کے ہیں۔ قریش اپنے آپ کو حمس کہلاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ہم چونکہ اھل اللہ اور حرم کے خادم ہیں اس لئے وہ حد حرم سے باہر نہیں جاتے اور عرفات حد حرم سے باہر تھا۔ (فتح الباری:۸۲۶/۴)

۱۱ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ الآية

باب ۱۱: ارشاد باری تعالیٰ ''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی اپنا فضل عنائت کر

۱۷۲۲ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٤٥٢٢]

۱۷۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی رحمت عطا فرما اور آخرت میں بھی اپنے فضل سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

فوائد: یہ جامع دعا دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں پر مشتمل ہے بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات یہ دعا کیا کرتے تھے۔ (فتح الباری:۱۹۱/۱۱)

١٢ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا يَسْـَٔلُونَ ٱلنَّاسَ إِلْحَافًا﴾

باب ۱۲: ارشاد باری تعالیٰ "وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے"

١٧٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتانِ، وَلاَ اللُّقْمَةُ وَلاَ اللُّقْمَتانِ، إِنَّما الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ. وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ). يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿لَا يَسْـَٔلُونَ ٱلنَّاسَ إِلْحَافًا﴾. [رواه البخاري: ٤٥٣٩]

۱۷۲۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک یا دو کھجوریں اور ایک یا دو لقمے در بدر پھرنے پر مجبور کرتے ہوں بلکہ مسکین وہ شخص ہے جو کسی سے سوال نہ کرے۔ اگر تم مطلب سمجھنا چاہو تو اس آیت کو پڑھو۔ "وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔"

فوائد: مطلب یہ ہے کہ مخلوق سے سوال کرنے کی بجائے اللہ سے سوال کرے حدیث میں آتا ہے کہ جس کے پاس ایک اوقیہ چاندی ہو اگر وہ سوال کرتا ہے تو گویا چمٹ کر مانگتا ہے' اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہے۔ (فتح الباری:۸/۲۰۳)

سورة آل عمران کی تفسیر

١٣ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مِنْهُ ءَايَٰتٌ مُّحْكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ﴾ الآية

باب ۱۳: قرآن کی بعض آیات محکم ہیں اور وہی اصل کتاب ہیں اور بعض آیات متشابہ ہیں

١٧٢٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قالَتْ: تَلاَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ مِنْهُ ءَايَٰتٌ مُّحْكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنْهُ ٱبْتِغَآءَ ٱلْفِتْنَةِ وَٱبْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِۦ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُۥٓ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱلرَّٰسِخُونَ فِى ٱلْعِلْمِ يَقُولُونَ ءَامَنَّا بِهِۦ كُلٌّ

۱۷۲۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "اس اللہ نے تم پر کتاب نازل کی ہے اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں ایک محکمات جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے' وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں حالانکہ ان

مِّنْ عِندِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ﴾. قالَتْ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (فَإِذَا رَأَيْتِ ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ما تَشَابَهَ مِنْهُ، فَأُولٰئِكَ ٱلَّذِينَ سَمَّى ٱللهُ، فَٱحْذَرُوهُمْ). [رواه البخاري: ٤٥٤٧]

کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بخلاف اس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر امتحان ہے یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق تو صرف دانشمند ہی حاصل کرتے ہیں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن مجید کی متشابہ آیات کا کھوج لگانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا نام اللہ نے اصحاب زیغ و فتنہ رکھا ہے ایسے لوگوں سے اجتناب کرو۔

فوائد: پہلے یہودیوں نے حروف مقطعات کی تاویل کی پھر خوارج ان کے نقش قدم پر چلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کام کرنے والے ایک شخص کو اتنا مارا کہ اس کے سر سے خون بہہ نکلا۔ (فتح الباری:۸/۲۱۱)

١٤ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾

باب ۱۴: ارشاد باری تعالیٰ: "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان اور اپنے قول و قرار کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں"

١٧٢٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما أَنَّهُ ٱخْتَصَمَ إِلَيْهِ ٱمْرَأَتَانِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي بَيْتٍ - أَوْ فِي ٱلْحُجْرَةِ - فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفَى فِي كَفِّهَا، فَادَّعَتْ عَلَى ٱلْأُخْرَى، فَرُفِعَ أَمْرُهُمَا إِلَى ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَوْ يُعْطَى ٱلنَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ، لَذَهَبَ دِمَاءُ

۱۷۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس دو عورتیں ایک مقدمہ لائیں جو ایک مکان یا کمرہ میں سلائی کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک اس حالت میں باہر نکلی کہ سوا اس کے ہاتھ میں گڑا ہوا تھا۔ اس نے دوسری کے خلاف دعوی کر دیا دونوں کا مقدمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محض لوگوں کے دعوی کی بناء پر ان کے حق میں اگر فیصلہ کر دیا جائے تو لوگوں کے جان اور مال تلف

قَوْمٍ وَأَمْوالُهُمْ). ذَكِّرُوها بِاللهِ، وَاقْرَؤُوا عَلَيْهَا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾. فَذَكَّرُوهَا فَاعْتَرَفَتْ، فَقالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٤٥٥٢]

ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس دوسری عورت کو اللہ یاد دلاؤ اور یہ آیت پڑھ کر سناؤ بے شک جو لوگ اللہ کے عہد و پیمان اور اپنے قول و اقرار کو تھوڑی سی قیمت سے فروخت کر دیتے ہیں آخر تک۔ چنانچہ لوگوں نے اسے نصیحت کی تو اس نے اعتراف جرم کر لیا تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قسم مدعیٰ علیہ پر لازم آتی ہے۔

فوائد: بیہقی کی روایت میں ہے کہ دعویدار کے ذمہ اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے دلیل مہیا کرنا ہے اور اگر مدعیٰ علیہ انکار کرتا ہے تو اس کے ذمہ قسم آتی ہے البتہ مسئلہ قسامہ میں دعویدار کو دلیل کے بجائے قسم دینا ہوتی ہے۔ (فتح الباری:۲۳۶/۸)

١٥ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ الآية

باب ۱۵: ارشاد باری تعالیٰ: "کفار نے تمہارے مقابلہ کے لئے لشکر کثیر جمع کیا ہے"

١٧٢٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾. قالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقالَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ حِينَ قالُوا: ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾. [رواه البخاري: ٤٥٦٣]

۱۷۲۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اللہ کافی ہے جو بہترین کارساز ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کہا جب منافقین نے افواہ پھیلائی کہ کفار نے آپ کے ساتھ لڑنے کے لئے بہت سے لوگ جمع کئے ہیں۔ لہٰذا ان سے ڈرتے رہنا یہ خبر سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان بڑھ گیا۔ انہوں نے بھی یہی کہا ہمیں اللہ کافی ہے جو اچھا کام کرنے والا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی بایں الفاظ منقول ہے کہ جب تم کسی خوفناک معاملہ سے دو چار ہو جاؤ تو حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھا کرو (فتح الباری:۲۳۸/۸)

١٦ - باب: قولُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوٓا أَذًى كَثِيرًا﴾

باب ۱۶: ارشاد باری تعالیٰ: ''تم اپنے سے پیشتر اہل کتاب سے اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔''

١٧٢٧ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ، عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ، يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ، قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ. حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ ٱللهِ ابْنُ أُبَيٍّ، فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ، وَالْيَهُودِ وَالْمُسْلِمِينَ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ ٱلدَّابَّةِ، خَمَّرَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ، فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى ٱللهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ، إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا، فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، ٱرْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَكَ فَٱقْصُصْ عَلَيْهِ. فَقَالَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولُ

۱۷۲۷۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر علاقہ فدک کی بنی ہوئی چادر ڈالی گئی تھی اور مجھے بھی اپنے پیچھے بیٹھا لیا۔ آپ بنی حارث بن خزرج کے محلہ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ واقعہ غزوہ بدر سے پہلے کا ہے راستہ میں آپ ایک مجلس سے گزرے جس میں سب لوگ یعنی مسلمان' مشرکین اور یہودی ملے جلے بیٹھے تھے۔ انہی لوگوں میں عبد اللہ بن ابی (منافق) بھی تھا جو ابھی (بظاہر بھی) مسلمان نہیں ہوا تھا اور اسی مجلس میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ جب سواری کی گردوغبار ان لوگوں پر پڑی تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی ناک پر چادر ڈال لی اور کہنے لگا ہم پر گردوغبار نہ اڑاؤ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے السلام علیکم کہا اور ٹھہر گئے۔ سواری سے نیچے اتر کر انہیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا تو عبد اللہ بن ابی نے کہا آپ کی باتیں بہت اچھی ہیں تاہم جو کچھ آپ کہتے ہیں اگر سچ بھی ہو تب بھی آپ ہماری مجالس میں آکر ہم کو تکلیف نہ دیا کریں بلکہ اپنے گھر واپس چلے جائیں۔ پھر ہم میں سے جو شخص آپ کے پاس آئے اسے آپ اپنی باتیں سنائیں

اللهِ، فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ. فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا، ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ دَابَّتَهُ، فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا سَعْدُ، أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ - يُرِيدُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ أُبَيٍّ - قَالَ: كَذَا وَكَذَا). قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اعْفُ عَنْهُ، وَاصْفَحْ عَنْهُ، فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ، لَقَدْ جَاءَ اللهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُونَهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا أَبَى اللهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ، فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ. فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللهُ، وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى، حَتَّى أَذِنَ اللهُ فِيهِمْ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَدْرًا، فَقَتَلَ اللهُ بِهِ صَنَادِيدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ: هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ، فَبَايِعُوا

حضرت ابن رواحہ ؓ نے کہا آپ ضرور ہماری مجالس میں تشریف لا کر ہمیں یہ باتیں سنایا کریں کیونکہ ہم ان باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ پھر بات اس حد تک بڑھ گئی کہ مسلمانوں' مشرکوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو برابھلا کہنا شروع کر دیا اور نوبت بایں جا رسید کہ ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل ان کو خاموش رہنے کی تلقین کرتے رہے اور جھگڑے کو فرو کرنے کی کوشش فرماتے رہے۔ بعد ازاں آپ اپنی سواری پر بیٹھ کر حضرت سعد بن عبادہ ؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے سعد بن عبادہ ؓ کیا تم نے سنا اس شخص ابو حباب یعنی عبد اللہ بن ابی نے کیا کہا ہے؟ اس شخص نے یہ اور یہ باتیں کی ہیں حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اسے معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی اللہ کی طرف سے آپ پر جو کچھ نازل ہوا وہ برحق اور سچ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس بستی والوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس شخص (عبد اللہ بن ابی) کی تاجپوشی کریں اور اس کے سر پر سرداری کی پگڑی بندھوا دیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز اس حق کے ذریعے جو آپ کو عطا فرمایا رد کر دی تو وہ اس وجہ سے آپ سے جلنے لگا ہے اور یہ جو کچھ اس نے کیا ہے اسی حسد کا نتیجہ ہے چنانچہ آپ نے اسے معاف کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ؓ کی یہ عادت رہی کہ

الرَّسُولَ ﷺ عَلَى الإِسْلامِ فَأَسْلَمُوا. [رواه البخاري: ٤٥٦٦]

بت پرستوں اور یہودیوں کی ناشائستہ حرکات کو معاف کر دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے باب میں جہاد کی اجازت دی۔ پھر جب آپ نے جنگ بدر لڑی اور اس جہاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے قریش سرداروں کو مار ڈالا تو عبد اللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے ساتھی مشرکین اور بت پرستوں نے کہا کہ اب یہ امر یعنی اسلام ظاہر و غالب ہو چکا ہے۔ تب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور مسلمان ہو گئے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جس مجلس میں مسلمان اور کافر ملے جلے ہوں انہیں سلام کرنا درست ہے لیکن سلام میں نیت مسلمانوں کے متعلق کی جائے کفار کو ابتداء سلام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (فتح الباری:۸/۲۳۲)

١٧ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَآ أَتَوا﴾

باب ۱۷: ارشاد باری تعالیٰ: "آپ ان کو جو اپنے ناپسند کاموں سے خوش ہوتے ہیں (عذاب سے نجات یافتہ) خیال نہ کریں

١٧٢٨ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رِجَالًا مِنَ المُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى الغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ، وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَإِذَا قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ٱعْتَذَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا، وَأَحَبُّوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِيهِم ﴿لَا

۱۷۲۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چند منافق ایسے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ جہاد کو تشریف لے جاتے تو وہ مدینہ میں پیچھے رہ جاتے اور پیچھے رہنے پر خوش ہوتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ جہاد سے لوٹ کر واپس آتے تو عذر بنا کر حلف اٹھا لیتے اور اس بات کو پسند کرتے کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا اس میں ان کی تعریف کی جائے تب مذکورہ بالا آیت ان کے متعلق نازل ہوئی۔

تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَآ أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا﴾. الآيَةَ.

[رواه البخاري: ٤٥٦٧]

فوائد : اگلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہود مدینہ کا کردار ناہنجار ہے جبکہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا پس منظر منافقین ہیں ممکن ہے کہ دونوں گروہوں کے کردار کو نمایاں کرنے کے لئے یہ آیت اتری ہو۔ (فتح الباری:۸/۲۳۳)

١٧٢٩ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا وقد قيل له: لَئِنْ كانَ كُلُّ امْرِىءٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ، وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ، مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ. فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: وَما لَكُمْ وَلِهٰذِهِ، إِنَّمَا دَعا النَّبِيُّ ﷺ يَهُودَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَكَتَمُوهُ إِيَّاهُ، وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ، فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ ٱسْتَحْمِدُوا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوهُ عَنْهُ فِيما سَأَلَهُمْ، وَفَرِحُوا بِمَا أَتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ. [رواه البخاري: ٤٥٦٨]

۱۷۲۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے کہا گیا کہ جو شخص اس چیز سے خوش ہو جو اسے عطا کی گئی ہے اور یہ بات بھی پسند کرے کہ ناکردہ فعل میں اس کی تعریف کی جائے تو آخرت میں اسے عذاب ہو گا۔ اس طرح تو ہم سب عذاب سے دوچار کئے جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مذکورہ آیت کریمہ سے تم مسلمانوں کو کیا تعلق ہے؟ اصل واقعہ تو یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے چند یہودیوں کو بلا کر ان سے کوئی بات دریافت کی تو انہوں نے اصل بات چھپا کر کوئی اور بات بتادی اور آپ کو باور یہ کرایا کہ آپ کے سوال کا جواب دیکر انہوں نے قابل تعریف کام کیا ہے۔ اور اس طرح بات چھپانے سے بہت خوش ہوئے۔

فوائد : اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ حضرت مروان بن حکم رحمہ اللہ نے اپنے دربان رافع کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا تھا کہ اس مذکورہ آیت کا مطلب دریافت کیا جائے۔ (صحیح بخاری:۴۵۶۸)

www.KitaboSunnat.com

سورة نساء

١٨ - باب: قوله تعالى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾

باب ۱۸: ارشاد باری تعالیٰ "اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے متعلق عدل نہ کر سکو گے......"

١٧٣٠ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّها سَأَلَها عُرْوَةُ عَنْ قَوْلِ ٱللهِ تَعالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾. فَقالَتْ: يا ٱبْنَ أُخْتِي، هٰذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ في حَجْرِ وَلِيِّها، تَشْرَكُهُ في مالِهِ، وَيُعْجِبُهُ مالُها وَجَمالُها، فَيُرِيدُ وَلِيُّها أَنْ يَتَزَوَّجَها بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ في صَداقِها، فَيُعْطِيَها مِثْلَ ما يُعْطِيها غَيْرُهُ، فَنُهُوا عَنْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا لَهُنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ في الصَّداقِ، فَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا ما طابَ لَهُمْ مِنَ النِّساءِ سِواهُنَّ. قالَتْ عائِشَةُ: وَإِنَّ النَّاسَ ٱسْتَفْتَوْا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَعْدَ هٰذِهِ الآيَةِ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾. قالَتْ عائِشَةُ: وَقَوْلُ ٱللهِ تَعالَى في آيَةٍ أُخْرَى: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾. رَغْبَةَ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ، حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ المالِ وَالجَمالِ، قالَتْ: فَنُهُوا - أَنْ يَنْكِحُوا - عَمَّنْ رَغِبُوا في مالِهِ وَجَمالِهِ مِنْ يَتامَى النِّساءِ إِلَّا

۱۷۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مطلب دریافت کیا:

"اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو"

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے بھانجے! اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی جو اپنے ولی کی زیر کفالت ہو وہ اس کی جائیداد میں حصہ دار بھی ہو۔ پھر اس ولی کو اس کا مال اور جمال پسند آ جائے تو اس نے اس سے نکاح کا ارادہ کیا مگر مہر دینے کی بابت اس کی نیت بدلی ہوئی تھی یعنی یہ چاہے کہ اس کو اتنا مہر نہ دے جتنا اس کو دوسرے مرد سے ملتا ہے تو اس آیت میں اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ ایسی لڑکیوں کے ساتھ مہر کے معاملہ میں انصاف کئے بغیر نکاح نہ کیا جائے اور ولی اگر اس سے نکاح کرنا چاہے تو اسے بھی وہ پورا حق مہر ادا کرے جو زیادہ سے زیادہ اسے مل سکتا ہے اور یہ حکم دیا گیا کہ ان لڑکیوں کے علاوہ جو عورتیں تم کو پسند ہوں ان سے نکاح کر لو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد لوگوں نے پھر رسول

بِالْقِسْطِ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ. [رواه البخاري: ٤٥٧٤]

اللہ ﷺ سے اس بارے میں فتویٰ طلب کیا تو یہ آیت نازل ہوئی "اور لوگ آپ سے عورتوں کی بابت فتویٰ پوچھتے ہیں۔۔"

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ دوسری آیت میں یہ جو فرمایا جن کے نکاح کرنے سے تم باز رہتے ہو یا لالچ کی بناء پر تم خود ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس سے مراد یہی ہے کہ اگر کسی کو اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی جس کا مال اور جمال کم ہے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت ہے تو مال اور جمال والی یتیم لڑکی سے بھی نکاح نہ کرو جس کے ساتھ تمہیں نکاح کی رغبت ہے مگر اس صورت میں کہ انصاف کے ساتھ اسے پورا حق مہرادا کرو۔

فوائد: دونوں صورتوں میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ یتیم لڑکیوں سے انصاف کیا جائے از خود نکاح کرنا ہو تو دستور کے مطابق پورا پورا مہرادا کریں اور اگر خود نکاح کرنے کی رغبت نہ ہو تو بھی انصاف کیا جائے کہ کسی دوسری جگہ ان کا نکاح کر دیا جائے۔ (فتح الباری:۸/۲۴۱)

١٩ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾

باب ۱۹: تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے.....

١٧٣١ : عَنْ جابرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: عادَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ في بَنِي سَلِمَةَ ماشِيَيْنِ، فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ ﷺ لاَ أَعْقِلُ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ لَهُ: ما تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ في مالِي يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَنَزَلَتْ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ [رواه البخاري: ٤٥٧٧]

۱۷۳۱۔ حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر ؓ نے پیدل آکر بنو سلمہ میں میری عیادت کی اور آپ نے مجھے ایسی حالت میں دیکھا کہ میں بے ہوش پڑا تھا۔ آپ نے پانی منگوایا اس سے وضو کیا اور آپ نے پانی مجھ پر چھڑک دیا۔ مجھے ہوش آگیا تو پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیا حکم فرماتے ہیں کہ میں اپنے مال کو کیا کروں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ "اللہ تمہیں تمہاری اولاد کی بابت وصیت کرتا ہے......"

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! نہ تو میرے والدین حیات ہیں اور نہ ہی میری اولاد ہے ایسے حالات میں میری جائیداد کا وارث کون ہو گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح الباری: ۸/۲۴۳)

٢٠ - باب: قوله تعالى: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ الآية

باب ۲۰: ارشاد باری تعالیٰ "اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا"

١٧٣٢ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى نَاسٌ النَّبِيَّ ﷺ قالُوا: يَا رَسُولَ ٱللَّهِ، هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَذَكَرَ حَدِيثَ الرُّؤْيَةِ وقَدْ تَقَدَّمَ بِكامِلِهِ ثُمَّ قالَ: (إِذَا كانَ يَوْمُ الْقِيامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ: تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ ما كانَتْ تَعْبُدُ، فَلاَ يَبْقَى مَنْ كانَ يَعْبُدُ غَيْرَ ٱللهِ مِنَ الأَصْنامِ وَالأَنْصابِ إِلَّا يَتَساقَطُونَ في النَّارِ. حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كانَ يَعْبُدُ ٱللهَ، مِنْ بَرٍّ أَوْ فاجِرٍ، وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَيُدْعَى الْيَهُودُ، فَيُقالُ لَهُمْ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرًا ٱبْنَ ٱللهِ، فَيُقالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ، ما ٱتَّخَذَ ٱللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلاَ وَلَدٍ، فَمَاذَا تَبْغُونَ؟ فَقالُوا: عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا، فَيُشَارُ: أَلاَ تَرِدُونَ؟ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ، كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيَتَساقَطُونَ فِي النَّارِ. ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيُقالُ لَهُمْ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ

۱۷۳۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند لوگ آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ اس کے بعد حدیث (۴۶۳) رؤیت باری تعالیٰ کا ذکر ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا کہ ہر گروہ اس کے پیچھے ہو جائے جس کی وہ عبادت کرتا تھا اور اللہ کے سوا بتوں اور پتھروں کی عبادت کرنے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ سب دوزخ میں گر پڑیں گے صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور ان میں اچھے برے (سب طرح کے) مسلمان اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ ہوں گے۔ سب سے پہلے یہودیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا وہ کون ہے؟ جس کی تم عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے۔ تب ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو کیونکہ اللہ نے کسی کو اپنی بیوی اور بیٹا نہیں بنایا۔ اچھا اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے پروردگار! ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی پلاؤ انہیں سراب

ٱبْنَ ٱللهِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ، ما ٱتَّخَذَ ٱللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلاَ وَلَدٍ، فَيُقَالُ لَهُمْ: ماذَا تَبْغُونَ؟ فَكَذٰلِكَ مِثْلُ الأَوَّلِ. حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كانَ يَعْبُدُ ٱللهَ، مِنْ بَرٍّ أَوْ فاجِرٍ، أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ في أَدْنَى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا، فَيُقَالُ: ماذَا تَنْتَظِرُونَ، تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ ما كانَتْ تَعْبُدُ، قالُوا: فارَقْنَا النَّاسَ فِي ٱلدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ ما كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: لاَ نُشْرِكُ بِٱللهِ شَيْئًا). مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا. [رواه البخاري: ٤٥٨١]

کی طرف اشارہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ وہاں جاؤ در حقیقت وہ پانی نہیں بلکہ وہ جہنم ہو گی جس کا ایک حصہ دوسرے کو چکنا چور کر رہا ہو گا۔ وہ بے تاب ہو کر اس کی طرف دوڑیں گے اور آگ میں گر پڑیں گے اس کے بعد عیسائیوں کو بلایا جائے گا اور اسی طرح پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ کے بیٹے حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کی عبادت کرتے تھے ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو بھلا اللہ کے لئے زوجہ اور اولاد کہاں سے آئی؟ پھر ان سے کہا جائے گا اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ بھی ایسا ہی کہیں گے جیسے یہودیوں نے کہا تھا اور وہ بھی ان کی طرح دوزخ میں جا گریں گے۔ اب وہی لوگ رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں اچھے برے سب طرح کے (موحد) لوگ ہوں گے اس وقت پروردگار ایک صورت میں جلوہ گر ہو گا۔ جو پہلی صورت سے ملتی جلتی ہو گی جسے وہ دیکھ چکے ہوں گے۔ ان لوگوں سے کہا جائے گا تم کس کے انتظار میں کھڑے ہو۔ ہر امت تو اپنے معبود کے ساتھ چلی گئی ہے۔ وہ عرض کریں گے ہمیں دنیا میں جب ان لوگوں کی ضرورت تھی اس وقت تو ہم نے ان کا ساتھ نہ دیا تو اب کیوں دیں؟ بلکہ ہم تو اپنے سچے پروردگار کی انتظار کر رہے ہیں جس کی ہم دنیا میں عبادت کرتے تھے۔ اس وقت پروردگار فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں پھر سب دو یا تین باریوں کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے

والے نہیں تھے۔

فوائد: صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ ان کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ گر ہو گا جسے وہ نہیں پہچانتے ہوں گے اور جب اللہ ان سے فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو کہیں گے کہ ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۶۵۷۳)

٢١ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾

باب ۲۱: ارشاد باری تعالیٰ: "اس وقت کیا حالت ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے......"

١٧٣٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: (اقْرَأْ عَلَيَّ). قُلْتُ: آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: (فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي). فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ، حَتَّى بَلَغْتُ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَـٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا﴾. قَالَ: (أَمْسِكْ). فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. [رواه البخاري: ٤٥٨٢]

۱۷۳۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا بھلا میں آپ کو کیا سناؤں گا؟ آپ پر تو خود قرآن اترا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے دوسروں سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ پھر میں نے سورۃ نساء پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا۔ "بھلا اس دن کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے۔ پھر آپ کو ان لوگوں پر گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔" پھر آپ نے فرمایا بس رک جاؤ (میں نے دیکھا کہ) آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

فوائد: آپ کو اپنی امت پر ترس آگیا اس لئے روئے کیونکہ آپ نے اپنی امت کے کردار پر گواہی دینا ہے جبکہ بعض امت کے بعض اعمال ایسے ہوں گے جو جہنم میں جانے کا باعث ہوں گے۔ (فتح الباری: ۹/۹۹)

٢٢ - باب: قوله عزّ وجلّ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّـٰهُمُ الْمَلَـٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنفُسِهِمْ﴾

باب ۲۲: ارشاد باری تعالیٰ: ”جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جانیں قبض کرنے لگتے ہیں (آخر تک)

١٧٣٤ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ، يُكَثِّرُونَ سَوَادَهُمْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى بِهِ، فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ، أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّـٰهُمُ الْمَلَـٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنفُسِهِمْ﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ٤٥٩٦]

۱۷۳۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ ہو کر ان کی تعداد اور طاقت بڑھاتے تھے لڑائی کے موقع پر کوئی تیر آتا اور ان میں سے کسی کو لگتا تو وہ مرجاتا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں مبتلا تھے..... (آخر تک)

فوائد: اس روایت کا سبب بیان کچھ یوں ہے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت میں اہل شام سے لڑنے کے لئے اہل مدینہ میں سے ایک دستہ تشکیل دیا گیا۔ ان میں ابو الاسود محمد بن عبد الرحمٰن بھی تھے۔ وہ حضرت عکرمہ سے ملے تو انہوں نے یہ حدیث بیان کی ان کا مطلب یہ تھا کہ اہل شام بھی مسلمان ہیں ان سے لڑتے ہوئے جو لوگ مارے جائیں گے ان کا خاتمہ بموجب آیت ہذا برا ہوگا۔

٢٣ - باب: قوله تعالى: ﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ﴾ إلى قوله: ﴿وَيُونُسَ وَهَـٰرُونَ وَسُلَيْمَـٰنَ﴾

باب ۲۳: ارشاد باری تعالیٰ: ”ہم نے تمہاری طرف اس طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح علیہ السلام اور اس کے بعد پیغمبروں کی طرف وحی بھیجی تھی..... (آخر تک)

١٧٣٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى، فَقَدْ كَذَبَ). [رواه البخاري: ٤٦٠٣]

۱۷۳۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص کہے کہ میں حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے اچھا ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔

فوائد: حضرت یونس علیہ السلام سے ایک غلطی ہو گئی تھی جو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی رسالت کا درجہ تو

بہت بڑا ہے کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو حضرت یونس سے بہتر خیال کرے۔ (فتح الباری:۸/۲۶۷)

تفسیر سورۃ مائدہ

۲۴ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ﴾ الآية

باب ۲۴: اے پیغمبر ﷺ! جو ارشادات اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں وہ سب لوگوں کو پہنچا دو

۱۷۳۶ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ، وَاللهُ يَقُولُ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ٤٦١٢]

۱۷۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا (اے مسروق) جو شخص تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمد ﷺ نے اللہ کے پیغام میں سے کچھ چھپایا ہے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے پیغمبر! جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اترا وہ لوگوں کو پہنچا دو۔"

فوائد: اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ "جو شخص بیان کرے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے جھوٹ کہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور جو شخص بیان کرے کہ حضرت محمد ﷺ غیب جانتے ہیں اس نے بھی جھوٹ کہا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور غیب نہیں جانتا۔ (صحیح بخاری:۷۳۸۰)

۲۵ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُحَرِّمُوا۟ طَيِّبَـٰتِ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكُمْ﴾

باب ۲۵: ارشاد باری تعالیٰ "اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے نازل کی ہیں ان کو حرام نہ ٹھہراؤ (آخر تک)

۱۷۳۷ : عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: أَلَا نَخْتَصِي؟ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ، فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟

۱۷۳۷۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں تو ہم نے عرض کیا ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کر ڈالیں؟ تو آپ نے منع فرمایا اور پھر اجازت دی کہ کسی عورت سے کپڑے وغیرہ کے بدلے

لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾. [رواه البخاري: ٤٦١٥]

(ایک معین مدت کے لئے) نکاح کر لیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔
اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرو (آخر تک)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دوران سفر بوقت ضرورت نکاح کے قائل تھے لیکن جب انہیں نسخ کا علم ہوا تو اس موقف سے رجوع کر لیا۔ (فتح الباری:۹/۱۱۹) اور اپنے آپ کو خصی کرنا' اللہ کی حلال کردہ چیز کو اپنے اوپر حرام ٹھہرانا ہے۔ اس لئے نس بندی کیسے جائز ہو سکتی؟ جو انسان کو اولاد سے محروم کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ جس کے حصول کے لئے نکاح کیا جاتا ہے۔

٢٦ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾

باب ۲۶: ارشاد باری تعالیٰ: "اے ایمان والو! یہ شراب 'جوا' آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں

١٧٣٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ما كانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيخِكُمْ هٰذا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ، فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ؟ فَقَالُوا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، قَالُوا: أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ، قَالَ: فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ. [رواه البخاري: ٤٦١٧]

۱۷۳۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے ہاں فضیخ شراب کے علاوہ اور کسی قسم کی شراب نہ تھی۔ بس یہی شراب جسے تم فضیخ کہتے ہو میں کھڑا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں کو فضیخ پلا رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں کچھ خبر بھی ہے؟ انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا شراب حرام ہو گئی ہے تب ان لوگوں نے کہا اے انس رضی اللہ عنہ ان مٹکوں کو بہا دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب اس آدمی نے یہ خبر دی۔ انہوں نے نہ شراب کے متعلق سوال کیا اور نہ ہی اس امتناعی حکم کی خلاف ورزی کی۔

فوائد: فضیخ شراب کی اس قسم کو کہتے ہیں جو نیم پختہ کھجوروں سے حاصل کی جاتی تھی اس وقت مدینہ میں پانچ چیزوں سے شراب تیار کی جاتی تھی جو 'گندم' شہد' کھجور اور انگور بہرحال دین اسلام میں ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٢٧ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾

باب ۲۷: ارشاد باری تعالیٰ: "ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں"

١٧٣٩ : عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قالَ: خَطَبَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ خُطْبَةً ما سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قالَ: (لَوْ تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا). قالَ فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وُجُوهَهُمْ لَهُمْ خَنِينٌ، فَقالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قالَ: (فُلانٌ). فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. [رواه البخاري: ٤٦٢١]

۱۷۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ میں نے اب تک اس جیسا عمدہ خطبہ نہ سنا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہوں جو مجھے معلوم ہیں تو تم بہت کم ہنسو اور زیادہ روتے رہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور سسکیاں بھر کر رونے لگے۔ اتنے میں ایک شخص نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا فلاں ہے تب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے بارے میں سوال کیا تھا کیونکہ کچھ لوگوں کو ان کے باپ کے متعلق شکوک وشبہات تھے اور انہیں برملا ظاہر بھی کرتے تھے اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ (فتح الباری:۸/۶۵۷)

١٧٤٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: كانَ نَاسٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱسْتِهْزَاءً، فَيَقُولُ الرَّجُلُ: مَنْ أَبِي؟ وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ: أَيْنَ نَاقَتِي؟ فَأَنْزَلَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. حَتَّى فَرَغَ مِنَ الآيَةِ كُلِّهَا. [رواه البخاري: ٤٦٢٢]

۱۷۴۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا بعض لوگ آپ سے بطور مذاق سوال کیا کرتے تھے کوئی کہتا تھا بتایئے میرا باپ کون ہے؟ کوئی کہتا میری اونٹنی گم ہو گئی ہے بتلایئے کہاں ہے؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔

فوائد: اس آیت کریمہ کے نزول کی متعدد وجوہات تھیں بعض لوگ آپ کو مذاق کے طور پر سوال

کرتے تو کچھ آپ کا امتحان لینے کے لئے پوچھتے جبکہ بعض ضد اور ہٹ دھرمی کا رویہ اختیار کرتے ان تمام اسباب کے پیش نظر اس آیت کا نزول ہوا۔ (فتح الباری: ۸/۲۸۲)

تفسیر سورۃ الانعام

٢٨ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿قُلْ هُوَ ٱلْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ﴾ الآية

باب ۲۸: ارشاد باری تعالیٰ: "کہو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے (آخر تک)

١٧٤١: عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿قُلْ هُوَ ٱلْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ﴾. قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَعُوذُ بِوَجْهِكَ). ﴿أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾. قالَ: (أَعُوذُ بِوَجْهِكَ). ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ﴾. قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هٰذَا أَهْوَنُ، أَوْ هٰذَا أَيْسَرُ). [رواه البخاري: ٤٦٢٨]

۱۷۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔
کہو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے۔
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ! میں تیری ذات کی پناہ لیتا ہوں۔
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! یا عذاب تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کر دے۔
اس پر بھی آپ نے فرمایا اے اللہ ! میں تیری ذات کی پناہ لیتا ہوں۔
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھا دے۔
تو آپ نے فرمایا ہاں یہ پہلے عذابوں سے ہلکا یا آسان ہے۔

فوائد: اوپر سے عذاب رجم کی صورت میں اور قدموں کے نیچے سے عذاب زمین میں دھنس جانے کی شکل میں ہوتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے رجم اور خسف کے عذاب کو موقوف رکھا ہے۔ (فتح الباری: ۸/۲۹۲)

٢٩ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ﴾

باب ۲۹: ارشاد باری تعالیٰ: "یہی لوگ (انبیاء علیہم السلام) اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں انہی کے راستہ پر تم چلو۔"

١٧٤٢ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سُئِلَ: أَفِي صٓ سَجْدَةٌ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ تَلاَ: ﴿وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ﴾. ثُمَّ قَالَ: نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ. [رواه البخاري: ٤٦٣٢]

۱۷۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا سورۃ ص میں سجدہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

یہی لوگ (انبیاء علیہم السلام) اللہ کی طرف سے ھدایت یافتہ ہیں انہی کے راستہ پر تم چلو۔

مزید فرمایا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں سے ہیں جنہیں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی کا حکم ہوا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی گذشتہ انبیاء علیہ السلام کی شریعت پر چلنے کے پابند تھے ہاں اگر اس کا نسخ آجائے تو یہ پابندی خود بخود ختم ہو جاتی۔ (فتح الباری: ۸/۲۹۵)

٣٠ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا۟ ٱلْفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾

باب ۳۰: ارشاد باری تعالیٰ: "اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی"

١٧٤٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: (لاَ أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ ٱللهِ، وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ ٱلْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وما بَطَنَ، وَلاَ شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِ ٱلْمَدْحُ مِنَ ٱللهِ، وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ). [رواه البخاري: ٤٦٣٤]

۱۷۴۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں ہے اس لئے اس نے ظاہری اور باطنی تمام فحش چیزوں اور بے شرمی کی باتوں کو حرام کیا ہے اور اللہ کے نزدیک تعریف سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں ہے اس لئے اس نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفت غیرت اللہ کے لئے اس کے شایان شان ثابت ہے اس کی تاویل کی چنداں ضرورت نہیں دوسری روایت میں ﴿لَا شَخْصَ﴾ کے الفاظ ہیں اس سے معلوم ہوا

کہ اللہ کے لئے لفظ شخص کا اطلاق بھی ہو سکتا ہے۔ (صحیح بخاری:۷۴۱۶)

تفسیر سورۃ الاعراف

٣١ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿خُذِ ٱلْعَفْوَ وَأْمُرْ بِٱلْعُرْفِ﴾ الآية

باب ۳۱: ارشاد باری تعالیٰ: "عفو اختیار کرو اور لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دو۔"

١٧٤٤ : عَنْ ٱبْنِ ٱلزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَ ٱللهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ ٱلْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ ٱلنَّاسِ.

[رواه البخاري: ٤٦٤٤]

۱۷۴۴۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ (اس آیت کریمہ میں) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اخلاق و عادات میں سے اپنے پیغمبر ﷺ کو عفو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

فوائد: بعض لوگوں نے "عفو" کے معنی ضروریات سے زائد مال لے لینے کے کئے ہیں امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں عفو سے مراد درگذر کرنا اور معاف کر دینا ہے یعنی یہ آیت حسن اخلاق سے متعلق ہے۔

تفسیر سورۃ الانفال

٣٢ - باب: قوله تعالى: ﴿وَقَـٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ﴾

باب ۳۲: ارشاد باری تعالیٰ! کفار سے لڑو حتیٰ کہ دین سے برگشتہ کرنا باقی نہ رہے

١٧٤٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أنه قيل له: كَيْفَ تَرَى فِي قِتَالِ ٱلْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ: وَهَلْ تَدْرِي ما ٱلْفِتْنَةُ؟ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يُقَاتِلُ ٱلْمُشْرِكِينَ، وَكَانَ ٱلدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً، وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى ٱلْمُلْكِ.

[رواه البخاري: ٤٦٥١]

۱۷۴۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ قتال فتنہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا تو جانتا ہے کہ فتنہ سے کیا مراد ہے؟ رسول اللہ ﷺ مشرکین سے لڑتے تھے ایسے حالات میں مشرکین کے پاس کوئی مسلمان جاتا تو فتنہ میں پڑ جاتا لہذا ان کی لڑائی تمہاری طرح حصول دنیا و سلطنت کے لئے قطعاً نہیں تھی۔

فوائد: خوارج میں سے کسی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی باہم چپقلش میں حصہ دار کیوں نہیں بنتے ہو؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا جو حدیث میں موجود ہے۔ (فتح الباری:۸/۳۱۰)

تفسیر سورة التوبه

۳۳ - باب: قوله تعالى: ﴿وَءَاخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ﴾ الآية

باب ۳۳: ارشاد باری تعالیٰ: "دوسرے لوگ وہ ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا

١٧٤٦ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنَا: (أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، فَابْتَعَثَانِي، فَانْتَهَيَا بِي إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ: شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ، كَأَحْسَنِ ما أَنْتَ رَاءٍ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ ما أَنْتَ رَاءٍ، قالاَ لَهُمْ: اذْهَبُوا فَقَعُوا في ذٰلِكَ النَّهْرِ، فَوَقَعُوا فِيهِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا، قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، قالاَ لِي: هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ، وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ، قالاَ: أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ، وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ، فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا، تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ). [رواه البخاري: ٤٦٧٤]

۱۷۴۶۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور مجھے ایک مکان میں لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ وہاں ہمیں کئی ایسے آدمی ملے جن کا آدھا بدن تو نہائت خوبصورت اور باقی آدھا انتہائی بد صورت تھا۔ پھر ان فرشتوں نے ان سے کہا اس ندی میں گھس جاؤ تو وہ اس میں گھس گئے۔ پھر وہ ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی جاتی رہی اور انتہائی خوبصورت ہو گئے۔ ان فرشتوں نے مجھ سے کہا یہ جنت عدن ہے اور تمہارا مکان بھی یہیں ہے۔ پھر کہنے لگے کہ جن کا آدھا بدن خوبصورت اور باقی آدھا بد صورت دیکھا تو وہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے (دنیا میں) اچھے اور برے سب طرح کے کام کئے اللہ نے ان سے در گزر فرمایا اور انہیں معاف کر دیا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ صبح کی نماز کے بعد اذکار ووظائف سے فارغ ہو جاتے تو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ آج تم نے کوئی خواب دیکھا

ہے پھر کوئی خواب بیان کرتا یہ حدیث بھی رسول اللہ ﷺ کے طویل خواب کا ایک حصہ ہے جس کی تفصیل کتاب تعبیر الرؤیا میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

تفسیر سورة هود

٣٤ - باب: قوله تعالى: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُۥ عَلَى ٱلْمَآءِ﴾

١٧٤٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (قَالَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ: يَدُ ٱللهِ مَلأَى لاَ يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ. وَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ ما أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ ما فِي يَدِهِ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الماءِ، وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ). [رواه البخاري: ٤٦٨٤]

باب ۳۴: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور اس کا عرش پانی پر تھا“

۱۷۴۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے (اے ابن آدم) تو خرچ کر میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے کتنا ہی خرچ ہو وہ کم نہیں ہوتا۔ رات اور دن اس کا فیض جاری ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے وہ برابر خرچ کئے جا رہا ہے اس کے باوجود اس کے ہاتھ میں جو تھا وہ کم نہیں ہوا اور اس کا عرش پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں ترازو ہے جس کے لئے چاہتا ہے۔ یہ ترازو جھکا دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے۔

فوائد: علم اور ہنر رزق کے اسباب تو ضرور ہیں لیکن جب اللہ کی مشیت شامل حال نہ ہو اس وقت تک یہ کارگر ثابت نہیں ہوتے کسی نے درست فرمایا ہے ”ہنر بکار نیاید جو بخت بد باشد“

٣٥ - باب: قوله تعالى: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ﴾ الآية

باب ۳۵: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے.....الآیۃ“

١٧٤٨ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ:

۱۷۴۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

(إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ، حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ). قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ وَهِيَ ظَٰلِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُۥٓ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾. [رواه البخاري: ٤٦٨٦]

ظالم کو کچھ مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑ لیتا ہے تو پھر اسے چھوڑتا نہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ اور تمہارا پروردگار جو نافرمان بستیوں کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ اس طرح کی ہوتی ہے یقیناً اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہے۔

فوائد: مذکورہ آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے یعنی مشرک انسان ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہے گا۔ اگر ظلم سے مراد اس کا عام متبادر معنی ہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جب تک ظلم کی سزا پوری نہ ہو گی اس وقت تک عذاب سے دوچار رہے گا۔ (فتح الباری:۸/۳۵۵)

تفسیر سورة الحجر

٣٦ - باب: قوله تعالى: ﴿إِلَّا مَنِ ٱسْتَرَقَ ٱلسَّمْعَ﴾ الآية

باب ۳۶: ارشاد باری تعالیٰ: "مگر وہ شیطان جو آسمان کے قریب جا کر باتوں کو چراتا ہے..الآیۃ

١٧٤٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: (إِذَا قَضَى ٱللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ المَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ، كَالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ، فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ، قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ، قَالُوا لِلَّذِي قَالَ: الْحَقَّ، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ. فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ، وَمُسْتَرِقُو السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَيُحْرِقَهُ، وَرُبَّمَا لَمْ

۱۷۴۹۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمان پر جب کوئی حکم دیتا ہے تو فرشتے اس کے حکم پر عاجزی سے اپنے پر اس طرح مارتے ہیں جیسے کوئی زنجیر پتھر پر لگتی ہے جب ان کے دلوں سے خوف جاتا رہتا ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا حکم صادر فرمایا ہے؟ تو مقربین ان سے کہتے ہیں جو کچھ فرمایا وہ بجا ارشاد فرمایا اور وہ اونچا اور صاحب عظمت ہے فرشتوں کی یہ باتیں شیطان بھی سن لیتے ہیں اور وہ اوپر نیچے ہوتے ہیں اوپر والا نیچے والے سے اور وہ اپنے سے نیچے والے سے کہہ دیتا ہے کبھی ایسا بھی

يُدْرِكُهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ، إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ، حَتَّى يُلْقُوهَا إِلَى الأَرْضِ، فَتُلْقَىٰ عَلَى فَمِ السَّاحِرِ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ، فَيَصْدُقُ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا؟ لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ). [رواه البخاري: ٤٧٠١]

ہوتا ہے کہ آگ کا شعلہ سب سے اوپر کے شیطان کو لگ جاتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے پاس والے سے سنی ہوئی خبر آگے بیان کرے وہ جل جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے کو بات سنا دیتا ہے ایسے ہی جو زمین پر ہے اسے خبر ہو جاتی ہے۔ پھر وہ بات نجومی جادوگر کے منہ میں ڈالی جاتی ہے۔ وہ ایک بات میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے اتفاقاً اگر کوئی بات سچی نکلتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں دیکھو اس نجومی نے ہمیں فلاں دن یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہو گا۔ اس کی بات سچ نکلی حالانکہ یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے شیاطین نے چرائی تھی۔

فوائد: ہمارے ہاں "جو چاہیں سو پوچھیں" کے بورڈ لگا کر مختلف صورتوں میں شعبدہ باز نظر آتے ہیں حدیث میں ان ہی کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

تفسیر سورة النحل

٣٧ - باب: قوله تعالى: ﴿وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰٓ أَرْذَلِ ٱلْعُمُرِ﴾

باب ۳۷: ارشاد باری تعالیٰ: اور تم میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو انتہائی خراب عمر کو پہنچ جاتے ہیں..الآیۃ

١٧٥٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو: (أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ ٱلدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ). [رواه البخاري: ٤٧٠٧]

۱۷۵۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں بخل، سستی، بڑھاپے، عذاب قبر، فتنہ دجال اور موت و حیات کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فوائد: یہ بڑی جامع دعا ہے بندہ مسلم کو اس کا التزام کرنا چاہیے زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں ایسا مصروف ہو کہ اسے اللہ کی یاد بھول جائے موت کا فتنہ سکرات کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے اس وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنا چاہتا ہے۔ (فتح الباری:۲/۳۱۹)

تفسیر سورة الاسراء

۳۸ - باب: قوله تعالَى: ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُۥ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾

باب ۳۸: یہ سب انبیاء ان کی نسل سے ہیں جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا یقیناً وہ بڑے شکر گزار بندے تھے

۱۷۵۱ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِلَحْمٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ ٱلذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ: (أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذٰلِكَ؟ يَجْمَعُ ٱللهُ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، يُسْمِعُهُمُ ٱلدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ ما لاَ يُطِيقُونَ وَلاَ يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلاَ تَرَوْنَ ما قَدْ بَلَغَكُمْ، أَلاَ تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: عَلَيْكُمْ بِآدَمَ، فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَيَقُولُونَ لَهُ: أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ ٱللهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَمَرَ المَلاَئِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، ٱشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلا تَرى

۱۷۵۱۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا چنانچہ دستی کا گوشت آپ کو پیش کیا گیا۔ وہ آپ کو بہت پسند تھا آپ نے اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا اس کے بعد فرمایا قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تم جانتے ہو کس وجہ سے ایسا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے سب لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع کرے گا جہاں آواز دینے والے کی آواز سب کو پہنچ سکے گی اور نظر سب کو دیکھ سکے گی اور سورج بہت قریب ہو گا۔ لوگوں کو ناقابل برداشت غم اور مالا یطاق تکلیف ہوگی بالآخر آپس میں کہیں گے دیکھو کیسی تکلیف ہو رہی ہے کوئی سفارش کرنے والا تلاش کرو جو پروردگار کے پاس جا کر تمہارے متعلق کچھ کہے۔ پھر باہمی مشورہ کر کے یہ کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو پھر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ آپ انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے

إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ. فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ، إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ، أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى. فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ: يَا

آپ کو اپنے دست مبارک سے بنایا اور پھر آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ براہ کرم آپ ہماری سفارش کریں حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے ایسا غصہ نہ کبھی پہلے کیا تھا اور نہ آئندہ کرے گا مجھے اس نے ایک درخت کے پھل سے منع کیا تھا لیکن میں نے کھا لیا تھا۔ مجھے خود اپنی پڑی ہے تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ بلکہ نوح پیغمبر علیہ السلام کے پاس جاؤ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ سب سے پہلے رسول ہو کر زمین پر آئے اور اللہ نے آپ کو اپنا شکر گزار بندہ فرمایا۔ اب آپ پروردگار کے پاس ہماری سفارش کریں آپ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے اس سے پہلے کبھی ایسے غصے میں نہیں آیا اور نہ آئندہ آئے گا اور میرے لئے ایک دعا کا حکم تھا اور وہ میں اپنی قوم کے خلاف مانگ چکا ہوں مجھے تو خود اپنی پڑی ہے میرے سوا تم کسی اور کے پاس جاؤ اور اب ابراھیم علیہ السلام کے پاس جاؤ یہ سن کر سب لوگ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے ابراھیم علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور تمام اہل زمین سے اس کے دوست ہو آپ پروردگار کے پاس ہماری سفارش کریں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ آپ فرمائیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں

مُوسَى، أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلاَمِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى. فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى، أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ قَطُّ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ - وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا - نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ، فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا ﷺ فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، وَخَاتَمُ الأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ

ہے۔ اس سے پہلے نہ کبھی اتنا غصہ ہوا اور نہ آئندہ ہو گا میں نے (دنیا میں) تین خلاف واقعہ باتیں کی تھیں اب مجھے تو اپنی پڑی ہے میرے علاوہ تم کسی اور کے پاس جاؤ اچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کلام و رسالت سے فضیلت عطا فرمائی آج آپ اللہ کے حضور ہماری سفارش کریں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ آج تو میرا مالک بہت غصہ میں ہے اتنا غصے میں کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہو گا نیز میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا جس کے قتل کا مجھے حکم نہ تھا لہٰذا مجھے تو اپنی پڑی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ اچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ چنانچہ سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول اور وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا تھا۔ آپ اس کی روح ہیں اور آپ نے گود میں رہ کر بچپن میں لوگوں سے باتیں کی تھیں کچھ سفارش کرو اور دیکھو ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا پروردگار انتہائی غصہ میں ہے اتنا کبھی نہ ہوا تھا اور نہ آئندہ ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے متعلق کسی گناہ کو بیان نہیں کریں گے البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ مجھے تو اپنی پڑی ہے میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ

يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي، ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ، أُمَّتِي يَا رَبِّ، أُمَّتِي يَا رَبِّ، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لاَ حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الأَبْوَابِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ ما بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى).

[رواه البخاري: ٤٧١٢]

حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ چنانچہ سب لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔ اے محمد ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ اللہ سے ہماری سفارش فرمائیں دیکھیے ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں عرش کے نیچے جا کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی تعریف اور خوبی کی وہ وہ باتیں میرے دل پر منکشف کرے گا جن کا مجھ سے پہلے کسی پر ان کا انکشاف نہیں ہوا ہو گا چنانچہ میں اسی طریقہ کے مطابق حمد و ثناء بجا لاؤں گا تو پھر حکم ہو گا اے محمد ﷺ! سر اٹھا مانگ جو مانگتا ہے وہ دیا جائے گا تم جس کی سفارش کرو گے ہم سنیں گے۔ میں سر اٹھا کر عرض کروں گا پروردگار! میری امت پر رحم فرما میرے پروردگار! میری امت پر رحم فرما فرمانِ الٰہی ہو گا اے محمد ﷺ! اپنی امت کے وہ لوگ جن کا حساب نہیں ہو گا انہیں جنت کے دائیں دروازے سے داخل کرو اگرچہ وہ لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر دوسرے دروازوں سے بھی جنت میں جا سکتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنت کے دونوں دروازوں کا درمیانی فاصلہ مکہ اور حمیر یا مکہ اور بصری کے درمیانی فاصلہ جتنا ہے۔

فوائد: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس روایت میں اختصار ہے دوسری روایات میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ آپ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں نیز بتوں کو توڑنے کا معاملہ ان کے بڑے نے کیا ہے اور اپنی بیوی سارہ کے متعلق کہا تھا کہ یہ میری بہن ہے۔ (صحیح بخاری:۳۳۵۸)

نوٹ: اس طرح توریہ اور تعریض سے کام لیا تھا اور اس توریہ اور تعریض کو بھی وہ اپنی شان رفیع کے منافی خیال کر کے اس کو کذب سے تعبیر کریں گے۔ وہ سفارش کرنے سے معذرت فرمائیں گے۔ (علوی)

٣٩ - باب: قوله تعالى: ﴿عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

باب ٣٩: ارشاد باری تعالیٰ: امید ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو قیامت کے دن مقام محمود پر فائز کرے گا

١٧٥٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا، كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ ٱشْفَعْ، يَا فُلَانُ ٱشْفَعْ، حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذٰلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ ٱللَّهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ. [رواه البخاري: ٤٧١٨]

١٧٥٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کے گروہ گروہ ہو جائیں گے اور ہر گروہ اپنے نبی کے پیچھے لگے گا اور عرض کرے گا صاحب! ہماری کچھ سفارش کرو جناب! ہماری کچھ سفارش کرو بالآخر سفارش کا معاملہ رسول اللہ ﷺ پر آ ٹھہرے گا۔ اسی دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

فوائد: مقام محمود سے مراد رسول اللہ ﷺ کا باب جنت کا حلقہ پکڑنا یا آپ کو لواء الحمد کا ملنا یا آپ کا عرش پر بیٹھنا ہے نیز آپ کی یہ سفارش لوگوں کے متعلق فیصلہ کرنے سے متعلق ہوگی۔ (فتح الباری: ٨/٤٠٠)

٤٠ - باب: قوله تعالى: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾

باب ٤٠: اپنی قرأت نہ تو انتہائی زور سے پڑھو اور نہ ہی بالکل آہستہ بلکہ اوسط درجہ اختیار کرو

١٧٥٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾. قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ، كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ ٱللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَلَا

١٧٥٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا یہ مذکورہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکہ میں چھپے رہتے تھے آپ جب نماز پڑھاتے تو بآواز بلند قرآن پڑھتے۔ مشرکین جب سنتے تو قرآن کریم کو نازل کرنے والے کو اور جس پر نازل ہوا سب کو برا بھلا کہتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ مقبول ﷺ سے فرمایا قرأت اتنی بلند آواز سے نہ کرو کہ مشرکین سنیں تو اسے

تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ، فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾. [رواه البخاري: ٤٧٢٢]

گالیاں دیں اور نہ اتنی پست آواز سے پڑھو کہ مقتدی بھی نہ سن سکیں بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کرو۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت دعا کے متعلق نازل ہوئی ہے ممکن ہے کہ دوران نماز دعا کے متعلق نازل ہوئی ہو کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ تشہد کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری:۸/۳۰۶)

تفسیر سورۃ الکہف

٤١ - باب: قوله تعالى: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ﴾ الآية

باب ۴۱: ارشاد باری تعالیٰ:
"یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی نشانیوں اور اس سے ملاقات پر یقین نہ کیا۔الآیۃ

١٧٥٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْعَظِيمِ السَّمِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَزِنُ عِنْدَ ٱللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ. وَقَالَ: ٱقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾). [رواه البخاري: ٤٧٢٩]

۱۷۵۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن ایک بہت فربہ شخص لایا جائے گا اور ایک مچھر کے پر برابر اس کی قدر نہ ہو گی اور فرمایا اگر چاہو تو پڑھ لو "قیامت کے دن ہم ایسے لوگوں کو کچھ وزن نہیں دیں گے۔"

فوائد: ایک روایت میں اس آدمی کی صفت طویل القامت اور بسیار خوری بھی بیان ہوئی ہے۔ (فتح الباری:۸/۳۲۶)

تفسیر سورة مریم

٤٢ - باب: قوله تعالى: ﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ ٱلْحَسْرَةِ﴾ الآية

باب ۴۲: ارشاد باری تعالیٰ: ”ان لوگوں کو حسرت و افسوس کے دن سے چوکنا کر دو“

١٧٥٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُؤْتَى بِالمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هٰذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ. ثُمَّ يُنَادِي: يَا أَهْلَ النَّارِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هٰذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، فَيُذْبَحُ. ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ ٱلْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ ٱلْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ﴾ وَهٰؤُلاَءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا ﴿وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾). [رواه البخاري: ٤٧٣٠]

۱۷۵۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا۔ پھر ایک منادی کرنے والا آواز دے گا اے اہل جنت! تو وہ اوپر نظر اٹھا کر دیکھیں گے۔ وہ کہے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے سوتے وقت اس کو دیکھا ہے۔ پھر وہ آواز دے گا اے اہل دوزخ! تو وہ بھی اپنی گردن اٹھا کر دیکھیں گے۔ پھر وہ کہے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں سب نے سوتے وقت اسے دیکھا ہے۔ پھر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا کہے گا اے اہل جنت! تم نے ہمیشہ یہاں رہنا ہے اب کسی کو موت نہیں آئے گی اے اہل جہنم! تم نے بھی یہاں ہمیشہ رہنا ہے اب کسی کو موت نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اے محمد ﷺ! کافروں کو اس افسوسناک دن سے ڈراؤ جب آخری فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس وقت دنیا میں یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لائے ہیں۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ذبح موت کا منظر اہل جنت کی فرحت و مسرت میں اضافے کا موجب ہوگا جب کہ اہل جہنم آہ وبکا میں مزید دل گرفتہ ہوں گے۔ (صحیح بخاری:۶۵۴۸)

تفسیر سورۃ نور

٤٣ - باب: قوله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ﴾

باب ۴۳: جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا سے متہم کریں اور خود اپنے علاوہ اور کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایک کی گواہی یہی ہے کہ وہ اللہ کی قسم اٹھا کر چار مرتبہ کہہ دے کہ وہ سچا ہے

١٧٥٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ عُوَيْمِرًا أَتَى عاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما، وَكانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلاَنَ، فَقالَ: كَيْفَ تَقُولُونَ في رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ ٱمْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ سَلْ لِي رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ. فَأَتَى عاصِمٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقالَ: يا رَسُولَ ٱللهِ، فَكَرِهَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ المَسائِلَ وعابَها، فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ فَقالَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَرِهَ المَسائِلَ وَعابَها، قالَ عُوَيْمِرٌ: وَٱللهِ لاَ أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَجاءَ عُوَيْمِرٌ فَقالَ: يا رَسُولَ ٱللهِ، رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ ٱمْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قَدْ أَنْزَلَ ٱللهُ الْقُرْآنَ فِيكَ وَفي صاحِبَتِكَ). فَأَمَرَهُما رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالمُلاَعَنَةِ بِما سَمَّى ٱللهُ في كِتابِهِ،

۱۷۵۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ جناب عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جو قبیلہ بنی عجلان کا سردار تھا اور کہنے لگا جو شخص اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو دیکھے تو تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ کیا اس کو قتل کر دے۔ پھر تو تم لوگ اسے بھی قتل کر دو گے آخر کرے تو کیا کرے؟ لہٰذا تم میری خاطر یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو چنانچہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے سوالات کو برا سمجھا اور معیوب خیال کیا۔ جب حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی باتیں پوچھنے سے کراہت کا اظہار فرمایا ہے اس پر حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں باز نہ آؤں گا جب تک رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ نہ پوچھ لوں لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ

فَلاَعَنَهَا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا، فَطَلَّقَهَا، فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلاعِنَيْنِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (انْظُرُوا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ، أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ، عَظِيمَ الأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَلاَ أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا. وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ، كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ، فَلاَ أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا). فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ، فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ.

[رواه البخاري: ٤٧٤٥]

لے تو اس کو کیا کرنا چاہئے اس کو قتل کر دے تو آپ اسے قصاص میں قتل کر دیں گے یا اور کوئی صورت اختیار کرے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے متعلق قرآن میں حکم نازل کیا ہے۔ پھر آپ نے میاں بیوی دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا جیساکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حکم دیا تھا آخر حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے لعان کیا پھر کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اب اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا۔ اس وجہ سے انہوں نے طلاق دے دی پھر ہر میاں بیوی میں جو لعان کریں یہی طریقہ قائم ہو گیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو! اگر سیاہ رنگ کالی آنکھوں کا بڑے سرین اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا بچہ اس کے ہاں پیدا ہو تو یقیناً عویمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے اور اگر گرگٹ کی طرح سرخ رنگ کا بچہ پیدا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ عویمر رضی اللہ عنہ اپنے بیوی پر جھوٹی تہمت لگائی ہے چنانچہ اس عورت کے ہاں اسی شکل و صورت کا بچہ پیدا ہوا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے عویمر رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں بیان فرمایا تھا لہٰذا وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔

فوائد: لعان کے بعد میاں بیوی کے درمیان تفریق کرا دی جاتی ہے یعنی بیوی کو طلاق دینے کی ضرورت نہیں نیز جس میاں بیوی کے درمیان لعان کے ذریعے جدائی ہو وہ کبھی دوبارہ باہمی نکاح نہیں کر سکتے۔ (فتح الباری:۶۹۰/۴)

٤٤ - باب: قوله تعالى: ﴿وَيَدْرَؤُا عَنْهَا ٱلْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَٰدَٰتٍ بِٱللَّهِ﴾ الآية

باب ۴۴: ارشاد باری تعالیٰ: "اور اس (ملزم) عورت سے اس طرح سزا ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہے کہ وہ مرد جھوٹا ہے۔"

١٧٥٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَذَفَ ٱمْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ). فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى ٱمْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: (الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ). فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ، فَلَيُنْزِلَنَّ ٱللهُ ما يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ: ﴿وَٱلَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَٰجَهُمْ﴾ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِن كَانَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾. فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ ٱللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟). ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوهَا وَقَالُوا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ. قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ، ثُمَّ قَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي

۱۷۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی پر حضرت شریک بن سحماء رضی اللہ عنہ سے زنا کرنے کی تہمت لگائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگائی جائے گی۔ اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو گواہ تلاش کرتا پھرے لیکن آپ وہی فرماتے رہے کہ چار گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف جاری کی جائے گی اس وقت حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن میں ضرور ایسا حکم نازل کرے گا جس سے میری حد قذف ساقط ہو جائے گی۔ پھر اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو کسی سے زنا کرنے پر متہم کرتے ہیں..... اگر وہ سچا ہے (تک)

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے' اس عورت کو بلایا اور حضرت ہلال بھی آ گئے اور اس نے لعان کی گواہیاں دیں۔ آپ بدستور یہی فرماتے رہے اللہ جانتا ہے کہ تم میں ایک ضرور جھوٹا ہے

سَائِرَ الْيَوْمِ، فَمَضَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ). فَجَاءَتْ بِهِ كَذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ، لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ). [رواه البخاري: ٤٧٤٧]

لہٰذا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ یہ سن کر عورت اٹھی اور اس نے بھی گواہیاں دیں جب پانچویں گواہی کا وقت آیا تو لوگوں نے اسے روک دیا کہ یہ بات اگر جھوٹ ہوئی تو موجب عذاب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ پھر وہ عورت ہچکچائی تو ہم نے خیال کیا کہ شاید رجوع کر لے گی آخر کچھ دیر ٹھہر کر کہنے لگی میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لئے داغ نہیں لگاؤں گی۔ پھر اس نے پانچویں گواہی بھی دے دی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب دیکھتے رہو اگر اس کے ہاں کالی آنکھوں والا موٹے سرین والا اور گوشت سے بھری ہوئی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ ہے چنانچہ اس عورت کے ہاں ایسی ہی شکل وصورت کا بچہ پیدا ہوا اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر قرآن میں لعان کا حکم نازل نہ ہوا ہوتا تو میں اس عورت کو اچھی طرح سزا دیتا۔

فوائد : لعان کے بعد پیدا ہونے والا بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور اپنی ماں کا وارث ہوگا وہ اس کی وارث ہوگی کیونکہ اس نے اسے ولد الزنا تسلیم نہیں کیا جبکہ باپ کی طرف سے سلسلہ توارث ختم ہو جائے گا کیونکہ اس نے اسے بیٹا تسلیم نہیں کیا ہے۔

تفسیر سورۃ الفرقان

٤٥ - باب: قوله تعالى: ﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ﴾

باب ۴۵: ارشاد باری تعالیٰ: جو لوگ قیامت کے دن سر کے بل جہنم میں جمع کیے جائیں گے (آخر تک)

١٧٥٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا

۱۷۵۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!

نَبِيَّ اللهِ، كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: (أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٤٧٦٠]

قیامت کے دن کافر اپنے سر کے بل کیسے اٹھائے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ جس پروردگار نے آدمی کو دو پاؤں پر چلایا ہے کیا وہ اس کو قیامت کے دن منہ کے بل نہیں چلا سکتا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ میدان محشر میں تین طرح کے لوگ ہوں گے کچھ سواریوں پر ہوں گے کچھ پیدل چلیں گے جبکہ کچھ منہ کے بل چل کر اللہ کے حضور پیش ہوں گے اس پر کسی نے سوال کیا کہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ تو آپ نے مذکورہ جواب دیا۔ (فتح الباری: ۸/۴۹۲)

تفسیر سورۃ الروم

٤٦ - باب: قوله تعالى: ﴿الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ﴾

باب ۴۶: ارشاد باری تعالیٰ: "الم۔ اہل روم قریبی ملک میں مغلوب ہو گئے

١٧٥٩ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقَدْ بَلَغَهُ رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ: يَجِيءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِينَ وَأَبْصَارِهِمْ، وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ، فَفَزِعْنَا، فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَغَضِبَ، فَجَلَسَ فَقَالَ: مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ: اللهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ، فَإِنَّ اللهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾. وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَؤُوا عَنِ الإِسْلَامِ، فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ

۱۷۵۹۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہیں خبر پہنچی کہ ایک شخص قبیلہ کندہ میں یہ حدیث بیان کرتا ہے کہ قیامت کے دن ایک دھواں اٹھے گا جس سے منافقین تو اندھے اور بہرے ہو جائیں گے اور اہل ایمان کے لئے اس سے زکام کی سی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ جب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے ناراض ہوئے اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا جسے کوئی بات معلوم ہو تو اسے بیان کرے اور جو نہیں جانتا اس کی بابت کہہ دے کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے یہ بھی علم کی ہی بات ہے کہ جس بات کو نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ میں نہیں جانتا اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا!

فَقَالَ: (اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ). فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا، وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ، وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللهَ. فَقَرَأَ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَائِدُونَ﴾. أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الآخِرَةِ إِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ. فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى﴾. يَوْمَ بَدْرٍ، وَ﴿لِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ، ﴿الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ إِلَى ﴿سَيَغْلِبُونَ﴾. وَالرُّومُ قَدْ مَضَى.

[رواه البخاري: ٤٧٧٤]

"اے نبی ﷺ کہہ دو کہ میں تم سے اپنی تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور میں تکلف کے ساتھ بات بتانے والوں سے نہیں ہوں۔"

اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ جب قریش نے اسلام لانے میں دیر کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے بد دعا فرمائی فرمایا اے اللہ! قریش کے مقابلے میں میری اس طرح مدد فرما کہ ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالہ قحط کی طرح سات برس کا قحط بھیج آخر کار ایسا قحط پیدا ہوا کہ بہت سے آدمی تو مرگئے اور جو بچ گئے انہوں نے مردار اور ہڈیاں کھانا شروع کر دیں آدمی کا یہ حال تھا کہ اسے آسمان و زمین کے درمیان ایک دھواں سا دکھائی دیتا تھا۔ آخر کار ابو سفیان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے اے محمد ﷺ! آپ تو ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور اب تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے آپ اللہ سے دعا کریں آپ نے دعا فرمائی پھر یہ پڑھا۔

اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے صریح دھواں اٹھے گا جو لوگوں پر چھا جائے گا...... تم پھر کفر کرنے لگو گے (یہاں تک)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس سے قیامت کے دن کا دھواں مراد ہوتا تو کیا آخرت کا عذاب جب آ جائے تو وہ دور ہو سکتا ہے؟ چنانچہ عذاب کے موقوف ہونے پر قریش پھر کفر پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی "جس دن ہم بڑی سخت پکڑ کریں گے یقیناً ہم انتقام لیں گے"

اس سے غزوہ بدر مراد ہے اور لزاماً سے مراد ان کا بدر میں قید ہو جانا ہے۔ اس لئے دخان' بطشہ' لزام اور آیت روم کا مصداق پہلے گزر چکا ہے۔

فوائد : جس چیز کے متعلق معلومات نہ ہوں اسے تکلف سے بیان کرنا بجائے خود ایک جہالت ہے بلکہ سلف کا قول ہے کہ لا ادری یعنی میں نہیں جانتا کہنا بھی نصف علم ہے۔ (فتح الباری:۸/۵۱۲) واضح رہے یہ حدیث پہلے (۵۴۹) گزر چکی ہے۔

تفسير سورة السجدة

٤٧ - باب: قوله تعالى: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾

باب ۴۷: ارشاد باری تعالیٰ: "کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔

١٧٦٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَقُولُ ٱللهُ تَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ: ما لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا، بَلْهَ ما أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ). ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾. [رواه البخاري: ٤٧٨٠]

۱۷۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان سے سنا اور نہ ہی کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا ہے اور کئی طرح کی نعمتیں میں نے تمہارے لئے ذخیرہ کر رکھی ہیں لہٰذا ان کے مقابل وہ نعمتیں جو تم کو دنیا میں معلوم ہو گئی ہیں۔ ان کا ذکر چھوڑو (کیونکہ وہ تو ان کے مقابلہ میں بے حقیقت ہیں) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے"

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ جنت کی نعمتوں پر نہ تو کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہوا ہے اور نہ ہی کسی

نبی مرسل کی ان تک رسائی ہوئی ہے۔ (فتح الباری:۸/۵۱۶)

تفسیر سورۃ الاحزاب

٤٨ - باب: قوله تعالَى: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ﴾

باب ۴۸: ارشاد باری تعالیٰ: "اور آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو.... الآیہ"

١٧٦١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: كُنْتُ أَغارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَأَقُولُ أَتَهَبُ المَرْأَةُ نَفْسَها؟ فَلَمَّا أَنْزَلَ ٱللهُ تَعالَى: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ وَمَنِ ٱبْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾. قُلْتُ: ما أُرَى رَبَّكَ إِلاَّ يُسارِعُ في هَوَاكَ. [رواه البخاري: ٤٧٨٨]

۱۷۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں کے خلاف بہت غیرت آتی تھی جو اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیتی تھیں اور میں کہا کرتی تھی کیا عورت بھی اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"اے محمد ﷺ! آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو اور جس کو آپ نے علیحدہ کر دیا ہو اگر اس کو پھر اپنے پاس طلب کرو تو آپ پر کوئی گناہ نہیں"

اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں دیکھتی ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش کے موافق جلد ہی حکم جاری کر دیتا ہے۔

فوائد: جن عورتوں نے اپنا آپ رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کرنے کی پیش کش کی وہ ایک سے زائد ہیں ان میں خولہ بنت حکیم، ام شریک، فاطمہ بنت شریک اور زینب بنت خذیمہ رضی اللہ عنہن بھی شامل ہیں۔ (فتح الباری:۸/۵۲۵)

١٧٦٢ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ يَسْتَأْذِنُ في يَوْمِ المَرْأَةِ مِنَّا، بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِي

۱۷۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

آپ جس بیوی کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں (آخر تک)

إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ وَمَنِ ٱبْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾. فَكُنْتُ أَقُولُ لَهُ: إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ، فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ ٱللهِ أَنْ أُوثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا.

[رواه البخاري: ٤٧٨٩]

تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ فعل اختیار کر لیا تھا کہ اگر کسی بیوی کی باری میں آپ کو دوسری بیوی پسند ہوتی تو آپ اس سے اجازت لیا کرتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھ کو ایسا اختیار دیا جائے تو میں آپ کی محبت کے باعث کسی اور کو آپ پر ترجیح نہیں دے سکتی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ پر بیویوں کے متعلق باری کی پابندی نہ تھی لیکن آپ نے اللہ کی طرف سے اجازت کے باوجود باری کو قائم رکھا اور کسی عورت کی باری کے وقت دوسری بیوی کے پاس نہیں رہے۔

(فتح الباری:۸/۵۲۶)

٤٩ - باب: قوله عزَّ وجَلَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ ٱلنَّبِيِّ﴾

باب ۴۹: ارشاد باری تعالیٰ: "مومنو! رسول اللہ ﷺ کے گھر میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے الآیۃ"

١٧٦٣: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، بَعْدَ ما ضُرِبَ ٱلْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا، وَكَانَتِ ٱمْرَأَةً جَسِيمَةً، لَا تَخْفَىٰ عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَآهَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ، أَمَا وَٱللهِ ما تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَٱنْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ. قَالَتْ: فَٱنْكَفَأَتْ رَاجِعَةً، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي بَيْتِي، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: فَأَوْحَى ٱللهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ

۱۷۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ پردہ کا حکم اترنے کے بعد حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے باہر نکلیں چونکہ وہ کچھ فربہ جسم تھیں اس لئے پہچاننے والے پر پوشیدہ نہ رہ سکتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا اللہ کی قسم! تم تو اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو آپ خود دیکھیں کیسے باہر نکلتی ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ میرے گھر میں شام کا کھانا کھا رہے تھے اور ایک ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں رفع حاجت کے لئے باہر جا رہی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا

رُفِعَ عَنْهُ، وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ ما وَضَعَهُ، فَقَالَ: (إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحاجَتِكُنَّ). [رواه البخاري: ٤٧٩٥]

کہا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ پر وحی آنا شروع ہوئی پھر جب وحی کی حالت موقوف ہو گئی اور ہڈی بدستور آپ کے ہاتھ میں تھی جسے آپ نے رکھا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ بوقت ضرورت باہر جا سکتی ہو۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ جس طرح ازواج مطہرات کے لئے جسم کا مستور ہونا ضروری ہے اسی طرح ان کی شخصیت لوگوں کی نگاہوں سے چھپی ہوئی ہو چنانچہ حدیث میں اس کی وضاحت کر دی گئی۔

٥٠ - باب: قوله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِن تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ﴾

باب ۵۰: ارشاد باری تعالیٰ: "اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اسے مخفی رکھو تو اللہ ہر چیز سے باخبر ہے"

١٧٦٤: عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنهَا قالَتْ: ٱسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ ما أُنْزِلَ ٱلْحِجابُ فَقُلْتُ: لاَ آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَإِنَّ أَخاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي ٱمْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ أَفْلَحَ أَخا أَبِي الْقُعَيْسِ ٱسْتَأْذَنَ عَلَيَّ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَما مَنَعَكِ أَنْ تَأْذَنِي، عَمُّكِ). قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي ٱمْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ، فَقَالَ: (ٱئْذَنِي لَهُ، فَإِنَّهُ

۱۷۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ پردے کا حکم اترنے کے بعد ابو قعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں گے میں اجازت نہ دوں گی کیونکہ ان کے بھائی ابو قعیس نے مجھے دودھ نہیں پلایا ہے بلکہ اس کی بیوی نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ پھر جب میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابو قعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تھی تو میں نے آپ کی اجازت کے بغیر اسے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اپنے چچا کو اندر آنے کی اجازت کیوں نہ دی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مرد نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو قعیس کی بیوی نے پلایا ہے۔ آپ

عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ). [رواه البخاري: ٤٧٩٦]

نے فرمایا تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں ان کو آنے کی اجازت دو کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جتنے رشتے تم خون کی وجہ سے حرام سمجھتے ہو وہ دودھ کی وجہ سے حرام ہیں یعنی رضاعی چچا اور رضاعی ماموں سب محرم ہیں اور ان سے پردہ نہیں ہے۔

٥١ - باب: قوله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ﴾ الآية

باب ۵۱: ارشاد باری تعالیٰ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتے ہیں...... الآیۃ

١٧٦٥ : عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَمَّا السَّلاَمُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلاَةُ؟ قَالَ: (قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ). [رواه البخاري: ٤٧٩٧]

۱۷۶۵۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہو گیا ہے (تشہد میں پڑھا جاتا ہے) لیکن درود آپ پر کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا درود یہ ہے۔

الٰہی! رحم و کرم فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جس طرح رحم و کرم فرمایا تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔

اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جس طرح برکت نازل کی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ پر سلام بایں طور پر معلوم ہوا تھا کہ التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھا جاتا ہے چونکہ آیت کریمہ میں صلوٰۃ پڑھنے کا بھی ذکر ہے اس لئے دریافت کیا کہ درود کیسے پڑھا جائے؟ (فتح الباری:۸/۵۳۳)

١٧٦٦ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هٰذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّي

۱۷۶۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہو گیا ہے لیکن آپ

عَلَيْكَ؟ قَالَ: (قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ). [رواه البخاري: ٤٧٩٨]

پر درود کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا یوں کہو۔ الٰہی! رحم و کرم فرما اپنے بندے اور رسول اللہ ﷺ پر جس طرح رحم و کرم فرمایا تو نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت نازل فرما۔ حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جس طرح برکت نازل فرمائی تو نے حضرت ابراھیم علیہ السلام پر۔

فوائد: اسے درود ابراہیمی کہا جاتا ہے' بخاری میں مختلف الفاظ سے منقول ہے دیکھئے حدیث نمبر: ۶۳۵۷' ۶۳۵۸' ۶۳۶۰ البتہ جو درود ہم نماز میں پڑھتے ہیں وہ حدیث نمبر: ۳۳۷۰ میں نقل ہے۔

٥٢ - باب: قوله عز وجل: ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ﴾

باب ۵۲: ارشاد باری تعالیٰ: "مومنو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے حضرت موسیٰ کو رنج پہنچایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بے عیب ثابت کیا۔"

١٧٦٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا، وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾). [رواه البخاري: ٤٧٩٩]

۱۷۶۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے شرمیلے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے: "اے مومنو! ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی' اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت فرمائی اللہ کے ہاں عزت و جاہ والے تھے۔"

فوائد: اس حدیث میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کی تفصیل صحیح بخاری: ۳۴۰۴ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

تفسیر سورۃ السبا

٥٣ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ﴾

باب ۵۳: ارشاد باری تعالیٰ: ''وہ تو تمہیں ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے متنبہ کرنے والا ہے''

١٧٦٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: (يَا صَبَاحَاهُ). فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ، قَالُوا: مَا لَكَ؟ قَالَ: (أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيكُمْ، أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونَنِي؟). قَالُوا: بَلَى، قَالَ: (فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ). فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ، أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾. [رواه البخاري: ٤٨٠١]

۱۷۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ کوہ صفا پر چڑھے اور آپ نے فرمایا یا صباحاہ تو قریش کے لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن صبح یا شام حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا خیال کرو گے؟ سب نے کہا ہاں! پھر آپ نے فرمایا میں تو تمہیں ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے خبردار کرتا ہوں۔ ابو لہب نے کہا تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں تو نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا؟ تو اللہ نے اسی وقت یہ آیات اتاریں ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا۔ (آخر تک)

فوائد: یہ واقعہ دو دفعہ پیش آیا پہلی دفعہ مکہ مکرمہ میں جس کی تفصیل صحیح بخاری حدیث رقم: ۴۷۷۰، ۴۷۷۱ میں موجود ہے اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ میں جب آپ نے اپنی ازواج مطہرات اور دیگر اہل خانہ کو جمع کر کے تنبیہ فرمائی۔ (فتح الباری: ۸/۵۰۲)

تفسیر سورۃ الزمر

٥٤ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ﴾ الآية

باب ۵۴: ارشاد باری تعالیٰ:
''اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔''

١٧٦٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ، كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا، وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا، فَأَتَوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُوا إِلَيْهِ لَحَسَنٌ، لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً، فَنَزَلَ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾. وَنَزَلَ: ﴿قُلْ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ﴾. [رواه البخاري: ٤٨١٠]

۱۷۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ کچھ مشرکین نے زنا اور کشت وخون کثرت سے کیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ جو کچھ کہتے اور جس کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھا ہے اگر آپ یہ بتلا دیں کہ جو گناہ ہم کر چکے ہیں وہ (اسلام لانے سے) معاف ہو جائیں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا کر نہیں پکارتے اور حق کے علاوہ کسی نفس کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ ہی زنا کرتے ہیں۔ (آخر تک)

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی

اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

فوائد: پہلی آیات کے آخر میں ہے کہ ''جو شخص صدق دل سے توبہ کر لے اور اپنے کردار کی اصلاح کر لے تو اس کی تمام برائیاں نیکیوں میں بدل دی جائیں گی'' اس آیت کے عموم کا تقاضا ہے کہ توبہ کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۸/۵۵۰)

٥٥ - باب: قوله تعالى:
﴿وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ﴾

باب ۵۵: ارشاد باری تعالیٰ: "ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔"

١٧٧٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّا نَجِدُ: أَنَّ ٱللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فَيَقُولُ أَنَا المَلِكُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ ٱلْحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: ﴿وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ﴾. [رواه البخاري: ٤٨١١]

۱۷۷۰۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ علمائے یہود میں سے ایک عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ! ہم تورات میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور ایک پر تمام زمینوں کو اور ایک پر درختوں کو اور ایک پر پانی اور گیلی مٹی کو اور ایک پر دیگر مخلوقات کو اور فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں آپ نے اس عالم کی تصدیق کی پھر یہ آیت پڑھی:
ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔

فوائد: اس حدیث سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے انگلیوں کا ثبوت ملتا ہے ان کے متعلق سلف کا عقیدہ یہ ہے کہ انہیں بلا تاویل و تحریف ظاہر پر محمول کیا جائے اور ان کی اصل حقیقت وکیفیت کو اللہ کے حوالہ کیا جائے کہ وہی بہتر جانتا ہے۔ (عون الباری: ۴/۷۱۸)

٥٦ - باب: قوله عز وجل:
﴿وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ﴾

باب ۵۶: ارشاد باری تعالیٰ: "اور قیامت کے دن پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی۔"

١٧٧١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يَقُولُ: (يَقْبِضُ ٱللَّهُ الأَرْضَ، وَيَطْوِي السَّمَاوَاتِ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا

۱۷۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ زمین کو ایک مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو دائیں ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائے گا میں

الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الأَرْضِ). [رواه البخاري: ٤٨١٢]

بادشاہ ہوں دوسرے زمین کے بادشاہ کہاں گئے؟

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر دائیں ہاتھ میں اور زمین کو لپیٹ کر بائیں ہاتھ پکڑے گا اور فرمائے گا میں بادشاہ ہوں دنیا کے سخت گیر کہاں ہیں؟ (فتح الباری:۸/۷۱۹)

۵۷ - باب: قوله تعالَى: ﴿وَنُفِخَ فِي ٱلصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِي ٱلْأَرْضِ﴾

باب ۵۷: ارشاد باری تعالیٰ جس روز صور پھونکا جائے گا تو سب مرکر گر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان کے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے

١٧٧٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ). قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ. (وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ، فِيهِ يُرَكَّبُ الخَلْقُ). [رواه البخاري: ٤٨١٤]

۱۷۷۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں صوروں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہے لوگوں نے کہا اے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ! چالیس دن کا؟ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں کہہ سکتا پھر انہوں نے کہا چالیس برس کا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں کہہ سکتا پھر انہوں نے دریافت کیا چالیس مہینوں کا؟ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی مگر دمچی (ریڑھ کی ہڈی) باقی رہے گی پھر قیامت کے دن اسی سے آدمی کا ڈھانچہ کھڑا کیا جائے گا۔

فوائد: مرنے کے بعد مٹی انسان کے جسم کو کھا جاتی ہے البتہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بابرکت اجسام محفوظ رہتے ہیں کیونکہ احادیث میں ہے کہ زمین ان کے اجسام کو نہیں کھاتی۔ (فتح الباری:۸/۵۵۳)

تفسیر سورۃ الشوریٰ

٥٨ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿إِلَّا ٱلْمَوَدَّةَ فِي ٱلْقُرْبَىٰ﴾

باب ۵۸: ارشاد باری تعالیٰ: ''البتہ قرابت کی محبت ضرور چاہتا ہوں''

١٧٧٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ، فَقَالَ: (إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ) [رواه البخاري: ٤٨١٨].

۱۷۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قریش کے ہر قبیلہ میں قرابت تھی اس بناء پر آپ نے فرمایا میں اس کے سوا تم سے اور کوئی مطالبہ نہیں کرتا کہ تم میری اور اپنی باہمی قرابت کی وجہ سے میرے ساتھ محبت سے رہو۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قربیٰ سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد ہے لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے اس کا ایک راوی حسین اشقر ہے جو رافضی اور احادیث گھڑنے والا ہے۔ (عون الباری:۲۲۷/۳)

تفسیر سورۃ الدخان

٥٩ - باب: قوله تعالَى: ﴿رَبَّنَا ٱكْشِفْ عَنَّا ٱلْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾

باب ۵۹: ارشاد باری تعالیٰ: ''اے پروردگار ہم پر سے یہ عذاب ٹال دے ہم ایمان لاتے ہیں''

١٧٧٤ : فيهِ حَديثُ لابْنِ مَسْعود المُتَقدِّم في سُورة الرُّوم.

۱۷۷۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی اس کے متعلق حدیث (۱۷۵۹) سورۃ الروم کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

١٧٧٥ : وَزَادَ فِي هٰذِهِ الرِّوايَةِ قَالُوا: ﴿رَبَّنَا ٱكْشِفْ عَنَّا ٱلْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾. فَقِيلَ لَهُ: إِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمُ [العَذَابَ] عادُوا، فَدَعَا رَبَّهُ فَكَشَفَ عَنْهُمْ [العَذاب] فَعادُوا، فَٱنْتَقَمَ ٱللهُ

۱۷۷۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں یہاں اتنا اضافہ ہے کہ اس وقت کہنے لگے اے پروردگار! یہ عذاب اٹھا دے ہم ابھی ایمان لاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اگر ہم ان سے عذاب دور کریں گے تو یہ پھر

مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ. [رواه البخاري: ٤٨٢٢]

کافر ہو جائیں گے چنانچہ آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی تو وہ عذاب دور ہو گیا اور وہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو گئے تو اللہ نے جنگ بدر میں ان سے انتقام لیا۔

فوائد : اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بددعا کے نتیجہ میں اہل مکہ پر ایسا قحط آیا کہ وہ مردار اور ہڈیاں کھانے لگے یہاں تک کہ جب وہ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو بھوک کی وجہ سے انہیں دھواں نظر آتا۔ (صحیح بخاری:۴۸۲۳)

تفسیر سورۃ الجاثیہ

٦٠ - باب: قوله تعالى: ﴿وَمَا يُهْلِكُنَآ إِلَّا ٱلدَّهْرُ﴾

باب ۶۰: ارشاد باری تعالیٰ: "گردش ایام کے علاوہ کوئی چیز ہمیں ہلاک نہیں کرتی"

١٧٧٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قَالَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ٱبْنُ آدَمَ، يَسُبُّ ٱلدَّهْرَ وَأَنَا ٱلدَّهْرُ، بِيَدِي الأَمْرُ، أُقَلِّبُ ٱللَّيْلَ وَالنَّهَارَ). [رواه البخاري: ٤٨٢٦]

۱۷۷۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اولاد آدم مجھے تکلیف دیتی ہے اس طور کہ زمانے کو برا بھلا کہتی ہے حالانکہ میں خود زمانہ ہوں سب کام میرے ہاتھ میں ہیں رات دن کا بدلنا میرے قبضہ میں ہے۔

فوائد : یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ اللہ کے ناموں میں سے ایک دھر بھی ہے کیونکہ اس حدیث میں "انا الدھر" کی تفسیر بایں الفاظ بیان کی گئی ہے کہ میرے ہاتھ میں تمام معاملات ہیں، میں ہی رات دن کا الٹ پھیر کرتا ہوں۔ (شرح کتاب التوحید:۲/۳۵۱)

تفسیر سورۃ الاحقاف

٦١ - باب: قوله تعالى: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾ الآية

باب ۶۱: ارشاد باری تعالیٰ: "پھر جب انہوں نے (عذاب کو) دیکھا کہ بادل (کی صورت میں) ان کے میدانوں کی طرف آرہا ہے۔"

١٧٧٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۱۷۷۷۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے

عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. وَذَكَرْتُ بَاقِي الْحَدِيثِ وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي بَدْءِ الْخَلْقِ. (برقم:١٣٥٥) [رواه البخاري: ٤٨٢٨ وانظر حديث رقم: ٣٢٠٦]

روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جس سے آپ کا حلق کھل جائے بلکہ آپ مسکرایا کرتے تھے باقی حدیث (۱۳۵۵) کتاب بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

فوائد: جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا دیکھتے تو پریشان ہو جاتے اور جب بارش برستی تو آپ کی پریشانی دور ہو جاتی اور خوش ہو جاتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پریشانی کی وجہ دریافت کی تو آپ نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔

تفسیر سورۃ محمد ﷺ

٦٢ - باب: قوله تعالَى: ﴿وَتُقَطِّعُوٓا أَرۡحَامَكُمۡ﴾

باب ۶۲: ارشاد باری تعالیٰ: ”عجب نہیں کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو“

١٧٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ لَهُ: مَهْ، قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَذَاكِ). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن

۱۷۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سب مخلوقات کو پیدا کر چکا تو اس وقت رحم نے کھڑے ہو کر پروردگار کی کمر تھام لی اللہ تعالیٰ نے فرمایا رک جا وہ عرض کرنے لگا میرا یوں کھڑا ہونا تیری پناہ کے لئے ہے اس شخص سے جو قطع رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس پر خوش نہیں کہ جو تیرے رشتہ کا حق ادا کرے گا میں اس پر مہربانی کروں اور جو تیرے رشتہ کا حق ادا نہ کرے میں اس سے قطع تعلق کرلوں اس وقت

تَوَلَّيۡتُمۡ أَن تُفۡسِدُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَتُقَطِّعُوٓاْ أَرۡحَامَكُمۡ﴾. [رواه البخاري: ٤٨٣٠]

رحم کہنے لگا پروردگار میں اس پر راضی ہوں پروردگار نے کہا ایسا ہی ہوگا۔

فوائد: حقو اس مقام کو کہتے ہیں جہاں ازار باندھی جاتی ہیں اس حدیث سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے حقو کا اثبات ہوتا ہے ہمارے اسلاف نے اسے اپنی ظاہری معنی پر محمول کیا ہے لیکن جیسے اللہ کی شایان شان ہے۔

١٧٧٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، في روايةٍ، قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾). [رواه البخاري: ٤٨٣١]

۱۷۷۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا پھر رسول ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو

"عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو"

تفسیر سورة ق

٦٣ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ﴾

باب ۶۳: ارشاد باری تعالیٰ: "جہنم کہے گی کہ کیا میرے لئے کچھ مزید بھی ہے؟"

١٧٨٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (يُلْقَى في النَّارِ وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ، فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ). [رواه البخاري: ٤٨٤٨]

۱۷۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب جہنم والے جہنم میں ڈالے جائیں گے تو جہنم یہی کہتی رہے گی مزید کچھ ہے یہاں تک کہ اللہ اپنا قدم اس پر رکھیں گے تب دوزخ کہے گی بس' بس

فوائد: بعض لوگوں نے قدم رکھنے سے مراد' اس کا ذلیل کرنا لیا ہے حالانکہ ایسی صفات کی تاویل کرنا' اسلاف کا مسلک نہیں بلکہ انہوں نے قدم اور رجل کو بلا تاویل و تحریف اور بدون تمثیل وتعطیل اللہ کی صفات میں شمار کیا ہے۔ (فتح الباری:۸/۵۹۷)

١٧٨١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقالَتِ

۱۷۸۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ کا باہمی جھگڑا ہوا دوزخ نے کہا میں تو مغرور اور سرکش لوگوں کے لئے بنائی گئی ہوں اور جنت

الْجَنَّةُ: ما لي لا يَدْخُلُني إلّا ضُعَفاءُ النَّاس وسَقَطُهُمْ. قالَ ٱللهُ تَبارَكَ وتعالى لِلْجنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشاءُ مِنْ عِبادِي، وَقالَ لِلنَّارِ: إِنَّما أَنْتِ عَذابي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشاءُ مِنْ عِبادِي، وَلِكُلِّ واحِدَةٍ مِنْهُما مِلْؤُها، فَأَمَّا النَّارُ: فَلاَ تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ قَطْ، فَهُنالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُها إِلَى بَعْضٍ، وَلاَ يَظْلِمُ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الْجَنَّةُ: فَإِنَّ ٱللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَها خَلْقًا). [رواه البخاري: ٤٨٥٠]

نے کہا ہمارا کیا ہے؟ میرے اندر تو ضعیف اور خاکسار ہوں گے اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تیرے ذریعے رحمت سے فیضیاب کروں گا اور دوزخ سے کہا تو میرا عذاب ہے میں تیری وجہ سے اپنے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم میں سے ہر ایک کو بھرا جائے گا لیکن دوزخ اس وقت تک نہ بھرے گی جب تک اللہ اس پر اپنا قدم نہ رکھے گا۔ اس وقت وہ کہے گی بس بس اس وقت وہ بھر جائے گی اور بھر کر سمٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر ظلم نہیں کرے گا البتہ جنت کی بھرتی اس طرح ہوگی کہ اسے بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور خلقت پیدا کرے گا۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اہل جنت کو جنت میں داخل کرنے کے بعد اس کی کافی جگہ بچ رہے گی تاآنکہ اللہ تعالیٰ وہاں موقع پر کسی مخلوق کو پیدا فرما کر جنت کو بھر دے گا۔ (صحیح بخاری:۷۳۸۴) لیکن بخاری کی بعض روایات (۷۴۴۹) میں اس قسم کے الفاظ جہنم کے بارے میں بھی منقول ہیں محدثین کے فیصلہ کے مطابق یہ الفاظ کسی راوی کے وہم کا نتیجہ ہیں نیز اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کے بھی خلاف ہیں۔

تفسیر سورة الطور

٦٤ - باب: قوله تعالى: ﴿وَالطُّورِ ۝ وَكِتَٰبٍ مَّسْطُورٍ﴾

باب ۶۴: ارشاد باری تعالیٰ: ”قسم ہے طور کی اور ایک ایسی کھلی کتاب کی جو رقیق جلد میں لکھی ہوئی ہے۔“

۱۷۸۲ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ في المَغْرِبِ بِالطُّورِ، فَلَمَّا

۱۷۸۲۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورۃ طور پڑھتے سنا جب آپ اس آیت پر پہنچے کیا

بَلَغَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ○ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ ○ أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ﴾. كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ. [رواه البخاري: ٤٨٥٤]

یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود خالق ہیں؟ یا آسمانوں اور زمین کو انہوں نے پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے کیا تیرے رب کے خزانے ان کے قبضے میں ہیں یا ان پر انہی کا حکم چلتا ہے؟ تو مارے خوف کے میرا دل اڑنے کے قریب ہو گیا۔

فوائد : گویا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ وہ سبب بیان کرتے ہیں جو ان کے ایمان لانے میں حائل تھا یعنی عدم یقین' اس کے بعد ان کا دل کانپ گیا اور اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔ (فتح الباری:۸/۶۰۳)

تفسیر سورة النجم

٦٥ - باب: قوله تعالى: ﴿أَفَرَءَيْتُمُ اللَّٰتَ وَالْعُزَّىٰ﴾

باب ٦٥: ارشاد باری تعالیٰ: "کیا تم لوگوں نے لات اور عزی کو دیکھا؟"

١٧٨٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ). [رواه البخاري: ٤٨٦٠]

١٧٨٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص لات اور عزی کی قسم اٹھائے تو وہ (تجدید ایمان کرتے ہوئے) لا الہ الا اللہ کہے اور جو شخص دوسرے سے کہے آؤ ہم قمار بازی کریں تو وہ (کفارہ کے طور پر) کچھ خیرات کرے۔

فوائد : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ایک مرتبہ میں نے دوران گفتگو لات اور عزی کی قسم اٹھائی تو میرے ساتھیوں نے مجھے برا بھلا کہا میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ (فتح الباری:۸/۶۱۲)

تفسیر سورۃ القمر

٦٦ - باب: قوله تعالى: ﴿بَلِ ٱلسَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَٱلسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ﴾

باب ٦٦: ارشاد باری تعالیٰ: "بلکہ ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت تلخ ہے۔"

١٧٨٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، قالَتْ: لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ بِمَكَّةَ، وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ: ﴿بَلِ ٱلسَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَٱلسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ﴾. [رواه البخاري: ٤٨٧٦]

١٧٨٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "بلکہ انکے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت تلخ ہے" تو میں اس وقت کم سن بچی کھیلا کرتی تھی۔

فوائد: (صحیح بخاری۔ حدیث نمبر:۴۹۹۳) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان کا پس منظر بھی ذکر ہوا ہے کہ ایک عراقی نے ان کے ہاں موجودہ ترتیب قرآن پر اعتراض کیا تو آپ نے اس کی حکمت بتائی کہ آغاز میں لوگوں کو عقیدہ توحید کی دعوت دی گئی پھر اہل ایمان کو بشارت اور نافرمانوں کو سزا سنائی گئی جب لوگ مانوس ہو گئے تو شرعی احکام نازل ہوئے۔ (فتح الباری:۹/۴۰)

تفسیر سورۃ الرحمان

٦٧ - باب: قوله تعالى: ﴿وَمِن دُونِهِمَا جَنَّتَانِ﴾

باب ٦٧: ارشاد باری تعالیٰ: "اور ان دو باغوں کے علاوہ دو اور باغ ہیں۔"

١٧٨٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَما فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَما فِيهِمَا، وَما بَيْنَ ٱلْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِداءُ ٱلْكِبْرِ، عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ). [رواه البخاري: ٤٨٧٨]

١٧٨٥۔ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا دو جنتیں سونے کی ہیں اور ان کے برتن اور تمام سامان بھی سونے کا ہے اور دو جنتیں چاندی کی ہیں' ان کے برتن اور تمام سامان بھی چاندی کا ہے۔ نیز جنت عدن میں اس کے مکینوں اور ان کے پروردگار کے درمیان صرف جلال کی ایک چادر حائل ہو گی جو اللہ تعالیٰ کے چہرہ اقدس پر پڑی ہو گی۔

فوائد: ایک روایت کے مطابق یہ چار جنتیں ہوں گی ان میں سونے کے سامان پر مشتمل سابقین اور مقربین کے لئے اور چاندی کے سازو سامان والی اصحاب الیمین کے لئے ہوں گی۔ (فتح الباری:۸/۶۲۴)

٦٨ - باب: قوله تعالى: ﴿حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾

باب ۶۸: ارشاد باری تعالیٰ: "وہ حوریں خیموں میں مستور ہیں۔"

١٧٨٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ فِي الجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ ما يَرَوْنَ الآخَرِينَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمُ المُؤْمِنُونَ) وَقَدْ تَقَدَّمَ بَاقِي الحَدِيثِ آنِفًا. (برقم: ١٧٨٥) [رواه البخاري: ٤٨٧٩ وانظر حديث رقم: ٣٢٤٥، ٤٨٧٨]

۱۷۸۶۔ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک خول دار موتی کا خیمہ ہے جس کا عرض ساٹھ میل ہے اور اس کے ہر گوشہ میں جنتی کی بیویاں ہوں گی ایک بیوی دوسری بیوی کو دکھائی بھی نہیں دے گی اہل ایمان ان سب کے پاس آتا جاتا رہے گا اس حدیث کا بقیہ حصہ ابھی ابھی (۱۷۸۵) گزرا ہے۔

فوائد: قرآنی آیت میں لفظ خیام کے اوصاف اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ (فتح الباری:۸/۶۲۴)

تفسیر سورة الممتحنه

٦٩ - باب: قوله تعالى: ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾

باب ۶۹: ارشاد باری تعالیٰ: "اے ایمان دارو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔"

١٧٨٧ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالمِقْدَادَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَذَكَرَ حَدِيثَ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: وَنَزَلَتْ فِيهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾. [رواه البخاري:

۱۷۸۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو روانہ کیا اس کے بعد حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا تذکرہ ہے اس کے آخر میں ہے کہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔
"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم اپنے اور میرے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔"

[٤٨٩٠

فوائد: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی واقعہ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۳۰۰۷، ۳۰۸۱، ۳۹۸۳، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، ۶۲۵۹، ۶۹۳۹ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

٧٠ - باب: قوله تعالى: ﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ يُبَايِعْنَكَ﴾

باب ۷۰: ارشاد باری تعالیٰ: "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جب تمہارے پاس مومن خواتین بیعت کرنے کو آئیں...."

١٧٨٨ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: بَايَعْنَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَقَرَأَ عَلَيْنَا: ﴿أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْئًا﴾. وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ، فَقَبَضَتِ ٱمْرَأَةٌ يَدَهَا، فَقَالَتْ: أَسْعَدَتْنِي فُلَانَةُ، أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا، فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا. فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ، فَبَايَعَهَا. [رواه البخاري: ٤٨٩٢]

۱۷۸۸۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ نے ہمیں یہ آیت سنائی: "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو" اور نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو اس پر ایک عورت نے بیعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کرنے لگی کہ میری مصیبت کے وقت فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میرا ساتھ دیا تھا پہلے میں اس کا بدلہ چکا دوں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا چنانچہ وہ گئی اور (بدلہ چکا کر) واپس آئی تو آپ نے اس سے بیعت فرمائی۔

فوائد: ایک روایت کے مطابق بیعت کے وقت ہاتھ کھینچنے والی خود حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ہیں انہوں نے پہلے نوحہ کرنے کے متعلق اپنا قرض چکایا پھر بیعت کی اس کے بعد نوحہ کرنا مطلقاً حرام کر دیا گیا۔ (فتح الباری: ۸/۶۳۹)

تفسیر سورۃ الجمعہ

٧١ - باب: قوله تعالى: ﴿وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا۟ بِهِمْ﴾

باب ۷۱: ارشاد باری تعالیٰ: (اس رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں۔

١٧٨٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ

۱۷۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ

النَّبِيِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ: ﴿وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾. قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلاثًا، وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: (لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هٰؤُلاَءِ).

[رواه البخاري: ٤٨٩٧]

سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپ اس آیت پر پہنچے "اور ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں"۔ تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا حالانکہ تین مرتبہ پوچھا گیا اور اس مجلس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے آپ نے اپنا دست شفقت ان پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا ستارے کے قریب بھی ہوتا تو بھی یہ لوگ یا ان میں سے کوئی شخص اس تک ضرور پہنچ جاتا۔

فوائد: بعض روایات کے مطابق ان خوش قسمت حضرات کے اوصاف بایں الفاظ بیان ہوئے ہیں کہ وہ انتہائی نرم دل، متبع سنت اور بکثرت درود پڑھنے والے ہوں گے یقیناً ان اوصاف کے حامل محدثین عظام ہیں اور وہی اس حدیث کا مصداق ہیں۔ (فتح الباری: ۸/۶۴۳)

تفسیر سورة المنافقون

٧٢ - باب: قوله تعالى: ﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ قَالُوا۟ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِ﴾

باب ۷۲: ارشاد باری تعالیٰ: "جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں"

١٧٩٠ : عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ، فَسَمِعْتُ عَبْدَ ٱللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ ٱبْنَ سَلُولَ يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ ٱللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَئِنْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا، فَكَذَّبَنِي رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ وَمَقَتَكَ؟ فَأَنْزَلَ ٱللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ﴾. فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ فَقَالَ: (إِنَّ ٱللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ). [رواه البخاري: ٤٩٠٠]

۱۷۹۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک لڑائی میں شریک تھا میں نے عبداللہ بن ابی (منافق) کو یہ کہتے سنا لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خرچ کے لئے کچھ نہ دو یہاں تک کہ وہ خود اس کا ساتھ چھوڑ کر اس سے الگ ہو جائیں گے اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو دیکھ لینا جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو باہر نکال دے گا میں نے یہ بات اپنے چچا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں نے سب بات بتا دی پھر آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو طلب کیا پوچھنے پر انہوں نے حلف اٹھا کر صاف انکار کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا اور عبداللہ بن ابی کو سچا خیال فرمایا مجھے اتنا رنج ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا میں رنجیدہ ہو کر گھر میں بیٹھ گیا میرے چچا نے مجھے کہا تو نے ایسی بات کیوں کہی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا سمجھا اور تجھ سے ناراض بھی ہوئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ یہ آیات نازل فرمائیں۔

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ کے پاس منافق لوگ

آتے ہیں (آخر تک)

اس کے بعد رسول اللہ نے مجھے بلا بھیجا اور یہ سورۃ پڑھ کر سنائی اور فرمایا اے زید رضی اللہ عنہ اللہ نے تیری تصدیق کردی ہے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزعم خود بڑے لوگوں کی لغویات کو نظر انداز کر دینا چاہئے تاکہ ان کے پیروکار متنفر نہ ہوں اگرچہ ان کے جھوٹے ہونے پر قرائن بھی موجود ہوں تاہم زجر و عتاب کرنے میں چنداں حرج نہیں ہے۔ (فتح الباری:۸/۶۴۶)

١٧٩١ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ قَالَ: فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُؤُوسَهُمْ. [رواه البخاري: ٤٩٠٣]

۱۷۹۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا تاکہ ان کے لئے (ان کے اعتراف کے بعد) استغفار کریں تو انہوں نے سر ہلا کر انکار کر دیا۔

١٧٩٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِلأَنْصَارِ، وَلأَبْنَاءِ الأَنْصَارِ).

وَشَكَّ الراوي في: (أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ). [رواه البخاري: ٤٩٠٦]

۱۷۹۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ اے اللہ! انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو بخش دے راوی کو شک ہے کہ شاید آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ انصار کے پوتوں کو بھی بخش دے۔

فوائد: حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں مقیم تھے جب انہیں واقعہ حرہ کے متعلق علم ہوا تو بہت غمزدہ ہوئے اس وقت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان سے تعزیت کرتے ہوئے یہ لکھا کہ میں آپ کو اللہ کی طرف سے ایک خوش خبری سناتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے حق میں یوں دعا کی تھی: اے اللہ! انصار، ان کی اولاد، اور اولاد در اولاد کو بخش دے۔ (فتح الباری:۸/۶۵۱)

تفسیر سورة التحریم

٧٣ - باب: قوله تعالى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَۖ﴾

باب ٧٣: ارشاد باری تعالیٰ: "اے نبی ﷺ جو چیز اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہے تم اس سے کنارہ کشی کیوں کرتے ہو۔"

١٧٩٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، ويَمْكُثُ عِنْدَها، فَواطَيْتُ أَنا وَحَفْصَةُ عَنْ: أَيَّتُنا دَخَلَ عَلَيْها فَلْتَقُلْ لَهُ: أَكَلْتَ مَغافِيرَ، إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغافِيرَ، قالَ: (لاَ، وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَلَنْ أَعُودَ لَهُ، وَقَدْ حَلَفْتُ، لاَ تُخْبِرِي بِذٰلِكَ أَحَدًا).

[رواه البخاري: ٤٩١٢]

١٧٩٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا کرتے تھے اور وہاں کافی دیر ٹھہرتے تھے میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آپ تشریف لائیں وہ یوں کہے کہ آپ نے مغافیر نوش کیا ہے مجھے آپ سے اس مغافیر کی بو آتی ہے چنانچہ آپ جب تشریف لائے تو ہم نے ایسا ہی کیا آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر سے شہد نوش کیا ہے اور آج سے میں نے قسم اٹھالی ہے کہ اب شہد نہیں پیوں گا لیکن کسی کو مطلع نہ کرنا۔

فوائد: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شہد پلانے والی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں اور صحیح بخاری حدیث نمبر:٥٢٦٨ سے ہوتا ہے کہ شہد پلانے والی حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا تھیں شائد متعدد واقعات ہوں۔ شہد کی مکھی جس جڑی بوٹی سے رس چوستی ہے' اس کا اثر شہد پر ہوتا ہے' مدینہ منورہ میں عرفط بوٹی موجود تھی' اور اس کے رس میں ایک قسم کی بساند (بو) تھی۔

تفسیر سورة ن والقلم

٧٤ - باب: قوله تعالى: ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ﴾

باب ٧٤: ارشاد باری تعالیٰ: "سخت خو اور اس کے علاوہ بدذات ہے۔"

١٧٩٤ : عَنْ حارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ

١٧٩٤۔ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے

الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ. أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ، جَوَّاظٍ، مُسْتَكْبِرٍ). [رواه البخاري: ٤٩١٨]

روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کی خبر نہ دوں؟ ہر ناتواں عاجزی کرنے والا اگر اللہ کے بھروسے کسی بات کی قسم اٹھا بیٹھے تو اللہ اس کو پورا کردے اور کیا تمہیں اہل جہنم کی خبر نہ دوں؟ دوزخی جھگڑالو، متکبر اور شریر لوگ ہوں گے

٧٥ - باب: قوله تعالى: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ﴾

باب ۷۵: ارشاد باری تعالیٰ: ”جس دن پنڈلی سے کپڑا اٹھایا جائے گا اور کفار سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو سجدہ نہ کر سکیں گے۔“

١٧٩٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَيَبْقَى كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ، فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا). [رواه البخاري: ٤٩١٩]

۱۷۹۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا (قیامت کے دن) جب ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا تو تمام مومن مرد وخواتین سجدہ کریں گے وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے سجدہ کیا کرتے تھے وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن سجدہ کے لئے ان کی کمر خمیدہ نہ ہوگی بلکہ تختہ بن جائے گی۔

فوائد: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے ساق کا اثبات ہے اس کی تاویل کی چنداں ضرورت نہیں بلکہ دیگر صفات کی طرح یہ بھی ایک صفت ہے جسے اس کے ظاہری معنی پر محمول کرنا چاہئے لیکن اس کی کیفیت اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

تفسیر سورۃ النازعات

١٧٩٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱۷۹۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا، بِالْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ: (بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ). [رواه البخاري: ٤٩٣٦]

آپ نے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرکے فرمایا میں اور قیامت اس طرح متصل بھیجے گئے ہیں (یعنی درمیان میں کوئی پیغمبر نہیں آئے گا)

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ اب قیامت تک کوئی رسول یا نبی ظلی یا بروزی نہیں آئے گا۔

تفسیر سورۃ عبس

١٧٩٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ، مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ [الْبَرَرَةِ]، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ، وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ، فَلَهُ أَجْرَانِ). [رواه البخاري: ٤٩٣٧]

۱۷۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے اور اسے خوب یاد ہے وہ (قیامت کے دن) کراما کاتبین کے ساتھ ہوگا اور جو شخص پابندی سے قرآن پڑھتا ہے لیکن پڑھنے میں مشقت اٹھاتا ہے اسے دوہرا اجر ملے گا۔

فوائد: دوہرے اجر سے مراد یہ ہے کہ ایک اجر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا اور دوسرا اس کے متعلق مشقت اٹھانے کا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن کے ماہر سے زیادہ اجر کا حقدار ہوگا۔ (عون الباری:۳/۷۳۹)

تفسیر سورۃ المطففین

٧٦ - باب: قوله تعالى: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

باب ۷۶: ارشاد باری تعالیٰ: ”جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔“

١٧٩٨ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾. حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ). [رواه البخاري:

۱۷۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے“ اس سے قیامت کا دن مراد ہے بعض لوگ اپنے پسینے میں آدھے آدھے کان تک ڈوبے ہوئے ہوں گے۔

[٤٩٣٨

فوائد: صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سورج ایک میل کی مسافت پر ہو گا لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینہ میں ہوں گے کچھ لوگوں کو ٹخنوں تک اور کچھ کو کمر تک جبکہ بعض بدقسمت اپنے پسینہ میں ڈوبے ہوں گے۔ (فتح الباری:۸/۶۹۹)

تفسیر سورۃ انشقاق

٧٧ - باب: قوله تعالَى: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾

باب ۷۷: ارشاد باری تعالیٰ: اس سے آسان حساب لیا جائے گا

١٧٩٩ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قالَتْ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ). وباقِي الحَديث تَقَدَّمَ في كِتابِ العِلْم. (برقم:٨٨) [رواه البخاري: ٤٩٣٩ وانظر حديث رقم: ١٠٣]

۱۷۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص سے قیامت کے دن حساب لیا گیا تو وہ یقیناً ہلاک ہو گا باقی حدیث (۸۸) کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔

فوائد: اس کے الفاظ یہ ہیں "میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تو فرماتا ہے کہ نیک لوگوں کا بھی حساب یسیر ہو گا آپ نے فرمایا کہ یہاں حساب سے مراد صرف اعمال کا بتا دینا ہے اور جس شخص کا حساب لیتے وقت مناقشہ کیا گیا تو وہ ہلاک ہو گیا۔

٧٨ - باب: قوله تعالَى: ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ﴾

باب ۷۸: ارشاد باری تعالیٰ: "ایک حال سے دوسرے حالت تک ضرور پہنچو گے۔"

١٨٠٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: قالَ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ﴾. حالًا بَعْدَ حالٍ، قالَ: هٰذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٩٤٠]

۱۸۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ طبقا عن طبق سے آگے پیچھے حالتوں کا بدلنا مراد ہے یہ رسول اللہ ﷺ نے سے خطاب ہے۔

فوائد: ﴿لَتَرْكَبُنَّ﴾ کو دو طرح سے پڑھا گیا ہے با کے فتحہ کے ساتھ یہ رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے جیسا کہ مذکورہ روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے دوسرا با کے ضمہ کے ساتھ یہ تمام امت کو خطاب کیا گیا ہے قرأت عامہ یہی ہے۔ (فتح الباری:۸/۶۹۸)

تفسیر سورۃ والشمس

٧٩ - باب

١٨٠١ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ، وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (﴿إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ، مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ، مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ). وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ: (يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ يَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ). ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ، وَقَالَ: (لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ).

وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: (مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ). [رواه البخاري: ٤٩٤٢]

باب ٧٩:

١٨٠١۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دوران خطبہ سنا آپ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اسے زخمی کرنے والے کا ذکر فرمایا اور ﴿ اذا انبعث اشقاھا ﴾ کی یوں تفسیر فرمائی کہ ان میں ایک زور آور شریر النفس اور مضبوط شخص جو اپنی قوم میں ابو زمعہ کی طرح تھا اٹھ کھڑا ہوا اور آپ نے عورتوں کا بھی ذکر فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام لونڈی کی طرح مارتا ہے پھر اس دن شام کو اس سے ہم بستر ہوتا ہے اس کے بعد لوگوں کو گوز پر ہنسنے کی بابت نصیحت فرمائی کہ اس کام پر کیوں ہنستے ہو جو خود بھی کرتے ہو ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا تھا ابو زمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا چچا تھا۔

فوائد: دور جاہلیت کی ایک رسم بد یہ تھی کہ مجلس میں ضرطہ لگا کر خوب ہنستے اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں متنبہ فرمایا۔

تفسیر سورۃ العلق

٨٠ - باب: قوله تعالى: ﴿كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ﴾

باب ٨٠: ارشاد باری تعالیٰ: "دیکھو اگر وہ باز نہ آئے گا.......... آخر تک

١٨٠٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ

١٨٠٢۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ابو جہل مردود کہنے لگا اگر میں محمد ﷺ کو خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھتا دیکھ لوں تو ان

لأطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (لَوْ فَعَلَهُ لأَخَذَتْهُ المَلائِكَةُ). [رواه البخاري: ٤٩٥٨]

کی گردن ہی کچل ڈالوں یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے پکڑ کر اس کی تکہ بوٹی کر دیتے۔

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک دفعہ آگے بڑھا تو فوراً ایڑیوں کے بل واپس پلٹ آیا لوگوں کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ مجھے وہاں آگ کی خندق، ہولناک منظر اور پروں کی آواز سنائی دی اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر میرے قریب آتا تو فرشتے اسے اچک کر اس کا جوڑ جوڑ الگ کر دیتے۔ (فتح الباری:۸/۷۲۴)

تفسیر سورة الکوثر

٨١ - باب

باب ۸۱:

١٨٠٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: (أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ، حافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا، فَقُلْتُ: ما هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ). [رواه البخاري: ٤٩٦٤]

۱۸۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوا تو آپ نے اس کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا میں ایک نہر پر گیا جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے قبے تھے میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یہ کوثر ہے (جو اللہ نے آپ کو عطا کی ہے)

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الکوثر کی تفسیر خیر کثیر سے بھی کی گئی ہے اگرچہ عموم کے لحاظ سے یہ بھی درست ہے تاہم رسول اللہ ﷺ سے اس کی تفسیر بایں الفاظ مروی ہے کہ وہ ایک نہر ہے جس میں خیر کثیر ہو گی۔ (فتح الباری:۸/۷۳۲)

١٨٠٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا وقد سُئِلَتْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَـٰكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾. قَالَتْ: نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ ﷺ، شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ، آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ. [رواه البخاري: ٤٩٦٥]

۱۸۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ اس ارشاد الٰہی "بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے" میں کوثر سے کیا مراد ہے تو انہوں نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جو تمہارے پیغمبر محمد ﷺ کو عطا ہوئی ہے اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتی (کے قبے) ہیں جس میں ستاروں کے برابر برتن رکھے گئے ہیں

تفسیر سورة الفلق

١٨٠٥ : عَنْ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ: (قِيلَ لِي، فَقُلْتُ). فَنَحْنُ نَقُولُ: كما قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٩٧٦]

۱۸۰۵۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معوذتین کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ (حضرت جبرائیل کے ذریعے) مجھ سے کہا گیا کہ یوں کہو تو میں نے اسی طرح کہا حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ نے کہا (یعنی یہ دونوں سورتیں قرآن میں داخل ہیں)

فوائد : بخاری کی دوسری روایت میں صراحت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کے متعلق یوں کہتے ہیں (اسے مصحف میں نہیں لکھتے) اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا جو حدیث میں مذکور ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے سے کوئی اور صحابی متفق نہ ہوا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع تھا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کا حصہ ہیں اور رسول اللہ انہیں نماز میں تلاوت بس کرتے تھے۔ (فتح الباری:۸/۷۴۲) محض تعوذ کے لئے نہ تھیں۔

كتاب فضائل القرآن

فضائل قرآن کے بیان میں

١ - باب: كَيْفَ نَزَلَ الوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ

١٨٠٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الآيَاتِ ما مِثْلُه آمَنَ عَلَيْهِ البَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ القِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٤٩٨١]

باب ا: نزول وحی کی کیفیت اور پہلے کیا نازل ہوا

۱۸۰۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایسے ایسے معجزات دیئے گئے جنہیں دیکھ کر لوگ ایمان لا سکیں (بعد کے زمانہ میں ان کا کوئی اثر نہ رہا) مجھے قرآن کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے معجزہ دیا جو بذریعہ وحی مجھے عطا ہوا (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار بنسبت دیگر انبیاء علیہم السلام کے زیادہ ہوں گے۔

فوائد : اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس زمانہ کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے معجزہ عطا فرمایا مثلاً موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ جادو کا بہت چرچا تھا اور ان کے معجزہ سے جادو کا توڑ کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب یونانی کا زور تھا لہٰذا انہیں ایسے معجزات دیئے گئے جن کا جواب یونان کے بڑے بڑے طبیبوں کے پاس نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فصاحت وبلاغت کو بہت شہرت تھی قرآنی معجزہ نے انہیں لاجواب کر دیا۔ (فتح الباری:۹/۶)

١٨٠٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱللهَ تَعالَى تابَعَ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ الْوَحْيَ قَبْلَ وَفاتِهِ، حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ ما كانَ الْوَحْيُ، ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَعْدُ. [رواه البخاري: ٤٩٨٢]

١٨٠٧۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری دور میں اللہ تعالیٰ نے پے در پے اور مسلسل وحی نازل فرمائی اور آپ کی وفات کے قریب تو آپ پر بہت زیادہ وحی کا نزول ہوا اس کے بعد آپ فوت ہوئے۔

فوائد: دراصل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ آیا رسول اللہ ﷺ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے سلسلہ وحی موقوف ہو گیا تھا حضرت انس نے وہی جواب دیا جو حدیث میں ہے کثرت وحی کی وجہ یہ تھی کہ فتوحات کے بعد معاملات ومقدمات بھی بڑھ گئے تو انہیں نمٹانے کے لئے کثرت سے وحی آنا شروع ہو گئی۔ (فتح الباری:۹/۸)

٢ - باب: أُنزِلَ القُرآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

باب ۲: قرآن مجید کو سات محاوروں پر نازل کیا گیا

١٨٠٨ : عَنْ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ هِشامَ ابْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقانِ في حَياةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَٱسْتَمَعْتُ لِقِراءَتِهِ، فَإِذا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيها رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَكِدْتُ أُساوِرُهُ في الصَّلاةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ، فَلَبَّبْتُهُ بِرِدائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قالَ: أَقْرَأَنِيها رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ، فَإِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيها عَلَى غَيْرِ ما قَرَأْتَ، فَٱنْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ

١٨٠٨۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ فرقان پڑھتے سنا جب میں نے اس کے پڑھنے پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا انداز تلاوت اس سے کچھ مختلف تھا جس طرح رسول اللہ نے ہمیں تعلیم فرمایا تھا میں نے ارادہ کیا کہ نماز ہی میں ان کو پکڑ کر لے جاؤں لیکن میں نے تحمل سے کام لیا جب انہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال کر پوچھا کہ یہ انداز تلاوت تمہیں کس نے سکھایا؟ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا' میں نے کہا تم جھوٹے ہو رسول اللہ ﷺ نے تو خود مجھے یہ سورت ایک اور انداز سے پڑھائی ہے جو تمہارے انداز کے برعکس ہے پھر میں انہیں

هٰذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَرْسِلْهُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ). فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ). ثُمَّ قَالَ: (اقْرَأْ يَا عُمَرُ). فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ، إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٤٩٩٢]

کھینچ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ حضرت سورۃ فرقان کو ایک جداگانہ طرز پر پڑھتے ہیں جو آپ نے ہمیں نہیں پڑھایا آپ نے فرمایا ہشام کو چھوڑ دو اس کے بعد آپ نے حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے کہا پڑھو' انہوں نے بطریقہ سابق پڑھا جس طرح میں نے ان سے سنا تھا تو آپ نے فرمایا یہ سورۃ اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم پڑھو تو میں نے اسے اس طریقہ کے مطابق پڑھا جو رسول اللہ نے مجھے تعلیم دیا تھا تو آپ نے فرمایا یہ سورۃ اس طرح اتری ہے پھر فرمایا یہ قرآن سات محاوروں پر اترا ہے ان میں سے جو محاورہ تم پر آسان ہو اس کے مطابق پڑھ لو۔

فوائد: سبعۃ احرف کے متعلق بہت اختلاف ہے البتہ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جو لفظ صحیح سند سے منقول ہو اور عربی میں اس کی مناسب توجیہ کی جا سکتی ہو نیز مصحف الامام کے خط کے مخالف نہ ہو وہ منصوص سبعہ احرف میں شمار ہوگا بصورت دیگر مسترد کر دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۹/۳۲)

٣ - باب: كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب ۳: حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دور قرآن کرنا

١٨٠٩ : عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ: (أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي). [رواه البخاري: ٤٩٩٧]

۱۸۰۹۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے مجھے آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ سے ہمیشہ ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے امسال دو مرتبہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات عنقریب ہونے والی ہے۔

فوائد: اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جس سال وفات پائی رمضان المبارک میں بیس راتوں کا اعتکاف کیا جبکہ پہلے آپ دس راتوں کا اعتکاف کرتے تھے۔ (صحیح بخاری:۴۹۹۸)

١٨١٠ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ

۱۸۱۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً۔ [رواه البخاري: ٥٠٠٠]

ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کے دھن مبارک سے ستر سے کچھ زیادہ سورتیں سیکھیں ہیں۔

فوائد: دراصل بات یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے زیر نگرانی سرکاری طور پر ایک مصحف تیار ہوا جس کی نقلیں مختلف شہروں میں بھیجی گئیں اس کے علاوہ دیگر انفرادی مصاحف کو جلا دینے کا حکم دیا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے اتفاق نہ کیا حدیث میں آپ کے بیان کا پس منظر یہی ہے۔ (فتح الباری:۹/۴۸)

۱۸۱۱ : وعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ بِحِمْصَ، فَقَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ، فَقَالَ رَجُلٌ: ما هٰكَذَا أُنْزِلَتْ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: (أَحْسَنْتَ). وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الخَمْرِ، فَقَالَ: أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الخَمْرَ؟ فَضَرَبَهُ الحَدَّ. [رواه البخاري: ٥٠٠١]

۱۸۱۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ شہر حمص میں انہوں نے سورۃ یوسف کی تلاوت کی تو ایک شخص نے کہا یہ اس طرح نازل نہیں ہوئی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تو یہ سورت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھی تھی تو آپ نے اس کی تحسین فرمائی تھی پھر آپ نے دیکھا اس کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی تب آپ نے فرمایا ادھر اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے اور ادھر شراب نوشی کرتا ہے ان دونوں متضاد چیزوں کو جمع کرتا ہے پھر آپ نے اس پر شراب نوشی کی حد لگائی۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خود حد نہیں لگائی تھی بلکہ حاکم وقت کے ذریعے اسے سزا دی کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کے حاکم تھے حمص میں ان کی حکومت نہ تھی۔ (فتح الباری:۹/۵۰)

٤ - باب: فَضْلِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾

باب ۴: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کی فضیلت کا بیان

۱۸۱۲ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾. يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ

۱۸۱۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے کو سورۃ قل ھو اللہ احد بار بار پڑھتے سنا جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ کے پاس آیا اور آپ سے اس کے مکرر پڑھنے

ٱللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ). [رواه البخاري: ٥٠١٣]

کا ذکر کیا گویا اس نے سمجھا کہ اس میں کچھ بڑا ثواب نہ ہو گا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ سورت اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

فوائد: سورۃ اخلاص کو معانی کے لحاظ سے تہائی قرآن کے مساوی قرار دیا گیا ہے کیونکہ قرآن کریم میں توحید' اخبار اور احکام پر مشتمل مضامین ہیں اور اس سورت میں عقیدہ توحید کو بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۱)

١٨١٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: (أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ). فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: أَيُّنَا يُطِيقُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ فَقَالَ: (ٱللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ). [رواه البخاري: ٥٠١٥]

١٨١٣۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی رات بھر میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے صحابہ کو یہ دشوار معلوم ہوا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ایسی طاقت ہم سے کون رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سورۃ اخلاص جس میں اللہ واحد صمد کی صفات مذکور ہیں تہائی قرآن کے برابر ہے۔

فوائد: بعض علماء کے بیان کے مطابق سورۃ اخلاص کی کلمہ توحید سے گہری مطابقت ہے کیونکہ یہ بھی کلمہ اخلاص کی طرح نفی واثبات مشتمل ہے وہ اس طرح کہ اسے کوئی بھی روکنے والا نہیں جیسا کہ والد اپنی اولاد کو کسی کام سے روک سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مساوی (کفو) ہے اور نہ ہی اس کے منصوبہ جات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس کا کوئی معاون ہے جیسا کہ باپ کے لئے بیٹا معاون ہوتا ہے اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے لئے ان تینوں چیزوں کی نفی کی گئی ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۱)

٥ - باب: فَضْلُ الْمُعَوِّذَاتِ

باب ۵: معوذات (اخلاص' فلق اور ناس) کی فضیلت کا بیان

١٨١٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ، جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، فَقَرَأَ فِيهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَـدٌ﴾. وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾.

١٨١٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام کرتے تو ہر شب اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر کے ان میں قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم کرتے پھر انہیں تمام بدن پر جہاں

وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾. ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [رواه البخاري: ٥٠١٧]

تک ممکن ہوتا پھیر لیتے لیکن ہاتھ پھیرنے کی ابتدا سر چہرے اور جسم کے اگلے سے ہوتی تین مرتبہ یہ عمل کیا کرتے تھے۔

فوائد: صحیح بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو سورۃ اخلاص' سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے آپ پر دم کرتے اور جب علالت زیادہ ہو گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا برکت کے خیال سے یہ سورتیں پڑھ کر آپ کا ہاتھ آپ کے بدن پر پھیرتیں۔ (صحیح بخاری:۵۰۱۶)

٦ - باب: نُزُولُ السَّكِينَةِ وَالمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

باب ٦: تلاوت قرآن کے وقت سکینت اور فرشتوں کے اترنے کا بیان

١٨١٥ : عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ، إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَانْصَرَفَ، وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَىٰ قَرِيبًا مِنْهَا، فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ). قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَىٰ، وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ، فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا

۱۸۱۵۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے کہ ان کا گھوڑا جو قریب ہی بندھا ہوا تھا بدکنے لگا وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا یہ پھر پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر بدکنے لگا یہ پھر خاموش ہو گئے تو وہ بھی ٹھہر گیا یہ پھر تلاوت کرنے لگے تو گھوڑا پھر بدکا اس کے بعد حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے پڑھنا چھوڑ دیا چونکہ ان کا بیٹا یحیٰ گھوڑے کے قریب تھا اس لئے انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے نہ کچل ڈالے انہوں نے سلام پھیر کر اپنے بیٹے کو اپنے پاس کھینچ لیا پھر انہوں نے جب سر اٹھا کر دیکھا تو آسمان نظر نہ آیا (بلکہ ایک ابر سا نظر آیا جس پر چراغ جل رہے تھے) صبح کے وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے ابن حضیر رضی اللہ عنہ! تم پڑھتے رہتے اے ابن حضیر رضی اللہ عنہ تم پڑھتے رہتے انہوں نے عرض کیا یا

أَرَاهَا، قَالَ: (وَتَدْرِي مَا ذَاكَ؟). قُلْتُ: لاَ، قَالَ: (تِلْكَ الْمَلاَئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا، لاَ تَتَوَارَى مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ٥٠١٨]

رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے بیٹے یحیی کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا تھا کہ کہیں گھوڑا اسے کچل ہی نہ ڈالے کیونکہ یحیی گھوڑے کے بالکل قریب تھا اس لئے سر اٹھا کر میں نے ادھر خیال کیا اور پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک عجیب قسم کی چھتری ہے جس میں بہت سے چراغ روشن ہیں پھر میں باہر آ گیا تو پھر وہ سایہ ابر نہ دیکھ سکا آپ نے فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تیری آواز سن کر تیرے قریب آگئے تھے اور اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں دیکھتے اور وہ ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہوتے۔

فوائد: اس حدیث سے دوران نماز خشوع وخضوع کی فضیلت معلوم ہوتی ہے نیز دنیاوی مباح کام میں مصروف ہونا خیر کثیر کے فوت ہونے کا باعث ہے چہ جائیکہ ہم نماز میں ناجائز کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے خشوع کو برباد کر دیں۔ (فتح الباری: ۹/۶۴)

٧ - باب: اغْتِبَاطُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ

باب ۷: قرآن پڑھنے والے کا قابل رشک ہونا

١٨١٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ حَسَدَ إِلَّا فِي ٱثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ عَلَّمَهُ ٱللهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلاَنٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ ٱللهُ مَالاً فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلاَنٌ،

۱۸۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قابل رشک دو آدمی ہیں ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا اور وہ اسے رات دن پڑھتا ہو سو اس کا ہمسایہ یوں رشک کر سکتا ہے کاش مجھے بھی اس شخص کی طرح قرآن دیا جاتا تو میں بھی اسے پڑھ کر اسی طرح عمل کرتا جس طرح فلاں نے کیا ہے دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے رزق حلال دیا ہو اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے تو اس پر کوئی آدمی یوں رشک کر سکتا ہے

فَعَمِلْتُ مِثْلَ ما يَعْمَلُ). [رواه البخاري: ٥٠٢٦]

کاش مجھے بھی ایسی ہی دولت ملتی تو میں بھی اسی طرح خرچ کرتا جس طرح فلاں کرتا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں حسد بمعنی رشک ہے یعنی دوسرے کو جو اللہ نے کوئی نعمت دی ہو اس کی آرزو کرنا جبکہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہنا حسد ہے۔

٨ - باب: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرآنَ وَعَلَّمَهُ

باب ٨: تم سے بہتر وہ انسان ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے

١٨١٧ : عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ). [رواه البخاري: ٥٠٢٧]

١٨١٧۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔

فوائد: چنانچہ اس حدیث کی وجہ سے حضرت ابو عبد الرحمٰن السلمی رحمہ اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے لے کر حجاج بن یوسف کے دور حکومت تک خدمت قرآن میں مصروف رہے۔ (صحیح بخاری:۵۰۲۷)

١٨١٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - في رواية - قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ). [رواه البخاري: ٥٠٢٨]

١٨١٨۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے افضل وہ آدمی ہے جو قرآن خود سیکھتا ہے پھر آگے دوسروں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں تعلیم قرآن کی ترغیب دی گئی ہے نیز اس کے پیش نظر امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعلیم قرآن کو جہاد پر فوقیت دیا کرتے تھے۔ (فتح الباری:۹/۷۷)

٩ - باب: اسْتِذْكارُ الْقُرآنِ وَتَعاهُدُهُ

باب ٩: قرآن مجید کو یاد رکھنے اور باقاعدہ پڑھنے کا بیان

١٨١٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: (إِنَّما مَثَلُ صاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صاحِبِ الإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ: إِنْ عاهَدَ عَلَيْها أَمْسَكَها، وَإِنْ أَطْلَقَها ذَهَبَتْ). [رواه البخاري: ٥٠٣١]

١٨١٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حافظ قرآن کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنے اونٹ کی ٹانگ کو باندھ رکھا ہو اگر اس کی نگرانی کرتا رہے گا تو اسے روکے رکھے گا اور اگر اسے آزاد چھوڑ دے گا تو وہ کہیں چلا جائے گا۔

فوائد : اس حدیث کے پیش نظر حافظ قرآن کو چاہئے کہ وہ پابندی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہے کیونکہ اگر اسے پڑھنا ترک کر دیا جائے تو بھول جائے گا ایسا کرنے سے ساری محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری:۹/۷۹)

۱۸۲۰ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (بِئْسَ ما لأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ: نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ نُسِّيَ، وَٱسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجالِ مِنَ النَّعَمِ). [رواه البخاري: ٥٠٣٢]

۱۸۲۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں نامناسب بات ہے بلکہ اس طرح کہنا چاہئے کہ وہ مجھے بھلا دی گئی ہے قرآن کو مسلسل یاد کرتے رہو کیونکہ قرآن (غفلت برتنے والے) لوگوں کے سینوں سے نکل جانے میں وحشی اونٹوں سے بھی زیادہ تیز ہے۔

فوائد : کثرت غفلت اور عدم توجہ کی وجہ سے قرآن کریم بھول جاتا ہے اگر یوں کہا جائے کہ میں قرآن بھول گیا ہوں تو اپنی کوتاہی پر خود گواہی دینا ہے اس لئے یوں کہا جائے کہ اللہ نے مجھے بھلا دیا ہے تاکہ ہر فعل خالق حقیقی کی طرف منسوب ہو اگرچہ قرآن و حدیث کی رو سے ایسے افعال کی نسبت بندوں کی طرف کرنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری:۵/۲۴)

۱۸۲۱ : عَنْ أَبِي مُوسىٰ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الإِبِلِ فِي عُقُلِهَا). [رواه البخاري: ٥٠٣٣]

۱۸۲۱۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قرآن کو ہمیشہ پڑھتے رہو اس لئے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قرآن نکل کر بھاگنے میں ان اونٹوں سے زیادہ تیز ہے جن کے پاؤں کی رسی کھل چکی ہو۔

فوائد : اس حدیث میں تین چیزوں کو تین سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حافظ قرآن کو اونٹ کے مالک سے اور قرآن کریم کو اونٹ سے اور اس کے یاد رکھنے کو باندھنے سے نیز اس میں قرآن کریم کو پابندی سے پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (فتح الباری:۹/۸۳)

۱۰ - باب: مَدُّ الْقِرَاءَةِ

باب ۱۰: مد و شد سے قرآن پڑھنے کا بیان

۱۸۲۲ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: كَيْفَ كَانَتْ

۱۸۲۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح

قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾، يَمُدُّ بِبِسْمِ اللَّهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ. [رواه البخاري: ٥٠٤٦]

قرأت کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ خوب کھینچ کر پڑھتے تھے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر بتایا کہ بسم اللہ اور الرحمٰن اور الرحیم کھینچ کر پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: بسم اللہ میں لفظ اللہ کے لام کو' رحمٰن میں اس میم کو جو نون سے پہلے اور رحیم میں حا کو جو میم سے پہلے ہے کھینچ کر پڑھتے تھے یعنی حروف مدہ کو کھینچ کر پڑھا کرتے تھے۔

١١ - باب: حُسْنُ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

باب ١١: خوش الحانی سے قرآن پڑھنا

١٨٢٣ : عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُ: (يَا أَبَا مُوسَىٰ، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ). [رواه البخاري: ٥٠٤٨]

١٨٢٣۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تم کو حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی میں سے حصہ دیا گیا ہے۔

فوائد: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بڑے خوش الحان تھے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت جا رہے تھے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو گھر میں قرآن پڑھتے سنا تو صبح ملاقات کے وقت آپ نے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ (فتح الباری:٩/٩٣)

١٢ - باب: فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنَ

باب ١٢: (کم از کم) کتنی مدت میں قرآن ختم کیا جائے؟

١٨٢٤ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَنْكَحَنِي أَبِي ٱمْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا، فَتَقُولُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ، لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا، وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُذْ أَتَيْنَاهُ، فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (أَلْقِنِي بِهِ).

١٨٢٤۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے والد نے ایک اچھے خاندان کی عورت سے میرا نکاح کردیا تھا وہ اپنی بہو سے خاوند کا حال پوچھتے رہتے تھے وہ جواب دیتی تھی کہ ہاں وہ نیک مرد ہے لیکن جب سے میں اس کے نکاح میں آئی ہوں نہ تو اس نے میرے بستر پر قدم رکھا ہے اور نہ ہی میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا ہے یعنی وہ میرے کبھی قریب نہیں آیا جب

فَلَقِيتُهُ بَعْدُ، فَقَالَ: (كَيْفَ تَصُومُ؟). قُلْتُ: كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: (وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟). قُلْتُ: كُلَّ لَيْلَةٍ، قَالَ: (صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً، وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ). قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: (صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ). قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ هٰذا، قَالَ: (أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا). قَالَ: قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: (صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ، صَوْمَ دَاوُدَ، صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ، وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً). فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَذَاكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ، فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبُعَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ، لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا، وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٥٠٥٢]

ایک لمبی مدت اس طرح گزر گئی تو انہوں نے مجبور ہوکر رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تو روزے کیسے رکھتا ہے؟ میں نے کہا روزانہ روزہ رکھتا ہوں پھر پوچھا اور کتنی مدت میں قرآن ختم کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا ہر رات ایک ختم کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ روزے ہر مہینے میں تین رکھا کرو اور قرآن ایک مہینہ میں ختم کیا کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو اس سے زیادہ طاقت حاصل ہے آپ نے فرمایا اچھا ہر ہفتہ میں تین روزہ رکھ لیا کرو میں نے پھر عرض کیا مجھے تو اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے آپ نے فرمایا دو دن افطار کرکے ایک دن کا روزہ رکھ لیا کر میں نے عرض کیا مجھے تو اس سے زیادہ طاقت حاصل ہے آپ نے فرمایا اچھا سب روزوں سے افضل روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا اختیار کر ایک دن روزہ رکھ دوسرے دن افطار کر اور قرآن سات راتوں میں ختم کرو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کاش! میں رسول اللہ ﷺ کی رخصت قبول کر لیتا کیونکہ اب میں بوڑھا اور ناتواں ہوگیا ہوں راوی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما پھر ایسا کیا کرتے تھے کہ قرآن کا ساتواں حصہ اپنے کسی گھر والے کو دن میں سنا دیتے تاکہ رات میں پڑھنا آسان ہوجائے اور جب روزہ رکھنے کی طاقت حاصل کرنا چاہتے تو چند روز تک برابر افطار کرتے

لیکن دن گنتے جاتے پھر اتنے ہی دن برابر روزہ رکھتے ان کو یہ برا معلوم ہوا کہ اس معمول میں کمی آجائے جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا کرتا تھا۔

فوائد: قرآن مجید کم از کم کتنی مدت میں ختم کرنا چاہیے؟ اس کے متعلق مختلف روایات ہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرنے والے اکثر راوی کم از کم سات رات بیان کرتے ہیں بخاری کی بعض روایات (۵۰۵۴) میں کم از کم سات رات مدت بیان کرنے کے بعد آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس مدت سے تجاوز نہ کرنا بعض روایات سے پانچ اور تین کا بھی ذکر ہے بلکہ ترمذی کی روایت کے مطابق جس نے تین رات سے کم مدت میں قرآن ختم کیا اس نے قرآن کو نہیں سمجھا اگرچہ بعض اسلاف سے ایک رات میں قرآن ختم کرنا بھی منقول ہے تاہم ابتداع سے اجتناب کرتے ہوئے خیر و برکت کو اتباع میں ہی تلاش کرنا چاہیے۔

١٣ - باب: إِثْمِ مَنْ رَاءَىٰ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ إلخ

باب ۱۳: اس شخص کا گناہ جو قرآن کو ریاکاری، کسب معاش یا اظہار فخر کے لئے پڑھتا ہے

١٨٢٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلاَتَكُمْ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلاَ يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلاَ يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلاَ يَرَى شَيْئًا، وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ). [رواه البخاري: ٥٠٥٨]-

۱۸۲۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں، اپنے روزوں کو ان کے روزہ کے مقابلہ میں اور اپنے دیگر نیک اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں حقیر خیال کرو گے اور وہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ایسا کہ شکاری تیر کے پھل کو دیکھتا ہے تو اسے کچھ نظر نہیں آتا پھر وہ پیکان کی جڑ کو دیکھتا ہے تو وہاں بھی اسے کچھ نہیں ملتا پھر وہ تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے تو اسے کوئی نشان نظر نہیں آتا پھر وہ تیر کے پر کو دیکھتا ہے تب بھی اسے کچھ نہیں ملتا صرف

اسے شک گزرتا ہے (کیونکہ وہ تیر جانور کے خون اور لید کے درمیان سے گزر کر آیا ہے۔)

فوائد : اس حدیث کا مصداق خارجی لوگ تھے جو بظاہر بڑے تہجد گذار اور شب بیدار تھے لیکن دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا بات بات پر مسلمانوں کو کافر کہنا ان کا شیوہ تھا بخاری کی روایت (۵۰۵۷) کے مطابق انہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۸۲۶ : عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالأُتْرُجَّةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ. وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلاَ رِيحَ لَهَا. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ، وَخَبِيثٌ، وَرِيحُهَا مُرٌّ).

[رواه البخاري: ۵۰۵۹]

۱۸۲۶۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قران کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا رہتا ہے نارنگی کی سی ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ اور ذائقہ بھی عمدہ ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا مگر اس پر عمل کرتا ہے کھجور کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ تو اچھا ہے لیکن خوشبو نہیں ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال گل بونہ کی سی جس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن مزا کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھا اندرائن کے پھل کی طرح ہے جس میں خوشبو نہیں اور مزا بھی کڑوا ہے۔

فوائد : بخاری کی بعض روایات (۵۰۲۰) میں ((ویعمل بہ)) کے الفاظ نہیں ہیں ایسی روایات کو اس روایت پر محمول کیا جائے گا کیونکہ تلاوت سے مراد عمل کرنا ہے نیز اس حدیث سے قاری قرآن کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ (عون الباری:۵/۳۳)

۱۸۲۷ : عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ).

[رواه البخاري: ۵۰۶۰]

۱۸۲۷۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارا دل اور زبان ایک دوسرے کے مطابق ہو اور جب دل اور زبان میں اختلاف ہو جائے تو پڑھنا چھوڑ دو۔

فوائد : امام بخاری نے اس پر حدیث بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے۔ "قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک اس سے دل مانوس رہے" مطلب یہ ہے کہ جب دل میں اکتاہٹ پیدا ہو جائے تو قرآن کریم کو نہیں پڑھنا چاہیے۔

کتاب النکاح
نکاح کے بیان میں

١ - باب: التَّرْغِيبُ فِي النِّكاحِ

١٨٢٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: جاءَ ثَلاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْواجِ النَّبِيِّ ﷺ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقالُّوها، فَقالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَما تَأَخَّرَ، فَقالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقالَ آخَرُ: أَنا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ، وَقالَ آخَرُ: أَنا أَعْتَزِلُ النِّساءَ فَلا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فَقالَ: (أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذا وَكَذا؟ أَما وَاللهِ إِنِّي لأَخْشاكُمْ للهِ وَأَتْقاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّساءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ

باب ا: نکاح کی رغبت دلانے کا بیان

۱۸۲۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں فرمایا تین آدمی رسول اللہ کی ازواج مطہرات کے گھر پر آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے متعلق دریافت کیا جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے آپ کی عبادت کو بہت کم خیال کیا پھر کہنے لگے ہم آپ کی کب برابری کر سکتے ہیں؟ کیونکہ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے گئے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک کہنے لگا میں تو عمر بھر پوری پوری رات نماز پڑھتا رہوں گا دوسرے نے کہ میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا میں تمام عمر عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا اس گفتگو کی اطلاع جب آپ کو ملی تو آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں اللہ کی قسم! میں تمہاری نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور تقویٰ اختیار

سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي). [رواه البخاري: ٥٠٦٣]

کرنے والا ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں نیز عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں آگاہ رہو جو شخص میرے طریقہ سے انحراف کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔

فوائد: اس حدیث میں سنت سے مراد طریق نبوی ہے جو اس سے نفرت کرتے ہوئے روگردانی کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے مطلب یہ ہے کہ جو انسان نکاح کے متعلق طریقہ نبویہ کو نظرانداز کر کے مجردانہ زندگی بسر کرتا ہے اور رہبانیت چاہتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (فتح الباری:۹/۱۰۵)

٢ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالخِصَاءِ

باب ۲: مجرد رہنے اور خصی ہو جانے کی ممانعت

١٨٢٩ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عُثْمانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لاَخْتَصَيْنَا. [رواه البخاري: ٥٠٧٣]

۱۸۲۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ترک نکاح (مجرد رہنے) سے منع فرما دیا تھا اگر آپ اسے نکاح کے بغیر رہنے کی اجازت دے دیتے تو ہم سب خصی ہونا پسند کرتے۔

فوائد: خصی ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ ہم ایسی دوا یا ذرائع استعمال کرتے جس سے شہوت جاتی رہتی یا کم ہو جاتی کیونکہ خصی ہونا انسانوں کے لئے حرام ہے۔ (فتح الباری:۹/۱۱۸)

١٨٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ، وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ، وَلاَ أَجِدُ ما أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ، فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لاَقٍ، فَاخْتَصِ عَلَى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ). [رواه

۱۸۳۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جوان آدمی ہوں اندیشہ ہے کہیں مجھ سے بدکاری نہ ہو جائے کیونکہ مجھ میں کسی عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں ہے آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا میں نے پھر عرض کیا تو پھر خاموش رہے میں نے پھر عرض کیا تو آپ بھی خاموش رہے میں نے پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا اے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ جو کچھ آپ کی تقدیر میں ہے وہ قلم لکھ کر خشک ہو گیا ہے اب تو چاہے خصی ہو جا چاہے نہ ہو۔

البخاري: ٥٠٧٦]

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سوال کے مطابق ہو جائے گا آپ کے جواب میں اشارہ ہے کہ خصی ہونے میں کوئی فائدہ نہیں لہٰذا اس خیال کو ترک کر دے۔ (فتح الباری:۱۱۹/۹)

٣ - باب: نِكَاحُ الأَبْكَارِ

باب ٣: کنواری دوشیزہ سے نکاح کرنے کا بیان

١٨٣١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا، وَوَجَدْتَ شَجَرَةً لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، فِي أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيرَكَ؟ قالَ: (فِي الَّتِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا). تَعْنِي أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا. [رواه البخاري: ٥٠٧٧]

۱۸۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کسی جنگل میں تشریف لے جائیں اور وہاں ایک درخت ہو کہ اس سے کس جانور نے کچھ کھا لیا ہو اور ایک ایسا درخت ہو جس کو کسی نے چھوا تک نہ ہو تو آپ اپنا اونٹ کسی درخت سے چرائیں گے آپ نے فرمایا اس درخت سے جس میں کچھ کھایا نہ گیا ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصود یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے علاوہ کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شادی کے لئے کسی پاکباز دوشیزہ کا انتخاب کرنا چاہئے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داعیانہ اغراض ومقاصد کے پیش نظر اکثر شادیاں شوہر دیدہ عورتوں سے کی ہیں۔ (فتح الباری:۱۲۱/۹)

٤ - باب: تَزْوِيجُ الصِّغَارِ مِنَ الكِبَارِ

باب ۴: کم سن دوشیزہ کا نکاح کسی بزرگ سے کرنا

١٨٣٢ : وعَنها رَضِيَ ٱللهُ عَنْها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَها إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ، فَقالَ: (أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ ٱللهِ وَكِتَابِهِ، وَهِيَ لِي حَلالٌ). [رواه

۱۸۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کی بابت پیغام نکاح دیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو آپ کا بھائی ہوں آپ نے جواب دیا کہ آپ تو میرے بھائی اللہ کے دین اور اس کی

البخاري: ٥٠٨١]

کتاب کی رو سے ہیں لہذا عائشہ رضی اللہ عنہا میرے لئے حلال ہے۔

فوائد : حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خیال کے مطابق دینی اخوت شاید نکاح کے لئے رکاوٹ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ خونی اور نسبی اخوت تو نکاح کے لئے رکاوٹ بن سکتی ہے لیکن اسلامی اخوت باعث رکاوٹ نہیں۔ (فتح الباری: ۹/۱۲۴)

٥ - باب: الأَكْفَاءُ فِي الدِّينِ

باب ٥: ہم پلہ ہونے میں دیندار کو ترجیح دینا (میاں بیوی کا دین میں یکساں ہونا)

١٨٣٣ : وعَنها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، تَبَنَّى سَالِمًا، وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ، حَتَّى أَنْزَلَ ٱللهُ: ﴿ٱدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَمَوَالِيكُمْ﴾. فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ - وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ - النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا، وَقَدْ أَنْزَلَ ٱللهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. [رواه البخاري: ٥٠٨٨]

١٨٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس جو جنگ بدر میں رسول اللہ کے ساتھ شریک تھے انہوں نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور اس سے اپنی بھتیجی ہندہ دختر ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کردیا تھا جبکہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ ایک انصاری عورت کے غلام تھے (حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا لے پالک بنا لیا تھا) جیسا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا زمانہ جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ اگر کوئی کسی کو اپنا بیٹا بناتا تو لوگ اس کی طرف منسوب کرکے اسے پکارتے اور اس کے مرنے کے بعد وارث بھی وہی ہوتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "ہر شخص کو اس اصل باپ کے نام سے پکارو اور اللہ کے نزدیک یہی بہتر ہے اگر تمہیں کسی کے حقیقی باپ کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور مولی ہیں۔" اس کے بعد تمام لے پالک اپنے حقیقی باپ کے نام سے پکارے جانے لگے اگر کسی کا باپ معلوم نہ ہوتا تو اسے مولی اور دینی بھائی کہا جاتا تھا اس کے بعد

حضرت ابو حذیفہ کی بیوی حضرت سہلہ دختر سہیل بن عمرو قریشی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو آج تک حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنے حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اب اللہ نے جو حکم اتارا وہ آپ کو معلوم ہے۔ پھر آخر تک تمام حدیث بیان کی۔

فوائد: ابو داؤد میں پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اب ہم حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے پردہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے پانچ مرتبہ دودھ پلا دو پھر وہ تمہارے بیٹے کی طرح ہو گا جس سے پردہ نہیں ہے۔ (فتح الباری:۹/۱۳۴)

١٨٢٤ : وعَنها رَضِيَ ٱللهُ عَنهَا قالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ لَهَا: (لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الحَجَّ؟). قالَتْ: وَٱللهِ لاَ أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً، فَقَالَ لَهَا: (حُجِّي وَٱشْتَرِطِي، وَقُولِي: اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي). وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ. [رواه البخاري: ٥٠٨٩]

۱۸۳۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ دختر زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پوچھا کہ شاید تیرا حج کو جانے کا ارادہ ہے اس نے کہا ہاں لیکن میں اپنے آپ کو بیمار محسوس کرتی ہوں آپ نے فرمایا کہ حج کا احرام باندھ لے اور احرام کے وقت یہ شرط کر لے کہ اے اللہ! تو مجھے جہاں پر روک دے گا تو میں وہیں احرام کھول دوں گی اور یہ قریشی عورت مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں۔

فوائد: حضرت مقداد کے باپ کا نام عمرو تھا لیکن اسود بن عبد یغوث کی طرف اس لئے منسوب تھا کہ اس نے اسے منہ بولا بیٹا بنایا تھا حضرت مقداد کی بیوی قبیلہ بنی ہاشم سے تھیں جبکہ مقداد قریشی نہ تھے۔ (فتح الباری:۹/۵۳۱)

١٨٣٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (تُنْكَحُ المَرْأَةُ لأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَٱظْفَرْ بِذَاتِ ٱلدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ). [رواه البخاري: ٥٠٩٠]

۱۸۳۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عورت سے مالداری' خاندانی وجاہت' حسن وجمال اور دینداری کے باعث نکاح کیا جاتا ہے تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں تجھے کوئی دیندار عورت حاصل کرنا چاہیے۔

فوائد : ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ کسی عورت سے صرف حسن کی بناء پر نکاح نہ کرو کیونکہ ممکن ہے حسن اس کے لئے باعث ہلاکت ہو اور نہ ہی صرف مالداری دیکھ کر کسی عورت سے شادی کی جائے کیونکہ مال ودولت سے دماغ خراب ہو جاتا ہے لیکن دینداری کو بنیاد بنا کر نکاح کیا جائے۔ (فتح الباری: ۹/۱۳۵)

١٨٣٦ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ غَنِيٌّ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (ما تَقُولُونَ فِي هٰذَا؟). قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ. قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: (ما تَقُولُونَ فِي هٰذَا؟). قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لاَ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لاَ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لاَ يُسْتَمَعَ. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا). [رواه البخاري: ٥٠٩١]

۱۸۳۶۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مالدار شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ نے پوچھا تم لوگ اسے کیسا جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ اگر کسی سے رشتہ مانگے تو نکاح کردینے کے قابل ہے اگر کسی کی سفارش کرے تو فورا منظور کی جائے اگر بات کرے تو بغور سنی جائے پھر آپ خاموش ہو گئے۔ اتنے میں مسلمانوں میں سے ایک فقیر اور نادار وہاں سے گزرا تو آپ نے پوچھا کہ اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اگر رشتہ مانگے تو پذیرائی نہ ہو سفارش کرے تو منظور نہ ہو اگر بات کہے تو کوئی کان نہ دھرے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام روئے زمین کے ایسے امیروں سے یہ فقیر بہتر ہے۔

فوائد : امام بخاری اس حدیث کو کتاب الرقاق میں فقر کی فضیلت بیان کرنے کے لئے بھی لائے ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ مسلمانوں میں غریب لوگ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔

٦ - باب: مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَـٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾

باب ٦: ارشاد باری تعالیٰ: ”تمہاری کچھ بیگمات اور بچے تمہارے دشمن ہیں“ اس کے پیش نظر عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا

١٨٣٧ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۸۳۷۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری بعثت کے بعد دنیا

قالَ: (ما تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجالِ مِنَ النِّساءِ). [رواه البخاري: ٥٠٩٦]

میں جو فتنے باقی رہ گئے ہیں ان میں مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ اور کوئی نہیں۔

فوائد: عورت باوجود اس کے کہ دین و عقل کے لحاظ سے ناقص ہے لیکن مکرو فریب اور فتنہ گری میں بہت ماہر ہے چونکہ قرآن کریم نے جہاں شیطان کی تدبیروں کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اس کی تدبیریں بہت کمزور ہوتی ہیں اور جب عورتوں کے متعلق فرمایا تو ارشاد ہوا کہ یقیناً تمہارا مکرو فریب تو بہت بڑا ہوتا ہے۔

٧ - باب: ﴿وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِيٓ أَرۡضَعۡنَكُمۡ﴾ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

باب ۷: فرمان الٰہی وہ مائیں حرام ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور ارشاد نبوی جو رشتہ خون سے حرام ہوتا ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہو جاتا ہے۔

١٨٣٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَلاَ تَتَزَوَّجُ ٱبْنَةَ حَمْزَةَ؟ قالَ: (إِنَّهَا ٱبْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ). [رواه البخاري: ٥١٠٠]

۱۸۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دختر سے شادی کیوں نہیں کر لیتے تو آپ نے فرمایا وہ دودھ کے رشتہ میں میری بھتیجی ہے

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ قریش سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں ہمیں نظر انداز کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ دختر حمزہ رضی اللہ عنہ سے شادی کر لیں اس کے بعد آپ نے وہ جواب دیا جو حدیث میں مذکور ہے۔ (فتح الباری: ۹/۱۴۳)

١٨٣٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أُرَاهُ فُلاَنًا). لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ

۱۸۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص کی آواز سنی جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت مانگ رہا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ شخص آپ کے گھر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ یہ فلاں شخص ہے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا رضائی چچا ہے

فُلَانٌ حَيًّا - لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ - دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: (نَعَمْ، الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ ما تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ). [رواه البخاري: ٥٠٩٩]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اگر فلاں شخص زندہ ہوتا جو کہ دودھ کے رشتہ میں میرا چچا ہے تو کیا وہ میرے پاس یوں آسکتا تھا؟ آپ نے فرمایا ہاں جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ دودھ پینے سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔

فوائد: رضاعت کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کے تمام اقارب دودھ پینے والے کے محرم ہو جاتے ہیں لیکن دودوھ پینے والے کی طرف سے وہ خود یا اس کی اولاد محرم ہوتی ہے اس کا باپ' بھائی' چچا اور ماموں وغیرہ دودھ پلانے والی کے لئے محرم نہیں ہوں گے۔ (فتح الباری:۱۴۱/۹)

١٨٤٠ : عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا - قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ٱنْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ. فَقَالَ: (أَوَ تُحِبِّينَ ذٰلِكَ؟). فَقُلْتُ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لِي). قُلْتُ: فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ؟ قَالَ: (بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: (لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ). [رواه البخاري: ٥١٠١]

۱۸۴۰۔ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ میری بہن دختر ابوسفیان سے نکاح کرلیں آپ نے فرمایا کیا تو یہ پسند کرتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! اب بھی تو میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں اور کیا مجھے اپنی بہن کو خیرو برکت میں اپنے شریک کرنا گوارا نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں میں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ آپ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ نے پوچھا وہ جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا: اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی تب بھی میرے لئے حلال نہ تھی کیونکہ وہ دودھ کے رشتہ سے میری بھتیجی ہے مجھے اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ثویبہ نے دودھ پلایا تھا دیکھو مجھے اپنی بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کی پیشکش نہ کیا کرو۔

فوائد: جس عورت سے نکاح کیا جائے اس کی بیٹی جو پہلے خاوند سے ہو فقط نکاح کرنے سے حرام ہو جاتی ہے خواہ اس نے سوتیلے باپ کے گھر میں پرورش پائی ہو یا نہ پائی ہو اگرچہ قرآن مجید میں پرورش کا ذکر ہے لیکن یہ صرف رشتہ کی نزاکت ظاہر کرنے کے لئے ہیں۔

٨ - باب: مَنْ قال لاَ رِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ لِقوله تعالَى: ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ ٱلرَّضَاعَةَ﴾ وما يُحرِّمُ مِنْ قَلِيلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيرِهِ

باب ٨: اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے کہ دو سال کے بعد رضاعت کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ اس شخص کے لئے ہے جو مدت رضاعت پورا کرنا چاہتا ہو" نیز رضاعت قلیل ہو یا کثیر اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

١٨٤١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ، فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ، كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: إِنَّه أَخِي، فَقَالَ: (ٱنْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ، فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ). [رواه البخاري: ٥١٠٢]

١٨٤١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو اس وقت ایک شخص ان کے پاس بیٹھا تھا یہ دیکھ کر آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا گویا آپ پر یہ ناگوار گزرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے آپ نے فرمایا غور و فکر کرو کہ تمہارا بھائی کون کون ہے؟ رضاعت وہی معتبر ہے جس میں بطور غذا دودھ پیا جائے۔

فوائد: رشتوں کی حرمت کا اعتبار ایسے زمانہ میں دودھ پینے پر ہو گا جب شیر خوارگی پر ہی بچے کی غذا کا انحصار ہو رضاعت کبیر کا اعتبار کسی حقیقی ضرورت کے وقت صرف پردہ نہ کرنے یا گھر آنے جانے کے متعلق ہی کیا جا سکتا ہے۔

١٨٤٢ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ المَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا. [رواه البخاري: ٥١٠٨]

١٨٤٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع کیا جائے۔

فوائد: دو عورتوں کو جمع کرنے کی حرمت کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اگر ان میں ایک کو مرد تصور کریں تو دوسری اس کی محرم ہو جیسے دو بہنوں یا پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا نکاح میں جمع کرنا وغیرہ۔ (فتح الباری: ٥/٥٩)

٩ - باب: الشِّغَارُ
باب۹: نکاح شغار

١٨٤٣ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ. [رواه البخاري: ٥١١٢]

۱۸۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح وٹہ سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں نکاح شغار کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی (یا بہن) کا نکاح اس شرط پر دوسرے سے کرے کہ وہ بھی اپنی بیٹی (یا بہن) کا نکاح اس سے کر دے اور درمیان میں کوئی چیز بطور حق مہر نہ ہو واضح رہے کہ حق مہر ہونے یا نہ ہونے سے کوئی اثر نہیں پڑتا اصل بات جانبین سے شرط عائد کرنا ہے۔

١٠ - باب: نَهْيُ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ أَخِيرًا
باب۱۰: آخری وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ سے منع فرمایا ہے

١٨٤٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ قَالاَ: كُنَّا فِي جَيْشٍ، فَأَتَانَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا، فَٱسْتَمْتِعُوا. [رواه البخاري: ٥١١٧، ٥١١٨]

۱۸۴۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک لشکر میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں متعہ کرنے کی اجازت ہے اگر چاہو تو متعہ کرلو۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں امام بخاری فرماتے ہیں کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حدیث بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجازت منسوخ ہو چکی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت (۵۱۱۵) موجود ہے۔ دراصل نکاح متعہ خیبر سے پہلے جائز تھا پھر خیبر کے موقع پر حرام ہوا اس کے بعد خاص ضرورت کے پیش نظر فتح مکہ کے موقع پر اجازت دی گئی پھر تین دن کے بعد ہمیشہ تک کے لئے حرام کر دیا گیا۔

١١ - باب: عَرْضُ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ
باب۱۱: عورت کا کسی نیک شخص سے اپنے نکاح کی درخواست کرنا

١٨٤٥ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱمْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ زَوِّجْنِيهَا،

۱۸۴۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا تو ایک شخص نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مجھ سے نکاح

فَقَالَ: (ما عِنْدَكَ؟). قالَ: ما عِنْدِي شَيْءٌ، قالَ: (اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لاَ وَاللهِ ما وَجَدْتُ شَيْئًا وَلاَ خاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ، قالَ سَهْلٌ وَما لَهُ رِدَاءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَما تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ، إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قامَ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: (ماذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟). فَقَالَ: مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا، لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ). [رواه البخاري: ٥١٢١]

کر دیجئے آپ نے پوچھا تیرے پاس (مہر دینے کے لئے) کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کچھ تلاش کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو' چنانچہ وہ گیا اور واپس آکر کہنے لگا اللہ کی قسم! مجھے تو کچھ بھی نہیں ملا لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی البتہ یہ تہبند میرے پاس ہے آدھا اس کو دے دیں حضرت سہل کہتے ہیں کہ اس کے پاس اوپر اوڑھنے کے لئے چادر نہ تھی آپ نے فرمایا تو اپنی ازار کو کیا کرے گا اگر تم اسے استعمال کرو گے تو اس کے حصہ میں کچھ نہیں آئے گا اور اگر وہ استعمال کرے گی تو تمہارے حصہ میں کچھ نہیں رہے گا۔ یہ سن کر وہ بیٹھ گیا جب دیر تک بیٹھا رہا تو مایوس ہو کر اٹھا اور چلا گیا رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا اور اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا تجھے قرآن کی کون کون سی سورتیں یاد ہیں؟ اس نے چند سورتوں کے نام لے کر کہا کہ فلاں فلاں سورت یاد ہے آپ نے فرمایا ہم نے ان سورتوں کی تعلیم کے عوض یہ عورت تیری ملک (نکاح) میں دے دی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کو حق مہر ٹھہرا کر کسی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۵/۶۴)

١٢ - باب: النَّظَرُ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ

باب ۱۲: عورت کو نکاح سے پہلے دیکھ لینے کا بیان

١٨٤٦ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ امْرَأَةً جاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، جِئْتُ

۱۸۴۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جناب

لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَذَكَرَ الحَدِيثَ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: (أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (ٱذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ).

[رواه البخاري: ٥١٢٦]

کو اپنا نفس ہبہ کرنے آئی ہوں آپ نے اوپر تلے اس عورت کو خوب دیکھا پھر آپ نے اپنا سر جھکا لیا۔ راوی نے پوری حدیث (۱۸۴۵) بیان کی جس کے آخر میں ہے تجھے یہ سورتیں زبانی یاد ہیں؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا جا میں نے یہ عورت انہی سورتوں کے عوض تیرے نکاح میں دے دی۔

فوائد: بعض احادیث میں نکاح سے پہلے اپنی ہونے والی بیوی کو سرسری نظر سے دیکھ لینے کی اجازت مروی ہے چنانچہ مسلم میں ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو آپ نے اسے ایک نظر دیکھ لینے کے متعلق تلقین فرمائی۔ (فتح الباری:۹/۱۸۱)

١٣ - باب: مَنْ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

باب ۱۳: جو کہتے ہے کہ نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوتا

١٨٤٧ : عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: زَوَّجْتُ أُخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا، حَتَّى إِذَا ٱنْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ لَهُ: زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ، فَطَلَّقْتَهَا، ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا، لَا وَٱللهِ لَا تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا. وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ، وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾. فَقُلْتُ: الآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

[رواه البخاري: ٥١٣٠]

۱۸۴۷۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی بہن کی شادی ایک شخص سے کردی پھر اس نے اسے طلاق دے دی جب اس کی عدت پوری ہو گئی تو اس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا میں نے اسے جواب دیا میں نے اپنی بہن کی تجھ سے شادی کی اور اسے تیری بیوی بنا کر تیری تعظیم کی تھی مگر تو نے اسے طلاق دے دی اللہ کی قسم! اب وہ دوبارہ تجھے نہیں مل سکتی۔ حالانکہ اس شخص میں کوئی عیب نہیں تھا اور میری ہمشیرہ بھی چاہتی تھی کہ اس کی بیوی بن جائے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔
”تم عورتوں کے اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح پر پابندی نہ لگاؤ“
میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اب تو میں اس حکم کی

ضرور تعمیل کروں گا پھر اس نے اپنی بہن کا نکاح اس سے کردیا۔

فوائد : بعض احادیث میں صراحت ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا نکاح اس کے سابقہ خاوند سے نہ ہونے دیا حالانکہ اس کی بہن ایسا چاہتی تھی معلوم ہوا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے۔ (فتح الباری:۵/۶۶)

١٤ - باب: لا يُنْكِحُ الأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهُمَا

باب ۱۴: باپ یا کوئی دوسرا سرپرست کنواری یا شوہر دیدہ کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہیں کر سکتا

١٨٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لاَ تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلاَ تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ). قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: (أَنْ تَسْكُتَ). [رواه البخاري: ٥١٣٦]

۱۸۴۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اسی طرح دوشیزہ کا نکاح بھی اس کے اذن کے بغیر نہ کیا جائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کنواری اجازت کیسے دی گی؟ آپ نے فرمایا اس کا اذن بس یہی ہے کہ وہ سن کر خاموش ہو جائے۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ نے شوہر دیدہ کے لئے امر اور کنواری کے لئے اذن کا لفظ استعمال کیا ہے امر سے مراد یہ ہے کہ وہ زبان سے بصراحت اپنی رضا کا اظہار کرے جبکہ اذن میں زبان سے صراحت ضروری نہیں بلکہ اس کی خاموشی کو ہی رضا کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ (فتح الباری:۵/۶۷)

١٨٤٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي؟ قَالَ: (رِضَاهَا صَمْتُهَا). [رواه البخاري: ٥١٣٧]

۱۸۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کنواری لڑکی تو شرم کرتی ہے آپ نے فرمایا اس کا خاموش ہو جانا بجائے خود رضامندی ہے۔

فوائد : دوشیزہ اگر دریافت کرنے پر خاموش نہ رہے بلکہ صراحتاً انکار کر دے تو نکاح جائز نہ ہو گا بعض نے یہ بھی کہا کہ کنواری کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اس کی خاموشی ہی اس کا اذن ہے۔ (فتح الباری:۹/۱۹۳)

١٥ - باب: إِذَا زَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ

باب ۱۵: اگر بیٹی کی رضامندی کے بغیر نکاح کر دیا تو وہ ناجائز ہے۔

١٨٥٠ : عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ. [رواه البخاري: ٥١٣٨]

۱۸۵۰۔ حضرت خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا اور وہ شوہر دیدہ تھیں اور یہ دوسرا نکاح اسے ناپسند تھا آخر کار وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ نے اس کے باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کرنے کا اختیار دے دیا۔

فوائد: اگرچہ حدیث میں شوہر دیدہ لڑکی کا ذکر ہے تاہم حکم عام ہے کہ عورت کی مرضی کے خلاف نکاح جائز نہیں ہے۔ (فتح الباری:۵/۷۰)

١٦ - باب: لا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ

باب ۱۶: کوئی مسلمان اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجے تاآنکہ وہ نکاح کرے یا اس کا خیال چھوڑ دے

١٨٥١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: (نَهى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلاَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، حَتَّى يَتْرُكَ الخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الخَاطِبُ). [رواه البخاري: ٥١٤٢]

۱۸۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے سودے پر سودا کرے اسی طرح کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر اپنے لئے پیغام نکاح نہ دے تاآنکہ پہلا شخص اس جگہ نکاح کا ارادہ ترک کردے یا اسے پیغام دینے کی اجازت دے دے۔

فوائد: منگنی پر منگنی کرنے کی ایک صورت تو حدیث میں مذکور ہے ایک صورت یہ بھی ہے اگر پیغام نکاح دینے والے کو معلوم ہو کہ کسی دوسرے شخص کا پیغام آنے والا ہے جس کے ساتھ لڑکی والا بصد شکریہ نکاح کر دے گا تب بھی پیغام نکاح نہیں بھیجنا چاہیے۔ یہ تب ہے جب پیغام دینے والے کی طرف میلان ہو چکا ہے۔ (فتح الباری:۹/۲۰۱)

۱۷ - باب: الشُّرُوطُ الَّتِي لاَ تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ

باب ۱۷: ان شروط کا بیان جن کا بوقت نکاح طے کرنا جائز نہیں۔

۱۸۵۲ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلاَقَ أُخْتِهَا، لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا). [رواه البخاري: ٥١٥٢]

۱۸۵۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی عورت کے لئے روا نہیں کہ وہ اپنی مسلمان بہن کے لئے طلاق کا سوال کرے تاکہ اس کے حصے کا پیالہ بھی خود انڈیل لے کیونکہ اس کی تقدیر میں جو ہوگا وہی ملے گا۔

فوائد: بوقت نکاح ناجائز شرائط عائد کرنا درست نہیں مثلاً نکاح کے وقت شرط لگانا کہ دوسری شادی نہیں کرے گا یا عورت کی طرف سے شرط ہو کہ پہلی بیوی کو طلاق دے گا ایسی شرائط کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (فتح الباری:۹/۲۱۹)

۱۸ - باب: النِّسْوَةُ اللاَّتِي يُهْدِينَ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا وَدُعَائِهِنَّ بِالْبَرَكَةِ

باب ۱۸: جو عورتیں خیروبرکت کی دعاؤں کے ساتھ دلھن کو دلھا کے لئے پیش کریں ان کا کیا حق ہے؟

۱۸۵۳ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا زَفَّتِ ٱمْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ نَبِيُّ ٱللهِ ﷺ: (يَا عَائِشَةُ، مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ؟ فَإِنَّ الأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ). [رواه البخاري: ٥١٦٢]

۱۸۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک انصاری دلھا کے لئے اس کی دلھن کو تیار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہارے ساتھ کوئی کھیل کود کا سامان نہ تھا؟ کیونکہ انصاری لوگ گانے بجانے سے خوش ہوتے ہیں۔

فوائد: ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک یتیم بچی کی شادی میں دلھن کے ساتھ گئی جب واپس آئی تو آپ نے پوچھا کہ تم نے دولھا والوں کے پاس جاکر کیا کہا ہم نے کہا کہ سلام کہا اور مبارک باد دی۔ (فتح الباری:۹/۲۲۵)

۱۹ - باب: مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

باب ۱۹: خاوند جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا کہے

۱۸۵٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ

۱۸۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

اَللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ: بِٱسْمِ ٱللهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ ما رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذٰلِكَ، أَوْ قُضِيَ بَيْنَهُما وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا). [رواه البخاري: ٥١٦٥]

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس آتے وقت بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے اے اللہ مجھے شیطان سے دور رکھ اور جو اولاد ہم کو دے شیطان کو اس سے بھی دور رکھ تو ان کے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا اسے شیطان کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا

فوائد: معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر بکثرت کرنا چاہئے اور ہر وقت اللہ تعالی سے شیطان مردود کی پناہ مانگتے رہنا چاہئے کیونکہ شیطان ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے صرف ذکر اللہ کے وقت اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔ (فتح الباری:۹/۲۲۹)

٢٠ - باب: الْوَلِيمَةُ وَلَوْ بِشَاةٍ

باب ۲۰: ولیمہ میں ایک بکری بھی کافی ہے

١٨٥٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ما أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ ما أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ، أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [رواه البخاري: ٥١٦٨]

۱۸۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی اہلیہ کا ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا کہ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا کیا تھا ان کی دعوت ولیمہ میں ایک بکری کو ذبح کیا گیا۔

فوائد: اس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ولیمہ کی زیادہ سے زیادہ حد ایک بکری ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اکثر کی کوئی حد نہیں حسب ضرورت جتنا کھانا درکار ہو اتنا ہی تیار کیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری:۵/۲۳۷)

٢١ - باب: مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

باب ۲۱: ایک بکری سے کم کا ولیمہ کرنا بھی جائز ہے

١٨٥٦ : عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيرٍ. [رواه البخاري: ٥١٧٢]

۱۸۵۶۔ حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کا ولیمہ دو مد جو سے کیا تھا۔

فوائد: روایات میں ایسے اشارے ملتے ہیں کہ اس قسم کا ولیمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت کیا گیا تھا ممکن ہے اس سے مراد افراد خانہ میں سے کسی عورت کا ولیمہ ہو جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بڑی سادگی سے ولیمہ کیا تھا۔ (فتح الباری:۹/۲۴۰)

٢٢ - باب: حَقُّ إِجابَةِ الْوليمة وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ

باب ۲۲: دعوت ولیمہ کا قبول کرنا ضروری ہے نیز اگر کوئی سات دن تک دعوت ولیمہ کھلائے تو جائز ہے

١٨٥٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا). [رواه البخاري: ٥١٧٣]

۱۸۵۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو دعوت ولیمہ پر بلایا جائے تو اس میں ضرور شریک ہونا چاہیے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ پہلے دن دعوت ولیمہ ضروری دوسرے دن جائز اور تیسرے دن ریاکاری ہے امام بخاری اس موقف کی تردید کرتے ہیں کہ ایسی روایات صحیح نہیں ہیں اور نہ ہی دعوت ولیمہ کے لئے دنوں کی تحدید صحیح ہے۔ (فتح الباری:۹/۲۴۳) مختلف دوست واحباب کو مختلف دنوں میں دعوت ولیمہ کھلائی جا سکتی ہے۔

٢٣ - باب: الْوِصَاةُ بِالنِّسَاءِ

باب ۲۳: عورتوں سے اچھا برتاؤ کرنے کی وصیت

١٨٥٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ كانَ يُؤْمِنُ بِٱللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جارَهُ، وَٱسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلاَهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَٱسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا). [رواه البخاري: ٥١٨٦]

۱۸۵۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ پر ایمان اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے نیز عورتوں سے اچھا سلوک کرتے رہو کیونکہ عورتوں کی پیدائش پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر ایسے ہی رہنے دو گے تو ویسی ہی ٹیڑھی رہے گی اس لئے مستورات کی خیر خواہی کے سلسلہ میں وصیت قبول کرو۔

فوائد: اوپر والے حصہ سے مراد سر ہے اس حصہ میں زبان ہوتی ہے جو دوسروں کے لئے اذیت رسانی کا ذریعہ ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ اس ٹیڑھی پسلی کو توڑنے سے مراد اسے طلاق دینا ہے۔

(فتح الباری:۹/۲۵۴)

٢٤ - باب: حُسنُ المُعاشَرةِ مَعَ الأَهْلِ

١٨٥٩ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ ٱمْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لاَ يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا، قالَتِ الأُولَى: زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ، عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، لاَ سَهْلٍ فَيُرْتَقَى وَلاَ سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ. قالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِي لاَ أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لاَ أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ. قالَتِ الثَّالِثَةُ: زَوْجِي الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ. قالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لاَ حَرٌّ وَلاَ قُرٌّ، وَلاَ مَخَافَةَ وَلاَ سَآمَةَ، قالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلاَ يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ. قالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ ٱشْتَفَّ، وَإِنِ ٱضْطَجَعَ ٱلْتَفَّ، وَلاَ يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ. قالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي غَيَايَاءُ، أَوْ عَيَايَاءُ، طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ. قالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ. قالَتِ التَّاسِعَةُ:

باب ۲۴: اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

۱۸۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں انہوں نے آپس میں یہ عہدوپیمان کیا کہ اپنے اپنے شوہروں کے بارے میں ایک دوسرے سے کوئی بات نہ چھپائیں گی چنانچہ پہلی عورت نے کہا میرے خاوند کی مثال دبلے اونٹ کے ایسے گوشت کی سی ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو نہ تو اس تک پہنچنے کا راستہ آسان ہے اور نہ وہ گوشت ایسا موٹا تازہ ہے کہ کوئی اسے وہاں سے اٹھالانے کی تکلیف گوارا کرے۔

دوسری عورت نے کہا میں اپنے خاوند کی بات ظاہر نہیں کر سکتی مجھے ڈر ہے کہ میں سب بیان نہ کر سکوں گی اگر میں اس کے بارے میں کچھ بیان کروں گی تو اس کے ظاہری اور باطنی تمام عیوب بیان کر دوں گی۔ تیسری نے کہا میرا خاوند بے ڈھب لمبا اور بدمزاج ہے اگر میں اس کے بارے میں بات کرتی ہوں تو مجھے طلاق مل جائے گی اور اگر چپ رہتی ہوں تو مجھے معلق چھوڑ دے گا۔

چوتھی عورت نے کہا میرا خاوند تو شب تہامہ کی طرح معتدل ہے نہ گرم نہ سرد نہ اس سے کسی طرح کا خوف ہے اور نہ رنج (یہ اس کی تعریف ہے کہ وہ متعدل مزاج اور عمدہ اخلاق کا حامل ہے۔)

پانچویں عورت نے کہا میرا خاوند جب گھر ہوتا ہے تو چیتے کی طرح اور جب باہر جاتا ہے تو شیر کی مانند

زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ، طَوِيلُ النِّجَادِ، عَظِيمُ الرَّمَادِ، قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ. قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ، مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ، قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ، أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ. قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ، فَمَا أَبُو زَرْعٍ؟ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ، وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلاَ أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ. أُمُّ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ؟ عُكُومُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ. ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ؟ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ. بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ؟ طَوْعُ أَبِيهَا، وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا. جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ؟ لاَ تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا، وَلاَ تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلاَ تَمْلأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا. قَالَتْ: خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ،

ہوتا ہے اور جو مال واسباب گھر میں چھوڑ جاتا ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھتا۔

چھٹی عورت نے کہا میرا خاوند جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور اگر پیتا ہے تو تلچھٹ تک چڑھا جاتا ہے جب سوتا ہے تو الگ تھلگ اپنے بدن کو لپیٹ کر سوتا ہے اور مجھ پر ہاتھ نہیں ڈالتا تاکہ کسی کا دکھ درد معلوم کر سکے۔

ساتویں عورت نے کہا میرا خاوند نامرد ہے یا شریر اور ایسا احمق ہے کہ گفتگو کرنا نہیں جانتا دنیا بھر کی بیماریاں اس میں ہیں ظالم ایسا کہ یا تو تیرا سر پھوڑ دے گا یا ہاتھ توڑ دے گا یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑ دے گا۔

آٹھویں عورت نے کہا میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ونازک اور اس کی خوشبو زعفران کی خوشبو کی طرح ہے۔

نویں عورت نے کہا میرا خاوند اونچے ستونوں (محلات) والا' لمبے پر تلے والا (بہادر) بہت زیادہ راکھ والا (سخی) اور اس کا گھر مشورہ گاہ کے نزدیک ہے (یعنی وہ سردار' بہادر اور سخی ہے۔)

دسویں نے کہا میرے خاوند کا نام مالک ہے لیکن کیسا مالک؟ اور ایسا مالک کہ اس سے بہتر کوئی مالک نہیں ہے اس کے شتر زیادہ شتر خانے میں بیٹھتے ہیں اور چراگاہ میں چرنے کے لئے کم جاتے ہیں اس کے اونٹ جب باجے کی آواز سن لیتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ اب ان کے ہلاک ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔

يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَأَخَذَ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا، وَقَالَ: كُلِي أُمَّ زَرْعٍ، وَمِيرِي أَهْلَكِ، قَالَتْ: فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ، ما بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ. قَالَتْ عائِشَةُ: قَالَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لأُمِّ زَرْعٍ). [رواه البخاري: ٥١٨٩]

گیارھویں عورت نے کہا میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے اور ابوزرع کے کیا کہنے اس نے میرے دونوں کانوں کو زیورات سے بوجھل کردیا اور میرے دونوں بازوؤں کو چربی سے بھر دیا ہے اور اس نے مجھے اتنا خوش کیا کہ میں خود پر ناز کرنے لگی وہ مجھے ایک جانب پڑے ہوئے غریب چرواہوں سے لے آیا تھا لیکن اس نے مجھے گھوڑوں' اونٹوں' کھیت اور کھلیانوں کا مالک بنا دیا میں اس کے سامنے بات کرتی ہو تو مجھے برا نہیں کہتا سوتی ہو توں تو صبح تک سوتی رہتی ہوں اور پیتی ہو تو سیراب ہوجاتی ہوں اور ابوزرع کی ماں بھی کیا خوب ماں ہے؟ جس کے گھڑے بڑے بڑے اور گھر کشادہ ابوزرع کا بیٹا بھی کیا خوب بیٹا ہے' جس کی خوابگاہ گویا تلوار کی میان' بکری کا ایک بازو کھا کر شکم سیر ہوجاتا ہے ابوزرع کی بیٹی بھی کیا بیٹی ہے! اپنے والدین کی فرمانبردار اپنے لباس کو پورا بھر دینے والی اور اپنی پڑوسن کے لئے باعث رنج وحسد' ابوزرع کی لونڈی بھی کیا لونڈی ہے جو نہ تو ہماری بات ادھر ادھر پھیلاتی ہے اور نہ ہمارے ذخیرہ خوراک کو کم کرتی ہے اور نہ ہمارے گھر کو کوڑا کرکٹ سے آلودہ رکھتی ہے ام زرع نے بیان کیا کہ ایک دن ابوزرع گھر سے ایسے وقت نکلا جب مشکوں میں بھرے دودھ سے مکھن نکالا جا رہا تھا اور اس کی ملاقات ایک ایسی عورت سے ہوئی جس کے دو بچے تھے جو چیتوں کی طرح اس کے زیر بغل دو اناروں یعنی پستانوں سے کھیل رہے تھے پھر ابوزرع نے

مجھے طلاق دے کر اس عورت سے نکاح کر لیا تو میں نے بھی ایک شریف مرد سے شادی کر لی جو عربی گھوڑے پر سوار ہوتا اور خطی نیزہ ہاتھ میں رکھتا تھا اس نے مجھ پر بے شمار نعمتیں نچھاور کیں اور ہر سامان راحت کا جوڑا جوڑا دیا اور اس نے مجھ سے کہا اے ام زرع' خود بھی کھا اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی کھلا۔

ام زرع کا بیان ہے اس خاوند نے مجھے جو کچھ دیا وہ سب کا سب ابو زرع کے ایک چھوٹے برتن کو نہیں پہنچ سکتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا میں بھی تیرے لئے ایسا ہوں جیسا کہ ابو زرع' ام زرع کے لئے تھا۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو زرع نے تو ام زرع کو طلاق دے دی تھی جبکہ میں ایسا نہیں کروں گا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تو ابو زرع سے بھی بڑھ کر مجھ سے حسن سلوک اور محبت و پیار سے پیش آتے ہیں۔ (فتح الباری:۹/۲۷۵)

٢٥ - باب: صَوْمُ المَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

باب ۲۵: عورت نفلی روزہ خاوند کی اجازت سے رکھے

١٨٦٠ : عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (لاَ يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلاَ تَأْذَنَ في بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَما أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدَّىٰ إِلَيْهِ شَطْرُهُ). [رواه البخاري: ٥١٩٥]

۱۸۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور نہ ہی اس کی مرضی کے بغیر کسی اجنبی کو گھر میں آنے دے اور جو عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ کرتی ہے تو اس کا آدھا ثواب خاوند کو ادا کیا جائے گا۔

فوائد : صوم رمضان کے لئے خاوند کی اجازت ضروری نہیں یہ صرف نفلی روزوں سے متعلق ہے

چنانچہ ایک حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ خاوند کا بیوی پر حق ہے کہ وہ نفلی روزہ اس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے اگر اس نے خلاف ورزی کی تو اس کا روزہ قبول نہ ہو گا۔ (فتح الباری:۹/۲۹۶)

٢٦ - باب

باب ٢٦:

١٨٦١ : عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (قُمْتُ عَلَى بَابِ الجَنَّةِ، فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا المَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الجَدِّ مَحْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ). [رواه البخاري: ٥١٩٦]

١٨٦١۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں جنت کے دروازر پر کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں زیادہ تر محتاج اور نادار تھے اور مالداروں کو دروازے پر روک دیا گیا ہے لیکن دوزخی مالداروں کو تو پہلے ہی جہنم میں بھیجنے کا حکم دیا گیا تھا پھر میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں

فوائد: یہ باب پہلے باب کا تتمہ ہے کیونکہ اس میں وہ سزا بیان کی گئی ہے جو پہلے باب میں بیان شدہ معاملات کی خلاف ورزی کی صورت میں عورتوں کو قیامت کے دن دی جائے گی۔ (فتح الباری:۹/۲۹۸)

٢٧ - باب: القُرْعَةُ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

باب ٢٧: سفر میں ساتھ لے جانے کیلئے بیگمات کے درمیان قرعہ اندازی کرنا

١٨٦٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَطَارَتِ القُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: أَلاَ تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ، تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، فَرَكِبَتْ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا، وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ، فَلَمَّا

١٨٦٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے ایک سفر میں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں کے نام قرعہ نکلا رسول اللہ ﷺ کا معمول ہوتا تھا کہ سفر کرتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے رہتے تھے ایک دفعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم ایسا کرو کہ آج رات تم میرے اونٹ پر بیٹھو اور میں تمہارے اونٹ پر بیٹھتی ہوں تاکہ میں تمہارے اونٹ کا تماشہ دیکھو اور تم میرے اونٹ کو ملاحظہ

نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الإِذْخِرِ وَتَقُولُ: يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي، وَلاَ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا. [رواه البخاري: ٥٢١١]

کرو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پیشکش کو قبول کر لیا اور اس کے اونٹ پر سوار ہو گئیں پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے تو اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں آپ نے انہیں سلام کیا پھر چلنے لگے پھر جب منزل پر اترے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں پاؤں اذخر گھاس میں ڈال لئے اور کہنے لگیں اے اللہ! مجھ پر سانپ یا بچھو کو مسلط کر دے تاکہ وہ مجھے کاٹ لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو میں کچھ کہہ ہی نہیں سکتی ہوں۔

فوائد: چونکہ تیروں کے ذریعہ قسمت آزمائی کرنا منع ہے اس لئے لوگوں نے قرعہ اندازی کو بھی ناجائز کہا ہے جبکہ اس کا ثبوت کئی ایک احادیث سے ملتا ہے کہ اگر چند لوگ کسی حق میں مساویانہ شریک ہوں تو قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۵/۱۰۰)

٢٨ - باب: إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ

باب ۲۸: شوہر دیدہ کی موجودگی میں کنواری سے شادی کرنے کا بیان

١٨٦٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ - وَلٰكِنْ قَالَ: السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلاَثًا. [رواه البخاري: ٥٢١٣]

۱۸۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شوہر دیدہ کی موجودگی میں کنواری سے شادی کرے تو اس کے پاس سات دن قیام کرے اور اگر کنواری کی موجودگی میں بیوہ سے شادی کرے تو اس کے پاس تین دن قیام کرے۔

فوائد: صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد حسب سابق تقسیم کا آغاز کرے۔ (صحیح بخاری:۵۲۱۴)

٢٩ - باب: الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهىٰ مِنِ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ

باب ۲۹: عورت کا (از راہ تکبر) بناوٹی زینت کرنا اور سوکن پر فخر کرنا ممنوع ہے

١٨٦٤ : عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي ضَرَّةً، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ). [رواه البخاري: ٥٢١٩]

۱۸۶۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے اگر میں اس کا دل جلانے کے لئے اس کے سامنے کسی چیز کے ملنے کا اظہار کروں جو مجھے میرے خاوند نے نہیں دی ہے تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ دی ہوئی چیز کو ظاہر کرنے والا ایسا ہی جیسے کسی نے فریب کاری کا جوڑا زیب تن کیا ہو۔

فوائد: فریب کاری کا جوڑا زیب تن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سر سے پاؤں تک جھوٹا اور دھوکے باز ہے یا حقیقت کے فقدان اور باطل کے اظہار جیسی دو قابل مذمت حالتوں کا سزاوار ہے۔ (فتح الباری:۹/۳۱۸)

٣٠ - باب: الْغَيْرَةُ

باب ۳۰: غیرت کا بیان

١٨٦٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (إِنَّ اللهَ يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللهُ). [رواه البخاري: ٥٢٢٣]

۱۸۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور اسے غیرت اس بات پر آتی ہے جب ایک بندہ مومن کسی حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔

فوائد: خلف نے اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کی تاویل کی ہے کہ اس سے مراد اس کا لازمی نتیجہ یعنی سزا دینا ہے اور عذاب کرنا جبکہ سلف اس کی تاویل نہیں کرتے بلکہ اسے حقیقت پر محمول کرتے ہوئے اس کی کیفیت وہیئت کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔ (عون الباری:۵/۳۰۱)

١٨٦٦ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ، وَلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ وَغَيْرَ فَرَسِهِ، فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ

۱۸۶۶۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا تو وہ اس وقت بالکل غریب تھے ان کے پاس نہ روپیہ پیسہ تھا اور نہ لونڈی غلام اور نہ ہی کوئی اور چیز صرف ایک

وَأَسْتَقِي الْمَاءَ، وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ، وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ، وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ، وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَأْسِي، وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ، فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي، فَلَقِيتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ: (إِخْ إِخْ). لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ، فَعَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى، فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ: وَاللهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ، قَالَتْ: حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِينِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي. [رواه البخاري: ٥٢٢٤]

آ بکش اونٹ اور ایک گھوڑا تھا میں خود ہی اس کے گھوڑے کو چارہ ڈالتی اور پانی پلاتی تھی پانی کا ڈول بھی خود سیتی اور آٹا بھی آپ ہی گوندھتی البتہ مجھے روٹی اچھے طریقہ سے پکانا نہیں آتی تھی تو وہ انصار کی نیک سیرت عورتیں جو ہمارے پڑوس میں رہتی تھیں پکا دیا کرتی تھیں۔ ہمارے یہاں دو میل کا فاصلہ پر رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کچھ زمین دی تھی وہاں جاتی اور اپنے سر پر کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی ایک دن میں اپنے سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لا رہی تھی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے اور آپ کے ہمراہ چند انصار بھی تھے آپ نے مجھے آواز دی پھر مجھے اپنے پیچھے بٹھانے کے لئے اپنے اونٹ کو اخ اخ کیا لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے سے شرم آئی اور مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت بھی یاد آگئی کہ وہ بہت غیرت مند تھے میری اس حالت کو رسول اللہ ﷺ نے پہچان لیا کہ مجھے شرم آتی ہے اس وجہ سے آپ چل پڑے پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور تمام واقعہ بیان کیا کہ مجھے رسول ﷺ ملے تھے جبکہ میرے سر پر گٹھلیوں کا وزن تھا اور آپ کے ہمراہ چند صحابی بھی تھے آپ نے مجھے سوار کرنے کے لئے اونٹ کو بٹھایا تو مجھے شرم آئی اور مجھ کو تمہاری غیرت بھی یاد آگئی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لانا آپ کے ساتھ سوار ہونے سے مجھے زیادہ ناگوار تھا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے

پاس ایک خادم بھیج دیا جو گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے میں مجھے کافی ہو گیا گویا انہوں نے (غلام بھیج کر) مجھے آزاد کر دیا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت عورت غیر محرم کے ساتھ سوار ہو سکتی ہے بشرطیکہ تنہائی نہ ہو یہاں بھی تنہائی نہ تھی کیونکہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ تھے۔ (فتح الباری:۹/۳۲۴)

٣١ - باب: غَيْرَةُ النِّسَاءِ وَوَجْدُهُنَّ

١٨٦٧ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: قالَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنِّي لأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى). قالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ؟ فَقالَ: (أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، فَإِنَّكِ تَقُولِينَ: لاَ وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى، قُلْتِ: لاَ وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ). قالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ، ما أَهْجُرُ إِلَّا ٱسْمَكَ.
[رواه البخاري: ٥٢٢٨]

باب ۳۱: عورتوں کی غیرت اور غصے کا بیان

۱۸۶۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش یا ناراض ہوتی ہو تو میں پہچان لیتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے عرض کیا آپ کیونکر پہچان لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہے تو قسم اٹھاتے وقت یوں کہتی ہوں لا ورب محمد ﷺ اور جب تو مجھ سے خفا ہوتی ہے تو کہتی ہے لا ورب ابراہیم علیہ السلام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ! میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں (آپ کی محبت نہیں چھوڑتی ہوں۔)

فوائد: غیرت کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ گناہ اور شک کی بناء پر غیرت اللہ کو پسند ہے اور بلاوجہ غیرت اللہ کو ناپسند ہے اگر عورت خاوند کی بدکاری کی وجہ سے غیرت کرے تو یہ غیرت جائز اور اللہ کو پسند ہے۔ (فتح الباری:۹/۳۲۶)

٣٢ - باب: لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ ذُو مَحْرَمٍ وَالدُّخُولُ عَلَى المُغِيبَةِ

١٨٦٨ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ:

باب ۳۲: محرم کے علاوہ کوئی دوسرا عورت سے خلوت نہ کرے اور نہ اس عورت کے پاس کوئی جائے جس کا شوہر غائب ہو

۱۸۶۸۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے پاس

(إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ: (الحَمْوُ المَوْتُ). [رواه البخاري: ٥٢٣٢]

تنہائی میں جانے سے پرہیز کرو ایک انصاری مرد نے کہا آپ دیور کے متعلق بتائیں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔

فوائد: حمو سے مراد خاوند کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا اس کی عورت سے نکاح ہو سکتا ہے مثلاً خاوند کا بھائی، بھتیجا، چچا اور ماموں وغیرہ لیکن وہ رشتہ دار جو محرم ہیں وہ مراد نہیں ہیں جیسے خاوند کا بیٹا اور باپ وغیرہ۔ (فتح الباری:۹/۳۳۱)

٣٣ - باب: لاَ تُبَاشِرِ المَرْأَةُ المَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا

باب ۳۳: کوئی عورت کسی عورت سے مل کر اس کی تعریف اپنے شوہر سے نہ کرے

١٨٦٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ تُبَاشِرِ المَرْأَةُ المَرْأَةَ، فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا). [رواه البخاري: ٥٢٤٠]

۱۸۶۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت دوسری عورت سے مل کر اس کی تعریف اپنے شوہر سے اس طرح نہ کرے گویا وہ عورت کو سامنے دیکھ رہا ہے۔

فوائد: اس میں حکمت یہ ہے کہ ایسا کرنے سے خاوند فتنہ میں پڑ سکتا ہے ممکن ہے کہ وہ دوسری عورت کے حسن وجمال کے پیش نظر اسے طلاق دے دے لہٰذا سد ذرائع کے طور پر اس سے منع فرما دیا۔ (فتح الباری:۹/۳۳۸)

٣٤ - باب: لاَ يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلاً إِذَا أَطَالَ الغَيْبَةَ

باب ۳۴: گھر سے باہر گئے عرصہ ہو گیا ہو تو اچانک اپنے گھر رات کو نہ آئے

١٨٧٠ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الغَيْبَةَ فَلاَ يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلاً). [رواه البخاري: ٥٢٤٤]

۱۸۷۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہیں گھر سے غائب رہتے عرصہ دراز گزر جائے تو رات کو اپنے گھر نہ آیا کرو۔

فوائد: طویل سفر کے بعد اچانک گھر آنے سے اس لئے منع فرمایا کہ مبادا اپنے گھر والوں کو کوئی تہمت لگانے یا کوئی اور عیب تلاش کرنے کا موقع پیدا ہو۔

١٨٧١ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ

۱۸۷۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا، فَلاَ تَدْخُلْ عَلَى أَهْلِكَ، حَتَّى تَسْتَحِدَّ المُغِيبَةُ، وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ). [رواه البخاري: ٥٢٤٦]

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم رات کے وقت گھر واپس آؤ تو گھر میں نہ جاؤ تاکہ وہ عورت جس کا خاوند غائب تھا زیر جامہ بالوں کی صفائی کر سکے اور جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ کنگھی کرکے انہیں سنوار سکے۔

فوائد: صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دو شخصوں نے اس حکم امتناعی کی خلاف ورزی کی اور رات کو اچانک اپنے گھر آئے تو دیکھا تو ان کی بیویوں کے پاس دو غیر مرد موجود تھے۔ (فتح الباری:۹/۳۴۱)

کتاب الطلاق

طلاق کے بیان میں

۱۸۷۲ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ).

[رواه البخاري: ٥٢٥١]

۱۸۷۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دے دی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق حکم دریافت کیا آپ نے فرمایا اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے پھر پاک ہونے تک اس کو روکے رکھے پھر جب حیض آئے اور پاک ہو جائے تو اس وقت اسے اختیار ہے چاہے تو اسے روکے رکھے اور چاہے تو مساس سے پہلے طلاق دے دے یہی وقت عدت ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو اس وقت طلاق دی جائے۔

فوائد: دوران حیض دی ہوئی طلاق کے متعلق اختلاف ہے کہ واقع ہوگی یا نہیں ہوگی' آئمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک یہ طلاق شمار ہوگی جبکہ امام تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید امام ابن قیم رحمہما اللہ کے نزدیک شمار نہ ہوگی' لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خود اعتراف کیا ہے کہ دوران حیض دی ہوئی طلاق کو شمار کیا گیا۔ خود امام بخاری کا رجحان بھی اسی طرف ہے جیسا کہ آئندہ باب سے معلوم ہوتا ہے۔

١ - باب: إِذَا طُلِّقَتِ الحَائِضُ تُعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ

باب ۱: اگر عورت کو بوقت حیض طلاق دی جائے تو کیا یہ طلاق بھی شمار کی جائے گی

١٨٧٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ. [رواه البخاري: ٥٢٥٣]

۱۸۷۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جو طلاق میں نے بحالت حیض دی تھی مجھ پر شمار کی گئی۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق مختلف روایات ہیں ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اسے کوئی چیز خیال نہ کیا' جو فقہاء دوران حیض دی ہوئی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں تاہم صحیح بخاری کی روایت راجح ہے۔

٢ - باب: مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ

باب ۲: طلاق دینے کا بیان نیز کیا طلاق دیتے وقت عورت کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے؟

١٨٧٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱبْنَةَ الجَوْنِ، لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ: أَعُوذُ بِٱللّٰهِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهَا: (لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ، ٱلْحَقِي بِأَهْلِكِ). [رواه البخاري: ٥٢٥٤]

۱۸۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دختر جون کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور آپ اس کے قریب ہوئے تو کہنے لگی میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں آپ نے اس سے فرمایا تو نے بہت عظیم ہستی کی پناہ لی ہے اب اپنے میکے چلی جاؤ۔

فوائد: "اپنے میکے چلی جاؤ" طلاق کے لئے یہ الفاظ صریح نہیں ہیں اس قسم کے الفاظ کے وقت کہنے والے کی نیت کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر نیت طلاق کی نہ ہو جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی بیوی کو یہی الفاظ کہے تھے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (فتح الباری:۳۶۰/۹)

١٨٧٥ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهَا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هَبِي نَفْسَكِ لِي). قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ المَلِكَةُ نَفْسَهَا

۱۸۷۵۔ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ دختر جون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی تو اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی جو اس کی پرورش کرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تو اپنا آپ مجھے ہبہ کردے تو اس نے جواب دیا کہیں

لِلسُّوقَةِ؟ قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ، فَقَالَتْ: أَعُوذُ بِٱللهِ مِنْكَ، فَقَالَ: (قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ). ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: (يَا أَبَا أُسَيْدٍ، ٱكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا). [رواه البخاري: ٥٢٥٥]

شہزادی بھی بازاریوں کو اپنا نفس ھبہ کر سکتی ہے؟ آپ نے اس کی طرف اپنا دست مبارک بڑھایا تاکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے وہ کہنے لگی میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اس وقت آپ نے فرمایا تو نے ایسی ہستی کی پناہ لی ہے جو پناہ دینے کے قابل ہے پھر آپ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا اے ابو اسید رضی اللہ عنہ! اسے رازقی کپڑوں کا ایک جوڑا دے کر اس کے گھر والوں کے ہاں پہنچا دے۔

فوائد: روایات میں ہے کہ یہ عورت عمر بھر کف افسوس ملتی رہی اور اپنے آپ کو بدنصیب کہہ کر کوستی رہی۔ (فتح الباری:۹/۳۵۷)

٣ - باب: مَنْ جَوَّزَ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ

باب ۳: جو شخص تین طلاقیں دینا جائز رکھتا ہے

١٨٧٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَن ٱمْرَأَةَ رِفاعَةَ الْقُرَظِيِّ جاءَتْ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ رِفاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي، وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ الْقُرَظِيَّ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفاعَةَ؟ لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ). [رواه البخاري: ٥٢٦٠]

۱۸۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رفاعہ رضی اللہ عنہ نے مجھے طلاق دے کر بائن کر دیا ہے اس کے بعد میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کی اس کے پاس کپڑے کے پھندنے کے علاوہ کچھ نہیں یعنی وہ نامرد ہے آپ نے فرمایا شاید تو حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانا چاہتی ہے؟ یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ تیرا مزہ نہ چکھے اور تو اس کا مزہ نہ چکھ لے۔

فوائد: اس حدیث سے ایک ہی دفعہ دی ہوئی تینوں طلاقوں کے نفاذ کا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ نے بیک بار تین طلاقیں نہ دی تھیں بلکہ الگ الگ تین طلاق دینے کا فیصلہ اور اس پر عمل درآمد کیا تھا چنانچہ بخاری کی روایت (۶۰۸۴) میں ہے کہ اس نے تین طلاقوں میں سے آخری طلاق بھی دے دی یہ انداز بیان اس بات کا قرینہ ہے کہ اس نے الگ الگ تین طلاقیں دی تھیں نیز

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو ایک ہی ہے اگر چاہو تو رجوع کر لو چنانچہ اس نے رجوع کر کے دوبارہ اپنا گھر آباد کر لیا۔ (مسند امام احمد:۱/۲۶۵) اس مسئلہ میں یہ حدیث ایسی نص صریح اور فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے کہ اس کی کوئی اور تاویل نہیں کی جا سکتی۔ (فتح الباری:۹/۳۶۲)

٤ - باب: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾

باب ۴: اے نبی ﷺ! جو چیز اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے اسے کیوں حرام کرتے ہو

۱۸۷۷ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ، وَكانَ إِذَا ٱنْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ، فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، فَٱحْتَبَسَ أَكْثَرَ ما كانَ يَحْتَبِسُ، فَغِرْتُ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا ٱمْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَما وَٱللهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ، فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: لاَ، فَقُولِي لَهُ: ما هٰذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، وَسَأَقُولُ ذٰلِكَ، وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ. قالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: فَوَٱللهِ ما هُوَ إِلَّا أَنْ قامَ عَلَى الْبَابِ، فَأَرَدْتُ

۱۸۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو شیرینی اور شہد بہت مرغوب تھا آپ کا معمول تھا کہ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی بیویوں کے پاس جاتے' کسی کے قریب ہوتے' ایک دفعہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہاں اپنے معمول سے زیادہ وقت قیام فرمایا اس لئے مجھے غیرت آئی میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مجھے کہا گیا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے میکے سے کسی عورت نے چمڑے کے ایک مشکیزے میں کچھ شہد بطور تحفہ بھیجا تھا جس میں سے کچھ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی پلایا میں نے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں ضرور کچھ حیلہ کروں گی لہٰذا میں نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جب آپ تیرے پاس آئیں تو کہنا آپ نے مغافیر کھایا ہے رسول اللہ ﷺ تجھ سے انکار کریں گے تو پھر کہنا یہ بو آپ کے منہ سے مجھے کیسی آ رہی ہے؟ آپ فرمائیں گے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کچھ شہد پلایا تھا تو کہنا شاید اس شہد کی مکھی نے درخت عرفط کا عرق چوسا تھا اور میں بھی یہی کہوں

أَنْ أُبَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي بِهِ فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ قَالَ: (لَا). قَالَتْ: فَمَا هٰذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟ قَالَ: (سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ). فَقَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ؟ قَالَ: (لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ). قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَٱللهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قُلْتُ لَهَا: ٱسْكُتِي. [رواه البخاري: ٥٢٦٨]

گی اور اے صفیہ رضی اللہ عنہا تم بھی یہی کہنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سودۃ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آکر ابھی میرے دروازے پر کھڑے ہوئے ہی تھے میں نے تمہارے ڈر سے ارادہ کیا کہ ابھی سے پکار کر آپ سے وہ کہہ دوں جو تم نے کہا تھا مگر جب آپ حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا کے قریب پہنچے تو اس نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تو انہوں نے دوبارہ عرض کیا پھر آپ کے منہ سے مجھے بو کیسی آتی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے تب حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ شاید اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا پھر جب آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی آپ سے یہی کہا پھر جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے یہی کہا چنانچہ جب آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوبارہ تشریف لے گئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو شہد اور پلاؤں آپ نے فرمایا مجھے شہد کی ضرورت نہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے پھر حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا نے خوش ہو کر کہا اللہ کی قسم ہم نے (اس حیلہ) سے آپ کو شہد سے محروم کردیا میں نے اس سے کہا خاموش رہو۔

فوائد: صحیح بخاری کی حدیث (۵۲۶۷) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد نوش فرمایا بعض روایات میں حضرت سودہ اور حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پینے کا ذکر ہے راجح بات یہ ہے کہ آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیتے تھے متعدد واقعات بھی ہو سکتے ہیں البتہ آیت تحریم کا ذکر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ضمن میں ہوا ہے۔ (فتح الباری:۹/۳۷۶)

٥ - باب: الْخُلْعُ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ وَقَولُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا مِمَّا ءَاتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَن يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ﴾

باب ۵: خلع کا بیان اور اس میں طلاق کیسے ہوگی؟ فرمان باری تعالیٰ:
"تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ انہیں دیا ہے، اسے واپس لو مگر اس اندیشہ کی صورت میں کہ میاں بیوی حدود اللہ کی پابندی نہیں کر سکیں گے"

١٨٧٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ ما أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟). قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (اقْبَلِ الحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً).
[رواه البخاري: ٥٢٧٥]

۱۸۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی دینداری اور روا داری میں کچھ عیب نہیں پاتی مگر مجھے یہ ناگوار ہے کہ مسلمان ہو کر خاوند کی ناشکری کا ارتکاب کروں آپ نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرتی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ثابت رضی اللہ عنہ! اپنا باغ لے کر اسے ایک طلاق دے دو۔

فوائد: حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما نے پہلے حضرت حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو اس نے بھی ان سے خلع لیا اور یہ اسلام میں پہلا خلع تھا پھر انہوں نے جمیلہ بنت ابی رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جس کا ذکر اس حدیث میں ہے اس نے بھی بذریعہ خلع علیحدگی اختیار کی۔ (فتح الباری:۹/۳۹۹)

٦ - باب: شَفَاعَةُ النَّبِيِّ ﷺ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ

باب ۶: رسول اللہ ﷺ کا بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر سے سفارش کرنا

١٨٧٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ: (يَا

۱۸۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا مغیث رضی اللہ عنہ نامی خاوند غلام تھا گویا کہ میں اسے اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ اپنی داڑھی پر آنسو بہاتے ہوئے بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے گھوم رہا ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس

عَبَّاسُ، أَلاَ تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا؟). فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَوْ رَاجَعْتِهِ). قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَأْمُرُنِي؟ قَالَ: (إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ). قَالَتْ: فَلاَ حَاجَةَ لِي فِيهِ. [رواه البخاري: ٥٢٨٣]

رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر تعجب نہیں پھر آپ نے فرمایا اے بریرہ رضی اللہ عنہا! اگر تو مغیث کے پاس آجاؤ تو اچھا ہے اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا (حکم نہیں) بلکہ سفارش کرتا ہوں اس نے عرض کیا اب مجھے اس کے پاس رہنے کی خواہش نہیں ہے۔

فوائد: آزادی کے وقت اگر خاوند غلام ہو تو عورت کو اختیار ہوتا ہے کہ اسے بحیثیت خاوند قبول کیے رکھے یا اس سے علیحدگی اختیار کر لے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو جب آزادی ملی تو اس کے خاوند حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کسی کے غلام تھے اس لئے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیا گیا بعض روایات میں اس کے خاوند کے آزاد ہونے کا ذکر ہے لیکن یہ درست نہیں بلکہ وہ غلام تھے۔ (فتح الباری:۹/۴۰۷)

٧ - باب: اللِّعَانُ

باب ۷: لعان کا بیان

١٨٨٠ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا). وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. [رواه البخاري: ٥٣٠٤]

۱۸۸۰۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرکے فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح (قریب) ہوں گے دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا ہوا تھا۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر گونگا اشارے سے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو اس پر حد قذف نہیں اور نہ ہی لعان واجب ہوتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے امام بخاری نے متعدد احادیث لاکر ثابت کیا ہے کہ اشارہ بھی بات کے قائم مقام ہوتا ہے مذکورہ حدیث میں بھی اسی موقف کو ثابت کیا گیا ہے۔ (فتح الباری:۹/۴۴۱)

٨ - باب: إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ

باب ۸: اگر کوئی اشارتاً اپنے بچے کا انکار کردے تو کیا حکم ہے؟

١٨٨١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:

۱۸۸۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا

يَا رَسُولَ ٱللهِ، وُلِدَ لِي غُلاَمٌ أَسْوَدُ، فَقَالَ: (هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (ما أَلْوَانُهَا؟). قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: (هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (فَأَنَّى ذٰلِكَ؟). قَالَ: لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ: (فَلَعَلَّ ٱبْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ). [رواه البخاري: ٥٣٠٥]

یا رسول اللہ ﷺ میرے ہاں سیاہ لڑکا پیدا ہوا ہے آپ نے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ان کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے عرض کیا: ان کا سرخ رنگ ہے آپ نے فرمایا کہ ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ کہاں سے آ گیا؟ کہنے لگا شاید کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہو آپ نے فرمایا تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو گا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ محض شکوک وشبہات کی وجہ سے بچے کا انکار کرنا عقل مندی نہیں ہے جب تک یہ بات پایۂ ثبوت تک نہ پہنچ جائے مثلاً اپنی بیوی کو زنا کا ارتکاب کرتے دیکھا ہو یا دیگر قرائن موجود ہوں کہ نکاح کے بعد چھ ماہ سے پہلے بچہ پیدا ہو گیا ہو۔ (فتح الباری:٥/١٣٠)

٩ - باب: اسْتِتَابَة المُتَلاعِنَين

باب ۹: لعان کرنے والوں کو توبہ کرنے کی تلقین کرنا

١٨٨٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا في حَدِيثِ المُتَلاَعِنَيْنِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُتَلاَعِنَيْنِ: (حِسَابُكُمَا عَلَى ٱللهِ، أَحَدُكُمَا كاذِبٌ، لاَ سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا). قَالَ: مَالِي؟

قَالَ: (لاَ مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا ٱسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ). [رواه البخاري: ٥٣١٢]

۱۸۸۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ دو لعان کرنے والوں کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں لعان کرنے والوں سے فرمایا اللہ تعالیٰ تم دونوں سے حساب لینے والا ہے تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے پھر مرد سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا اب تیرا تعلق عورت سے نہیں رہا اس نے کہا میرا مال تو مجھے واپس ملنا چاہئے آپ نے فرمایا وہ حق مہراب تیرا مال نہیں رہا کیونکہ اگر تو سچا ہے تب بھی اس کی شرمگاہ سے فائدہ اٹھا چکا ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تب تو اور زیادہ تجھے مال نہیں ملنا چاہئے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ لعان کرتے وقت پانچویں قسم کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اسی طرح عورت کے منہ پر بھی ہاتھ رکھا گیا لیکن اس نے آخری قسم بھی دے ڈالی اور کہا کہ میں اپنی برادری کو رسوا نہیں کرنا چاہتی۔ (فتح الباری:٩/٤٤٦)

١٠ - باب: اَلْكُحْلُ لِلْحَادَّةِ

باب ۱۰: سوگ کرنے والی عورت کو سرمہ لگانا ممنوع ہے

١٨٨٣ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا، فَخَشُوا عَلَى عَيْنَيْهَا، فَأَتَوْا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنُوهُ فِي ٱلْكُحْلِ، فَقَالَ: (لاَ تَكَحَّلْ، قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلاَسِهَا، أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا، فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعَرَةٍ، فَلاَ حَتَّى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ). [رواه البخاري: ٥٣٣٨]

۱۸۸۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند وفات پاگیا تو اس کی آنکھوں کے متعلق گھر والوں نے خطرہ محسوس کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا وہ سرمہ نہیں لگا سکتی اس سے پہلے عورت ایک سال تک خراب سے خراب کپڑے پہنے ہوئے برے سے برے جھونپڑے میں پڑی رہتی تھی جب سال پورا ہو جاتا تو بھی کتا گزرنے پر اسے مینگنی مارتی (تب عدت سے فارغ ہوتی) لہٰذا اب ہرگز سرمہ جائز نہیں جب تک کہ چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ اس عورت کو آشوب چشم کا مرض لاحق ہوا اور آنکھ کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے سوگ والی عورت کو سرمہ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن مؤطا میں ہے کہ انتہائی ضرورت کے پیش نظر بوقت رات سرمہ لگایا جائے اور دن کے وقت اسے صاف کر دیا جائے بہتر ہے کہ دیگر ادویات سے علاج کیا جائے اور سرمہ وغیرہ کے استعمال سے گریز کیا جائے۔ (فتح الباری:۴۸۸/۹)

كتاب النفقات

اخراجات کے بیان میں

١٨٨٤ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ، وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً). [رواه البخاري: ٥٣٥١]

۱۸۸۴۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب مسلمان آدمی اپنے اہل وعیال پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں اس کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

فوائد: طلب ثواب کی نیت سے اگر کوئی خوش طبعی کے طور پر بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے گا تو وہ بھی ثواب کا حق دار ہو گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہی فرمایا تھا۔ (صحیح بخاری:۵٦)

١٨٨٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، أَوِ الْقَائِمِ ٱللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ). [رواه البخاري: ٥٣٥٣]

۱۸۸۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیواؤں اور محتاجوں کے لئے تگ و دو کرتا ہو اس کا ثواب اتنا ہے جیسے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو یا جیسے کوئی رات کو تہجد گزار اور دن کے وقت روزہ دار ہو۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ وہ ایسے تہجد گزار کی طرح ہے جو تھکتا نہ ہو اور ایسے روزہ دار کی مانند جو افطار ہی نہ کرے یعنی ایسا آدمی بے شمار اجر وثواب کا حقدار ہے۔ (صحیح بخاری:۶۰۰۷)

١ - باب: حَبْسُ الرَّجُلِ قُوتَ سَنَةٍ عَلَى أَهْلِهِ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ

باب ١: اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کا نان ونفقہ رکھنے اور ان پر خرچ کرنے کی کیفیت

١٨٨٦ : عَنْ عُمَرَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَيَحْبِسُ لِأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ. [رواه البخاري: ٥٣٥٧]

١٨٨٦۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کی کھجوریں بیچتے تھے اور اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کی خوراک جمع کر لیتے تھے۔

فوائد : اموال بنو نضیر رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص تھے سال بھر کے لئے گھر کے اخراجات کے لئے کھجوریں رکھ کر باقی اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ہتھیاروں اور دیگر سامان حرب کی خریداری میں خرچ کر دیتے۔ (صحیح بخاری:۲۹۰۴)

كتاب الاطعمة

کھانے کے احکام ومسائل

۱۸۸۷ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ، فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ، فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ، فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِي مِنَ الجَهْدِ وَالجُوعِ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي، فَقَالَ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ). فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي وَعَرَفَ الَّذِي بِي، فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَحْلِهِ، فَأَمَرَ لِي بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: (عُدْ فَاشْرَبْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ). فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ: (عُدْ). فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ، حَتَّى اسْتَوَى بَطْنِي .فَصَارَ كَالْقِدْحِ، قَالَ: فَلَقِيتُ عُمَرَ، وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِي، وَقُلْتُ لَهُ: تَوَلَّى اللهُ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ

۱۸۸۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے بہت سخت بھوک لگی اس حالت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھنے کی فرمائش کی وہ گھر میں داخل ہو گئے اور مجھے آیت کا معنی بتا دیا۔ میں وہاں سے تھوڑی دور چلا تو مارے مشقت اور بھوک کے منہ کے بل گر پڑا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سرہانے تشریف فرما ہیں آپ نے فرمایا اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا آپ پہچان گئے کہ بھوک کے مارے میری یہ حالت ہو رہی ہے لہٰذا مجھے وہ اپنے گھر لے گئے پھر دودھ کا پیالہ پینے کے لئے عنایت فرمایا میں نے اس سے کچھ نوش کیا آپ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا پھر فرمایا اور پیو میں نے اور پیا حتی کہ میرا پیٹ پھول کر پیالہ جیسا ہوگیا (یا اتنا پیا کہ

أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُ، وَٱللهِ لَقَدِ ٱسْتَقْرَأْتُكَ الآيَةَ، وَلأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ. قَالَ عُمَرُ: وَٱللهِ لأَنْ أَكُونَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ. [رواه البخاري: ٥٣٧٥]

میرا پیٹ تن کر تیر کی طرح برابر ہوگیا) حضرت ابوھریرہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کے پاس آنے کا سارا معاملہ بیان کیا اور ان سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بھوک دور کرنے کے لئے ایسے شخص کو بھیج دیا جو آپ سے زیادہ اس بات کے لائق تھے اللہ کی قسم! میں نے جو آیت آپ سے پڑھنے کی فرمائش کی تھی وہ مجھے آپ سے بہتر آتی تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ کی قسم! اگر میں سمجھ لیتا تو اتنی خوشی مجھے سرخ اونٹوں کے ملنے سے نہ ہوتی جتنی تمہیں کھانا کھلانے سے ہوتی۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ سورۃ آل عمران کی کوئی آیت تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چونکہ اس دن روزہ رکھے ہوئے تھے اور افطاری کے لئے کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہ تھی اس لئے انہوں نے یہ اقدام کیا۔ (فتح الباری: ۹/۵۲۰)

١ - باب: التَّسْمِيَةُ عَلَى الطَّعَامِ وَالأَكْلُ بِالْيَمِينِ

باب ا: کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھے پھر دائیں ہاتھ سے کھائے

١٨٨٨ : عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كُنْتُ غُلاَمًا فِي حَجْرِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يا غُلاَمُ، سَمِّ ٱللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ). فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ. [رواه البخاري: ٥٣٧٦]

١٨٨٨۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابھی نابالغ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کفالت تھا کھانا کھانے کے وقت میرا ہاتھ رکابی کے چاروں طرف گھومتا مجھے اس طرح دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برخوردار بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ پھر اس کے بعد میرے کھانے کا یہی طریقہ رہا۔

فوائد: ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہے اگر شروع میں بھول جائے تو درمیان میں بسم اللہ اولہ و آخرہ کہے نیز بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے اس لئے ہمیں دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم ہے۔ (فتح الباری: ۹/۵۲۱)

٢ - باب: مَنْ أَكَلَ حَتَّى شَبِعَ

باب ۲: جس نے سیر ہو کر کھایا (اس نے درست کیا)

١٨٨٩ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ شَبِعْنَا مِنَ الأَسْوَدَيْنِ: التَّمْرِ وَالْمَاءِ. [رواه البخاري: ٥٣٨٣]

۱۸۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت ہمیں کھجور اور پانی پیٹ بھر کر ملنے لگا تھا۔

فوائد : فتح خیبر کے بعد پیٹ بھر کھانا پینا نصیب ہوا بعض روایات میں پیٹ بھر کر کھانے سے منع بھی وارد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر نہ کھایا جائے جو معدہ میں ثقل' نیند اور سستی کا باعث ہو۔ (فتح الباری:۹/۵۲۸)

٣ - باب: الْخبزُ المُرَقَّقُ وَالأَكْلُ عَلَى الخِوَانِ

باب ۳: چپاتی کا استعمال اور اونچے دستر خوان پر کھانا

١٨٩٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: ما أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ خُبْزًا مُرَقَّقًا، وَلاَ شَاةً مَسْمُوطَةً حَتَّى لَقِيَ ٱللهَ. [رواه البخاري: ٥٣٨٥]

۱۸۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات تک کبھی چپاتی (باریک روٹی) اور بھنی ہوئی بکری تناول نہیں فرمائی۔

فوائد : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دفعہ چپاتی رکھی گئی تو اسے دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی چپاتی کو زندگی بھر کبھی نہ دیکھا تھا یعنی رسول اللہ ﷺ غریبی کھانا تناول کرتے رہے۔ (فتح الباری:۹/۵۳۱)

١٨٩١ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، في رواية، قَالَ: ما عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَلَى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ، وَلاَ خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ، وَلاَ أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ قَطُّ. [رواه البخاري: ٥٣٨٦]

۱۸۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ نے کبھی رکابی میں کھانا کھایا ہو یا آپ کے لئے چپاتی کا اہتمام کیا گیا ہو یا اونچے دستر خوان پر بیٹھ کر کبھی کھانا کھایا ہو۔

فوائد : اونچے میز پر کھانا رکھ کر امیر لوگ کھاتے ہیں تاکہ انہیں جھکنا نہ پڑے جبکہ دور نبوی میں اس کا رواج نہ تھا چنانچہ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ راوی نے دریافت کیا اس وقت کھانا کس چیز پر رکھ کر کھایا جاتا تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا دستر خوان پر۔

٤ - باب: طَعَامُ الوَاحِدِ يَكْفِي الاثْنَيْنِ

باب ۴: ایک آدمی کا کھانا دو کے لئے کافی ہو سکتا ہے

١٨٩٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (طَعَامُ الاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الأَرْبَعَةِ). [رواه البخاري: ٥٣٩٢]

۱۸۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کو کافی ہے اور تین کا چار آدمیوں کو کفایت کر سکتا ہے۔

فوائد: مل بیٹھ کر اکٹھے کھانے میں برکت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ایک روایت میں اس کی صراحت ہے کہ مل بیٹھ کر کھاؤ اور علیحدہ علیحدہ مت بیٹھو کیونکہ ایسا کرنے سے ایک کا کھانا دو کے لئے کفایت کر سکتا ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۳۵)

٥ - باب: المُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعيً وَاحِدٍ

باب ۵: مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے

١٨٩٣ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُؤْتَى بِمِسْكِينٍ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأُتِيَ يَوْمًا بِرَجُلٍ يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيرًا، فَقَالَ لِخَادِمِهِ: لَا تُدْخِلْ هٰذَا عَلَيَّ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (المُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعيً وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ). [رواه البخاري: ٥٣٩٣]

۱۸۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی عادت تھی جب تک وہ کسی مسکین کو بلا کر ساتھ نہ کھلاتے خود بھی نہ کھایا کرتے ایک دن ایک شخص لایا گیا تاکہ وہ آپ کے ساتھ کھانا کھائے تو اس نے بہت کھایا تب انہوں نے اپنے خادم سے کہا آئندہ اسے میرے پاس نہ لانا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مومن تو ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو دنیا کی اس قدر حرص نہیں ہوتی اس لئے اسے تھوڑا سا کھانا ہی کفایت کر جاتا ہے جبکہ اس کے برعکس کافر دنیا کا بڑا حریص اور لالچی ہوتا ہے لہٰذا دنیا جمع کرنا ہی اس کا مطمع نظر ہوتا ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۳۸)

٦ - باب: الأَكْلُ مُتَّكِئًا

باب ۶: تکیہ لگا کر کھانے کی ممانعت کا بیان

١٨٩٤ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ

۱۸۹۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اَللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ: (لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِئٌ). [رواه البخاري: ٥٣٩٩]

انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے اپنے پاس موجود ایک شخص سے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا ہوں

فوائد: بہتر ہے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کھانا کھایا جائے یا قدموں پر بیٹھ کر تناول کیا جائے یا دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر بیٹھ کر بھی کھانا کھایا جا سکتا ہے ٹیک لگا کر کھانے سے پیٹ بڑھ جاتا ہے اس لئے منع فرمایا۔ (فتح الباری:۹/۵۴۲)

٧ - باب: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا

باب ۷: رسول اللہ ﷺ نے کھانے کو کبھی برا نہیں کہا

١٨٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. [رواه البخاري: ٥٤٠٩]

۱۸۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا اگر دل چاہتا تو تناول فرماتے وگرنہ چھوڑ دیتے۔

فوائد: کھانے کے آداب سے ہے کہ عیب جوئی نہ کی جائے یعنی اس میں نمک تھوڑا یا زیادہ ہے یا اس کا شوربا بہت پتلا یا گاڑھا ہے یا اچھی طرح پکا ہوا نہیں ہے کیونکہ اس سے پکانے والے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۴۸)

٨ - باب: اَلنَّفْخُ فِي الشَّعِيرِ

باب ۸: جو کے آٹا سے پھونک مار کر بھوسہ دور کرنا

١٨٩٦ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: هَلْ رَأَيْتُمْ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ النَّقِيَّ؟ قَالَ: لَا، قِيلَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَنْخُلُونَ الشَّعِيرَ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ. [رواه البخاري: ٥٤١٠]

۱۸۹۶۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میدہ دیکھا تھا انہوں نے کہا نہیں ان سے پھر پوچھا گیا کیا تم جو کے آٹے کو چھانتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ پھونک مار کر بھوسہ اڑا دیتے تھے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بعثت سے وفات تک رسول اللہ ﷺ نے چھلنی کو دیکھا تک نہیں۔ (صحیح بخاری:۵۴۱۳)

٩ - باب: مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ

باب ٩: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوراک کا بیان

١٨٩٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَانِي سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ، فَلَمْ يَكُنْ فِيهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا، شَدَّتْ فِي مَضَاغِي. [رواه البخاري: ٥٤١١]

١٨٩٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کھجوریں تقسیم کیں تو ہر ایک شخص کو سات سات کھجوریں دیں چنانچہ مجھے بھی سات کھجوریں عنایت فرمائیں ان میں ایک خراب بھی تھی ان میں سے کوئی کھجور مجھے اس سے زیادہ پسند نہ تھی کیونکہ میں اسے دیر تک چباتا رہا۔

فوائد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر ایسی تنگی تھی کہ ایک آدمی کو کھانے کے لئے صرف سات کھجوریں ملتیں جن میں خراب اور سخت کھجوریں بھی ہوتی تھیں۔

١٨٩٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ، فَدَعَوْهُ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ وَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مِنَ ٱلدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ. [رواه البخاري: ٥٤١٤]

١٨٩٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ان کا ایک ایسے گروہ سے گزر ہوا جس کے پاس بھنی ہوئی بکری تھی انہوں نے انہیں بھی کھانے کی دعوت دی انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی تھی۔

فوائد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی گذر اوقات یاد کر کے اس کا کھانا گوارا نہ کیا چونکہ یہ دعوت ولیمہ نہ تھی اس لئے اسے قبول نہ کیا کیونکہ ولیمہ کے علاوہ دیگر دعوتوں کو قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔ (فتح الباری:٩/٥٥٠)

١٨٩٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ، مُنْذُ قَدِمَ المَدِينَةَ، مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا، حَتَّى قُبِضَ. [رواه البخاري: ٥٤١٦]

١٨٩٩۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب سے رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے آپ کے اہل خانہ نے تین دن تک متواتر کبھی گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں معاشی حالات یہ تھے کہ کبھی گیہوں کی روٹی ملتی تو

اگلے دن جو کی روٹی کھانے کو ملتی اور کبھی جو کی روٹی بھی میسر نہ آتی تو پانی اور کھجوروں پر ہی گذارا کرتے۔

١٠ - باب: التَّلْبِينَةُ

باب ١٠: تلبینہ کا بیان

١٩٠٠ : وعَنْها رَضِيَ اللهُ عَنْها: أَنَّها كانَتْ إِذَا ماتَ المَيِّتُ مِنْ أَهْلِها، فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّساءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَها وخاصَّتَها، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِينَةُ عَلَيْها، ثُمَّ قالَتْ: كُلْنَ مِنْها، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (التَّلْبِينَةُ مَجَمَّةٌ لِفُؤَادِ المَرِيضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الحُزْنِ). [رواه البخاري: ٥٤١٧]

١٩٠٠۔ حضرت عائشہ ؓ سے ہی روایت ہے ان کی عادت تھی کہ جب ان کا کوئی رشتے دار فوت ہوتا اور عورتیں جمع ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلی جاتیں لیکن قریب کی خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو ان کے حکم سے تلبینہ کی ایک ہانڈی پکائی جاتی پھر ثرید تیار کیا جاتا پھر تلبینہ ثرید پر ڈال کر فرماتیں اسے کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تلبینہ سے مریض کے دل کو تسکین ہوتی ہے اور کسی قدر غم بھی غلط ہو جاتا ہے۔

فوائد : تلبینہ آٹے اور دودھ سے بنایا جاتا ہے کبھی اس میں شہد بھی ملاتے ہیں چونکہ سفیدی اور نرمی میں دودھ سے ملتا ہے اس لئے اسے تلبینہ کہا جاتا ہے یہ اس وقت مفید ہوتا ہے جب خوب پکا ہوا اور نرم ہو۔ (فتح الباری:٩/٥٥٠)

١١ - باب: الأكْلُ من الإناءِ المُفَضَّضِ

باب ١١: چاندی یا اس سے ملمع شدہ برتن میں کھانے کا بیان

١٩٠١ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَا تَلْبَسُوا الحَرِيرَ وَلَا الدِّيباجَ، وَلَا تَشْرَبُوا في آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَلَا تَأْكُلُوا في صِحافِها، فَإِنَّها لَهُمْ في الدُّنْيا وَلَنا في الآخِرَةِ). [رواه البخاري: ٥٤٢٦]

١٩٠١۔ حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لوگو! ریشم اور دیبانہ پہنو' سونے چاندی کے برتن میں نہ پیو اور نہ ہی ان سے بنی ہوئی پلیٹوں میں کھانا کھاؤ کیونکہ یہ سامان کفار کے لئے دنیا میں ہے اور ہمارے لئے آخرت میں ہو گا۔

فوائد : اگرچہ حدیث میں پینے کا ذکر ہے تاہم مسلم کی روایت میں ایسے برتنوں میں کھانے کی بھی ممانعت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی سونے' چاندی یا ان کی ملاوٹ سے بنے ہوئے برتنوں

میں پیتا ہے وہ گویا اپنے پیٹ میں آگ انڈیل رہا ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۵۵)

۱۲ - باب: الرَّجُلُ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ

باب ۱۲: جو کوئی اپنے بھائیوں کے لئے پر تکلف کھانے کا اہتمام کرے

۱۹۰۲ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ، وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ، فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا، أَدْعُو رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ، وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ). قَالَ: بَلْ أَذِنْتُ لَهُ. [رواه البخاري: ٥٤٣٤]

۱۹۰۲۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ انصار میں ایک شخص تھا جسے ابو شعیب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا اس کا ایک غلام قصاب تھا اس نے اسے کہا میرے لئے کھانا تیار کردے کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ کی چار آدمیوں کے ساتھ دعوت کرنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سمیت پانچ آدمیوں کو دعوت دی مگر ایک اور شخص بھی ان کے پیچھے ہو لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو شعیب رضی اللہ عنہ! تو نے ہم پانچ آدمیوں کو دعوت تھی لیکن یہ (چھٹا) شخص بھی ہمارے ساتھ چلا آیا ہے لہٰذا تجھے اختیار ہے چاہے اسے اجازت دے چاہے اسے یہیں چھوڑ دے ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ علم اور تقویٰ کے لحاظ سے بڑے لوگوں کو اپنے سے چھوٹے لوگوں کی دعوت قبول کر کے مزدور پیشہ لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے۔ (فتح الباری:۹/۵۶۰)

۱۳ - باب: القِثَّاءُ بِالرُّطَبِ

باب ۱۳: کھجور اور ککڑی ملا کر کھانا

۱۹۰۳ : عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. [رواه البخاري: ٥٤٤٠]

۱۹۰۳۔ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کھجوریں ککڑی کے ساتھ تناول فرما رہے تھے۔

فوائد: یہ دونوں ایک دوسرے کی مصلح ہیں کیونکہ کھجور گرم اور ککڑی سرد ہے یہ دونوں ایک دوسرے کا توڑ ہیں اور مرکب ہونے کی صورت میں معتدل ہو جاتی ہیں۔ (فتح الباری:۹/۵۷۳)

١٤ - باب: الرُّطَبُ وَالتَّمْرُ

١٩٠٤ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: كانَ بِالمَدِينَةِ يَهُودِيٌّ وَكانَ يُسْلِفُنِي في تَمْرِي إِلَى الجَذَاذِ وَكانَتْ لِجَابِرٍ الأَرْضُ الَّتِي بِطَرِيقِ رُومَةَ، فَجَلَسَتْ، فَخَلا عَامًا، فَجَاءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الجَذَاذِ وَلَمْ أَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا، فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى قابِلٍ فَيَأْبَى، فَأُخْبِرَ بِذَٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: (آمْشُوا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُودِيِّ). فَجَاؤُونِي في نَخْلِي، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ، فَيَقُولُ: أَبَا القَاسِمِ لاَ أُنْظِرُهُ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ قامَ فَطَافَ في النَّخْلِ، ثُمَّ جاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبَى، فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيلِ رُطَبٍ، فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَكَلَ، ثُمَّ قالَ: (أَيْنَ عَرِيشُكَ يَا جابِرُ). فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: (آفْرُشْ لِي فِيهِ؟). فَفَرَشْتُهُ، فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ آسْتَيْقَظَ، فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ قامَ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ فَأَبَى عَلَيْهِ، فَقَامَ في الرِّطَابِ في النَّخْلِ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قالَ يَا جابِرُ: (جُذَّ وَٱقْضِ). فَوَقَفَ في الجَذَاذِ، فَجَذَذْتُ مِنْهَا ما قَضَيْتُهُ، وَفَضَلَ مِثْلُهُ، فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ

باب ۱۴: تازہ اور خشک کھجوروں کا بیان

۱۹۰۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا وہ میرے باغ کی کھجوریں اترنے تک مجھے قرض دیا کرتا تھا میرے پاس وہ زمین تھی جو بیر رومہ کے راستہ پر واقع ہے ایک سال خالی گزرا کہ اس میں کھجوریں نہ ہوئیں اور وہ سال گزر گیا کٹائی کے وقت وہ یہودی میرے پاس آیا لیکن میں کاٹتا کیا وہاں کچھ تھا ہی نہیں اس سے آئندہ سال تک کے لئے مہلت مانگی لیکن وہ راضی نہ ہوا پھر یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا چلو ہم اس یہودی سے کہیں کہ وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مزید مہلت دے دے چنانچہ آپ سب میرے باغ میں تشریف لائے اور یہودی سے گفتگو کرنے لگے وہ کہنے لگا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کو مہلت نہیں دوں گا جب آپ نے یہودی کو دیکھا تو کھڑے ہوئے اور کھجور کے درختوں میں ایک چکر لگایا پھر یہودی سے آکر فرمایا مہلت دے لیکن وہ راضی نہ ہوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آخر میں کھڑا ہوا اور باغ سے تھوڑی سی تازہ کھجوریں لاکر آپ کے سامنے رکھ دیں آپ نے تناول فرماکر مجھ سے دریافت کیا اے جابر رضی اللہ عنہ! تیرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ (وہ جھونپڑا جہاں تو آرام کے لئے بیٹھتا ہے) میں نے آپ کو اس جگہ کی نشاندہی کی آپ نے فرمایا جا میرے لئے وہاں بستر کردے میں نے فوراً وہاں بچھونا بچھا دیا آپ نے کچھ دیر آرام فرمایا پھر بیدار

النَّبِيَّ ﷺ فَبَشَّرْتُهُ، فَقَالَ: (أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ). [رواه البخاري: ٥٤٤٣]

ہوئے تو میں مٹھی بھر کھجوریں لے آیا آپ نے وہ بھی کھائیں پھر کھڑے ہوئے اور یہودی کو سمجھایا مگر پھر بھی وہ اپنی ضد پر قائم رہا بالآخر آپ دوسری بار درختوں کے نیچے کھڑے ہوئے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو کھجوریں توڑنا شروع کردے اور یہودی کا قرض بھی ادا کر پھر آپ کھجوریں توڑنے کی جگہ ٹھہر گئے چنانچہ میں نے اتنی کھجوریں توڑیں کہ اس کا قرض بھی ادا ہوگیا اور اسی قدر مزید بچ رہیں سو میں نکلا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر خوشخبری سنائی تو آپ نے خوش ہوکر فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔

فوائد: آپ نے اس لئے شہادت دی کہ یہ ایک کھلا معجزہ تھا جو اللہ کی تائید سے ظاہر ہوا اسی طرح کا ایک معجزہ اس وقت بھی ظاہر جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والدگرامی کا قرض اتارا گیا تھا۔ (فتح الباری:٥٦٧، ٩/٥٦٨)

١٥ - باب: الْعَجْوَةُ

باب ۱۵: عجوہ کھجور کا بیان

١٩٠٥ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ، لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ). [رواه البخاري: ٥٤٤٥]

۱۹۰۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے تو اس دن کوئی زہر یا جادو اس پر اثر نہیں کرے گا۔

فوائد: عجوہ سیاہ رنگ کی ایک کھجور کا نام ہے جو مدینہ منورہ کے علاقہ عالیہ میں پائی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے جنت کا پھل قرار دیا ہے اور نہار منہ کھانے سے زہر' جادو نیز دیگر بیماریوں سے اس میں شفاء کی نشاندہی کی ہے۔ (فتح الباری:١٠/٢٣٠)

١٦ - باب: لَعْقُ الْأَصَابِعِ

باب ۱۶: انگلیوں کے چاٹنے کا بیان

١٩٠٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَكَلَ

۱۹۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا

أَحَدُكُمْ فَلاَ يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا). [رواه البخاري: ٥٤٥٦]

کھائے تو اس وقت تک ہاتھوں کو صاف نہ کرے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا کسی دوسرے کو چٹا نہ دے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور فراغت کے بعد انہیں چاٹتے اس کی (علت) بھی بیان کی گئی ہے کہ کھانے والے کو کیا معلوم کہ برکت کس حصہ میں ہے؟ (فتح الباری:۹/۵۷۸)

۱۹۰۷ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللّٰهِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكُفُّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَأَقْدَامُنَا. [رواه البخاري: ٥٤٥٧]

۱۹۰۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہمارے پاس تولئے نہ تھے پس یہی (ہتھیلیاں) بازو اور پاؤں (سے ہاتھ صاف کر لیتے)

فوائد: اس رومال سے مراد وہ تولیہ نہیں جو نہانے یا وضوء کرنے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے بلکہ وہ کپڑا جو کھانے کے بعد چکناہٹ دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے انگلیاں چاٹنے کے بعد پھر رومال سے انہیں صاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۷۷)

۱۷ - باب: ما يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ

باب ۱۷: کھانے سے فراغت کے بعد کونسی دعا پڑھے؟

۱۹۰۸ : عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: (الحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلاَ مُوَدَّعٍ وَلاَ مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا). [رواه البخاري: ٥٤٥٨]

۱۹۰۸۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اے ہمارے پروردگار اللہ کا شکر ہے بہت سا پاکیزہ بابرکت شکر ایسا شکر نہیں جو ایک بار ہو کر رہ جائے پھر اس کی ضرورت نہ رہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ سے کھانے کے بعد کئی ایک دعائیں مروی ہیں جو بھی آسانی سے یاد ہو جائے اسے پڑھ لینا چاہئے۔ (فتح الباری:۹/۵۸۰)

۱۹۰۹ : وَعَنْهُ أَيْضًا فِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: (الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي

۱۹۰۹۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو

كَفَانَا وَأَرْوَانَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلاَ مَكْفُورٍ). [رواه البخاري: ٥٤٥٩]

پیٹ بھر کر کھلایا اور پلایا یہ شکر ایسا نہیں کہ ایک بار ادا کرنے کے بعد ختم ہو جائے پھر ناشکری کی جائے۔

فوائد : ابو داؤد اور ترمذی میں یہ دعا منقول ہے: ((الحمد لله الذى اطعم وسقى وسوغه وجعل له مخرجا)) (فتح الباری:۹/۵۸۱)

١٨ - باب: قَوْلُ الله تعالَى: ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا﴾

باب ۱۸: ارشاد باری تعالیٰ: "جب تم کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اٹھ جاؤ۔"

١٩١٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ، كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ، أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ، فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَمَا قَامَ الْقَوْمُ، حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ، فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ، حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا، فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ. [رواه البخاري: ٥٤٦٦]

۱۹۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آیت حجاب کا شان نزول سب سے زیادہ مجھے معلوم ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے ہی پوچھا کرتے تھے ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نئی شادی ہوئی تھی اور آپ نے ان سے مدینہ منورہ میں نکاح کیا تھا آپ نے لوگوں کو کھانے کی اس وقت دعوت دی جب دن چڑھ آیا تھا جب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ وہاں بیٹھے رہے اور آپ کے ساتھ چند آدمی باتوں میں مصروف وہاں براجمان رہے آپ اٹھ کر وہاں سے چلے گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس پہنچ کر آپ کو یہ خیال آیا کہ اب لوگ چلے گئے ہوں گے اس لئے واپس چلے آئے اور آپ کے ساتھ میں بھی آگیا دیکھا تو وہ لوگ وہیں اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں پھر آپ واپس تشریف لے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس پہنچے تو پھر لوٹ کر آئے میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو دیکھا کہ اب لوگ جا چکے ہیں پھر آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اس وقت پردے کا حکم نازل

ہوا۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو اس لئے لائے ہیں کہ اس میں کھانے کا ایک ادب بیان ہوا ہے کہ جب کھانے سے فراغت ہو جائے تو اٹھ کر چلے جانا چاہئے وہاں براجمان ہو کر بیٹھے رہنا عقلمندی نہیں بلکہ اس سے اہل خانہ کو تکلیف ہوتی ہے۔

کتاب العقیقة

عقیقہ کے بیان میں

١ - باب: تَسْمِيَةُ الْمَوْلُودِ

باب ۱: نومولود کا نام رکھنا

١٩١١ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: وُلِدَ لِي غُلامٌ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَمَّاهُ إِبْراهِيمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَيَّ. [رواه البخاري: ٥٤٦٧]

۱۹۱۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی نیز اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی پھر وہ بچہ مجھے دے دیا۔

فوائد: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے کہ "جو شخص عقیقہ نہ کرنا چاہئے وہ اپنے بچے کا نام پیدا ہوتے ہی رکھ دے" اور جس نے عقیقہ کرنا ہو وہ ساتویں دن اس کا نام رکھے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ واجب نہیں ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۸۸)

١٩١٢ : حَدِيثُ أَسْماءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما: أَنَّها وَلَدَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، تَقَدَّمَ فِي حَدِيثِ الهِجْرَةِ وَزادَ هُنا: فَفَرِحُوا بِهِ فَرَحًا شَدِيدًا، لِأَنَّهُمْ قِيلَ لَهُمْ: إِنَّ الْيَهُودَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلاَ يُولَدُ لَكُمْ. (راجع: ١٥٩٤) [رواه البخاري: ٥٤٦٩]

۱۹۱۲۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی پیدائش کا واقعہ حدیث ہجرت (۱۵۹۴) میں پہلے گزر چکا ہے اور یہاں اس طریق میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کے پیدا ہونے پر بہت خوش ہوئی کیونکہ ان سے لوگ کہتے تھے کہ یہودیوں نے تم پر جادو کردیا ہے اب تمہارے ہاں اولاد پیدا نہیں ہوگی۔

فوائد: یہودیوں کے بے جا پروپیگنڈے سے کچھ مسلمان بھی متاثر ہوئے لیکن جب مدینہ میں

مہاجرین کے ہاں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو انہوں نے باآواز بلند نعرہ تکبیر بلند کیا کہ مدینہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ (فتح الباری:۹/۵۸۹)

٢ - باب: إِمَاطَةُ الأذىٰ عَنِ الصَّبِيِّ فِي العَقِيقَةِ

باب ۲: عقیقہ کے دن نومولود سے تکلیف دہ چیزیں ہٹانے کا بیان

١٩١٣ : عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عامِرٍ الضَّبِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذىٰ). [رواه البخاري: ٥٤٧٢]

۱۹۱۳۔ حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے لہٰذا اس کی طرف سے عقیقہ کرو اور خون بہاؤ نیز (اس کے بال منڈوا کر یا ختنہ کر کے) اس کی تکلیف دور کرو۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودی بچے کے پیدا ہونے پر ایک مینڈھا ذبح کرتے ہیں اور بچی کی پیدائش پر کچھ بھی ذبح نہیں کرتے تم لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرو۔ (فتح الباری:۹/۵۹۲)

٣ - باب: الْفَرَعُ

باب ۳: فرع کا بیان

١٩١٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (لاَ فَرَعَ وَلاَ عَتِيرَةَ).

وَالْفَرَعُ: أَوَّلُ النِّتَاجِ، كانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَاغِيتِهِمْ، وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ. [رواه البخاري: ٥٤٧٣]

۱۹۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا فرع اور عتیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔

فرع اونٹ کے پہلے بچے کو کہتے ہیں جسے مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے عتیرہ اس بکری کو کہتے ہیں جس کی رجب کے مہینہ میں قربانی کی جاتی تھی۔

فوائد: اللہ کے لئے ذبح کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہاں پہلے بچے یا ماہ رجب کی تخصیص درست نہیں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض کام اصل کے اعتبار سے جائز ہوتے ہیں لیکن بے جا تخصیص کی وجہ سے انہیں ناجائز قرار دیا جاتا ہے مثلاً میت کے لئے ثواب کی نیت سے لوجہ اللہ ذبح کرنا جائز ہے لیکن تیسرے دن یا چہلم کے موقع پر ایسا کرنا جائز نہیں۔

كتاب الذبائح والصيد
ذبیحہ اور شکار کے بیان میں

١ - باب: التَّسْمِيَةُ عَلَى الصَّيْدِ

١٩١٥ : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ، قالَ: (ما أَصابَ بِحَدِّهِ، فَكُلْهُ، وَما أَصابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ). وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ، فَقالَ: (ما أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ، فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكاةٌ، وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلابِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ، فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ، وَقَدْ قَتَلَهُ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّما ذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ). [رواه البخاري: ٥٤٧٥]

باب ۱: شکار پر بسم اللہ پڑھنے کا بیان

۱۹۱۵۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شکار کے متعلق دریافت کیا جو تیر کی ڈنڈی سے کیا جائے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ نوکیلی طرف سے لگے تو اس شکار کو کھاؤ اور اگر آڑا ترچھا لگے (اور شکار مرجائے) تو اسے مت کھاؤ کیونکہ وہ موقوذہ ہے (جسے قرآن نے حرام کیا ہے) پھر میں نے کتے کے مارے ہوئے شکار کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا جس شکار کو کتا تمہارے لئے روکے رکھے اسے تو کھاؤ کیونکہ کتے کا شکار کو پکڑنا شکار کو ذبح کرنے کے مترادف ہے اور اگر اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ اور کتا بھی موجود ہو اور تجھے اندیشہ ہو کہ دوسرے کتے نے بھی اس کے ساتھ شکار کو پکڑ کر مارا ہوگا تو اسے نہ کھاؤ کیونکہ تو نے اپنا کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی دوسرے کتے پر نہیں پڑھی تھی۔

فوائد: باز وغیرہ کے شکار کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ سدھایا ہوا ہو اور بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے نیز

وہ اس شکار سے خود نہ کھائے اس کے علاوہ کارتوس اور چھرے والی بندوق سے شکار کرنا بھی درست ہے بشرطیکہ بسم اللہ پڑھ کر چلائی جائے۔

٢ - باب : صَيْدُ الْقَوْسِ

باب ٢: تیر کمان سے شکار کرنے کا بیان

١٩١٦ : عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قُلْتُ يا نَبِيَّ ٱللهِ، إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ كِتابٍ أَفَنَأْكُلُ في آنِيَتِهِمْ؟ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ، أَصِيدُ بِقَوْسِي، وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ، فَمَا يَصْلُحُ لِي؟ قالَ: (أَمَّا ما ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتابِ: فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلاَ تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَها فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا. وَما صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ ٱسْمَ اللهِ فَكُلْ، وَما صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ ٱسْمَ ٱللهِ فَكُلْ، وَما صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرَ الْمُعَلَّمِ فَأَدْرَكْتَ ذَكاتَهُ فَكُلْ). [رواه البخاري: ٥٤٧٨]

١٩١٦۔ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اہل کتاب کے علاقہ میں رہتے ہیں تو کیا ان کے برتنوں میں کھا پی لیں؟ نیز ہم اس سرزمین میں رہتے ہیں جہاں شکار بہت ہوتا ہے اور میں وہاں تیر کمان سے اور سدھائے اور بغیر سدھائے کتے سے شکار کرتا ہوں تو ان سے کونسا طریقہ میرے لئے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اہل کتاب کا جو تم نے ذکر کیا ہے تو اگر ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن مل سکیں تو اہل کتاب کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر برتن نہ ملیں تو پھر انہیں دھونے کے بعد ان میں کھا سکتے ہو اور جو شکار اپنے تیر کمان سے بسم اللہ پڑھ کر کرو تو اسے کھاؤ اور جو سدھائے ہوئے کتے سے بسم اللہ پڑھ کر شکار کرو اسے بھی کھاؤ اور اگر بغیر سدھائے کتے سے شکار کرو اور اسے ذبح کر سکو تو اسے بھی کھاؤ۔

فوائد: اگرچہ بعض روایات میں صراحت ہے کہ ہمارے علاقہ کے اہل کتاب اپنے برتنوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور ان میں شراب بھی پیتے ہیں تاہم الفاظ حدیث کے عموم کا تقاضا یہی ہے کہ اہل کتاب کے برتنوں کی جب بھی ضرورت پڑے انہیں دھو کر استعمال کیا جائے۔ (فتح الباری:٩/٦٠٦)

٣ - باب : الْخَذْفُ وَالْبُنْدُقَةُ

باب ٣: انگلی سے چھوٹے چھوٹے سنگریزے پھینکنے اور غلہ مارنے کا بیان

١٩١٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً

١٩١٧۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ انگلی سے چھوٹے

يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: لَا تَخْذِفْ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الخَذْفِ، أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الخَذْفَ، وَقَالَ: (إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ، وَلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ، وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ). ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الخَذْفَ وَأَنْتَ تَخْذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا. [رواه البخاري: ٥٤٧٩]

چھوٹے سنگریزے پھینک رہا ہے تو اسے کہا ایسامت کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرماتے یا آپ اسے مکروہ کہتے تھے نیز فرمایا کہ اس سنگریزے سے تو نہ شکار ہوتا ہے اور نہ ہی دشمن زخمی ہوتا ہے البتہ کبھی کبھی دانت ٹوٹ جاتا ہے یا آنکھ پھوٹ جاتی ہے بعد ازاں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو پھر کنکر مارتے دیکھا تو اسے فرمایا کہ میں نے تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی تھی کہ آپ نے اس طرح کنکر پھینکنے سے منع فرمایا یا مکروہ سمجھا ہے لیکن تو باز آنے کی بجائے وہی کام کئے جا رہا ہے میں تجھ سے اتنا عرصہ کسی قسم کی گفتگو نہیں کروں گا۔

فوائد: غلیل کے غلہ سے شکار کرنا درست ہے بشرطیکہ جانور کو ذبح کر لیا جائے اگر غلہ لگنے سے پرندہ مرجائے تو اس کا کھانا جائز نہیں کیونکہ وہ چوٹ لگنے سے مرا ہے جسے موقوذہ کہتے ہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی حکم کی پامالی ترک سلام کا کلام باعث ہوسکتی ہے بلکہ ایسا کرنا دینی غیرت کا تقاضا ہے یہ ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں تین دن سے زیادہ ترک ملاقات کی ممانعت ہے کیونکہ ایسا کرنا کسی ذاتی ناراضگی کی وجہ سے منع ہے۔

٤ - باب: مَنِ اقْتَنَىٰ كَلْباً لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

باب ۴: جو شخص شکار یا حفاظت کے علاوہ بلا ضرورت کتا پالتا ہے

١٩١٨ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنِ اقْتَنَىٰ كَلْبًا، لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ، نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَانِ). [رواه البخاري: ٥٤٨٠]

۱۹۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص ایسا کتا رکھے جو نہ مویشیوں کی حفاظت کے لئے ہو اور نہ ہی شکاری ہو تو اس کے اجر سے دو قیراط روزانہ کمی ہوتی رہتی ہے۔

فوائد: بعض روایات کے مطابق کھیتی کی حفاظت کے لئے رکھا ہوا کتا بھی اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے نیز چوروں یا درندوں سے حفاظت کے لئے گھر میں رکھے ہوئے کتے کو ان پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

(فتح الباری:۹/۶۰۹)

٥ - باب: الصَّيْدُ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً

باب ۵: اگر شکار (زخمی ہو کر) دو تین دن غائب رہے (پھر مردہ ملے تو کیا حکم ہے؟)

۱۹۱۹ : حَدِيث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: تَقَدَّمَ قَرِيبًا، وَزَادَ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَة: (.. وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ، وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ). (راجع: ١٩١٥) [رواه البخاري: ٥٤٨٤]

۱۹۱۹۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث (۱۹۱۵) جو ابھی ابھی گزری ہے یہاں اسی روایت میں اتنا اضافہ ہے اگر تم نے شکار کو تیر مارا اور ایک دو دن کے بعد تمہیں ملا تو اگر تیر کے زخم کے علاوہ اور کسی چوٹ کا نشان اس پر نہ ہو تو کھانا درست ہے اور اگر پانی میں پڑا ملا ہے تو اسے مت کھانا۔

فوائد: پانی میں گرے ہوئے جانور کو کھانے سے اس لئے منع فرمایا کہ شاید تیر لگنے کی وجہ سے نہیں بلکہ پانی میں گرنے کی بناء پر موت واقع ہوئی ہو ایسے حالات میں اس کا کھانا جائز نہیں ہے چنانچہ مسلم کی روایت میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۱۱)

٦ - باب: أَكْلُ الْجَرَادِ

باب ٦: ٹڈی کھانے کا بیان

۱۹۲۰ : عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ سِتًّا، كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. [رواه البخاري: ٥٤٩٥]

۱۹۲۰۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمرا چھ یا سات غزوات میں شرکت کی اور آپ کے ساتھ رہتے ہوئے ٹڈی کھاتے رہے۔

فوائد: ٹڈی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے دو مردار یعنی ٹڈی اور مچھلی اور دو خون جگر اور تلی حلال کر دیئے گئے ہیں۔ (فتح الباری:۹/۶۲۱)

٧ - باب: النَّحْرُ وَالذَّبْحُ

باب ۷: نحر اور ذبح کا بیان

۱۹۲۱ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَسًا، وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ، فَأَكَلْنَاهُ. [رواه البخاري: ٥٥١١]

۱۹۲۱۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک گھوڑا ذبح کیا تھا اور اس کا گوشت کھایا تھا اور ہم اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔

فوائد: نحر اونٹ میں ہوتا ہے اور دوسرے جانور ذبح کئے جاتے ہیں گھوڑے کے لئے نحر اور ذبح

دونوں مروی ہیں اور امام بخاری نے ان دونوں کو بیان کیا ہے اور اشارہ ہے نحر اور ذبح دونوں کا حکم ایک ہی ہے کیونکہ ایک کا اطلاق دوسرے پر جائز ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھوڑا حلال ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۴۳)

٨ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُورَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

باب ۸: شکل بگاڑنے، باندھ کر نشانہ لگانے اور تیر مارنے کی ممانعت کا بیان

١٩٢٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُما: أَنَّهُ مَرَّ بِنَفَرٍ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، فَلَمَّا رَأَوْهُ تَفَرَّقُوا، فَقَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا. [رواه البخاري: ٥٥١٥]

۱۹۲۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرے جو ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کر رہے تھے جب انہوں نے انہیں دیکھا تو ادھر ادھر منتشر ہو گئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا یہ کس نے کیا ہے؟ ایسا کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی ذی روح کو نشانہ بازی کے لئے باندھا وہ ملعون ہے دوسری روایت میں ہے کہ جس نے کسی حیوان کا مثلہ کیا وہ سزوار لعنت ہے یقیناً لعنت زدگی کی وعید اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۴۴)

١٩٢٣ : وَعَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا في رواية أَنَّهُ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ مَثَّلَ بِالحَيَوَانِ. [رواه البخاري: ٥٥١٥]

۱۹۲۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حیوان کا مثلہ یعنی شکل بگاڑنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد: مسند امام احمد کی روایت میں ہے کہ جس نے کسی ذی روح کا مثلہ بنایا پھر توبہ کے بغیر مر گیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا مثلہ کرے گا یعنی اس کی شکل کو بگاڑ دے گا۔ (فتح الباری:۹/۶۴۴)

٩ - باب: لَحْمُ الدَّجَاجِ

باب ۹: مرغی کے گوشت کھانے کا بیان

١٩٢٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ دَجَاجًا. [رواه البخاري: ٥٥١٧]

۱۹۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت (۵۵۱۸) میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری

رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو مرغی کا گوشت نہیں کھاتا تھا کیونکہ اس نے گندگی کھاتے ہوئے دیکھا تھا اس پر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔

١٠ - باب: أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

باب ۱۰: ہر کچلی والے درندے کو کھانا حرام ہے۔

١٩٢٥ : عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ. [رواه البخاري: ٥٥٣٠]

۱۹۲۵۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نیش دار درندے اور ہر چنگال والے پرندے کو کھانے سے منع فرمایا یہ اس وقت جب کوئی پرندہ اپنے پنجے سے شکار کرے جیسے باز اور شکرا وغیرہ نیز آپ نے یہ اعلان فتح خیبر کے موقع پر کیا تھا۔ (فتح الباری:٦/٦٥٦)

١١ - باب: الْمِسْكُ

باب ۱۱: مشک کا بیان

١٩٢٦ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَثَلُ الجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ، كَحَامِلِ المِسْكِ وَنَافِخِ الكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً. وَنَافِخُ الْكِيرِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً). [رواه البخاري: ٥٥٣٤]

۱۹۲۶۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اچھے اور برے ہم نشین کی مثال مشک بردار اور بھٹی دھونکنے والے لوہار کی سی ہے کیونکہ مشک بردار (عطر فروش) یا تو تحفہ کے طور پر کچھ خوشبو تجھے دے گا یا تو اس سے خوشبو خرید لے گا دونوں نہ سہی عمدہ خوشبو تو سونگھ ہی لے گا اور بھٹی دھونکنے والا لوہار تو آگ اڑا کر تیرے کپڑے جلا دے گا یا اس سے سخت بدبو ضرور سونگھے گا۔

فوائد: مشک کو ہرن کی ناف سے برآمد کیا جاتا ہے جبکہ حدیث میں ہے کہ جو زندہ سے کاٹا جائے وہ مردار کے حکم میں ہے امام بخاری اس کی وضاحت کے ذبائح کے باب میں لائے ہیں مشک کے پاک اور طاہر ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں کیونکہ اس کی ہیئت بدل چکی ہے اگرچہ یہ جما ہوا خون ہوتا یہی وجہ ہے خون شہید کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (فتح الباری:٩/٦٦٠)

١٢ - باب: الْوَسْمُ وَالْعَلَمُ فِي الصُّورَةِ

باب ١٢: جانور کو داغنے اور اس کے چہرے پر نشان لگانے کا بیان

١٩٢٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُضْرَبَ الصُّورَةُ. [رواه البخاري: ٥٥٤١]

١٩٢٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد : مسلم کی روایت میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے کو داغنے اور اس پر مارنے سے منع فرمایا نیز اسے باعث لعنت قرار دیا ہے انسان کے چہرے پر مارنے پر بھی وعید آئی ہے۔ (فتح الباری:٩/٦٧١) بچوں کو تعلیم دینے والوں کے لئے یہ حدیث لمحہ فکریہ ہے۔

كتاب الاضاحي

قربانی کے بیان میں

١ - باب: مَا يُؤكَلُ مِنْ لُحُومِ الأَضَاحِي وَما يُتَزَوَّدُ مِنْهَا

باب ۱: قربانی کے گوشت کو کھانے اور ذخیرہ کرنے کا بیان

١٩٢٨ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلاَ يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَفِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ). فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، نَفْعَلُ كما فَعَلْنَا العَامَ المَاضِي؟ قالَ: (كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَٱدَّخِرُوا، فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا). [رواه البخاري: ٥٥٦٩]

۱۹۲۸۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو قربانی کرے اسے چاہئے کہ تین دن کے بعد تک اس کا گوشت نہ رکھے پھر دوسرا سال آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا گزشتہ سال ہی کی طرح سب گوشت تقسیم کردیں؟ آپ نے فرمایا کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو اس سال چونکہ لوگوں پر تنگی تھی اس لئے میں نے چاہا کہ تم اس طرح سے غریبوں کی مدد کرو۔

فوائد : مسلم کی بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت خود کھاؤ، کھلاؤ اور صدقہ کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے تین حصے کر لئے جائیں اپنے لئے، دوست واحباب کے لئے اور غرباء ومساکین کے لئے قرآن میں بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۷)

١٩٢٩ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ صَلَّى العِيدَ يَوْمَ

۱۹۲۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پہلے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ ارشاد

الأَضْحى قَبْلَ الخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، أَمَّا أَحَدُهُما فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَأَمَّا الآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ. [رواه البخاري: ٥٥٧١]

فرمایا فرمانے لگے اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں عیدوں (عیدالفطر اور عیدالاضحی) میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ عیدالفطر تو تمہارے روزوں کے افطار کا دن ہے اور عیدالاضحی تمہارے لئے قربانی کا گوشت کھانے کا دن ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جس دن عید ہو اس دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے اور جس دن روزہ ہو اس دن عید نہیں ہوتی رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس دن پیدا ہوئے تھے لیکن ہمارے ہاں اس دن عید میلاد منائی جاتی ہے جو ان احادیث کے خلاف ہے۔

كتاب الاشربة

مشروبات کا بیان

۱۹۳۰ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ : (مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ فِي ٱلدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الآخِرَةِ). [رواه البخاري: ٥٥٧٥]

۱۹۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی تو اسے آخرت کی شراب سے محروم رکھا جائے گا۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ شراب نوشی کرنے والا جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا اگر اللہ معاف کر دے یا اپنی سزا پوری کر لے تو جنت میں جا سکتا ہے عین ممکن ہے کہ یہ وعید اس شخص کے لئے ہو جو اسے حلال سمجھ کر پیتا ہو۔ (فتح الباری:۱۰/۳۲)

۱۹۳۱ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : (لاَ يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَشْرَبُ الخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ). [رواه البخاري: ٥٥٧٨]

۱۹۳۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی زنا کرتا ہے تو وہ عین زنا کے وقت مومن نہیں ہوتا اس طرح جب کوئی شراب پیتا ہے تو وہ عین شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا یوں ہی جب کوئی چوری کرتا ہے تو اس وقت مومن نہیں رہتا۔

فوائد : مطلب یہ ہے کہ شراب نوشی کے وقت وہ نور ایمان سے محروم ہو جاتا ہے ایک روایت میں ہے کہ شراب اور ایمان قلب مومن میں جمع نہیں ہو سکتے ممکن ہے کہ ایک دوسرے کو نکال باہر پھینکے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۴)

۱۹۳۲ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ أَيْضًا :

۱۹۳۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت

(وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ، يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيهَا، حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ). [رواه البخاري: ٥٥٧٨]

میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی ڈاکہ زنی کرتا ہے کہ لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہوں تو وہ لوٹ مار کے وقت مومن نہیں رہتا۔

١ - باب: الخَمْرُ مِنَ العَسَلِ وَهُوَ الْبِتْعُ

باب ١: بتع نامی شہد کی شراب

١٩٣٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ البِتْعِ وَهُوَ نَبِيذُ العَسَلِ، وَكانَ أَهْلُ اليَمَنِ يَشْرَبونَهُ، فَقالَ رَسولُ ٱللهِ ﷺ: (كُلُّ شَرابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرامٌ). [رواه البخاري: ٥٥٨٥]

۱۹۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بتع کے متعلق پوچھا گیا جو شہد کا نبیذ ہوتا ہے اور اہل یمن اسے پیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شراب نشہ لائے وہ حرام ہے۔

فوائد: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تھا کیونکہ یمن میں جو اور شہد سے شراب تیار کی جاتی تھی معلوم ہوا کہ حرمت کی علت اس کا نشہ آور ہونا ہے نیز حدیث میں ہے کہ جس چیز کے زیادہ پینے سے نشہ آئے اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۴۳)

١٩٣٤ : عَنْ أَبِي عامِرٍ الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ ٱلْحِرَ وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ: ٱرْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ ٱللهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٥٥٩٠]

۱۹۳۴۔ حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کرنے ' ریشم پہننے شراب پینے اور باجے بجانے کو حلال سمجھیں گے اور ایسا ہو گا کہ چند لوگ پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ کریں گے شام کے وقت ان کا چرواہا ان کے جانور ان کے پاس لائے گا تو کوئی فقیر ان کے پاس آکر اپنی ضرورت کا سوال کرے گا وہ جواب دیں گے کہ کل کو آنا تو رات کے وقت اللہ تعالیٰ ان پر پہاڑ گرا کر ان کا کام تمام کر دے گا اور کچھ لوگوں کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دے گا

پھر قیامت تک وہ اسی صورت میں رہیں گے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ آلات موسیقی حرام ہیں لیکن امام ابن حزم رحمہ اللہ گانے وغیرہ کے جواز کے قائل ہیں اور اس حدیث کو منقطع قرار دیتے ہیں حالانکہ دیگر طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور متصل ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۵۲)

٢ - باب: الانْتِبَاذُ فِي الأَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ

باب ۲: برتنوں یا لکڑی کے کونڈوں میں نبیذ بنانے کا بیان

١٩٣٥ : عَنْ أَبي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ دَعا النَّبِيَّ ﷺ في عُرْسِهِ، فَكانَتِ امْرَأَتُهُ خادِمَهُمْ، وَهِيَ الْعَرُوسُ، قَالَتْ: أَتَدْرُونَ ما سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَراتٍ مِنَ اللَّيْلِ في تَوْرٍ. [رواه البخاري: ٥٥٩١]

۱۹۳۵۔ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت ولیمہ دی تو ان کی عورت جو دلہن تھی سب لوگوں کی خدمت کر رہی تھی اور کہتی تھی کیا تم جانتے ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کیا پلایا تھا میں نے آپ کے لئے رات سے ہی تھوڑی سی کھجوریں کونڈے میں بھگوئی تھیں (ان کا پانی پلایا تھا)

فوائد: اس حدیث سے نبیذ پینے کا جواز ملتا ہے بشرطیکہ جوش پیدا ہونے سے اس کا ذائقہ نہ تبدیل ہو جائے کیونکہ جوش آنے سے وہ حرام ہو جاتا ہے بعض روایات میں وضاحت ہے کہ نبیذ تیار ہونے سے ایک دن اور ایک رات تک پیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۵۷)

٣ - باب: تَرْخِيصُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ

باب ۳: شراب کے برتنوں سے ممانعت کے بعد پھر آپ کی طرف سے ان کی اجازت دینے کا بیان

١٩٣٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: لَمَّا نَهى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الأَسْقِيَةِ، قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً، فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الجَرِّ غَيْرِ المُزَفَّتِ. [رواه البخاري: ٥٥٩٣]

۱۹۳۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے شراب سے منع فرمایا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ ہر شخص کو برتن مہیا نہیں ہو سکتا تو آپ نے انہیں ایسا مٹکا استعمال کرنے کی اجازت دے دی جو روغن دار نہ ہو۔

فوائد: آغاز اسلام کے وقت مدینہ منورہ میں یہ حکم تھا کہ جن برتنوں میں شراب تیار کی جاتی ہے ان میں نبیذ نہ بنایا جائے تاکہ شراب کی طرف رجحان پیدا نہ ہو جب شراب کی حرمت دلوں میں بیٹھ گئی تو

اس پابندی کو اٹھا دیا گیا۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۸)

٤ - باب: مَنْ رَأَى أَنْ لاَ يَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ إِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَأَنْ لا يَجْعَلَ إِدَامَيْنِ فِي إِدَامٍ

باب ۴: جس نے پکی کچی کھجوروں کو ملا کر بھگونے سے منع کیا وہ یا تو نشہ آور ہونے کی وجہ سے ہے یا اس بنا پر کہ دو سالن مل جاتے ہیں

۱۹۳۷ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ، وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ. [رواه البخاري: ٥٦٠٢]

۱۹۳۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے گدری کھجور اور پختہ کھجور نیز کھجور اور انگور کو نبیذ بنانے کے لئے ملا کر بھگونے سے منع فرمایا ہے اور آپ کا ارشاد گرامی ہے نبیذ بنانے کے لئے ان چیزوں میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بھگویا جائے۔

فوائد : امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ گدری اور پختہ کھجور یا انگور اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے کی ممانعت اس لئے ہے کہ ایسا کرنے سے جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے اگر نشہ پیدا نہ ہو تو بھی دو سالن ملا کر استعمال کرنا خلاف سنت ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۶۷)

٥ - باب: شُرْبُ اللَّبَنِ وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مِنۢ بَيۡنِ فَرۡثٖ وَدَمٖ﴾

باب ۵: دودھ پینے کا بیان نیز ارشاد باری تعالیٰ کہ وہ خون اور گوبر کے درمیان سے ہو کر آتا ہے

۱۹۳۸ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ أَبُو حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَلَّا خَمَّرْتَهُ: وَلَوْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا). [رواه البخاري: ٥٦٠٥]

۱۹۳۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ابو حمید انصاری رضی اللہ عنہ مقام نقیع سے ایک برتن میں رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ لائے تو آپ نے فرمایا تم اسے ڈھانک کر کیوں نہ لائے خواہ اس پر لکڑی کا ٹکڑا ہی رکھ دیتے۔

فوائد : اس سے معلوم ہوا کہ دودھ یا پانی کے برتن کو ڈھانک کر رکھنا چاہئے کیونکہ کھلا رکھنے سے مٹی یا کسی کیڑے مکوڑے کے گرنے کا امکان ہے۔

۱۹۳۹ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۱۹۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، تَغْدُو بِإِنَاءٍ، وَتَرُوحُ بِآخَرَ). [رواه البخاري: ٥٦٠٨]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ یہ ہے کہ دودھ دینے والی اونٹنی یا عمدہ بکری دی جائے جو صبح وشام دودھ کا ایک برتن بھر دے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت (۲۶۲۹) میں بہترین صدقہ کے بجائے بہترین عطیہ کے الفاظ ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں صدقہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا کیونکہ اگر صدقہ حقیقی ہو تو رسول اللہ ﷺ کے لئے جائز نہ ہوتا۔ (فتح الباری: ۵/۲۴۴)

٦ - باب: شُرْبُ اللَّبَنِ بِالمَاءِ

باب ۶: دودھ میں پانی ملا کر پینے کا بیان

١٩٤٠ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنْ كانَ عِنْدَكَ ماءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ في شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا). قالَ: وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ المَاءَ في حائِطِهِ، قالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ عِنْدِي مَاءٌ بَائِتٌ، فَٱنْطَلِقْ إِلَى الْعَرِيشِ، قالَ: فَٱنْطَلَقَ بِهِمَا، فَسَكَبَ في قَدَحٍ، ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ، فَشَرِبَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جاءَ مَعَهُ. [رواه البخاري: ٥٦١٣]

۱۹۴۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کسی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا اگر تیرے پاس رات کا ٹھنڈا پانی مشک میں ہو تو لے کر آؤ ورنہ ہم جاری پانی کو منہ لگا کر پی لیتے ہیں راوی کا بیان ہے کہ وہ شخص اپنے باغ میں پانی دے رہا تھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ میری جھونپڑی میں تشریف رکھئے میرے پاس رات کا ٹھنڈا پانی موجود ہے چنانچہ وہ دونوں کو وہاں لے آیا پھر ایک بڑے پیالہ میں پانی ڈال کر اوپر سے اپنی گھریلو بکری کا دودھ نکال کر اس میں ملایا پہلے رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا پھر جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی پیا۔

فوائد: ایک روایت میں جاری پانی کو منہ لگا کر پینے سے ممانعت منقول ہے لیکن اس کی سند کمزور ہے یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان جواز یا انتہائی ضرورت کے پیش نظر ایسا کیا ہو۔ (فتح الباری: ۱۰/۷۷)

٧ - باب: الشُّرْبُ قَائِمًا

باب ۷: کھڑے ہو کر پانی پینا

١٩٤١ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَتَى عَلَى بَابِ الرَّحَبَةِ بِمَاءٍ فَشَرِبَ قائِمًا، فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قائِمٌ، وَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعلَ كما رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ. [رواه البخاري: ٥٦١٥]

۱۹۴۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (مسجد کوفہ) میں بڑے چبوترے کے دروازے پر آئے اور کھڑے ہو کر پانی پیا پھر کہنے لگے بعض لوگ کھڑے کھڑے پانی پینے کو ناپسند سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پانی پیتے دیکھا ہے جس طرح اس وقت تم مجھے دیکھ رہے ہو۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے محدثین کرام نے رفع تعارض کے لئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں یعنی بہتر ہے کہ بیٹھ کر پانی وغیرہ پیا جائے۔ (فتح الباری:۱۰/۸۳)

١٩٤٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ قائِمًا مِنْ زَمْزَمَ. [رواه البخاري: ٥٦١٧]

۱۹۴۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آب زمزم کھڑے ہو کر پیا تھا۔

فوائد: وضوء سے بچا ہوا پانی اور آب زمزم کھڑے ہو کر پینے کے متعلق متعدد روایات مروی ہیں۔

٨ - باب: اخْتِنَاثُ الأَسْقِيَةِ

باب ۸: مشک کا منہ موڑ کر اس سے پانی پینا جائز نہیں

١٩٤٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ. يَعْنِي الشُّرْبَ مِنْ أَفْوَاهِهَا. [رواه البخاري: ٥٦٢٥]

۱۹۴۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کو الٹا کر کے اس کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: اس حکم امتناعی کا سبب یہ ہوا کہ ایک آدمی مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے لگا تو اندر سے سانپ برآمد ہوا اسی طرح کا ایک واقعہ ممانعت کے بعد بھی پیش آیا۔ (فتح الباری:۱۰/۹۱)

١٩٤٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ السِّقَاءِ، وَأَنْ يَمْنَعَ أَحَدُكُمْ جارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي دَارِهِ. [رواه البخاري:

۱۹۴۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے اور مشک ہر دو کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت فرمائی ہے نیز اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی نہ گاڑنے دے۔

[٥٦٢٧

فوائد: مشکیزے کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت کے متعلق کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں ممکن ہے کہ اندر سے کوئی زہریلا کیڑا پیٹ میں چلا جائے یا تیزی سے پانی نکلنے کی وجہ سے باریک شریانوں کو نقصان پہنچ جائے یا پانی زور سے آنے کی وجہ سے اس کے کپڑے وغیرہ خراب ہو جائیں یا سانس کے ذریعے بخارات پانی میں داخل ہو جائیں جس سے دوسروں کو نفرت ہو۔ (فتح الباری:۱۰/۹۱)

٩ - باب: النَّهْيُ عنِ التَّنَفُّسِ في الإِنَاءِ

باب ۹: پیتے وقت برتن میں سانس لینے کی ممانعت

[باب الشرب بنفسين أو ثلاثة]

١٩٤٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَتَنَفَّسُ ثَلاثًا. [رواه البخاري: ٥٦٣١]

۱۹۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ برتن سے پانی پیتے وقت تین بار سانس لیا کرتے تھے۔

فوائد: پینے کے آداب میں سے ہے کہ برتن کے اندر سانس نہ لیا جائے اور نہ ہی اس میں پھونک ماری جائے بلکہ منہ کو برتن سے الگ کر کے سانس لینا چاہئے رسول اللہ ﷺ جب برتن کو منہ کے قریب کرتے تو بسم اللہ کہتے اور برتن کو منہ سے ہٹاتے وقت الحمد للہ کہتے تھے۔ (فتح الباری:۱۰/۹۴)

١٠ - باب: آنِيَةُ الفِضَّةِ

باب ۱۰: چاندی کے برتن میں پینے کی ممانعت

١٩٤٦ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ورَضِيَ ٱللهُ عَنْها، أَنَّ رَسولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الَّذي يَشْرَبُ في آنِيَةِ الفِضَّةِ إِنَّما يُجَرْجِرُ في بَطْنِهِ نارَ جَهَنَّمَ). [رواه البخاري: ٥٦٣٤]

۱۹۴۶۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ گویا اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ گھونٹ گھونٹ کر پیتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جس نے سونے یا چاندی کے برتنوں میں پیا وہ قیامت کے دن جنت میں ملنے والے سونے چاندی کے برتنوں سے محروم رہے گا اس سے معلوم ہوا کہ سونے چاندی کے برتنوں کو کسی قسم کے استعمال میں نہیں لانا چاہئے۔ (فتح الباری:۱۰/۹۷)

١١ - باب: الشُّرْبُ فِي الأَقْدَاحِ

باب ۱۱: بڑے پیالہ سے پانی پینا

١٩٤٧ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ سَقِيفَةَ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالَ: (ٱسْقِنَا يَا سَهْلُ). فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهٰذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ. قَالَ الراوي: فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ. قَالَ: ثُمَّ ٱسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ. [رواه البخاري: ٥٦٣٧]

۱۹۴۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لائے تو فرمایا اے سہل رضی اللہ عنہ ہمیں پانی پلاؤ تو میں نے انہیں ایک پیالے سے پانی پلایا راوی کہتے ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے وہی پیالہ ہمیں نکال کر دکھایا پھر ہم نے بھی اس میں پانی پیا بعد ازاں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے درخواست کی یہ پیالہ انہیں ہدیہ دے چنانچہ انہوں نے انہیں بطور ہبہ عنایت کر دیا۔

فوائد: دنیا دار قسم کے فاسق وفاجر لوگوں کا شعار ہے کہ شراب نوشی کے لئے بڑے بڑے پیالوں کا انتخاب کرتے ہیں اور بڑے فاخرانہ انداز سے شراب نوشی کرتے ہیں تاہم اگر شراب اور ہیئت فاخرانہ سے اجتناب ہو تو ایسے برتنوں کو استعمال کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۹۸)

١٩٤٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ قَدَحُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فِي هٰذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: وَكَانَ فِيهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ: لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَتَرَكَهُ. [رواه البخاري: ٥٦٣٨]

۱۹۴۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ تھا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس پیالہ سے بہت مدت تک پانی پلایا ہے اس پیالہ میں لوہے کا ایک کڑا بھی تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس لوہے کے کڑے کی جگہ سونے یا چاندی کا کڑا ڈلوادیں تب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی کسی چیز کو نہیں بدلنا چاہیے چنانچہ انہوں نے پھر ویسے ہی رہنے دیا۔

فوائد: اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان قائم کیا ہے "رسول اللہ ﷺ کے پیالے اور برتنوں میں پانی پینا" امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا ترکہ صدقہ ہے اس لئے آپ کی وفات کے بعد اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۹۹)

كتاب المرضى
مریضوں کے بیان میں

١ - باب: مَا جاءَ فِي كَفَّارَةِ المَرَضِ

١٩٤٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (ما يُصِيبُ المُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ، وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حَزَنٍ وَلاَ أَذًى وَلاَ غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ). [رواه البخاري: ٥٦٤١، ٥٦٤٢]

باب ۱: کفارۂ مرض کا بیان

۱۹۴۹۔ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان کو جو پریشانی، غم، رنج، تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے حتی کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ رات کے وقت شدت تکلیف کی وجہ سے بستر پر کروٹیں لینے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق عرض کیا اس پر آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ (فتح الباری:۱۰/۱۰۵)

١٩٥٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَثَلُ المُؤْمِنِ كَمَثَلِ الخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا، فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلاَءِ. وَالْفَاجِرُ

۱۹۵۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی مثال جیسے کھیت کا سرسبز وشاداب اور نرم ونازک پودا ہو ہوا آئی تو جھک گیا جب ہوا تھم گئی تو سیدھا ہو گیا ایسے مسلمان مصیبت آنے سے جھک جاتا ہے اور

كَالأَرْزَةِ، صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً، حَتَّى يَقْصِمَهَا اَللهُ إِذَا شَاءَ). [رواه البخاري: ٥٦٤٤]

فاجر کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو سخت ہوتا ہے اور سیدھا رہتا ہے لیکن جب اللہ چاہتا ہے تو اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ بندۂ مومن کو دنیا میں طرح طرح کے مصائب و آلام سے واسطہ پڑتا ہے وہ ایسے حالات میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے ان کے دور ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جبکہ منافق یا کافر خوب آرام میں رہتا ہے تاآنکہ اچانک موت سے اسے ختم کر دیا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۰۷)

١٩٥١ : وَعَنْهُ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللهِ ﷺ: (مَنْ يُرِدِ اَللهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٥٦٤٥]

۱۹۵۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

فوائد: ایک اور حدیث میں ہے کہ بندۂ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بلند مقام مقدر کر دیا جاتا ہے لیکن اعمال صالحہ کے ذریعے اسے حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے کسی بیماری یا ذہنی کوفت میں مبتلا کر کے اسے وہاں فائز کر دیتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۰۹)

٢ - باب: شِدَّةُ المَرَضِ

باب ۲: بیماری کی شدت کا بیان

١٩٥٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اَللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٥٦٤٦]

۱۹۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے بیماری کی سختی اس قدر کسی پر نہیں دیکھی جتنی رسول اللہ ﷺ پر واقع ہوئی تھی۔

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ بندۂ مومن کو اس کے ایمان و یقین کے مطابق آزمایا جاتا ہے چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا ایمان بہت مضبوط ہوتا ہے اس لئے انہیں سخت مصائب و آلام سے دوچار کیا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۱۱)

١٩٥٣ : عَنْ عَبْدِ اَللهِ رَضِيَ اَللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي مَرَضِهِ، وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، وَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، قُلْتُ: إِنَّ ذَاكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ قَالَ: (أَجَلْ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ

۱۹۵۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حالت میں حاضر ہوا کہ آپ سخت بخار میں مبتلا تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کو تو بہت سخت بخار ہے غالباً اس لئے کہ آپ کو دوہرا اجر ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں بے شک مسلمان کو

أَذى إِلاَّ حاتَّ ٱللهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ، كما تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ». [رواه البخاري: ٥٦٤٧]

کوئی تکلیف نہیں پہنچتی مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ ایسے جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے خشک پتے جھڑ جاتے ہیں۔

فوائد : طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ مومن پر تکلیف آنے کی وجہ سے اس کی نیکیوں میں اضافہ اور درجات میں بلندی ہوتی ہے اور اس کی برائیوں کو بھی دور کر دیا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۰۵)

٣ - باب: فَضْلُ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ

باب ۳: جسے بندش ہوا کیوجہ سے مرگی لاحق ہو اس کی فضیلت کا بیان

١٩٥٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لِبَعْضِ أَصْحابِهِ: أَلاَ أُرِيكَ ٱمْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الجنَّةِ؟ قالَ: بَلَى، قالَ: هٰذِه المَرْأَةُ السَّوْداءُ، أَتَتِ النَّبِي ﷺ فَقالَت: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتكَشَّفُ، فَٱدْعُ ٱللهَ لِي، قَالَ: «إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ ٱللهَ أَنْ يُعَافِيَكِ». فَقالَتْ: إِنِّي أَصْبِرُ، فَقالَتْ: إِنِّي أَتكَشَّفُ، فَٱدْعُ ٱللهَ أَنْ لاَ أَتكَشَّفَ، فَدَعا لَهَا. [رواه البخاري: ٥٦٥٢]

۱۹۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ انہوں نے کہا ضرور دکھائیں فرمانے لگے یہ کالی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور عرض کیا تھا کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور اس حالت میں میرا ستر کھل جاتا ہے لہٰذا آپ اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے آپ نے فرمایا تم چاہو تو صبر کرو اور اس کے عوض تمہیں جنت ملے گی اور اگر چاہو تو تیرے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں اس تکلیف سے نجات دے وہ کہنے لگی میں صبر کروں گی پھر کہنے لگی میرا جو ستر کھل جاتا ہے اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ یہ نہ کھلا کرے تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی (چنانچہ پھر کبھی دورہ کے دوران ستر نہیں کھلا)

فوائد : عام طور پر اطباء نے مرگی کی دو وجوہات بیان کی ہیں ایک یہ کہ خون گاڑھا ہونے کی وجہ سے دماغ کی باریک شریانوں میں دورہ نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے دماغی توازن برقرار نہیں رہتا اس کی علامت یہ ہے کہ مریض کے منہ سے جھاگ بہتی ہے دوسری یہ کہ خبیث جنوں کی خبیث حرکات مرگی کا باعث ہیں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کو دوسری قسم کی مرگی کا عارضہ تھا۔ (فتح الباری:۱۱۴-۱۰/۱۱۵)

٤ - باب: فَضْلُ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ

باب ۴: جس کی بینائی جاتی رہے اس کی فضیلت

۱۹۵۵ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ ٱللهَ تَعَالَى قَالَ: إِذَا ٱبْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ، عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الجَنَّةَ). يُرِيدُ: عَيْنَيْهِ. [رواه البخاري: ٥٦٥٣]

۱۹۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے میں اپنے جس بندے کی دو پیاری چیزیں یعنی دونوں آنکھیں لے لیتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کے بدلہ میں اسے جنت عطا کروں گا۔

فوائد: حدیث میں مذکور بشارت کے حصول کے لئے یہ شرط ہے کہ صدمہ پہنچتے ہی صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے حسن جزا کی امید رکھے اس پر کسی قسم کی گھبراہٹ یا حرف شکایت کا اظہار نہ کرے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۱۶)

٥ - باب: عِيَادَةُ المَرِيضِ

باب ۵: بیمار کی تیمار داری کرنا

۱۹۵٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَنِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي، لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ. [رواه البخاري: ٥٦٦٤]

۱۹۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ میری تیمار داری کے لئے تشریف لائے نہ خچر پر سوار تھے اور نہ گھوڑے پر (بلکہ پاپیادہ تشریف لائے)

فوائد: مریض کو تیمار داری کے وقت تسلی دینا چاہئے اور اس کے لئے دعا بھی کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کی تیمار داری کرتے تو فرماتے خیر ہے کوئی خطرہ نہیں اگر اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہو گی۔ (فتح الباری:۱۰/۱۲۱)

٦ - باب: مَا رُخِّصَ لِلْمَرِيضِ أَنْ يَقُولَ إِنِّي وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاه أَو اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ وَقَولُ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿أَنِّي مَسَّنِيَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ﴾

باب ۶: مریض کا یوں کہنا کہ میں بیمار ہوں.... بایں دلیل کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا اللہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو بہت رحم کرنے والا ہے

۱۹۵۷ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: وَارَأْسَاهْ، فَقَالَ

۱۹۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ہائے سر درد کہا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر

رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ). فَقَالَتْ عائِشَةُ: وَاثُكْلِيَاهْ، وَٱللهِ إِنِّي لأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ، لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهْ، لَقَدْ هَمَمْتُ، أَوْ أَرَدْتُ، أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَٱبْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ، أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى ٱللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ، أَوْ يَدْفَعُ ٱللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ). [رواه البخاري: ٥٦٦٦]

فرمایا (تجھے کیا فکر ہے؟) اگر اسی درد سے میری زندگی میں ہی تمہارا خاتمہ ہو جاتا ہے تو میں تیرے لئے دعا اور استغفار کروں گا تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے افسوس! اللہ کی قسم! شاید آپ میری موت چاہتے ہیں تاکہ میں مرجاؤں تو آپ آج شام کو ہی اپنی کسی دوسری بیوی سے شب باشی فرمائیں آپ نے فرمایا یہ بات ہرگز نہیں بلکہ میں تو خود درد سر میں مبتلا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں یا ارادہ کرتا ہوں کہ میں حضرت ابوبکر اور ان کے بیٹے رضی اللہ عنہم کے پاس کسی کو بھیجوں اور خلافت کی وصیت کروں تاکہ بعد میں کوئی نہ کہہ سکے اور نہ کوئی اس کی آرزو کر سکے پھر میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کو تو خود کسی دوسرے کی خلافت منظور نہیں اور نہ مسلمان کسی دوسرے کی خلافت کو قبول کریں گے۔

فوائد: چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی آرزو اور امید کے مطابق آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا۔

٧ - باب: تَمَنِّي المَرِيضِ المَوْتَ

باب ٧: مریض کو موت کی آرزو کرنا منع ہے

١٩٥٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْيَقُلْ: ٱللَّهُمَّ أَحْيِنِي ما كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي ما كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي). [رواه البخاري: ٥٦٧١]

١٩٥٨۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو رنج و مصیبت کیوجہ سے موت کی تمنا نہیں کرنا چاہئے اگر کوئی ایسی ہی مجبوری ہو تو یوں کہے اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور اگر میرے لئے مرنا بہتر ہے تو مجھے اٹھا لے۔

فوائد: موت کی آرزو کرنے کے متعلق امام بخاری کا یہ موقف ہے کہ اگر موت کے نشانات و آثار

ظاہر نہ ہوں تو موت کی تمنا کرنا درست نہیں ہاں اگر موت سامنے نظر آجائے تو اچھی موت کی تمنا کرنا جائز ہے جیسا کہ (حدیث نمبر ۵۶۷۴) سے واضح ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۳۰)

۱۹۵۹ : عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ اكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ سَلَفُوا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا، وَإِنَّا أَصَبْنَا مَا لاَ نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ، وَلَوْلاَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ. [رواه البخاري: ۵۶۷۲]

۱۹۵۹۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے جسم پر سات داغ لگوائے تھے (سخت بیماری کی وجہ سے) وہ کہنے لگے ہمارے ساتھی مجھ سے پہلے گزر گئے اور دنیا ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہ کر سکی اور ہم نے تو دنیا کی دولت اتنی پائی کہ اس کو خرچ کرنے کے لئے مٹی کے سوا اور کوئی جگہ نہیں اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اپنے لئے موت کی دعا کرتا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں راوی کا بیان ہے کہ ہم دوبارہ حضرت جناب خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ دیوار بنا رہے تھے ہمیں دیکھ کر کہنے کہ مسلمان کو ہر جگہ خرچ کرنے پر ثواب ملتا ہے مگر عمارت پر خرچ کرنے میں کوئی ثواب نہیں یہ اس صورت میں ہے جب ضرورت سے زائد تعمیرات کی جائیں اس کی بعض احادیث میں وضاحت بھی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۹۳)

۱۹۶۰ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الجَنَّةَ). قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: (لاَ، وَلاَ أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَلاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ المَوْتَ: إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ). [رواه البخاري: ۵۶۷۳]

۱۹۶۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جا سکے گا (بلکہ اللہ کا فضل وکرم درکار ہے) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے دامن رحمت میں چھپا لے لہٰذا اخلاص سے عمل کرو اور اعتدال سے محنت کرو لیکن کسی صورت میں موت کی آرزو نہ کرو کیونکہ اگر نیک آدمی ہے تو اور نیکیاں کرے گا اور اگر گناہگار ہے تو شاید توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں داخلہ صرف اللہ کی رحمت سے ہو گا جبکہ بعض

قرآنی آیات (نحل:۳۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ دخول جنت کا سبب ہوں گے ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ بلاشبہ جنت کا حصول تو رحمت الٰہی کی بناء پر ہوگا جو اعمال صالحہ کے نتیجہ میں شامل ہوگی البتہ جنت میں درجات کا حصول اور منازل کی تقسیم اعمال صالحہ کی وجہ سے ہوگی نیز اعمال صالحہ بھی تو اللہ کی رحمت اور اس کی حسن توفیق سے ہی ہوتے ہیں۔ (فتح الباری:۱۱/۲۹۶)

٨ - باب: دُعَاءُ العَائِدِ لِلْمَرِيضِ

باب ٨: تیمار داری کرنے والا مریض کے لئے کیا دعا مانگے

١٩٦١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، كانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ إِلَيْهِ، قالَ: (أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، ٱشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا). [رواه البخاري: ٥٦٧٥]٦٩ - كتاب الطّب

۱۹۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے۔ پروردگار! لوگوں کی بیماری دور کردے انہیں شفا عنایت فرما تیرے علاوہ کوئی شفا دینے والا نہیں ہے تو ہی شفا دینے والا ہے اور شفا درحقیقت تیری ہی شفا ہے جو کسی بیماری کو نہیں رہنے دیتی۔

فوائد: سابقہ احادیث سے معلوم ہوا تھا کہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور ثواب کا ذریعہ ہے ایسے حالات میں دعا شفاء کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دعا ایک عبادت ہے اس پر بھی ہمیں ثواب ملتا ہے اور بیماری ثواب اور گناہوں کا کفارہ آتے ہی بن جاتی ہے بشرطیکہ اس پر صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا جائے کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لایا جائے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۳۲)

كتاب الطب

علاج کے بیان میں

١ - باب: مَا أَنْزَلَ الله دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

باب ۱: اللہ نے جو بیماریاں پیدا کی ہیں ان سب کے لئے شفا بھی پیدا فرمائی ہے

١٩٦٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً). [رواه البخاري: ٥٦٧٨]

۱۹۶۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کی شفا پیدا نہ کی ہو۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ موت اور بڑھاپے کے لئے کوئی علاج نہیں ہے نیز حدیث میں ہے کہ حرام اشیاء میں شفاء نہیں لہٰذا حرام چیز بطور دوا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۳۵)

٢ - باب: الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ

باب ۲: شفا تین چیزوں میں ہے

١٩٦٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةِ نَارٍ، وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ). [رواه البخاري: ٥٦٨١]

۱۹۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ شفا تین چیزوں میں ہے شہد پینے میں پچھنے لگوانے میں اور آگ سے داغ دینے میں لیکن میں اپنی امت کو داغ دینے سے منع کرتا ہوں۔

فوائد: آگ سے داغ دے کر علاج کرنا حرام نہیں ہے بلکہ نہی تنزیہی پر محمول کرنا چاہئے کیونکہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ نے خود داغ دیا تھا چونکہ اس سے مریض کو بہت تکلیف ہوتی ہے اس

لئے جب کوئی دوسری دوا کارگر نہ ہو تو آگ سے داغ دے کر علاج کیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۳۸/۱۰)

٣ - باب: الدَّوَاءُ بِالْعَسَلِ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾

باب ۳: شہد سے علاج کرنا بدلیل: ارشاد باری تعالیٰ: "اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے

١٩٦٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ، فَقَالَ: (اسْقِهِ عَسَلًا). ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: (اسْقِهِ عَسَلًا). ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: (اسْقِهِ عَسَلًا). ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: فَعَلْتُ؟ فَقَالَ: (صَدَقَ اللهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ، اسْقِهِ عَسَلًا). فَسَقَاهُ فَبَرَأَ. [رواه البخاري: ٥٦٨٤]

۱۹۶۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو پیٹ کی تکلیف ہے (دست آرہے ہیں) آپ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ وہ پھر آیا تو آپ نے فرمایا اور شہد پلاؤ وہ پھر لوٹ کر آیا اور عرض کیا میں شہد پلا چکا ہوں لیکن افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے سچ فرمایا ہے شہد میں شفاء ہے لیکن تیرے بھائی کا پیٹ ہی جھوٹا ہے اسے شہد ہی پلاؤ چنانچہ اس نے پھر شہد پلایا تو وہ تندرست ہوگیا۔

فوائد: دراصل علاج کی دو اقسام ہیں ایک علاج بالموافق اور دوسری علاج بالضد' حدیث میں علاج بالموافق کا بیان ہے اس میں اگرچہ ابتداء میں مرض بڑھتا نظر آتا ہے تاہم فاسد مواد کے اخراج کے بعد مریض کو آرام آجاتا ہے۔

٤ - باب: الحَبَّةُ السَّوْدَاءُ

باب ۴: کلونجی سے علاج کرنے کا بیان

١٩٦٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ هٰذِهِ الحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا مِنَ السَّامِ). قُلْتُ: وَما السَّامُ؟ قَالَ: (المَوْتُ). [رواه البخاري: ٥٦٨٧]

۱۹۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کلونجی ہر مرض کا علاج ہے مگر سام کا نہیں میں نے عرض کیا کہ سام کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا "موت" یعنی اس میں موت کا علاج نہیں ہے۔

فوائد: اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ دوران سفر بیمار ہوگئے شاید انہیں سخت زکام کی شکایت تھی تو ان کے لئے یہ علاج تجویز ہوا کہ کلونجی کو زیتون کے تیل میں پیس کر ناک میں ٹپکایا جائے' بلاشبہ کلونجی میں بہت سے فوائد ہیں۔ (فتح الباری:۱۴۴/۱۰)

٥ - باب: السَّعُوطُ بِالقُسْطِ الهِنْدِيِّ وَالبَحْرِيِّ

باب ۵: قسط ہندی اور بحری کا ناک میں ڈالنا

١٩٦٦ : عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (عَلَيْكُمْ بِهٰذَا العُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ: يُسْعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الجَنْبِ). وَبَاقِي الحَدِيث تَقَدَّم. (لم نعثر عليه) [رواه البخاري: ٥٦٩٢]

۱۹۶۶۔ حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ سے سنا آپ فرما رہے تھے تم عود ہندی کا استعمال ضرور کیا کرو یہ سات بیماریوں میں مفید ہے حلق کے ورم (خناق) کے لئے اسے ناک میں ڈالا جائے اور پسلی کے درد کے لئے حلق میں ڈالا جائے باقی حدیث (۱۶۷) پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: قسط ہندی کی تاثیر گرم خشک ہے حدیث میں اسکے دو فوائد بیان ہوئے ہیں بلاشبہ یہ پیشاب آور' حیض جاری کرنے' انتڑیوں کے کیڑوں کو مارنے' معدہ کو گرم کرنے اور زہر کے اثرات کو دور کرنے میں بہت مفید ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۴۸)

٦ - باب: الحِجَامَةُ مِنَ الدَّاءِ

باب ۶: بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا

١٩٦٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: حَدِيث احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ، حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ تَقَدَّم، وَقَالَ هُنا في آخِرِهِ: إِنَّ رَسولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ أَمْثَلَ ما تَدَاوَيْتُمْ بِهِ ٱلْحِجَامَةُ، وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ).

وَقَالَ: (لاَ تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ). راجع: ١٠٠٤) [رواه البخاري: ٥٦٩٦]

۱۹۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے کا فریضہ حضرت ابو طیبہ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا یہ حدیث (۱۰۰۴) پہلے گزر چکی ہے مگر اس طریق میں اتنا اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پچھنے لگوانا علاج ہے اور عود ہندی بہترین دوا ہے اور آپ نے فرمایا کہ حلق کی بیماری میں بچوں کو (تالو دبا کر) تکلیف نہ دو بلکہ قسط کے استعمال کا التزام کرو (ورم جاتا رہے گا۔)

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "پچھنے لگوانا ایک بہترین علاج ہے لیکن بوڑھوں کا اس سے علاج نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان کے بدن میں حرارت بہت کم ہوتی ہے اور ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۵۱)

٧ - باب: مَنْ لَمْ يُرْقَ

١٩٦٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّونَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، حَتَّى رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: ما هٰذَا؟ أُمَّتِي هٰذِهِ؟ قِيلَ: هٰذَا مُوسى وَقَوْمُهُ، قِيلَ: انْظُرْ إِلَى الأُفُقِ، فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلأُ الأُفُقَ، ثُمَّ قِيلَ لِي: انْظُرْ هَا هُنَا وَها هُنَا في آفاقِ السَّماءِ، فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلأَ الأُفُقَ، قِيلَ: هٰذِهِ أُمَّتُكَ، وَيَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلاَءِ سَبْعُونَ أَلْفاً بِغَيْرِ حِسابٍ). ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَأَفاضَ القَوْمُ، وَقالُوا: نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ، فَنَحْنُ هُمْ، أَوْ أَوْلاَدُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا في الإِسْلاَمِ، فَإِنَّا وُلِدْنَا في الجَاهِلِيَّةِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَخَرَجَ، فَقالَ: (هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَلاَ يَكْتَوُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ). فَقالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قالَ: (نَعَمْ). فَقامَ آخَرُ فَقالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ قالَ: (سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ). [رواه البخاري: ٥٧٠٥]

باب ۷: منتر نہ کرنے کی فضیلت

۱۹۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں اور ایک ایک دو دو نبی بھی گزرنے لگے جن کے ساتھ جماعتیں تھیں مگر کسی نبی کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا پھر ایک بہت بڑی جماعت میرے سامنے لائی گئی میں نے پوچھا یہ کس کی امت ہے شاید میری ہی امت ہو؟ مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے لوگ ہیں البتہ آپ افق آسمان پر دیکھیں میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت نے افق آسمان کو گھیر رکھا ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ افق کے اس طرف دیکھو میں نے دیکھا تو واقعی بہت بڑی جماعت افق کو گھیرے ہوئے تھی پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار ایسے ہیں جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے پھر آپ حجرے میں تشریف لے گئے اور لوگوں سے یہ ظاہر نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ اب اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے باہمی گفتگو شروع کی کہنے لگے ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہے اس لئے وہ لوگ ہم ہوں گے یا ہماری اولاد ہوگی جو حالت اسلام پر پیدا ہوئے ہیں کیونکہ ہم تو زمانہ جاہلیت کی پیدائش ہیں یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا وہ تو ایسے لوگ ہیں جو نہ منتر کریں اور نہ کسی چیز کو منحوس خیال کریں اور نہ داغ دیں

صرف اپنے اللہ پر بھروسہ رکھیں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں بھی ان سے ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ تو آپ نے فرمایا عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے سبقت لے چکا ہے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے ان خوش قسمت حضرات کی چند ایک خصوصیات یہ ہیں: 1 ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ 2 ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے بیک وقت جنت میں داخل ہوں گے۔ 3 ان سے کسی قسم کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ 4 یہ سب جنت بقیع کے قبرستان سے اٹھائے جائیں گے۔ 5 ان کے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد شامل رحمت ہوں گے اس طرح ان کی تعداد چار کروڑ نو لاکھ ہوگی۔ (فتح الباری:۴۰۸، ۴۱۴/۱۰)

٨ - باب: الْجُذَامُ

باب ٨: مرض جذام کا بیان

١٩٦٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ، وَلاَ هَامَةَ وَلاَ صَفَرَ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كما تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ). [رواه البخاري: ٥٧٠٧]

١٩٦٩۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوت لگنا، بدشگونی لینا، الو کا منحوس ہونا اور ماہ صفر کو بے برکت خیال کرنا سب لغو خیالات ہیں البتہ جذام والے سے یوں بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو۔

فوائد: دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذامی کے ساتھ کھانا تناول فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ضعیف الاعتقاد لوگوں کو جذامی آدمی سے الگ رہنا چاہئے تاکہ کسی غلط عقیدہ کا شکار نہ ہو جائیں البتہ پختہ ایمان والے کو ان سے قرب رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتح الباری:۱۶۰/۱۰)

٩ - باب: لا صَفَرَ

باب ٩: صفر کی کوئی حیثیت نہیں

١٩٧٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، في رواية، قَالَ: قَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَمَا بَالُ إِبِلِي، تَكُونُ في الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيَأْتِي الْبَعِيرُ الأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ: (فَمَنْ

١٩٧٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نے حدیث بالا کو سن کر عرض کیا پھر میرے اونٹوں کا ایسا حال کیوں ہوتا ہے؟ وہ ریگستان میں ہرنوں کی طرح بھاگتے ہیں پھر ایک خارشی اونٹ ان میں آجاتا ہے تو اس کے ملنے

أَعْدَى الأَوَّلَ؟). [رواه البخاري: ٥٧١٧]

سے سب خارشی ہو جاتے ہیں آپ نے فرمایا پھر پہلے اونٹ کو کس نے خارشی بنایا تھا؟

فوائد : امام بخاری کے نزدیک صفر ایک پیٹ کی بیماری کا نام ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کے پیٹ میں ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جب وہ کاٹتا ہے تو انسان کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے بالآخر اس سے موت واقع ہو جاتی ہے دور جاہلیت میں اسے متعدی مرض شمار کیا جاتا تھا جس کی نفی کی گئی۔ (فتح الباری:۱۰/۱۷۱)

١٠ - باب: ذَاتُ الْجَنْبِ

باب ۱۰: پسلی کے درد کی دوا کا بیان

١٩٧١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَذِنَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوا مِنَ الْحُمَةِ وَالأُذُنِ. قَالَ أَنَسٌ: كُوِيتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَيٌّ، وَشَهِدَنِي أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو طَلْحَةَ كَوَانِي. [رواه البخاري: ٥٧١٩-٥٧٢١]

۱۹۷۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری گھرانے کو اجازت دی تھی کہ وہ بچھو وغیرہ کے ڈس جانے اور کان کے درد کے لئے دم کر لیا کریں پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پسلی کے درد کی وجہ سے داغ لگوایا تھا اس وقت حضرت ابو طلحہ' انس بن نضر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے واضح رہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے داغ دیا تھا۔

فوائد : ایک حدیث میں ہے کہ دم صرف کسی زہریلی چیز کے ڈس جانے یا نظر بد کے بچاؤ سے ہوتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کان درد کے لئے بھی دم کیا جا سکتا ہے شاید رسول اللہ ﷺ نے بعد میں دم کرنے کا دائرہ وسیع کر دیا ہو۔ (فتح الباری:۱۰/۱۷۳)

١١ - باب: الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

باب ۱۱: بخار بھی جہنم کا شعلہ ہے

١٩٧٢ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا، أَخَذَتِ الْمَاءَ، فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا. وقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ. [رواه

۱۹۷۲۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ان کے پاس کوئی بخار والی عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگوا کر اس کے گریبان میں ڈال دیتیں اور فرمایا کرتیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی طرح بتایا ہے کہ بخار کی حرارت کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

البخاري: ٥٧٢٤]

فوائد : گویا بخار دنیا میں دوزخ کا ایک نمونہ ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب بخار ہوتا تو فرماتے اے اللہ! ہم سے اس عذاب کو دور کر دے۔ (صحیح بخاری حدیث:۵۷۲۳) نیز اس حدیث میں بخار کو ٹھنڈا کرنے کا طریقہ بیان ہوا ہے۔

١٢ - باب: مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ

باب ۱۲: طاعون کا بیان

١٩٧٣ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الطَّاعُونُ شَهادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ). [رواه البخاري: ٥٧٣٢]

۱۹۷۳۔ حضرت انس سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت کا سبب ہے۔

فوائد : حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں اس کے متعلق تین شرائط بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ جہاں طاعون پھیلی ہے وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل نہ ہو دوسری یہ کہ صبر واستقامت کا مظاہرہ کرے تیسری یہ کہ تقدیر پر ایمان اور یقین رکھے۔ (صحیح بخاری:۵۷۳۴)

١٣ - باب: رُقْيَةُ الْعَيْنِ

باب ۱۳: نظر کے دم کا بیان

١٩٧٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: أَمَرَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، أَوْ: أَمَرَ، أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ. [رواه البخاري: ٥٧٣٨]

۱۹۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یا کسی اور کو ارشاد فرمایا کہ جب نظر بد ہو جائے تو دم کر لینا جائز ہے۔

فوائد : نظر کا لگ جانا برحق ہے جیسا کہ بخاری (حدیث:۵۷۴۱) میں ہے نظر بد کے لئے (سورۂ قلم: ۵۱' ۵۲) پڑھ کر دم کیا جائے تو اس کے اثرات بد دور ہو جاتے ہیں۔ یہ دم ہمارا مجرب ہے۔

١٩٧٥ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِهَا جارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ، فَقَالَ: (ٱسْتَرْقُوا لَهَا، فَإِنَّ بِها النَّظْرَةَ). [رواه البخاري: ٥٧٣٩]

۱۹۷۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر ایک بچی دیکھی جس کے چہرے پر سیاہ نشان تھے تو آپ نے فرمایا اس پر کسی سے دم کراؤ کیونکہ اسے نظر ہو گئی ہے۔

فوائد : اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو نظر بد کے اثرات کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نظر میں بہت تاثیر رکھی ہے' دیکھنے والے کی آنکھوں سے زہر نکل کر نظر لگنے والے کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۰۰)

١٤ - باب: رُقْيَةُ الحَيَّةِ وَالعَقْرَبِ

باب ۱۴: سانپ بچھو کے کاٹنے سے دم

١٩٧٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ في الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ. [رواه البخاري: ٥٧٤١]

۱۹۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر زہریلے جانور کے کاٹنے پر دم کرنے کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔

فوائد: حدیث میں بچھو وغیرہ سے بچاؤ کا ایک دم یوں منقول ہے: ((اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من شر ما خلق)) اگر اسے صبح وشام پڑھ لیا جائے تو انسان اللہ کے فضل سے زہریلی اشیاء کی تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔ (عون الباری:۵/۲۵۸)

١٥ - باب: رُقْيَةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۱۵: رسول اللہ ﷺ کے دم کا بیان

١٩٧٧ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ: (بِسْمِ ٱللهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا). [رواه البخاري: ٥٧٤٥]

۱۹۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مریض کے لئے یوں دم کیا کرتے تھے۔

اللہ کے نام کی برکت سے ہماری زمین کی مٹی بعض کے تھوک کے ساتھ اللہ ہی کے حکم سے بیمار کو شفا دیتی ہے۔

فوائد: امام نووی نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا لعاب مبارک شہادت کی انگلی پر لگا کر اسے زمین پر رکھتے اور مذکورہ دعا پڑھتے پھر وہ مٹی مقام ماؤف پر لگا دیتے اللہ کے حکم سے مریض کو صحت ہو جاتی۔ (فتح الباری:۱۰/۲۰۸)

١٦ - باب: الْفَأْلُ

باب ۱۶: فال کا بیان

١٩٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ). قالُوا: وَما الْفَأْلُ يا رَسُولَ ٱللهِ؟ قالَ: (الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ). [رواه البخاري: ٥٧٥٤]

۱۹۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا بدشگونی کوئی چیز نہیں بہتر طریقہ عمدہ فال ہے لوگوں نے عرض کیا فال کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا وہ اچھا کلمہ جو تم کسی شخص سے سنو۔

فوائد: اگر کوئی ناپسندیدہ بات سنے یا دیکھے تو یہ دعا پڑھے: ((اَللّٰهُمَّ لَا يَاتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّاٰتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) (فتح الباری:۱۰/۲۱۳)

١٧ - باب: الْكَهَانَةُ

باب ١٧: کہانت کا بیان

١٩٧٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَضَى فِي ٱمْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ ٱقْتَتَلَتَا، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ، فَأَصَابَ بَطْنَهَا وهِيَ حامِلٌ، فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا، فَٱخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَضَى: أَنَّ دِيَةَ ما فِي بَطْنِهَا غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، فَقَالَ وَلِيُّ المَرْأَةِ الَّتِي غَرِمَتْ: كَيْفَ أَغْرَمُ، يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَنْ لاَ شَرِبَ وَلاَ أَكَلَ، وَلاَ نَطَقَ وَلاَ ٱسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ ذٰلِكَ بَطَلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ). [رواه البخاري: ٥٧٥٨]

١٩٧٩۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے جھگڑنے پر فیصلہ صادر فرمایا ہوا یوں کہ ایک عورت نے دوسری حاملہ عورت کے پیٹ پر پتھر مار دیا تھا جس سے اس کے پیٹ کا بچہ مرگیا تو انہوں نے اپنا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس بچے کی دیت میں ایک غلام یا لونڈی دی جائے یہ سن کر دیت دینے والی عورت کے سرپرست نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اس کی دیت کیسے ادا کروں جس نے کھایا نہ پیا اور نہ وہ بولا نہ چیخا اس پر تو کچھ نہیں ہونا چاہیے بلکہ قابل معافی ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔

فوائد: کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو آئندہ ہونے والی باتیں بتانے کا دعوی کرے ایک حدیث کے مطابق قضاء وقدر کے فرشتے جب گفتگو کرتے ہیں تو شیاطین سن گھن لے کر ان کاہنوں کو بتا دیتے ہیں وہ اپنی طرف سے جھوٹ کی آمیزش کر کے لوگوں کا ایمان' ضمیر اور پیسہ لوٹتے ہیں اسلام نے ان کی تردید فرمائی ہے۔ چونکہ یہ لوگ بڑی مسجع کلام کرتے تھے اس لئے مذکورہ شخص کو کاہنوں کا بھائی کہا گیا۔

١٨ - باب: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

باب ١٨: بعض تقریریں جادو اثر ہوتی ہیں

١٩٨٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلاَنِ مِنْ أَهْلِ المَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا، أَوْ: إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ). [رواه

١٩٨٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل مشرق (نجد) سے دو شخص آئے اور انہوں نے تقریر کی تو لوگ ان کے انداز بیان سے ششدر گئے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض بیان جادو کی طرح پر تاثیر ہوتے ہیں۔

البخاري: ٥٧٦٧]

فوائد: بیان کی دو اقسام ہیں ایک یہ کہ اظہار مافی الضمیر جس انداز سے بھی ہو دوسری یہ کہ اپنا مدعا اس انداز سے بیان کیا جائے جو موثر اور دل نشین ہو اس دوسرے قسم کے بیان کو جادو اثر کہا جاتا ہے۔ اگر یہ انداز حق کی حمایت میں ہو تو قابل تحسین بصورت دیگر قابل مذمت ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۳۷)

١٩ - باب: لاَ عَدْوَى

باب ۱۹: کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی

١٩٨١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ). [رواه البخاري: ٥٧٧٤]

۱۹۸۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیمار اونٹ کو تندرست اونٹوں کے پاس نہ لایا جائے۔

فوائد: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذاتی طور پر کوئی بیماری متعدی نہیں ہے پھر حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو تندرست اونٹ والے کا اعتقاد بگڑ جائے کہ میرے اونٹ کو بیمار اونٹوں کی وجہ سے بیماری لگی ہے یعنی وہم پرست لوگوں کا ایمان بچانے کے لئے آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۴۲)

٢٠ - باب: شُرْبُ السُّمِّ وَالدَّوَاءِ بِهِ وَمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالخَبِيثِ

باب ۲۰: زہر پینا یا زہریلی، خوفناک یا ناپاک دوا استعمال کرنا

١٩٨٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا، فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا). [رواه البخاري: ٥٧٧٨]

۱۹۸۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو دانستہ پہاڑ سے گر پڑا اور اپنے آپ کو مار ڈالا وہ ہمیشہ دوزخ میں یہی عذاب پائے گا کہ پہاڑ سے گرایا جائے گا اور جس نے زہر پی کر خودکشی کی تو دوزخ میں اسے ہمیشہ یہی عذاب دیا جائے گا کہ اس کے ہاتھ میں زہر ہوگا اور وہ پیتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو کسی ہتھیار سے ہلاک کیا اس کو دوزخ میں بھی ہمیشہ ایسا ہی عذاب ہوگا کہ وہی ہتھیار اپنے ہاتھ میں لے کر خود کو مارتا رہے گا۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ ایسی اشیاء جو حرام اور نجس ہیں یا ان کا ضرر رساں ہونا یقینی ہے انہیں بطور علاج استعمال نہیں کرنا چاہئے حدیث میں ان کی ممانعت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام

چیزوں میں شفا نہیں رکھی۔ (فتح الباری: ۷/۲۴۴/۱۰)

٢١ - باب: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الإِنَاءِ

باب ۲۱: اگر مکھی برتن میں گر جاتے تو کیا کرنا چاہیئے؟

١٩٨٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا وَقَعَ ٱلذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ، ثُمَّ لْيَطْرَحْهُ، فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الآخَرِ دَاءً).
[رواه البخاري: ٥٧٨٢]

۱۹۸۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے کھانے کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر پھینک دو کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں بیماری ہوتی ہے۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ اس کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں اس کا تریاق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذیشان فرنگی طب کی تصدیق کا محتاج نہیں تاہم عقل پرست لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے یہ عرض ہے کہ طب جدید نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ مکھی جب گندی اشیاء پر بیٹھتی ہے تو کچھ جراثیم اس کے پر سے چمٹ جاتے ہیں جبکہ کچھ اس کے پیٹ میں گھس جاتے ہیں پیٹ میں داخل ہونے والے جراثیم ایک کیمائی تبدیلی کی وجہ سے ایسے سیال مادہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جو پر سے لگے ہوئے جراثیم کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں مکھی جب کسی کھانے پینے کی چیز پر بیٹھتی ہے تو اس میں بیماری والے جراثیم چھوڑتی ہے اگر اسے ڈبو دیا جائے تو سیال مادے سے وہ جراثیم ختم ہو جاتے ہیں۔

كتاب اللباس

لباس کے بیان میں

١ - باب: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ

باب ۱: جو شخص ٹخنوں سے نیچا کپڑا پہنے وہ دوزخ میں سزا پائے گا

١٩٨٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِي النَّارِ). [رواه البخاري: ٥٧٨٧]

۱۹۸۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے اپنے تہبند کو ٹخنوں سے نیچا کیا وہ آگ میں جلے گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جس نے تکبر کی وجہ سے اپنے ٹخنوں کے نیچے کپڑا چھوڑا وہ قیامت کے دن نظر رحمت سے محروم ہو گا اس وعید سے چار قسم کے لوگ مستثنیٰ ہیں۔ ① عورتوں کو حکم ہے کہ وہ اتنا کپڑا نیچے کریں کہ چلتے وقت پاؤں ننگے نہ ہوں' ② بے خیالی میں اٹھتے وقت کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ ③ کسی کی توند بڑی ہو یا کمر پتلی ہو کوشش کے باوجود بعض اوقات کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ ④ پاؤں پر زخم ہوں تو گرد وغبار یا مکھیوں سے حفاظت کے پیش نظر کپڑا نیچے کرنا۔ (فتح الباری:۲۵۹/۱۰)

٢ - باب: الْبُرُودُ وَالْحِبَرُ وَالشَّمْلَةُ

باب ۲: دھاری دار چادر' یمنی چادر اور شملہ کا پہننا کیسا ہے؟

١٩٨٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ. [رواه البخاري: ٥٨١٣]

۱۹۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کپڑوں سے زیادہ یہی سبز یمنی چادر پسند تھی۔

فوائد: حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے سوال کرنے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی بعض آئمہ نے

بیان کیا ہے کہ سبز رنگ اہل جنت کا ہوگا اس لئے آپ اس رنگ کو پسند فرماتے تھے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۷۷)

١٩٨٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْها: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ. [رواه البخاري: ٥٨١٤]

۱۹۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ایک سبز یمنی چادر آپ کی مبارک نعش پر ڈالی گئی تھی۔

فوائد: شاید امام بخاری اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت کی تردید کرنا چاہتے ہیں کہ آپ یمنی چادروں کے استعمال سے لوگوں کو منع کرتے تھے کہ انہیں رنگتے وقت پیشاب شامل کیا جاتا ہے تاکہ رنگ نہ اترے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۷۷)

٣ - باب: الثِّيابُ الْبِيضُ

باب ۳: سفید لباس کا بیان

١٩٨٧ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ، وَهُوَ نائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقالَ: (ما مِنْ عَبْدٍ قالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ ماتَ عَلَى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الجَنَّةَ). قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قالَ: (وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ). قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قالَ: (وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ). قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قالَ: (وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ).

وَكانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قالَ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ. [رواه البخاري: ٥٨٢٧]

۱۹۸۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سفید کپڑا اوڑھے سو رہے تھے پھر دوبارہ آیا تو آپ بیدار تھے اس وقت آپ نے فرمایا جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا پھر اس عقیدہ توحید پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا گو وہ زنا اور چوری کا مرتکب ہو میں نے پھر عرض کیا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو آپ نے فرمایا ہاں گو وہ زنا اور چوری کا مرتکب ہو میں نے پھر عرض کیا اگرچہ اس نے بدکاری اور چوری کا ارتکاب کیا ہو آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ اس نے زنا اور چوری کا ارتکاب کیا ہو چاہے اس میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی رسوائی ہی کیوں نہ ہو؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو یہ الفاظ ضرور بیان کرتے۔ اگرچہ ابوذر کو یہ ناپسند ہو۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں امام بخاری فرماتے ہیں کہ جو بندہ مرتے وقت یا اس سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کر لے اور شرمندہ ہو پھر لا الہ الا اللہ کہے تو اللہ اسے معاف کر دے گا۔

٤ - باب: لُبْسُ الْحَرِيرِ وَافْتِرَاشُهُ

باب ۴: ریشم کو پہننا اور اسے بچھا کر بیٹھنا کیسا ہے؟

١٩٨٨ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ، إِلَّا هٰكَذَا. وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الإِبْهَامَ، يَعْنِي الأَعْلَامَ. [رواه البخاري: ٥٨٢٨]

۱۹۸۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا ہے پھر آپ نے اپنی شہادت اور درمیانی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا (صرف اتنا جائز ہے اس سے کپڑے کا بیل بوٹا یا حاشیہ مراد ہے۔)

فوائد: قوسین کے درمیان حدیث کے راوی حضرت ابو عثمان نہدی کی وضاحت ہے یعنی دو انگلی چوڑا حاشیہ ریشم کا لگایا جا سکتا ہے۔

٥ - باب: افْتِرَاشُ الْحَرِيرِ

باب ۵: ریشم کو بچھانے کا بیان

١٩٨٩ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ). [رواه البخاري: ٥٨٣٠]

۱۹۸۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا تو وہ آخرت میں ریشم سے محروم رہے گا۔

فوائد: حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم آذربیجان میں حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ فرمان نبوی لکھ کر روانہ کیا تھا۔ (صحیح بخاری: ۵۸۳۰)

١٩٩٠ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ، وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٥٨٣٧]

۱۹۹۰۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے اور ریشم و دیبا کے پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا

فوائد: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریشم کی گدی پر بیٹھنے کے بجائے مجھے آگ کے انگاروں پر بیٹھنا زیادہ مفید ہے اس سے معلوم ہوا کہ ریشم پہننا اور اس کے گدوں پر بیٹھنا دونوں حرام ہیں واضح رہے کہ یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۲۹۲)

٦ - باب: النَّهْيُ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

باب ٦: زعفران کا استعمال مردوں کیلئے ناجائز ہے

١٩٩١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ. [رواه البخاري: ٥٨٤٦]

۱۹۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: امام بخاری کی مراد جسم کے کسی حصہ کو زعفران سے رنگنے کی ممانعت بیان کرنا ہے کیونکہ کپڑے کو زعفرانی رنگ دینے کے متعلق آگے ایک عنوان قائم کیا ہے اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اس امتناعی حکم میں شامل نہیں ہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۳۰۴)

٧ - باب: النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ وَغَيْرُهَا

باب ۷: بالوں سے صاف یا بالوں والی جوتی پہننے کا بیان

١٩٩٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [رواه البخاري: ٥٨٥٠]

۱۹۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیاں پہنے نماز پڑھ لیا کرتے تھے وہ کہنے لگے ہاں۔

فوائد: عرب میں اکثر لوگ دباغت کے بغیر چمڑے کی جوتیاں پہنا کرتے تھے جن پر بال ہوتے امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق عموم سے استدلال کیا ہے کہ لفظ نعل عام ہے خواہ اس پر بال ہوں یا نہ ہوں بالوں کے بغیر صاف چمڑے کی جوتی پہننے کا ذکر احادیث میں عام ملتا ہے۔ (صحیح بخاری:۵۸۵۱)

١٩٩٣ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا). [رواه البخاري: ٥٨٥٥]

۱۹۹۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک جوتی پہن کر نہ چلے دونوں اتارے یا دونوں پہن کر چلے۔

فوائد: اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان قائم کیا ہے کہ ایک پاؤں میں جوتا پہننا اور دوسرے کو ننگا رکھنا منع ہے کیونکہ ایسا کرنا بدنما معلوم ہوتا ہے نیز اس سے پاؤں کو تکلیف پہنچنے کا بھی اندیشہ ہے۔ (عون الباری:۵/۲۸۰)

٨ - باب: يَنْزِعُ نَعْلَهُ الْيُسْرَى

باب ٨: جوتا اتارتے وقت پہلے بایاں اتارنے کا بیان

١٩٩٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (إِذَا ٱنْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمالِ، لِتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُما تُنْعَلُ وَآخِرَهُما تُنْزَعُ). [رواه البخاري: ٥٨٥٦]

١٩٩٤۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی جوتا پہنے تو پہلے دایاں پاؤں ڈالے اور جب اتارے پہلے بایاں پاؤں نکالے تاکہ دایاں پاؤں پہننے میں اول اور اتارنے میں آخر ہو۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ زینت و تکریم کے کاموں میں دائیں جانب سے آغاز فرماتے اور ان کے برعکس بائیں جانب سے شروع کرتے مثلاً بیت الخلا میں داخل ہونا' استنجاء کرنا اور جوتا اتارنا وغیرہ۔ (فتح الباری:۳۱۲/۱۰)

٩ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: لاَ يُنْقَشُ عَلَى نَقْشِ خاتَمِهِ

باب ٩: فرمان نبوی کہ میری انگوٹھی کا نقش کوئی دوسرا نہ بنائے

١٩٩٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ٱتَّخَذَ خاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ ٱللهِ، وَقالَ: (إِنِّي ٱتَّخَذْتُ خاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ ٱللهِ، فَلاَ يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ). [رواه البخاري: ٥٨٧٧]

١٩٩٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کندہ کرائے نیز فرمایا کہ میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوا کر اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کندہ کرایا ہے لہٰذا تم سے کوئی یہ نقش کندہ نہ کرائے۔

فوائد : یہ عبارت کندہ کرانے کی وجہ یہ تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ کا عرب کے باہر ملوک وسلاطین کو دعوتی خط لکھنے کا پروگرام بنا تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ سرکاری مہر کے بغیر کوئی تحریر قبول نہیں کرتے چونکہ اس کی حیثیت ایک سرکاری مہر کی تھی اس لئے لوگوں کو "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کندہ کرنے سے منع فرما دیا۔ (صحیح بخاری:۵۸۷۰)

١٠ - باب: إِخْرَاجُ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوتِ

باب ۱۰: ایسے زنانے مردوں کو نکال دینا چاہئے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں

١٩٩٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، وَقَالَ: (أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ). قَالَ: فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا. [رواه البخاري: ٥٨٨٦]

۱۹۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زنانے مرد اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ انہیں گھروں سے نکال دو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک زنانے شخص کو نکال دیا تھا اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک زنانے مرد کو باہر نکال دیا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی آبادی سے ہر اس شخص کو نکال دینا چاہئے جو اہل اسلام کی ایذا رسانی کا باعث ہو تاوقتیکہ وہ ایذاء رسانی سے باز آجائے اور اللہ کے حضور اپنی توبہ کا نذرانہ پیش کرے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۳۴)

١١ - باب: إِعْفَاءُ اللِّحَى

باب ۱۱: داڑھی کو (اپنی حالت پر) چھوڑ دینے کا بیان

١٩٩٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللِّحىٰ، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ). [رواه البخاري: ٥٨٩٢]

۱۹۹۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو' داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔

فوائد: داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑنا شعائر اسلام سے ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے نیز اسے امور فطرت سے قرار دیا ہے اس کی مخالفت کرنا اہل کتاب' یہود و مجوس سے مشابہت کرنا ہے جس کی دین اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

١٢ - باب: الْخِضَابُ

باب ۱۲: خضاب کا بیان

١٩٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ). [رواه البخاري: ٥٨٩٩]

۱۹۹۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود و نصاری خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو۔

فوائد: یہ حدیث داڑھی اور سر کے بالوں کو خضاب لگانے سے متعلق ہے لیکن خضاب لگاتے وقت سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ صحیح مسلم میں سیاہ رنگ اختیار کرنے کی ممانعت منقول ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۵۵)

۱۳ - باب: الجَعْدُ

باب ۱۳: گھونگھریالے بالوں کا بیان

۱۹۹۹ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ رَجِلًا، لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلاَ الجَعْدِ، بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعاتِقِهِ. [رواه البخاري: ۵۹۰۵]

۱۹۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے اور نہ بہت گھونگھریالے بلکہ قدرے خمیدہ تھے جو کندھے اور کانوں کے درمیان رہتے تھے۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو تک تھے در حقیقت جب آپ بالوں میں کنگھی کرتے تو کندھوں تک آجاتے اور جب آپ انہیں کاٹتے کنگھی نہ کرتے تو کانوں تک رہتے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۵۸)

۲۰۰۰ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ. [رواه البخاري: ۵۹۰۷]

۲۰۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پاؤں پر گوشت تھے میں نے ویسا خوبصورت نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ کے بعد اور آپ کی ہتھیلیاں چوڑی اور کشادہ تھیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ ہونے کا مطلب بعض محدثین نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ بڑے فیاض اور دریا دل تھے اگرچہ حقیقت میں ایسا ہی تھا لیکن یہاں آپ کی شکل وصورت کی تصویر کشی کی جا رہی ہے۔ اس موضوع پر ہماری کتاب ''آئینہ جمال نبوت'' کا مطالعہ مفید رہے گا جسے مکتبہ دار السلام نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے شائع کیا ہے۔

۱۴ - باب: الْقَزَعُ

باب ۱۴: سر کے کچھ بال منڈوانے اور کچھ چھوڑ دینے کا بیان

۲۰۰۱ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ. [رواه البخاري: ۵۹۲۱]

۲۰۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ قزع سے منع فرماتے تھے۔

فوائد: بخاری میں قزع کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ پیشانی اور سر کے دونوں جانب بال چھوڑ کر باقی سر منڈوا دیا جائے اس میں مرد، عورت اور بچے تمام شامل ہیں ممانعت کی وجہ یہود سے مشابہت ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۶۵)

١٥ - باب: تَطْيِيبُ الْمَرْأَةِ زَوْجِهَا بِيَدَيْهَا

باب ۱۵: عورت کا اپنے ہاتھ سے خاوند کو خوشبو لگانا جائز ہے

٢٠٠٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَطْيَبِ ما يَجِدُ، حَتَّى أَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ في رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ. [رواه البخاري: ٥٩٢٣]

۲۰۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو عمدہ سے عمدہ خوشبو جو میسر ہوتی تھی وہ لگایا کرتی تھی یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ کے سر اور داڑھی مبارک میں دیکھتی

فوائد: مرد اور عورت کی خوشبو میں فرق یہ ہے کہ مرد کی خوشبو میں رنگ کے بجائے مہک ہوتی ہے اور عورت کی خوشبو میں مہک کے بجائے رنگ ہوتا ہے نیز عورت کو جائز ہے کہ چہرے پر خوشبو لگائے جبکہ مرد کے لئے یہ جائز نہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۳۶۶)

١٦ - باب: مَنْ لا يَرُدَّ الطِّيبَ

باب ۱۶: جو شخص خوشبو کو واپس نہ کرے

٢٠٠٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ لاَ يَرُدُّ الطِّيبَ. [رواه البخاري: ٥٩٢٩]

۲۰۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ خوشبو کا ہدیہ واپس نہیں فرماتے تھے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تمہیں خوشبو دے تو اسے واپس نہ کرو کیونکہ ایسا کرنے سے انسان زیر بار نہیں ہوتا خود راوی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہی عمل تھا۔ (فتح الباری:۱۰/۳۷۱)

١٧ - باب: الذَّرِيرَةُ

باب ۱۷: ذریرہ (مرکب خوشبو) کا بیان

٢٠٠٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بِيَدَيَّ، بِذَرِيرَةٍ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ، لِلْحِلِّ وَالإِحْرَامِ. [رواه البخاري: ٥٩٣٠]

۲۰۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو احرام کھولتے اور باندھتے وقت اپنے ہاتھ سے خوشبوئے ذریرہ لگائی تھی۔

فوائد: بعض روایات میں وضاحت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھتے،

رمی جمار کے وقت دسویں ذوالحجہ کو طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی تھی۔ (فتح الباری:۲/۴/۱۰)

۱۸ - باب: عَذَابُ الْمُصَوِّرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب ۱۸: جاندار کی تصویر بنانے والوں کی سزا

۲۰۰۵ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ). [رواه البخاري: ۵۹۵۱]

۲۰۰۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن انہیں عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جس کو تم نے بنایا ہے اسے زندہ بھی تم ہی کرو۔

فوائد: تصویر کشی حرام ہے خواہ ہاتھ سے بنائی جائے یا کیمرہ سے' اس کا اپنا وجود ہو یا کسی پر نقش کی جائے صرف غیر جاندار پہاڑ اور درخت وغیرہ کی بنانا جائز ہے ہمارے ہاں مختلف تقریبات کے موقع پر وڈیو فلم تیار کرنا بھی ناجائز ہے۔

۱۹ - باب: نَقْضُ الصُّوَرِ

باب ۱۹: تصویروں کو چاک کرنا

۲۰۰۶ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (قَالَ ٱللهُ تعالى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً). وزادَ في رواية: (فَلْيَخْلُقُوا شَعِيرَةً). [رواه البخاري: ۵۹۵۳]

۲۰۰۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو پیدا کرنے میں میری نقالی کرتا ہے ایک دانہ یا ایک چیونٹی تو پیدا کر دیں۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ ایک جو ہی پیدا کر کے دکھائیں۔

فوائد: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب آپ نے ایک مصور کو دیکھا کہ وہ مکان کی دیوار پر تصویریں بنا رہا تھا اس سے بھی معلوم ہوا کہ عکسی اور نقشی ہر قسم کی تصویر منع ہے۔

کتاب الادب
آداب کے بیان میں

١ - باب: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ

باب ا: حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

٢٠٠٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: (أُمُّكَ). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ أُمُّكَ). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ أُمُّكَ). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ أَبُوكَ). [رواه البخاري: ٥٩٧١]

٢٠٠٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں! پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں! عرض کیا اس کے بعد کون؟ فرمایا: تیری ماں پھر عرض کیا اس کے بعد! تب فرمایا کہ تیرا باپ!

فوائد: خدمت کے سلسلہ میں ماں کے تین درجے اور باپ کا ایک درجہ ہے کیونکہ ماں اس کے متعلق بہت تکلیف اٹھاتی ہے مثلاً نو مہینے تک پیٹ میں رکھتی ہے پھر جنم کے وقت تکلیف اٹھاتی ہے اور دودھ پلاتی ہے۔ (فتح الباری:١٠/٤٠٢)

٢ - باب: لا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

باب ٢: آدمی اپنے والدین کو گالی نہ دے

٢٠٠٨ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ

٢٠٠٨۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت انہوں کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی والدین پر لعنت کرے لوگوں

يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ). قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: (يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ). [رواه البخاري: ٥٩٧٣]

نے عرض کیا والدین پر کوئی کیسے لعنت کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا بایں طور کہ وہ کسی کے باپ کو گالی دے گا نتیجتاً وہ اس کے باپ کو گالی دے گا اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے گا تو وہ اس کے عوض اس کی ماں کو گالی دے گا۔

فوائد: چونکہ یہ اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب بنا ہے گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو کام کسی گناہ کا سبب ہو اسے بھی عمل میں نہیں لانا چاہیے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۰۴)

٣ - باب: إِثْمُ الْقَاطِعِ

باب ۳: قطع رحمی کے گناہ کا بیان

٢٠٠٩ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ). [رواه البخاري: ٥٩٨٤]

۲۰۰۹۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جس قوم میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہے اور وہ اس کی حوصلہ افزائی کریں اس نحوست کی بناء پر تمام قوم اللہ کی رحمت سے محروم کر دی جاتی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۱۵)

٤ - باب: مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ

باب ۴: جو صلہ رحمی کرے گا اللہ اس سے تعلق رکھے گا

٢٠١٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الرَّحِمَ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ اللّٰهُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ). [رواه البخاري: ٥٩٨٨]

۲۰۱۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رحم رحمٰن سے مشتق ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا جو تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا اور جو تجھ سے جدا ہوگا میں بھی اس سے جدا ہوں گا۔

فوائد: اللہ نے جب رحم کو پیدا کیا تو اس نے پروردگار کی کمر تھام لی اور عرض کیا کہ لوگ میرے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ ارشاد فرما کر اس کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ (صحیح بخاری:۵۹۸۷)

[٥ - باب: تُبَلُّ الرَّحِمُ بِبِلالِهَا]

باب ٥: رحم کی تراوت کی بنا پر اس کو تر رکھنا

٢٠١١ : عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ، يَقُولُ: (إِنَّ آلَ أَبِي فُلانٍ لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ، وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبِلاَلِهَا). [رواه البخاري: ٥٩٩٠]

٢٠١١۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ علانیہ فرما رہے تھے کہ فلاں کی اولاد میرے عزیزوں سے نہیں میرا دوست تو اللہ اور صالح لوگ ہیں البتہ ان سے رحم کا رشتہ ہے اگر وہ تر رکھیں گے تو میں بھی تر رکھوں گا۔

فوائد: صلہ رحمی کے کئی ایک دنیوی فوائد بھی ہیں اور اس سے رزق میں فراخی اور عمر میں وسعت پیدا ہوتی ہے نیز لوگوں میں عزت اور وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۲۶)

٦ - باب: رَحْمَةُ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلُهُ وَمُعَانَقَتُهُ

باب ٦: بچے پر شفقت کرنا اسے بوسہ دینا اور گلے لگانا

٢٠١٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: جاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ). [رواه البخاري: ٥٩٩٨]

٢٠١٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا آپ تو بچوں کا بوسہ لیتے ہیں ہم تو ان سے پیار نہیں کرتے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیا کروں جب اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحم کو نکال لیا ہے۔

فوائد: یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے شفقت و محبت کو نکال دیا ہے تو میں اسے واپس نہیں کر سکتا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا جو کسی پر شفقت نہیں کرتا اللہ اس پر مہربانی نہیں کرے گا۔ (فتح الباری:۱۰/۴۳۰)

٧ - باب: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِىءِ

باب ٧: صلہ رحمی کے بدلہ میں اچھا برتاؤ کرنا صلہ رحمی نہیں ہے۔

٢٠١٣ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٢٠١٣ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں صلہ

قَالَ: (لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا). [رواه البخاري: ٥٩٩١]

رحمی کرنے والا وہ نہیں جو صرف بدلہ چکائے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو اپنے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑے۔

فوائد: صلہ رحمی کے تین درجے ہیں پہلا درجہ مواصل کا ہے کہ قطع تعلق کے باوجود صلہ رحمی کرتا رہے دوسرا درجہ مکافی کا ہے کہ صلہ رحمی کے جواب میں صلہ رحمی کرے تیسرا قاطع یعنی تعلقات کو ختم کر دینے والا ایسے حالات میں جو صلہ رحمی کرتا ہے اسے حدیث میں واصل کہا گیا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۲۴)

٢٠١٤ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْيٌ، فَإِذَا ٱمْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِي، إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ، فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: (أَتَرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟). قُلْنَا: لَا، وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ، فَقَالَ: (للهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا). [رواه البخاري: ٥٩٩٩]

۲۰۱۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کچھ قیدی لائے گئے جن میں ایک عورت بھی تھی جس کی چھاتیوں سے دودھ ٹپک رہا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی اتنے میں اسے ایک بچہ قیدیوں میں سے ملا اس نے جھٹ سے اسے چھاتی سے چمٹایا اور دودھ پلانے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں جھونک دے گی ہم نے کہا ہرگز نہیں جب تک اسے قدرت ہوگی وہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالے گی اس پر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی وہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔

فوائد: لفظ عباد اگرچہ عام ہے لیکن اس سے مراد اہل ایمان ہیں جنہیں موت دین اسلام پر آئی ہو اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو آگ میں نہیں ڈالے گا۔ (فتح الباری:۱۰/۴۳۱)

٨-باب: جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ فِي مِائَةِ جُزْءٍ

باب ۸: اللہ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں

٢٠١٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ

۲۰۱۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ

يَقُول: (جَعَلَ ٱللهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ جُزْءًا، وَأَنْزَلَ فِي الأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذٰلِكَ الجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الخَلْقُ، حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا، خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ). [رواه البخاري: ٦٠٠٠]

فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین پر اتارا ہے اس ایک حصہ کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑا بھی اپنے بچے پر سے پاؤں اٹھا لیتا ہے کہ اس کو تکلیف نہ پہنچے۔

فوائد: ایک روایت میں اس ایک رحمت کی مقدار بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان خلاء کو بھرنے کے لئے کافی ہے دوسری روایت میں ہے کہ اگر کافر کو اللہ کے ہاں اس قدر رحمت کا یقین ہو جائے تو کبھی جنت میں داخلہ سے مایوس نہ ہو۔ (فتح الباری: ۱۰/۳۳۴)

٩ - باب: وَضْعُ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

باب ۹: بچے کو ران پر بٹھانے کا بیان

٢٠١٦ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ، وَيُقْعِدُ الحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الآخَرِ، ثُمَّ يَضُمُّهُمَا، ثُمَّ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا). [رواه البخاري: ٦٠٠٣]

۲۰۱۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں جب بچہ تھا تو رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر ایک ران پر بٹھاتے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پھر دونوں کو چمٹا لیتے اور دعا کرتے اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان پر شفقت کرتا ہوں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے بعض دفعہ کسی بچے کو اپنی گود میں بٹھا لیتے اگر وہ وہ پیشاب بھی کر دیتا تو بھی کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہ کرتے۔ (صحیح بخاری: ۶۰۰۲)

١٠ - باب: رَحْمَةُ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

باب ۱۰: آدمیوں اور جانوروں پر رحم کرنا

٢٠١٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي صَلاَةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلاَةِ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا، وَلاَ تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا. فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لِلأَعْرَابِيِّ:

۲۰۱۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اتنے میں ایک دیہاتی نماز میں ہی دعا مانگنے لگا اے اللہ مجھ پر اور حضرت محمد ﷺ پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر جب رسول اللہ

(لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا). [رواه البخاري: ٦٠١٠]

ﷺ نے سلام پھیرا تو دیہاتی سے کہا تو نے کشادہ یعنی اللہ کی رحمت کو تنگ کر دیا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اس دیہاتی پر اس لئے اعتراض کیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے تمام لوگوں کے لئے رحم و کرم مانگنے میں بخل سے کام لیا تھا۔ (فتح الباری:۱۰/۴۳۹)

٢٠١٨ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (تَرَى المُؤْمِنِينَ: فِي تَرَاحُمِهِمْ، وَتَوَادِّهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ، إِذَا ٱشْتَكَى عُضْوٌ، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالحُمَّى). [رواه البخاري: ٦٠١١]

۲۰۱۸۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو مسلمانوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے دوستی قائم رکھنے اور مہربانی کا برتاؤ کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا کہ اگر جسم کا ایک عضو بیمار ہوجاتا ہے تو تمام اعضاء بخار اور بیداری میں اس کے شریک ہوتے ہیں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر مسلم معاشرے میں ایک مسلمان کو کوئی تکلیف ہو تو دنیا بھر کے مسلمان اس وقت تک بے قرار و بے چین رہیں جب تک اس کی تکلیف دور نہ ہو جائے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۴۰)

٢٠١٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا، فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ، إِلاَّ كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٦٠١٢]

۲۰۱۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس مسلمان نے کوئی درخت لگایا اور اس کا پھل انسانوں اور جانوروں نے کھایا تو لگانے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔

فوائد: اس حدیث سے کھیتی باڑی اور شجرکاری کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے کہ اگر اخروی فوز و فلاح کی نیت سے یہ کام کئے جائیں تو اللہ کے ہاں بلا حد و حساب اجر و ثواب کا باعث ہے۔ (صحیح بخاری: حدیث:۲۳۲۰)

٢٠٢٠ : عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ البَجَلِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ). [رواه البخاري: ٦٠١٣]

۲۰۲۰۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کسی پر رحم نہیں کرے گا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! تم اہل زمین پر رحم کرو تم پر آسمان والا یعنی اللہ تعالیٰ رحم و کرم فرمائے گا اس میں اللہ کی تمام مخلوق پر رحم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۴۰)

١١ - باب: الوَصَاةُ بِالجَارِ

باب ۱۱: پڑوسی کے حقوق کا بیان

٢٠٢١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ما زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِيني بِالجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ). [رواه البخاري: ٦٠١٤]

۲۰۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اس قدر تاکید کی کہ مجھے خیال گزرا شاید اسے میرا وارث ہی ٹھہرا دیں گے۔

فوائد: پڑوسی کا خیال رکھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے خود رسول اللہ ﷺ کا ایک یہودی پڑوسی تھا جب آپ گوشت کے لئے کوئی جانور ذبح کرتے تو اس کے گھر بھی بطور ہدیہ بھیجتے۔ (فتح الباری:۴۴۲/۱۰)

١٢ - باب: إِثْمِ مَنْ لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

باب ۱۲: جس شخص کی اذیت رسانی کا پڑوسیوں کو اندیشہ ہو اس کا گناہ

٢٠٢٢ : عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (وَٱللهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَٱللهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَٱللهِ لاَ يُؤْمِنُ). قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (الَّذِي لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ). [رواه البخاري: ٦٠١٦]

۲۰۲۲۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! مومن نہیں ہو سکتا اللہ کی قسم! مومن نہیں ہو سکتا اللہ کی قسم! مومن نہیں ہو سکتا دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا جس کے پڑوسی کو (بجائے آرام کے) اس کی ایذا رسانی کا اندیشہ ہو۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا' یہ اس صورت میں ہے کہ جب پڑوسی کو تنگ کرنا حلال اور جائز سمجھتا ہو افسوس کہ ہمارے معاشرہ میں کچھ اس طرح کے حالات ہیں کہ ایک گھر میں مسرت وشادمانی کی شہنائیاں بج رہی ہوتی ہیں جبکہ پڑوسی کے گھر کسی ناگہانی مصیبت کی وجہ سے صف ماتم بچھی ہوتی ہے۔

١٣ - باب: مَنْ كانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَومِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جارَهُ

باب ۱۳: جو شخص اللہ پر ایمان اور قیامت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے

٢٠٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ:

۲۰۲۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ پر

(مَن كانَ يُؤْمِنُ بِٱللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جارَهُ، وَمَنْ كانَ يُؤْمِنُ بِٱللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كانَ يُؤْمِنُ بِٱللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ). [رواه البخاري: ٦٠١٨]

ایمان اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دینی چاہیے جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنا چاہیئے اور جس کو اللہ اور قیامت پر ایمان ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

فوائد : ایک روایت میں پڑوسی کے حقوق بیان کئے گئے ہیں کہ بوقت ضرورت اسے قرض دیا جائے اور اس کی مدد کی جائے' تیمار داری کی جائے خوشی کے موقع پر مبارک باد کہی جائے غمی کے وقت اسے تسلی دی جائے یعنی اس کی جملہ ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۴۶)

١٤ - باب: كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

باب ۱۴: ہر اچھی بات کا بتا دینا صدقہ دینے کے برابر ہے

٢٠٢٤ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٦٠٢١]

۲۰۲۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی کو کوئی اچھی بات بتانے کا ثواب صدقہ دینے کے برابر ہے۔

فوائد : دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کسی کو اچھی بات نہ بتا سکتا ہو تو اپنے شر سے محفوظ رکھنا بھی صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری:۶۰۲۲)

١٥ - باب: الرِّفْقُ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ

باب ۱۵: ہر امر میں نرمی اور آسانی کرنا چاہیئے

٢٠٢٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ). [رواه البخاري: ٦٠٢٤]

۲۰۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا اللہ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات اس وقت ارشاد فرمائے جب آپ کے پاس کچھ یہودی آئے اور انہوں نے کہا تمہیں موت آئے "السام علیکم" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس شرارت کو سمجھ لیا اور جواباً فرمایا کہ تم پر موت اور پھٹکار ہو اس پر آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

١٦ - باب: تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضِهِمْ بَعْضاً

٢٠٢٦ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا). ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ، أَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: (ٱشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ ٱللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ). [رواه البخاري: ٦٠٢٧]

باب ۱۶: اہل ایمان کا آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا

۲۰۲۶۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رکھتا ہے پھر اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں ڈالا (کہ اس طرح ایک دوسرے سے مل کر قوت دیتے ہیں) اور ایک بار ایسا ہوا کہ آپ تشریف فرما تھے' اتنے میں ایک ضرورتمند شخص آیا اور سوال کرنے لگا تب رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا حاجت مندوں کی سفارش کیا کرو تمہیں سفارش کرنے کا ثواب ملے گا اللہ تعالیٰ تو اپنے نبی ﷺ کی زبان سے وہی فیصلہ کرائے گا جو وہ چاہے گا۔

فوائد: ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی ہر لحاظ سے مدد کرنی چاہئے ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد فرماتے ہیں جب تک وہ دوسرے بھائی کی مدد میں کوشاں رہتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۵۰)

١٧ - باب: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا

٢٠٢٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّابًا، وَلاَ فَحَّاشًا، وَلاَ لَعَّانًا، كَانَ يَقُولُ لأَحَدِنَا عِنْدَ المَعْتَبَةِ: (مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ). [رواه البخاري: ٦٠٣١]

باب ۱۷: رسول اللہ ﷺ سخت گو اور بدزبان نہ تھے

۲۰۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ گالی باز سخت گو' بدزبان اور لعنت بھیجنے والے نہ تھے اگر کبھی کسی پر ناراض ہوتے تو اتنا فرماتے اس کو کیا ہو گیا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ گالی گلوچ اور لعن طعن ایک مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔

١٨ - باب: حُسْنُ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وما يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

باب ۱۸: حسن خلق سخاوت اور ناپسندیدہ بخل کا بیان

٢٠٢٨ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: ما سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لاَ. [رواه البخاري: ٦٠٣٤]

۲۰۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کبھی کوئی چیز مانگی گئی ہو تو آپ نے "نہیں" میں جواب دیا ہو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی مروت کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ کے پاس کوئی چیز ہوتی تو سائل کو اسی وقت دے دیتے تھے اگر نہ ہوتی تو وعدہ فرماتے یا خاموش رہتے دو ٹوک جواب دے کر سائل کی حوصلہ شکنی نہ فرماتے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۵۸)

٢٠٢٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ، وَلاَ: لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلاَ: أَلاَ صَنَعْتَ. [رواه البخاري: ٦٠٣٨]

۲۰۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس برس تک خدمت کی آپ نے اس دوران مجھے کبھی اف تک نہ کہا اور نہ یہ فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا یا یہ کام کیوں نہیں کیا؟

فوائد: حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی جو عادت مبارک بیان ہوئی ہے وہ آپ کی ذاتی معاملات سے متعلق ہے تاہم شرعی معاملات میں ایسا نہ کرتے تھے کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر سختی سے پابند تھے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۶۰)

١٩ - باب: مَا يُنْهىٰ مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ

باب ۱۹: گالی بکنے اور لعنت کرنے سے ممانعت

٢٠٣٠ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ، وَلاَ يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ٱرْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ). [رواه البخاري: ٦٠٤٥]

۲۰۳۰۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جو کوئی کسی مسلمان کو فاسق یا کافر کہے اور وہ درحقیقت فاسق یا کافر نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق یا کافر ہو جائے گا۔

فوائد: اس حدیث کے پیش نظر ہمیں کسی دوسرے کو کافر کہنے میں بہت احتیاط کرنا چاہیے ایک اور

حدیث میں ہے کہ جب انسان کسی کو لعنت کرتا ہے تو وہ سیدھی آسمان کی طرف جاتی ہے پھر زمین کی طرف لوٹ آتی ہے اگر اسے کہیں پناہ نہیں ملتی تو جس پر لعنت کی گئی ہو اس کی طرف رجوع کرتی ہے اگر وہ اس کے لائق ہے تو ٹھیک وگرنہ لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۶۷)

٢٠٣١ : عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلاَمِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَلَيْسَ عَلَى ٱبْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي ٱلدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ). [رواه البخاري: ٦٠٤٧]

۲۰۳۱۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو بیعت رضوان میں شامل تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور ملت کی قسم اٹھائی تو وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا اور ابن آدم پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں جو اس کے اختیار میں نہ ہو اور جس نے دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کی تو اسے قیامت کے دن تک اس چیز سے سزا دی جاتی رہے گی اور جس نے مومن پر لعنت کی وہ اس کے قتل کے مترادف ہے اور جس نے کسی مومن کو کفر سے متہم کیا وہ بھی اس کے قتل کے برابر ہے۔

فوائد : خوارج کی یہ عادت تھی کہ وہ معمولی معمولی بات پر اہل اسلام کو کافر قرار دیتے ہمیں اس کردار سے پرہیز کرنا چاہئے کلمہ گو کو کافر کہنا بہت بڑا جرم ہے خواہ اس کا تعلق کسی فرقہ اسلام سے ہو۔

٢٠ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ

باب ۲۰: غیبت اور چغل خوری کی برائی کا بیان

٢٠٣٢ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ). [رواه البخاري: ٦٠٥٦]

۲۰۳۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

فوائد : چغلی یہ ہے کہ کسی دوسرے کے احوال وواقعات کو فساد کی نیت سے دوسروں تک پہنچانا اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے عیوب ونقائص دوسروں سے بیان کرنا چغلی اور غیبت دونوں سنگین جرم ہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۴۷۳)

٢١ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمادُحِ

باب ۲۱: کسی کی تعریف میں مبالغہ سے ممانعت کا بیان

٢٠٣٣ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَيْحَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ - يَقُولُهُ مِرَارًا - إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا، إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذٰلِكَ، وَحَسِيبُهُ ٱللهُ، وَلَا يُزَكِّي عَلَى ٱللهِ أَحَدًا). [رواه البخاري: ٦٠٦١]

۲۰۳۳۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا تو ایک دوسرے شخص نے اس کی بہت تعریف کی تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے خرابی ہو تو نے اس کی گردن اڑادی یہ جملہ آپ نے کئی مرتبہ دھرایا پھر فرمایا اگر تم میں کوئی شخص خواہ مخواہ کسی کی تعریف کرنا چاہے تو اس طرح کہے میں اس کو ایسا ایسا سمجھتا ہوں اگر وہ اس کے گمان میں ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا ہے باقی صحیح علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور اللہ پر کسی کی پاکیزگی نہیں بیان کرنا چاہیئے۔

فوائد: کسی کی تعریف میں مبالغہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے ممدوح خود پسندی اور غرور کا شکار ہو سکتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی منہ پر تعریف کرتا ہے اس کے منہ میں مٹی ڈالنا چاہیے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۷۷)

٢٢ - باب: مَا يُنْهىٰ عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

باب ۲۲: ایک دوسرے سے حسد رکھنا اور ترک ملاقات کرنا منع ہے

٢٠٣٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ ٱللهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ). [رواه البخاري: ٦٠٦٥]

۲۰۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں بغض اور حسد نہ کرو، ترک ملاقات نہ کرو اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو کسی مسلمان کو روا نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی کرے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت کے مطابق باہمی رنجش رکھنے والوں سے بہتر وہ ہے جو اپنا غصہ تھوک کر سلام کرنے میں سبقت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری:۶۰۷۷) ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ سلام کا جواب دے

دے تو دونوں اجر میں برابر بصورت دیگر دوسرا گناہ کو سمیٹ لیتا ہے۔ (فتح الباری:۴۹۵/۱۰)

٢٠٣٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ ٱللهِ إِخْوَانًا). [رواه البخاري: ٦٠٦٤]

۲۰۳۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچے رہو کیونکہ بدگمانی سخت جھوٹی بات ہے کسی کے عیوب کی تلاش اور جستجو نہ کرو اور نہ ہی باہمی رقابت و رنجش رکھو۔ حسد وبغض اور قطع کلامی سے بھی اجتناب کرو بلکہ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس طرح زندگی بسر کرو جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے ممکن ہے کہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہو جس میں اہل ایمان کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے۔ (فتح الباری:۴۸۳/۱۰)

٢٣ - باب: مَا يَجُوزُ مِنَ الظَّنِّ

باب ۲۳: کس قسم کا گمان کرنا جائز ہے؟

٢٠٣٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَا أَظُنُّ فُلاَنًا وَفُلاَنًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا). وَفِي رِوَايَةٍ: (يَعْرِفَانِ دِينَنَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٦٠٦٧، ٦٠٦٨]

۲۰۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں اور فلاں شخص ہمارے دین کی کوئی بات نہیں جانتے دوسرے روایت میں ہے جس دین پر ہم گامزن ہیں وہ اسے نہیں پہچانتے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر دوسروں کو کسی برے کردار سے خبردار کرنا ہو تو بدگمانی کا اظہار جرم نہیں ہے البتہ کسی کی بے عزتی اور حقارت کے لئے برا گمان شریعت میں ناپسندیدہ حرکت ہے۔ (فتح الباری:۴۸۶/۱۰)

٢٤ - باب: سِتْرُ المُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ

باب ۲۴: مومن کو اپنے گناہ چھپانا ضروری ہیں

٢٠٣٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا

۲۰۳۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ میری امت کے تمام لوگوں

الْمُجَاهِرُونَ، وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللهُ، فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللهِ عَنْهُ». [رواه البخاري: ٦٠٦٩]

کو معاف کردیں گے مگر کھلم کھلا اور علانیہ گناہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا اور یہ بے حیائی کی بات ہے کہ آدمی رات کے وقت ایک گناہ کرے اللہ نے اسے چھپا رکھا ہو لیکن وہ صبح ایک ایک سے کہتا پھرے کہ میں نے آج رات یہ کام کیا یہ کام کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رات بھر اس کے عیب کو چھپائے رکھا مگر اس نے صبح کو اپنے اوپر سے اللہ کے پردے کو اتار پھینکا۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جو گناہ گار اللہ تعالیٰ کی اس پردہ پوشی کو برقرار رکھیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تیرا پردہ رکھا اور لوگوں میں تجھے بدنام نہ کیا لہٰذا میں تجھے آج بھی معاف کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری:٦٠٧٠)

٢٥ - باب: الهِجْرَةُ وقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ»

باب ٢٥: فرمان نبوی: "کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ کے لئے چھوڑ دے اس کی روشنی میں قطع کلامی کا بیان"

٢٠٣٨ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ: فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ». [رواه البخاري: ٦٠٧٧]

٢٠٣٨۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کو یہ سزاوار نہیں کہ وہ تین رات سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے ترک تعلق کرے یعنی اس سے خفا رہے دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر منہ پھیرلیں ان دونوں میں بہتر ہے وہ جو سلام (اور ملاقات) کرنے میں ابتدا کرے۔

فوائد: اگر کوئی دیدہ دانستہ شرعی تقاضوں کو پامال کرتا ہے تو اس سے سلام وکلام منقطع کر لینے کی اجازت ہے جیسا کہ امام بخاری نے ایک عنوان قائم کر کے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا حوالہ دیا ہے۔

٢٦ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَكُونُوا مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ

باب ۲۶: ارشاد باری تعالیٰ: "مومنو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کا ساتھ دو نیز جھوٹ کی ممانعت کا بیان"

٢٠٣٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا. وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ، حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ ٱللهِ كَذَّابًا). [رواه البخاري: ٦٠٩٤]

۲۰۳۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سچائی انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ صدیق کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور جھوٹ انسان کو برے کاموں کی طرف لے جاتا ہے اور برے کام آدمی کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے بالآخر اللہ کے ہاں اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ آدمی جب جھوٹ بولتا ہے اور ہر وقت جھوٹ کے لئے تگ و دو کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتے لگنے سے وہ بالکل سیاہ ہو جاتا ہے پھر اسے مستقل طور پر کاذبین میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۰۴)

٢٧ - باب: الصَّبْرُ فِي الأَذَى

باب ۲۷: تکلیف پر صبر کرنے کا بیان

٢٠٤٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيْسَ أَحَدٌ، أَوْ: لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ ٱللهِ، إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا، وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ). [رواه البخاري: ٦٠٩٩]

۲۰۴۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تکلیف دہ بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں لوگ (معاذ اللہ) بکتے ہیں کہ اس کی اولاد ہے مگر وہ ان سے درگزر فرما کر انہیں روزی دیئے جاتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اللہ بندوں کے شرک کے باوجود انہیں رزق دیتا ہے اور فوراً کیفر کردار تک نہیں پہنچاتا۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۱۲)

٢٨ - باب: الحَذَرُ مِنَ الْغَضَبِ

باب ۲۸: غصہ سے پرہیز کرنے کا بیان

٢٠٤١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۲۰۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ). [رواه البخاري: ٦١١٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے ہاں پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اگر شدید غصہ کے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا جائے تو غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری:۶۱۱۵)

٢٠٤٢ : وعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِي؟ قَالَ: (لَا تَغْضَبْ). فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: (لَا تَغْضَبْ). [رواه البخاري: ٦١١٦]

۲۰۴۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں تو آپ نے فرمایا غصہ نہ کیا کر اس نے کئی مرتبہ دریافت کیا لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ سائل نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے مختصر سی نصیحت فرمائیں تاکہ میں اس پر عمل پیرا ہو کر جنت حاصل کر سکوں تو آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر اس سے تجھے جنت مل جائے گی۔ (فتح الباری:۱۰/۵۱۹)

٢٩ - باب: الْحَيَاءُ

باب ۲۹: حیا (شرم) کا بیان

٢٠٤٣ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ). [رواه البخاري: ٦١١٧]

۲۰۴۳۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شرم وحیا سے ہمیشہ نیکی ہی جنم لیتی ہے۔

فوائد: حیا کی دو اقسام ہیں ایک شرعی یعنی اللہ کی حدود کو پامال کرنے سے شرم کرے اس قسم کی حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے دوسری قسم حیا طبعی کی ہے جو شرعی حیاء کے لئے معاون ثابت ہوتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۵۲۲)

٣٠ - باب: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

باب ۳۰: جب انسان بے حیا ہو جائے تو جو مرضی کرے

٢٠٤٤ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ

۲۰۴۴۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلی نبوت کی جو بات لوگوں نے پائی وہ یہ ہے کہ اگر تو

النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ ما شِئْتَ). [رواه البخاري: ٦١٢٠]

بے حیا ہے تو پھر جو تیرا جی چاہے کرتا رہ۔

فوائد: اس حدیث سے حیا کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ یہ گناہوں سے بریک کا کام دیتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

"بے حیا باش ہرچہ خواہی کن"

٣١ - باب: الانبِسَاطُ إِلَى النَّاسِ.

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: خَالِطِ النَّاسَ وَدِينَكَ لاَ تَكْلِمَنَّهُ وَالدُّعابَة مَعَ الأَهْلِ

باب ٣١: لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنے اور اپنے اہل وعیال سے خوش طبعی کرنے کا بیان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں سے میل ملاپ قائم رکھو لیکن اپنے دین کو زخمی نہ کرو۔

٢٠٤٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: إِنْ كانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا، حَتَّى يَقُولَ لأَخٍ لِي صَغِيرٍ: (يَا أَبَا عُمَيْرٍ، ما فَعَلَ النُّغَيْرُ). [رواه البخاري: ٦١٢٩]

٢٠٤٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم بچوں سے بھی دل لگی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا اس سے فرمایا کرتے تھے اے ابو عمیر! تمہاری چڑیا نغیر تو بخیر ہے؟

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں فرمایا کہ ہاں لیکن حق سے تجاوز نہیں کرتا ہوں معلوم ہوا کہ اس خوش طبعی میں افراط وتفریط نہیں ہونا چاہیے۔ (فتح الباری:١٠/٥٢٦)

٣٢ - باب: لاَ يُلْدَغُ المُؤمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

باب ٣٢: مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا

٢٠٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: (لاَ يُلْدَغُ المُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ). [رواه البخاري: ٦١٣٣]

٢٠٤٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مومن ایک بل سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

فوائد: مسلمانوں کی ہجو کرنے والا ایک ابو عزہ جمی نامی شاعر بدر کے موقع پر قید ہوا اور آئندہ ہجو نہ

کرنے کا عہد کر کے آزادی حاصل کی مکہ جا کر دوبارہ مسلمانوں کے خلاف شاعری شروع کر دی احد کے موقع پر دوبارہ قیدی بنا اور اپنی تنگدستی کا بہانہ بنا کر دوبارہ آزادی طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ پر مغز محاورہ استعمال کیا۔ (فتح الباری: ۱۰/۶۳۰)

٣٣ - باب: مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالحِدَاءِ وما يُكْرَهُ مِنْهُ

باب ۳۳: کونسے اشعار، رجزیہ کلام اور حدی پڑھنا جائز ہے۔

٢٠٤٧ : عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً). [رواه البخاري: ٦١٤٥]

۲۰۴۷۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض اشعار تو حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔

فوائد: جو اشعار دین اسلام کے دفاع اور اس کی سربلندی میں کہے جائیں وہ قابل تعریف ہیں اور اس کے برعکس اگر مبالغہ آمیزی اور کذب بیانی پر مشتمل ہوں تو لائق مذمت ہیں۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۴۰)

٣٤ - باب: مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الإِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتَّى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَالْعِلْمِ وَالقُرْآنِ

باب ۳۴: شعر و شاعری میں اس قدر مشغول ہونا مکروہ ہے کہ وہ ذکر الٰہی حصول تعلیم اور تلاوت قرآن سے بھی اسے روک دے

٢٠٤٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لأَنْ يَمْتَلِيءَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيءَ شِعْرًا). [رواه البخاري: ٦١٥٤]

۲۰۴۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اسے گندے اشعار سے بھرے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اس قدر شاعری قابل مذمت ہے کہ دن رات شعر گوئی میں لگا رہے اور اشعار کے علاوہ اس کے دل میں اور کوئی چیز نہ ہو قرآن وحدیث سے اسے کوئی تعلق نہ ہو۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۵۰)

٣٥ - باب: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: وَيْلَكَ

باب ۳۵: کسی کو تیری خرابی کہنے کا بیان

٢٠٤٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَتَى

۲۰۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی حدیث (۱۵۳۰) گزر چکی ہے جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت

تَقومُ السَّاعَةُ؟ تَقَدَّمَ وزادَ في هٰذِهِ الرِّوايَةِ بَعْدَ قَوْله: (أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ). فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذٰلِكَ. قالَ: (نَعَمْ). (راجع: ١٥٣٠) [رواه البخاري: ٦١٦٧ وانظر حديث رقم: ٣٦٨٨]

میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ قیامت کب برپا ہوگی؟ اس روایت میں اس قول کے بعد تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے اتنا اضافہ ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم بھی اس طرح آپ کے ساتھ ہوں گے تو آپ نے فرمایا ہاں۔

فوائد: حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب اس دیہاتی نے قیامت کے متعلق سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے افسوس ہو تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے واضح رہے کہ اس طرح کے کلمات سے بددعا دینا مقصود نہیں ہوتا۔

٣٦ - باب: مَا يُدْعىٰ النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

باب ٣٦: لوگوں کو (قیامت کے دن) ان کے باپ کا نام لے کر بلایا جائے گا

٢٠٥٠ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِواءٌ يَوْمَ الْقِيامَةِ، فَيُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ). [رواه البخاري: ٦١٧٧]

٢٠٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن غداروں کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری کا نشان ہے۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد ایک ضعیف روایت کی تردید کرنا ہے جس کے مطابق قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا تاکہ باپ کے متعلق ان کی پردہ دری نہ ہو چنانچہ ایک حدیث میں صراحت بھی ہے کہ تمہیں باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ (فتح الباری: ١٠/٥٦٣)

٣٧ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ»

باب ٣٧: فرمان نبوی: "کرم تو مومن کا دل ہے"

٢٠٥١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ). [رواه البخاري: ٦١٨٣]

٢٠٥١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انگور کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم تو صرف مومن کا دل ہے۔

فوائد: دور جاہلیت میں انگور کو کرم اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس سے کشید کی ہوئی شراب پینے سے

انسان کرم پیشہ بن جاتا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۵۶۷)

٣٨ - باب: تَحْوِيلُ الاسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ

باب ۳۸: کسی کا نام بدل کر اس سے اچھا نام رکھنا

٢٠٥٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ ٱسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيلَ: تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ. [رواه البخاري: ٦١٩٢]

۲۰۵۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برہ (نیک اور صالح) رکھا گیا تھا اس پر کہا گیا کہ وہ اپنے نفس کی پاکی ظاہر کرتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

فوائد : ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی پہلے برہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام بدل کر جویریہ رکھا اور پہلے نام کو ناپسند فرمایا۔ (فتح الباری:۱۰/۵۷۶)

٣٩ - باب: مَنْ دَعا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنِ اسْمِهِ حَرْفاً

باب ۳۹: کسی کے نام سے کوئی حرف کم کرکے پکارنا

٢٠٥٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ، وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ ﷺ يَسُوقُ بِهِنَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَنْجَشُ، رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ). [رواه البخاري: ٦٢٠٢]

۲۰۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کمزور عورتوں کے ہمراہ جا رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کا انجشہ نامی غلام اونٹوں پر انہیں لے جا رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انجش! آہستہ چلو دیکھنا کہیں یہ شیشے ٹوٹ نہ جائیں؟

فوائد : چونکہ حدی خوانی سے اونٹوں کی رفتار میں تیزی آجاتی ہے اس لئے خطرہ تھا کہ اونٹوں پر سوار عورتیں کہیں گر نہ جائیں رسول اللہ ﷺ ایسے حالات میں حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت جاری فرمائی۔ (فتح الباری:۱۰/۵۴۵)

٤٠ - باب: أَبْغَضُ الأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عز وجل

باب ۴۰: اللہ کے نزدیک سب سے برا نام کونسا ہے؟

٢٠٥٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (أَخْنَى الأَسْمَاءِ عِنْدَ ٱللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۲۰۵۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور ذلیل ترین وہ

رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الأَمْلاَكِ). [رواه البخاري: ٦٢٠٥]

شخص ہے جس کا نام شہنشاہ وغیرہ ہو۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ شاہان شاہ نام رکھنا حرام ہے اس طرح خالق الخلق' احکم الحاکمین' سلطان السلاطین اور امیر الامراء جیسے نام رکھنے بھی جائز نہیں ہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۵۹۰) غالباً اسی وجہ سے سعودی حکومت کا فرمانروا اپنے آپ کو خادم الحرمین کہلاتا ہے۔

٤١ - باب: الحَمْدُ لِلْعَاطِسِ

باب ۴۱: چھینک مارنے والے کا الحمدللہ کہنا

٢٠٥٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: عَطِسَ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الآخَرَ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: (هٰذَا حَمِدَ ٱللهَ، وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدِ ٱللهَ). [رواه البخاري: ٦٢٢١]

۲۰۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کو چھینک آئی ایک کے جواب میں آپ نے یرحمک اللہ کہا دوسرے کے لئے کچھ نہ فرمایا اس پر عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس نے الحمدللہ کہا تھا جبکہ دوسرے نے الحمدللہ نہیں کہا تھا۔

فوائد: چھینک مارنے کے آداب یہ ہیں کہ چھینک کے وقت اپنی آواز کو پست رکھے اور الحمد للہ باآواز بلند کہے نیز اپنے منہ پر کوئی کپڑا وغیرہ رکھ لے تاکہ پاس بیٹھنے والے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ (فتح الباری:۱۰/۶۰۲)

٤٢ - باب: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ العُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

باب ۴۲: چھینک کے اچھے اور جمائی کے برے ہونے کا بیان

٢٠٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ ٱللهَ، كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمُكَ ٱللهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ: فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ ما اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ). [رواه البخاري: ٦٢٢٣]

۲۰۵۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے سو جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمدللہ کہے تو سننے والے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ یرحمک اللہ کہے لیکن جمائی چونکہ شیطان کی طرف سے ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو اسے روکا جائے کیونکہ تم میں سے جب کوئی بھی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ جب جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا جائے اگر نہ رکے تو جمائی کے وقت آواز نہ نکالی جائے۔ (فتح الباری:۱۰/۶۱۱) چونکہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ کو جمائی نہ آتی تھی۔ (فتح الباری:۱۰/۶۱۳)

کتاب الاستئذان

اجازت لینے کا بیان

١ - باب: تَسْلِيمُ القَلِيلِ عَلَى الكَثِيرِ

باب ١: چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے

٢٠٥٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ). [رواه البخاري: ٦٢٣١]

٢٠٥٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا چھوٹا بڑے کو چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ کو سلام کریں۔

فوائد: جماعت کو ایک آدمی کی طرف سے سلام کہنا کافی ہے اور جماعت کی طرف سے اگر ایک آدمی اس کا جواب دے دے تو کوئی حرج نہیں اگر تمام اہل جماعت اس کا جواب دیں تو بھی ٹھیک ہے۔ (فتح الباری:١١/١٥)

٢ - باب: تَسْلِيمُ المَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ

باب ٢: چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

٢٠٥٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، فِي رِوايَة، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى المَاشِي، وَالمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ). [رواه البخاري: ٦٢٣٣]

٢٠٥٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار پیدل کو چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ کو سلام کریں۔

فوائد : اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے اگر دونوں سوار یا پیدل ہوں تو دینی لحاظ سے کم تر اپنے سے اعلیٰ کو سلام کہے۔ (فتح الباری:۵/۳۶۷)

٣ - باب: السَّلامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

باب ۳: جان پہچان ہو یا نہ ہو سب کو سلام کرنا

٢٠٥٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الإسْلامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: (تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ، عَلَى مَنْ عَرَفْتَ، وَعَلَى مَنْ لَمْ تَعْرِفْ). [رواه البخاري: ٦٢٣٦]

۲۰۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا اسلام میں کونسا کام بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا (محتاجوں کو) کھانا کھلانا اور واقف وناواقف سب کو سلام کرنا۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ انسان صرف اپنے شناسا کو سلام کہے گا اس لئے بندہ مسلم کو چاہئے کہ واقف وناواقف سبھی کو سلام کہے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۱)

٤ - باب: الاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

باب ۴: اجازت لینے کا حکم اس لئے ہے کہ نظر نہ پڑے

٢٠٦٠ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: ٱطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ، فَقَالَ: (لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ). [رواه البخاري: ٦٢٤١]

۲۰۶۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں پشت خار سے سر کھجلا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کے حجرہ میں کسی سوراخ سے جھانکا آپ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں یہ لکڑی مار کر اسے پھوڑ دیتا اجازت لینے کا حکم ہی تو اس قسم کی وزدیدہ نگاہی کے لئے ہے۔

فوائد : امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکے صاحب خانہ اگر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو اس پر کوئی تاوان نہیں۔ (صحیح بخاری:۶۹۰۰)

٥ - باب: زِنَا الجَوَارِحِ دُونَ الفَرْجِ

باب ۵: شرمگاہ کے علاوہ دیگر اعضاء سے بھی زنا ہونے کا بیان

٢٠٦١ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ كَتَبَ عَلَى ٱبْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ ٱلزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا ٱلْعَيْنِ ٱلنَّظَرُ، وَزِنَا ٱللِّسَانِ ٱلنُّطْقُ، وَٱلنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَٱلْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ). [رواه البخاري: ٦٢٤٣]

۲۰۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کا زنا میں حصہ رکھ دیا ہے جو اس سے ضرور صادر ہوگا آنکھ کا زنا نظر بد سے دیکھنا ہے' زبان کا زنا ناجائز گفتگو ہے اور نفس اس کی تمنا اور خواہش کرتا ہے پھر شرمگاہ اس خواہش کو سچا کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔

فوائد: نظربازی اور فحش گفتگو کو بھی زنا کہا گیا ہے کیونکہ حقیقی زنا کی دعوت دیتے ہیں اور اس کے لئے راستہ ہموار کرتے ہیں بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۶)

٦ - باب: التَّسْلِيمُ عَلَى الصِّبْيَانِ

باب ۶: بچوں کو سلام کرنا

٢٠٦٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ٦٢٤٧]

۲۰۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ لڑکوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کہا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب انصار کی زیارت کے لئے جاتے تو ان کے بچوں کو سلام کہتے' ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لئے خیر وبرکت کی دعا فرماتے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۳)

٧- باب: إِذَا قَالَ: مَنْ ذَا؟ فَقَالَ: أَنَا

باب ۷: اگر گھر والا پوچھے کون ہے؟ تو اس کے جواب میں "میں" ہوں کہنے کا بیان

٢٠٦٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَيْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي، فَدَقَقْتُ ٱلْبَابَ، فَقَالَ: (مَنْ ذَا؟). فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: (أَنَا أَنَا). كَأَنَّهُ كَرِهَهَا.

۲۰۶۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اپنے والد گرامی کے قرض کے متعلق کچھ گزارش کروں میں نے دروازے پر دستک دی تو آپ نے پوچھا کون ہے؟

[رواه البخاري: ٦٢٥٠]

میں نے کہا "میں ہوں" آپ نے فرمایا: "میں تو میں بھی ہوں" (نام کیوں نہیں لیتا) آپ نے صرف "میں ہوں" کہنے کو برا خیال کیا۔

فوائد: حضرت جابر بنالنه کو چاہئے تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دریافت کرنے پر اپنا نام بتاتے کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ صرف آواز سے صاحب خانہ کسی کو نہیں پہچان سکتا۔ (فتح الباری:۱۱/۳۵)

٨ - باب: التَّفَسُّحُ فِي المَجَالِسِ

باب ۸: مجالس میں کشادگی کا بیان

٢٠٦٤ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا). [رواه البخاري: ٦٢٧٠]

۲۰۶۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں خود نہ بیٹھے بلکہ کشادگی پیدا کرو اور دوسروں کو جگہ دو۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے پیش نظر کسی آدمی کو مجلس سے برخاست کر کے خود وہاں بیٹھنے کو برا خیال کرتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکرۃ بنالنه سے بھی اس قسم ناپسندیدگی مروی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۶۳)

٩ - باب: الاحْتِبَاءُ بِاليَدِ

باب ۹: دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھوں سے حلقہ باندھ کر بیٹھنے کا بیان

٢٠٦٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ، مُحْتَبِيًا بِيَدِهِ هٰكَذَا. [رواه البخاري: ٦٢٧٢]

۲۰۶۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کے صحن میں ایسے بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھوں کا اپنی پنڈلیوں کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔

فوائد: بعض روایات میں وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں ملائے، گھٹنوں کو کھڑا کیا پھر دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں کا حلقہ بنایا۔ (فتح الباری:۱۱/۶۶)

١٠ - باب: إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

باب ۱۰: اگر کہیں تین سے زیادہ آدمی ہوں تو دو آدمی سرگوشی کر سکتے ہیں

٢٠٦٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ، أَجْلَ أَنْ يُحْزِنَهُ). [رواه البخاري: ٦٢٩٠]

۲۰۶۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کہیں صرف تین آدمی ہو تو تیسرے کو جدا کرکے دو مل کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا تیسرے کے لئے پریشانی کا باعث ہے ہاں جب اور لوگ شامل ہوجائیں تو سرگوشی کرنے میں چنداں حرج نہیں ہے۔

فوائد: ایک روایت میں صراحت ہے کہ اگر مجلس میں چار آدمی ہوں تو ان میں سے دو آدمی باہمی سرگوشی کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرگوشی کے وقت ایسا کر لیتے تھے۔ (فتح الباری:۱۱/۸۳)

١١ - باب: لا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

باب ۱۱: سونے کے وقت گھر میں چراغ جلتا ہوا نہ چھوڑا جائے

٢٠٦٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: ٱحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: (إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ). [رواه البخاري: ٦٢٩٤]

۲۰۶۷۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ میں رات کے وقت کسی کے گھر میں آگ لگ گئی وہ جل گیا تو رسول اللہ ﷺ کو ان کا حال بتایا گیا آپ نے فرمایا یہ آگ تو تمہاری دشمن ہے لہٰذا جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

فوائد: اگر دیا جل رہا ہو تو اس سے بھی آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا اسے بھی بجھا دینا چاہئے اگر دیا قندیل وغیرہ میں رکھا ہو اور وہاں سے گرنے یا آگ لگنے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کے جلتے رہنے میں چنداں حرج نہیں۔ (فتح الباری:۱۱/۸۶)

١٢ - باب: مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

باب ۱۲: عمارت بنانے کا بیان

٢٠٦٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

۲۰۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ

بَنَيْتُ بِيَدِي بَيْتًا يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ، وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ، ما أَعانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ. [رواه البخاري: ٦٣٠٢]

میں خود اپنا حال دیکھا ہے صرف ایک جھونپڑا اپنے ہاتھ سے بنایا تھا جو بارش سے بچاتا اور دھوپ میں سایہ کرتا تھا اس کے بنانے میں اس کی مخلوق میں سے کسی نے میری مدد نہ کی تھی۔

فوائد: ضرورت سے زائد تعمیرات کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر خواہی نہیں چاہتے تو وہ اپنے مال کو تعمیرات میں خرچ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۹۳)

كتاب الدعوات

دعاؤں کے بیان میں

١ - باب: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

٢٠٦٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا، وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِىءَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الآخِرَةِ). [رواه البخاري: ٦٣٠٤]

باب ۱: ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوئی ہے

۲۰۶۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے ایک دعا مستجاب ہوتی ہے جو وہ مانگتا ہے (اسے ملتا ہے) اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی دعا مستجاب کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھوں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ میں نے جو دعا آخرت کے لئے اٹھا رکھی ہے اس سے وہ شخص ضرور مستفید ہو گا جس نے مرتے دم تک اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا تھا' اس کا مطلب یہ ہے کہ شرک کے علاوہ دیگر جرائم کا مرتکب بالآخر جنت میں پہنچ جائے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۹۷)

٢ - باب: أَفْضَلُ الاسْتِغْفَارِ

٢٠٧٠ : عَنْ شَدَّادَ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (سَيِّدُ الاسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ

باب ۲: سید الاستغفار

۲۰۷۰۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سید الاستغفار یہ دعا ہے

اے اللہ تو میرا مالک ہے تیرے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے' میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی ہمت کے مطابق تیرے وعدے اور عہد پر قائم ہوں میں نے جو برے کام کئے ہیں ان

بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ». [رواه البخاري: ٦٣٠٦]

سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیرے احسان اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں میری خطائیں بخش دے تیرے علاوہ کوئی اور گناہ بخشنے والا نہیں۔
آپ نے فرمایا جس نے یہ دعا صدق دل سے دن کے وقت پڑھی وہ اس دن شام سے پہلے مرگیا تو جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت اسے خلوص نیت سے پڑھا اور صبح ہونے سے قبل مرگیا تو وہ اہل جنت سے ہے۔

فوائد: سید الاستغفار پڑھنے کے بعد مذکورہ فضیلت اس وقت حاصل ہوگی جب دل میں اخلاص ہو اور پوری توجہ سے اسے پڑھا جائے نیز یقین ووثوق بھی ضروری ہے۔ (فتح الباری:۱۰۰/۱۱)

٣ - باب: اسْتِغْفَارُ النَّبِيِّ فِي اليَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

باب ۳: رسول اللہ ﷺ کا شبانہ روز استغفار کرنا

٢٠٧١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَٱللهِ إِنِّي لأَسْتَغْفِرُ ٱللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً». [رواه البخاري: ٦٣٠٧]

۲۰۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرما رہے تھے اللہ کی قسم میں تو ہر روز ستر بار سے زیادہ اللہ کے حضور توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر روز کم از کم سو مرتبہ استغفار کرتے تھے بعض روایات میں یہ الفاظ منقول ہیں۔ ((اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ)) بعض اوقات بایں الفاظ استغفار کرتے: ((رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ)) (فتح الباری:۱۰۱/۱۱)

٤ - باب: التَّوْبَةُ

باب ۴: توبہ کے بیان میں

٢٠٧٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حدَّث بِحَدِيثَيْنِ: أَحَدُهُما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، قَالَ: إِنَّ المُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ

۲۰۷۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو رسول اللہ ﷺ سے اور دوسری اپنی طرف سے آپ نے فرمایا کہ مومن کو اپنے گناہ سے اتنا ڈر لگتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور اسے اندیشہ ہو

أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ، فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا. ثُمَّ قَالَ: (للهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهِ مَهْلَكَةٌ، وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً، فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ، حَتَّى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي، فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ). [رواه البخاري: ٦٣٠٨]

کہ یہ پہاڑ مجھ پر نہ گر پڑے اس کے برعکس بدکار آدمی اپنے گناہ کو اتنا ہلکا سمجھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی ہو اور اس نے ایسا کر کے اڑا دیا ہو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس قدر وہ شخص خوش ہوتا ہے جو دوران سفر ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کرے جو ہلاکت کی جگہ تھی اونٹنی اس کے ساتھ ہو جس پر کھانا دانہ لدا ہوا ہو چنانچہ وہ تکیہ پر سر رکھ کر سو جائے جب اٹھے تو اونٹنی سازو سامان سمیت غائب ہو پھر اس شخص پر بھوک اور پیاس یا جو اللہ کو منظور ہو اس کا غلبہ ہوا تو اسے تلاش کرنے کے لئے نکلا آخر تھک ہار کر اس جگہ واپس آجائے جہاں پر وہ لیٹا تھا اور موت کے یقین سے سو جائے تھوڑی دیر بعد جو آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی تو (کھانے پینے کے سامان سمیت) اس کے سامنے کھڑی ہے۔

فوائد: صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ اپنی اونٹنی کی مہار پکڑ کر شدت جذبات میں غیر شعوری طور پر یہ الفاظ کہتا ہے کہ اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں یعنی فرط محبت میں آکر اس نے غلط کلمات ادا کر دیئے اس سے معلوم ہوا کہ شدت جذبات میں اگر کفر و شرک پر مبنی کوئی بات منہ سے نکل جائے تو قابل مواخذہ نہیں۔ (فتح الباری:۱۱/۱۰۸)

٥ - بَابٌ: مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ

باب ۵: سوتے وقت کیا دعا پڑھے

٢٠٧٣ : عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: (بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا). وَإِذَا قَامَ قَالَ: (الحَمْدُ للهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ). [رواه البخاري:

۲۰۷۳۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بستر پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور یہ دعا پڑھتے

"اے اللہ! تیرے ہی نام سے میں سوتا اور بیدار ہوتا ہوں

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے

[٦٣١٢]

اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں سونے کے بعد بیدار کیا اور اسی کی طرف جانا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں نیند پر موت کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ ظاہری طور پر روح کا بدن سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ غالباً اس انقطاع تعلق کی بناء پر نیند کو موت کی بہن کہا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ١١/١١٤)

٦ - باب: النَّوْمُ عَلَى الشِّقِّ الأَيْمَنِ

باب ٦: دائیں کروٹ سونے کا بیان

٢٠٧٤ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: (اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ). [رواه البخاري: ٦٣١٥]

٢٠٧٤۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر یہ دعا پڑھتے

"اے اللہ! میں نے خود کو تیرے سپرد کر دیا اور اپنا منہ میں نے تیری طرف کر لیا اور اپنے تمام کام تجھے سونپ دیئے تیرے عذاب کے ڈر اور تیری امید کے سہارے تجھے ہی اپنا پشت پناہ بنا لیا تجھ سے بھاگنے کا ٹھکانہ تیرے علاوہ اور کہیں نہیں میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے اس نبی کو مانا جو تو نے بھیجا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ جو اس دعا کو پڑھ کر سو جائے پھر اسی رات فوت ہو جائے تو فطرت اسلام پر اس کا خاتمہ ہو گا۔

٧ - باب: الدُّعَاءُ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

باب ٧: اگر رات کے وقت آنکھ کھل جائے تو کونسی دعا پڑھے

٢٠٧٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَذَكَرَ الحَدِيثَ وَقَدْ تَقَدَّمَ، قَالَ: وَكَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: (اللَّهُمَّ ٱجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ

٢٠٧٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک رات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر گیا پھر انہوں نے پوری حدیث بیان کی جو پہلے گذر (٩٧) چکی ہے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (رات کو اٹھ کر) یہ دعا پڑھی۔

يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا). (راجع: ٩٧) [رواه البخاري: ٦٣١٦]

"اے اللہ! میرے دل میں روشنی پیدا کر' میری آنکھوں اور کانوں میں نور پیدا کر' میرے دائیں اور بائیں' میرے اوپر اور نیچے' میرے آگے اور پیچھے الغرض مجھے سراپا نور سے بھر دے۔"

فوائد: اس حدیث کے آخر میں کریب نامی ایک راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جسم میں سات چیزوں کے متعلق نور کی دعا کی وہ یہ ہیں۔ پٹھے' گوشت' خون' بال' بدن اور دو چیزیں (زبان اور نفس) (فتح الباری:۱۱/۱۱۸)

٨ - باب

باب ٨:

٢٠٧٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي ما خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِٱسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَٱرْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَٱحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ). [رواه البخاري: ٦٣٢٠]

٢٠٧٦۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اپنے تہبند کے اندر کی طرف کے کپڑے سے بستر جھاڑے کیونکہ اسے کیا معلوم ہے کہ اس کے پیچھے اس میں کیا گھس گیا ہے اور یہ دعا پڑھے: "میرے پروردگار تیرا مبارک نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرے ہی مبارک نام سے اسے اٹھاؤں گا اگر تو میری جان روک لے تو اس پر رحم فرمانا اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرمانا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ سوتے وقت دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا تین مرتبہ پڑھتے: ((اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)) (فتح الباری:۱۱/۱۴۷)

٩ - باب: لِيَعْزِمِ المَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لا مُكْرِهَ لَهُ

باب ٩: اللہ تعالیٰ سے یقین کے ساتھ مانگنا چاہیئے کیونکہ اس پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں

٢٠٧٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ

٢٠٧٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے

رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللَّهُمَّ ٱرْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ المَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ). [رواه البخاري: ٦٣٣٨]

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے یوں دعا نہ کرے یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے اگر چاہے تو مجھ پر رحم فرما بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے اس لئے کہ اس پر کسی کا دباؤ نہیں ہے۔

فوائد: دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ دعا کرتے وقت اپنے مالک کا دامن نہ چھوڑے نہایت عاجزی اور گریہ زاری سے قبولیت کی امید رکھتے ہوئے دعا کرے مایوسی کو اپنے پاس نہ بھٹکنے دے۔ (فتح الباری:۱۴۰/۱۱)

١٠ - باب: يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

باب ۱۰: بندے کی دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جب وہ جلدی نہ کرے

٢٠٧٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي). [رواه البخاري: ٦٣٤٠]

۲۰۷۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے یعنی یوں نہ کہے میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہیں ہوئی۔

فوائد: بندۂ مسلم کی دعا کسی صورت میں ضائع نہیں ہوتی لیکن اس کی قبولیت چند ایک صورتیں ہیں یا مطلوبہ چیز فوراً مل جاتی ہے یا اس کے عوض کسی برائی کو اس سے دور کر دیا جاتا ہے یا پھر آخرت کے لئے اسے جمع کر دیا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۴۴/۱۱)

١١ - باب: الدُّعاءُ عِنْدَ الْكَرْبِ

باب ۱۱: سختی اور مصیبت کے وقت دعا کرنا

٢٠٧٩ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الحَلِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ). [رواه البخاري: ٦٣٤٦]

۲۰۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مصیبت کے وقت یوں دعا کرتے: ”اللہ تعالیٰ جو بڑی عظمت والا اور حلم والا ہے اس کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اللہ بڑے تخت کا مالک ہے اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں وہی آسمانوں زمین اور عرش کریم کا مالک ہے۔“

فوائد: یہ تعریفی کلمات ہیں اس کے بعد مصیبت و آزمائش سے محفوظ رہنے کی دعا کی جائے جیسا کہ

بعض روایات میں اس کی صراحت ہے یا ان تعریفی کلمات میں اتنی طاقت ہے کہ ان کے پڑھنے سے ابتلاء ومصیبت ٹل جاتی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۴۷)

١٢ - باب: التَّعَوُّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلاَءِ

باب ۱۲: بلاء کی مشقت سے پناہ مانگنے کا بیان

٢٠٨٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلاَءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ. قَالَ سُفْيَانُ - الراوي -: الْحَدِيثُ ثَلاَثٌ، زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً، لاَ أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ هِيَ. [رواه البخاري: ٦٣٤٧]

۲۰۸۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آزمائش کی شدت' بدبختی کی آمد' تقدیر کی زحمت اور دشمنوں کی فرحت سے پناہ مانگا کرتے تھے راوی حدیث حضرت سفیان نے کہا حدیث میں صرف تین باتوں کا ذکر تھا اور ایک چوتھی میں نے بڑھادی اب مجھے یاد نہیں پڑتا کہ ان میں وہ کونسی ہے!

فوائد: بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی تین خصلتیں رسول اللہ ﷺ کی تلقین سے ہیں اور آخری حضرت سفیان کا اضافہ ہے ابتداء میں اس کی وضاحت کر دیتے تھے لیکن یہ بات ان کے ذہن سے اتر گئی۔ (فتح الباری:۱۱/۱۴۸)

١٣ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً»

باب ۱۳: فرمان نبوی کہ اے اللہ جس کو میں نے تکلیف دی ہے تو اس کے لئے بخشش اور رحمت بنا دے

٢٠٨١ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٦٣٦١]

۲۰۸۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے اے اللہ! جس مومن کو میں نے برا کہا ہو اس کے لئے میرا یہ برا کہنا قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے ہاں ایک وعدہ لیا ہے جس کا تو خلاف نہیں کرے گا جس آدمی کو میں نے برا بھلا کہا ہے یا اسے مارا پیٹا ہے اسے اس کے لئے کفارہ بنا دے' یہ اس صورت میں ہے جب وہ شخص اس کا سزاوار نہ ہو۔ (فتح الباری:۱۱/۱۷۱)

١٤ - باب: التَّعَوُّذُ مِنَ الْبُخْلِ

باب ۱۴: بخل سے پناہ مانگنا

٢٠٨٢ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۲۰۸۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کا حکم

كانَ يَأْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا - يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ - وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ). [رواه البخاري: ٦٣٦٥]

فرمایا کرتے تھے اے اللہ میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں' میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں نکمی عمر تک زندہ رہنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں' میں دنیا کے فتنے یعنی فتنہ دجال سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فوائد: دنیا کے فتنہ سے مراد فتنہ دجال ہے یہ تفسیر ایک راوی عبد الملک بن عمیر کی ہے فتنہ دجال پر دنیا کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کہ دنیوی فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ ہے خود رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ (فتح الباری:۶/۱۷۹)

١٥ - باب: التَّعَوُّذُ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

باب ۱۵: گناہ اور تاوان سے پناہ مانگنے کا بیان

٢٠٨٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَقُولُ: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّي خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ). [رواه البخاري: ٦٣٦٨]

۲۰۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یوں دعا کیا کرتے تھے۔

اے اللہ! میں سستی' بڑھاپے' گناہ' تاوان' قبر کے فتنے' قبر کے عذاب' جہنم کے فتنے' اس کے عذاب اور فتنہ تونگری کی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اسی طرح محتاجی اور فتنہ دجال سے بھی پناہ چاہتا ہوں اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرا دل گناہوں سے ایسا صاف کردے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کردیتا ہے نیز مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنا فاصلہ کردے جتنا مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے۔

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات تاوان اور گناہ سے پناہ مانگا کرتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کہ آدمی جب تاوان زدہ ہو جاتا ہے تو بات بات پر جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۷۷)

١٦ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً»

باب ۱۶: دعا نبوی: ”اے اللہ! دنیا اور آخرت میں بھلائی دے۔“

٢٠٨٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: (اللَّهُمَّ آتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٦٣٨٩]

۲۰۸۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات یوں دعا کیا کرتے تھے اے اللہ ہمیں دنیا میں نیکیوں کی توفیق اور آخرت میں نیکیوں کی جزا عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا

فوائد: حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ دعا بکثرت پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسے بیشتر اوقات پڑھتے تھے کیونکہ یہ جامع دعا دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں پر مشتمل ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۹۱)

١٧ - باب: قولُ النبي ﷺ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ»

باب ۱۷: رسول اللہ ﷺ کا یوں دعا کرنا: ”یا اللہ! میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دے۔“

٢٠٨٥ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو: (اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَما أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي. اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي). [رواه البخاري: ٦٣٩٩]

۲۰۸۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کیا کرتے تھے پروردگار میری خطا معاف کر دے اور میری جہالت اور زیادتی جو میں نے تمام کاموں میں کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اسے بھی معاف کر دے اے اللہ! میری بھول چوک' میرے دانستہ طور پر کئے ہوئے برے کام' میری نادانی اور لغویت کو معاف کر دے اور یہ سب میرے اندر موجود ہیں۔

فوائد: اس دعا کے آخر میں یہ کلمات بھی منقول ہیں: «اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ» یہ دعا دوران نماز سلام سے پہلے اور بعض اوقات سلام کے بعد پڑھتے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۹۷)

١٨ - باب: فَضْلُ التَّهْلِيلِ

باب ۱۸: لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت کا بیان

٢٠٨٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٦٤٠٣]

۲۰۸۶۔ حضرت ابوهریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اس دعا کو ایک دن میں سو بار پڑھے تو اسے دس غلاموں کی آزادی کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو برائیاں ختم کردی جائیں گی اور وہ تمام دن میں شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس سے کوئی شخص بہتر نہ ہوگا مگر وہ جس نے اس سے بھی زیادہ پڑھا ہو۔ دعا یہ ہے۔
اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے تعریف ہے وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

فوائد: بعض روایات میں ((له الحمد)) کے بعد ((يحيى ويميت)) اور بعض میں ((بيده الخير)) کا بھی اضافہ ہے ایک روایت میں نماز فجر کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے پہلے پڑھنے کا ذکر ہے یہ کلمہ گنہگاروں کے لئے تو اکسیر اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۰۲)

٢٠٨٧ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ). [رواه البخاري: ٦٤٠٤]

۲۰۸۷۔ حضرت ابوایوب انصاری اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کہ انہوں نے اس حدیث (۲۰۸۶) میں رسول اللہ ﷺ یہ بھی نقل کیا ہے کہ جس نے اسے دس مرتبہ پڑھا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کوئی غلام آزاد کیا ہو۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ اس وظیفہ سے اتنا ثواب ملتا ہے کہ گویا اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کئے ہوں چونکہ ذکر کرنے والوں کی توجہ اور انابت یکساں نہیں ہوتی اس لئے ثواب میں تفاوت ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۰۵)

١٩ - باب: فَضْلُ التَّسْبِيحِ

باب ۱۹: سبحان اللہ کہنے کی فضیلت

٢٠٨٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

۲۰۸۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ). [رواه البخاري: ٦٤٠٥]

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سبحان اللہ وبحمدہ دن میں سو مرتبہ پڑھا اسکے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

فوائد: ان اوراد واذکار کے فضائل وبرکات اس شخص کے لئے ہیں جو بڑے بڑے جرائم سے اپنے دامن کو آلودہ نہیں کرتا اور دین متین کی سربلندی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ جو شخص یہ وظائف پڑھنے کے باوجود اللہ کے دین کی بے حرمتی سے باز نہیں آتا اس کے لئے یہ وظائف قطعاً بے سود ہیں۔ (فتح الباری:۲۰۸/۱۱)

٢٠ - باب: فَضْلُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب ۲۰: ذکر الٰہی کی فضیلت کا بیان

٢٠٨٩ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لاَ يَذْكُرُ مَثَلُ الحَيِّ وَالمَيِّتِ). [رواه البخاري: ٦٤٠٧]

۲۰۸۹۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے ان کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

فوائد: اللہ کے ذکر سے مراد اللہ اللہ کی ضربیں لگانا نہیں جیسا کہ ہمارے ہاں مساجد میں ہوتا ہے بلکہ نہایت عاجزی سے ان کلمات کو ادا کرنا جن کی فضیلت احادیث میں بیان ہوئی ہے۔

٢٠٩٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (إِنَّ لِلّٰهِ مَلاَئِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَنَادَوْا: هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ. قَالَ: فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ، مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالَ: تَقُولُ: يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ

۲۰۹۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو گلی کوچوں میں گشت کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں جب انہیں ذکر الٰہی میں مصروف لوگ ملتے ہیں تو وہ اپنے ساتھیوں کو پکارتے ہیں ادھر آؤ تمہارا مطلوب حاصل ہوگیا آپ نے فرمایا یہ فرشتے جمع ہو کر ان لوگوں کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ پھر ان کا پروردگار ان سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ واقف

وَيُمَجِّدُونَكَ، قَالَ: فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لاَ، وَٱللهِ ما رَأَوْكَ، قَالَ: فَيَقُولُ: وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَتَحْمِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا، قَالَ: يَقُولُ: فَمَا يَسْأَلُونَنِي؟ قَالَ: يَسْأَلُونَكَ الجَنَّةَ، قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لاَ، وَٱللهِ يَا رَبِّ ما رَأَوْهَا، قَالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً، قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: مِنَ النَّارِ، قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لاَ وَٱللهِ يَا رَبِّ ما رَأَوْهَا، قَالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ: فَيَقُولُ: فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ. قَالَ: يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ المَلاَئِكَةِ: فِيهِمْ فُلاَنٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ. قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لاَ يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ».

[رواه البخاري: ٦٤٠٨]

ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح و تکبیر اور حمد وثنا میں مصروف تھے اللہ ان سے فرماتا ہے کہ انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں اللہ کی قسم تجھے انہوں نے نہیں دیکھا ہے اللہ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے پھر تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت کرتے تیری حمد وثنا اور تیری تسبیح و تقدیس نہایت شدت سے کرتے آپ نے فرمایا پھر اللہ فرماتا ہے اے فرشتو! وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے جنت کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں انہوں نے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا فرشتے کہتے ہیں وہ دیکھ لیتے تو اسے حاصل کرنے کے لئے اس سے بھی زیادہ اس کی خواہش کرتے اس میں رغبت کرتے ہوئے اس کے حصول کے لئے مزید کمربستہ ہوجاتے پھر اللہ فرماتے ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں تیری ذات کی قسم! انہوں نے دوزخ نہیں دیکھا ہے ارشاد ہوتا ہے اگر دوزخ دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ دیکھ لیتے تو اس سے بھاگتے رہتے بے انتہا ڈرتے رہتے پھر اللہ ارشاد فرماتا ہے اے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے معاف کردیا ہے ایک

فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں ایک شخص ذکر کرنے والا نہیں تھا بلکہ وہ اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر وہاں گیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں ہو سکتا۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتے اولاد آدم سے محبت کرتے ہیں اس کے باوجود اولاد آدم کا ذکر شرف و مرتبہ میں فرشتوں کے ذکر سے کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ ان کی مصروفیات اور مشاغل بے شمار ہیں جبکہ فرشتوں کے لئے کسی قسم کی رکاوٹیں نہیں ہوتی واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۱۱/۲۱۳)

کتاب الرقاق

نرم دلی کا بیان

١ - باب: الصحّة وَالفَراغ وَلا عَيش إلا عَيشُ الآخِرَة

باب ا: صحت اور فراغت کا بیان نیز فرمان نبوی کہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے

٢٠٩١ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: إِنَّ رَسولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ). [رواه البخاري: ٦٤١٢]

۲۰۹۱۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تندرستی اور فارغ البالی دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی لوگ قدر نہیں کرتے بلکہ اکثر نقصان اٹھاتے ہیں۔

فوائد: غزوہ خندق کے موقع پر جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا کر باہر لے جا رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے مطلب یہ ہے کہ آخروی عیش کے حصول کے لئے صحت اور فراغت کو استعمال کرنا چاہیئے اور جو لوگ تندرستی اور فارغ البالی کو دنیوی منفعت کے حصول میں صرف کرتے ہیں وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ (فتح الباری:۱۱/۲۳۱)

٢ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ»

باب ۲: فرمان نبوی کہ دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی پردیسی یا راہ گیر ہوتا ہے

٢٠٩٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: (كُنْ فِي ٱلدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ).

۲۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کوئی پردیسی یا راہ گیر گزارہ کرتا ہے

وَكَانَ ٱبْنُ عُمَرَ يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ المَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. [رواه البخاري: ٦٤١٦]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے جب شام ہو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح ہو تو شام کے منتظر نہ رہو بلکہ تندرستی میں اپنی بیماری کا توشہ اور زندگی میں اپنی موت کا سامان تیار کرو۔

فوائد: جس طرح کوئی مسافر آدمی پردیس اور راہ گزر کو اپنا اصلی وطن نہیں سمجھتا اس طرح مومن کو بھی چاہئے کہ وہ اس دنیا کو اپنا اصلی وطن نہ سمجھے بلکہ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں خود کو اہل قبور سے شمار کرو۔ (فتح الباری:۱۱/۲۳۴)

٣ - باب: فِي الأَمَلِ وَطُولِهِ

باب ۳: لمبی لمبی آرزوئیں پرورش کرنے کا بیان

٢٠٩٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هٰذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسَطِ، وَقَالَ: (هٰذَا الإِنْسَانُ، وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ - أَوْ: قَدْ أَحَاطَ بِهِ - وَهٰذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ، وَهٰذِهِ الخُطَطُ الصِّغَارُ الأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا، وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا). [رواه البخاري: ٦٤١٧]

۲۰۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مربع خط کھینچا اور اس کے درمیان سے ایک باہر نکلا ہوا خط کھینچا اور اس خط کے دونوں طرف مزید چھوٹے چھوٹے خطوط بنائے اور فرمایا یہ درمیانی خط انسان ہے اور یہ مربع خط اس کی اجل ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے یا جس نے اسے گھیر رکھا ہے اور یہ باہر نکلا ہوا خط اس کی آرزو اور امید ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط آفات وحوادث ہیں اگر اس سے انسان بچا تو اس میں پھنس گیا اگر اس سے بچا تو اس میں مبتلا ہوا۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایسی ایسی خواہشات رکھتا ہے جو عمر بھر پوری نہیں ہو سکتی لہٰذا ایسی خواہشات آخرت سے انسان کو غافل کر دیتی ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۳۷)

٢٠٩٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوطًا، فَقَالَ: (هٰذَا الأَمَلُ وَهٰذَا

۲۰۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چند خطوط کھینچے پھر فرمایا یہ آدمی کی آرزو ہے اور یہ اس کی

أَجَلُهُ، فَبَيْنَما هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جاءَهُ الخَطُّ الأَقْرَبُ). [رواه البخاري: ٦٤١٨]

عمر ہے انسان لمبی آرزو کے چکر میں رہتا ہے اتنے میں قریب والا خط اسے آ پہنچتا ہے یعنی موت آجاتی ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے خواہشات کی پیروی اور لمبی لمبی تمناؤں کا زیادہ خطرہ ہے کیونکہ خواہش کی پیروی انسان کو حق سے روک دیتی ہے اور لمبی لمبی تمنائیں آخرت سے غافل کر دیتی ہیں۔ (فتح الباری:۱۱/۲۳۶)

٤ - باب: مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ

باب ۴: جس کی عمر ساٹھ برس ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے معذرت کا کوئی موقع نہیں چھوڑا

٢٠٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَعْذَرَ ٱللهُ إِلَى ٱمْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً). [رواه البخاري: ٦٤١٩]

۲۰۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے تمام عذر بہانے ختم کر دیئے جسے لمبی عمر بخشی حتی کہ وہ ساٹھ برس کو پہنچ گیا۔

فوائد: امام بخاری نے اس آیت سے بھی دلیل ہے کہ جب کافر چیخ چیخ کر جہنم سے نکلنے کا مطالبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آچکا تھا۔ (فاطر:۳۷)

٢٠٩٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي ٱثْنَتَيْنِ. فِي حُبِّ ٱلدُّنْيَا وَطُولِ الأَمَلِ). [رواه البخاري: ٦٤٢٠]

۲۰۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں کے متعلق جوان رہتا ہے دنیا کی محبت اور درازی عمر کی خواہش رکھنے میں

فوائد: اسی طرح کی ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آدمی تو بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کے نفس کی دو خصلتیں اور زیادہ جوان اور طاقت ور ہوتی رہتی ہیں ایک دولت کی حرص اور دوسری درازی عمر کی چاہت۔ (صحیح بخاری:۶۴۲۱)

٥ - باب: الْعَمَلِ الَّذِي يُبْتَغَىٰ بِهِ وَجْهُ اللهِ

باب ۵: اس عمل کا بیان جو خالص رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے

٢٠٩٧ : عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ: لاَ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللهُ، يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ ٱللهِ، إِلَّا حَرَّمَ ٱللهُ عَلَيْهِ النَّارَ). [رواه البخاري: ٦٤٢٣]

۲۰۹۷۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جو شخص اس حالت میں حاضر ہو کہ دنیا میں اس نے خالص اللہ کی رضا کے لئے لا الہ الا اللہ کہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

فوائد: یہاں اس روایت کو مختصرا بیان کیا گیا ہے دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اس کے گھر تشریف لے گئے وہاں نماز پڑھی' کھانا کھایا پھر مالک بن دخشم کے متعلق سوال کیا کسی نے اس کے متعلق منافق ہونے کی پھبتی کسی تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

٢٠٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يَقُولُ ٱللهُ تَعَالَىٰ: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ، إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ ٱلدُّنْيَا ثُمَّ ٱحْتَسَبَهُ، إِلَّا الْجَنَّةُ). [رواه البخاري: ٦٤٢٤]

۲۰۹۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس بندہ مومن کی محبوب چیز میں نے دنیا سے اٹھا لی اور اس نے اس پر صبر کیا تو اس کی جزا میرے ہاں سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے۔

فوائد: محبوب چیز سے مراد اس کا بیٹا' بھائی یا اور کوئی چیز جس سے وہ محبت کرتا ہے اگر اس نے صبر واستقامت کے مظاہرہ کیا اور کسی قسم کا حرف شکایت اپنی زبان پر نہ لایا تو اسے اللہ کے فضل سے جنت میں ٹھکانہ ملے گا۔ (فتح الباری:۲۴۴/۱۱)

٦ - باب: ذِهَابُ الصَّالِحِينَ

باب ٦: نیک لوگوں کا دنیا سے اٹھ جانا

٢٠٩٩ : عَنْ مِرْدَاسٍ الأَسْلَمِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ، الأَوَّلُ فَالأَوَّلُ، وَيَبْقَىٰ حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ، أَوِ التَّمْرِ، لاَ يُبَالِيهِمُ ٱللهُ بَالَةً). [رواه البخاري: ٦٤٣٤]

۲۰۹۹۔ حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے نزدیک) نیک لوگ دنیا سے یکے بعد دیگرے اٹھ جائیں گے باقی جو کے بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کچھ لوگ رہ جائیں گے جن کی اللہ کو ذرہ بھر پرواہ نہیں ہوگی۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ ایسے بد عمل لوگوں پر قیامت قائم ہو گی جس کا مطلب یہ ہے نیک لوگوں کا دنیا سے رخصت ہونا قیامت کی ایک علامت ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ نیک لوگوں کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔ (فتح الباری:۱۱/۲۵۲)

٧ - باب: ما يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ المَالِ

باب ۷: فتنہ مال سے ڈرنے کا بیان

٢١٠٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَوْ كانَ لابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مالٍ لابْتَغَى ثَالِثًا، وَلاَ يَمْلأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُرابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ). [رواه البخاري: ٦٤٣٦]

۲۱۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے اگر ابن آدم کو دو وادیاں مال سے بھری ہوئی مل جائیں تو یہ تیسری وادی کی تلاش میں سرگرداں ہو گا اور ابن آدم کا پیٹ تو مٹی ہی بھرے گی لیکن جو اللہ کی طرف جھکتا ہے اللہ بھی اس پر مہربان ہو جاتا ہے۔

فوائد : ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ہر امت کو فتنہ درپیش ہوتا تھا اور میری امت کے لئے خطرناک فتنہ مال و دولت کی فراوانی ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۲۵۳)

٨ - باب: مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ

باب ۸: جو کوئی زندگی میں مال آگے بھیجے (خیرات کرے) وہی اس کا مال ہے

٢١٠١ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَيُّكُم مالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مالِهِ). قالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، ما مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ، قالَ: (فَإِنَّ مالَهُ ما قَدَّمَ، وَمالُ وَارِثِهِ ما أَخَّرَ). [رواه البخاري: ٦٤٤٢]

۲۱۰۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون ایسا ہے جس کو اپنے وارث کا مال خود اس کے اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سب کو اپنا ہی مال محبوب ہے فرمایا اپنا مال تو وہ ہے جو فی سبیل اللہ خرچ کر کے آگے بھیج دیا ہو اور جو چھوڑ کر مرے وہ تو وارثوں کا مال ہے۔

فوائد : اس حدیث کے پیش نظر بندہ مسلم کو چاہیئے کہ اپنا مال بھلے کاموں میں خرچ کرے تاکہ آخرت میں اس کے لئے سود مند ہو' کیونکہ جو کچھ مرنے کے بعد رہ گیا وہ تو اس کے ورثاء کی ملک ہو گا۔ (فتح الباری:۱۱/۲۶۰)

٩ - باب: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ عَنِ الدُّنْيَا

باب ٩: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی گزر اوقات کیسی تھی؟ اور ان کے دنیا سے الگ رہنے کا بیان

٢١٠٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: آللهِ الَّذِي لاَ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، إِنْ كُنْتُ لأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الأَرْضِ مِنَ الجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لأَشُدُّ الحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الجُوعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي، وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي، ثُمَّ قَالَ: (أَبَا هِرٍّ). قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: (الْحَقْ). وَمَضَى فَتَبِعْتُهُ، فَدَخَلَ، فَاسْتَأْذِنُ، فَأَذِنَ لِي، فَدَخَلَ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ، فَقَالَ: (مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟). قَالُوا: أَهْدَاهُ لَكَ فُلاَنٌ أَوْ فُلاَنَةٌ، قَالَ: (أَبَا هِرٍّ). قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (الْحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي). قَالَ: وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الإِسْلاَمِ، لاَ

٢١٠٢۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں بعض اوقات میں بھوک کی وجہ سے زمین پر پیٹ لگا کر لیٹ جاتا اور کبھی ایسا ہوتا کہ اس کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا ایک دن میں سر راہ جہاں سے لوگ گزرتے تھے بیٹھ گیا سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی یہ صرف اس لئے پوچھی کہ وہ مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیں مگر انہوں نے خیال ہی نہ کیا اور چلے گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے تو میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت دریافت کی اور یہ بھی صرف اس لئے پوچھی تھی کہ مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیں مگر انہوں نے بھی کوئی خیال نہ کیا اور چپکے سے چل دیئے پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے دل کی بات میرے چہرے کی کیفیت سے سمجھ گئے اور فرمانے لگے اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا میرے ساتھ آؤ آپ چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا آپ گھر میں داخل ہوئے تو میں نے اندر آنے کی اجازت مانگی مجھے آپ نے اجازت دے دی تو میں بھی مکان میں داخل ہوا وہاں ایک دودھ سے بھرا

يَأْوُونَ إِلَى أَهْلٍ وَلاَ مالٍ وَلاَ عَلَى أَحَدٍ، إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا، فَسَاءَنِي ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: وَما هٰذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ، كُنْتُ أَحَقَّ أَنَا أَنْ أُصِيبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا، فَإِذَا جَاءُوا أَمَرَنِي، فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ، وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ ٱللهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ ﷺ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا، فَٱسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ، قَالَ: (يَا أَبَا هِرٍّ). قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (خُذْ فَأَعْطِهِمْ). قَالَ: فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ، فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، حَتَّى ٱنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: (أَبَا هِرٍّ). قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ). قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ

ہوا پیالہ آپ نے دیکھا تو فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں مرد یا عورت نے آپ کو بطور تحفہ بھیجا ہے آپ نے فرمایا اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا جاؤ اہل صفہ کو بھی بلا لاؤ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہل صفہ تو صرف اسلام کے مہمان تھے ان کا وہاں کوئی گھر بار یا مال واسباب نہ تھا اور نہ ہی کوئی دوست وآشنا جس کے گھر جا کر رہتے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو بھی صدقہ کا مال آتا تو ان لوگوں کو بھیج دیتے خود اس سے کچھ نہ لیتے اگر تحفہ کے طور پر کوئی چیز آتی تو انہیں بلا بھیجتے خود بھی کھاتے اور انہیں بھی کھانے میں شریک کرتے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل صفہ کا بلا لانا اس وقت تو مجھے برا محسوس ہوا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دودھ اہل صفہ کو کیسے پورا ہو سکتا ہے؟ اس دودھ کا حق دار تو میں تھا تاکہ اس میں سے کچھ پیتا تو مجھ میں ذرا طاقت آجاتی اور جب اہل صفہ آئیں گے تو آپ مجھے فرمائیں گے کہ ان کو دودھ پلاؤ تو جب میں انہیں یہ دودھ دوں گا تو مجھے امید نہیں کہ اس سے میرے لئے بھی کچھ بچ رہے گا مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننا ضروری تھا بہر حال میں اہل صفہ کے پاس آیا اور انہیں بلایا وہ آئے اور اندر جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی چنانچہ وہ اندر آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے آپ نے فرمایا اے ابوھریرہ! میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں

اَللهِ، قَالَ: (اُقْعُدْ فَاشْرَبْ). فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ: (اِشْرَبْ). فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُولُ: (اِشْرَبْ). حَتَّى قُلْتُ: لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، قَالَ: (فَأَرِنِي). فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللهَ وَسَمَّى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ. [رواه البخاري: ٦٤٥٢]

حاضر ہوں' آپ نے فرمایا انہیں دودھ پلاؤ میں نے وہ پیالہ لے کر ایک شخص کو دیا اس نے خوب سیر ہو کر پیا اور مجھے واپس کردیا پھر میں نے دوسرے کو دیا اس نے بھی خوب سیر ہو کر نوش کیا اور پھر مجھے واپس کردیا اس طرح سب پی چکے تو رسول اللہ ﷺ کی باری آئی اس وقت اہل صفہ خوب سیر ہو کر پی چکے تھے آپ نے پیالہ ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا اب تو میں اور آپ صرف دو آدمی باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! بے شک آپ سچ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا اب بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو چنانچہ میں نے بیٹھ کر دودھ پینا شروع کیا آپ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا آپ نے پھر اصرار فرمایا کہ اور پیو آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے عرض کیا اس پروردگار کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے اب تو میرے پیٹ میں کوئی جگہ نہیں ہے آپ نے فرمایا اچھا اب مجھے دے دو چنانچہ میں نے وہ پیالہ آپ کو دے دیا آپ نے پہلے تو اللہ کا شکریہ ادا کیا پھر بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ نوش فرمالیا۔

فوائد: اس حدیث سے راوی اسلام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عظمت وعزیمت اور صبر واستقامت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کیسے کٹھن حالات میں اسلام سے وفاداری اور جانثاری کا ثبوت دیا۔

٢١٠٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (اللَّهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا). [رواه

۲۱۰۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کرتے اے اللہ! آل محمد ﷺ کو حسب ضرورت رزق عطا

البخاري: ٦٤٦٠]

فرمایا۔

فوائد: چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں تناول فرماتے تو جو کی روٹی میسر نہ آتی' اس طرز زندگی سے تونگری کی آفات اور فتنہ فقر دونوں سے عافیت ملی تھی۔ (فتح الباری:۱۱/۲۹۳)

١٠ - باب: الْقَصْدُ وَالْمُدَاوَمَةُ عَلَى الْعَمَلِ

باب ۱۰: عبادت میں میانہ روی اور اس پر مداومت

٢١٠٤ : وعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (لَنْ يُنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ). قالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قالَ: (وَلاَ أَنا، إلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ، سَدِّدُوا وَقارِبُوا، وَاغْدُوا وَرُوحُوا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا). [رواه البخاري: ٦٤٦٣]

۲۱۰۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو اس کے عمل نجات نہ دیں گے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہ آپ کے اعمال؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی میرے اعمال نجات نہیں دیں گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے تمہیں چاہیئے کہ درستگی کے ساتھ عمل کرتے رہو میانہ روی اختیار کرو ہر صبح اور رات کے پچھلے حصہ میں کچھ عبادت کرو مسلک اعتدال اختیار کرو اس اعتدال سے تم اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔

فوائد: بعض قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ دخول جنت کا سبب ہیں اصل بات یہ ہے کہ دخول جنت تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ممکن ہو گا پھر جنت کے درجات و منازل حسب اعمال تقسیم ہوں گے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۹۵) اور اعمال صالحہ ہی رحمت الٰہی کا باعث بنیں گے۔

٢١٠٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَحَبُّ إلَى اللّٰهِ؟ قالَ: (أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ). [رواه البخاري: ٦٤٦٥]

۲۱۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے گو تھوڑی مقدار میں ہو۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ نیکی کرنے میں اتنی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ پسندیدہ عمل وہی ہے جس پر ہمیشگی کی جائے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اپنی صحت سے

زیادہ کام کرنا شروع کر دو پھر اکتا کر اسے ترک کر دو۔ (فتح الباری:۲۹۹/۱۱)

١١ - باب: الرَّجَاءُ مَعَ الخَوْفِ

باب ۱۱: اللہ تعالیٰ سے امید اور ڈر دونوں رکھنا

٢١٠٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَوْ يَعْلَمُ الْكافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ ٱللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ المُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ ٱللهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٦٤٦٩]

۲۱۰۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اگر کافر کو اللہ کے ہاں تمام رحمتوں کا پتہ چل جائے تو کبھی جنت سے مایوس نہ ہو اگر مومن کو اللہ کے ہاں ہر قسم کا عذاب معلوم ہو جائے تو وہ کبھی جہنم سے بے خوف نہ ہو۔

فوائد: دراصل امید اور خوف کی درمیانی کیفیت کا نام ایمان ہے اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا بھی کفر ہے اور اپنے اعمال پر کلی انحصار بھی باعث ہلاکت ہے علامت سعادت یہ ہے کہ فرمانبرداری کرتے وقت اس کے عذاب کا خوف دامن گیر رہے اور بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ نافرمانی میں غرق رہتے ہوئے اللہ کے ہاں عذاب سے نجات کی امید رکھے۔ (فتح الباری:۳۰۱/۱۱)

١٢ - باب: حِفْظُ اللِّسَانِ ومَنْ كَانَ يُؤمِنُ بِالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

باب ۱۲: فرمان نبوی: ”جس شخص کو اللہ پر ایمان اور قیامت کے دن پر یقین ہے اسے چاہیئے کہ منہ سے اچھی بات نکالے ورنہ خاموش رہے“ کے پیش نظر زبان کی حفاظت کا بیان۔

٢١٠٧ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قالَ: (مَنْ يَضْمَنْ لِي ما بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَما بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٦٤٧٤]

۲۱۰۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے اپنے جبڑوں کے درمیان زبان اور اپنی ٹانگوں کے درمیان شرمگاہ کی ضمانت دے دے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دنیا میں مصائب و آلام میں مبتلا ہوتے وقت اصل کردار انسان کی زبان اور اس کی شرمگاہ کا ہے اگر ان کی شر سے اپنے آپ کو بچالیا جائے تو بے شمار گناہوں سے محفوظ رہا جا سکتا

ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۰۱)

۲۱۰۸ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ ٱللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالاً، يَرْفَعُ ٱللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ ٱللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالاً، يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ). [رواه البخاري: ٦٤٧٨]

۲۱۰۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا آدمی کبھی ایسی بات منہ سے نکالتا ہے جس میں اللہ کی رضامندی ہوتی ہے حالانکہ وہ اس کو کچھ اہمیت نہیں دیتا تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجات بلند کردیتا ہے اور کبھی بندہ اللہ کی ناراضگی کی کوئی بات لا ابالی پن میں منہ سے نکال بیٹھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔

فوائد : اس حدیث کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ زبان کی حفاظت کی جائے ضروری ہے کہ گفتگو سے پہلے اس کا وزن کرلیا جائے اگر کوئی اس سے مصلحت وابستہ ہے تو بات کرے بصورت دیگر خاموش رہے جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت بھی موجود ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۱۱)

۱۳ - باب: الاَنْتِهَاءُ مِنَ المَعَاصِي

باب ۱۳: گناہوں سے باز رہنا

۲۱۰۹ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَثَلِي وَمَثَلُ ما بَعَثَنِي ٱللهُ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: رَأَيْتُ الجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ فَأَدْلَجُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا، وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الجَيْشُ فَٱجْتَاحَهُمْ). [رواه البخاري: ٦٤٨٢]

۲۱۰۹۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور جو اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے دشمن کا لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں تمہیں کھلے اور واضح طور پر ڈرانے والا ہوں بھاگو اور اس سے بچو۔ ایک گروہ نے اس کا کہا مانا رات ہی رات اطمینان سے نکل گیا تو انہوں نے اپنی جان بچالی اور کچھ لوگوں نے اس کی بات نہ مانی حتیٰ کہ صبح کے وقت وہ لشکر آپہنچا پھر اس نے انہیں تباہ کرڈالا۔

فوائد : مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو گناہوں سے متنبہ کیا ہے کہ اللہ کا عذاب بالکل تیار ہے اس لئے توبہ کرکے اپنے آپ کو بچاؤ اس کے بعد جس نے بات کو مان کر شرک و کفر سے اجتناب کیا وہ تو بچ گیا اور جس نے سرکشی کی وہ مرتے ہی ابدی عذاب میں گرفتار ہوگا۔

١٤ - باب: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

باب ۱۴: دوزخ کی آگ نفسانی خواہشات سے ڈھکی ہوئی ہے

٢١١٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالمكارِهِ). [رواه البخاري: ٦٤٨٧]

۲۱۱۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کا حجاب نفسانی خواہشات اور جنت کا حجاب تکالیف و مجاہدات ہیں۔

فوائد: قرآن کریم میں یہی مضمون بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے "جس نے سرکشی کرتے ہوئے دنیوی زندگی کو ترجیح دی دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہو گا اور جس نے اپنے رب کے حضور پیش ہونے کا خوف کیا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا اس کا ٹھکانہ جنت میں ہو گا۔ (نازعات:۳۷'۴۱)

١٥ - باب: الجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ

باب ۱۵: جنت اور جہنم جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ نزدیک ہیں

٢١١١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ). [رواه البخاري: ٦٤٨٨]

۲۱۱۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت تمہاری جوتی کے تسمے سے زیادہ قریب ہے اسی طرح جہنم بے حد قریب ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ انسان ثواب کی بات کو حقیر خیال نہ کرے شاید اللہ کو وہی پسند آجائے اور اس کی نجات کا ذریعہ بن جائے اسی طرح گناہ کی بات کو معمولی خیال نہ کرے شاید اللہ اس سے ناراض ہو کر اسے جہنم میں جھونک دے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۲۱)

١٦ - باب: لِيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلاَ يَنْظُرْ إِلَى مَنْ فَوْقَهُ

باب ۱۶: دنیا داری میں اپنے سے کم کی طرف دیکھے اور بڑے کی طرف نہ دیکھے

٢١١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي المَالِ وَالخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ

۲۱۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی نظر ایسے شخص پر پڑے جو مال و جمال میں اس سے بڑھ کر ہو تو اسے ان لوگوں کو بھی

أَسْفَلَ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٦٤٩٠]

دیکھنا چاہیے جو ان باتوں میں اس سے کم ہوں۔

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص دنیوی لحاظ سے اپنے کم تر کو دیکھ کر اللہ کا شکر کرتا ہے اور دینی لحاظ سے اپنے سے بہتر کو دیکھ کر اس کی پیروی کرتا ہے اسے اللہ کے ہاں صابر وشاکر لکھا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۲۳)

١٧ - باب: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ

٢١١٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ كَتَبَ الحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا ٱللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا وَعَمِلَهَا كَتَبَهَا ٱللهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا ٱللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا ٱللهُ عَلَيْهِ سَيِّئَةً وَاحِدَةً). [رواه البخاري: ٦٤٩١]

باب ١٧: نیکی یا بدی کا ارادہ کرنا کیسا ہے؟

۲۱۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے پروردگار سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں سب لکھ دی ہیں پھر ان کی تفصیل یوں بیان کی کہ جس نے نیکی کا صرف ارادہ کیا اسے عملی جامہ نہ پہنا سکا تب بھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے پوری نیکی لکھ دے گا اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے بجا بھی لایا تو اس کے نامہ اعمال میں دس سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ نیکیاں لکھ دے گا لیکن جس نے بدی کا ارادہ کیا' مرتکب نہ ہوا تو اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ایک پوری نیکی کا ثواب لکھ دے گا لیکن جس نے ارادہ کرکے بدی کر ڈالی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک ہی بدی ثبت کرے گا۔

فوائد: واضح رہے کہ بدی کا ارادہ کر کے ترک کر دینا اس وقت نیکی ثبت ہونے کا باعث ہوگا جب اللہ سے ڈرتے ہوئے اسے عملی جامہ نہ پہنائے لیکن اگر فرصت نہ مل سکی لوگوں سے ڈرتے اسے عمل میں نہ لاسکا تو بری نیت کی وجہ اس نے برائی کو ضرور کمایا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۲۶)

١٨ - باب رَفْعِ الأَمَانَةِ

٢١١٤ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ، رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ

باب ۱۸: دنیا سے امانتداری کے اٹھ جانے کا بیان

۲۱۱۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں بیان فرمائی تھیں ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں

الآخَرَ حَدَّثَنا: (أَنَّ الأَمَانَةَ نَزَلَتْ في جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجالِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ).

وَحَدَّثَنا عَنْ رَفْعِهَا قالَ: (يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ، فَتُقْبَضُ الأَمانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُها مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُها مِثْلَ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ، فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ، فَلاَ يَكادُ أَحَدُهُمْ يُؤَدِّي الأَمانَةَ، فَيُقَالُ: إِنَّ في بَنِي فُلاَنٍ رَجُلًا أَمِينًا، وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: ما أَعْقَلَهُ وَما أَظْرَفَهُ وَما أَجْلَدَهُ، وَما في قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ).

وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ، لَئِنْ كانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الإِسْلامُ، وَإِنْ كانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ: فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلاَنًا وَفُلاَنًا. [رواه البخاري: ٦٤٩٧]

البتہ دوسری کے ظہور کا منتظر ہوں پہلی حدیث تو یہ ہے کہ پہلے ایمانداری اللہ کی طرف سے لوگوں کے دلوں کی تہہ میں اتری پھر لوگوں نے قرآن سے اس کا حکم معلوم کیا پھر سنت نبوی سے اس کے متعلق معلومات حاصل کیں دوسری حدیث رسول اللہ ﷺ نے امانتداری کے اٹھ جانے کے متعلق بیان فرمائی (کہ یہ بہت جلد اٹھ جائے گی) ایسا ہوگا کہ آدمی سوئے گا اور اسی حالت میں امانتداری اس کے دل سے نکال لی جائے گی پھر اس کی جگہ صرف ایک نشان رہ جائے گا جو مدہم داغ کی طرح ہوگا پھر جب سوئے گا تو باقی امانت بھی نکال لی جائے گی اس کا نشان آبلے کی طرح رہ جائے گا جیسے تو چنگاری اپنے پاؤں پر ڈال دے تو ایک چھالا پھول آتا ہے تو اسے ابھرا ہوا دیکھے گا حالانکہ اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا پھر ایسا ہوگا کہ لوگ خرید وفروخت کریں گے لیکن ان میں کوئی بھی امانتدار نہیں ہوگا بالآخر نوبت بایں جا رسید کہ لوگ کہیں گے فلان قبیلے کا فلان شخص کیسا امانت دار ہے وہ کیسا عقلمند اور صاحب ظرافت ہے اور کیسے مضبوط کردار کا حامل ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ پر ایک زمانہ ایسا گزر چکا ہے کہ مجھے کسی کے ساتھ خرید وفروخت کرنے میں کوئی پرواہ نہ ہوتی تھی کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو دین اسلام اس کو حق کی طرف پھیر لاتا اور کافر نصرانی ہوتا تو اس کے حاکم اور مددگار لوگ میرا حق اس سے واپس دلاتے

جبکہ آج کل ایسا وقت آگیا ہے کہ میں کسی سے معاملہ ہی نہیں کرتا ہاں بس خاص لوگوں سے خرید وفروخت کرتا ہوں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ پہلی نیند میں تو ایمانداری کا نور اٹھ جائے گا اور اس کی جگہ بے ایمانی کی تاریکی ایک مدہم سے داغ کی طرح نمودار ہوگی دوسری نیند میں تاریکی زیادہ ہو کر آبلے کے داغ کی طرح ہو جائے گی جو مدت تک قائم رہتا ہے۔

٢١١٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّمَا النَّاسُ كَالإِبِلِ الْمِائَةِ، لاَ تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً). [رواه البخاري: ٦٤٩٨]

٢١١٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے آدمیوں کا حال تو اونٹوں کی طرح ہے کہ سو اونٹوں میں ایک اونٹ بھی تیز سواری کے قابل نہیں ملتا۔

فوائد: جو جانور سواری کے لئے استعمال ہوتا ہے وہ نرم مزاج ہوتا ہے اس طرح لوگوں میں نرم مزاجی کا فقدان ہے ایسے لوگ بہت کم ہیں جو ایماندار اور معاملہ فہم ہوں جو اپنے دوستوں کے متعلق نرم مزاجی کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ (فتح الباری:١١/٣٣٥)

١٩ - باب: الرِّيَاءُ وَالسُّمْعَةُ

باب ١٩: ریا اور شہرت کی مذمت

٢١١٦ : عَنْ جُنْدَبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ ٱللهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي ٱللهُ بِهِ). [رواه البخاري: ٦٤٩٩]

٢١١٦۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سنانے کے لئے نیک کام کیا اللہ تعالیٰ (قیامت کو) اس کی بدنیتی سب کو سنا دے گا جس نے دکھلاوے کے لئے کام کیا اللہ تعالیٰ اس کا دکھلاوا ظاہر کر دے گا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کو پوشیدہ رکھنا چاہئے لیکن جن کی لوگ اقتداء کرتے ہیں اگر وہ نمونے کے طور پر اپنے نیک عمل ظاہر بھی کر دیں تو چنداں حرج نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کی اصلاح مقصود ہے۔ (فتح الباری:١١/٣٣٧)

٢٠ - باب: التَّوَاضُعُ

باب ٢٠: تواضع وانکساری

٢١١٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى

٢١١٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے جس نے میرے دوست سے

لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ).

[رواه البخاري: ٦٥٠٢]

عداوت کی میں اسے خبردار کئے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی عبادت مجھے اس عبادت سے زیادہ پسند نہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ نوافل کی ادائیگی سے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اسے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہو جس سے وہ چلتا ہے وہ اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں وہ اگر پناہ طلب کرتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام میں جسے کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اپنے مسلمان بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے وہ تو موت کو (بوجہ تکلیف جسمانی کے) برا سمجھتا ہے اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا ناگوار گزرتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے بندے کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہوتا ہوں جس سے وہ گفتگو کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اللہ کی عبادت میں غرق ہو جاتا ہے اور مرتبہ محبوبیت پر پہنچتا ہے تو اس کے حواس ظاہری اور باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے وہ ہاتھ' پاؤں' کان' آنکھ' زبان اور دل ودماغ سے وہی کام لیتا ہے جس میں اللہ کی مرضی ہوتی ہے اس سے خلاف شریعت کوئی کام سرزد نہیں ہوتا۔ (فتح الباری:۱۱/۳۴۴)

٢١ - باب: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ الله أَحَبَّ الله لِقَاءَهُ

باب ۲۱: جو شخص اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں

٢١١٨ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ،

۲۱۱۸۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو عزیز رکھتا ہو

وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ). قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ، إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَ: (لَيْسَ ذَاكِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَكَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ). [رواه البخاري: ٦٥٠٧]

تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو برا سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو برا جانتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی اور ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ مطلب نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ مومن کے پاس جب موت آرہی ہوتی ہے تو اسے اللہ کی طرف سے رضامندی اور اس کی سرفرازی کی خوشخبری دی جاتی ہے وہ اس وقت ان انعامات سے زیادہ جو اسے آگے ملنا ہوتے ہیں کسی دوسری چیز کو پسند نہیں کرتا تو وہ اللہ سے ملنے کی جلد آرزو کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے اور اسے اللہ کے عذاب وسزا کی خبر دی جاتی ہے تو جو کچھ اسے آگے ملنے والا ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ اسے کوئی چیز ناپسند نہیں ہوتی' اس لئے اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔

فوائد: حدیث میں بیان شدہ ملاقات کے کئی ایک معانی ہیں ایک تو اپنے انجام کو دیکھنا جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے دوسرا قیامت کے دن اٹھنا اور موت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے یہ ملاقات موت کے علاوہ ہے جو شخص دنیا سے نفرت کرتا ہے وہ گویا اللہ سے ملاقات کا خواہاں ہے اور جو دنیا کو چاہتا ہے وہ گویا اللہ سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا جس شخص کو اللہ سے ملاقات کا شوق ہو گا وہ اس کی تیاری کرے گا اور جسے اللہ کے حضور پیش ہونے کا خوف ہو گا وہ بھی دنیا میں پھونک پھونک کر قدم رکھے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۳۶۰)

٢٢ - باب: سَكَرَاتُ الْمَوْتِ

٢١١٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُونَ النَّبِيَّ ﷺ فَيَسْأَلُونَهُ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ: (إِنْ يَعِشْ هٰذَا لاَ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ). يَعْنِي مَوْتَهُمْ. [رواه البخاري: ٦٥١١]

باب ۲۲: سکرات موت کا بیان

۲۱۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ اجڈ قسم کے دیہاتی آتے اور پوچھتے کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ان میں سے ایک چھوٹی عمر والے کی طرف دیکھ کر فرماتے اس کا بڑھاپا آنے سے پہلے پہلے تم پر قیامت قائم ہو جائے گی یعنی تمہیں موت آ جائے گی۔

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے موت کو قیامت قرار دیا ہے چونکہ قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اس لئے موت میں بھی بے ہوشی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری کی ایک حدیث میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت اپنا ہاتھ پانی میں ڈالتے اور اپنے منہ پر پھیرتے پھر فرماتے لا الہ الا اللہ موت میں بڑی سختیاں ہیں۔ (بخاری:۶۵۱۰)

٢٣ - باب: يَقْبِضُ الله الأَرْضَ يَوْمَ القِيَامَةِ

٢١٢٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَكُونُ الأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً، يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كما يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ، نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ). فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، أَلاَ أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: (بَلَى). قَالَ: تَكُونُ الأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً، كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا

باب ۲۳: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں رکھ لے گا

۲۱۲۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی ضیافت کے لئے اپنے ہاتھ سے اسے الٹ پلٹ کرے گا جیسا کہ تم میں سے کوئی دوران سفر اپنی روٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے اس کے بعد ایک یہودی شخص آیا اور کہنے لگا ابو القاسم ﷺ! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے کیا میں آپ کو بتاؤں کہ قیامت کے دن اہل جنت کی مہمانی کیا ہو گی؟ آپ نے فرمایا ہاں بتاؤ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح یہی کہنے لگا کہ زمین ایک روٹی کی

ثُمَّ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَلاَ أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ؟ قَالَ: إِدَامُهُمْ بَالاَمٌ وَنُونٌ، قَالُوا: وَمَا هٰذَا؟ قَالَ: ثَوْرٌ وَنُونٌ، يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ أَلْفًا. [رواه البخاري: ٦٥٢٠]

طرح ہو جائے گی رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر ہماری طرف دیکھا اور اس قدر ہنسے کہ آپ کی کچلیاں دکھائی دینے لگیں۔ پھر وہ یہودی کہنے لگا کہ میں تمہیں اہل جنت کے سالن کے متعلق بتاؤں وہ کیا ہو گا (آپ نے فرمایا ہاں) وہ کہنے لگا ان کا سالن بالام اور نون ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا بالام اور نون کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا بیل اور مچھلی ان کی اتنی ضخامت ہو گی کہ صرف کلیجی ستر ہزار کے لئے کافی ہو گی۔

فوائد: اہل جنت کو بطور تحفہ یہ غذا دی جائے گی کھانے کے لئے ایک بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت میں کھاتا پیتا ہے پھر سلسبیل نامی چشمہ صافی سے پینے کے لئے پانی دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۳۷۵/۱۱)

٢١٢١ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ). قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهُ: (لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لأَحَدٍ). [رواه البخاري: ٦٥٢١]

٢١٢١۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے قیامت کے دن لوگوں کا حشر سفید گیہوں کی روٹی جیسی صاف اور سفید زمین پر کیا جائے گا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ یا کسی اور راوی کا بیان ہے کہ یہ زمین بے نشان ہو گی۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ زمین کی موجودہ حقیقت بدل دی جائے گی جیسا کہ قرآن کریم میں اس کی صراحت ہے اس پر کوئی مکان یا پہاڑ یا درخت وغیرہ نہیں رہیں گے اور اسے میدان محشر بنا دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۳۷۵/۱۱)

٢٤ - باب: الحَشْرُ

باب ۲۴: حشر کا بیان۔

٢١٢٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلاَثِ طَرَائِقَ: رَاغِبِينَ رَاهِبِينَ، وَٱثْنَانِ عَلَى بَعِيرٍ، وَثَلاَثَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيرٍ،

٢١٢٢۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کے تین گروہ ہوں گے جو (شام کی جانب) حشر کئے جائیں گے۔ ایک گروہ رحمت کی امید رکھے ہوئے اپنے انجام سے ڈرتا ہو

وَعَشَرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ، تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا، وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا، وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا). [رواه البخاري: ٦٥٢٢]

گا۔ دوسرا گروہ تو ایک اونٹ پر دو دو' تین تین' چار چار بلکہ دس دس آدمی بیٹھ کر نکلیں گے اور تیسرے گروہ کو آگ لے کر چلے گی۔ جہاں پر یہ لوگ دوپہر کے وقت آرام کے لئے ٹھہریں گے وہاں وہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جہاں رات کو ٹھہر جائیں گے یہ آگ بھی ٹھہری رہے گی۔ جہاں وہ صبح کو ٹھہرے رہیں گے وہاں وہ آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہاں وہ بھی شام کرے گی۔

فوائد: حشر کی تین اقسام ہیں ایک تو قیامت کی علامت ہے کہ مشرق کی طرف سے آگ برآمد ہو گی جو لوگوں کو مغرب کی طرف ہانک کر لائے گی دوسرا وہ حشر جب قبروں سے لوگ میدان محشر میں اکٹھے ہوں گے۔ تیسرا وہ حشر جب فیصلے کے بعد جنت یا جہنم کی طرف انہیں روانہ کیا جائے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۳۷۸)

۲۱۲۳ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا). قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: (الأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ). [رواه البخاري: ٦٥٢٧]

۲۱۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ اٹھائے جاؤ گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مرد اور عورتیں سب ایک دوسرے کے ستر کو دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت تو موت سے بھی زیادہ سخت اور خوفناک ہو گا کہ وہ ایسا ارادہ نہ کر سکیں گے۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طبعی شرم وحیاء کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن ہر انسان کو اپنی پڑی ہو گی آدمی' عورتوں کی طرف اور عورتیں مردوں کی طرف نہیں دیکھیں گی۔ (فتح الباری:۱۱/۳۸۷)

٢٥ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿أَلَا يَظُنُّ أُولَٰٓئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾

باب ۲۵: ارشاد باری تعالیٰ: "کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے کہ وہ ایک بڑے دن کے لئے اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ پروردگار عالم کے حضور پیش ہوں گے۔"

٢١٢٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا، وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ). [رواه البخاري: ٦٥٣٢]

۲۱۲۴۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا کہ زمین میں ستر گز تک پھیل جائے گا۔ ان کے منہ بلکہ کانوں تک پہنچ جائے گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ کافر قیامت کی شدت کی وجہ سے اپنے پسینہ میں ڈوبے ہوں گے البتہ اہل ایمان تختوں پر محو استراحت ہوں گے اور ان پر بادل سایہ کئے ہوں گے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۹۴)

٢٦ - باب: الْقِصَاصُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب ۲۶: قیامت میں قصاص لئے جانے کا بیان

٢١٢٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي ٱلدِّمَاءِ). [رواه البخاري: ٦٥٣٣]

۲۱۲۵۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا ان دونوں احادیث میں تعارض نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کے متعلق باز پرس ہو گی اور حقوق العباد میں خون ناحق کا فیصلہ کیا جائے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۳۹۶)

٢٧ - باب: صِفَةُ الجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب ۲۷: جنت اور جہنم کے حالات کا بیان

٢١٢٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا صَارَ أَهْلُ الجَنَّةِ إِلَى الجَنَّةِ، وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، جِيءَ بِالْمَوْتِ

۲۱۲۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ جائیں گے تو موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لا کر ذبح کر دیا

حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ يُذْبَحُ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ لاَ مَوْتَ، فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ). [رواه البخاري: ٦٥٤٨]

جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا منادی کرے گا اے اہل جنت! تم کو موت نہیں ہے اور اے اہل جہنم! تم کو بھی موت نہیں ہے چنانچہ یہ اعلان سننے کے بعد اہل جنت کو خوشی پر خوشی ہو گی اور اہل جہنم کے رنج والم میں مزید اضافہ ہو گا۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کو سیاہ اور سفید رنگ کے مینڈھے کی شکل میں لاکر ذبح کر دیا جائے اور منادی دو دفعہ آواز دے گا پہلی آواز خبردار کرنے کے لئے تاکہ لوگ متوجہ ہو جائیں دوسری آواز آگاہ کرنے کے لئے کہ اب موت نہیں آئے گی۔ (فتح الباری:۱۱/۴۲۰)

۲۱۲۷ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَما لَنَا لاَ نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا ما لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالُوا: يَا رَبِّ، وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلاَ أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا). [رواه البخاري: ٦٥٤٩]

۲۱۲۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے پروردگار حاضر جو ارشاد ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے اب بھی خوش نہ ہوئے ہوں گے جبکہ تو نے ہمیں ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو اپنی ساری مخلوق میں سے کسی اور کو نہیں دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں اس سے بھی بڑھ کر تمہیں ایک چیز عنائت کرتا ہوں۔ وہ عرض کریں گے اے اللہ! وہ کیا چیز ہے جو اس سے بہتر ہے؟ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے اپنی رضا تمہیں عطا کر دی اب کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

فوائد: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے ایک اور انداز سے بھی ہم کلام ہوں گے اور پھر انہیں اپنی زیارت سے مشرف کریں گے دیدار باری تعالیٰ ایک ایسی نعمت ہو گی کہ اس سے بڑھ کر اہل جنت کو اور کوئی نعمت محبوب نہ ہو گی۔ (فتح الباری:۱۱/۴۲۲)

۲۱۲۸ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا بَيْنَ

۲۱۲۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے

مَنْكِبِي الْكافِرِ مَسِيرَةُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ). [رواه البخاري: ٦٥٥١]

فرمایا قیامت کے دن کافر کے دونوں شانوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہو گا۔

فوائد: میدان محشر میں فخر وغرور میں مبتلا کفار کو ذلیل وخوار کرنے کے لئے چیونٹیوں کی شکل میں لایا جائے گا۔ پھر جہنم میں ان کی جسامت کو بڑھا دیا جائے گا تاکہ عذاب اور اس کی شدت میں اضافہ ہو۔ (فتح الباری:۴۲۳/۱۱)

٢١٢٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ ما مَسَّهُمْ مِنْها سَفْعٌ، فَيَدْخُلونَ الجَنَّةَ، فَيُسَمِّيهِمْ أَهْلُ الجَنَّةِ: الجَهَنَّمِيِّينَ). [رواه البخاري: ٦٥٥٩]

۲۱۲۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جل کر کالے پیلے ہونے کے بعد وہاں سے نکلیں گے جب جنت میں داخل ہوں گے تو اہل جنت ان لوگوں کا نام جہنمی رکھیں گے۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ان کی گردنوں پر "اللہ کی طرف سے آزاد کردہ" کے الفاظ کندہ ہوں گے۔ اور اہل جنت انہیں جہنمی کے نام سے پکاریں گے پھر وہ اللہ سے دعا کریں گے تو یہ نام بھی ختم کر دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۴۳۰/۱۱)

٢١٣٠ : عَنِ النُّعْمانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيامَةِ رَجُلٌ يُوضَعُ عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتانِ، يَغْلِي مِنْهُما دِمَاغُهُ كما يَغْلِي الْمِرْجَلُ والْقُمْقُمُ). [رواه البخاري: ٦٥٦٢]

۲۱۳۰۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہو گا جس کے دونوں پاؤں کے نیچے دو انگارے رکھے جائیں گے جن کی وجہ سے اس دماغ اس طرح ابلے گا جس طرح ہنڈیا جوش کھاتی ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ دیکھنے والا اس عذاب کو بہت سنگین خیال کرے گا حالانکہ اسے انتہائی ہلکا عذاب دیا جا رہا ہو گا۔ اعاذنا اللہ منہ۔ (فتح الباری:۴۳۰/۱۱)

٢١٣١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لا يَدْخُلُ أَحَدٌ الجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

۲۱۳۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جب تک اسے جہنم میں اس کا

لَوْ أَسَاءَ، لِيَزْدَادَ شُكْرًا، وَلاَ يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ، لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً). [رواه البخاري: ٦٥٦٩]

ٹھکانا نہیں دکھایا جائے گا اگر وہ برے عمل کرتا تاکہ وہ زیادہ شکر کرے۔ اس طرح کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہو گا جب تک اسے جنت میں اس کا گھر نہیں دکھایا جائے گا اگر وہ نیک عمل کرتا تاکہ اس کے رنج و حسرت میں اضافہ ہو۔

فوائد: مسند امام احمد کی ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے دو ٹھکانے تیار کئے ہیں ایک جنت میں اور ایک جہنم میں جب کوئی مرنے کے بعد جہنم میں پہنچ جاتا ہے تو جنت میں اس کے ٹھکانے کا وارث اہل جنت کو بنا دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۴۴۲)

٢٨ - باب: في الحَوْضِ

باب ۲۸: حوض کوثر کے بیان میں۔

٢١٣٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ، مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ المِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلاَ يَظْمَأُ أَبَدًا). [رواه البخاري: ٦٥٧٩]

۲۱۳۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض ایک ماہ کی مسافت رکھتا ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبو دار ہے اس پر آسمانی ستاروں کے شمار میں آبخورے رکھے ہوئے ہیں۔ جس نے اس میں سے ایک دفعہ پانی پی لیا تو وہ پھر کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حوض کوثر کا پانی شہد سے زیادہ شیریں، مکھن سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہو گا دوسری روایت میں ہے کہ جس نے ایک دفعہ نوش کیا وہ کبھی روسیاہ نہیں ہو گا۔ (فتح الباری:۱۱/۴۷۲)

٢١٣٣ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَمَامَكُمْ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ) [رواه البخاري: ٦٥٧٧]

۲۱۳۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (قیامت کی دن) تمہارے سامنے میرا حوض ہو گا وہ اتنا بڑا ہے کہ جس قدر جرباء سے ازرح کا درمیانی علاقہ ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ میرے حوض کا طول و عرض برابر ہو گا اس کی وسعت بیان کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے مختلف انداز اختیار فرمائے ہیں جو مقام لوگ پہچانتے تھے اس کا ذکر کر دیا حقیقی طول و عرض تو اللہ ہی جانتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۴۷۱)

٢١٣٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كما بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ، وَإِنَّ فِيهِ مِنَ الأَبَارِيقِ كَعَدَدِ نُجومِ السَّمَاءِ).
[رواه البخاري: ٦٥٨٠]

۲۱۳۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا ایلہ سے صنعاء کا درمیانی علاقہ اور اس پر آسمان کے تاروں کی گنتی کے برابر آبخورے رکھے ہوئے ہیں۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ حوض پر آبخورے ستاروں کی طرح ہیں یعنی چمک ودمک اور صفائی ونفاست میں ستاروں کی طرح ہوں گے اور انہیں بڑے قرینہ اور سلیقہ سے وہاں سجایا ہو گا۔

٢١٣٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ، حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ، فَقَالَ: هَلُمَّ، فَقُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى النَّارِ وَٱللهِ، قُلْتُ: وَما شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ ٱرْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَدْبَارِهِمِ الْقَهْقَرَى. ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ، حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ، فَقَالَ: هَلُمَّ، قُلْتُ أَيْنَ؟ قَالَ إِلَى النَّارِ وَٱللهِ، قُلْتُ: مَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمُ ٱرْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى، فَلاَ أُرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ).
[رواه البخاري: ٦٥٨٧]

۲۱۳۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں قیامت کے روز حوض کوثر پر کھڑا ہوں گا تو ایک گروہ میرے سامنے آئے گا میں ان کو پہنچان لوں گا اتنے میں میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکل کر کہے گا ادھر آؤ میں کہوں گا کدھر؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف اللہ کی قسم! میں کہوں گا اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ کہے گا یہ لوگ آپ کی وفات کے بعد دین سے الٹے پاؤں برگشتہ ہو گئے تھے۔ پھر ان کے بعد ایک اور گروہ نمودار ہو گا میں ان کو بھی پہنچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلے گا وہ ان سے کہے گا ادھر آؤ میں پوچھوں گا کدھر؟ وہ کہے گا آگ کی طرف اللہ کی قسم! میں کہوں گا کس لئے؟ وہ کہے گا یہ لوگ آپ کی وفات کے بعد الٹے پاؤں پھر گئے تھے میں سمجھتا ہوں ان میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچے گا ہاں جنگل میں آزادانہ چرنے والے اونٹوں کی طرح چند لوگ رہائی پائیں گے۔

فوائد : حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی اس طرح کی ایک روایت میں ابن ابی ملیکہ کا قول

بایں الفاظ مروی ہے: ''اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ایڑیوں کے بل پھر جائیں یا دین کے متعلق کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔ (صحیح بخاری:۶۰۰۳)

٢١٣٦ : عَنْ حارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ الحَوْضَ، فَقَالَ: (كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ). [رواه البخاري: ٦٥٩١]

۲۱۳۶۔ حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے حوض کوثر کا ذکر کیا تو فرمایا اس کا اتنا طول وعرض ہے جتنا مدینہ سے صنعاء تک کا فاصلہ ہے۔

فوائد : صنعاء نامی شہر دو ملکوں میں ہیں ایک شام اور دوسرا یمن میں حدیث میں صنعاء سے مراد صنعاء یمن ہے جیسا کہ ایک حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (صحیح بخاری:۶۵۸۰)

کتاب القدر
تقدیر کے بیان میں

١ - باب: جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللهِ

باب ا: قلم اللہ کے علم پر خشک ہو گیا ہے

٢١٣٧ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُعْرَفُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: (نَعَمْ). قَالَ: فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: (كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَوْ: لِمَا يُسِّرَ لَهُ).

[رواه البخاري: ٦٥٩٦]

٢١٣٧۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا جنت والے اہل جہنم سے پہچانے جا چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا بے شک' اس نے عرض کیا تو پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شخص اسی کے لئے عمل کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے یا اسی کے موافق اس کو عمل کرنے کی توفیق دی جاتی ہے۔

فوائد: چونکہ اپنے انجام سے کوئی بندہ وبشر مطلع نہیں ہے اس لئے اس کی ذمہ داری ہے کہ ان کاموں کو بجالانے کی کوشش کرے جن کا اسے حکم دیا گیا ہے کیونکہ اس کے اعمال اس کے انجام کی علامت ہیں لہٰذا اعمال خیر کے بجالانے میں کوتاہی نہ کرے اگرچہ خاتمہ کے متعلق یقینی علم اللہ کے پاس ہے۔ (فتح الباری:۴۹۳/۱۱)

٢ - باب: وكَانَ أَمْرُ اللهِ قَدَرًا مَقْدُورًا

باب ٢: اللہ کا فیصلہ معرض وجود میں آکر رہتا ہے

٢١٣٨ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ

٢١٣٨۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد

خُطْبَةً، ما تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُ، فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ. [رواه البخاري: ٦٦٠٤]

فرمایا اور قیامت تک جتنی باتیں ہونا تھیں وہ سب بیان فرمائیں اب جس نے انہیں یاد رکھنا تھا انہیں یاد رکھا اور جس کو بھولنا تھا وہ بھول گیا اور میں جس بات کو بھول گیا ہوں اب اسے ظہور پذیر دیکھ کر اس طرح پہچان لیتا ہوں جس طرح کسی کا ساتھی غائب ہو کر ذہن سے اتر جائے تو پھر جب وہ اس کو دیکھے تو پہچان لیتا ہے۔

فوائد: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے قیامت تک ہونے والے فتنوں سے آگاہی ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو کی تعداد میں فتنہ کے سرغنوں کی نام بنام نشاندہی فرمائی تھی۔ (فتح الباری:۱۱/۴۹۶)

٣ - باب: إِلْقَاءُ الْعَبْدِ النَّذْرَ إِلَى الْقَدَرِ

باب ۳: بندے کی نذر کا تقدیر کی طرف ڈالنا

٢١٣٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا يَأْتِي ٱبْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ، وَلٰكِنْ يُلْقِيهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ، أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ). [رواه البخاري: ٦٦٠٩]

۲۱۳۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ نذر ابن آدم کے پاس وہ چیز نہیں لاتی جو میں نے اس کی تقدیر میں نہ رکھی ہو بلکہ اس کو تقدیر اس نذر کی طرف ڈال دیتی ہے اور میں نے بھی اس چیز کو اس کے مقدر میں کیا ہوتا ہے تاکہ میں اس سبب سے بخیل کا مال خرچ کراؤں۔

فوائد: بخیل پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو نذر مانتا ہے اتفاق سے وہ کام ہو جاتا ہے تو اب اسے خرچ کرنا پڑتا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ بخیل جو خرچ نہیں کرنا چاہتا نذر کے ذریعے اس سے مال نکالا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۸۰)

٤ - باب: المَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ

باب ۴: معصوم وہی ہے جسے اللہ بچائے رکھے

٢١٤٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا ٱسْتُخْلِفَ خَلِيفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ:

۲۱۴۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو خلیفہ ہوتا ہے اس کے دو باطنی مشیر

بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ). [رواه البخاري: ٦٦١١]

ہوتے ہیں جن میں سے ایک تو اسے اچھی باتیں کہنے اور ایسی ہی باتوں کی ترغیب دینے پر مامور ہوتا ہے اور دوسرا بری باتیں کہنے اور ان پر ابھارنے کے لئے ہوتا ہے معصوم تو وہی ہے جس کو اللہ محفوظ رکھے۔

فوائد : بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ہر نبی اور خلیفہ کے دو باطنی مشیر ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری:۷۱۹۸) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں اپنے برے مشیر کی تحریض سے محفوظ رہتا ہوں۔ (فتح الباری:۱۳/۱۹۰)

٥ - باب: يَحُولُ بَيْنَ المَرْءِ وَقَلْبِهِ

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ اللہ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے

٢١٤١ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَثِيرًا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْلِفُ: (لاَ وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ). [رواه البخاري: ٦٦١٧]

۲۱۴۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ قسم اٹھایا کرتے تھے۔ نہیں " دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!"

فوائد : دلوں کو پھیرنے سے مراد اس میں پیدا ہونے والی خواہشات کو پھیرنا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کے اعمال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۲۷)

كتاب الايمان والنذور
قسم اور نذر کے بیان میں

١ - باب: كتاب الأيمان والنذور

باب ۱: قسم اور نذر کا بیان۔

٢١٤٢ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: (يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ، لاَ تَسْأَلِ الإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ). [رواه البخاري: ٦٦٢٢]

۲۱۴۲۔ حضرت عبد الرحمٰن بن سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا اے عبد الرحمن بن سمرة رضی اللہ عنہ! تم سرداری اور امیری کے طلبگار نہ بننا کیونکہ اگر درخواست پر تجھے سرداری ملے گی پھر تو اسی کو سونپ دیا جائے گا اور اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تو کسی بات پر قسم اٹھائے پھر اس کے خلاف کرنا تجھے اچھا معلوم ہو تو قسم کا کفارہ دے کر وہ کام کر جو بہتر ہے۔

فوائد: اگر کوئی انسان مانگ کر عہدہ لیتا ہے تو اللہ کی توفیق اور اس کی رحمت سے محروم رہتا ہے اگر بغیر مانگے عہدہ دیا جائے تو اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تعینات کر دیا جاتا ہے جو اسے صحیح اور درست رہنے کی تلقین کرتا رہتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/۱۲۴)

٢١٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ).

۲۱۴۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں تو پہلی امتوں کے بعد آئے ہیں

وَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَٱللهِ، لأَنْ يَلِجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ ٱللهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ ٱلَّتِي ٱفْتَرَضَ ٱللهُ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٦٦٢٥]

لیکن قیامت کے دن سب کے آگے ہوں گے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنے گھر والوں کے متعلق اپنی قسم پر بضد ہو تو یہ اللہ کے نزدیک اس کا مقرر کردہ کفارہ ادا کرنے سے زیادہ گناہ ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی غصہ میں آکر ایسی قسم اٹھالے کہ اس پر قائم رہنے سے اہل خانہ یا اہل وفا کو نقصان پہنچتا ہو تو ایسی قسم کا توڑ ڈالنا بہتر ہے اور قسم توڑنے کی تلافی کفارہ سے ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۱۹)

٢ - باب: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۲: رسول اللہ ﷺ کی قسم کس طرح کی تھی؟

٢١٤٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ هِشَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ ابْنِ الخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلاَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ). فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الآنَ، وَٱللهِ، لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الآنَ يَا عُمَرُ). [رواه البخاري: ٦٦٣٢]

۲۱۴۴۔ حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اے عمر رضی اللہ عنہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا ایمان اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک تم اپنے نفس سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہ کرو یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر یہی بات ہے تو آپ میرے نفس سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں آپ نے فرمایا ہاں اے عمرؓ! اب تمہارا ایمان پورا ہوا۔

فوائد: انسان کا اپنی جان سے محبت کرنا طبعی اور فطرتی امر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسی بات کے پیش نظر پہلی بات کہی لیکن جب اس بات کا انکشاف ہوا کہ دنیوی اور اخروی ہلاکتوں سے حفاظت کا سبب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کی اتباع ہے تو فوراً پہلے موقف سے رجوع کر کے اعلان حق کر دیا۔ (فتح الباری:۱۱/۵۲۸)

٢١٤٥ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱنْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ: (هُمُ الأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، هُمُ الأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ). قُلْتُ: مَا شَأْنِي أَيُرَى فِيَّ شَيْئًا، مَا شَأْنِي؟ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ، فَمَا ٱسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ، وَتَغَشَّانِي مَا شَاءَ ٱللهُ، فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (الأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا، إِلَّا مَنْ قَالَ: هٰكَذَا، وَهٰكَذَا، وَهٰكَذَا). [رواه البخاري: ٦٦٣٨]

۲۱۴۵۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ بہت ہی نقصان میں ہیں رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ بہت ہی نقصان میں ہیں میں نے سوچا مجھے کیا ہوا' کیا آپ کو مجھ میں کوئی عیب نظر آتا ہے؟ میں نے کیا کیا؟ بالآخر میں آپ کے پاس بیٹھ گیا آپ یہی فرماتے رہے تو میں خاموش نہ رہ سکا وہ رنج و الم جو اللہ کو منظور تھا وہ مجھ پر طاری ہو گیا پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہی لوگ جن کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے البتہ ان سے وہ مستثنیٰ ہیں جو اپنے مال کو ادھر ادھر (سامنے' دائیں اور بائیں) خرچ کرتے رہیں یعنی اللہ کی راہ میں دیتے رہیں۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مال ودولت کی کثرت رکھنے والے قیامت کے دن قلت کا شکار ہوں گے یعنی ثواب حاصل کرنے میں پیچھے ہوں گے ہاں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کمی پوری ہو سکتی ہے۔ (صحیح بخاری:۶۴۴۳)

٣ - باب: قَوله تَعَالَى: ﴿وَأَقْسَمُوا بِٱللهِ جَهْدَ أَيْمَـٰنِهِمْ﴾

باب ۳: ارشاد باری تعالیٰ: "یہ منافق اللہ کے نام کی بڑی مضبوط قسمیں اٹھاتے ہیں۔"

٢١٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَنْ تَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ

۲۱۴۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سے جس کے تین بچے فوت ہو گئے اس کو آگ نہ چھوئے گی مگر صرف قسم کو پورا کرنے کے لئے ایسا ہو گا۔

الْقَسَمِ). [رواه البخاري: ٦٦٥٦]

فوائد: قسم کے پورا کرنے سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو دوزخ کے اوپر سے گذارا جائے گا۔ (مریم) اس کی تفسیریوں بیان کی گئی ہے کہ پل صراط کو جہنم کے اوپر نصب کیا جائے گا اور ہر ایک انسان اس کے اوپر سے گزرے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۵۴۳)

٤ - باب: إِذَا حَنَثَ نَاسِيًا فِي الأَيْمَانِ

باب ۴: اگر قسم اٹھانے کے بعد اسے بھول کر توڑ دے تو کیا ہے؟

٢١٤٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا وَسْوَسَتْ، أَوْ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ). [رواه البخاري: ٦٦٦٤]

۲۱۴۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے وساوس یا دل کے خیالات کو معاف کر دیا ہے جب تک انسان اس پر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے۔

فوائد: امام بخاری کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھول کر قسم توڑ دینے میں کفارہ نہیں ہے بلکہ ایک روایت میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھول چوک کو معاف کر دیا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۵۲)

٥ - باب: النَّذْرُ فِي الطَّاعَةِ

باب ۵: اللہ کی اطاعت کی نذر ماننے کا بیان

٢١٤٨ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ ٱللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلاَ يَعْصِهِ). [رواه البخاري: ٦٦٩٦]

۲۱۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اللہ کی اطاعت کروں گا تو اسے پورا کرنا چاہئے اور جس نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اللہ کی نافرمانی کروں گا تو اسے نافرمانی نہیں کرنا چاہئے۔

فوائد: نماز، روزہ، حج، یا صدقہ وخیرات کرنے کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے اگر گناہ کے کام کرنے کی نذر مانے کہ فلاں قبر پر چراغ روشن کروں یا اس کا طواف کروں گا تو اسے ہرگز پورا نہ کرے۔

٦ - باب: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

باب ۶: اگر کوئی بایں حالت مرا کہ اس کے ذمے نذر کا پورا کرنا تھا۔

٢١٤٩ : عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ ٱسْتَفْتَى ٱلنَّبِيَّ ﷺ فِي

۲۱۴۹۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ

نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَأَفْتَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا. [رواه البخاري: ٦٦٩٨]

ان کی والدہ کے ذمہ ایک نذر تھی وہ اسے پورا کرنے سے قبل موت کا شکار ہو گئیں آپ نے فرمایا تم اس کی طرف سے اس نذر کو پورا کرو۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ میت کے ذمے حقوق واجبہ کی ادائیگی ضروری ہے اس کے ورثاء اسے ادا کریں گے ویسے نماز روزہ کی ادائیگی ورثاء کے ذمے نہیں اگر کسی نے نماز یا روزہ کی نذر مانی ہو تو اسے ضرور ادا کرنا چاہیے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۸۴)

٧ - باب: النَّذْرُ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ

باب ۷: غیر مملوکہ یا گناہ کی نذر ماننا

٢١٥٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاس رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: أَبُو إِسْرَائِيلَ، نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلاَ يَقْعُدَ، وَلاَ يَسْتَظِلَّ، وَلاَ يَتَكَلَّمَ، وَيَصُومَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ، وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ). [رواه البخاري: ٦٧٠٤]

۲۱۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اتنے میں ایک آدمی کو دیکھا جو (دھوپ میں) کھڑا ہے آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ شخص ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ وہ دن بھر (دھوپ میں) کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں نہ سایہ میں آئے گا اور نہ ہی کسی سے گفتگو کرے گا اسی حالت میں اپنا روزہ پورا کرے گا آپ نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ بیٹھ جائے اور سایہ میں آئے بات چیت کرے اور اپنا روزہ پورا کرے۔

فوائد: حدیث میں نذر معصیت کا ذکر ہے غیر مملوکہ چیز کی نذر کو اس پر قیاس کیا کیونکہ کسی کی مملوکہ چیز پر تصرف بھی معصیت شمار ہوتا ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں اس کی صراحت بھی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۸۷)

کتاب کفارات الایمان

کفارۂ قسم کے بیان میں

١ - باب: صَاعُ الْمَدِينَةِ وَمُدُّ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۱: اہل مدینہ کا صاع اور مد نبوی کا بیان۔

٢١٥١ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ. [رواه البخاري: ٦٧١٢]

۲۱۵۱۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا صاع موجودہ ایک مد اور اس کے تہائی کے برابر ہوتا تھا۔

فوائد: نص قرآن کے مطابق کفارہ قسم میں دس مساکین کو کھانا کھلانا ہوتا ہے جو فی مسکین ایک مد کے حساب سے ہو اور اس مد کا اعتبار کیا جائے گا جو اہل مدینہ کے ہاں رائج ہے اس کی مقدار 1/1/3 رطل ہے جو رائج الوقت نو چھٹانک کے برابر ہے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تھی تو اس وقت مد میں بہت اضافہ کر دیا گیا تھا یعنی ایک مد چار رطل کے برابر تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اگر 1/3 مد کا اضافہ کر دیا جائے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں رائج ایک صاع کے برابر ہو جاتا جس کی اس وقت مقدار 5/1/3 رطل تھی پرانے وزن کے اعتبار سے دو سیر چار چھٹانک اور جدید اعشاری نظام کے مطابق دو کلو سو گرام ہے۔ بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صدقہ فطر اور کفارہ قسم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک رائج مد سے دیتے تھے۔ (صحیح بخاری: ٦٧١٣)

٢١٥٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ،

۲۱۵۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی: "یا اللہ! اہل مدینہ کے ماپ' صاع اور مد میں برکت عطا

وَصَاعِهِمْ، وَمُدِّهِمْ). [رواه البخاري: ٦٧١٤] فرما۔"

فوائد: یہ دعا اس مد اور صاع کے لئے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک رائج تھا چنانچہ اس میں بایں طور پر برکت عطا فرمائی کہ اکثر فقہاء نے مختلف کفاروں میں اسی مد کا اعتبار کیا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۹۹)

کتاب الفرائض
مسائل وراثت کے بیان میں

١ - باب: مِيراثُ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ
باب ١: والدین کے ترکہ سے اولاد کی وراثت کا بیان

٢١٥٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ). [رواه البخاري: ٦٧٣٢]

۲۱۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مقررہ حصہ والوں کو ان کا حصہ دے دو اور جو باقی بچے وہ قریب کے رشتہ دار جو مرد ہو اسے دے دیا جائے۔

فوائد: قرآن کریم میں ورثاء کے لئے مقررہ حصے چھ ہیں: 1/2، 1/4، 1/8 اور 2/3، 1/3، 1/6 یہ حصے لینے والے بھی مختلف شرائط کے ساتھ طے شدہ ہیں حدیث میں بیان شدہ مسئلہ کی صورت یوں ہے کہ کسی مرنے والی عورت کا خاوند' بیٹا اور چچا زندہ ہیں تو خاوند کو 1/4 اور باقی 3/4 قریبی رشتہ دار بیٹے کو ملے گا اور چچا چونکہ بیٹے کے لحاظ سے دور کا رشتہ دار ہے اس لئے وہ محروم رہے گا۔

٢ - باب: مِيرَاثُ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ
باب ٢: بیٹی کی موجودگی میں پوتی کی وراثت کا بیان

٢١٥٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ ٱبْنَةٍ وَٱبْنَةِ ٱبْنٍ وَأُخْتٍ، فَقَالَ: لِلابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِلأُخْتِ النِّصْفُ، وَأْتِ ٱبْنَ مَسْعُودٍ فَسَيُتَابِعُنِي، فَسُئِلَ ٱبْنُ مَسْعُودٍ،

۲۱۵۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے بیٹی پوتی اور بہن کے حصہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا آدھا بیٹی کے لئے اور آدھا بہن کے لئے ہے لیکن تم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پاس جاؤ اور ان سے بھی دریافت کرو امید ہے کہ

وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى فَقَالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَما أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ: لِلاَبْنَةِ النِّصْفُ، وَلاَبْنَةِ الابْنِ السُّدُسُ تكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ، وَما بَقِيَ فَلِلأُخْتِ. فَأخْبر أَبُو مُوسى بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: لاَ تَسْأَلُونِي ما دَامَ هٰذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ. [رواه البخاري: ٦٧٣٦]

وہ بھی میری طرح جواب دیں گے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا اور ابو موسی رضی اللہ عنہ کے جواب کا حوالہ بھی دیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اگر یہ فتوی دوں تو گمراہ ہوا اور راستے سے بھٹک گیا میں تو دریں مسئلہ وہی حکم دوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا یعنی بیٹی کے لئے نصف اور پوتی کے لئے چھٹا حصہ (یہ دو تہائی ہو گیا) باقی ایک تہائی بہن کے لئے ہے پھر حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فتوی بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک تم میں یہ زیرک عالم موجود ہیں مجھ سے کوئی مسئلہ نہ پوچھنا۔

فوائد: میت کی کل جائیداد کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے نصف یعنی ۳ حصے بیٹی کے لئے چھٹا یعنی ایک حصہ پوتی کے لئے یہ دونوں ملکر 2/3 ہو جاتے ہیں اسے تکملہ ثلثین کہا جاتا ہے باقی 1/3 یعنی دو حصے بہن کے لئے ہوں گے کیونکہ وہ بیٹی کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر بن جاتی ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ بیٹیوں کے ہمراہ بہنوں کو عصبہ بنایا جائے۔

٣ - باب: مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الأُخْتِ مِنْهُمْ

باب ۳: کسی قوم کا آزاد کردہ غلام اور ان کا بھانجا بھی انہیں میں سے ہے

٢١٥٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ). [رواه البخاري: ٦٧٦١]

۲۱۵۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی قوم کا غلام جو آزاد کیا گیا ہو وہ اسی قوم میں شمار ہو گا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ جس قسم کا حسن سلوک اور احسان کسی قوم کے ساتھ ہو گا ان کا آزاد کردہ غلام بھی اس مروت وشفقت کا سزا وار ہو گا وراثت وغیرہ میں وہ حصہ دار نہیں ہو گا۔ (فتح الباری:۱۲/۴۹)

٢١٥٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ). [رواه البخاري:

۲۱۵۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی قوم کا بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہو

[٦٧٦٢] گا۔

فوائد: زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے نواسوں اور بھانجوں سے حسن سلوک نہ کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس بدسلوکی پر ضرب کاری لگائی اور ان کے ساتھ الفت و محبت کرنے کی تلقین فرمائی۔ (فتح الباری:۱۲/۴۹)

٤ - باب: مَنِ ادَّعى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ

باب ۴: جو شخص اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے

٢١٥٧ : عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنِ ٱدَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ). فَذُكِرَ ذٰلِكَ لأَبِي بَكْرَةَ فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٦٧٦٦، ٦٧٦٧]

۲۱۵۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جو شخص اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بنائے اور وہ جانتا بھی ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے پھر جب یہ حدیث حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا ہاں میرے کانوں نے بھی یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے۔

فوائد: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے حضرت ابو عثمان نہدی نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب زیاد نے اپنی نسبت حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف کی حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ چونکہ زیاد کے مادری بھائی تھے اس لئے ان سے بھی اس حدیث کا تذکرہ کیا گیا۔ (فتح الباری:۱۲/۵۴)

٢١٥٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَقَدْ كَفَرَ). [رواه البخاري: ٦٧٦٨]

۲۱۵۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے باپ دادا سے انحراف نہ کرو کیونکہ جو شخص اپنے باپ دادا کو چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے تو اس نے یقیناً کفران نعمت کا ارتکاب کیا۔

فوائد: دیدہ دانستہ اپنے اصلی باپ کو نظرانداز کر کے کسی اور کی طرف خود کو منسوب کرنا بہت بڑا جرم ہے جیسا کہ بعض مغل یا پٹھان سید یا شیخ کہلاتے ہیں۔

كتاب الحدود
حدود کے بیان میں

١ - باب: الضَّرْبُ بِالجَرِيدِ وَالنِّعَالِ
باب ا: شرابی کو جوتوں اور چھڑیوں سے مارنا

٢١٥٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، قَالَ: (ٱضْرِبُوهُ). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَمِنَّا الضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَمِنَّا الضَّارِبُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ ٱللهُ، قَالَ: (لَا تَقُولُوا هٰكَذَا، لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ). [رواه البخاري: ٦٧٧٧]

٢١٥٩۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا تو آپ نے فرمایا اسے مارو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا ارشاد سن کر ہم نے اس کو ہاتھ سے مارا کسی نے جوتے سے مارا اور کسی نے کپڑے سے مارا جب وہ پلٹا تو کسی نے کہا اللہ تجھے ذلیل کرے تب آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔

فوائد: شرابی کو مارنے پیٹنے کے بعد لوگوں نے اسے خوب شرمسار کیا کسی نے کہا او بے شرم! تجھے حیا نہ آیا۔ کسی نے کہا تجھے اللہ کا خوف نہ آیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے لئے بخشش اور رحم وکرم کی دعا کرو۔ (فتح الباری:١٢/٦٧)

٢١٦٠ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كُنْتُ لِأُقِيمَ حَدًّا عَلَى أَحَدٍ فَيَمُوتَ، فَأَجِدَ فِي نَفْسِي، إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ، فَإِنَّهُ لَوْ

٢١٦٠۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو شرعی حد لگاؤں اور وہ مرجائے تو مجھے کچھ تردد نہ ہو گا لیکن اگر شرابی کو حد لگاؤں اور وہ مرجائے تو میں اس کی

مَاتَ لَوَدَيْتُهُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهُ. [رواه البخاري: ٦٧٧٨]

دیت دوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق کوئی خاص حد مقرر نہیں فرمائی۔

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں وضاحت ہے کہ اگر کوئی حد لگنے سے مرجائے تو اس کی دیت نہیں البتہ شرابی اگر مار پیٹ سے مرجائے تو اس کی دیت دینا ہوگی۔ (فتح الباری:۶۸/۱۲)

٢١٦١ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ ٱسْمُهُ عَبْدَ ٱللهِ، وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللَّهُمَّ الْعَنْهُ، مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا تَلْعَنُوهُ، فَوَٱللهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا أَنَّهُ يُحِبُّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ). [رواه البخاري: ٦٧٨٠]

۲۱۶۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا جسے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں لوگ عبد اللہ الحمار کہا کرتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور آپ نے اسے شراب نوشی پر سزا بھی دی تھی ایک بار ایسا ہوا کہ لوگ اسے گرفتار کر کے لائے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر کوڑے لگائے گئے قوم میں سے ایک شخص نے کہا یا اللہ! اس پر لعنت کر یہ کمبخت کتنی مرتبہ شراب نوشی میں گرفتار ہوا ہے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے معتزلہ کی تردید ہوتی ہے جو مرتکب کبیرہ کو کافر خیال کرتے ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جن احادیث میں شراب نوشی کرنے والے کے ایمان کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد ایمان کامل کی نفی ہے۔ (فتح الباری:۷۸/۱۲)

٢ - باب: لعن السَّارِقِ

باب ۲: (غیر معین) چور پر لعنت کرنے کا بیان

٢١٦٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَعَنَ ٱللهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ). [رواه البخاري: ٦٧٨٣]

۲۱۶۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ چور پر لعنت کرے کم بخت انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

فوائد: لعنت اور بددعا کے سلسلہ میں یوں تو کہا جاسکتا ہے کہ ان برے اوصاف کا حامل انسان قابل

لعنت ہے لیکن اس کی شخصیت کا تعین کر کے اس پر لعن وطعن کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے ممکن ہے کہ وہ ضد میں آکر توبہ سے محروم رہے۔ (فتح الباری:۶۷/۱۲)

٣ - باب: قَطْعُ الْيَدِ وفي كَمْ

باب ۳: کتنی مالیت چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے

٢١٦٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (تُقْطَعُ الْيَدُ في رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا). [رواه البخاري: ٦٧٨٩]

۲۱۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا دینار کی چوتھائی یا اس سے زیادہ مالیت چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔

فوائد : جب ہاتھ معصوم تھا اور کسی نے اس پر زیادتی کر کے ضائع کر دیا تو دیت کے طور پر سو اونٹ دینے ہوں گے اور اس کے برعکس جب اس ہاتھ نے کسی دوسرے کی چیز چوری کر کے خیانت کا ارتکاب کیا تو ربع دینار کے عوض اسے کاٹ دیا جائے گا یہ معصوم اور خائن ہاتھ کا باہمی فرق ہے۔ (فتح الباری:۹۸/۱۲)

٢١٦٤ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنٍّ، حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ. [رواه البخاري: ٦٧٩٢]

۲۱۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک ڈھال کی قیمت سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔

فوائد : اس وقت ڈھال کی قیمت ربع دینار سے کم نہ ہوتی تھی چنانچہ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ ڈھال کی قیمت کتنی ہوتی تھی تو آپ نے فرمایا کہ ربع دینار کے برابر۔ (فتح الباری:۱۰۱/۱۲)

٢١٦٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. [رواه البخاري: ٦٧٩٦]

۲۱۶۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

فوائد : تین درہم بھی ربع دینار کے برابر ہوتے ہیں۔ (فتح الباری:۱۰۳/۱۲) چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت فرمائی ہے کہ اس وقت ربع دینار تین دراہم کے برابر ہوتا تھا۔ (فتح الباری:۱۰۶/۱۲)

كتاب المحاربين من اهل الكفر والردة

مسلمانوں سے لڑنے والے کافروں اور مرتدوں کے بیان میں

١ - باب: كَم التَّعْزِيرُ وَالأَدَبُ

باب ۱: تنبیہ اور تعزیر کی سزا کا بیان۔

٢١٦٦ : عَنْ أَبِي بُرْدَةَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ). [رواه البخاري: ٦٨٤٨]

۲۱۶۶۔ حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کی حدود کے علاوہ کسی جرم میں دس کوڑوں سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔

فوائد: حد مقررہ سزا کو کہتے ہیں جیسے زنا اور چوری وغیرہ کی سزائیں ہیں اور تعزیر وہ سزا جو مقرر نہ ہو البتہ دس کوڑوں سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے جیسے جادو اور رمضان میں بلاوجہ روزہ ترک کرنے کی سزا' ابن ماجہ کی روایت میں صراحت ہے کہ دس کوڑوں سے زائد تعزیر نہ لگائی جائے۔ (فتح الباری:۱۲/۱۷۸)

٢ - باب: قَذْفُ العَبِيدِ

باب ۲: لونڈی غلام کو زنا کی تہمت لگانا

٢١٦٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ، وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ، جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ). [رواه

۲۱۶۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے ابو القاسم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے اگر کسی نے اپنے غلام یا لونڈی پر تہمت لگائی حالانکہ وہ اس سے پاک ہے تو قیامت کے دن اس آقا کو درے لگائے جائیں گے الا یہ کہ اس کا

البخاري : ٦٨٥٨] بیان حقیقت حال کے مطابق ہو۔

فوائد : اگر غلام کسی پر تہمت لگاتا ہے تو اس پر نصف حد قذف جاری کی جائے گی اور اگر مالک اپنے غلام پر تہمت لگاتا ہے تو قیامت کے دن مالک پر حد جاری کی جائے گی کیونکہ اس وقت اس کی ملکیت ختم ہو چکی ہو گی۔ (فتح الباری:١٢/١٨٥)

کتاب الدیات
دیتوں کے بیان میں

٢١٦٨ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا). [رواه البخاري: ٦٨٦٢]

۲۱۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن اپنے دین کی طرف سے ہمیشہ کشادگی ہی میں رہتا ہے جب تک وہ خون ناحق نہیں کرتا یعنی خون ناحق کرنے سے تنگی میں پڑ جاتا ہے۔

فوائد : بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ قتل ناحق کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول بایں الفاظ نقل ہوا ہے کہ ہلاکت کا بھنور جس میں گرنے کے بعد نکلنے کی امید نہیں وہ خون ناحق ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہو۔ (صحیح بخاری:۶۸۶۳)

٢١٦٩ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمِقْدَادِ: (إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِي إِيمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ، فَأَظْهَرَ إِيمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ؟ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِي إِيمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ). [رواه البخاري: ٦٨٦٦]

۲۱۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر کافروں کے ساتھ کوئی مومن اپنا ایمان چھپائے ہوئے ہے پھر اس نے ایمان ظاہر کیا ہو تو تم نے اسے قتل کر دیا (یہ کیسے درست ہو گا؟) جبکہ تم خود بھی اسی طرح مکہ میں اپنا ایمان چھپائے رکھتے تھے۔

فوائد : اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسا تو اس کے قتل کرنے سے پہلے تھا یعنی مظلوم و معصوم الدم اور تو ایسا ہو جائے گا جیسا وہ اسلام لانے سے پہلے تھے یعنی ظالم مباح الدم۔ (صحیح بخاری:۶۸۶۵)

١ - باب: ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحْيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعًا﴾

باب ۱: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور جس نے کسی شخص کو (قتل ہونے سے) بچالیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچالیا۔“

٢١٧٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا). [رواه البخاري: ٦٨٧٤]

۲۱۷۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

فوائد: اس سے مراد وہ شخص ہے جو مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے ان کے خلاف ہتھیار اٹھاتا ہے اگر کوئی ان کی حفاظت کے لئے ہتھیار اٹھاتا ہے تو اسے اللہ کے ہاں اجر اور ثواب ملے گا۔ (فتح الباری: ۱۲/۱۹۷)

٢ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ: ”جان کے بدلہ میں جان لی جائے اور آنکھ کے بدلہ میں آنکھ پھوڑی جائے۔“

٢١٧١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ يَحِلُّ دَمُ ٱمْرِىءٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَأَنِّي رَسُولُ ٱللهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلاَثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، والْمُفَارِقُ لِدِينِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ). [رواه البخاري: ٦٨٧٨]

۲۱۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو تین صورتوں کے بغیر اس کا خون کرنا جائز نہیں جان کے بدلے جان، شادی شدہ زانی اور دین اسلام کو چھوڑنے والا یعنی مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے والا۔

فوائد: مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے میں بغاوت کرنے والا، رہزن اور مسلمانوں سے لڑنے والا یعنی امام برحق کی مسلح مخالفت کرنے والا بھی شامل ہے بعض اہل حدیث کے نزدیک دانستہ نماز چھوڑ دینے کا عادی انسان بھی اس تیسری قسم میں داخل ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/۲۰۴)

٣ - باب: مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِیءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

باب ۳: کسی کا خون ناحق بہانے کی فکر میں لگے رہنے کا بیان

٢١٧٢ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى ٱللهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمِ ٱمْرِیءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ). [رواه البخاري: ٦٨٨٢]

۲۱۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ ان تین آدمیوں سے بغض رکھتا ہے جو حرم کعبہ میں ظلم و ستم کرے' جو اسلام میں جاہلیت کے طریقے نکالے اور جو خون ناحق بہانے کی فکر میں لگا رہے۔

فوائد: اسلام لانے کے بعد رسومات جاہلیت کی اشاعت کرنا مثلاً زمانہ جاہلیت میں تھا کہ ایک کی بجائے دوسرے کو پکڑا جاتا یا کہانت وبدشگونی پر عمل پیرا ہونا۔ (فتح الباری:۱۲/۲۱۱)

٤ - باب: مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُونَ السُّلْطَانِ

باب ۴: جو شخص حاکم وقت سے بالا بالا اپنا حق یا قصاص خود لے لے

٢١٧٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَوِ ٱطَّلَعَ فِي بَيْتِكَ أَحَدٌ، وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ، فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ). [رواه البخاري: ٦٨٨٨]

۲۱۷۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے اگر کوئی شخص بلا اجازت تیرے گھر میں جھانکے اور تو کوئی کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو تجھ سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔

فوائد: اس بات پر تقریبا اتفاق ہے کہ حاکم وقت کے پاس دعویٰ دائر کئے بغیر خود مدعی علیہ سے اپنا حق وصول کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے بدنظمی پیدا ہو گی مذکورہ حدیث میں جس قدر ہے اتنا ہی جائز رکھنا چاہئے یعنی اگر بلا اجازت کوئی دوسرا گھر میں جھانکتا ہے تو اس کی آنکھ کی پھوڑ دینے سے قصاص یا دیت دینا لازم نہیں ہے۔ (فتح الباری:۱۲/۲۱۶)

٥ - باب: دِيَةُ الأَصَابِعِ

باب ۵: انگلیوں کی دیت کا بیان

٢١٧٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

۲۱۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے

(هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ). يَعْنِي اَلْخِنْصَرَ وَالإِبْهَامَ. [رواه البخاري: ٦٨٩٥]

فرمایا کہ یہ انگلی یعنی چھنگلی اور یہ انگلی یعنی انگوٹھا دونوں دیت میں برابر ہیں۔

فوائد : دیت کے معاملہ میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں برابر ہیں ان میں چھوٹی بڑی کا لحاظ نہیں ہو گا جیسا کہ دانتوں کا معاملہ ہے حدیث کے مطابق ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں۔ (فتح الباری:١٢/٢٢٦)

كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم

مرتد اور باغیوں سے توبہ کرانے اور ان سے لڑائی کے بیان میں

١ - باب. إِثْمُ مَنْ أَشْرَكَ بِاللهِ

باب ۱: جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے اس کا گناہ

٢١٧٥ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: (مَنْ أَحْسَنَ فِي الإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الإِسْلَامِ يُؤَاخَذُ بِالأَوَّلِ وَالآخِرِ). [رواه البخاري: ٦٩٢١]

۲۱۷۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے جو گناہ زمانہ جاہلیت میں کئے ہیں کیا ان پر مواخذہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا جس نے حالت اسلام میں اچھے کام کئے ہیں اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہیں ہو گا اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے پہلے اور بعد کے سب گناہوں کا مواخذہ ہو گا۔

فوائد: دراصل اسلام لانے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی اسلام لانے کے بعد اس کے تقاضوں کو پورا نہ کرے اور توحید پر عمل پیرا نہ ہو تو پھر سابقہ گناہوں کی بھی باز پرس ہو گی۔

(فتح الباری:۱۲/۲۶۶)

كتاب التعبير
خوابوں کی تعبیر کے بیان میں

١ - باب: رُؤيَا الصَّالِحِينَ

٢١٧٦ : عَنْ أَنسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الرُّؤْيَا الحَسَنَةُ، مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ). [رواه البخاري: ٦٩٨٣]

باب ۱: نیک لوگوں کے خواب

۲۱۷۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک آدمی کے اچھے خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔

فوائد: نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اس کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے اگرچہ بعض لوگوں نے اس کی توجیہ کی ہے کہ دور نبوت تیئس سال پر محیط ہے اور پہلے چھ ماہ اچھے خوابوں پر مشتمل تھے اس لئے اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے لئے حقیقی اور دوسروں کے لئے مجازی معنی پر محمول ہو گا چونکہ اس سے نبوت کی نقب زنی کا چور دروازہ کھلتا ہے اس لئے لب کشائی کے بجائے اس کا علم اللہ کے حوالے کر دیا جائے پھر خواب کے صداقت و حقیقت پر مبنی ہونے کے لحاظ سے خواب دیکھنے والوں کی تین اقسام ہیں پہلے حضرات انبیاء علیہم السلام ان کے تمام خواب صداقت پر مبنی ہوتے ہیں بعض اوقات کسی خواب کی تعبیر کرنا پڑتی ہے دوسرے نیک و پارسا لوگ ان کے بیشتر خواب حقیقت پر مبنی ہوتے اور بعض ایسے نمایاں ہوتے ہیں کہ ان کی تعبیر کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی تیسرے وہ لوگ جو ان کے علاوہ ہوں ان کا خواب سچے بھی ہوتے ہیں اور پراگندگی سے لبریز بھی ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم (فتح الباری:۱۲/۳۶۲) نوٹ: اچھے خواب نبوت کے کمالات اور خوبیوں میں سے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس میں نبوت کا حصہ آگیا ہے۔

(علوی)

٢ - باب: الرُّؤيَا مِنَ اللهِ

٢١٧٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ ٱللهِ، فَلْيَحْمَدِ ٱللهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلاَ يَذْكُرْهَا لأَحَدٍ، فَإِنَّهَا لاَ تَضُرُّهُ). [رواه البخاري: ٦٩٨٥]

باب ۲: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے

۲۱۷۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جب تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اس کو اچھا معلوم ہو تو سمجھ لے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے سو وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور آگے بھی بیان کر دے اور اگر کوئی اس کے علاوہ خواب دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے پس اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے سے پھر وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔

فوائد: اچھے خواب کو اپنے مخلص دوست یا باعمل عالم دین سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اور برا خواب چونکہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس لئے بیدار ہو کر اپنے بائیں کندھے پر تین مرتبہ تھوکے اور اللہ کی پناہ مانگے اور پھر کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے۔ (فتح الباری:۱۲/۳۷۰)

٣ - باب: المُبَشِّرَاتُ

٢١٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا المُبَشِّرَاتُ). قَالُوا: وَمَا المُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: (الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ). [رواه البخاري: ٦٩٩٠]

باب ۳: اچھے خواب خوشخبریاں ہیں

۲۱۷۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے نبوت میں سے اب صرف مبشرات باقی رہ گئیں ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اچھے خواب ہیں۔

فوائد: مبشرات کا مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان کو خواب کے ذریعے اس کے دنیوی یا اخروی انجام کی خوشخبری دی جاتی ہے بعض دفعہ آئندہ کسی اندیشے یا خطرے سے بھی آگاہ کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کے سدباب کے لئے ابھی سے تیاری کرے۔ (فتح الباری:۱۲/۳۶۲)

٤ - باب: مَنْ رَأَى النَّبِيَّ فِي المَنَامِ

باب ۴: رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بیان

٢١٧٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ رَآنِي فِي المَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، وَلاَ يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي). [رواه البخاري: ٦٩٩٣]

۲۱۷۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جو کوئی خواب میں مجھے دیکھے وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنا گویا آپ ہی کو دیکھنا ہے شیطان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی صورت میں کسی کو خواب میں نظر آئے نیز اگر رسول اللہ ﷺ خواب میں کسی خلاف شریعت کا حکم دیں تو اس پر عمل کرنا بالکل جائز نہیں جیسا کہ بعض لوگ اس بہانے اپنے کسی عزیز کو ذبح کر ڈالتے ہیں۔

٢١٨٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَكَوَّنُنِي). [رواه البخاري: ٦٩٩٧]

۲۱۸۰۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جس شخص نے (خواب میں) مجھے دیکھا تو اس نے یقیناً حق ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کر سکتا۔

٥ - باب: رُؤْيَا النَّهَارِ

باب ۵: دن کے وقت خواب دیکھنا

٢١٨١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ، وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ثُمَّ ٱسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ:

۲۱۸۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور یہ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اس کے بعد آپ کی جوئیں دیکھنے لگیں حتی کہ آپ سو گئے پھر جب بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس وجہ

(نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ ٱللهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ، مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ، أَوْ: مِثْلَ المُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ). قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ٱدْعُ ٱللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَها رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ ٱسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: ما يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ ٱللهِ). كَما قَالَ فِي الأُولَى، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ ٱدْعُ ٱللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: (أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ). فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِها حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ. [رواه البخاري: ٧٠٠٢]

سے ہنستے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ مجھے اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے دکھائے گئے ہیں جو بادشاہوں کی طرح سمندر میں سوار ہیں یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہیں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شریک کرے چنانچہ آپ نے ان کیلئے دعا فرمائی اس کے بعد پھر سر رکھ کر سو گئے پھر جب ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا یارسول ﷺ! آپ کس لئے ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے چند لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پھر میرے سامنے پیش کئے گئے جیسا کہ آپ نے پہلے دفعہ فرمایا تھا ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا آپ اللہ سے دعا کریں کہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے آپ نے فرمایا تم تو پہلے لوگوں میں شریک ہو چکی ہو پھر ایسا ہوا کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر میں سوار ہوئیں اور سمندر سے نکلتے وقت اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ رات اور دن کے خواب برابر ہیں بعض نے کہا کہ بوقت سحر خواب زیادہ سچا ہوتا ہے تاہم امام ابن سیرین کا قول امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ دن کا خواب بھی رات کے خواب کی طرح ہے۔

٦ - باب: الْقَيْدُ فِي المَنامِ

باب ٦: بحالت خواب پاؤں میں بیڑیاں دیکھنے کا بیان

٢١٨٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ:

۲۱۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب

(إِذَا ٱقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ). وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ.

[رواه البخاري: ٧٠١٧]

قیامت کا وقت قریب آ لگے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہ ہو گا کیونکہ مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک ہے اور جو بات نبوت سے ہوتی ہے وہ جھوٹی نہیں ہوا کرتی۔

فوائد : اس حدیث کے آخر میں حضرت ابن سیرین کا ایک قول بیان ہوا جو انہوں نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ طوق کا گلے میں دیکھنا برا ہے اور پاؤں میں بیڑی کا دیکھنا اچھا ہے کیونکہ اس کی تعبیر دین میں ثابت قدمی ہے۔ (صحیح بخاری: ۷۰۱۷)

٧ - باب: إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوَّةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ

باب ۷: جب خواب دیکھے کہ وہ ایک چیز کو ایک مقام سے نکال کر دوسری جگہ رکھ رہا ہے

٢١٨٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (رَأَيْتُ كَأَنَّ ٱمْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ المَدِينَةِ، حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ - وَهِيَ الْجُحْفَةُ - فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ المَدِينَةِ يُنْقَلُ إِلَيْهَا).

[رواه البخاري: ٧٠٣٨]

۲۱۸۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک کالی پریشان بالوں والی عورت کو خواب میں دیکھا جو مدینہ سے نکل کر مقام جحفہ میں جا ٹھہری ہے میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ مدینہ کی وبا جحفہ میں منتقل کر دی گئی ہے۔

فوائد : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مدینہ میں وبائی امراض کا غلبہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اس کی امراض کو جحفہ منتقل کر دیا جائے پھر خواب میں اس کے متعلق آپ کو بشارت دی گئی۔ (فتح الباری: ۱۲/۴۲۴)

٨ - باب: مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ

باب ۸: خواب کے بارے میں جھوٹ بولنے کا بیان

٢١٨٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ

۲۱۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا

بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ، وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ، وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ). [رواه البخاري: ٧٠٤٢]

نہیں تو اسے قیامت کے دن دو جو میں گرہ لگانے کی سزا دی جائے گی اور وہ شخص نہیں لگا سکے گا اور جو شخص ایسے لوگوں کی بات پر کان لگائے جو اپنی بات کسی کو سنانا پسند نہ کرتے ہوں تو اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جس نے کسی جاندار کی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا کہ اب اس میں روح پھونک مگر وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔

فوائد: خواب بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے جس کی معنوی شکل وصورت ہوتی جھوٹا خواب کہنے والا اپنے جھوٹ سے ایک ایسی معنوی تصویر کو جنم دیتا ہے جو امر واقع سے متعلق نہیں جیسا کہ تصویر کشی کرنے والا اللہ کی مخلوق میں ایک ایسی مخلوق کا اضافہ کرتا ہے جو حقیقی نہیں کیونکہ حقیقی مخلوق وہ جس میں روح ہو اس لئے دونوں کو عذاب کے ساتھ ساتھ تکلیف مالا یطاق بھی دی جائے گی۔ (فتح الباری:۴۲۹/۱۲)

٢١٨٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ يَرَ). [رواه البخاري: ٧٠٤٣]

۲۱۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا جھوٹ یہ کہ انسان اپنی آنکھوں کو ایسی چیز دکھائے جو انہوں نے نہ دیکھی ہو یعنی جھوٹا خواب بیان کرے۔

فوائد: خواب چونکہ نبوت کا ایک حصہ ہے اور نبوت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے جھوٹا خواب بیان کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور یہ مخلوق پر جھوٹ باندھنے سے زیادہ سنگین ہے۔ (فتح الباری:۴۲۸/۱۲)

٩ - باب: مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

باب ۹: اگر پہلا تعبیر دینے والا غلط تعبیر دے تو اس کی تعبیر سے کچھ نہ ہو گا

٢١٨٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا

۲۱۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ! میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سائبان ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں کسی نے بہت لیا اور

سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَاللهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اُعْبُرْ). قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالإِسْلاَمُ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ، حَلاَوَتُهُ تَنْطُفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ، ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا). قَالَ: فَوَاللهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ، قَالَ: (لاَ تُقْسِمْ). [رواه البخاري: ٧٠٤٦]

کسی نے کم اتنے میں ایک رسی نمودار ہوئی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ اسے پکڑ کر اوپر چڑھ گئے ہیں پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑ کر اوپر چڑھا اور اس کے بعد ایک اور شخص نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھا پھر ایک چوتھے شخص نے وہ رسی تھامی تو وہ ٹوٹ کر گر پڑی لیکن پھر جڑ گئی اور وہ بھی چڑھ گیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے اجازت دیں کہ میں اس خواب کی تعبیر کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بیان کرو انہوں نے کہا وہ سائبان تو دین اسلام ہے اور اس میں سے جو گھی اور شہد ٹپکتا ہے وہ قرآن اور اس کی حلاوت ہے اب کوئی شخص زیادہ قرآن سیکھتا ہے اور کوئی کم مقدار پر اکتفاء کر لیتا ہے رہی رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے اس سے مراد وہ حق ہے جس پر آپ گامزن ہیں اس کے پکڑنے سے اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھا لے گا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس طریق کو لے گا وہ بھی مرنے تک اس پر قائم رہے گا پھر ایک اور شخص اسے لے گا اس کا بھی یہی حال ہو گا پھر ایک اور شخص لے گا تو اس کا معاملہ کٹ جائے گا پھر جڑ جائے گا تو وہ بھی اوپر چڑھ جائے گا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بتائیں کہ میں نے یہ صحیح تعبیر دی ہے یا اس میں غلطی کی ہے آپ نے فرمایا کچھ ٹھیک دی ہے اور کچھ غلط' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کہا

یارسول اللہ ﷺ! آپ کو اللہ کی قسم ہے جو میں
نے غلط کہا ہے اس کی ضرور نشاندہی فرمائیں اس پر
آپ نے فرمایا کہ قسم نہ دو۔

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ خواب کی وہی تعبیر ہوتی ہے جو پہلے تعبیر کرنے والا بیان کر دے ایک اور حدیث میں ہے کہ خواب پرندے کی پاؤں سے اٹکا ہوتا ہے جب تک اس کی تعبیر نہ کی جائے جب تعبیر کر دی جائے تو واقع ہو جاتا ہے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہلا تعبیر دینے والا تعبیر رؤیا کا عالم ہو تو تعبیر اس کے بیان کے مطابق ہو گی بصورت دیگر جو شخص بھی درست تعبیر کرے گا خواہ دوسرا ہو اس کے مطابق تعبیر ہو گی۔ (فتح الباری: ۱۲/۴۳۲)

كتاب الفتن
فتنوں کے بیان میں

١ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا»

باب ا: فرمان نبوی: ''تم میرے بعد ایسے کام دیکھو گے جو تمہیں برے لگیں گے۔''

٢١٨٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جاهِلِيَّةً).

وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قَالَ: (مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ، إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جاهِلِيَّةً).

[رواه البخاري: ٧٠٥٣، ٧٠٥٤]

٢١٨٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے امیر سے کوئی برائی سرزد ہوتی دیکھے تو اس پر صبر کرے کیونکہ جو شخص اسلامی حکمران کی اطاعت سے ایک بالشت بھی باہر ہوا تو وہ جاہلیت کی سی موت مرے گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم میں ایسی بات دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ صبر کرے اس لئے کہ جو کوئی بالشت برابر بھی جماعت سے جدا ہو گیا اور اسی حالت میں اسے موت آئی تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔

فوائد: بخاری کی ایک حدیث میں اس عنوان کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میرے بعد اپنی حق تلفی دیکھو گے اور ایسے معاملات سامنے آئیں گے جنہیں تم برا خیال کرو گے یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا اس وقت اہل حکومت کے حقوق (زکوۃ کی ادائیگی اور جہاد میں شرکت وغیرہ) ادا کرو اور اپنے حقوق اللہ سے مانگو۔ (صحیح بخاری:٧٠٥٢) نیز اس کا مطلب یہ نہیں کہ حاکم وقت سے سرعدولی کرنے والا کافر ہو جائے گا بلکہ جیسے

جاہلیت والوں کا کوئی امام نہیں ہوتا اسی طرح اس کا بھی کوئی سربراہ نہیں ہوگا دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر جدا ہوا اس نے گویا اسلام کے پٹے کو اپنی گردن سے اتار پھینکا' ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان حکمران خواہ ظالم وفاسق ہو ان سے بغاوت کرنا درست نہیں ہے۔

(فتح الباری:۷/۱۳)

۲۱۸۸ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ، فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا: أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لاَ نُنَازِعَ الأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا، عِنْدَكُمْ مِنَ ٱللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ. [رواه البخاري: ۷۰۵٦]

۲۱۸۸۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور بیعت میں آپ نے ہم سے یہ اقرار لیا کہ ہم خوشی وناخوشی اور تنگی و فراخی الغرض ہر حال میں آپ کا حکم سنیں گے اور اسے بجالائیں گے گو ہم پر دوسروں کو ترجیح ہی کیوں نہ دی جائے اور آپ نے یہ بھی اقرار لیا کہ سلطنت کی بابت ہم حکمرانوں سے جھگڑا نہیں کریں گے مگر اس صورت میں کہ جب تم اسے علانیہ کفر کرتے دیکھو ایسا کفر کہ جس کے متعلق اللہ کی طرف سے تمہارے پاس دلیل بھی موجود ہو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جب تک حاکم وقت کے کسی قول وفعل کی کوئی شرعی تاویل ہو سکتی ہو اس وقت تک اس کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں اگر وہ صریح اور واضح طور پر شریعت کے خلاف کام کرے یا ان کا حکم دے اور قواعد اسلام سے روگردانی کرے تو اس پر اعتراض کرنا درست ہے اگر وہ نہ مانے تو ایسے حالات میں اس کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۳)

۲ - باب: ظُهُورُ الْفِتَنِ

باب ۲: فتنوں کے ظاہر ہونے کا بیان۔

۲۱۸۹ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ). [رواه البخاري: ۷۰٦۷]

۲۱۸۹۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے بد ترین مخلوق میں سے وہ لوگ ہیں جن کی زندگی میں قیامت آجائے گی۔

فوائد: یہ فتنوں کے ظہور کا وقت ہوگا جیسا کہ اسی روایت میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم وہ دن جانتے ہو جن کو رسول اللہ ﷺ نے خون

ریزی کے دن قرار دیئے ہیں؟ اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث بیان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے نزدیک اچھے لوگ اٹھا لئے جائیں گے۔ (فتح الباری:۱۹/۱۳)

٣ - باب: لا يَأْتِي زَمانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ

باب ۳: ہر دور کے بعد والا دور پہلے سے بدتر ہو گا

٢١٩٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ شُكِيَ إِلَيْهِ ما لَقِيَ النَّاسُ مِنَ الحَجَّاجِ، فَقَالَ: اصْبِرُوا، فَإِنَّهُ لاَ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا والَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ، حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ، سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ. [رواه البخاري: ٧٠٦٨]

۲۱۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان سے ان مصیبتوں کی شکائت کی گئی جو لوگوں کو حجاج سے پہنچی تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ صبر کرو کیونکہ تم پر جو زمانہ گزرے گا وہ پہلے سے بدتر ہو گا یہاں تک کہ اللہ سے مل جاؤ میں نے یہ بات تمہارے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

فوائد: پہلا وقت دوسرے دور سے دنیوی خوشحالی کے لحاظ سے بہتر نہیں بلکہ علمی، عملی اور اخلاقی لحاظ سے بہتر ہو گا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی صراحت روایات میں موجود ہے۔ (فتح الباری:۲۱/۱۳)

٤ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا»

باب ۴: فرمان نبوی "جو ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہیں ہے"

٢١٩١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (لاَ يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلاَحِ، فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِي، لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٧٠٧٢]

۲۱۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے خلاف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ ممکن ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے اسے نقصان پہنچا دے جس کی بنا پر یہ شخص آگ کے گڑھے میں گر پڑے۔

فوائد: کسی مسلمان کو ڈرانے دھمکانے کے لئے ہتھیار سے اشارہ کرنا سنگین جرم ہے اگر ہتھیار سے اسے نقصان پہنچایا جائے تو اللہ کے ہاں سخت عذاب سے دو چار ہونے کا اندیشہ ہے خواہ سنجیدگی یا مذاق سے ایسا کیا جائے۔ (فتح الباری:۲۵/۱۳)

٥ - باب: تكونُ فِتنٌ القاعِد فيهَا خَيْرٌ مِن القَائِمِ

٢١٩٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ستكُونُ فِتَنٌ، القَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ المَاشِي، وَالمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، فَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً، أَوْ مَعَاذًا، فَلْيَعُذْ بِهِ). [رواه البخاري: ٧٠٨٢]

باب ۵: ایسے فتنوں کا بیان کہ ان میں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوئے سے بہتر ہو گا

۲۱۹۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھا ہوا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا جو شخص دور سے بھی ان میں جھانکے گا وہ اس کو بھی سمیٹ لیں گے لہٰذا ایسے حالات میں انسان جہاں کہیں کوئی ٹھکانا یا جائے پناہ پائے اس میں پناہ گیر ہو جائے۔

فوائد: اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو مسلمانوں میں حصول اقتدار کی خاطر رونما ہو اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ حق کس طرف ہے ایسے حالات میں علیحدگی اور گوشہ گیری میں ہی عافیت ہے۔ (فتح الباری:۱۳/۳۱)

٦ - باب: التَّعَرُّبُ فِي الْفِتْنَةِ

٢١٩٣ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الحَجَّاجِ فَقَالَ: يَا ٱبْنَ الأَكْوَعِ، ٱرْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ، تَعَرَّبْتَ؟ قالَ: لاَ، وَلٰكِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَذِنَ لِي في الْبَدْوِ. [رواه البخاري: ٧٠٨٧]

باب ۶: بوقت فتنہ جنگلات میں رہنے کا بیان

۲۱۹۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجاج کے پاس گئے حجاج نے ان سے کہا اے ابن اکوع رضی اللہ عنہ! تو ایڑیوں کے بل پھر گیا اور جنگل کا باسی بن گیا حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جنگل میں رہنے کی خاص اجازت دی تھی۔

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ ہجرت کے بعد جنگل میں بسیرا کرنا باعث لعنت ہے ہاں اگر فتنہ ہو تو جنگل میں رہنا بہتر ہے اس حدیث کے پیش نظر حجاج بن یوسف نے اعتراض کیا واقعہ یہ ہے کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے نکل کر ربذہ میں رہائش اختیار کر لی تھی مرنے سے چند دن پہلے مدینہ میں آگئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ (صحیح بخاری:۷۰۸۷)

٧ - باب: إِذَا أَنْزَلَ اللهُ بِقَوْمٍ عَذَاباً

باب ۷: جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو (اس کی زد میں ہر طرح کے لوگ آجاتے ہیں)

٢١٩٤ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أَنْزَلَ ٱللهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا، أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ). [رواه البخاري: ٧١٠٨]

۲۱۹۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ عذاب قوم کے سب لوگوں کو پہنچتا ہے پھر قیامت کے دن وہ اپنے اپنے اعمال پر اٹھائے جائیں گے۔

فوائد: ایسی صورت حال اس وقت سامنے آئے گی جب لوگ برائی کو دیکھ کر اسے ٹھنڈے پیٹ برداشت کر لیں گے ان میں نیک وبد کی تمیز نہیں ہو گی قیامت کے دن ان کی نیتوں اور کردار کے مطابق ان سے اچھا یا برا سلوک کیا جائے گا جیسا کہ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے۔ (فتح الباری:۶۰/۱۳)

٨ - باب: إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئاً ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلاَفِهِ

باب ۸: اس شخص کا بیان جو قوم کے پاس جا کر ایک بات کہے پھر وہاں سے نکل کر اس کے خلاف کہے

٢١٩٥ : عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَّا الْيَوْمَ: فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيمَانِ. [رواه البخاري: ٧١١٤]

۲۱۹۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا نفاق تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا اب ایمان کے بعد تو کفر ہے یعنی اس زمانہ میں آدمی مومن ہے یا کافر۔

فوائد: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چونکہ سلسلہ وحی بند ہو گیا ہے اس لئے کسی کے متعلق واضح طور پر منافقت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا اس لئے کہ دل کا حال معلوم نہیں۔ (فتح الباری:۷۴/۱۳)

٩ - باب: خُرُوجُ النَّارِ

باب ۹: آگ کا خروج۔

٢١٩٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ

۲۱۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک

تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، تُضِيءُ أَعْنَاقَ الإِبِلِ بِبُصْرَى). [رواه البخاري: ٧١١٨]

قائم نہ ہو گی تا آنکہ حجاز کی زمین سے ایک آگ نمودار ہو گی جو بصری تک اونٹوں کی گردنیں روشن کردے گی۔

فوائد: بصری علاقہ شام میں ہے اس آگ کی روشنی وہاں تک پہنچے گی یہ آگ سات سو ہجری میں رونما ہو چکی ہے۔ (فتح الباری:۱۳/۸۰)

٢١٩٧ : وعنهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا). [رواه البخاري: ٧١١٩]

۲۱۹۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایات ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے کہ دریا فرات سے ایک سونے کا خزانہ نمودار ہو گا جو وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

فوائد: اس خزانہ کے حصول پر بہت قتل وغارت ہو گی ایک روایت میں ہے کہ سو آدمیوں میں سے ننانوے مارے جائیں گے صرف ایک زندہ بچے گا ہر آدمی یہی کہے گا کہ میں اس خزانہ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ (فتح الباری:۱۳/۸۱)

١٠ - باب

باب ۱۰:

٢١٩٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ، تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ، وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ ٱللهِ، وَحَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ، وَهُوَ الْقَتْلُ. وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ، فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتَّى يَعْرِضَهُ، فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ:

۲۱۹۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی تا آنکہ ایسے دو بڑے بڑے گروہوں میں لڑائی نہ ہو جن کا دعویٰ ایک ہو گا ان کے درمیان خوب کشت و خون ہو گا نیز قیامت اس وقت نہ آئے گی یہاں تک تیس کے قریب جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں نیز قرب قیامت کے وقت علم اٹھالیا جائے گا۔ زلزلوں کی کثرت ہو گی وقت جلد جلد گزرے گا فتنے ظاہر ہوں گے اور کثرت سے خون ریزی ہو گی مال کی اتنی فروانی ہو گی کہ وہ پانی کی طرح بہتا پھرے گا اس قدر کہ صاحب مال کو فکر لاحق ہو گی کہ اس کا

لاَ أَرَبَ لِي بِهِ. وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ. وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولَ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ. وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ - يَعْنِي آمَنُوا أَجْمَعُونَ - فَذٰلِكَ حِينَ: ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا﴾. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلاَنِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا، فَلاَ يَتَبَايَعَانِهِ وَلاَ يَطْوِيَانِهِ. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلاَ يَطْعَمُهُ. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلاَ يَسْقِي فِيهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلاَ يَطْعَمُهَا). [رواه البخاري: ٧١٢١]

صدقہ کوئی قبول کرے وہ کسی کے سامنے اسے پیش کرے گا تو وہ جواب دے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور لوگ خوب لمبی لمبی عمارتیں فخر کے طور پر تعمیر کریں گے اور یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر سے گزرے گا اور کہے گا کاش میں اس کی جگہ ہوتا پھر آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہو گا جب ادھر سے طلوع ہوتا سب لوگ دیکھ لیں گے تو سب کے سب اللہ پر ایمان لائیں گے لیکن وہ ایسا وقت ہو گا کہ کسی نفس کو ایمان لانا نفع نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا تھا اور نہ ہی اس نے بحالت ایمان کوئی نیکی کمائی تھی اور قیامت اتنی جلدی قائم ہو جائے گی کہ دو آدمی آپس میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے انہوں نے اپنے آگے کپڑے کا تھان پھیلایا ہو گا نہ وہ بیع (سودا) کو پختہ کر سکیں گے اور نہ ہی تھان کو لپیٹ سکیں گے کہ قیامت آ جائے گی (قیامت اتنی جلدی قائم ہو گی کہ) ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر چلا ہو گا تو وہ اس کو پی بھی نہیں سکے گا کہ قیامت آ جائے گی اور کچھ لوگ حوض کو مرمت کر رہے ہوں گے وہ اپنے جانوروں کو اس سے پانی بھی نہیں پلا سکیں گے کہ قیامت آ جائے گی اور کوئی آدمی نوالہ منہ تک اٹھا چکا ہو گا ابھی اسے کھا نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

فوائد: اس حدیث میں تین طرح کی علامات قیامت بیان ہوئی ہیں پہلی قسم وہ جو ظہور پذیر ہو چکی ہیں جیسے قتل وغارت کی کثرت دوسری وہ جن کا آغاز تو ہو چکا ہے لیکن پوری طرح نمودار نہیں ہوئی جیسے زلزلوں کی کثرت تیسری وہ جو ابھی ظاہر نہیں ہوئی آئندہ ہوں گی جیسے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ (فتح الباری: ۸۴/۱۳)

کتاب الاحکام
احکام کے بیان میں

١ - باب: السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلإمامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

باب ۱: امام کی بات سننا اور ماننا ضروری ہے بشرطیکہ خلاف شرع اور گناہ نہ ہو۔

٢١٩٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ ٱسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ). [رواه البخاري: ٧١٤٢]

۲۱۹۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امیر کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام سردار بنایا جائے جس کا سر منقہ کی طرح چھوٹا ہو۔

فوائد: حبشی غلام کی خلافت صحیح نہیں اگر امام وقت اسے حاکم بنا دے تو لوگوں کو اس کی اطاعت کرنا چاہیے لیکن گناہوں کے کاموں میں انکار کرنا ضروری ہے اگر کفر بواح (کھلم کھلا) کا مرتکب ہو تو اسے معزول کر دینا چاہیے۔ (فتح الباری:۱۲۳/۱۳)

٢ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ الحِرْصِ عَلَى الإِمَارَةِ

باب ۲: سرداری (حکومت) کی خواہش کرنا ناجائز ہے

٢٢٠٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الإِمارَةِ، وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيامَةِ، فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ). [رواه البخاري:

۲۲۰۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عنقریب تم لوگ امارت اور سرداری کی حرص کرو گے قیامت کے دن تمہیں اس کی وجہ سے ندامت اور شرمندگی ہوگی اس کی ابتدا اچھی معلوم

[٧١٤٨

ہو گی لیکن انجام برا ہو گا جیسا کہ دودھ پلانے والی دودھ پلاتے وقت اچھی ہوتی ہے مگر دودھ چھڑاتے وقت بری لگتی ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ آخری مثال سے یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس کام کے انجام میں رنج والم ہو اسے معمولی لذت و راحت کی خاطر ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ (فتح الباری:۱۲۶/۱۳)

٣ - باب: مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

باب ۳: جو شخص رعیت کا حکمران مقرر کیا گیا لیکن اس نے ان کی خیر خواہی نہ کی

٢٢٠١ : عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ ٱللهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٧١٥٠]

۲۲۰۱۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جس شخص کو اللہ نے کسی رعیت کا حاکم بنایا ہو پھر اس نے اپنی رعایا کی خیر خواہی نہ کی تو وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔

فوائد: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب آپ شدید بیمار ہوتے اور عبید اللہ بن زیاد ان کی تیمار داری کے لئے آیا جب آپ حدیث بیان کر چکے تو اس نے کہا آپ نے مجھے پہلے کیوں نہ مطلع کیا۔ (فتح الباری:۱۲۷/۱۳)

٢٢٠٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا مِنْ وَالٍ يَلِي رَعِيَّةً مِنَ المُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ، إِلَّا حَرَّمَ ٱللهُ عَلَيْهِ الجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٧١٥١]

۲۲۰۲۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو والی (بادشاہ) مسلمانوں پر حکومت کرتا ہوا' ان کی بدخواہی پر فوت ہوا' اس کیلئے جنت حرام ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جو کسی کا امیر بنایا گیا اور اس نے عدل وانصاف سے کام نہ لیا تو اسے اوندھے منہ جہنم میں پھینکا جائے گا ظلم پیشہ حکمرانوں کے لئے اس میں سخت وعید ہے۔ (فتح الباری:۱۲۸/۱۳)

٤ - باب: مَنْ شَاقَّ شَقَّ الله عَلَيْهِ

باب ۴: جس نے لوگوں کو مشقت میں ڈالا اللہ اسے مشقت میں ڈالے گا

٢٢٠٣ : عَنْ جُنْدُبٍ رَضِيَ ٱللهُ

۲۲۰۳۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ ٱللّٰهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: وَمَنْ يُشَاقِقْ يَشْقُقِ ٱللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ).

فَقَالُوا: أَوْصِنَا. فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ ما يُنْتِنُ مِنَ الإِنْسَانِ بَطْنُهُ، فَمَنِ ٱسْتَطَاعَ أَنْ لاَ يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ، وَمَنِ ٱسْتَطَاعَ أَنْ لاَ يُحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ مِلْءُ كَفِّهِ مِنْ دَمٍ أَهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ. [رواه البخاري: ٧١٥٢]

انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جس نے لوگوں کو سنانے کے لئے نیک عمل کیا اللہ تعالیٰ اس کی ریاء کاری قیامت کے دن سنا دیں گے اور جس نے لوگوں پر مشقت ڈالی اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس پر سختی کریں گے لوگوں نے عرض کیا مزید وصیت فرمایئے! تو آپ نے فرمایا اول انسانی جسم میں سے جو چیز خراب ہوتی اور بگڑتی ہے وہ اس کا پیٹ ہے اب جس شخص سے ہو سکے وہ پیٹ میں حلال لقمہ ہی ڈالے اور جس سے ہو سکے وہ چلو بھر خون ناحق بہا کر جنت میں جانے سے اپنے آپ کو نہ روکے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اے اللہ! جس شخص کو میری امت کے معاملات سپرد کئے جائیں اگر وہ ان پر بلاوجہ سختی کرے تو اس کا سخت محاسبہ کرنا۔ (عون الباری: ۵/۵۹۹)

٥ - باب: هَلْ يَقْضِي الْقَاضِي أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ؟

باب ۵: حاکم کا بحالت غصہ فیصلہ کرنا یا فتوی دینا

٢٢٠٤ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ ٱثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ). [رواه البخاري: ٧١٥٨]

۲۲۰۴۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کوئی حاکم دو آدمیوں کا فیصلہ اس وقت نہ کرے جبکہ وہ غصہ میں ہو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دیگر لوگوں کو بحالت غصہ فیصلہ کرنا منع ہے اسی طرح سخت بھوک' پیاس اور غلبہ نیند کے وقت فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے قوت فیصلہ متاثر ہو جاتی ہے۔ (عون الباری: ۵/۶۰۰)

٦ - باب: مَا يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ

باب ۶: منشی کیسا ہونا چاہیئے

٢٢٠٥ : حديث حويِّصَةَ ومُحَيِّصَةَ تَقَدَّمَ فِي الجِهادِ، وزادَ هُنا: (إِمَّا

۲۲۰۵۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہما کا قصہ (حدیث نمبر

أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ، وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ). (راجع: ١٣٤٣) [رواه البخاري: ٧١٦٢ وانظر حديث رقم: ٣١٧٣]

۱۳۴۳) کتاب الجہاد میں گزر چکا ہے یہاں اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا تو یہودی تمہارے ساتھی کی دیت دیں یا پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر جو عنوان قائم کیا ہے اس میں تین باتیں ہیں (۱) مہر شدہ خط پر گواہی دینا۔ (۲) حاکم وقت کا اپنے ماتحت عملہ کو خط لکھنا۔ (۳) ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو اپنے فیصلے سے مطلع کرنا لیکن مصنف تجرید نے اس عنوان کو مختصر کر دیا ہے جس سے یہ بات واضح نہیں ہوتی ہے بہرحال تحریر پر عمل کرنا کتاب وسنت سے ثابت ہے اس حدیث کا آغاز بھی یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کو خط لکھا کہ مقتول کی دیت دو یا جنگ کے لئے تیار مرجاؤ۔ (عون الباری:۶۰۲/۵)

٧ - باب: كَيْفَ يُبَايِعُ الإِمَامُ النَّاسَ

باب ۷: امام لوگوں سے کیونکر بیعت لے

٢٢٠٦ : حَدِيثُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، تَقَدَّم وزادَ في هٰذِهِ الرِّوايَة: وَأَنْ نَقُومَ، أَوْ نَقُولَ بِالحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا، لاَ نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لاَئِمٍ. [رواه البخاري: ٧٢٠٠]

۲۲۰۶۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث (۱۸) پہلے گزر چکی ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کا حکم سننے اور ماننے پر بیعت کی اس میں اتنا اضافہ ہے کہ یہ بھی کہا جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے یا حق بات پر قائم رہیں گے اور اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت کے نظم کی پابندی ضروری ہے خواہ طبیعت کے موافق ہو یا اسے ناگوار گذرے۔ (عون الباری:۶۰۳/۵)

٢٢٠٧ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا: (فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ). [رواه البخاري: ٧٢٠٢]

۲۲۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب ہم رسول اللہ ﷺ سے اس امر پر بیعت کرتے کہ آپ کا حکم سنیں گے اور مانیں گے تو آپ فرماتے یوں کہو جہاں تک ممکن ہو گا۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حاکم وقت کی سمع واطاعت پر بیعت لیتے وقت حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو بطور خاص یہ کلمہ تلقین فرمایا کہ ممکن حد تک پابندی کروں گا اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر معاملہ میں امت پر آسانی کو پیش نظر رکھا۔ (عون الباری:۶۶۷/۵)

٨ - باب: الاسْتِخْلَافُ

باب ٨: خلیفہ مقرر کرنا

٢٢٠٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ: أَلاَ تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ، وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٧٢١٨]

٢٢٠٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا آپ کوئی اپنا جانشین مقرر نہیں کریں گے تو انہوں نے فرمایا اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو جو مجھ سے بہتر تھے وہ خلیفہ مقرر کر کے گئے تھے اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا اور وہ مجھ سے کہیں بہتر تھے۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط قابل ملاحظہ ہے کہ انہوں نے خلافت کے متعلق ایسا طریق کار وضع فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں کی سنت کو ملحوظ رکھا جو چھ رکنی کمیٹی تشکیل فرما دی کہ ان سے کسی ایک کو منتخب کر لیا جائے۔ (عون الباری: ٥/٦٦٨)

٩ - باب

باب ٩:

٢٢٠٩ : عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا). فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا، فَقَالَ أَبِي: إِنَّهُ قَالَ: (كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ). [رواه البخاري: ٧٢٢٢، ٧٢٢٣]

٢٢٠٩۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ میری امت میں بارہ امیر ہوں گے اس کے بعد کچھ ارشاد فرمایا جسے میں نہیں سن سکا تو میرے باپ (حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ) نے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ سب قریش میں سے ہوں گے۔

فوائد: اس حدیث کے مصداق سے متعلق محدثین کرام کے مختلف اقوال ہیں راجح بات یہی ہے کہ ان کی تعیین کے متعلق اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں البتہ ان کی حکومت کے متعلق دو باتیں طے شدہ ہیں اولاً حکومت متفقہ ہو گی ثانیاً دین اسلام کو خوب عروج حاصل ہو گا مختلف روایات میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (عون الباری: ٥/٦٧٦)
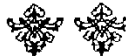
كتاب التمني

آرزوؤں کے بیان میں

١ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي

باب ا: کونسی تمنا منع ہے

٢٢١٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَوْلاَ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ تَتَمَنَّوا الْمَوْتَ). لَتَمَنَّيْتُ. [رواه البخاري: ٧٢٣٣]

۲۲۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی آرزو نہ کرو تو میں اس کی ضرور آرزو کرتا۔

فوائد : اگر کسی مسلمان کو اپنے دین کی خرابی یا کسی فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو موت کی آرزو کرنا جائز ہے جیسا کہ ایک روایت میں اس کی وضاحت ہے۔ (عون الباری:۵/۶۷۸)

٢٢١١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ المَوْتَ، إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزْدَادُ، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتِبُ). [رواه البخاري: ٧٢٣٥]

۲۲۱۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو اور نیکیاں کرے گا اور اگر بدکار ہے تو تب بھی شاید توبہ کرلے۔

فوائد : موت کی تمنا سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس میں نعمت حیات کو بنظر حقارت دیکھنا ہے نیز اللہ کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے پہلو تہی کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ (عون الباری:۵/۶۷۸)
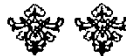
كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة
کتاب وسُنّت کو مضبوطی سے تھامنا

١ - باب: الاقْتِدَاءُ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

باب ۱: رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا

٢٢١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى). قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: (مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى). [رواه البخاري: ٧٢٨٠]

۲۲۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے مگر جو انکار کرے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کون ہے جو انکار کرے گا تو آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ تو جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے گویا انکار کیا۔

فوائد: ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک مستند نمائندہ ہیں اس لئے ان کی اطاعت و فرمانبرداری ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ((ومن يطع الرسول فقد اطاع الله)) (نساء:۸۰) جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

٢٢١٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ

۲۲۱۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند فرشتے حاضر ہوئے جس وقت کہ آپ استراحت فرمارہے تھے بعض فرشتوں نے کہا یہ اس

بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا، فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ، وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا، وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا، فَمَنْ أَجَابَ ٱلدَّاعِيَ دَخَلَ ٱلدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ ٱلدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ ٱلدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، فَقَالُوا: أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: فَٱلدَّارُ الْجَنَّةُ، وَٱلدَّاعِي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى ٱللهَ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ. [رواه البخاري: ٧٢٨١]

وقت سو رہے ہیں بعض نے کہا ان کی صرف آنکھ سوتی ہے مگر دل بیدار رہتا ہے پھر انہوں نے کہا تمہارے اس حضرت یعنی رسول اللہ ﷺ کی ایک مثال ہے وہ مثال بیان کرو تو بعض فرشتوں نے کہا وہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا نہیں صرف آنکھ سوتی ہے مگر دل بیدار رہتا ہے پھر وہ کہنے لگے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا پھر لوگوں کی دعوت کے لئے کھانا تیار کیا اب ایک شخص کو دعوت دینے کے لئے بھیجا پس جس شخص نے اس بلانے والے کے کہنے کو قبول کیا وہ مکان میں داخل ہوگا اور کھانا کھائے گا اور جو بلانے والے کے کہنے کو قبول نہ کرے گا وہ نہ تو مکان میں داخل ہوگا نہ کھانا کھا سکے گا پھر انہوں نے کہا اس کی وضاحت کرو تاکہ وہ سمجھ لیں تو بعض کہنے لگے یہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے پھر کہنے لگے وہ مکان جنت ہے اور بلانے والے حضرت محمد ﷺ ہیں جس نے حضرت محمد کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے حضرت محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی حضرت محمد ﷺ گویا اچھے کو برے سے الگ کرنے والے ہیں۔

فوائد: اس حدیث کا آخری حصہ بڑا معنی خیز ہے کہ حضرت محمد ﷺ اچھے کو برے سے الگ کرنے والے ہیں یعنی مومن اور کافر نیک اور بد سعادت مند اور بدبخت کے درمیان خط امتیاز کھینچنے والے ہیں۔

(عون الباری:۵/۶۸۷)

٢ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَمَنْ تَكَلَّفَ مَا لاَ يَعْنِيهِ

باب ۲: کثرت سوال اور بے فائدہ تکلف کا بیان

٢٢١٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يَقُولُوا: هٰذَا ٱللهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ، فَمَنْ خَلَقَ ٱللهَ؟). [رواه البخاري: ٧٢٩٦]

۲۲۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ برابر سوالات کرتے رہیں گے حتی کہ یہ بھی کہیں گے یہ اللہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ ایسے شیطانی وسوسے کے وقت انسان کو چاہئے کہ اللہ کی پناہ میں آئے، بائیں جانب تھوک دے اور ((اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِه)) کہتا ہوا اس خیال سے اپنے آپ کو روک لے۔

(عون الباری:۵/۶۸۸)

٣ - باب: مَا يُذْكَرُ مِن ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

باب ۳: رائے زنی اور خواہ مخواہ قیاس کرنے کی مذمت

٢٢١٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ ٱللهَ لاَ يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاهُمُوهُ ٱنْتِزَاعًا، وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ، فَيَبْقَىٰ نَاسٌ جُهَّالٌ، يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ، فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ). [رواه البخاري: ٧٣٠٧]

۲۲۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے اللہ یوں نہیں کرے گا کہ تمہیں علم دے کر پھر یوں ہی چھین لے بلکہ علم اس طرح اٹھائے گا کہ علماء حضرات فوت ہو جائیں گے ان کے ساتھ ہی علم چلا جائے گا اور چند جاہل لوگ رہ جائیں گے ان سے فتوی لیا جائے گا تو وہ محض اپنی رائے سے فتوی دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

فوائد: اگر کتاب وسنت میں کسی مسئلہ کے متعلق کوئی دلیل نہ مل سکے تو بھی انسان کو احتیاط کرنا چاہئے رائے زنی سے اجتناب کرتے ہوئے اشباہ ونظائر پر غور کرے اور پیش آمدہ مسئلہ کا حل تلاش کرے۔ (عون الباری:۵/۶۹۴)

٤ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لَتَتْبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ»

باب ۴: فرمان نبوی: ”البتہ تم لوگ بھی پہلے لوگوں (یہود ونصاری) کی پیروی کرو گے۔“

۲۲۱۶ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا، شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ). فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَفَارِسَ وَالرُّومِ؟ فَقَالَ: (وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولٰئِكَ). [رواه البخاري: ۷۳۱۹]

۲۲۱۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک میری امت بھی پہلی امتوں کی چال پر نہ چلے گی بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ کے برابر کی پیروی کرے گی عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! پہلی امتوں سے کون مراد ہیں پارسی اور رومی؟ آپ نے فرمایا ان کے علاوہ اور کون لوگ مراد ہو سکتے ہیں؟

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں یہود ونصاری کی پیروی کرو گے‘ مطلب یہ ہے کہ سیاست وقیادت میں تم فارس اور روم کے نقش قدم چلو گے اور مذہبی ثقافت وکلچرل میں یہودیوں اور عیسائیوں کی پیروی کرو گے۔ (عون الباری:۵/۶۹۷)

٥ - باب: الرَّجم للمُحْصَن

باب ۵: شادی شدہ زانی کے لئے پتھروں کی سزا کا بیان

۲۲۱۷ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ فِيمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ. [رواه البخاري: ۷۳۲۳]

۲۲۱۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اپنی کتاب آپ پر نازل فرمائی چنانچہ اس نازل شدہ کتاب میں سے آیت رجم بھی ہے۔

فوائد : امام بخاری اس حدیث کو اہل حرمین کے اجماع کی اہمیت بیان کرنے کے لئے لائے ہیں کیونکہ اس حدیث میں مدینہ منورہ کو دار سنت اور دار ہجرت کہا گیا ہے تو وہاں کے علماء کا اجماع بڑی اہمیت کا حامل ہے بشرطیکہ کسی نص صریح کے مخالف نہ ہو۔ (عون الباری:۵/۶۹۹)

٦ - باب: أجرُ الحاكِم إذَا اجتهَدَ فأصَابَ أو أخطأ

باب ٦: حاکم صحیح یا غلط اجتہاد کرے دونوں صورتوں میں ثواب کا حق دار ہے

٢٢١٨ : عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا حَكَمَ الحَاكِمُ فَٱجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَٱجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ). [رواه البخاري: ٧٣٥٢]

۲۲۱۸۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جب حاکم اجتہاد کرکے کوئی حکم دے اگر وہ حکم درست ہوتا ہے تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے اور جب حکم لگانے میں اجتہاد کرتا ہے اور اس میں خطا ہوجاتی ہے تو بھی اسے ایک اجر و ضرور ملے گا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حق ایک ہوتا ہے اس کو تلاش کرنے میں اگر خطا ہو جائے تو تلاش حق کا ثواب ضائع نہیں ہوتا یہ اس صورت میں ہوگا جب مجتہد تلاش حق کے وقت دانستہ طور پر نص صریح یا اجماع امت کی خلاف ورزی نہ کرے۔ (عون الباری:۵/۷۰۲)

٧ - باب: مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيرِ مِنَ النَّبِيِّ حُجَّةً لاَ مِن غَيْرِه

باب ۷: رسول اللہ ﷺ کا کسی کام پہ سکوت حجت ہے کسی دوسرے کا حجت نہیں ہے

٢٢١٩ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَحْلِفُ بِٱللهِ: أَنَّ ٱبْنَ الصَّيَّادِ ٱلدَّجَّالُ، قُلْتُ: تَحْلِفُ بِٱللهِ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَحْلِفُ عَلَى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٧٣٥٥]

۲۲۱۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اس بات پر قسم اٹھاتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے کہا تم اس پر قسم کیوں اٹھاتے ہو؟ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس بات پر قسم اٹھاتے تھے اور آپ نے اس پر انکار نہیں کیا۔

فوائد: حدیث تمیم داری رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد وہ دجال نہیں جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم پر رسول اللہ کا خاموش رہنا اس حقیقت کو ثابت کرتا تھا کہ ابن صیاد بھی ان دجالوں سے ہے جو قیامت سے قبل رونما ہوں گے لیکن دجال اکبر کے متعلق آپ کو یقین تھا کہ وہ قیامت کے نزدیک ظاہر ہوگا۔ (فتح الباری:۵/۷۰۳)

کتاب التوحید (والرد علی الجهمية وغيرهم)

توحید (کی اتباع) اور جہمیہ وغیرہ گمراہ فرقوں کی تردید کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کی معرفت دین اسلام کا ماحاصل ہے اور عقیدہ توحید اس معرفت کی اساس ہے توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات' الوہیت وربوبیت' عبودیت وحاکیت اور جملہ اختیارات میں یکتا ویگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس عقیدہ توحید کا تقاضا یہ ہے کہ کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کے متعلق جو صفات وارد ہیں انہیں بلا تکییف وتمثیل اس کی شایان شان مبنی برحقیقت تسلیم کیا جائے لیکن بعض ملحدین نے دین اسلام کا لبادہ اوڑھ کر صفات باری تعالیٰ کا انکار کر دیا جن میں جہم بن صفوان بر سرفہرست ہے فرقہ جہمیہ اس کی طرف منسوب ہے امام بخاری نے کتاب التوحید میں اسی موضوع کو لیا ہے اور کتاب وسنت میں جو صفات بیان ہوئی ہیں انہیں پیش کیا ہے اور ان لوگوں کی تردید فرمائی ہے جو اجماع امت کی آڑ میں صفات باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔ یا انہیں برحقیقت تسلیم کرنے کی بجائے ان کی دور از کار تاویل کرتے ہیں۔

١ - باب: مَا جاءَ فِي دُعاءِ النَّبِيِّ ﷺ أُمَّتَهُ إِلى تَوْحِيدِ اللهِ

باب ۱: رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کو توحید باری تعالیٰ کی طرف بلانا

٢٢٢٠ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، وَكانَ يَقْرَأُ لِأَصْحابِهِ فِي صَلاتِهِ فَيَخْتِمُ بِـ ﴿قُلْ

۲۲۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کسی لشکر کا سردار بنا کر روانہ فرمایا وہ جب نماز پڑھاتا تو اپنی قرأت قل ھو اللہ احد پر ختم کرتا پھر جب یہ لوگ واپس ہوئے

هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ؟). فَسَأَلُوهُ فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَخْبِرُوهُ أَنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّهُ). [رواه البخاري: ٧٣٧٥]

تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اس سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس سورت میں رحمٰن کی صفات ہیں جن کو تلاوت کرنا مجھے اچھا لگتا ہے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں دو چیزوں کا اثبات ہے ایک یہ کہ اللہ کی صفات ہیں جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت ہے بلکہ یہ سورت تو صفات باری تعالیٰ پر ہی مشتمل ہے دوسری یہ کہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے صفت محبت کو ثابت کیا گیا ہے اس صفت کو بلا تاویل مبنی بر حقیقت تسلیم کیا جائے اسے ارادہ ثواب یا نفس ثواب پر محمول نہ کیا جائے ہمارے اسلاف کا صفات کے متعلق یہی موقف ہے۔ (شرح کتاب التوحید: ۶۱، ۱/۶۵)

٢ - باب: قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ: ”یقیناً اللہ ہی رزق دینے والا اور وہ بڑی قوت والا ہے۔“

٢٢٢١: عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ ٱللَّهِ، يَدَّعُونَ لَهُ الْوَلَدَ، ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ). [رواه البخاري: ٧٣٧٨]

۲۲۲۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تکلیف دہ بات سن کر صبر کرنے والا اللہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے کم بخت مشرک کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے مگر وہ ان باتوں کے باوجود انہیں عافیت اور روزی عطا فرماتا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں صفت صبر کو بیان کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے نیز اسماء حسنیٰ میں صبور بھی اس معنی میں ہے اس صبر کی صفت سے اس کی قدرت کا پتہ چلتا ہے کہ بندوں کی نافرمانی پر قدرت کے باوجود مواخذہ نہیں کرتا ہے بلکہ انہیں صحت و رزق سے نوازتا ہے لہٰذا ان صفات میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ (شرح کتاب التوحید: ۱/۱۰۲)

٣ - باب: قَوْلِه تَعَالَى: ﴿وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾ وقوله: ﴿سُبْحَٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ وَقَوله: ﴿وَلِلَّهِ ٱلْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِۦ﴾

باب ٣: ارشاد باری تعالیٰ: "اللہ ہی زبردست اور دانا ہے نیز تمہارا رب العزت ان عیوب سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں نیز عزت تو اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔"

٢٢٢٢ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: (أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَٱلْجِنُّ وَالإِنْسُ يَمُوتُونَ). [رواه البخاري: ٧٣٨٣]

٢٢٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ یوں کہا کرتے تھے اے وہ ذات جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے اے وہ ذات جسے موت نہیں آئے گی' جن و انس سب مر جائیں گے میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث سے بھی صفات باری تعالیٰ کا اثبات مقصود ہے انہی صفات میں سے ایک صفت عزت ہے رسول اللہ ﷺ اس صفت کا واسطہ دے کر اللہ کی پناہ لیتے تھے اسی طرح صفات باری تعالیٰ کی قسم اٹھانا بھی جائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کائنات کی ہر چیز نے فنا سے دوچار ہونا ہے۔ (شرح کتاب التوحید:١٥٠' ١/١٥٢)

٤ - باب: قَوله تَعَالَى: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ ٱللَّهُ نَفْسَهُۥ﴾. وقولُ الله تَعَالَى: ﴿تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ﴾

باب ٤: ارشاد باری تعالیٰ اللہ تمہیں اپنے نفس سے ڈراتا ہے نیز فرمان الٰہی جو میرے نفس میں ہے وہ تو جانتا ہے اور جو تیرے نفس میں ہے میں نہیں جانتا

٢٢٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَمَّا خَلَقَ ٱللهُ الخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابِهِ، وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ، وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي). [رواه البخاري: ٧٤٠٤]

٢٢٢٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں لکھا ہے اس نے اپنے نفس پر لازم قرار دیا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے یہ نوشتہ عرش پر اس نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔

فوائد: آیت کریمہ اور حدیث مبارک میں ذات باری تعالیٰ کے لئے لفظ نفس کا استعمال ہوا ہے اس سے مراد ذات مقدسہ ہے جو اعلیٰ صفات کی حامل ہے بعض لوگوں نے اس سے صفات کے بغیر صرف

ذات مراد لی ہے جو غلط ہے علامہ ابن تیمیہ نے وضاحت کے ساتھ اسے بیان کیا ہے۔ (شرح کتاب التوحید:۱/۲۵۵)

٢٢٢٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَقُولُ ٱللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً). [رواه البخاري: ٧٤٠٥]

۲۲۲۴۔ حضرت ابوھریرہ بنائحہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اگر وہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں (اپنے علم اور فضل وکرم سے) اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر اس نے مجھے اپنے نفس میں یاد کیا تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کروں گا اگر وہ مجھے جماعت میں (علانیہ) یاد کرتا ہے تو میں بھی اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں اگر وہ میری جانب ایک بالشت آتا ہے تو میں اس کی طرف ایک گز نزدیک ہوتا ہوں اگر وہ ایک گز مجھ سے قریب ہو تو میں دو گز اس سے نزدیک ہو جاتا ہوں اگر وہ میرے پاس چلتا ہوا آئے تو میں دوڑتا ہوا اس کے پاس آتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث میں بھی لفظ نفس کو ذات باری تعالیٰ کے لئے ثابت کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ پوشیدہ طور پر اپنے دل میں اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بایں طور یاد کرتے ہیں کہ کسی کو خبر تک نہیں ہوتی اور اگر بندہ علانیہ طور پر بھری مجلس میں اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اعلیٰ اور افضل مجلس میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ (شرح کتاب التوحید:۱/۲۶۷)

٥ - باب: قول الله تعالى: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُواْ كَلَٰمَ ٱللَّهِ﴾

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ! یہ چاہتے ہیں کہ اس کی کلام کو بدل ڈالیں

٢٢٢٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ قَالَ: (يَقُولُ ٱللَّهُ: إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا، وَإِنْ تَرَكَهَا

۲۲۲۵۔ حضرت ابوھریرہ بنائحہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے جب میرا بندہ کوئی برائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے (تو اللہ فرشتوں سے کہتا ہے) ابھی اس پر گناہ مت لکھو تا آنکہ اس کا ارتکاب نہ کرے اگر ارتکاب

مِنْ أَجْلِي فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ). [رواه البخاري: ۷۵۰۱]

کرے تو اتنا ہی لکھو جتنا اس نے کیا ہے (ایک کے بدلے ایک گناہ) اور اگر مجھ سے ڈرتے ہوئے اسے ترک کردے تو اس کو بھی ایک نیکی تحریر کرو اور اگر کوئی نیکی کرنے کا ارادہ کرے مگر اسے عمل میں نہ لا سکے تو بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو اگر کرے تو دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیوں تک لکھو۔

فوائد: یہ حدیث قدسی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کو ثابت کیا گیا ہے اور یہ کلام قرآن کریم کے علاوہ بھی ہو سکتی ہے اور کلام الٰہی غیر مخلوق ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان اللہ سے ڈرتے ہوئے گناہ سے اجتناب کرتا ہے اس کے لئے ایک کامل نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر لوگوں سے ڈرتے ہوئے یا عاجزی یا کسی اور وجہ سے برائی کا ارتکاب نہیں کرپاتا ہے تو اسے نیکی کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ عین ممکن ہے کہ اس کی بدنیتی کا جرم اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے۔ (شرح کتاب التوحید:۲/۳۸۰،۳۷۹)

۲۲۲۶ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَبْتُ، فَاغْفِرْ، فَقَالَ رَبُّهُ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ ٱلذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثُمَّ مَكَثَ ما شَاءَ ٱللهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا، أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ - أَوْ أَصَبْتُ - آخَرَ فَاغْفِرْهُ؟ فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ ٱلذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثُمَّ مَكَثَ ما شَاءَ ٱللهُ، ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَابَ ذَنْبًا، قَالَ: رَبِّ أَصَبْتُ - أَوْ قَالَ: أَذْنَبْتُ

۲۲۲۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جب بندہ گناہ کو پہنچتا ہے یا یوں کہا جب بندہ گناہ کرتا ہے پھر کہتا ہے اے رب! میں نے گناہ کیا ہے یا یوں کہا کہ میں گناہ کو پہنچا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس کا مواخذہ کرتا ہے لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر تھوڑی دیر تک جس قدر اللہ نے چاہا وہ ٹھہرا رہا پھر وہ گناہ کو پہنچا یا اس نے گناہ کیا پھر پروردگار سے عرض کرنے لگا پروردگار! میں نے گناہ کیا یا میں گناہ کو پہنچا ہوں تو اسے معاف کردے تو اللہ فرماتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو ان کو بخشتا ہے اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے اچھا میں نے اسے معاف کردیا پھر تھوڑی دیر تک جس قدر اللہ

- آخر فَاغْفِرْهُ لِي، فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثَلَاثًا، فَلْيَعْمَلْ ما شَاءَ». [رواه البخاري: ٧٥٠٧]

کو منظور تھا وہ بندہ ٹھہرا رہا اس کے بعد وہ مزید گناہ کو پہنچا یا اس نے گناہ کیا اب پھر پروردگار سے عرض کرنے لگا اے رب! مجھ سے گناہ ہوگیا یا میں گناہ کو پہنچا ہوں تو اسے معاف کردے اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے لہٰذا میں نے اپنے بندے کو تین دفعہ ہی معاف کردیا اب وہ جیسے چاہے عمل کرے (میں تو اس کی مغفرت کرچکا۔)

فوائد: اس حدیث سے بھی اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کو ثابت کرنا ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نیز یہ حدیث بار بار گناہ کرنے کی گنجائش پیدا نہیں کرتی کیونکہ گناہ پر اصرار کرنا بہت سنگین جرم ہے بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان گناہ سے معافی مانگنے کے بعد اگر پھر اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر یا شیطان کی وسوسہ اندازی سے مغلوب ہو کر گناہ کر بیٹھتا ہے پھر اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کے حضور اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں اگر کوئی زبان سے معافی مانگتا ہے لیکن دل میں گناہ کا عزم لئے ہوتا ہے تو اس کے لئے قطعاً معافی نہیں ہے۔ (شرح کتاب التوحید:۲/۳۹۶)

٦ - باب: كَلَامُ الرَّبِّ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِم

باب ٦: اللہ کا قیامت کے دن حضرات انبیاء علیہم السلام اور دوسرے لوگوں سے ہم کلام ہونا

٢٢٢٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ، فَيَدْخُلُونَ، ثُمَّ أَقُولُ: أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ». فَقَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٧٥٠٩]

۲۲۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جب قیامت کے دن میری سفارش قبول کی جائے گی تو میں عرض کروں گا اے پروردگار جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہو اسے بھی جنت میں داخل فرما حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا میں رسول اللہ کی انگشت ہائے مبارک کو دیکھ رہا ہوں (جن سے آپ نے سمجھایا کہ اتنے تھوڑے ایمان پر بھی میں سفارش کروں گا۔

فوائد: یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا حضرات انبیاء علیہم السلام سے ہم کلام ہونے کا ذکر نہیں ہے شاید امام بخاری نے حسب عادت دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جو حافظ ابو نعیم نے اپنی مستخرج میں بیان کیا ہے کہ مجھ سے کہا جائے گا یعنی پروردگار فرمائے گا جس کے دل میں ایک جو برابر ایمان ہے یا دانہ رائی کے برابر ایمان ہے یا کچھ بھی ایمان ہے تو آپ اسے جہنم سے نکال سکتے ہے۔ (فتح الباری:۱۳/۴۸۳)

۲۲۲۸ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ: ذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ وقَدْ تَقَدَّمَ مُطَوَّلًا مِنْ رِوايَةِ أَبي هُرَيْرَة، وزادَ هنا في آخِرِهِ: فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، فَيَأْتُونَنِي، فَأَقُولُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ٱرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَٱشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَارَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: ٱنْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ، ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ٱرْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَٱشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: ٱنْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَن كانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ، ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ

۲۲۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شفاعت جو حضرت ابوھریرہ کے طریق سے تفصیلاً (۱۷۵۱) پہلے گزر چکی ہے یہاں آخر میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس کام کے قابل نہیں تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ چنانچہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا ہاں میں اس کا سزاوار ہوں اور میں اپنے پروردگار کے پاس جاکر اجازت مانگوں گا مجھے اجازت مل جائے گی اور اس وقت ایسا ہوگا کہ پروردگار میرے دل میں ایسے ایسے تعریفی کلمات ڈالے گا جو اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں میں ان کلمات سے اللہ کی تعریف کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا ارشاد ہوگا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ جو آپ کہیں گے ہم سنیں گے آپ جو مانگیں گے ہم دیں گے اور آپ جو سفارش کریں گے ہم اسے قبول کریں گے میں عرض کروں گا اے پروردگار! میری امت پر رحم کر' میری امت پر رحم کر ارشاد ہوگا دوزخ کی طرف جاؤ جس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو اسے نکال لاؤ چنانچہ میں جاکر انہیں نکال لاؤں گا پھر واپس آؤں گا اور وہی تعریف اور حمد بجالا کر سجدہ میں گر پڑوں گا ارشاد ہوگا اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ بات

بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيَقُولُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ أِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ). [رواه البخاري: ٧٥١٠ وانظر حديث رقم: ٣٣٤٠]

کہو اسے سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا سفارش کرو اسے شرف قبولیت سے نوازا جائے گا میں عرض کروں گا پروردگار! میری امت پر رحم فرما' میری امت پر مہربانی فرما ارشاد ہو گا جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ یا رائی کے برابر بھی ایمان ہو اس سے بھی دوزخ سے نکال لاؤ تب میں انہیں نکال لاؤں گا میں پھر واپس آؤں گا اور وہی تعریف و محامد بجالا کر سجدہ ریز ہو جاؤں گا حکم ہو گا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا اور سفارش کرو قبول کی جائے گی میں عرض کروں گا اے پروردگار میری امت پر رحم کر میری امت پر مہربانی فرما ارشاد ہو گا جاؤ جن کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم ایمان ہو ان کو بھی دوزخ سے نکال لو چنانچہ میں جاکر انہیں بھی نکال لاؤں گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قیامت کے دن وہ سفارش کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے اور ان لوگوں کے لئے سفارش ہو گی جن کے متعلق اللہ اذن دیں گے نیز سفارش کرنے والا زندہ حاضر ہو گا اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو مردوں سے سفارش کی امید لگائے بیٹھے ہیں یہی وہ شرک تھا جس سے حضرات انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو خبردار کیا ہے۔ (شرح کتاب التوحید:۲/۴۰۸)

۲۲۲۹ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: (ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا)، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَيَقُولُ: وَعِزَّتِي وَجَلاَلِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي لأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلَّا

۲۲۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ پھر میں چوتھی مرتبہ جاؤں گا اور انہی تعریفی کلمات سے ستائش کر کے سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو ارشاد ہو گا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا اور شفاعت کرو اسے شرف قبولیت سے نوازا جائے گا تو میں عرض کروں گا اے پروردگار! مجھے ان لوگوں کو نکالنے کی بھی اجازت دیجئے جنہوں نے دنیا میں صرف لا الہ الا اللہ کہا ہو' پروردگار فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلالت اور

ٱللهُ﴾. [رواه البخاري: ٧٥١٠]

بزرگی کی قسم! میں خود ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔

فوائد : مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ آپ کا کام نہیں بلکہ ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکالنا میرا کام ہے ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے فرشتوں' نبیوں اور اہل ایمان نے اپنی سفارشات سے لوگوں کو جہنم سے نکالا ہے اب ارحم الراحمین کی باری ہے پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جہنم سے نکالیں گے جنہوں نے اصل ایمان کے بعد کبھی اچھا کام نہ کیا تھا اس حدیث سے معتزلہ اور خوارج کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور انہیں کسی کی سفارش کام نہیں دے گی۔ (عون الباری:۵/۷۴۴)

٧ - باب: مِيزَانُ الأَعْمَالِ والأَقْوَالِ يَوْمَ القِيَامَةِ

باب ۷: قیامت کے دن اعمال واقوال کے وزن کا بیان

٢٢٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ﴿كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ: سُبْحَانَ ٱللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ ٱللهِ الْعَظِيمِ﴾. [رواه البخاري: ٧٥٦٣]

۲۲۳۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو رحمٰن کو بہت پیارے اور زبان پر بڑے ہلکے پھلکے (لیکن قیامت کے دن) ترازو میں بھاری اور وزنی ہوں گے وہ یہ ہیں: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

فوائد : امام بخاری کا اس حدیث سے اصل مقصد یہ ہے کہ اولاد آدم کے اعمال واقوال اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور انہی اقوال واعمال کو قیامت کے دن میزان عدل میں رکھا جائے گا اور اس پر جزا وسزا مرتب ہوگی قرآن کریم کی قراءت بھی انسان کا ذاتی عمل ہے اگرچہ اللہ کی کلام غیر مخلوق ہے تاہم انسانی نطق اور تلفظ غیر مخلوق نہیں ہے اسی طرح تسبیح وتحمید اور دیگر اذکار واوراد بھی جب انسان کی زبان سے ادا ہوں گے تو انہیں ترازو میں تولا جائے گا چونکہ حدیث میں ہے کہ مجالس کو اللہ کی تسبیح سے ختم کیا جائے اس لئے امام بخاری نے بھی اپنی مجلس علم کو اللہ کی تسبیح سے ختم کیا ہے واضح رہے کہ دو گروہوں کے اعمال واقوال کا وزن نہیں کیا جائے گا ایک وہ کفار جن کی سرے سے کوئی نیکی نہ ہوگی وہ بلا حساب ومیزان جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے قرآن کریم میں ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے ترازو نہیں رکھے جائیں گے دوسرے وہ اہل ایمان جن کی برائیاں نہیں ہوں گی اور بے شمار نیکیاں لے کر اللہ کے حضور پیش ہوں گے انہیں بھی حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا محور توحید باری تعالیٰ ہے اس لئے امام بخاری نے بھی کتاب

التوحید پر اپنی کتاب کو ختم کیا ہے اور دنیا میں اخلاص نیت کے ساتھ اعمال کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لئے ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) سے کتاب کا آغاز فرمایا اور آخرت میں اعمال کا وزن کیا جائے گا اور اس پر کامیابی کا دار مدار ہو گا اس لئے اس حدیث کو آخر میں بیان فرمایا' نیز تنبیہ فرمائی ہے کہ قیامت کے دن ایسے اعمال کا وزن ہو گا جو اخلاص نیت پر مبنی ہوں گے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دنیا میں اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور قیامت کے دن ہماری نیکیوں کا پلڑا بھاری کر دے ﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴾

آج مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۹ جولائی ۱۹۹۶ء بروز سوموار بوقت سحر "تجرید بخاری" کے ترجمہ اور بروز جمعرات مورخہ ۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ بمطابق ۷ مئی ۱۹۹۸ء اس کی تعلیق سے فراغت ہوئی۔

﴿ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ﴾

﴿ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَخْوَانِهٖ اَجْمَعِيْنَ ﴾

ابو محمد عبد الستار الحماد

مرکز تعلیم القرآن

نواب کالونی ۔ میاں چنوں' پاکستان

مختصر صحیح بخاری (اردو)
علوم اسلامیہ میں علم حدیث ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ متون حدیث کی جمع و ترتیب
محدثین عظام کا ایک درخشندہ کارنامہ ہے جس سے نسل آدم قیامت تک سنت نبوی کے فیوض
و برکات حاصل کرتی رہے گی۔ اس ذخیرۂ حدیث کی سرتاج امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ
کی الجامع الصحیح ہے جسے قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ اس عظیم
کارنامے کے بہت سے تراجم، شروح، اختصار، حواشی، تعلیقات اور فوائد لکھے جا چکے ہیں۔
اس ذخیرۂ علوم حدیث میں ایک عظیم کام وہ اختصار ہے جسے نویں صدی ہجری کے نامور محدث
امام زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدیؒ
نے تیار کیا ہے جس کا پہلا مستند اردو ترجمہ مختصر اور جامع فوائد کے ساتھ اردو خواں طبقے کے
سامنے ادارہ دارالسلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قارئین کرام
کو اس مفید علمی کوشش سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
دارالسلام
DARUSSALAM
دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
ریاض، جدہ، شارجہ، لاہور، لندن، ہیوسٹن، نیویارک